جلد چہارم

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا مسلمانوں نے سلطنتیں قائم کی تھیں انہیں کے
گذشتہ زمانہ کی سلطنت میں داخل ہو گئیں یا ان کے تمام حال جدا جدا از ابتدا
تا انتہا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور کیونکر بگڑیں اور سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئیں
اس جلد کے دو حصے ہیں حصہ اول مشتمل ہے (۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳)
تاریخ گجرات (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس تاریخ سلاطین بنگال - تاریخ
سلاطین جونپور -

حصہ دوم مشتمل ہے (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور
(۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمد نگر (۴) تاریخ سلاطین قطب شاہیہ گولکنڈہ (۵)
تاریخ سلاطین عماد شاہیہ مملکت برار (۶) تاریخ سلاطین برید شاہیہ ملک بیدر (۷)
ضمیمہ تاریخ دکن جس میں پرتگیزوں کا حال ہے (۸) [illegible] تاریخ دکن اس حصہ میں بہت سے
مضامین تازہ طلبہ پڑھینگے جو اکثر تاریخوں میں موجود نہیں ہیں وہ ان تاریخ سے اخذ
کئے گئے ہیں جو کمیاب ہیں (۱) میر معصوم کی تاریخ سندھ (۲) سنسکرت میں تاریخ
کشمیر راج ترنگنی جس کا فارسی انگریزی میں ترجمہ ہوا (۳) سنسکرت میں تاریخ
گجرات راس مالا جس کا انگریزی میں ترجمہ ہے (۴) تاریخ مراۃ سکندری
دکن (۵) تاریخ قطب شاہیہ مصنفہ خورشاہ ایرانی +

ان دو آخر کتابوں کا انگریزی ترجمہ میرے پاس تھا -

فہرست مضامین حصۂ اول

تاریخ سندھ

ذکر سلاطین سندھ جنہوں نے بعد از گماشتگان عباسیہ کے سندھ میں حکومت کی - ۱ سے ۱۹ تک

خاندان ارغون قندہار و سندھ - ۲۱ -

تاریخ ملتان ۶۵-۷۶

تاریخ کاشمیر -

گجرات کی قدرتی حدود ۔ ۱ صفحہ

فہرست تاریخ مالوہ

فہرست تاریخ خاندیس ۲۲۶

فہرست تاریخ سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگال بھی کہتے ہیں - ۲۴۹

فہرست تاریخ شاہان شرقی

فہرست مضامین حصہ دوم

تاریخ دکھن یا دکن صفحہ ۱

یوسف عادل شاہ - ۹۹-۱۱۳

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ - ۱۱۳-۱۲۸

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ - ۱۲۸-۱۳۶

۱۵۱۲ء البوکرک اور پرتگیزون کی شاہ بیجاپور سے لڑائی ۔ ڈی سیکیرا گورنر ۱۵۲۲ء ۔ گجرات اور پرتگیزون کے معاملات ۱۵۲۱ء و ۱۵۳۰ء ۔ ڈیو پر قبضہ کرنے کی تیاریان و ناکامی ۱۵۳۴ء و ۱۵۳۱ء ۔ ڈیو کا محاصرہ ۱۵۳۸ء و ۱۵۴۶ء ۔ گوا پر لڑائی ۱۵۴۹ء ۔ ملو خان کا دعویٰ شاہی ۱۵۵۲ء ۔ پرتگیزون کی فتوحات ۱۵۵۹ء ۱۵۶۰ء ۔ چیول پر حملہ ۱۵۷۰ء سے ۱۶۰۰ء تک واقعات ۔

خلاصہ تاریخ دکن اور اوس پر ریویو ۔ ۳۵۹

۷ سنی شیعون کے سبب نزاع ۳۶۲

تاریخ سندھ

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا سلطنتیں مسلمانوں نے قائم کی تھیں انمیں سے اکثر شہنشاہ اکبر
کی سلطنت میں شامل ہوگئیں اسلئے ہم انکا حال جدا جدا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور پھر کیونکر
شہنشاہ اکبر کے قبضہ میں آئیں۔

ذکر سلاطین سندھ کا جنہوں نے بعد از گماشتگان عباسیہ کے سندھ میں حکومت کی

ہم نے اول جلد میں تاریخ سندھ کے اندر لکھا ہے کہ خلافت القادر باللہ ابو العباس احمد
اسحاق بن المقتدر باللہ میں سندھ کو کچھ تعلق خلفاء عباسیہ کے ساتھ نہیں رہا اب اسکے آگے
شہنشاہ اکبر کے عہد تک تاریخ ملک سندھ لکھتے ہیں اس زمانہ کی تاریخ سندھ میں گڑبڑ پڑی ہے
مورخوں کی تحریروں میں ایسا اختلاف ہے کہ انگریزی محقق مورخ بھی انمیں مطابقت نہ کر سکے
سندھ کی تاریخ معصومی سے لکھتے ہیں جب سلطان محمود غازی نے ہندوستان کی
تسخیر کا ارادہ کیا اور ملتان میں پہنچا تو اوسنے سندھ کی تسخیر کے لئے فوج متعین کی اور
سنہ ۴۱۶ھ میں بکھر کے معاملات سے فارغ ہوکر سیوستان و ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور اکثر عرب
آدمیوں کو اخراج کیا اور ایک جماعت کو عیال و اطفال سمیت گرفتار کیا۔ اسمیں جو صاحب
فضل تھے اونکو مناصب شرعیہ تفویض کئے اور اونکے وظائف اور ادرارات انکے
معاش کے لئے مقرر کئے جب ۴۲۱ھ میں سلطان محمود نے اس جہان سے سفر کیا تو
سلطان مسعود غزنین کے تخت پر اسکا جانشین ہوا اوسنے بساط عیش و نشاط بچھایا
اور جشن و سور کے لوازم میں اور عیش و سرور کے مراسم میں مشغول ہوا مہمات جہانداری
میں غیر مصروف ہوا اکثر دور دست کی سرحدوں کے آدمیوں نے تمرد اختیار کیا اور اس کی اطاعت

اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اوسکے سر کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا اور اس جماعت نے انڑ کو تخت پر بٹھایا
انڑ باتفاق امرا حاکم مستقل ہوا اور خلق کثیر اوسکے گرد جمع ہوئی اور وہ اس جمعیت کے ساتھ تسخیر
سیوستان کا عازم ہوا۔ یہاں سلاطین کی طرف ملک تن عامل تھا۔ انہنے حوالی سیوستان
میں آنکر میدان مقابلہ و مقاتلہ آراستہ کیا ملک تن اپنا لشکر آراستہ کرکے قلعہ سے نکلا اور
جنگ گاہ میں آیا۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی۔ اول دفعہ جام انڑ کو جنگ میں شکست ہوئی دوسری
دفعہ بہائیوں کی مدد لیکر میدان کارزار میں آیا۔ ملک تن گھوڑا دوڑاتا تھا کہ وہ اوسپر سے گر پڑا
جام انڑ نے اسکا سر کاٹ لیا۔ اور قلعہ سیوستان پر متصرف ہوا۔ ملک فیروز علی و علی شاہ ترک
کہ نواحی بکر میں تھے اونہوں نے ایک مکتوب اُس پاس بھیجا کہ یہ دلیری تم کو سزاوار نہتی۔ اب
لشکر بادشاہی سے لڑنے کی استعداد پیدا کرکے میدان استقامت میں مردانگی دکھاؤ۔ اس مکتوب
کا اسپر اثر ہوا کہ وہ تھری میں چلا گیا اور انہیں دنوں میں مریض ہوکر چل بسا اس کے
ایام حکومت تین سال چھ مہینے تھی بعض مورخ لکھتے ہیں کہ جام انڑ نے سیوستان فتح کرکے
مراجعت کی ہے تو وہ ایک رات مجلس عیش میں شراب پی رہا تھا کہ اس اثنا میں خبر آئی کہ ایک
باغیوں کی جماعت آگئی ہے اوسنے اپنے وکیل کا بہن تماچی کو باغیوں کے دفع کرنے کے لئے
بھیجا وہ ایلغار کرکے پہنچا اور مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا مگر اوس وقت کا ہرست تھا وہ گرفتار ہوا
دشمنوں نے اوسے مقید کیا جام انڑ اپنے عیش و عشرت میں مشغول رہا اوسنے کچھ پروا اسنے
وکیل کے قید ہونے کی نہیں کی جسے کابہن تماچی کے سینہ میں کینہ پیدا ہوا اور اوسکو مخفی رکھا
اور بلطائف الحیل دشمنوں کی قید سے اپنے تئیں چھٹایا اور جام انڑ سے روگرداں ہوکر قلعہ بکر
میں آیا۔ علی شاہ ترک سے ملاقات کی جسنے ملک فیروز شاہ سے اتفاق کرکے لشکر جمع کیا اور جام انڑ
کو قلعہ بہرام پور میں قتل کر ڈالا۔

جام انڑ نے رحلت کی جام جونہ قوم سمہ کی جام کے خطاب سے ملقب ہوا اور اوسنے کل سندھ کی
تسخیر کا خیال کیا اور اپنے برادروں و خویشوں کی رعایت کرکے انکو قریات و قصبات بکر
کی غارت و قتل کے لئے بھیجا۔ دو تین دفعہ بکر اور سمہ کے آدمیوں میں سخت لڑائی ہوئی ترکوں

میں مقاومت کی طاقت نہ تھی وہ قلعہ بکر کو چھوڑ کر اچھہ میں چلے گئے اور جب جام جونہ نے
اس فرار کا حال سنا تو قلعہ بکر کو روانہ ہوا۔ اور چند سال باستقلال سند میں حکومت کی لیکن آخر
کو سلطان علاء الدین نے اپنے بھائی الغ خاں کو نواح ملتان میں دانہ کیا۔ الغ خاں نے
تاج کافوری و تاتار خاں کو جام کے دفع کرنے کے لئے سندھ کو بھیجا۔ یہ لشکر پہنچا نہ تھا کہ جام جونہ
خناق کے مرض سے مر گیا اسکے ایام حکومت تیرہ سال تھے سلطان علاء الدین کے لشکر نے
بکر میں پہنچکر قلعہ بکر پر تصرف کیا اور سیوستان کا عازم ہوا +
جام تماجی کو اعیان مملکت نے اتفاق کر کے سلطنت موروثی کے تخت پر بٹھایا سلطان علاء الدین نے
بعد از جنگ جام تماجی بن انڑ کو گرفتار کیا اور اوسکو مع اہل و عیال دہلی لے گیا حفاظت سمہ
حوالی ٹھری میں اوقات بسر کرتی تھی اور عمال جام معاملات کا انتظام کرتے تھے ملک تماجی
کو بعد ایک مدت کے اسکا بیٹا ملک خیر الدین کہ چھوٹی عمر میں باپ کے ساتھ دہلی گیا تھا باپ کے مرنے
بعد سند میں آیا چونکہ جام خیر الدین بند و زندان کی محنت اوٹھا چکا تھا ہر چند سلطان محمد شاہ
نے اوسکو بلایا مگر وہ نگیا پھر سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کو حوالی ٹھٹہ میں سفر آخرت پیش
آیا۔ وصیت کے موافق سلطان فیروز شاہ تغلق اسکا جانشین ہوا اور دہلی کا عازم ہوا
اوسکے پیچھے جام خیر الدین چند منزل گیا حوالی سن سے کہ مضافات سیہوان سے ہے معاودت
کی سلطان فیروز شاہ کے دل میں اس سے خدشہ رہا۔ جام خیر الدین نے سلطان فیروز شاہ
کی مراجعت کرنے کے بعد بساط عدل و احسان مبسوط کیا عامہ رعایا کی ترفیہ میں کمال اہتمام
اوسکے وقایع میں نادر واقعہ یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک دن وہ خواص و خدم کے ساتھ لئے
سیر و تماشے کو جاتا تھا۔ ناگاہ اوسکو ایک گڑھے میں ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آئیں۔ گھوڑا
دوڑا کر وہاں گیا اور ان پوشیدہ ہڈیوں کو دیکھتا رہا پھر ملازموں کی طرف مخاطب ہو کر
کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہڈیاں مجھے کیا کہہ رہی ہیں وہ سب ہیبت کے مارے خاموش رہے تو
جام نے فرمایا کہ چند مظلوم داد کی مدد چاہتی ہیں۔ پھر اوسنے ان اموات کے حال کی تحقیقات
کی یہ سرزمین ایک بڑے زمیندار سے تعلق رکھتی تھی۔ اوسکو بلایا اور مردوں کا حال دریافت کیا

جام تماجی بن جام اور جام خیر الدین

اوسنے کہا کہ سات سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ گجرات سے ایک کارواں یہاں آیا تہا۔ فلاں جماعت نے اسے مار ڈالا اور مال دبالیا گئی تہی اور ابتک مال اکثر پاس موجود ہے۔ جب جام کو یہ حال معلوم ہوا تو اموال کے جمع کرنے کا حکم دیا اور والی گجرات پاس بہتے آدمی کے ہاتہہ یہ مال بہیجا کہ اس کو مقتولوں کے وارثوں میں تقسیم کرے اور قاتلوں کی جماعت کا قصاص لیا۔ چند سال بعد اس دیرفانی کو وداع کرکے جہان جاودانی میں آرام کیا +

جام بانبیہ +

باپکے مرنیکے بعد امرا واعیان نے اتفاق کرکے باپ کے موروثی تخت پر جام بانبیہ کو بٹھایا۔ اسی اثنا میں سلطان فیروزشاہ ممالک ہندوستان اور گجرات سے خاطر جمع کرکے ولایت سندکی تسخیر کا عازم ہوا۔ جام بانبیہ نے میدان محاربہ آراستہ کیا۔ سلطان فیروزشاہ تین مہینے یہاں کی حوالی میں ٹہیرا۔ ہوا کی طغیانی اور ہوا کی مخالفت اور مچہروں کی کثرت نے اوسکو مجبور کیا کہ وہ اول برسات میں پٹن گجرات کی طرف چلا گیا۔ برسات کے بعد دوبارہ آیا اور بہت سا لشکر ساتھ لایا۔ اور سخت لڑائیاں لڑا۔ آخر کو جام بانبیہ اوسکے ہاتہہ آگیا اور ولایت سند تمام وکمال سلطان فیروزشاہ کے قبضہ میں آئی۔ وہ جام کو سلطان دہلی اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب جام ایک مدت تک سلطان کی ملازمت میں رہا اور خدمات پسندیدہ بجالایا تو دوبارہ سلطان نے شاہانہ عنایت کرکے خلعت دیا اور پہر سلطان نے سندکی حکومت عنایت کی۔ وہ یہاں سندہ میں آیا اور پندرہ سال تک باستقلال حکومت کی۔ آخر کو سفر آخرت کیا

جام تماچی + جام صلاح الدین

اسکے مرنیکے بعد اسکا بہائی (یا بیٹا) جام تماچی مسند امارت پر بیٹہا اور ملک اور حکومت کے مشاغل میں مشغول ہوا۔ فراغت دوست تہا عیش وسرور میں اوقات بسر کرتا تہا۔ تیرہ سال سلطنت کرگیا۔ وبا میں مرگیا +

جام تماچی کے مرنے کے بعد جام صلاح الدین شغل حکومت میں مشغول ہوا۔ اوسنے اول حکومت کا جو لوگوں کے تمرد سے درہم برہم ہوئی تہی انتظام کیا اور سرکشوں کی گوشمالی کی۔ بعد اسکے پیچہ وتاکید کے کچہکی جانب متوجہ ہوا۔ اور کچہ کے اکثر لوگوں سے سخت لڑائیاں لڑا اور وہاں سے فتحیاب ہوکر واپس آیا۔ اور سپاہی اور رعیت کی مہمات میں جسطرح چاہئے مشغول ہوگیا +

جام کرن +

کہ کام ہاتھ سے جا چکا ہے ناچار سب نے اطاعت اختیار کی۔ شیر علی نے سات سال سلطنت کی
جام علی شیر کی شہادت کے بعد سب بھائیوں نے اتفاق کر کے کرن کو مسند پر بٹھایا۔ وہ اعیان و
اشراف شہر سے ناخوش تھا۔ اوائل جلوس میں اوس نے چاہا کہ انکو سب پکڑ لاکر بعض کو محبوس
اور بعض کو مقتول کروں۔ اوسی روز یا دوسرے روز اوس نے مجلس سلطنت آراستہ کی اور بار عام
دیکر خاص و عام کو طلب کیا۔ اونکے ساتھ اوس نے استمالت کی باتیں کیں۔ مائدہ طعام آراستہ کیا
وہ فراغ طعام کے بعد اُٹھا اور طہارت خانہ کو روانہ ہوا۔ کہ ایک جماعت نے جو آدمیوں کی تو
دستبرد سے خائف تھی طہارت خانہ کے دروازہ پر جا کر کرن کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے
مارے جانے کا سبب فتح خان بن سکندر تھا۔ اُس کو باتفاق لشکریوں اور رعیت نے
مسند سلطنت پر بٹھا دیا +

ذکر جام فتح خان بن سکندر

فتح خان نے تخت سلطنت پر بیٹھ کر قواعد ایالت و قوانین امارت کو استحکام دیکر کمال شجاعت
امور جہانداری میں دکھائی۔ اسی کے عہد میں امیر تیمور کا پوتا مرزا پیر محمد خان حوالی ملتان میں پہنچکر
ملتان اور اوچہ پر قابض ہوا تھا جب امیر تیمور ہندوستان چلا گیا۔ اور ہندوستان میں
طوائف الملوکی شروع ہوئی تو تھٹھ سلاطین سندھ کے ہاتھ میں آگیا۔ جام فتح خان شجاعت و
سخاوت کیساتھ موصوف تھا۔ قوت دہری میں مشہور تھا۔ اُس نے پندرہ سال چند ماہ حکومت کی۔ پھر اجل
آگئی۔ جام فتح خان بستر ناتوانی پر پڑا تھا اور اپنے اوضاع سے چہرہ میں موت کے آثار دیکھتا تھا

ذکر جام تغلق بن سکندر +

اپنے مرنے سے تین روز پہلے اپنے چھوٹے بھائی جام تغلق کو مسند ایالت پر بٹھایا اور
حکومت اور امارت کی باگ اوسکے ہاتھ میں دی۔ جام تغلق اوسکا خطاب کہا۔ اوس نے سریر سلطنت
پر جلوس کر کے اپنے بھائیوں کو سیوستان اور قلعہ بکر کی حکومت عنایت فرمائی۔ اکثر اوقات
وہ سیر و شکار میں مصروف رہتا۔ جب اطراف بکر میں بلوچوں نے فتنہ و فساد شروع کیا تو جام اونکی
تنبیہ کی اور مراجعت کی اور ہر پرگنہ میں تھانہ مقرر کیا۔ ۲۸ سال سلطنت کی اور پھر اجل
طبیعی سے مرگیا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اوس نے سلاطین گجرات سے آشنائی
و صداقت پیدا کی تھی +

بیٹا باپ کا جانشین ہوا مگر وہ خورد سال تھا سیوستان اور بکھر کے حاکم نے اوسکی اطاعت نہ
کی اور آپس میں مخالفت کی جام سکندر نے ٹھٹھہ سے نکل کر بکر کا قصد کیا نصیبہ نصیر پور کے قریب تھا
تھا کہ ناگاہ ایک شخص مبارک نام نے کہ جام تغلق کی زندگی میں منصب دربانی کا رکھتا تھا ٹھٹھہ
میں خروج کیا اور اپنا خطاب جام مبارک رکھا اور سریر حکومت پر بیٹھ گیا۔ آدمیون نے اوس کے
ساتھہ اتفاق نہیں کیا اسکی حکومت تین روز سے زیادہ نہ چلی اوسکو اعیان ٹھٹھہ نے نکال دیا
اور سکندر کو آدمی بھیجکر بلایا جب سکندر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوسنے حاکم بکر سے صلح کر لی
اور ٹھٹھہ کو مراجعت کی ڈیڑھ سال سلطنت کرکے دنیا سے چل بسا +

۶ جمادی الاول ۸۶۵ھ جام رائدنا نے خروج کیا۔ جام تغلق کے عہد میں سرحد کچھ میں وہ
رہتا تھا اور وہان کے آدمیون سے مراسلت رکھتا تھا اور کام کے آدمیون کی جماعت کثیر
اپنے پاس رکھتا تھا اور اونکی رضا جوئی انعام اکرام سے کرتا رہتا تھا۔ ان آدمیون نے بھی
اسکو عاقل جانکر اپنے تئیں اوسکے حوالہ کر دیا تھا جب اوسکو سکندر کے مرنے کی خبر ہوئی تو
اپنی جمعیت کے ساتھہ ٹھٹھہ میں آیا۔ اور آدمیوں کو جمع کیا اور اونکے روبرو بیان کیا کہ میں
یہاں سلطنت کے داعیہ سے نہیں آیا۔ بلکہ مسلمانوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے
لئے آیا ہوں جسکو تم سلطنت کے لائق جانو اوسکو تخت سلطنت پر بٹھاؤ اول میں اوسکے
ساتھہ بیعت کرونگا چونکہ کوئی شخص جو سلطنت کا استحقاق رکھتا ہو اوسوقت نہ تھا
سب نے بالاتفاق تخت سلطنت پر اُسے بٹھایا اوسنے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ابتدائے
آب غور سے لیکر موضع کاجہری اور کندرہ تک کہ سرحد موضع ماچھیلہ اور اوباوڑیہ واقع تھا
تصرف کیا جب اوسکی سلطنت پر ساڑہے آٹھہ سال کا زمانہ گذر گیا تب ۸۷۴ھ کے سنہ میں ہوا
سلطنت آئی وہ اوسکے مخصوصوں میں تھا اوسکے خواصوں و رعیتوں کو اپنے ساتھہ متفق کر کے
کہ وہ خلوت میں شراب پیتا تھا ایک شیشہ میں زہر ملا کر اوسکو پلا دیا۔ ایک برس [illegible] کر کے ان کے بعد
جام سنجر خوش صورت تھا ایک جماعت کثیر اسپر ایسی شیفتہ تھی کہ سب [illegible]
کہ کیا جام سنجر پہلے اسکی مسند حکومت پر جلوس کرے ایک صاحب کمال درویش [illegible] توجہ خاص تھی

ایک شب کو سنجر اس درویش کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ حاکم سندھ ہوں گو حکومت آٹھ ہی روز کیوں نہ ہو۔ فقیر نے فرمایا کہ تو آٹھ سال بادشاہی کرے گا۔ جب جام رائدھن نے سفر آخرت کیا اعیان مملکت اتفاق کر کے جام سنجر کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور حکومت کی عنان اوسکے قبضۂ اقتدار میں دی۔ چونکہ اوس درویش کی دعا سے سریر سلطنت پر صعود کیا تھا تو بغیر اسکے کہ جنگ و جدال ہو اطراف و جوانب سے آدمی آن آن کر اوس کی اطاعت قبول کرتے تھے اور فرمان برداری کے لوازم کو بجا لاتے تھے اسکے وقت میں ممالکت سندھ کو رواج و رونق ہوئی وہ پہلے کسی زمانہ میں نہ ہوئی تھی۔ سپاہی و رعیت کمال جمعیت سے رہتے تھے۔ جام سنجر ہمیشہ علما و صلحا و درویشوں کی خاطر کرتا تھا۔ روز جمعہ کو خیرات بیشمار بہت فقرا و مساکین کو دیتا تھا اور اہل استحقاق کے وظائف و ادرارات مقرر کرتا تھا۔ اسکی حکومت سے پیشتر حکام ارباب مناصب کو تھوڑی تنخواہ دیتے تھے۔ سنجر کی سلطنت سے پہلے قاضی معروف بکر کا قاضی مقرر ہوا تھا اور بہت تھوڑا وظیفہ اسکو ملتا تھا اسلئے وہ مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا تھا۔ جب یہ بات سنجر کے کان تک پہنچی کہ قاضی اس طرح رشوت مدعی و مدعا علیہ سے لیتا ہے تو قاضی کو حکم بھیجکر بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اوسنے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو مدعی و مدعا علیہ سے رشوت لیتا ہے۔ قاضی نے کہا کہ ہاں لیتا ہوں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ گواہوں سے بھی رشوت لوں مگر وہ باہر چلے جاتے ہیں۔ جام کو بے اختیار ہنسی آئی۔ قاضی نے کہا کہ تمام روز میں دار القضا میں بیٹھتا ہوں اور اوقات صرف کرتا ہوں اور میرے فرزندوں کو صبح شام کا طعام میسر نہیں ہوتا۔ جام نے قاضی کو انعامات دئے اور کافی وظیفہ اوسکا مقرر کیا اور کل ممالک میں ارباب مناصب کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کردئے کہ جب اونکی گذر اوقات بفراغت ہونے لگی جب اوسکی حکومت پر آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا تو اوسنے انتقال کیا +

سنجر کے مرنے کے بعد ۲۵ ربیع الاول ۸۶۶ھ جام نظام الدین کو کل علما و صلحا و رعایا نے متفق ہو کر مسند سلطنت پر بٹھایا۔ وہ حاکم بالاستقلال ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ اوائل حال میں طالب العلمی کرتا تھا اور خانقاہوں و مدارس میں اوقات بسر کرتا تھا۔ وہ بڑا خلیق تھا۔

[illegible]

صفات حمیدہ اخلاق پسندیدہ رکہتا تہا۔ کمال زہد رکہتا تہا اور عبادت کرتا تہا اسکی خوبیاں
بیان نہیں ہوسکتیں اوائل جلوس میں ٹھٹہ سے وہ بکر میں آیا اور ایک سال یہاں رہا۔ [illegible]
کو ملیا میٹ کیا۔ قلعہ بکر میں فرخ خیمہ [illegible] کا بہت [illegible] کیا اور [illegible]
مدارس میں اسکی خدمت کرتا تہا بکر میں [illegible]
کرراہوں میں آدمیوں کی آمد و شد ہونے لگی سبب ایک سال کے [illegible]
۴۸ سال بالاستقلال سلطنت کی۔ اسکے عہد میں [illegible]
کرتے تھے۔ سپاہ آسودہ حال اور رعیت مرفہ الحال تہی سلطان حسین لنگاہ ملتان کو [illegible]
جام نظام الدین تہا ان دونوں میں بڑی محبت و مروت تہی آپس میں تحفے تحائف
بہیجتے رہتے تہے۔ جام نظام ہر شب اپنے اصطبل میں جاتا اور گہوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ
پہیرتا اور کہتا کہ [illegible] میں نہیں چاہتا کہ سوا غزا کے تم پر سوار ہوں اسلئے کہ [illegible]
طرف حکام مسلمان ہیں تم دعا کرو کہ سب شروع کے ہیں کسی جگہ نہ جاؤں [illegible]
[illegible] کہ مسلمان بیگناہوں کی خونریزی ہو۔ خدا کے آگے میں شرمسار ہوں۔ اسکے عہد میں
[illegible] نبوی کا رواج ایسا ہوا تہا کہ اس سے افزوں تصور میں نہیں آتا۔ مساجد میں [illegible]
اس طرح کی ہوتی تہی کہ محلہ کے سب چہوٹے بڑے مسجد میں حاضر ہوتے اور کبہی تنہا نماز
پڑہنے سے راضی نہ ہوتے اور اگر کسی وقت کی نماز جماعت کی قضا ہوجاتی تو نہایت نادم
ہوتے اور دو تین روز استغفار پڑہتے۔ جام نظام کے اواخر سلطنت میں شاہ بیگ کی
سپاہ قندہار سے آئی اور [illegible] بکری [illegible] چندہ کا [illegible] کیا مغلوں کے دفع
دفع کرنے کے لئے جام نے سپاہ عظیم بہیجی اور [illegible] قریب [illegible]
ہے ایک لڑائی ہوئی جس میں شاہ بیگ کا بہائی قتل ہوا اور دوسری سپاہ کو شکست ہوئی
باقی سپاہ قندہار کو بہاگ گئی پہر نظام الدین کی حیات میں سندہ پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ جام [illegible]
اوقات مذاکرہ و مباحثہ علمی میں علما کے ساتہ مشغول رہتا تہا جناب مولانا جلال الدین محمد
دوانی نے شیراز سے ملک سندہ میں آنے کا قصد کیا۔ اپنے دو شاگردوں میر شمس میر معین [illegible]

ٹھٹہ میں بھیجا کہ وہ جاکر میری طرف سے استدعا کریں کہ وہ وہاں رہنا چاہتا ہے۔ جام نظام نے
اونکے واسطے منازل لایق تجویز کیں اور اسباب معیشت بھی مہیا کیا اور خرچ راہ اونکے ہاتھ
بھجوایا۔ مگر ان کے پہنچنے سے پہلے مولانا کو سفر آخرت پیش آیا۔ پھر میر شمس اور میر معین نے مراجعت
کی اور ٹھٹہ میں اقامت کی۔ بعد کچھ مدت کے جام نظام نے ملک باقی کا عزم کیا۔ اسکی وفات کے
بعد ملک سندھ میں بالکل دسویں کے سال میں فتور پڑا۔

جام فیروز

جب جام نظام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا تو جام فیروز اسکا بیٹا خرد سال تھا
و جام صلاح الدین کہ جام کے قرابتیوں میں تھا اور جام سنجر کا نواسا تھا اوسنے دعوی کیا کہ
مسند سلطنت پر جلوس کرے۔ دریا خان سارنگ خان کہ جام کے معتبر غلاموں میں تھے
اور بڑی شوکت و مکنت رکھتے تھے اونہوں نے اسکا فرمان تسلیم نہیں کیا۔ اشراف و
اعیان ٹھٹہ سے اتفاق کرکے دریا خان نے جام فیروز کو سریر سلطنت پر بٹھایا۔ جام صلاح الدین
نا امید ہوا اوسنے یہ سوچ کر بغیر لڑائی ملک نہیں ہاتھ آئیگا۔ گجرات میں گیا اور سلطان مظفر شاہ
گجرات سے التجا کی۔ سلطان نے جام صلاح الدین کی عم کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ فیروز عیش و نشاط میں
مشغول ہوا۔ اکثر اوقات حرم میں پڑا رہتا اور اگر گاہے باہر آتا تو اوسکی مجلس میں لولی
اور مسخرے جمع ہوتے اور ہزل باتیں کرتے۔ اسکے عہد میں قوم سمہ کے آدمیوں اور خاصہ خیلوں نے
اہل شہر پر تعدی شروع کی۔ دریا خان اوسکا مانع ہوا تو لوگ اوسکی اہانت کرنے لگے۔ دریا خان
موضع کاہان میں جہاں اوسکی جاگیر تھی رخصت لیکر چلا گیا۔ یہاں اونہیں دنوں میں مخدوم عبد العزیز
ابہری معہ اپنے اونکے دو بیٹے اسمٰعیل الدین و مولانا اسعد آگئے جنمیں سے ہر ایک عالم متبحر تھا۔ چند
سال تک افادہ و نشر علوم میں مشغول رہے اور ہرات سے انکا نکلنا شاہ اسمٰعیل کی وجہ سے
سنہ ۹۱۶ھ میں ہوا تھا۔ مولانا سعد جامع علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے اور ہرات میں اونکی تصانیف پسندیدہ
تھیں۔ مشکوۃ کی شرح لکھی تھی وہ تمام نہ ہوئی مگر مسودہ اوسکا کتب خانہ میں موجود تھا اور اکثر
کتب متداول پر حواشی لکھے تھے۔ وہ اسی کاہان میں ملک آخرت کو چلے گئے۔ مقابر کاہان
میں اونکا مزار آدمیوں کی زیارت گاہ ہے۔ جام فیروز عیش و عشرت میں مشغول ہوا ارکان

اوسکے برباد کرنے کا ارادہ کیا جماعت واقف طلبی نے جام صلاح الدین پاس آدمی بھیجا اور اس
حال سے آگاہ کیا کہ جام فیروز اکثر مست و مخمور رہتا ہے اور عہدہ مالک دریا خان غدر کر کے
کاہان کو چلا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ جلد یہاں آؤ۔ جام صلاح الدین نے ٹھٹھہ کے آدمیوں کو
پیرکا نبیہ سلطان مظفر کو دکھائے سلطان مظفر نے بہت سا لشکر جام صلاح الدین کے ساتھ
کر کے ٹھٹھہ کو رخصت کیا۔ اوسنے متواتر کوچ کر کے مسافت بعیدہ کو قطع کیا اور فی الفور آب
ٹھٹھہ سے عبور کر کے شہر میں داخل ہوا جام فیروز کے آدمی پریشان ہوئے اوسکو دوسری
جانب باہر لے گئے۔ جام صلاح الدین بلدہ ٹھٹھہ میں مسند ریاست پر بیٹھا اور جام فیروز کے
خاص خیلوں سے مواخذہ لیا اور مصادرہ کر کے اموال طلب کیے۔ جام فیروز کو اوسکی والدہ
دریا خان پاس کاہان میں لائی اور بہت زاری کر کے اوسکی تقصیر معاف کرائیں دریا خان نے
حقوق سابق کو مرعی رکھ کر لشکر جمع کرنا شروع کیا جب سیوستان کے گرد جام فیروز کے
علم کے نیچے لشکر جمع ہوا اور بلوچوں اور سیوییوں نے بھی اوسکی طرف رجوع کی تو دریا خان
جام صلاح الدین کے دفع کے لیے متوجہ ہوا جام صلاح الدین نے چاہا کہ اوسکے استقبال
کرے حاجی نے کہ اوسکا وزیر تھا کہا کہ مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جام صلاح الدین شہر
رہے اور جنگی ہاتھیوں اور لشکر کو اوسکے ہمراہ کر کے جنگ میں بھیجے۔ جام صلاح الدین
نے شہر میں توقف کیا۔ حاجی وزیر کو جنگ میں بھیجا۔ دونوں لشکروں میں آتش جدال و قتال
افروختہ ہوئی طرفین سے بہادر کشتہ ہوئے آخر کو دریا خان کے لشکر نے ہزیمت پائی
اور دولتا بہرا حاجی وزیر نے سرسواری جام صلاح الدین کو عرضداشت بھیجی کہ ہم کو فتح
و فیروزی حاصل ہوئی خاطر جمع رکھو وقت نہ تھا کہ دریا خان کا تعاقب کر سکتا۔ قاصد
مع عرضداشت کے دریا خان کے آدمیوں کے ہاتھ لگا اونے فرضی عرضداشت کے مضمون
کو بدل کر دوسری عرضداشت حاجی وزیر کی طرف سے جام صلاح الدین کو یہ لکھی کہ ہمارے لشکر
کو شکست ہوئی غنیم زبردست ہے تم اہل و عیال لیکر ٹھٹھہ سے باہر چلے آؤ اور اصلا توقف
نہ کرو موضع باجکان میں ہم تم سے ملیں گے۔ جس وقت یہ عرضداشت پہنچی جام صلاح الدین

۱۰ ماہ رمضان کو بغیر افطار چلدیا اور دریا سے گذر کر شکستہ حال ہوا۔ آٹھ مہینے اسکی مدت سلطنت تھی جب حاجی وزیر سے اوسکی ملاقات ہوئی تو اوسنے ملامت کی کہ تونے یہ کیا کیا اوسنے حاجی کی عرضداشت دکھائی تو حاجی نے کہا کہ میں نے یہ نہیں لکھا۔ آخر کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی نہایت ندامت ہوئی مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا۔ ندامت سے کیا فائدہ تھا۔ دریاخان نے چند منزل تعاقب کیا اور عید الفطر کے روز جام فیروز کو ٹھٹھہ میں لایا عیدگاہ میں نماز پڑھی جام فیروز نے چند سال استقلال سے سلطنت کی مگر آخر سنہ ۹۱۶ یا ۹۲۳ھ میں شاہ بیگ ارغون نے حملہ کیا چونکہ سومرہ و سمہ کا احوال کسی کتاب میں مفصل مرقوم نہیں دیکھا اسلئے مجمل لکھا گیا اگر کسی عزیز کو اس سے زیادہ حال معلوم ہو تو وہ اسمیں شامل کردے بہتر ہے اسکے کہ ہم خاندان ارغون کا حال لکھیں چند متفرق حکایتیں ہم نے اوپر دریاخاں کا نام لکھا ہے اسکے بلند پایہ ہونے کا حال تاریخ طاہری میں یہ لکھا ہے کہ جب جام نندا پسر بابینہ کو تخت ٹھٹھہ پر اوسکے دوستوں نے بٹھایا تو اس شہر کو بڑی رونق دی اور حکومت ایسی عدالت کے ساتھ کی کہ ہر شخص اپنے گھر میں خوش تھا ۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد

ایکدن راہ میں وزیر لشکر یا ایک بیٹے کو ساتھ لیکر شکار کو گیا۔ وزیر کے ساتھ ایک نوعمر غلام قبولہ تھا اور اوسکو پانی پلانے کی خدمت سپرد تھی۔ یہ لڑکا اصل میں سید کا بیٹا تھا مگر مقید ہو کر بکا اور وزیر نے اوسے مول لیا۔ جام کو پیاس لگی اسوقت اسکا آبدار موجود نہ تھا وزیر نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ پانی لا۔ وہ پیالہ میں پانی لایا اور اوسمیں گھاس کے تنکے ڈالدئے۔ جام نے پیالہ کو دیکھکر پوچھا کہ یہ تنکے کیوں ڈالے ہیں لڑکے نے جواب دیا کہ حضور پیاسے بہت تھے یہ خوف تھا کہ اگر پانی زیادہ پی جاؤگے تو سوار نہیں ہو سکوگے۔ ان تنکوں کے سبب سے پانی ٹھیر ٹھیر کر اعتدال سے پیوگے۔ اگرچہ اسمیں کوئی تعجب کی بات نہ تھی مگر لڑکے کے اقبال نے یاوری کی کہ جام نے قبولہ کو وزیر سے لے لیا اور پیار اوسکو وہ اپنے بچوں سے زیادہ چاہنے لگا اور مبارک خاں کا خطاب دیا۔ اور مرتے وقت اوسکو اپنا بیٹا

[illegible]

جب تاج الدین یلدوز کے افسروں نے لاہور کو تسخیر کیا تو شہر ملتان میں ناصر الدین
قباچہ نے بادشاہی ۶۰۲ھ (۱۲۰۶) کے آخر میں کی۔ خلجی اور اسکے آدمی ملک سیوستان کے
مالک ہو گئے۔ سلطان شمس الدین التمش نے وزیر نظام الملک محمد بن سعد جنیدی کو اوچھ
کی تسخیر کے لئے بھیجا اور خود بھی گیا ۶۲۵ھ (۱۲۲۸) میں اوچھ نظام الملک کے ہاتھ آ گیا
اور سندھ بھکر کو روانہ ہوا۔ ناصر الدین قباچہ بھاگا اور دریائے سندھ میں اسکی کشتی غرق ہونے سے ہلاکت
میں آئی۔ سلطان شمس الدین سندھ کا مالک ہو گیا ۶۳۰ھ (۱۲۳۳) میں ناصر الدین ... پر سلطان
التمش ۶۳۳ھ (۱۲۳۶) میں مر گیا سلطان مسعود شاہ اسکا جانشین ہوا۔ اسکی قلیل سلطنت میں
مغل دریائے سندھ سے پار اترے اور اوچھ کا محاصرہ انہوں نے کیا۔ مگر سلطان مسعود کی
ہوشیاری سے مغلوں کو شکست ہوئی اور وہ خراسان کو بھاگ گئے۔ سلطان مسعود نے
ملک جلال الدین محمد کو سندھ کا حاکم بجائے نور الدین محمد کے مقرر کیا۔ اوسکی خدمت میں
ناصر الدین محمود چچا سلطان مسعود کا تاج و تخت کا مالک ہوا +

۶۶۲ھ (۱۲۶۴) میں سلطان غیاث الدین بلبن دہلی میں بادشاہ ہوا اسنے لاہور و ملتان کے
مالک اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپرد کئے۔ وہ باپ کے تیسرے سال ملنے جاتا تھا ۶۸۳ھ (۱۲۸۴) میں
چنگیز خانی لشکر کے ساتھ لڑ کر شہید ہوا اور اسکا بیٹا کیخسرو اسکا جانشین ہوا۔ جب
۶۹۲ھ (۱۲۹۳) میں سلطان جلال الدین خلجی آیا تو اوسنے ملتان اور اوچھ میں ارکلی خان کو
حاکم مقرر کیا اور سندھ میں نصرت خان کو حاکم مقرر کیا ۶۹۵ھ (۱۲۹۶) میں سلطان علاء الدین نے
بھی اپنے بھائی الغ خان کو ارکلی خان کے نکالنے کے لئے بھیجا۔ مگر نصرت خان سی ہزار سپاہ
کے ساتھ ملتان۔ اوچھ۔ بھکر سیوستان ٹھٹھہ میں بدستور حاکم رہا ۶۹۷ھ (۱۲۹۷) میں سلدی مغل
سیستان سے آئے۔ اور انہوں نے سیوستان پر قبضہ کیا مگر نصرت خان نے انپر سخت حملہ
کر کے ملک اونکے قبضہ سے نکال لیا سلطان علاء الدین نے اپنے آخر وقت میں نیلاب
سے چنگیز خانی مغلوں کو نکالنے کے لئے غازی ملک کو دس ہزار سوار کا سپہ سالار بنا کے
بھیجا۔ ملتان و اوچھ اور سندھ جاگیر میں دیا +

خسرو خاں علاء الدین کو معزول کر کے تخت کا مالک ہوا - غازی ملک سندھ و ملتان سے سپاہ
لیکر گیا اور خسرو خاں کو نکال دیا اور خود بادشاہ ہو گیا اور اپنا خطاب سلطان غیاث الدین
رکھا اس اثنا میں ایک قوم سومرا نے سر اوٹھایا اور ٹھٹھہ پر قبضہ کیا سلطان غیاث الدین
نے ملک تاج الدین کو ملتان بھیجا اور خواجہ خطیر کو بھکر اور ملک علی شیر کو سیوستان -
جب کشلو خاں نے ملتان میں بغاوت کی سلطان محمد شاہ بن سلطان غیاث الدین
ملتان آیا اور ۷۳۲ھ میں یہاں کی سرکشی کو دبایا اور اپنے معتمد آدمی سیوستان اور بھکر میں
بھیجے اور مراجعت کی ۷۵۱ھ میں طغائی غلام کے تعاقب میں وہ گجرات اور کچھ کو ہو گیا
اور ٹھٹھہ کے ضلع میں آیا اور موضع تھیری میں دریا کے کنارہ پر قیام کیا - بیمار اوسکو ہوا
تو وہ گنڈل میں چلا گیا اور یہاں اچھا ہو گیا - مگر پھر ٹھٹھہ سے چار کوس پر خیمہ زن ہوا جہاں
اوسکو پھر بخار آیا اور مر گیا -

سلطان فیروز شاہ اسکا جانشین ہوا طغائی ٹھٹھہ میں تھا جب اوسکو یہ معلوم ہوا تو وہ
سومرا - جاریجا - سما قوموں کا افسر بن کر لڑا مگر شکست پائی - جب حضرت مذکور کو سلطان نے
نواح ٹھٹھہ کو چھوڑا اور دریاے سندھ ساگر پر ایک قلعہ کے بنانے کا حکم دیا اور امیر نصر اور ہزار سوار کو
یہاں چھوڑا - امیر نصر نے ایک شہر آباد کیا اور نصر پور اسکا نام رکھا اور ملک بہرام کو یہاں کا اور
اوسکی مضافات کا حاکم مقرر کیا - بہرام پور اوسی کے نام سے مشہور ہوا - ملک علی شیر اور ملک تاج
کافوری سیوستان میں رہے اور سلطان بھکر کو گیا - اوسنے ملک عین الدین کو اپنا قائم مقام
بنایا اور ملک عبد العزیز کو وزیر خزانہ اور قلعہ کو منتخب سپاہ سے محکم کیا - ملک رکن الدین کو
اخلاص خاں کا خطاب دیا - اور سندھ کے تمام معاملات اوسکے سپرد کیے خود دہلی گیا ۷۶۲ھ میں
نگر کوٹ کو فتح کر کے ٹھٹھہ میں آیا - یہاں جام خیر الدین حاکم تھا وہ قلعہ میں گیا جو پانی کے اندر تھا
اور وہاں سپاہ جمع کی غلہ کے قحط نے اور مچھروں کی کثرت نے سلطان کو مجبور کیا کہ وہ گجرات
میں آیا - جام خیر الدین نے اوسکی اطاعت کی اور اوسکی خدمت میں حاضر ہوا سلطان اس کو
اور اور قیدیوں کو اپنے ساتھ دہلی لے گیا اور جب بیوان کے قریب اسکو معلوم ہوا کہ

جام بہاگنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اوسکو پابزنجیر کیا۔ تہوڑے دنوں بعد خیر الدین کے بیٹے جام جونہ کو خلعت دیکر باپ کی جگہہ مقرر کیا۔

سنہ ۷۹۰ھ میں فیروز شاہ نے وفات پائی سلطان تغلق شاہ دہلی میں اسکا جانشین ہوا اور بعد اوسکے جو سلطان ابوبکر و سلطان محمد شاہ و سلطان سکندر شاہ بادشاہ ہوئے اور پھر سلطان ناصر الدین بادشاہ ہوا اسنے سارنگ خاں کو دیبال پور اور ملتان اور سند کی تسخیر کے لئے بہیجا۔

سنہ ۷۹۸ھ میں پوتا امیر تیمور کا مرزا پیر محمد دریا سندہ سے پار اوترا اور قلعہ اچہ کا محاصرہ کیا سارنگ خاں کی طرف سے یہاں ملک علی حاکم تہا مہینہ بھر تک اس محاصرہ کو روکے رکھا۔ سارنگ خاں نے ملک تاج الدین کو چار ہزار سپاہ کے ساتھہ اوسکی کمک کو بہیجا مرزا پیر محمد خاں نے محاصرہ چہوڑا اور اچہ سے سفر کیا اور اوسکو شکست دی۔ پھر ملتان کا محاصرہ کیا چھہ مہینے کی محاصرہ کے بعد سارنگ خاں نے اطاعت اختیار کی اور ملتان مرزا کو حوالہ کیا۔ سنہ ۸۰۱ھ میں امیر تیمور خود آگیا۔ اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی سلطنت کا خاتمہ ملک سندہ میں سمجہنا چاہئے +

اس زمانہ سے پیشتر کہ جسکا بیان اوپر ہوا قوم سندہ کے کچھہ حصہ پر قوم سومرا قابض تھی اسکی مدت حکومت ۵۰۰ سال رہی مورخ یہ بیان کرتے ہیں خلفاء عباسیہ کا آخر حاکم سید التمیمی تہا اسکے بعد یہ قوم آئی ہے اس زمانہ سے اسکی حکومت کا آغاز شمار کرنا چاہئے۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سندہ کے ایک بڑے حصہ پر سلاطین غزنویہ کی طرف سے حاکم حکومت رکہتے تھے۔ یہ قوم بھی اپنی حکومت ایک حصہ میں خود مختار رکھتی تھی وہ سامرا کے عربوں کی قوم سے پیدا ہوئی تہی اور سنہ ہجری کی چوتھی صدی میں یہاں آئی +

کہتے ہیں کہ ڈالو راے امراتی کے ظلم سے جب شہر الور غارت ہوا تو اوسکا چہوٹا بہائی امراتی ناراض ہوکر بغداد میں خلیفہ کے پاس گیا اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اسکی ہمراہی کے لئے مقرر کئے وہ اونکو اور علامے موسوی کو ساتھہ لیکر سندہ میں آیا۔ بعد ازاں اور بہت سے یہ عرب آگئے آخر کو ڈالو راے سید کا مطیع ہوا۔ اور اپنی بیٹی اوس سے بیاہ دی اور سندہ میں سید آباد ہوئے۔ وہاں اونکی اولاد ہوئی اور اونہوں نے مطلوی شہر بسایا یہی اونکی اقامت کی جگہہ ہے +

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ۱۳۲۰ء میں غازی ملک دہلی پر ملتان اور سندھ کے سپاہ لیکر چڑھ گیا اور خسرو خان کو مطیع کیا اور تخت پر بیٹھ کر اپنا لقب غیاث الدین تغلق شاہ رکھا اور اپنی نئی سلطنت کے انتظام میں مصروف ہوا تو سومرا نے ٹھری میں اپنے ہمسایہ کے سپاہ کو جمع کیا اور ایک آدمی کو جسکا نام سومرا تھا تخت پر بٹھایا آگے سومرا کی سلطنت کا حال وہی لکھا ہے جو تاریخ معصومی سے ہمنے نقل کیا ہے

آخرکار سما نے ۱۳۳۵ء میں ارمیل کو جو سومرا کا فرمانروا تھا قتل کیا۔ اس خاندان کے اقبال و زوال اور اسکے بادشاہوں کی تعداد اور انکے زوال کے اسباب مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہوتا ہے *

مسلمانوں کی تاریخ کا مشکل سوال یہ ہے کہ صحیح طور پر بیان کیا جائے کہ قوم سومرا جو سندھ میں حکمران تھی وہ کون تھی اول میر معصوم نے جسکی تاریخ اوپر نقل ہوئی یہ لکھا ہے کہ عبد الرشید سلطان مسعود کے زمانہ ۱۰۵۱ء میں قوم سومرا نے غزنی کی حکومت سے سرتابی کی اور سندھ کے تخت پر ایک قوم سومرا کا آدمی بٹھایا جسکا نام سومرا تھا اور اس بیان کا اپنے تاریخ میں خاتمہ کیا کہ مجھے اس سے زیادہ نہیں معلوم جو میں نے لکھا ہے اگر کسی کو زیادہ معلوم ہو تو وہ زیادہ کر دے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں صرف یہ لکھا ہے کہ ۳۶ سومرے بادشاہوں نے سندھ میں پانچسو برس سلطنت کی۔ فرشتہ نے بھی اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا اور صاف یہ لکھا کہ عماد الدین محمد قاسم کی وفات کے بعد حکام سندھ کا احوال کسی تاریخ متداول میں نہیں لکھا گیا لیکن تاریخ بہادر شاہی میں اس ملک کے حکام کے نام لکھے ہیں محمد قاسم کے بعد ایک جماعت کہ اپنے تئیں اولاد تمیم انصاری جانتے تھے انہوں نے سندھ میں بادشاہی کی انکے بعد اس حدود کے زمینداروں میں سے جنکو سومرہ کہتے تھے اور قوت و کثرت احوال و انصار میں ممتاز تھے سندھ کے ملک میں اپنی سلطنت قائم کی اور پانچسو سال سلطنت کی مگر انکے بادشاہوں کے نام کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرے اس سومرے کے خانوادہ کو سمہ کے خاندان نے تباہ کیا۔ یہ بھی اسی ملک کے حدود کے زمیندار تھے انکے سردار نے جام کا لقب اختیار کیا۔ ان دو طائفوں کی سلطنت میں کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ و غوریہ و دہلویہ مزاحمت کی اور بعض انمیں سے بالا بہ قابض ہوئے اور

اپنے گماشتوں کو حکومت کو سپرد کرکے خود اپنے مرکز پر واپس چلے گئے صرف سلطان ناصر الدین
قباچہ نے یہاں سند میں بادشاہی کی جسکا اوپر ذکر ہوا +

تاریخ طاہری میں لکھا ہے کہ قوم سومرا کی سلطنت ۱۴۳ برس سنہ ۷۰۰ سے ۸۴۳ھ تک رہی
اور وہ ہندو تھے اور ان کی سلطنت ہیل تھا اور ان کا دار السلطنت محمد طور پرگنہ دیراک میں تھا
دودا اسم عصر علاء الدین کا تھا پہرڈا لو رائے اور امیر سمرا کی کہانیاں قصے لکھے ہیں +

بیگ لارنامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد قوم تمیم نے سند میں سلطنت کی اور
کچھ مدت کے بعد سومرا فرمانروا ہوئے اور ۵۰۰ برس تک انہوں نے سلطنت کی ان کا
دار السلطنت تہاتم پور تھا +

منتخب التواریخ میں محمد یوسف لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کا جانشین اسکا بیٹا سلطان
عبد الرشید ہوا اہل سند نے اسکو کاہل و غافل عیش دوست سمجھکر اس سے سرتابی کی ۴۴۵ھ ۱۰۵۳ء
سومرا کی قوم نے ایک شخص سومرا نامی کو اپنا بادشاہ بنایا۔ وہ مدتوں تک خود مختاری کے ساتھ
سلطنت کرتا رہا اسکے بعد اسکا بیٹا بھونگر جسکی والدہ زمیندار صاد کی بیٹی تھی جانشین ہوا۔
۴۶۱ھ میں بھونگر ۱۵ برس سلطنت کرکے مرگیا اور اسکا بیٹا دودا ۲۴ برس سلطنت کی ۴۸۵ھ میں
فوت ہوا۔ پہر سنگہر نے ۱۵ برس بعد اسکے ہنیف نے ۳۳ برس اسکے پیچھے عمر نے ۴۰ برس اور دودا
دوم نے ۱۴ برس پہتو نے ۳۳ برس کہیرا نے ۱۱ برس محمد طور نے ۱۵ برس کہیرا دوم نے بھی
ایک سال دودا سوم نے ۱۴ برس تائی نے ۲۴ برس چنیسر نے ۱۸ برس بھونگر دوم نے ۱۵ برس ہنیف
دوم نے ۱۸ برس دودا چہارم نے ۲۵ برس امیر سمرا نے ۳۵ برس بھونگر سوم نے ۱۰ برس
پھر سلطنت ہمیر کے ہاتھ آئی جسکو اسکے ظلم کے سبب سے قوم سما نے معزول کیا۔

تحفۃ الکرام میں ایک جگہہ لکھا ہے کہ سامرا کی عربوں میں سے قوم سومرا پیدا ہوئی یہ عرب دوسری صدی
ہجری میں آئے جبکے تمیم کا خاندان اونکے ہمراہ تھا جو عباسیہ خاندان کے عہد سلطنت میں سند کا
فرمانروا رہا۔ اور ۵۰ سال تک سلطنت کرتا رہا۔ اسلئے کہ وہ خاندان عباسیہ کے مطیع برائے نام تھے
اور پوری آزادی رکھتے تھے اور سند کے بڑے حصے میں غزنوی اور غوری بادشاہوں کی

طرف سے حاکم مقرر تھے۔

ایک اور مقام پر وہ بیان کرتا ہے کہ اونکو چھوٹے امراقی بلایا تھا جو اپنے ناسور بھائی ڈالورائے کے ظلم سے ناراض ہوا اور بغداد میں گیا اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اوسکے ساتھ کئے جنکو وہ اپنے ساتھ ہند میں لایا اور انکے ساتھ سید علی موسوی بھی تھا جسنے ڈالورائے کی بیٹی سے شادی کی جنکی اولاد ابتک شہر مطلوی میں بستی ہے۔

آگے اور کچھ حال سومرا کا لکھا ہے جسکو اوپر ہم نے نقل کیا ہے غرض کہ یہی سومرا کے حال میں خلط ملط ہو گیا۔ انگریزی مورخوں نے اس عقدہ کے حل میں بہت زیادہ تفحص بھی کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا +

سما کی قوم

۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء

جو پیچیدگیاں اور دشواریاں قوم سومرا کے باب میں ہیں وہ سما کے باب میں نہیں ہیں سما نے سومرا کو خارج کر کے جبتک سلطنت کی کہ اون کا قائم مقام خاندان ارغون ۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء میں ہوا۔ سما کی تاریخ سلطنت کوئی پہلے کوئی پیچھے بتاتا ہے۔ لدنا سمیتھ ۱۳۳۳ء آغاز سلطنت بتاتا ہے جس سے ۱۰۳ برس قیام سلطنت ہوتا ہے تاریخ طاہری آغاز ۷۴۳ھ ۱۳۴۳ء اور قیام ۱۰۰ برس کے زیادہ نہیں تحفۃ الکرام ۷۵۲ھ آغاز جسکے قیام ۱۷۰ سال معلوم ہوتا ہے +

تاریخ طاہری میں صاف غلطی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ سندھ پر سلطان فیروز شاہ نے ۷۶۲ھ ۱۳۶۱ء میں حملہ کیا ہے اسکا مقابلہ جام نے کیا جو سما تھے سومرا نہیں تھے اور یہ تاریخ محمد شمس سراج کے بیان سے معلوم ہوتا جنکا باپ پانچ ہزار کشتیوں کے بیڑے کا ایک ہزار کشتی کا افسر تھا جو اس مہم میں کام کرتی تھیں جام کی قوت کا اندازہ اسسے ہو سکتا ہے کہ وہ سلطان دہلی کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے چالیس ہزار پیادہ اور بیس ہزار سوار لایا تھا اور ڈھائی برس سلطان کو جھکائے رکھا اور یہی حق ہے تاریخ سے جو اسی زمانہ کی تصنیف ہے محمد تغلق نے جب حملہ کیا ٹھٹہ میں حاکم سومرا تھا اور سما نہ تھا پس تحفۃ الکرام کا ۷۵۲ھ لکھنا صحیح ہے کہ اس میں سما کو تخت نصیب ہوا۔ یہ مطابق سلطان فیروز کی تخت نشینی سے ہے وہ سنہ میں تخت نشین ہوا تھا۔ سب پچھلوں کے مورخوں کا اسپر اتفاق ہے کہ قوم سما کا

زوال ۹۲۷ھ ۱۵۲۱ میں ہوا +
یہ بھی تاریخوں میں لکھا ہے کہ سما اپنے تئیں جمشید سے منسوب کرتے ہیں اسلئے لفظ جام کا اپنے مقدم
وبزرگ پر اطلاق کرتے ہیں تاکہ جمشید کی یاد دلاتے رہیں بعض انکو عرب ابی جہل کی اولاد سے
بتاتے ہیں تاکہ ہندوؤں سے نومسلم ہونیکا عیب دور ہوجائے۔ کچھ کی قوم چھار یجا بھی سما کی قوم میں
سے ہے وہ اپنے تئیں سام بن نوح کی اولاد میں بتاتے ہیں جس سے دونو لقب سام وجام کی
آسانی سے متعلق ہوتے ہیں +

خاندان ارغون قندہار وسندہ

اکبر نامہ و میر معصوم کی تاریخ سندہ اور ارغون نامہ سے جسکا دوسرا نام ترخان نامہ ہے ہم خاندان
ارغون کا حال لکھتے ہیں +
مورخین بیان کرتے ہیں امیر بصری کا بیٹا ذوالنون تہا اور امیر بصری جسکو مصری کہتے ہیں
وہ ارغون خان ترخان ابن اباکا یا ابغا خان ابن ہلاکو خان بن چنگیز خان کی اولاد میں سے
تہا صاحبقران کے زمانہ میں ایک خطاب ترخان تہا جسکو وہ مل جاتا تو سپاہی اوسکو کہیں
جانے سے نہ روکتے اور اوسے اور اوسکی اولاد سے نو جرموں تک بازپرس نہ ہوتی چنگیز خان نے
قشلیق و باتا کو اس جلدی میں کہ اونہوں نے دشمنوں سے آگاہ کیا تہا ترخانی کا درجہ دیا تہا اور اپنی
عاطفت عظیم سے بار فرمائش سے سبکدوش کیا تہا اور اپنی اوشیس سے شہنشاہی حصہ اوسکو دیا تہا بعض بادشاہوں نے
اس خطاب کے ساتھ یہ سات چیزیں دیں طبل تمن توغ نقارہ اور قشون توغ و چتر توغ وقور یسیم تک
تغلق تیمور نے امیر سوداجی پر یہ نوازش کی تہی کہ اوسکی اولاد میں نو پشت تک نو گناہوں
باز خواست نہ ہو اور جب گناہ نو سے گذر جائیں تو بازپرس ہو اور اسکا پاداش یہ ہو کہ دو سالہ
نقرہ اسپ پر اوسکو بٹہائیں اور دریائے سپ تک نندہ ڈالیں بزرگان برلاس میں سے ایک اوسکی
گذارش عرض کرے اور اوسکے جواب کو ارکیوت کے سرداروں میں سے کوئی اسے کہے پہر
اوسکی شہرگ کہولی جائے اور یہ دو بزرگ اوسکی نگہبانی کریں جب اوسکا کام انجام پائے تو اوسکو

پیشگاہ حضور سے لیجا کر سوگواری کریں روز طوی میں سب رنگ پیادہ ہوتے ہیں وہ ایک سیاہ دل
آدمیوں کا انتظام کرتا ہے اس طرح یہ ترخان بھی سوار ہوتا ہے اور انتظام کرتا ہے اسکے بعد جشن شادی
بادشاہ کے لئے ایک پیالہ حاضر ہوتا ہے تو خان کے بائیں طرف تہ ہیں یہ سالگرہ رکھتے ہیں اور اسکی مہر
بھی فرزین پر ہوتی ہے لیکن فرمانروا کا سکہ اسکی آخر سطر میں ہوتا ہے اور ناموں کا اضافہ نہیں ہوتا
یہ لوگ گناہوں کا اجتناب شائستگی سے خالی ہیں۔

میر ذوالنون بیگ ارغون سلطان ابوسعید کے ملازموں میں تھا رزم و کارزار میں ایسی مردانہ
کوششیں کرتا تھا کہ وہ سلطان ابوسعید کا منظور نظر ہوا جب سلطان ابوسعید قراباغ میں مقتول ہوا
تو امیر ذوالنون اپنے باپ پاس ہرات چلا گیا اور بایقرا مرزا کی خدمت کچھ دنوں کرتا رہا۔
جب سلطان حسین مرزا خراسان میں بادشاہ ہوا اور مرزا امیر بصری کا انتقال ہوا تو ذوالنون
سمرقند میں آیا۔ سلطان احمد مرزا نے اوسپر بہت التفات کی وہ تین سال یہاں رہا۔ بعد ازاں
ماوراءالنہر کی بے سری سے اوس وقت خراسان گیا۔ یہاں آن کر سلطان حسین کا ذوالنون
منظور نظر ہوا قندہار اور سیستان میں وہ اور اسکے تعلق میں مل گئے جب بدیع الزماں مرزا
اپنی بدگوہری سے سلطان حسین مرزا سے سرکش ہوا میر ذوالنون اوسکے ہمراہ ہوا جب سلطان
حسین مرزا کی عمر ختم ہوئی تو اوسکے دو بیٹے بدیع الزماں و مظفر مرزا سریر آرا ہوگئے اور ملک
میں پراگندگی پھیلی شیبک خاں اوزبک لڑنے آیا امیر ذوالنون لڑائی میں مارا گیا۔

جب امیر ذوالنون نے وفات پائی تو دونوں بھائی شاہ بیگ و محمد مقیم قندہار میں جمع ہوئے
اور باپ کی تعزیت کی رسوم ادا کیں۔ تعزیت کے بعد اسی مجلس میں محمد مقیم و جمیع امراء ارغون
و ترخان نے چاہا کہ شاہ بیگ کی سرداری کو قبول کیا شاہ بیگ نے اپنے باپ کے وقت کے
منصب داروں کو بدستور اپنے کاموں پر بحال رکھا شاہ بیگ عنفوان جوانی سے پیرایہ علم و ادب
سے آراستہ تھا اور علوم سے خوب بہرہ ور تھا علماء اور طلباء کی صحبت میں رہتا تھا جب محمد خاں شیبانی
ولایت خراسان کو تسخیر کرکے نواحی فراہ میں آیا اور قندہار کی تسخیر کا ارادہ کیا اور اس طرف اپنے
گھوڑے دوڑائے اور گرمسیر میں آیا تو شاہ بیگ و امیر محمد مقیم نے محمد خاں پاس ایلچی بھیجکر اپنی اطاعت کا

میر ذوالنون بیگ ارغون

شاہ بیگ

اظہار کیا خطبہ و سکہ محمد خان کے نام کا چلایا۔ اوس کے پاس گئے اور ایسا اوسکو اپنی ہوا کردہ
خراسان کو چلا گیا سنہ ۹۱۹ھ (۱۵۱۳ء) میں کابل سے بابر بادشاہ قندہار روانہ ہوا اور کسی فتح کے ارادے سے چلا
شاہ بیگ نے محمد مقیم نے اوس سے جنگ عظیم کی اور شکست پائی۔ زمین داور و قندہار بابر کے قبضہ میں آئے
امیر ذوالنون کے خزانے جمع کئے ہوئے ہاتھ لگے جسکو اوس نے اپنی سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے
بھائی ناصر الدین مرزا کو قندہار چھوڑ کر کے کابل چلا گیا اور محمد مقیم کی بیٹی ماہ بیگم کو مقید کر کے
لے گیا کچھ مدت کے بعد سلطان ناصر الدین مرزا قندہار کو بے وجہ چھوڑ کر چلا گیا۔ شاہ بیگ نے
تیز دستی کر کے قندہار پر قبضہ کر لیا اسی حال میں محمد مقیم نے انتقال کیا۔ بابر نے ماہ بیگم کا نکاح
قاسم کوکہ سے کر دیا جس کے ناہید بیگم بیٹی پیدا ہوئی۔ قاسم کوکہ جنگ اوزبک میں ہلاک ہوا +

اب شاہ بیگ قندہار سے شال میں آیا۔ یہاں کے امرا نے اوسکی اطاعت کی۔ پھر سیوی کی
طرف چلا جہاں کے حاکم پیر ولی برلاس نے چند آدمی معتبر پیشکش کے ساتھ بھیجے اخلاص و دولت خواہی
کا اظہار کیا شاہ بیگ نے ان فرستادوں کو رخصت کیا اور خود شال میں آ کر ٹھیرا۔ شاہ بیگ
نے اپنے امرا سے مشورہ کیا سب نے یہ رائے دی کہ سیوی کو تسخیر کرنا چاہئے اسلئے کہ سنہ ۹۱۶ھ میں
شاہ اسمعیل نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت بابر شاہ کابل میں تشریف فرما ہیں اور طرفین سے
منازعت کے ابواب کھلے ہوئے ہیں ہم کو اپنی عافیت کی فکر کرنی چاہئے کہ اگر کسی روز
قندہار سے جدا ہوں تو وہاں چند روز گذارا کریں۔ آخر الامر وہ شال سے سیوی کو کوچ بکوچ
آیا اور سیوی کو لے لیا بعض آدمی قلعے کے اوسکے پاس آئے بعض بھاگ گئے خود فتحپور
میں کہ مجمع و مسکن اونکا تھا پہنچا۔ اور بعض پیروں کو قندہار میں بھیجا۔ فتحپور ایک قلعہ سیوی کے
پچاس کروہ پر سندھ کی جانب میں تھا۔ فتحپور تو برباد ہو گیا قلعہ و عمارتیں موجود نہیں یہاں
ولی برلاس دو تین ہزار آدمی جمع کر کے لڑا اور آخر کو شاہ بیگ فتح مند ہوا۔ یہاں شاہ بیگ
نے باغات و عمارات کی بنیادیں ڈالیں اور قلعہ بنایا۔ اور کار آزمودہ آدمی مقرر کئے
اور قندہار کو معاودت کی +

شاہ اسمعیل نے اوسط شعبان سنہ ۹۱۶ھ میں خراسان پر تصرف کیا اور محمد خان شیبانی اوزبک کو

قتل کیا اور درویش خان کو قرا اور سیستان کی حکومت کے لیے بھیجا شاہ بیگ کو اندیشہ ہوا اوسنے اپنے
مصاحبوں سے مشورہ لیا کہ ہم دو بادشاہوں کے درمیان آب و آتش کے بیچ میں ہیں ایک جانب
شاہ اسمٰعیل اور دوسری جانب بابر بادشاہ ہے سب کی رائے یہ ہوئی کہ بابر بادشاہ سے صلح و مصالحت
کا ڈول ڈالنا چاہیے اور شاہ اسمٰعیل کی خدمت میں جانا چاہیے۔ یہی کیا مگر شاہ اسمٰعیل نے شاہ بیگ
کو قلعہ ظفر میں قید کیا جو جماعت اوسکے ہمراہ تھی کچھ مایوس ہو کر قندہار چلے آئے کچھ کو بھی
جا پہنچے۔ جوہر سنبل جو شاہ بیگ کا غلام تھا وہ قلعہ ظفر میں پہنچا جس برج میں کہ شاہ بیگ قید تھا
وہاں حلوائی کی دکان کھولی اور زندانبانوں کو حلوے چکھا کر انسے آشنائی پیدا کی اور
اپنا مقصود حاصل کیا کہ شاہ بیگ کے پاس آنے جانے لگا اور ایما و اشاروں سے صورت واقعہ معلوم
کرنے لگا۔ بارہ مردان کار نے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہ بیگ کو چھپا کر قندہار لیجانا چاہیے
پھر سنبل حلوائی نے ایک رات کو پہرہ داروں کو دارو بیہوشی کہلائی وہ تو طرح اچٹ کر کے
اٹھا چت ہو کے سنبل دو آدمیوں کو لیکر برج میں آیا۔ شاہ بیگ کو رسی میں لٹکا کر نکال لایا۔ رسی
چھوٹی تھی اسلئے شاہ بیگ گرا اور ایک دانت ٹوٹا۔ پھر بادپا گھوڑوں پر جنکے نعل الٹے لگے ہوئے
تھے سوار ہو کر منزل مراد پر پہنچا +

جب بابر بادشاہ نے شاہ بیگ کے قید ہونے کی خبر سنی تھی تو قندہار کی تسخیر کا ارادہ تھا
لیکن بلاد ماوراءالنہر و بدخشان کے فسادوں کے سبب یہ ارادہ قوت سے فعل میں نہیں آیا تھا
اب اوسنے خاطر جمع کر کے قندہار کی عزیمت کی۔ شاہ بیگ مصالح قلعہ داری کے لیے قندہار
کی چاروں طرف آذوقہ کو شہر میں لے آیا۔ برج و بارہ کو درست کیا لشکر شاہی میں جا سوس بھیجے
شاہ بیگ نے ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ میدان مقابلہ و مقاتلہ میں قدم رکھے۔ اس باب میں اوسنے ساتھیوں
سے مشورہ لیا انہوں نے یہ کہا کہ ایک دفعہ دو دو ہاتھ کرنے چاہئیں اگر فتح ہوئی فہو المراد اور اگر نہیں
متحصن ہو کر جدال و قتال کریں گے جب بر قندہار کی نواح میں آیا تو ایسا ہوا کہ لشکریوں کا
دل اور دست بیکار ہو گیا جب شاہ بیگ کو اطلاع ہوئی تو پیشکش خزانہ کا بر قندہار کے ہاتھ
بھیجی بابر نے خواجہ جلال الدین کو اسپ اور خلعت دیکر شاہ بیگ پاس بھیجا اور خود مراجعت کی

جب بابر بادشاہ کا لشکر کابل کو چلا گیا تو شاہ بیگ سیوی میں آیا اور کچھ دنوں یہاں رہا اور اپنے امرا اور لشکریوں سے کہا کہ بابر اس مرتبہ قندہار کی راہ دیکھنے آیا تھا دوسری مرتبہ تسخیر کے لیے آئیگا اور جب تک وہ اسکو نہ لیگا چین نہ لیگا اور اس اپنے دعوی کے لئے دلیل یہ لایا کہ بابر کے دل میں محمد مقیم کی طرف سے یہ غبار دل ہے کہ اُسنے دولت قدم اپنی محرمہ کو کابل بھیجا جو اوسکی بیٹی ماہ بیگم کو لیجا کر قندہار میں لائی اور اوسکا نکاح مرزا شاہ حسین سے ہوا وہ ضرور اسکا انتقام قندہار کی فتح سے کرنا چاہے گا۔ دوم بابر بادشاہ پاس شاہزادے بہت سے جمع ہو گئے ہیں۔ اسکا ہاتھ اوزبک ور قزلباش پر چل نہیں سکتا اسلئے وہ قندہار پر قبضہ کرنا چاہے گا۔ اب ہمکو اپنا فکر کرنا چاہیے اُسنے سیوی سے ہزار سوار سندھ کی طرف بھیجے اونہوں نے جا کر۔ ذیقعد ۹۲۱ھ کو قریہ کاہان و باغبانان کو تاخت کیا یہ قریے ایسے آباد تھے کہ ہزار شتر جو باغوں میں چرتے چلے گئے تھے لوٹ میں ہاتھ آئے۔ اسپر اور چیزوں کا قیاس کر لینا چاہیے۔ ایک ہفتہ یہاں لشکر رہا اور پھر الٹا سیوی کو چلا گیا۔

۹۲۱ھ (۱۵۱۵) میں بابر نے اسی منصوبے کے موافق جو شاہ بیگ نے سوچا تھا قندہار کی طرف کوچ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور نقبیں لگائیں۔ محاصرہ نہایت تنگ کیا گیا تھا غلہ کا راستہ طرفین سے بند کیا گیا شہر کے اندر غلہ کا قحط پڑا تھا۔ بالآخر مصالحہ قرار پائی۔ اول تیرہ میں بادشاہی لشکر میں تپ کی وبا پھیلی ناچار کابل کو مراجعت کی اسی سال میں بابر بادشاہ کی خدمت میں شاہ حسن مرزا باپ سے رنجیدہ ہو کر آیا۔ بادشاہ نے اسپر عنایت کی دو سال وہ بادشاہ کی ملازمت میں رہا۔ بابر بادشاہ کہتا تھا کہ شاہ حسن بیگ ہماری ملازمت کے ارادہ سے نہیں آیا بلکہ اسلئے آیا ہے کہ تورۂ سلطنت اور قانون ایالت ہم سے یاد کرے آخر کار شاہ حسن بادشاہ سے رخصت لیکر قندہار کا رعازم ہوا۔ ۹۲۲ھ (۱۵۱۶) میں بابر بادشاہ قندہار کی طرف چلا شاہ بیگ بادشاہ کی آمد و شد سے بہت تنگ ہوا۔ شیخ ابو سعید پورانی کو مصالحت کے لیے بھیجا اور اس جانب سے خداوند محمود و خواجہ عبد العظیم قندہار میں تشریف لائے عہدنامہ لکھا گیا کہ سال آئندہ میں قندہار بابر بادشاہ کے آدمیوں کے حوالہ کیا جائے۔

بابر بادشاہ نے مراجعت کی شاہ بیگ نے قلعہ شال کو مضبوط کیا اور حوالی شال و سیوی میں
سکونت اختیار کی اور اپنے وعدہ کے موافق سنہ ۹۲۸ھ میں قندہار کی کنجیاں میر غیاث الدین
چہرہ ابو المکارم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجدیں بادشاہ نے اونکو لے لیا۔ دو سال اور
نواحی شال و سیوی میں ایسی تنگی و ترشی سے بسر کی کہ سپاہ کو شلغم و گاجر بیل و اسی قسم
کی چیزیں کہانے کو ملتی تہیں آخرکار تسخیر سندہ کی طرف شاہ بیگ نے توجہ کی اور ایک دفعہ
اور بعض مواضعات کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی سال میں جام نندہ حاکم ٹھٹہ کا پسر خواندہ
دریا خاں لشکر عظیم کے ساتھ حوالی سیوی میں آیا تھا شاہ بیگ سیوستان کی تاخت و تاراج
کو گیا تہا مغلوں اور سندیوں میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ابو المحمد مرزا اس جنگ میں شہید ہوا
ارغون اور ہزارہ کے کچھ آدمی باقی رہے انکی کوششوں سے سندیوں نے شکست کہا کر مراجعت
کی۔ اس سال میں جام نندہ نے وفات پائی۔ جام فیروز اسکا جانشین ہوا۔ دولت شاہی
درگاہی آدمی ہزیمت پا کر ٹھٹہ میں آ گئے اور جام کے نوکر ہو گئے میر قاسم کبک ارغون نے
بہی ایک خون کیا تہا وہ جلاوطن ہو کر چند آدمیوں کے ساتھ سندہ میں آ گیا تہا جام نے ایک محلہ
ان آدمیوں کے بسنے کے لئے دیدیا تہا اوسکا نام مغل پورہ تہا میر قاسم کبک یہاں کی
قوم سمہ سے ناراض ہو گیا کہ مردم سمہ نے تمسخر کے طور پر کہا کہ تمہاری عورتیں بھی تمہاری طرح سر
منڈاتی ہیں ویسے فی البدیہہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری طرح سر پر بال رکہتی ہیں اس جواب سے
قوم سمہ کے دل میں ناحق کینہ پیدا ہوا اور انکا ارادہ ہوا کہ میر کا سر اڑا دیں میر کو ان کے
ارادہ سے خبر ہوئی تو وہ امیر شاہ بیگ کی خدمت میں چلا آیا اور ولایت ٹھٹہ کی تسخیر
کی ترغیب و تحریص دی +

سنہ ۹۲۶ھ میں شاہ بیگ نے لشکر تیار کر کے ٹھٹہ کی عزیمت کی جب شاہ بیگ فتحپور کی
کی منزل میں آیا تو بہت آدمی اس پاس جمع ہو گئے اس نے سلطان علی مرزا اور
بیگ نے خان اور ایک جماعت کو قلعہ سیوی اور عیال کی حفاظت کے لئے معین کیا
کو سیوی میں مقرر کیا میر فاضل کوکلتاش کے ہمراہ دو سو چالیس سوار پہلے روانہ کئے

سپاہ لیکر خود اوسکے پیچھے گیا جب پاسند میں آیا اور موضع باغبان سے عبور کیا۔ اسی ماہ
میں قوم سمہ کا لشکر موضع تلتی (تھتی) میں کہ تین چار کروہ سیوستان کے تھا جمع تھا اور اوس کا
سردار محمود خان ولد دریا خان اور ملتن خان تھا۔ اونے جنگ پیکار کا ارادہ کیا جب شاہ بیگ
موضع باغبانان میں آیا تو یہاں کے ملک اوسکی ملازمت میں دوڑے اور جان و مال سے خدمت
کرنے پر مستعد ہوئے شاہ بیگ چاہتا تھا کہ اس دیار کے باقی سب آدمی اطاعت کریں مگر
اونہوں نے اطاعت نکی سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ تو شاہ بیگ نے کوہ لکی سے ٹھٹہ کا عزم کیا
اور خانوہ کے کنارہ پر بلدہ ٹھٹہ سے جنوبی جانب میں فرد کش ہوا۔ اس زمانہ میں ٹھٹہ کے
شمال میں دریا بہتا تھا اسلئے یہاں توقف کیا اور متامل تھا کہ اس دریا سے کس طرح عبور کرے
ناگاہ ایک گدھے والا دریا سے پایاب گذر کر اس جانب میں آیا چکی کے آدمیوں نے اوسے
پکڑ کر تہدید کی اوسنے راہ بتلائی عبد الرحمن دولت شاہی نے دریا میں گھوڑے کو ڈالا اور
پار گیا اور وہاں سے آکر شاہ بیگ کے اس واقعہ کی خبر کی۔ غرض ۱۵ محرم سنہ ۹۲۶ کو وہ دریا سے
عبور کر کے بلدہ ٹھٹہ میں آیا۔ دریا خان پسر خواندہ جام نندہ نے فیروز جام کو شہر میں چھوڑا
اور بہت سا لشکر لیکر خوب لڑا۔ آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا۔ اور دریا خان لڑائی میں مارا گیا
جام فیروز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ٹھٹہ سے نکلکر پار (ٹھٹہ کے شمالی کوہستان میں یہ ایک
مقام ہے) میں پہنچا۔ ٹھٹہ کئی روز تک لٹتا رہا۔ اس آیۃ کا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ
افسدوھا (یعنی جب بادشاہ قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اوسکو غارت کرتے ہیں)
مصداق ہوا۔ بہت سے آدمیوں کے اہل و عیال مقید ہوئے۔ جام فیروز کے فرزند بھی مقید
ہوئے۔ آخر کار قاضی قاضن جو اس زمانہ کے فضلا میں سے تھا کوشش کی جس سے
یہ آتش غضب بجھی۔ جام چند آدمیوں کے ساتھ موضع پار میں ٹہرا تھا اسکا دل دردمند تھا اسلئے
کہ اوسکے اہل و عیال و جام نظام ٹھٹہ میں تھے اب اوسکو چارہ کار سواے شاہ بیگ کی ملازمت کے
کوئی اور نہ تھا اوسنے معتمد آدمیوں کو بھیجکر عجز و نیاز کی زبان میں شاہ بیگ کو پیغام دیا اگر حضور
میرے گناہ کو معاف کردیں تو جب تک زندہ رہونگا بندہ رہونگا۔ شاہ بیگ نے مرحمت جبلی اور عنایت

اصلی کے سبب اسکی عجز و بیچارگی پر ترحم کیا اور فرستادوں کو خلعت دیکر جام فیروز کو عنایت آمیز
باتیں کہلا بھیجیں آپ دریا کے کنارہ پر وہ تلوار و حلق گردن میں ڈالے ہوئے نہایت
انکسار کے ساتھ شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اس کا دست بوس ہوا شاہ بیگ نے خلعت
زردوزی کہ سلطان حسین مرزا کے میرزا ذوالنون کو دیا تہا اوسکو عنایت کیا۔ امارت ٹہٹہ
اوسکو حوالہ کی اور یہ قرار پایا کہ جام فیروز شہر کے اندر جائے اور اپنے آدمیونکو اپنے اپنے گھر میں
بھیجے خود اپنے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور کہا کہ ملک سندہ وسیع ہے اور
یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوسکی حفاظت چند آدمیوں کو سپرد کر کے اپنے گھر باہر چلے جائیں مناسب
ہے کہ جام فیروز کو نصف ولایت سپرد کر دی جائے اور نصف اپنے معتمدوں کو تفویض کی جائے
سب نے اس رائے سے اتفاق کیا کہ کوہ لکی سے سیوستان کے قریب جام فیروز کا علاقہ ہو
اور لکی سے بالائی ملک تعلق شاہ بیگ کے رکھے۔ یہ عہد و پیمان ہو کر شاہ بیگ کوچ بکوچ سیوستان
میں پہنچا اور یہاں آدمی شاہ بیگ کے لشکر کے خوف کے مارے لکھی کوہ (لکھی) کو بھاگے اور
اقوام سہتا اور سومرا (سوڈہ) نے آکر اوسنے اتفاق کیا اور کہا کہ جب تک جان ہے
مخالفوں سے لڑنے سے باز نہیں آئینگے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی شاہ بیگ کو فتح ہوئی
قلعہ سیوستان پر اسکا قبضہ ہوا۔ قلعہ میں میر علیکہ و سلطان مقیم بیگ لار و میر کپک ارغون و
احمد ترخان کو سیوستان میں چھوڑا اور سلطان محمود خان کو کلتاش کو قلعہ بکر میں متعین کیا۔
اور خود اپنے فرزندوں کے لانے کے لئے شال کو گیا اور قاضی قاضن کو محمود ولد دریا خاں
پاس بھیجا کہ آدمیوں کو نصیحت و مصلحت سمجھا کر مخالفت سے اطاعت میں لائے۔ قاضی
کے جانے سے بعض مخالف شاہ بیگ پاس آ گئے پر راضی ہوئے۔ مخدوم بلال کہ مدا ایک تہا
اسکے جانے کا مانع ہوا۔ جنگ کی صلاح دی۔ شاہ بیگ لشکر چند کشتیوں میں سوار ہوا مع
فاضل بیگ شاہ بیگ کی جانب جنگ دستی کر کے مخالفوں کو شکست دی اور سب مواضع کے
رہنے والوں کو برباد کیا قوم سودہ کے آدمی بہت قتل کئے +
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جام صلاح الدین گجرات کو بھاگ گیا تہا اب وہ سکو [illegible]

[illegible] مارے گئے +

کرنے سے پھر ملک ٹھٹھہ کی حکومت کا خیال ہوا۔ دس ہزار سوار قوام جاریجہ و سودمرہ و سمہ و سودہ
کے لیکر ٹھٹھہ کی فتح کے ارادہ سے چلا جبکہ وہ نواحی ٹھٹھہ میں آیا جام فیروز بے تاب ہو کر
ٹھٹھہ سے سیوستان میں چلا آیا۔ شاہ بیگ کو صورت حال سے اطلاع دی تو اوسنے اپنے
بیٹے شاہ حسین کو ایک فوج کے ساتھہ جام فیروز پاس بھیجا۔ یہ دونو ملکر جام صلاح الدین سے
لڑے جسمیں جام اور اوسکا بیٹا مارا گیا۔ اور جام فیروز کے ساتھہ شاہ حسین ٹھٹھہ میں آیا۔ یہاں
سے سیوستان میں جاکر شاہ بیگ سے ملا۔ شاہ بیگ نے قلعہ سیوستان کے اندر او رباہر سے مستحکم کیا
قلعہ میں غلہ کے ذخیرے جمع کرے اور امرا کو حکم دیا کہ قلعہ میں اپنی حویلیاں بنالیں۔ خود بکر
کی طرف چلا۔ جام فیروز کی عرایض اور ایلچی آئے۔ انکو رخصت کیا اور جام فیروز کو مکتوب
لکھے کہ میرا ارادہ گجرات کی فتح کا ہے جبکہ وہ ولایت فتح ہو جائے گی تو بطور سابق
مملکت سند کا تعلق تم سے ہو جائیگا +

سلطان محمود جو پہلے بکر بھیجا گیا تہا اوسنے اپنے باپ میر فاضل کو بلا کر سب یہاں کا
بندوبست کیا۔ شاہ بیگ بھی بکر (بھکر) کو روانہ ہوا اور قصبہ سکر (سھکر) میں آیا۔ سلطان محمود
شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے دار یچہ کا حال عرض کیا انہوں نے اس سے سرکشی کی تہی
اور سیدوں کی حمایت سے سلطان محمود بچا تہا۔ شاہ بیگ نے قاضی کی طرف دیکھا تو قاضی نے عرض
کیا کہ اس ولایت کی زمین سیلاب ہے اور کانٹے اس میں بہت اوگتے ہیں پہل خار کن ہمیشہ
ہاتھ میں رکھنا چاہئے۔ شاہ بیگ نے یہ بات سنکر ان آدمیوں کو قتل کیا۔ سلطان محمود شہر میں گیا اور
اس قوم کے بہت سے آدمیوں کو راتوں رات مار دالا صبح کو سادات او رباب کو ساتھ لیکر شاہ
کے پاس دوڑ دیا۔ سادات کی خیر اندیشی و نیک خواہی کو عرض کیا۔ شاہ بیگ انکے ساتھہ التفات
اور اعزاز سے پیش آیا جب مجلس برخاست ہوئی تو محمود خاں کو خلوت میں طلب کرکے سادات
کا احوال پوچھا۔ سلطان محمود نے جو پہلے عرض کیا تہا وہ کہا۔ مگر آخر مجلس میں یہ کہا کہ اگرچہ یہہ
آدمی دولت خواہ ہیں لیکن اس جماعت کا قلعہ کے اندر رہنا مناسب دولت نہیں۔ یہہ سنکر
شاہ بیگ مسکرایا کہ خوب سفارش کی حمزہ بیگ کو شاہ بیگ نے بھیجا کہ سادات کو یہ پیغام دو کہ مغل سے

امیر شاہ بیگ و میرزا شاہ حسین کا بھیجنا جام صلاح الدین پر فتح کرنے کے لئے +

مرزا بیگ کے مرنے پر دال ہے غرض بعد عزاداری کے مملکت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع نصرپور میں آیا۔ جام فیروز کی طلب میں آدمی بھیجے +

شاہ بیگ کا انتقال +

جب شاہ بیگ مہمات بکر و سیوستان سے فراغت پاکر مملکت گجرات کی تسخیر کی طرف بالکل متوجہ تھا اور بکر سے باہر اس ارادہ سے چلا تھا کہ خبر آئی بابر بادشاہ بہرہ و خوشاب کی حوالی میں ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ سے آیا تو اوسنے اپنے حاضرین مجلس سے کہا کہ یہ بادشاہ ہمکو اپنے حال پہ نہیں دیگا اور آخر کو یہ ملک ہمسے اور ہماری اولاد سے لیگا۔ ہم پہ واجب ہے کہ کسی دوسری ولایت میں چلے جائیں جب اُس کو یہ غم و غصہ پیدا ہوا تو اوسکے سینہ میں درد پیدا ہوا مملکت گجرات میں پہنچا نہ تھا کہ موت آگئی۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان ۹۳۰ھ کو ہوا۔

مرزا شاہ حسین کی ابتداء حکومت ... جام فیروز کا فرار ہونا +

جب مرزا شاہ حسین نصرپور میں مسند حکومت پہ باپ کی جگہ بیٹھا سادات و قضات و اشراف و اعیان تمام جمع ہوکر مراسم تعزیت و تہنیت کو ادا کیا۔ اوسنے سب کو اکرام و انعام سے سرافراز کیا۔ چونکہ یہ امر اول شوال میں کہ روز عید تھا واقع ہوا تھا تو لوگوں نے چاہا کہ اوسکے نام کا خطبہ نماز عید میں پڑہا جائے مگر اوسنے کہا کہ جب تک صاحبقران کی اولاد میں سے کوئی باقی ہے اسکا حق ہمتک نہیں پہنچتا۔ بابر بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا گیا۔ جام فیروز نے حافظ رشید خوشنویس قاضی حاجی و مفتی کو مع تحف و پیشکش کے مرزا پاس بھیجا اور تاسف کا اظہار کیا۔ مگر ایلچیوں نے مرزا سے خلوت میں کہا کہ جام فیروز نے جو بظاہر ہدیہ کیا ہے باطن میں اوسکی غرض کچھ اور ہے اگر کچھ اور ارادہ نہ ہوتا تو وہ حرب و کارزار کے لئے اور ادوات ضرب و پیکار کے لئے نہ جمع کرتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے مرزا نے فرستادوں کو رخصت کیا اور خود منزل بمنزل قطع مسافت کیا۔ جب جام فیروز نے اوسکے حشم و خدم کو دیکھا تو تاب مقاومت اپنے میں نہ دیکھکر قرار پہ فرار کو اختیار کیا تھوڑے دنوں میں شہر ٹھٹہ کو خالی کرکے دریا کے دوسری طرف چلا گیا۔ مرزا شاہ حسین نے حکم دیا کہ دریا سے عبور کرکے سپاہ شہر ٹھٹہ میں اُترے۔ جب سپاہ اترنے لگی تو مالک زیر و شیخ ابراہیم داماد جام فیروز ایک جماعت کو لیکر اوسکی برابر آئے تو پہیں لگائیں اور چند کشتیوں پہ توپچیوں اور تیراندازوں کو سر راہ لاکر مرزا کے لشکر کی مانع ہوئے

اس اثنا میں جنگجو جوانوں نے کشتیوں کو دریا سے راہ عدم میں روانہ کیا۔ جام فیروز ولایت
کچھ میں چلا گیا۔ ایک مدت تک ان حدود میں با مردم کچھ سے استمداد و کوشش کی۔

جب جام فیروز موضع جاجکان و راہبان میں پہنچا تو قریب پچاس ہزار سوار و پیادہ
کے اس پاس جنگ کے آہنگ سے مہیا ہوئے۔ ولایت ٹھٹھہ میں ایک غلغلہ زلزلہ ڈال دیا۔
محمد سکین ترخان، میر فرخ و سلطان علی بیگ اور ایک جماعت امراء نے مرزا شاہ حسین کے پاس
جا کر صورت واقعہ کو ظاہر کیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک جماعت کو ٹھٹھہ میں چھوڑ کر شہر کو مضبوط کیا
خود اعدا کے دفع کی طرف متوجہ ہوا۔ کوچ بکوچ چلکر جنگ جام فیروز کے لئے روانہ ہوا۔ جب ان حدود
میں پہنچا تو لشکر کو ترتیب دیکر روانہ ہوا۔ جب مخالفوں نے مغلوں کا لشکر دیکھا تو سب گھوڑوں
پر سے نیچے اترے اور سروں سے پگڑیاں اتاریں اور سب نے اپنے تنبو اور دامن کے سروں سے
وابستہ کرکے لڑنا شروع کیا۔ اہل سند و ہند کا قاعدہ ہے کہ جب وہ لڑائی میں مرنے کا ارادہ
مصمم کر لیتے ہیں تو گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہوتے ہیں اور سروں کو برہنہ کرتے ہیں۔ پا دونوں
کمر بندوں کو آپس میں باندھ لیتے ہیں کہ کوئی انمیں سے بھاگ نہ جائے۔ مرزا شاہ حسین نے
یہ حالت ملاحظہ کرکے اپنے امراء کو فتح کی مبارکباد دی اور اشارہ کیا کہ تیر و کمان سے ہی کام لیں
اور خود زرہ پہن کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ قریب بیس ہزار آدمیوں کے
میدان جنگ میں مقتول ہوگئے۔ جام فیروز گجرات بھاگ گیا اور وہیں رہا جب تک حضرت مرزا کی
اسکی ملاقات کو آئے تین روز تک میدان جنگ میں شاہ حسین مقیم رہا۔ گھوڑے اور اسباب
جو ہاتھ آئے تھے سپاہ اور امراء کو تقسیم کرتا رہا۔ بعد ازاں شہر ٹھٹھہ میں آیا۔ تغلق آباد میں سکونت
اختیار کی۔ چھ مہینے بکھر کو گیا۔ پھر سیوستان میں آیا۔ یہاں سے بکھر کو گیا۔ شیخ میرک و شاہ
قطب الدین جو اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے قندھار سے سندھ میں آئے۔

۹۲۸ھ کی اوائل میں مرزا شاہ حسین نے سنا کہ سودا اور بارہ و دھنگی و اس میں ایک جماعت
دھرو ماچی وغیرہ ہمیشہ پرگنہ ماتیلہ و دھرو وغیرہ کی رعایا کو معترض ہوتی ہے لہذا باہادر سپہ سالار قاسم
کوکلتاش کو اس جماعت کی تادیب کے لئے مامور فرمایا۔ سپاہ کا سرانجام کیا [illegible]

جام فیروز کی شکست

اوبارہ کو تاخت و تاراج کر کے قلعہ ماتیلہ میں آیا۔ مرزا مرحوم نے قلعہ سیوراے کے بلوچوں سے
کہا کہ مردم مغل دست اندازی کر کے مال و مواشی کو لیجاتے ہیں جب تک کہ دست مرزا کے
وہ ہمیشہ یہی عمل کرینگے سیوراے کے بلوچوں نے جمعیت کی اور مہر کے آدمیوں پر تاخت کی۔
بابا احمد خبردار ہوا۔ اسکا تعاقب کیا اور بارہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ آخر کو بلوچوں کو شکست
ہوئی اکثر قتل ہوے کے جو باقی دستگیر ہوے اور قید خانہ میں ڈالے گئے مرزا شاہ حسین
نے ایک فوج بلوچوں پر تاخت کیلئے موضع کندی و مہر تک بھیجی تھی۔ اونسے بلوچوں کی تاراج
کی اور مراجعت کے وقت ماچھی کو گوشمالی دی۔ ان آدمیوں کے مبلغ بیس لاکھ پیسے اور
لڑکیاں ہیں بابا احمد اوبارہ کو تصرف میں لایا جب اس محال سے خاطر جمع ہوئی تو وہ بکھر
چلا آیا۔ پانی کی طغیانی میں مرزا کی سرکار کے شتروں کو جو مرحوم محمد فراش کے اہتمام
میں قریب ماتیلہ کے رہتے تھے سیوراے کے بلوچوں اور راوفتح پور کی حدود کے باشندوں نے
لوٹ لیا۔ بابا احمد یہ خبر سنکر تین سو سوار کیسے لیکر آیا اور سرکاری اونٹوں کو واپس لیا اور
لٹیروں کی ایک جماعت کو قتل کیا اونٹوں کو لیکر جب وہ بستی کے قریب آیا تو سیوراے کے بلوچوں
مرحوم دہر نے راہ روکی جنگ عظیم ہوئی۔ بابا احمد کے کاری زخم لگے جب اس معرکہ سے نکلکر ماتیلہ میں
آیا تو گھوڑے سے زخموں کے مارے گرا اور مرگیا۔ میر عبدالفتاح ولد میر فاضل نے جب اپنے بھائی
کو موت کی خبر سنی تو اسنے بیتاب ہوکر مرزا شاہ حسین سے رخصت حاصل کی وہ میر قاسم کا دادا تھا
مرزا شاہ حسین نے میر کو بھی ساتھ کردیا کہ وہ کوئی جلدی نہ کرے اونے یہاں آکر بھائی کی نعش
کو بکھر بھیجا اور خود یہاں کچھ دنوں توقف کیا۔ آخر ان قابو پاکر بلوچوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل
کیا۔ حدود مو تک پچکر کارزار کر کے ہزیمت پائی آخر کو مرحوم دہر نے مصالحت چاہی قرار پایا کہ
بستی دامن سند کی حد مقرر ہو میر ابوالفتاح بستی دامن میں رہا ایک رات کو خبر آئی کہ اوبارہ کے
مویشی کو بلوچوں نے لوٹ لیا۔ میر ابوالفتح گھر سے ہتھیار لگا کر باہر نکلا ہوا ایسی گرم تھی کہ جسکے
سبب اوسکے مزاج میں ایسی حرارت پیدا ہوئی کہ گھر تک آنا مشکل ہوگیا۔ بعد ان دو واقعات
کے مرزا شاہ حسین نے ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور لشکری سب بکھر میں آئیں اور

توجہ شاہ حسین کا ملتان پر اور سلطان محمود کا اسیر ہونا

دیے جاوی اگری خوب نہیں ہے دوسرے روز شاہ حسین قلعہ سیہور کے متصل فرودکش ہوا اور
اوسنے حکم دیا کہ قلعہ کو خاک کے برابر کریں پہر یہاں سے قلعہ مو کی طرف گیا۔ شیخ روح اللہ جو
یہاں کے بزرگوں میں سے تہے ملنے آئے اور اہل قلعہ کا اضطرار و عجز بیان کیا شاہ حسین
نے مرزا اسکین ترخان کو فرمایا کہ ایک جماعت کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاکر ذخیرونکو دیکہے اور
اگر کوئی لنگاہ و بلوچ ہو تو اوسکو قلعہ سے باہر نکال دے اور جو شخص کہ شیخ حماد کی خانقاہ میں پناہ
لے جائے اُسے کچہہ تعرض نہ کرے غرض اس جماعت کو اوسنے معاف کیا اور ایک جماعت
سپاہیوں کی جو تہی اوسکو وہ باندہکر مرزا کے پاس لایا مرزا نے دو تین روز قلعہ مو میں قیام کیا
اور قلعہ کی سیر کی اور مو کے شیخوں سے عہد لیا کہ اوسکے آدمیونکی آمد و شد کا کوئی متعرض نہو
اور ہمارے مخالفوں کو وہ آنے نہ دیں بعد ازاں شیخ روح اللہ دہر کے جرموں کی معافی کی
درخواست کی شاہ حسین نے فرمایا کہ یہ وہ جانے اور سلطان محمود خان جسنے جسکے دو بہائی
دہر کے آدمیونکے ہاتہوں سے تلف ہوے ہیں جو دہر کو لایا وہ شمشیر در گردن سلطان محمود خان پاس
آیا اور اوسنے اوسکے گناہ معاف کر دئے۔ پہر وہ کوچ کرکے مردم لار کی سرحد پر آیا۔ یہاں سے
اوچہ کی عزیمت کی محبت خاں کو پانسو سواروں کے ساتھ ہراول کے طور آگے بہیجا +
مرزا شاہ حسین رزم کے عزم سے سوار ہوا اور اوچہ کی طرف چلا اور اپنے لشکر کو مرتب کیا
دوسری جانب میں بہی لنگاہ کرائے زادے اور بلوچ اور ملتان کی ساری سپاہ اسقدر جمع ہوئی
کہ شاہ حسین کے لشکر سے سوگنی تہی جب دونو لشکر برابر کہڑے ہوئے تو مغلونکی سپاہ نے آتش
قتال کو بہڑکایا۔ بلوچوں اور لنگاہوں نے تیر و کمان کو ہاتہوں میں لیکر تیر و نکا مینہ برسایا۔ مرزا
کے برانغار اور جرانغار کو فتح ہوئی اوسنے بلوچوں کے اڑادا اور ایک جماعت کثیر کو دستگیر کیا
مرزا نے اس جماعت کے قتل کا اشارہ کیا۔ مرزا کی سپاہ میدان جنگ سے شہر کے باہر آئی اور
قلعہ کا دروازہ توڑکر اندر آئے لنگاہوں نے فصیل پر چڑہکر تیر و سنگ پہینکے۔ اونکے مرداروں کے
سر جب نیزوں میں پروکر اونکو دکہائے گئے تو وہ سب منہزم ہوکر برج و بارہ سے گر کر اپنی
نجات چاہتے تہے۔ مگر جو شخص اوچہ کا مرزا کے آدمیوں کے ہاتہ آجاتا وہ قتل کیا جاتا۔ شہر کے

آدمیونکو غارت کیا۔ اس اثناء میں سید زین العابدین بخاری و شیخ ابراہیم و شیخ اسمٰعیل جمالی و قاضی ابو الخیر و قاضی عبد الرحمٰن مرزا شاہ حسین کی خدمت میں آئے صورت واقعہ کو بیان کیا تو مرزا نے حکم دیا کہ اب ویرانہ کا کوئی متعرض نہو اور قیدیونکو چھوڑ دو اور جو کوئی حکم کے خلاف کام کرے اوسکے سر کو نیزہ پر لٹکا دو اور قلعہ عمارت اوچہ کو ڈھا دو عمارات اوچہ کی چوب کشتیوں میں لاد کر بکر میں آئی +

جب حسین شاہ کے اس غلبہ کی خبر سلطان محمود لنگاہ کے کان میں آئی تو اُسنے سرحدوں پر اپنے آدمی بھیجے کر لشکروں کو جمع کریں ایک مہینے کے عرصہ میں اسی ہزار پیادہ و سوار جمع ہوئے اس سپاہ میں بلوچ و جٹ و رند و داوی اور اور قومیں تھیں سلطان محمود میدان رزم و پیکار کے عزم سے نہایت نخوت کے ساتھ ملتان سے چلا۔ مرزا شاہ حسین سلطان محمود کی جمعیت کا حال سنکر گھارہ کے کنارہ پر آکر انتظار میں بیٹھا سلطان محمود لنگاہ نے ایک کوہ ملتان کے باہر اسباب اور ادوات جنگ و حرب کو ترتیب کیا۔ اس کو اپنے لشکر پر بڑی نخوت تھی اپنی فتح کا یقین تھا ؎

بے خبر زانکہ نقشبند قضا ۔۔۔ در پس پردہ نقشہا دارد

شیخ شجاع بخاری کہ نسبت دامادی کی سلطان حسین لنگاہ سے رکہتا تھا اور محمود شاہ کے دربار میں سکا ہاتہ قوی تہا اوسنے اہل حرم خاص خیل میں کسی کے ساتھ خیانت کی سلطان محمود کو اسکی خبر ہوئی وہ اسپر ایسا خفا ہوا کہ اوسکے خوف کے مارے شیخ نے اپنے صاحب کے ہلاک کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکہا اوسنے سارے حقوق کو طاق پر رکھ کر زہر ہلاہل جو خزانہ میں اور وں کے ہلاک کرنے کے لئے رکہا گیا تہا وہ لیکر اوسنے خود سلطان محمود کو پلایا نیم شب میں وہ ایسا مست ہوا کہ پھر بیدار نہ ہوا سلطان محمود کی والدہ کو جب اس واقعہ پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اُسی منزل میں توقف کیا سپاہ کو اور سب امرا کو اسپر مطلع کیا۔ اکثر سپاہ میں بلوچ تہے وہ آشفتہ ہو۔ لنگاہ کے آدمیوں میں سے سلطان حسین پسر سلطان محمود کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اب سوا مصالحہ کے کچھہ اور چارہ نہ دیکہا۔ شیخ بہاء الدین سے التماس کیا کہ صلح کرا دیں

شیخ بزرگوار مرزا حسین کی ملاقات کو گئے اور ان شرائط پر صلح کرا دی اور یہ عہد نامہ لکھا دیا کہ اب لنگار اجو صد ولایت ملتان اور بکر کی ہے اُسسے آگے لنگاہ آج کے دن سے باہر قدم نہ رکھیں شیخ کو نو گھوڑے اور قطار شتر و نقد روپئے مرزا نے دئے شیخ نے اپنی خوشی مراجعت کی مرزا نے حکم دیا کہ اوچھ میں ایک دو قلعہ بنایا جائے۔ اس قلعہ کی عمارتیں بحال خود ابتک موجود ہیں۔ قلعہ اوچھ میں اپنے معتمد آدمی مقرر کئے اور مراجعت کی۔ اقبال خان جو سلطان محمود لنگاہ کا کوکہ تھا مرزا شاہ حسین کی ملازمت سے مشرف ہوا اور دردِ تنخواہی کا اظہار کیا۔ مرزا نے اوسپر کمال التفات کی +

اقبال خان نے عرض کیا کہ قلعہ دلاور میں خزینے اور دفینے بہت ہیں۔ ورسلاطین کا اندوختہ وہاں بہت کچھ ہے۔ غازی خان ہائی حاکم کے نام حکم صادر ہوا کہ اس وقت ہم قلعہ اوچھ میں تشریف فرما ہیں تجکو ضرور یہ ہے کہ بلا توقف مع اہل قلعہ ہماری ملازمت میں حاضر ہو سکر غازی خان نے حصانت حصار کے [illegible] میں تہا وہ نہ حاضر ہوا تو مرزا نے غرہ رجب لشکر کو حکم دیا کہ ایک غلہ ہمراہ لیکر ایک مہینہ کا آذوقہ لیکر دلاور کے قلعہ پر جا سنبل خان سواروں خاصہ خیل و تحصیلداروں کو لیکر دلاور کے قلعہ کو گھیر لیں اور مورچلوں کو تقسیم کرکے محاصرہ و محاربہ میں مصروف ہوں۔ یہ قلعہ نہایت مضبوط بے آب بیابان میں واقع تہا۔ چاہ کمیاب تہا [illegible] تین روز کے عرصہ میں تین سو کنوئیں کہود لئے۔ لشکر میں پانی کی افراط ہو گئی۔ چار روز کے بعد مرزا خود تشریف لایا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسباب حصار گیری کو ترتیب دیکر تیر و سنگ پہینکنے شروع کئے اہل قلعہ کا حال تنگ ہوا اونکو کسی جگہہ سے کمک و مدد کی امید نہ تھی۔ آخر الامر سنبل خان نے دو نو طرف قلعہ میں نقب لگا کر برج و بارہ کو دروازہ کے آگے سے اوڑا دیا۔ اہل قلعہ نے حقے و شعلہ ہا و آتش پہینکے۔ بہت سے اہل قلعہ مقتول ہوئے اور باقی اسیر ہوگئے۔ اور مرزا نے خزینے و دفینے کے لئے اپنے معتمد آدمی مقرر کئے۔ جسکو اس دولت کو سپاہ میں تقسیم کیا اور اپنے خزانہ میں داخل کیا۔ مرزا نے اوچھ میں مراجعت کی اور وہاں سے بکر میں پندرہ روز میں آیا۔ بساط عیش و عشرت بچھایا +

مرزا شاہ حسین آدمیوں کا یہ اضطراب دیکھ کر ملتانیوں کے مارنے سے ہاتھ کھینچا

——— جب محاصرہ کو ایک سال گذر گیا اور اہل حصار کا کام بیجان اور کارد بہ استخواں
پہنچا ربیع الاول ۹۳۲ھ میں ارغون کے بہادروں نے اکثر دشمنوں کا قالب تیغ زخم جانگداز
سے خالی کیا اور ایک جماعت سحر کو لوہاری دروازہ کو توڑ کر شہر میں داخل ہوئے لوٹ مار
شروع کی سات سال کی عمر سے ستر سال تک کے آدمی کو قید کئے غرض ملتان میں ایک
قیامت برپا کی دس بارہ روز تک شہر کو غارت کیا جب جی خاں نے خانقاہ میں جا کر آدمیوں کو
لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور اس مزار میں بڑی خونریزی کی۔ قوم لنگاہ کے آدمی اور ملتانی اکثر
قتل عام میں ہلاک ہوگئے اس تاریخ میں جو بتقریب بنقود نا سعد و مغل کی سپاہ کے ہاتھ آئے مرزا
شاہ حسین کا غصہ جو بچا ہوا باقی تھا یا پادرے ترحم کیا اور حکم دیا کہ مردوں کو اٹھا کر مقابر میں
مدفون کریں اور آئندہ کسی شخص کے مزاحم نہ ہوں۔ سلطان محمود کے دختر اور پسر سلطان حسین کو
شیخ بہاء الدین مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لائے مرزا نے ان دونوں کو سکین ترخان کے حوالہ
کیا ترخان نے سلطان محمود کی بیٹی سے شریعت کے موافق نکاح کیا۔ پسر کو اپنا فرزند بنایا۔ مرزا
شاہ حسین یہاں دو مہینے ٹھیرا اور پھر بکر میں چلا گیا۔ دولت آخر کو خواجہ شمس الدین کے ساتھ
ملتان کی حکومت کے لئے متعین کیا۔ دو سو سوار سو پیادہ و سر توپچی مقرر کئے شیخ شجاع
بخاری اور بعض خاصہ خیلوں سلطان محمود لنگاہ کا موافقت کیا اور دولت کو قید کر لیا۔ اور کل روپیہ ان سے لیا
مرزا شاہ حسین بکر میں تشریف لایا تھا کہ امرا ہند کی عرضداشت آئی کہ کنگار ہند پر لشکر کشی کا
ارادہ رکھتا ہے مرزا شاہ حسین نے ہند کی طرف رجعت کی۔ دولت آخر اور خواجہ شمس الدین
لنگر خاں ملتان میں گیا وہ مہینے رہے پھر لنگر خاں بابر بادشاہ پاس چلا گیا۔ اس خبر کے
سننے سے مرزا شاہ حسین نے ملتان کو بابر بادشاہ کی پیشکش میں دیا دولت خورد اور شمس الدین بکر
میں چلے آئے اور بابر بادشاہ نے محمد کامران کو ملتان مرحمت کیا

اوپر بیان ہوا کہ امرا ہند نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کنگار کا ارادہ ہند کی تسخیر کا ہے
مرزا شاہ حسین یلغار کر کے نواحی ہند میں آیا اس اثنا میں کنگار کا ایلچی مرزا شاہ حسین کے پاس آیا

اور اوسنے کہا کہ امرا دی کو کرکنہ کا بہائی تمہارا تم نے قتل کیا ہے اوسکے خون کے انتقام
کے لئے آدمی مجتمع ہوئے ہیں چونکہ آپ ملتان کی تسخیر کو گئے ہوئے تھے آپکے اہل و عیال کی
حرمت کی نگاہداشت کے سبب اونکے سر پر ہم نہیں چڑہے اب آپ کو ہم سے صلح کرنی چاہیے
اور ملک سندھ میں سے کچہہ ہم کو دینا چاہیے مرزا شاہ حسین نے کہا کہ سوا جنگ کے ہمارے پاس کچہہ اور
جواب نہیں ہے امرا دی کے خون کے عوض جس میدان کو تم نے معین کیا ہے ہنوز اوسکا اشتیاق ہے پہلے اسکے
کہ تم میری طرف آؤ میں تمہاری طرف آتا ہوں مرزا شاہ حسین نے کچہہ آدمی اپنے اہل و عیال کی
حفاظت کے لئے ٹھٹھے میں چھوڑے اور خود لشکر کنگار کی طرف عازم ہوا عجیب اتفاق کچہہ دنوں تک
تو لشکر میں غلہ کی کمی ہوئی اس سبب سے آدمی دلتنگ ہوئے مرزا شاہ حسین نے باتفاق امرا اس میں صلاح
دیکھی کہ چاروں طرف سے فوج قریب ہو وہ آپہنچا سلطان محمود بکری و میر فرخ و حسن بکدری اور مرزا
عیسی و میر علیک کی فوجیں تیار ہوئیں کنگار نے بھی یہ خبر پا کر مرزا کم آدمیوں کے ساتھ آیا ہے
دس ہزار سوار و پیادہ لیکر مرزا کی طرف روانہ ہوا مرزا اور کنگار میں تین مہینے تک لڑائی رہی
مرزا کو فتح ہوئی اونٹ گھوڑے و اسباب مویشی بے نہایت سپاہ کے ہاتھ آئے مرزا شاہ حسین
مظفر و منصور بلدہ ٹھٹھہ میں آیا اور چند برس تک امن و امان عیش و آرام میں رہے۔

ہمایوں بادشاہ کا مہم گجرات میں مرزا شاہ حسین کو بلانا اور اسکا جانا

۹۴۰ھ میں جب ہمایوں بادشاہ گجرات کی مہم کو روانہ ہوا ہے تو شاہ اسفر بیگ نے مرزا شاہ حسین
کو فرمان بھیجا کہ کمپنی کا طریقہ اختیار کرکے گجرات میں آؤ اور حدود پٹن میں توقف کرکے
عرضداشت بھیجو اور جو حکم ہو اوسکی تعمیل کرو۔ مرزا شاہ حسین جمعیت تمام کے ساتھ ٹھٹھہ سے
سوار ہو کر راہدن پور کی راہ سے پٹن میں آیا خضر خاں جو یہاں پہلے سے سلطان بہادر بادشاہ
گجرات کی طرف سے حاکم تھا وہ متحصن ہوا اور حوالی پٹن کی مراعی و مواشی کو دور بھیجا سلطان
محمود خاں پانچ سو سوار لیکر آگے گیا اور بعض دہات کو غارت کرتا ہوا پٹن سے سات کوس پر
مقیم ہوا سلطان محمود خاں نے خضر خاں کے پاس آدمی بھیجا کہ مرزا شاہ حسین بہادر آنکے ساتھ آیا ہے
تجھے لائق ہے کہ تو اوسکی ملازمت سے مشرف ہو اور قلعہ کو تسلیم کر اور عیال و اطفال کو سلامت
جہاں چاہے لیجا اسکے جواب میں خضر خاں نے لکہا کہ سلطان بہادر مجھے سلامت رکھے

مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سندھ کے مغلوں کو قلعہ جدا کر دوں۔ مگر بادر خضر خاں پاس جب سلطان محمود
نے پیغام بھیجا تو اوسنے اپنے معتمدوں کے ہاتھہ ایک لاکھہ فیروز شاہی مرزا شاہ حسین پاس اور
اور تیس ہزار فیروز شاہی سلطان محمود خاں پاس بطور مہمانی روانہ کیں مرزا شاہ حسین نے
اپنے یہاں آنے کی بادشاہ کو اطلاع دی کہ اس اثنا میں خضر خاں کی پیشکش آئی۔ مرزا
شاہ حسین نے پندرہ روز نواحی پٹن میں توقف کیا سلطان محمود خاں نے نواحی احمد آباد میں جاکر
گجراتیوں کا مال غضب لوٹا۔ مرزا شاہ حسین میر فرخ نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ نے یہ حکم بھیجا کہ ہمارے
لشکر میں آن کر ملجاؤ تو بادشاہ کے لشکر میں جانے کے سوا کوئی علاج نہ ہوگا جب ارغون اور
ترخان کے سپاہی امرا چغتائیہ کے سامان کو اور بادشاہ ہمایوں کو گجرات کے خزانوں کو سپاہ میں
تقسیم کرتے ہوئے ملاحظہ کرینگے تو کون سپاہی ہمارے پاس رہیگا سب جدا ہو جاوینگے مصلحت
یہ ہے کہ ہم اوسے چلیں مرزا شاہ حسین اور اکثر امرا کو یہ بات معقول معلوم ہوئی۔ مرزا قاسم بیگ
لار کے ہاتھہ بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ میں اپنی کل سپاہ یہاں لے آیا۔ اب امرا
اور ٹھٹھہ کی عرضداشت آئی کہ وہاں کے زمیندار و ننگھ جمعیت کرکے اس ولایت کو غارت کرنا شروع
کر دیا اس ضرورت کے سبب سے میں مراجعت کرتا ہوں ہمایوں بادشاہ کے احمد آباد میں پہنچنے سے
بیس روز پہلے سنہ [illegible] میں ٹھٹھہ میں مرزا شاہ حسین چلا آیا اور مراجعت میں قوم جاریجہ و سودہ
کو قتل کیا +

بادشاہ ہمایوں کا دیار سندھ میں آنا اور مرزا کا مخالف ہونا +

جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات اور بنگالہ فتح کر لیا تو مرزا شاہ حسین نے
میر علیکہ ارغون کو فتح کی تہنیت کیلئے اور میر خوش محمد کو فتح قندہار کی مبارکباد کے لئے ہمایوں
بادشاہ پاس بھیجا تھا انہوں نے ہمایوں اور اعیان مملکت کو نہایت غضب میں دیکھا تو وہ بادشاہ کی
اجازت بغیر مرزا شاہ حسین پاس چلے گئے اور صاف کہدیا کہ عنقریب ہمایوں کی سلطنت
کا زوال آنے والا ہے چنانچہ یہی ہوا کہ ہمایوں کو شیر شاہ نے ہندوستان سے نکال دیا
مرزا شاہ حسین ٹھٹھہ سے بکر میں آیا۔ اپنے پرگنات کی خرابی کے لئے افواج متعین کی عمدہ باغ
بنگلے اور باغات اور عمارات کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ اور قلعہ بکر کی شکست و ریخت کی مرمت
کی اور اجناس کے ذخائر۔ اور بہت علف و ہیزم قلعہ میں جمع کئے جب شیر شاہ سے ہمایوں

سنہ ۹۳۰ھ میں بابر لاہور میں ربیع الاول سنہ ۹۳۰ھ میں آیا۔ اور یہاں اوسکے عزیزوں اور ہمراہیوں نے
اوسکے ساتھ دینے سے جواب دیا تو وہ۔ جب سنہ ۹۳۱ھ میں لاہور سے سندھ کی جانب چلا۔ اواخر
شعبان میں وہ اوچھ کے محاذی پہنچا۔ یہاں سے اول رمضان میں سندھ کی جانب نہضت کی۔
مرزا شاہ حسین خبردار ہوا تمام ولایت سندھ کو ویران کیا تاخت و تاراج کرکے۔ رعایا کو پریشان و
درہم کیا ۲۰ رمضان کو قصبہ لوہری (روہڑی) میں خیمہ زن ہوا اور خضر آباد ہو کر یہیں گذرا بہت
اور لطافت میں بے نظیر تھا فروکش ہوا۔ سلطان محمود خان نے حوالی بکر کو ویران کرکے قلعہ داری کی
مستحکم کیا کشتیوں کو اس طرف لیجا کر قلعہ کے پیچھے لنگر ڈالا۔ بادشاہ نے سلطان محمود خان
کے نام فرمان بھیجا کہ وہ آستان بوس ہو اور قلعہ ملازمان درگاہ کو حوالہ کرے۔ اوسنے عرض کیا کہ
میں شاہ حسین کا نوکر ہوں جب تک وہ ملازمت میں حاضر ہو نہ آنا نمک حرامی کے آئین میں لکھا
نہیں ہے اور مرزا شاہ حسین کے بغیر اجازت کے قلعہ سپرد کرنا بھی سزاوار نہیں ہے۔ بادشاہ نے
اسکا یہ عذر قبول کر لیا غلہ کم پہنچتا تھا معتبر شرف کو کہ میر بازار تھا سلطان محمود خان بکری کی
پاس بھیجا اوسنے جاکر یہ حال اوسکے گوش کیا تو اوسنے کچھ خروار غلہ بادشاہی آدمیوں کو دیئے
اور بعض ماکولات بھیجے۔ میر محمد طاہر صدر اور سمند بیگ کہ بادشاہی ملازمان معتمد تھے۔ بادشاہ
نے مرزا شاہ حسین پاس ٹھٹھہ میں بھیجے۔ اور مواعید عنایات و مواثیق اخلاص کہ حضرت بابر بادشاہ
کو مرزا شاہ حسین کے ساتھ تھے یاد دلائے۔ مرزا شاہ حسین نے بادشاہی فرستادوں کی دلجوئی
کیا اور چند روز انکو اپنے پاس رکھا شیخ میرک پورانی و مرزا قاسم طغائی کو لائق پیشکش دیکر
حضرت بادشاہ پاس بھیجا۔ ان آدمیوں نے جاکر بادشاہ کے سامنے پیشکش رکھی اور عرض
پیش کی جسکا مضمون یہ تھا کہ ولایت بکر کم محصول ہے اور ولایت جا بجا محصور ہے اور آبادی
وکثرت زراعت اور غلہ کی افراط میں حضور کی دولت کے مناسب ہی ہے۔ بہتر ہوگا کہ عنان
عزیمت اس طرف معطوف ہو اور اس کو اپنے تصرف میں لائیں میں بھی عنقریب خدمت
میں حاضر ہوتا ہوں یہ میری بڑی سعادت و دولت ہوگی حضور اس حدود میں تشریف لائے اور
تدبیر حضور کے دل کے تمام دغدغوں کو دور کرکے اپنے تمام لشکر کو لیکر حضور کے ساتھ

ملک گجرات و سورت کو تسخیر کرلونگا ۔ اگر لشکر شاہی دہلے سے شیر خاں افغان کی جانب جائے گا
تو بندہ دل و جان سے ہمراہ ہوگا ۔ بادشاہ نے اول اوسکی باتوں کو قبول کیا ۔ مگر آخر کو امرا و وزرا
بادشاہی نے خلوت میں مرزا شاہ حسین کے مدعا کے خلاف عرض کیا کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ پرگنات و
قصبات کو مرزا ویران کرتا ہے ۔ اگر سچے دل سے بادشاہ کا دولت خواہ ہے تو اپنے قلعوں کو
پیشکش کرے تاکہ ہم انہیں اپنے زن و اولاد کو رکھکر قلعوں کو مضبوط کریں اور گجرات کی تسخیر کے
لئے مصروف ہوں ۔ شیر خاں افغان کہ غنیم و دشمن ہمارا ہے لاہور میں بیٹھا ہے ۔ یہ سب مستدعا
مرزا شاہ حسین کی صلاح و صواب کے دور معلوم ہوتی ہے ۔ یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ بکر کا
محاصرہ یادگار ناصر مرزا کرے ۔ مرزا یادگار ناصر مدرسہ میں کہ شاہ حسین کے دیوان خانہ برج کا
محاذی تہا جاکر اوترا ۔ مرزا ہندال اور باقی اور مرزا دریا کے کنارے کے نیچے آئے ۔ یہ خبر شاہ حسین
کو پہونچی تو اوسنے کہا کہ یہ میری خاطر جمع ہے کہ بادشاہ باغ سے باہر نہیں نکلے گا ۔ مرزا اور
امرا کہ محاصرہ کے متصدی ہیں گے وہ آلات اور ادوات قلعہ کشائی ساتھ نہیں رکھتے اس لئے
ان سے کچھ کام نہیں ہوگا ۔ اوسنے سلطان محمود خاں و میر جانی ترخاں و پایندہ محمد قریش و
چیلہ ارغون و دولت خاں کہ قلعہ کی حفاظت و حراست کے لئے مقرر تھے اونکو لکھا کہ ہوشیاری
اور بیداری میں کوئی تقصیر نہ کرے اور عنان اقتدار کو سلطان محمود کے ہاتھ میں ہمیں اور
اوسکی صلاح و صواب کے کوئی باہر نہ جائے ۔ چند روز بعد طرفین سے توپ تفنگ اندازی شروع
ہوئی ۔ لکھتے ہیں کہ بادشاہ ہمایوں کے پاس دو لاکھ آدمی جمع ہوگئے تھے ۔ نماز جمعہ میں
اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا ۔ بعض زمینداروں نے کسی قدر غلہ اور چارپائے بھیجے ۔ بادشاہ
نے حکم دیدیا کہ زمیندار جو غلہ لائیں اوسکو جس نرخ پر چاہیں بیچیں آدمیوں کے اندہام سے
غلہ کا قحط پڑگیا ۔ بہت لوگ بھوکے مرنے لگے ۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر خزانہ سے زر وافر
سپاہیوں کو دیا مگر کسی طرح قحط کی صورت لشکر شاہی میں کم نہ ہوئی ۔ بادشاہ نے مرزا ہندال
کو پاتر میں بھیجدیا ۔ شاہ حسین کے جواہر میں میرک پورانی اور مرزا قاسم آئے تھے اونکو رخصت کیا
اور منشور بھیجا ۔ جسپر اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ شاہ حسین بیگ اسلام آنکہ اوجہ الناس نمودہ بود

موقوف قبول بیعت بشرطیکہ از روئے تقیہ آمدہ ملازمت کند والسلام +

مرزا شاہ حسین مدتوں تک اپنے آنے کے وعدہ کرتا رہا۔ امرا ارغون اوسکے ساتھ
اس مشورہ میں متفق نہ تھے اسلئے اونسے اپنے آنے کو آج کل پر ٹال دیا۔ بادشاہ نے ولایت بکر
ناصر یادگار مرزا کو دیدیا اور خود سیوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ اسے شاہ حسین خبردار ہوا
بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے میر فرخ ارغون و محمود و میر محمود و سارہ بان و میر محمد کوکا تاش
و میر دوست و شیر علی ارغون کو سیوستان کی محافظت واسطے مقرر کیا۔ انہوں
نے قلعہ میں جلد جاکر حوالی قلعہ کی عمارات و باغات کو ویران کیا۔ ۱۰ ماہ رجب سنہ ۹۴۷ کو
بادشاہ ہمایوں سیوستان میں آیا۔ یہاں اوسکے لشکر میں غلہ کی عسرت کم ہوئی۔ بادشاہی
لشکر نے اس حصار کو تنگ کیا۔ مرزا شاہ حسین ٹھٹھہ سے موضع سن میں آیا خندق اوسکے گرد
کھودی اور بہت سی کشتیاں جمع کیں اور یہاں اقامت اختیار کی۔ میر علیکہ ارغون کو سیوستان
کے ادھوری دار و گیر کے لئے بھیجا۔ میر علیکہ میر سلطان علی بکیلہ و ایک جماعت کے ساتھ
سوار رات کو بادشاہ کے لشکر میں آن کر بازار کی جانب راستے سے قلعہ میں چلے گئے
بادشاہ نے حکم دیا کہ نقب لگائیں۔ اس کام کے کاریگروں نے نقب لگا کر کے برج دیوار کو گرا
میر فرخ نے اس حوالی میں اندر کی دیوار کو اٹھا کر توپیں لگائیں اور قلعہ میں پانی لاکر
ردنے نقب میں ایک حوض پانی سے بھر دیا۔ مخالفوں نے نقب میں آگ لگائی تو پانی نقب
کے منہ سے جاری ہوگیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ قلعہ مستحکم ہے اور آلات کشائش موجود نہیں
سات مہینے محاصرہ میں لگ گئے اور کچھ نہیں ہوا۔ ہوا مخالف چلنے لگی پانی کی طغیانی ہوئی
یادگار ناصر مرزا مخالف ہوکر لشکر بادشاہی سے جدا ہوگیا مرزا شاہ حسین نے غلہ کی آمد
کا رستہ بند کردیا سپاہیوں نے غلہ کی کمی کے سبب لشکر کی تنگی سے بھاگنا شروع کیا اسکے پاس سے میر
صدر و خواجہ غیاث الدین جامی و مولانا عبد الباقی و خواجہ عبد الواحد تاشکندی و مولانا
مصلح الدین لاری یہ سب شاہ حسین پاس چلے گئے۔ مرزا شاہ حسین نے اس جماعت کو اعزاز
کے ساتھ ٹھٹھہ میں بھیجدیا۔ یادگار ناصر مرزا پاس میر برکہ و مرزا حسن و قاسم حسین چلے گئے۔

مرزا ناصر یادگار حوالی بکر میں تہا۔ اوسکو غافل پاکر دو دفعہ اہل بکر نے اوسپر حملہ کیا اور محمد علی قابوچی
و شیر دل بیگ مارا گیا اور جماعت مجروح و مقتول ہوئی۔ قلعہ کی بہی ایک جماعت کثیر مجروح
ہوئی اور بعض آدمی مقتول ہوئے تیسری دفعہ اہل قلعہ نے دلیرانہ باہر نکل کر لہری کے کنارہ پر
ایک بن میں جنگ کی اس مرتبہ مرزا شہ سوار ہوا اور دست برد خوب کی مردم قلعہ بہاگ کے
بعض پانی میں خود چلے گئے اور بعض کشتی میں سوار ہوئے کچہہ مقتول ہوئے۔ انہیں ایام میں
مرزا شاہ حسین نے ایلچی بہیجکر مرزا یادگار ناصر پاس بہیجا اور سلسلہ محبت کو تحریک دیکر
اظہار کیا کہ میں بوڑہا ہو گیا ہوں اور فرزند نہیں رکہتا۔ اپنی بیٹی کی تم سے نسبت کرتا ہوں چند روز
میری حیات کے باقی ہیں اور امیر امور سلطنت مجہہ سے تعلق رکہتے ہیں میرے بعد تم ہی تم ہو
بہت سے خزانے تم کو دونگا اور تمہارے ساتہہ اتفاق کرکے ملک گجرات کو تسخیر کرا دونگا
غرض ایسے وعدوں سے مرزا یادگار ناصر مرزا کو شاہ حسین نے بہکا لیا۔ اور بادشاہ سے مخالفت
اختیار کی۔ بادشاہ نے لشکر کی عسرت کو دیکہہ کر بار بار مرزا یادگار ناصر مرزا پاس آدمی بہیجکر
بلایا مگر مرزا نے آج کل بہانے بتلائے اور نہ آیا جب بادشاہ کو یادگار ناصر مرزا کی مخالفت کی خبر
ہوئی تو حوالی سیوستان سے فوراً بکر کو روانہ ہوا اس اثنا میں قنبر بیگ رعونت سے بہاگ کر قلعہ
سیوستان میں چلا گیا۔ اور چند اور آدمی بیوفائی کرکے لشکر سے جدا ہو گئے۔ بادشاہ لہری
میں اترا کسی ضرورت کے سبب یادگار ناصر مرزا بادشاہ پاس آیا۔ کچہہ غلہ بادشاہی سپاہیوں کو
دیا۔ بے غلہ ہونے کے سبب بادشاہی لشکر کو بڑی تکلیف تہی۔ بادشاہ نے تردی بکاول
ساتہہ اوس خاصہ کو سلطان محمود خان کے پاس بہیجا سلطان نے ان سب آدمیوں کو خلعت دئے
اور ہر شخص کو غلہ و زر دیکر رخصت کیا جب بادشاہ کا یہ پیغام سنا کہ لشکر میں غلہ کم آتا ہے مطبخ
خاصہ کے خرچ کے لئے کچہہ گیہوں کچہہ چاول بہیجدو تو اوسنے مرزا شاہ حسین کے امرا سے بادشاہ
کی درخواست کو بیان کرکے اوسے مشورہ لیا۔ وہ کچہہ کم غلہ بہیجنے کو کہتے تہے مگر اوسنے مطبخ کے
خرچ کے واسطے سو خروار آرد و سو خروار گندم و سو خروار برنج و ماش و نخود اور غلوں سے
بہیجدئے مگر کمی غلہ کے سبب لوگ ایسے متفرق ہو گئے تہے کہ کسی طرح سے یہ فریق نہ جمع ہوئے

باشاہ سے اقامت کی مرزا شاہ حسین بھی اس لشکر کی برابر دیا یا برابر اپنا لشکر لیئے خیمہ زن ہوا۔ اس
اثنا میں بابا اور سبہ امرکوں نے دولت خواہی کی کہ جو سردار اس فوج میں تھے اُن کو بادشاہ پاس
آنے کے فرمان بھیجے اور لکھدیا کہ دولت خواہی کے لیئے کمر بستہ ہو کر فلاں روز شب چار پا بادشاہی
لشکر میں لائیں۔ ان سرداروں نے جواب دیا کہ مرزا شاہ حسین کا لشکر ہمارے نزدیک ہے اگر
ہم بادشاہ کے لشکر میں چلے آئینگے تو ہمارے فرزندوں اعزا اقارب کو ایذا پہنچائیگا اگر نامزد بادشاہی
ایک دو سرداروں کے ساتھہ ہمارے فرزندوں کے پاس آجائے تو ہم کو جس خدمت کو فرماسیے
اسپر تقدیم کر سکیں۔ بابا اور بیگ نے انکا پیغام بادشاہ سے عرض کیا بعض بادشاہ کے ملازموں
عرض کیا کہ تھوڑی البتہ میں غلہ و تمام اشیا معاش بہری ہوئی ہیں تھوڑی توجہ میں وہ ہاتھہ
آسکتا ہے۔ بادشاہ نے علی بیگ جلایر اور اتش تیمور سلطان کو اس کام کے لیئے بھیجا مرزا شاہ حسین
خبردار ہوا مرزا عیسیٰ ترخان کو اس کام کے لیئے نامزد کیا وہ اس کام کے قبول کرنے میں متردد ہوا
تو مستی ساربان مرزا نے کہا کہ مرزا عیسیٰ خاں بادشاہ کے مخلص دولت خواہوں میں سے ہے
یہ سنکر مرزا متفکر ہوا اور اسنے عیسیٰ خاں کو نہ بھیجا اور اوس سے بدگمان ہوا اور سبب بے اتفاقی کے
سلطان محمود خان کو کہ چند دنوں سے بسبب بکر کے غلہ کے تلف ہونے کے معرض عتاب میں تہا
ایک گوشہ میں بیٹھا تھا بلایا اسکی دلداری کی اور اس مہم پر اسکو نامزد کیا کہ ملا بہلول ایک اور
جماعت کو جو اس ناحیہ میں بھی کمک کے لیئے ساتھہ لے سلطان محمود لشکر ہند و سند و ہرات کو
اپنے ساتھہ متفق کرکے ان حدود میں چلا گیا۔ ناگاہ ایک سحر کو دونو لشکروں میں سخت جھیڑ ہوئی
تردی بیگ نے جو بادشاہی لشکر میں تھا جنگ میں پہلو تہی کی اور شیخ علی بیگ اپنے بیٹوں
سمیت میدان جنگ میں ثابت قدم رہا اور مقتول ہوا شیخ تاج الدین لاری بھی مجروح ہوا
اور عالم بقا کو گیا اتش تیمور سلطان زخمی ہوا اور اوسکا تیغ سلطان محمود کے ہاتھ آیا اور ایک
اور جماعت جنے بہادری کی ماری گئی مرزا شاہ حسین کی طرف میر سید قاسم بیگ لاہ شہید ہوا
اور بعض اور مقتول ہوئے سید قاسم کا سر شاہ پاس بعض اوسکے ملازم لائے۔ بادشاہ
نے اوسے لیکر اپنے خواہرزادہ پاس کہ سید قاسم کی نگاہی تہی بھیجا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ

دیوانہ پر سے تیر و تفنگ سے آنکر اس کا مزاج پوچھا تو اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے آدمیوں نے کچھہ کام
نہیں کیا لہری کی طرف چلا گیا جب خبر مرزا شاہ حسین کو پہونچی تو اوسنے شاہ محمود ارغون
کو بکر کی حراست کیلئے متعین کیا - قاضی قضین وساد کو ہمراہ کیا یہ واقعہ ۱۴ جمادی الثانی
سنہ ۹۵۱ میں مرزا کامران نے اپنے آدمیونکو بھیجکر مرزا شاہ حسین کی بیٹی سے عقد نکاح کی درخواست
کی تھی - مرزا شاہ حسین نے یہ درخواست اوسکی قبول کی جب ہمایوں نے کابل پر حملہ کیا اور مرزا کامران
کے لشکر کا تو وہ ہزارہ کی راہ سے سندھ میں آیا - مرزا شاہ حسین نے اوسکو پاتر میں اتارا اور
اپنی بیٹی چوچک بیگم کا مرزا سے نکاح کر دیا - مرزا کامران یہاں تین مہینے رہا - پہر کابل کو
گیا - مرزا شاہ حسین نے ایک ہزار سوار مسلح اوسکے ہمراہ کئے اور سامان اوسکا درست کیا - وہ غزنین
گیا اور قلعہ غزنین کو تسخیر کرکے کابل کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - اوسوقت ہمایوں بادشاہ
بدخشاں کی طرف گیا ہوا تھا - چھہ مہینے بعد شاہ حسین کے سوار واپس آئے - ہمایوں نے مرزا
کامران کو کابل سے نکال دیا وہ اسلام شاہ سے ملنے ہندوستان میں آیا - سنہ ۹۵۸ میں وہ بکر
میں آیا شاہ بیلہ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو رکہا اور پرگنہ تیرہ اوسکے خرچ مطبخ کے لئے
مقرر کیا - آخر کار وہ اپنی بیوی چوچک بیگم کے ساتھہ مکہ معظمہ روانہ ہوا - آخر زندگی میں
مرزا شاہ حسین مرض فالج میں مبتلا ہوا - اکثر اوباش واراذل اوسکے محرم کار ہوئے وہ
روز بروز بڑہتے گئے مغلوں کے ساتھہ تعدی و ناملائمی و بےحرمتی کرنے لگے سنہ ۹۶۰ کی
ابتدا میں بلدہ ٹہٹہ عربی کاہی کو حوالہ ہوا اور رعایا کا اختیار اسمعیل سیاہ کو دیا گیا - سب
سبکے آدمی مایوس و غمگین ہوئے کچھہ دنوں متحیر رہے - عربی کاہی کے بیٹوں نے ارغون
و ترخان کو خوب ستایا - ایک ضعیفہ ارغونیہ کو لات لگاکر اسقاط حمل کیا - اسکی داد فریاد
شاہ حسین کے ہوئی اول اوسنے سنا نہیں پہر جب ورزیادہ آدمیوں نے دہائی دی تو اوسنے
حکم دیدیا کہ شیخ الاسلام میرک پورانی شرع کے موافق فیصلہ کر دے - مرزا شاہ حسین نے قلعہ
نصرت آباد کی حراست شیبہ رفیق کو کہ زرخرید غلام و معتمد تہے تفویض کی جو دبکر کو گیا
اور باغ پہر لوکہ میں ۲۵ روز رہا - محرم سنہ ۹۶۱ کو قلعہ بکر کے اندر آیا - اراذل مرزا کے ایسے

مرزا کامران کا آنا +

ارغونوں کی تباہی اور مرزا شاہ حسین کی وفات +

جب میر ملک محمد و میر لطفی کہ حکومت میں شرکت رکھتے تھے پرگنات کو تقسیم کرنے لگے تو سلطان محمود خان
نے ان پاس آدمی بھیجا کہ میں بھی قلعہ میں ہوں مجھے آپ فراموش نہیں کیجئے گا اس بات کے سنتے ہی
میر ملک محمد نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ قلعہ کی کنجیاں سلطان محمود خان کے آدمیوں کو دیدو میر
لطفی نے کہا کہ ایسی غفلت نہ اختیار کرو اور حکم کے تابع رہو میر ملک محمد مرد عاقل تھا میر لطفی کے
کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کنجیوں کو بھیجدیا۔ محرم ۹۶۲ھ میں ٹھٹہ میں ارغون و ترخان کے
آدمیوں نے جمع ہوکر مرزا عیسی کو اپنا سردار بنایا اور مرزا شاہ حسین سے روگردانی کی
شغرلی کابلی و شیب و رفیق جو مرزا کے بڑے رفیق تھے مار ڈالا۔ ماہ بیگم کو کہ مرزا شاہ حسین کی حرم
تھی قید کرکے خزانہ لے لیا اور بہت سا روپیہ سپاہیوں کو دیدیا اور مرزا شاہ حسین نے شاہ محمود
کو ٹھٹہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ ابھی وہ ٹھٹہ میں آیا نہ تھا کہ لوگوں نے مرزا عیسی سے بیعت
کرلی۔ میر شاہ محمود کو بھی مجبوری مرزا عیسی کے ملازموں میں داخل ہونا پڑا۔ اس خبر سے
مرزا شاہ حسین نہایت خفا ہوا کر سلطان محمود پاس آدمی بھیجا کہ ارغون اور ترخان کے جتنے آدمی
بکر میں ہوں انکو گرفتار کرکے ساتھ لائے ان دنوں میں کہ مرزا شاہ حسین مفلوج ہوا تھا اکثر
اوسکا کاخ دماغ حرارت شراب کے گرم رہتا تھا حق ناحق اوسنے ارغون اور ترخانوں کو قتل
کرنا شروع کیا اور بکر کا فرمان ایالت سلطان محمود خان کے نام صادر کیا اور حکم دیا کہ ارغونوں
اور ترخانوں کو مار ڈالے محمود خان کی قرابت مذکور اپنی والدہ کو دکھائے اوسنے کہا کہ بکر کی
حکومت مبارک ہو مگر زنہار ان آدمیوں کے قتل میں تعجیل کرنا۔ ان آدمیوں کو مقید و محبوس کرکے مرزا
پاس بھیجدیا۔ مرزا کی جو رائے ہوگی وہ انکا حال کریگا سلطان محمود نے میر جانی ترخان و
احمد ترخان و حمزہ بیگ و مراد حسین بیگ کو مع ایک جماعت کے محبوس کیا اور اپنے ساتھ لیا
یار محمد کوتوال کو کہ میر شاہ محمد کی مخالفت کا باعث ہوا تھا قتل کیا۔ اور ولد قاضی حسین کو اور
جتنے آدمی مرزا کے قلعہ کے اندر رہتے تھے باہر بھیجدیا۔ قلعہ کو اپنی والدہ اور اپنے آدمیوں
سپرد کرکے مرزا کی ملازمت میں جلد جانے کا عازم ہوا۔ ۲۲ محرم ۹۶۲ھ کو مرزا کی خدمت میں
آیا اور اپنی جمعیت کو مرزا کو دکھلایا مرزا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور [illegible]

تعلق رکھے اور کوہکی کی اس جانب کا تعلق مرزا عیسی ترخاں سے ہو غرض یہ عہد و پیمان تحریر میں
آئے اور اس عہد نامہ پر انکی مہریں لگیں اور امرا اور اکابر کی مہروں سے مزین ہوا۔ پھر آپس میں بابر بغلگیر ہوئے
اور رخصت کے ہو طرفین سے ایک جماعت کی آمد و شد ہونے کا قرار ہوا کہ جس سے کلفت اور منازعت
رفع ہو دوسرے دن میر قاسم بیگلار ٹھٹہ میں گیا محمد صالح ترخاں ولد مرزا عیسی ترخاں کو مع ایک جماعت
کے مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لایا اور محمد صالح نے خوب پیشکش پیش کی اور اس جانب سے شیخ
عبد الوہاب امیر سلطان برادر سلطان محمود خاں کو ٹھٹہ میں لایا مرزا عیسی سے ملاقات کرائی مرزا
شاہ حسین محمد صالح کو اسپ و خلعت عنایت کیا اور رخصت کیا اور نقارہ کی جوڑی مع خلعت فاخرہ
کے مرزا عیسی پاس بھیجی اور دوسرے روز سلطان محمود خاں کو تومن و توغ عنایت کیا اور اپنی مہر
اوسکو سپرد کی اور مرزا کا مرض بڑھتا گیا اور دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۹۶۲ کو انتقال کیا سلطان
محمود نے مرزا کے پاؤں کو بوسہ دیا اور رو دیا اور کہا کہ مرزا قاسم تم میرے گواہ خدا سے عز و جل کے
روبرو رہنا کہ میں نے آخر عمر تک مخالفت نہیں کی اور حلال نمکی کی اس قدم بھی اوسکے زیر قدم ہوں
یہ سعادت تکبیر سوائے کسی کو نہیں میسر ہوئی شیخ عبد الوہاب تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ اور
سلطان محمود خاں ماہ بیگم پاس گیا اور اوسے کہا کہ کہیں ارغون و ترخان آپ کی حسرت
میں خلل ڈالیں آپ بکر چلئے اور مرزا کی نعش کو بھی بکر لے چلئے ماہ بیگم نے کہا کہ مرزا کی نعش
بکر جائیگی اور شاہ بیگ کے پاس دفن ہوگی۔ وہ راہ ٹھٹہ سے قریب اور بکر سے بعید ہے بیگم
نے انکار کر دیا مرزا کی نعش اول ٹھٹہ میں مدفون ہوئی پھر اوسکی لاش مکہ معظمہ میں جا کر باپ کی
بغل میں دفن ہوئی جب مرزا عیسی کو ٹھٹہ میں مرزا شاہ حسین کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ جمعیت
تمام سوار ہو کر سلطان محمود کے قریب آیا۔ کوس کی آواز طرفین سنتے تھے سلطان محمود خاں نے
لشکر کی صفوں کو آراستہ کر کے دو آدمی مرزا عیسی پاس بھیجے کہ آپ کی غرض آنے سے کیا ہے
اگر لڑنے کا قصد ہے تو اعلام کر دو تا کہ میدان مجادلہ و محاربہ آراستہ ہو مرزا عیسی نے جواب بھیجا کہ
میں اس تقریب سے یہاں آیا ہوں میں سنتا تھا کہ ماہ بیگم مرزا مرحوم کے جنازہ کو بکر کو لے جاتی ہے
ٹھٹہ بھی مرزا کا ہے اسے کیوں چھوڑتی ہے۔ ما اب معلوم ہوا کہ جنازہ کو بیگم ٹھٹہ لے جاتی ہے لہٰذا

وہ اوسکے امرا رعالی میں سے ایک تہا۔ اوسکے عہد میں جو اوسنے کار عظیم کئے اونکا بیان اوپر ہو چکا ہے
جب مرزا شاہ حسین کا اوائل جمادی الاول ۹۶۲ھ میں انتقال ہوا تو مرزا عیسیٰ نے مسند حکومت پر
جلوس کیا۔ مردم ارغون اور ترخان نے اطاعت کی۔ مرزا عیسیٰ میں صفات حمیدہ بہت تہیں۔
ہمیشہ وہ سپاہ اور رعیت کے ساتہہ ملائمت کرتا اور ہر شخص کے لائق رعایت کرتا۔ ایکسال کی مدت
گذرنے کے بعد امرا ارغونیہ کی ترغیب و تحریص سے اوسنے سلطان محمود خان سے مخالفت کی اور
جمعیت کو لیکر بکر کی حوالی میں آیا۔ اوائل ربیع الثانی ۹۶۳ھ میں بکر کے محاذی اترا۔ پندرہ
روز تک لڑائی رہی سلطان محمود قلعہ کے اندر متحصن رہا۔ ایک دو دفعہ دونو میں محاربہ و مقابلہ کا
اتفاق ہوا اسی اثنا میں مرزا عیسیٰ نے گوہ سے فرنگیوں (پرتگیزوں) کو امداد کے لئے طلب
کیا تہا وہ بلدہ ٹہٹہ میں آئے۔ جمعہ کا دن تہا مسجد جامع میں سب دنی داخل گئے ہوئے تہے
شہر کو اونہوں نے خالی دیکہا مسجد و شہر کے کوچوں میں بارود بچہا کر آگ لگا دی اور شہر کے
اطراف و جوانب میں بہی آگ لگا دی مسجد کے اکثر آدمیوں کو مقتول کیا۔ بہت اہل شہر کو جلایا اسباب
اسباب لوٹ کر لیگئے مرزا عیسیٰ کو جب خبر پہونچی تو فوراً اوسنے مراجعت کی۔ سلطان محمود خان
اوسکے تعاقب میں سیوستان تک آیا۔ اس نواح کی اکثر فصل برنج پامال ہوئی۔ پہر ان دونو
میں عہد نامہ کی تجدید ہوئی سلطان محمود خان نے بکر کو معاودت کی۔
۹۶۶ھ میں مرزا عیسیٰ کے دو بیٹوں محمد باقی اور محمد صالح ترخان کے درمیان مخالفت ہوئی
مرزا عیسیٰ نے مرزا صالح خان کی جانبداری کی۔ بعد جنگ جدال کے مرزا محمد باقی نے شکست پائی
اور رند کی جانب چلا گیا۔ یہ قوم سودہ کا مسکن تہا مردم ارغون کی ایک جماعت نے اوسکے
ساتہہ اتفاق کیا اور اوسکو امرکوٹ لے گئے اور مرزا محمد باقی جیسلمیر کی راہ سے بکر میں آیا اور
سلطان محمود خان سے ملاقات کی۔ خان نے اوسکو اپنی آغوش مہربانی میں لیا۔ ایکسال تک اپنے
لشکر میں اوسکی نگہبانی کی اور رعایت اوسکے حال پر واجبی کرکے اوسکے ساتہ کمال مروت
کی مرزا عیسیٰ نے محمد صالح کی خاطر جوئی کے سبب سے محمد باقی کی اونٹ کو بکر بہیجا
مرزا محمد باقی نے سعی کی کہ ہند کا عازم ہو مگر سلطان محمود نے اُسے نہیں جانے دیا اوسکو خوف تہا

مرزا عیسی کی موت اور مرزا محمد باقی کا تخت نشین ہونا +

سنہ ۹۷۴ھ میں مرزا عیسی اپنی اجل طبعی سے مرگیا جس وقت مرنے کو تہا تو وہ اپنا ولیعہد چہوٹے بیٹے جان بابا ترخان کو کرنا چاہتا تہا لیکن ماہ بیگم نے سعی کی کہ بڑا بیٹا محمد باقی ولیعہد ہو۔ مرزا عیسی نے ستقفار پڑہی اور بیگم سے کہا کہ وہ مرد ظالم طبیعت ہے اسکے خلق و الوس کو بہت ایذا پہنچیگی اور تو بہی اوسکے ہاتہہ سے ماری جائیگی اور ارغون بہی ہلاک ہونگے (ایسا ہی ہوا) مرزا عیسی کی موت کو جب تک مرزا محمد باقی موضع سہوان سے ٹہٹہ میں آیا مخفی رکھا صبح کو مرزا عیسی کو اس مقبرہ میں کہ اوسنے اپنے باغ میں بنایا تہا دفن کیا۔ اور مرزا محمد باقی کو اسکا جانشین بنایا۔ امرا ارغونیہ مثل مرزا ہاشم و میر کوچک وغیرہ کو اختیار و اقتدار امور سلطنت میں ملا مردم ارغونیہ بہت بیباک تہے اور بیے اندامی بہت کرتے تہے۔ اول سلطنت میں اس جماعت کی تادیب تنبیہ کی گئی چار یا پانچسو ارغونیہ آدمی قتل ہوئے انکا خانمان ویران ہوا انکے عیال و اطفال کے لئے حکم ہوا کہ سندی و ماتکبیر غارت و تاراج کرکے جو چاہیں سو کریں باقی سب جلاوطن ہوکر بکر میں آئے محمد باقی کے اول سال جلوس میں ناہید بیگم بنت ماہ بیگم ہندوستان سے اپنی والدہ کی ملاقات کو آئی تہی سلطان محمود امرا ارغون کی تحریص و ترغیب سے محمد باقی کے محاربہ کی طرف متوجہ ہوا جب نصرپور میں آیا تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ حضرت شہنشاہ اکبر پٹن میں شیخ فرید کی زیارت کو آیا ہے اور مشائخ ملتان کی زیارت کا ارادہ رکہتا ہے سلطان محمود خان کو ایسا توہم ہوا کہ کشتیوں کو جلاکر کوچ در کوچ مراجعت کی مرزا جان بابا برادر محمد باقی و مرزا شادمان داماد محمد باقی جو بڑا بہادر تہا اور باپ کی جانب سے سلطان علی برادر میر ذوالنون ارغون سے نسب ملاتا تہا دو تو علم مخالفت بلند کرکے بکر میں آئے۔ سلطان محمود بطریق مہربانی انسے پیش آیا ہر ایک کو نقد و جنس خلعت و اسپ انعام دیا اور جاگیر معین کی جب ان آدمیوں نے مدد و کومک کی استدعا کی تو ادنکی التماس کو قبول کرکے اکثر اپنے بہادر سپاہی ہمراہ کئے اور جب لشکر حوالی ٹہٹہ میں پہنچا تو مرزا محمد باقی نے لشکر کے محاذی خندق کہودی امرا ارغون نے مخالفت کی اور مرزا جان بابا لشکر سے

اس فرصت میں فقیر محمد ترخان داماد مرزا عیسیٰ و سلطان محمد ترخان مقتول ہوئے۔ جب
سلطان محمود خاں موضع پر آ رہا تو اوسکو خبر لگی کہ رسول محمد خاں کے بھائیوں نے قلعہ
اوچہ محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا ہے تو اوسنے اپنا یہاں رہنا مصلحت نہ جانا۔ بکر کی طرف مراجعت
کی پھر مرزا محمد باقی نے چند سال استقلال حکومت کی ۹۹۵ھ میں اپنی لڑکی کو دوبارہ مع
جہیز و پیشکش کے شیخ عبد الغفور بن شیخ عبد الوہاب ملا یزدی کے ہمراہ شہنشاہ اکبر کے ساتھ
نکاح کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر عز قبول نہ حاصل ہوئی تو پھر وہ ۹۹۶ھ میں واپس آئی۔ مرزا محمد باقی
نے اپنی زندگی کے آخر سالوں میں مردا رعونیہ کو ترتیب کیا اور اونکو جو ولایت و بلاد میں متفرق
و منتشر ہو گئے تھے جمع کیا۔ بقدر حال سب پر عنایت کی عوفود و جاگیریں مقرر کیں۔

۹۹۳ھ میں مرزا محمد باقی کو جنون ہوا اور خودکشی کا قصد کیا خنجر و شمشیر سے اپنے تئیں
زخمی کیا اور خدا کو جان سونپی۔ اوسکے مرنے سے ٹھٹہ میں امن و آرام کی صورت پیدا ہوئی
مرزا جانی بیگ اوسکا جانشین ہوا جسکا حال اقبال نامہ میں لکھا گیا۔ اسی کے عہد میں سلطنت
جو ایک جداگانہ سلطنت تھی وہ اب سلطنت اکبری میں داخل ہو گئی +

مرزا محمد باقی کا مرنا +

سلطان محمود خاں کے باپ دادا ملک اصفہان کے امرا میں سے تھے اور ماں اوسکی مستنگ
کی شہابی تھی اوسکی چودہ برس کی عمر تھی کہ شاہ بیگ کا وہ منظور نظر ہوا اور جس وقت کہ شاہ بیگ
نے تسخیر سند کا عزم کیا تو اوسنے لڑائیوں میں بڑے بڑے کام کئے جنکا اوپر بیان ہوا۔
جب شاہ بیگ قندہار کو چلا گیا تو اوسنے قلعہ بکر کو باوجود صغر سنی کے نہایت مردانگی و
فرزانگی سے شاہ بیگ کی مراجعت تک اپنے قبضہ میں رکھا۔ شاہ بیگ کی وفات کے بعد شاہ حسین
کے عہد میں بڑے بڑے کام کئے۔ سالمیر کی تاخت و تاراج میں بہت آدمی اوسنے قید کئے
تھے۔ اثناء راہ میں مخالفوں نے شبخون مارا اور اپنے آدمیوں کو خلاص کر لیا۔ اللہ
سلطان محمود خاں سوتا تھا اور چادر سے نکلا اوسکی دستار کھل گئی۔ اوسکا ایک سرا تو سلطان
محمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سرا جنگل مخالف کے ہاتھ میں تھا۔ یہ سر پر دستار کے
پیچ لگاتا ہوا جنگل کے قریب جا پہنچا تو کوئی حربہ پاس نہ تھا مٹی اوٹھا کر اوسکی آنکھ میں پھینکی

سلطان محمود خاں کا حال

اوسنے اپنی آنکھوں پر دو نونا تھ رکھے کہ وہ پکڑا باہر نکل گیا۔ ٹھٹہ میں نفیس ملا تو اوس کو قید
سجانے کا حکم دیا حسن علی ہوانی نے اوسکو گھوڑا دیا تو وہ بہرحال بے مستقیم ہوا اور ہم
مخالف اپنے قیدی اور مال لے گئے تھے پھر اونکو لے لیا محمد ...
بڑے بڑے کام کئے جب ہمایوں بادشاہ سندھ میں تشریف لایا تو قلعہ داری
بڑی ہوشیاری سے کی۔ کوٹ گڈہی میں لشکر شاہی سے صف آرا ہوا۔ شیخ علی بیگ
جلائر اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا۔ سنہ ۹۵۵ھ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو ولایت سیوستان کی حکومت
تفویض کی۔ ان حدود میں بلوچوں کے بہت سے قلعے فتح کئے اور کوہستان میں سرکشوں کی گوشمالی
کی۔ جب مرزا شاہ حسین فالج میں گرفتار ہوا اور فساد سے صفدر تو اوسنے مرزا عیسیٰ ترخان
مصالحت کی جسکا اوپر ذکر ہوا۔ ولایت بکر میں اوسنے بلوچوں کی سرزنش کرکے تھوڑے
دنوں میں اوسکو آباد کیا۔ بہادر خان و قباخان و یاقوت بیگ شاہ بردی بیگ مظفر خان
و ترسون محمد خان قندھار سے بکر میں آئے تو انکی خوب ضیافت کی اور اون کا اسباب
مہیا کرکے ہندوستان روانہ کیا۔ شاہ ابو المعالی کو مقید کرکے بکر میں لایا اور سات مہینے قید
رکھا اور شہنشاہ اکبر کے حکم سے اوسکو ملتان کی راہ سے بھیجدیا۔ سنہ ۹۶۲ھ میں مرزا عیسیٰ
سے جو اوسکے معاملات و تقدمات گذرے وہ اوپر بیان ہوئے۔ سنہ ۹۶۵ھ میں گوہر تاج خانم بنت
شاہ بردی بیگ قرابت دار خانخاناں بیرم خاں سے بڑی دھوم دھام سے بیاہ کیا۔
اسی سال میں شاہ طہماسپ نے علم و نقارہ و توغ و جامہ دوختہ اوسکو بھیجا اور سرفراز کیا۔
سنہ ۹۶۵ھ میں ملا صاحب کو اوسنے شہنشاہ اکبر پاس ایلچی بناکے بھیجا اور بہت سے تحفے بھیجے
بادشاہ نے اوسکو جاگیریں دیے۔ سنہ ۹۶۶ھ میں سلطان محمود خان نا ہرکی تنبیہ کے لئے لشکر
میں گیا یہاں کے قلعہ کا دو مہینے محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ جب تنگ آگئے تو خواجہ کلاں مولانا ...
مفتی و میر سید محمد صدیقی وساطت نامہ لکھکر ... نذرانے ہوئے فصیل قلعہ ... عاجز ...
غرض چار لاکھ لاری پر صلح ہوگئی۔ اسی سنہ میں اپنے بھائی ابراہیم سلطان کو جو ...
تھا ہندوستان رخصت کیا۔ سنہ مذکور میں جب اوسنے سنا کہ بیرام خان خانخاناں ...

اور اسی راہ سے جانے لگا تو اوسنے چار باغ جو کہ ہمایوں کو نہایت پسند آیا تہا اس خیال سے
غارت کیا کہ کہیں بیرم خاں کو وہ خوش نہ آئے - وہ یہاں رہ بیٹہے بیرم خاں کو یہ سبب نفرت
کے اس طرف سے جانے کا خیال ہوا تہا مگر جب اوسنے سنا کہ باغ کو سلطان محمود نے غارت کیا
تو وہ گجرات کو گیا سنہ ... میں شاہ طہماسپ نے خلعت فاخرہ بہیجا اوسنے ایک سال پیشکش
بہیجی تو سلطان نے اوسکو خطاب خان اتفاقی کا عنایت کیا سنہ ... میں جب محمد سلیم مارا گیا
تو جو واقعات پیش آئے وہ اوپر بیان ہوئے اوپر بیان ہوا ہے - ناہید بیگم کی ماں
راجبہ بیگم اوسکی زوجہ قتل ہوئی تہی سلطان محمود خاں نے ناہید بیگم سے کہا کہ تم فرمان
شاہی میرے نام لاؤ تو میں تمہارے ساتہہ ہوکر محمد باقی سے تمہارا انتقام بغیر کسی کمک کے لے لونگا
بیگم نے سلطان محمود خاں کے قول پر اعتماد کرکے بادشاہ سے درخواست کی اوسنے محب علی
خاں و مجاہد خاں کو مضافات ملتان میں فتح پور وکدورہ کا جاگیردار مقرر کرکے رخصت کیا
ایک ارغونیوں کی جماعت محمد باقی کے ہاتہہ سے تنگ ہوکر سلطان محمود خاں پاس آئی تہی
وہ اوسنے متوہم ہوا اوسنے اوسکو پیادہ کرکے بکر سے نکال کر ہندوستان روانہ کیا اثناء راہ
میں یہ جماعت محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم سے ملی - اونہوں نے اوسکو دلاسا دیکر
ہمراہ لے لیا - یہ خبر سلطان محمود خاں کو پہنچی تو وہ درہم برہم ہوا کہ جس جماعت کو میں نے
نکال دیا تہا اوسکو اونہوں نے ہمراہ لیا اس اثنا میں محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم
کا کاتب سلطان محمود خاں پاس آئے کہ ہم آپ کے وعدہ پر بہروسہ کرکے چالیس کوس آگئے
ہیں سلطان محمود نے غصہ میں آن کر ان خطوں کا جواب سخت لکہا تو اونہوں نے
ارغونیہ جماعت کو بلاکر مصلحت پوچہی کہ اب کیا کرنا چاہئے - ان کی رائے یہ ہوئی کہ الٹا جانا
چاہیئے اور بادشاہ پاس عرضداشت بہیجکر کمک مانگنی چاہئے - انہیں دنوں میں قلیچ خاں فوج
ولایت سے آتا تہا اس سے بہی مشورہ لیا تو اوسنے کہا کہ میں مسافر ہوں جو کچہہ تمہاری صلاح ہو
میں اوسکا تابع ہوں - جب اوس سے پوچہتے ہیں مگر مبالغہ کیا تو اوسنے کہا کہ مجہے کیا پوچہتے ہو
میں سپاہی ہوں - ایک جماعت کو میرے ہمراہ کرو میں آگے چلکر سلطان محمود کے لشکر سے لڑتا ہوں

اگر میں مارا جاؤں تو تم اوسکے پیچھے چلے جانا اور اگر فتح ہو تو مدعا حاصل ہے مجاہد خاں مرد مردانہ تھا
اوسنے کہا کہ یہ بات خوب سپاہیانہ کہی ہے میں آگے ہوتا ہوں اسی طرح اور بھی غزنیوں نے جنگ
کے لئے کہا تین سو آدمی ہراول میں اور دو سو آدمی قول میں جمع ہوئے اور داوارہ سے کوچ
کرکے ماتیلہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خاں کا لشکر قریب دو ہزار سوار کے قلعہ ماتیلہ میں
تھا اور سلطان محمود کا غلام مبارک خاں اسکا سردار تھا۔ وہ قلعہ سے باہر آکر تین سو آدمیوں کے
ہراول سے لڑا اور شکست پاکر قلعہ ماتیلہ میں گھسا اور سلطان محمود کو احوال کی عرضداشت بھیجی۔
سلطان محمود خاں نے زین العابدین سلطان کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ماتیلہ کے آدمیوں کی کمک
کے لئے روانہ کیا جب کہ سلطان زین العابدین مکوری میں پہنچا اسی اثنا میں یہ خبر آئی کہ سلطان محمود خاں
کا خویش تھا اور بڑا اہل غرض تھا وہ سلطان اکبر مجاہد خاں سے مل گیا اور اوسنے خبر سلطان زین العابدین کے لشکر میں
پریشانیاں ہوئیں جب یہ خبر سنی کہ مجاہد خاں کو فتح ہوئی اور ماتیلہ کے آدمیوں کا دل ایسا شکستہ
ہوا کہ مبارک خاں نے امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا صفر سنہ ۹۶۹ کو ماتیلہ مجاہد خاں کے قبض ہوا۔
۳۔ ماہ مذکور کو بکر میں سند ماں [illegible] دخان سلطان محمود خاں کی بیٹی جسکی نسبت شہنشاہ اکبر سے
ہوئی تھی لینے آیا طرفین سے اس شادی کا سامان بڑی دھوم دھام سے ہوا ۱۵ رجب کو
لڑکی روانہ ہوئی۔ بادشاہ ناگور میں شکار کھیل رہا تھا میر محمد خاں کو سروہی فتح کرنے کے لئے
بھیجا تھا کہ وہ مارا گیا اوسکی کمک کے لئے سلطان محمود خاں نے ہزار سوار مبارک خاں کی
سرکردگی میں بھیجے آجکل سلطان کے کاموں کا سارا اختیار اسی کو تھا یہ لشکر مخالفوں سے
مل گیا اور سلطان محمود کی تباہی کا سبب ہوا۔

جب سلطان زین العابدین اور نوروز خان کہ مانند مچے سلطان محمود کی بیٹی کے ساتھ
شہنشاہ اکبر کے پاس روانہ ہوئے تو حکومت کے امور کا مدار مبارک خاں اور اوسکے بیٹے بیگ
کے اقتدار میں تھا۔ مبارک خاں کی زوجہ جاں افزا تھی وہ بھی سلطان کی بیٹی کے ساتھ گئی تھی
بیگ دغلی ہمیشہ شراب پیتا تھا اوسکے گرد اوباش جمع رہتے تھے۔ اونہوں نے اوسکو سمجھایا کہ
سلطان محمود تو بڈھا ہو کر بے بس ہو گیا ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر آپ ہی صاحب ملک و مال ہوں۔

سلطان محمود کا زوال و انتقال

عمر میں رحلت کی در بہشت اسود اوسکی تاریخ وفات ہوئی

تاریخ ملتان

ملتان ہندوستان کے پرانے شہروں میں سے ہے وہاں اسلام کا ظہور محمد قاسم کے زمانہ سے [illegible] ہوا اور بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانہ تک [illegible] تاریخ میں [illegible] تاریخ یمینی میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو [illegible] اوسکی اولاد کے تصرف میں رہا اور دولت غزنویہ کا تنزل ہوا تو پھر قرامطہ [illegible] ملتان کو پھر ان قرامطہ سے سلطان معز الدین محمد سام کے ہاتھ میں آیا [illegible] [illegible] سلطان دہلی کے قبضہ میں رہا اس سنہ میں ہندوستان میں ملوک طوائف شروع ہوا تو ملتان [illegible] دہلی کے بادشاہوں کے ہاتھ سے اوسکی حکومت نکل گئی اور [illegible] فرمانروائی کی +

جب ۸۴۷ھ میں دارالملک دہلی کی فرمانروائی کی نوبت سلطان علاء الدین محمد شاہ بن محمد شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان تک پہنچی سپاہ مغل نے جو کابل غزنی میں تھی [illegible] ملتان کو تاخت و تاراج کر کے زیر و زبر کیا اور حاکم کے وجود سے [illegible] ہوا - ملتان کے آدمیوں نے متفق ہو کر حاکم کی تجویز کا ارادہ کیا شیخ یوسف قریشی کو ۸۴۷ھ بادشاہ بنایا اوسکو خانقاہ کی تولیت اور روضہ شیخ بہاء الدین زکریا کی مجاورت حوالہ تھی اور شیخ بہاء الدین کی بزرگی سب کے نزدیک مسلم تھی ملتان اوچہ اور اوسکے حوالی حواشی کے ممبروں پر شیخ یوسف کا خطبہ پڑھا گیا - اوسنے ان حدود کے کل متوطنوں و زمینداروں کو لطف و احسان کر کے دلوں کو رام کیا افغان لنگاہ کی جماعت کا راے سہرہ سردار تھا اور اس نواح میں قصبہ سیوی اسکے تعلق میں تھا اوسنے شیخ یوسف سے پیغام دیا کہ ہم باپ دادا کے وقت سے آپکے سلسلے سے اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں عرض کرتا ہوں کہ دہلی کی سلطنت [illegible] خلل سے پُر ہے اور اس اثنا میں سلطان بہلول افغان نے دہلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا

مناسب ہے کہ قوم لنگاہ کے خاطر کریں اور اوسکو اپنا لشکر بنائیں تاکہ کار کے وقت وہ جان نثار
کریں بالفعل اپنے عقیدہ کے استحکام کے لئے آپ کو دامادی میں قبول کرتا ہوں شیخ صاحب نے
اوسکو خوشی خوشی قبول کر لیا اور دختر اپنے سہرہ کے برسم سلاطین نکاح کیا۔ لنگاہ کبھی کبھی اپنی
بیوی سے ملنے خفیہ سیوی سے ملتان میں آتا تھا۔ اور شیخ کی خدمت میں لایق تحفے پیش
کرتا تھا۔ شیخ اوسکو غایۃ نہیں پسند کرتا تھا کہ لیے شہر ملتان میں سکونت اختیار کرے
وہ جب آتا شہر سے باہر اُترتا۔ اور بیوی کو تنہا دیکھنے آتا۔ ایک دفعہ اوسنے اپنے اسباب دنیا
کو جمع کیا اور اوسکو ساتھ لیکر ملتان میں آیا اور یہ نیت کی کہ کسی طرح مکر وحیلہ سے شیخ کو پکڑ کے
خود حاکم ملتان ہو جاوے جب وہ نواح ملتان میں آیا تو اوسنے شیخ قریشی کو کہلا بھیجا کہ اس دفعہ
کل قوم لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تاکہ اوسکی جمعیت کا آپ ملاحظہ کرکے اوسکے واسطے خدمات
تجویز کر دیں شیخ حیلہ و مکر و افسون زمانہ سے غافل تھا اوسنے اوس کی بات کو مان لیا سا
مانہ پر کہ ایک خدمتگار کے ساتھ اپنی بیوی سے ملنے آیا خدمتگار کو سکھلا دیا کہ [illegible] کے
کسی کونے میں ایک بزغالہ کو ذبح کرکے اسکا خون کرکے ایک پیالہ میں ڈال کر میرے پاس
لے آنا جب خدمتگار نے یہ کام کیا تو اوسنے خون کو پیالہ پی لیا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد کر چلایا
کر ہائے ہائے کر کے کہنے لگا کہ میرے پیٹ میں درد ہے دکھانے شیخ یوسف کو جمعیت کی [illegible]
بلایا اور اونکے سامنے مستفرغ دموی کیا۔ اس اثنا میں کہ موافق اوسنے اپنے خویش
اور قرابتیوں کو آخری وقت میں ملنے کے لئے بلایا۔ دکھانے شیخ یوسف نے اسے کو
حال دیکھا کہ غیرت تو اوسکے خویشوں اور قرابتیوں کے آنے کے مانع نہ ہوئے غرض جب
اکثر اوسکے آدمی قلعے میں آگئے تو اوسنے سلطنت کے ارادہ سے بستر بیماری سے سر اوٹھایا
اور اپنے معتمد نوکروں کو سب واقعہ کہا اور اونکو مقرر کیا کہ شیخ یوسف کے [illegible] کو
اندر آنے دیں پھر وہ شیخ کی خلوت سرا میں گیا اور اوسکو دستگیر کر لیا۔ شیخ نے صرف دو دن
جب سہرہ نے شیخ کو گرفتار کیا تو خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے تئیں سلطان
قطب الدین لنگاہ سے ملقب کیا۔ ملتان کے لوگ اوسکی حکومت سے راضی تھے اوسنے

سلطنت قطب الدین لنگاہ

کنارہ سند پر جو باقی تہا انہیں معمور و آباد تہیں بلوچوں کی تنخواہ میں اور دیدیں۔ رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں ہی سے متعلق ہوگئی۔ انہیں دنوں میں جام بایزید و جام ابراہیم کہ قبیلہ سمہ کے بزرگ تہے جام نندا سے کہ ولایت سندہ کا حاکم تہا رنجیدہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ سے جا ملے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ٹہٹہ و بکہر کے درمیان جو ولایت ہے وہ اکثر قوم سمہ سے تعلق رکہتی تہی اور وہ اپنے تئیں جمشید کی اولاد میں جانتے ہیں قوم سمہ شجاعت و دلیری میں مشہور تہی۔ جام نندا خود قوم سمہ میں سے تہا اور اپنے تئیں جمشید کی اولاد جانتا تہا۔ مگر ہمیشہ اس قوم سے خائف رہتا تہا۔ اتفاقاً سمہ کے سرداروں کے درمیان عداوت ہوئی جام نندا سے جام بایزید و جام ابراہیم آزردہ خاطر ہوئے۔ انہوں نے شاہ حسین سے توسل ڈہونڈا۔ اوسنے جام بایزید کو ولایت شور اور جام ابراہیم کو ولایت اوچہہ دیدی اور دونوں کو اپنی جاگیر پر رخصت کیا۔ جام بایزید مضامین علمی سے بہرہ کافی رکہتا تہا۔ ہمیشہ اہل فضل سے صحبت رکہتا تہا جس نواح میں وہ کسی فاضل کو سنتا اوسکے احوال پر ایسی مہربانی کرتا کہ وہ بے اختیار مجلس میں آتا اور اوسسے منتفع ہوتا۔ جام بایزید کو اہل فضل سے اس مرتبہ پر محبت تہی کہ شیخ جمال الدین قریشی کو کہ شیخ عالم قریشی کی اولاد میں سے تہا اور خراسان میں تمام علوم کو تحصیل کیا تہا۔ باوجودیکہ اسکے حواس ظاہر مختل تہے اسکو تمام شغل وزارت کی تکلیف دی۔ جمیع مہمات ملکی اسکی طرف رجوع کئے خود اہل فضل کی صحبت میں وقت گذرانتا تہا۔ احکام الٰہی کی تقلید یہانتک کرتا تہا کہ ایک دفعہ اوسنے سور میں ایک عمارت بنائی اتفاقاً ایک خزانہ وہاں سے نکل آیا۔ تو اوسنے اسمیں تصرف نہیں کیا سلطان کی خدمت میں بالکل بہیجدیا۔ سلطان کو اس عمل سے اسکے اعتقاد عظیم ہوا۔ جب سلطان رحمت حق سے پیوستہ ہوا تو سلطان سکندر پر فرمانروائی کی نوبت آئی تو سلطان حسین نے ایک مکتوب تعزیت و تہنیت کا تحف و ہدایا کے ساتہہ اپنے ایلچیوں کے ہاتہہ بہیجا۔ اور آشتی و صلح کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ سلطان سکندر پر شریعت پرستی کی نسبت غالب تہی صلح پر راضی ہوا اور اسمیں مصلحت جانی کہ طرفین کے طریقہ اتحاد قائم ہوا۔ اور ایک دوسرے کے خیرخواہ ہوں اور کسی ایک کی سپاہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور حسب تاکید مدد و معاونت کی

بہی اسمیں تہے اوسے وہ حسد کرتا تہا۔ ایکدفعہ اوسنے اپنے غلاموں میں سے کسی سے کہا کہ
اموال بادشاہی میں بلال نے تصرف کیا ہی اور فتنہ برپا کرنیکا ارادہ رکہتا ہے کہ آدمیوں کو اپنا
یار و مصاحب بنا کے شغل سلطنت کا متصدی ہو مناسب ہے کہ فتنہ سے پہلے مفسدوں کا
علاج کیا جائے اس غلام ناعاقبت اندیش نے ایکدن فرصت پاکر بلال کو مار ڈالا۔ تہوڑے
دنوں میں عماد الملک نے فیروز شاہ کو زہر دیکر اپنے بیٹے کا انتقام لیا جب شاہ حسین لنگاہ کو
بڑہاپے میں یہ مصیبت پیش آئی تو وہ بے صبر ہو کر زار زار رویا حفظ مملکت کے لئے پہر
اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور محمود خاں بن فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور سابق
عماد الملک کے مہمات ملکی حوالہ کیں اصلا بخشش و کدورت کا اظہار نہیں کیا چند روز بعد جام بایزید
کو خلوت میں بلاکر کہا کہ صورت حال کو تو جانتا ہی اور میرے درد دل سے خبر رکہتا ہے۔ ایسی
تدبیر کیوں نہیں کرتا کہ اس نمک حرام سے میں بدلا انتقام لوں۔ جام بایزید نے اس امر کو
قبول کیا صبح کو تمام اپنے لشکر کو شاہ کے دروازہ پر بلایا۔ شاہ نے عماد الملک کو بہیجا کہ
جام بایزید کا سامان دیکہہ لے۔ جب وہ دیکہنے آیا تو اوسکو پکڑکر بیڑیاں ڈالدیں۔
شاہ حسین نے اوسی وقت وزارت جام بایزید کے حوالہ کی اور اپنے پوتے محمود خاں کا اتالیق
مقرر کیا۔ شاہ حسین لنگاہ کا ۲۶ صفر سنہ [illegible] یا سنہ [illegible] کو انتقال ہوا۔ اوس نے ۳۴ سال یا
۳۲ سال سلطنت کی +

دادا کے مرنے کے بعد محمود شاہ تخت نشین ہوا۔ وہ خورد سال تہا۔ اراذل پرست ہوا۔
اوباش و اجلاف اوسکے گرد جمع ہوئے۔ وہ ہروقت تمسخر و استہزا میں مصروف ہوا۔ اسلئے
اکابر و اشراف اوسکی صحبت سے جدا ہوئے۔ ان پاجیوں کا ارادہ یہ تہا کہ شاہ محمود شاہ کے
مزاج کو جام بایزید سے منحرف کرادیں اس مطلب کے حصول کے واسطے تدبیریں کرتے تہے
جام بایزید نے اس بات کو گر دیکہا۔ آب چناب کے کنارہ پر ملتان سے ایک فرسخ پر منازل بنائے تہے
اور یہیں مہمات ملکی میں مشغول رہتا اور شہر میں نہیں جاتا۔ ایکدن جام بایزید نے ایک قضیہ
کے مقدموں کو مال و معاملہ کی تحقیق کے لئے طلب کیا۔ انہیں سے بعض نے فریاد جام بایزید

محمود شاہ [illegible]

تاریخ کاشمیر

آئین اکبری میں ابو الفضل نے لکھا ہے کہ جب شہنشاہ اکبر کاشمیر میں آیا تو سنسکرت زبان میں ایک کتاب راج ترنگنی نام اوسکے حضور میں پیش ہوئی اس میں کاشمیر کے مسند نشینوں کا حال چار ہزار سال سے کچھہ زیادہ کا لکھا ہوا تھا اس دیار کی یہ رسم تھی کہ ملک کے پاسبان چند قابل آدمیوں کو تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا کرتے تھے۔ تھوڑے دنوں میں شہنشاہ نے اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں کرایا۔ انگریزی زبان میں بھی اس کتاب کے ترجمے ولسن صاحب بابو جوگیش چندر دت صاحب نے کئے ہیں۔ غالباً بابو صاحب کا ترجمہ فارسی اور ولسن صاحب کے ترجموں سے زیادہ صحیح ہوگا۔

سنسکرت کے علم ادب میں کتب تاریخیہ کا کال ہے اس میں راج ترنگنی سوا اندھوں میں ایک کانا ہے۔ اس تاریخ کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں چمپک کے بیٹے پنڈت کلہن نے قدیم زمانہ سے سنہ ۱۱۴۸ء تک۔ اور دوسرے حصہ میں جون راج نے سنہ ۱۴۱۲ء تک۔ اور تیسرے حصہ میں پنڈت سری ور نے سنہ ۱۴۷۷ء تک۔ اور چوتھے حصہ میں شہنشاہ اکبر کے عہد تک پرجے بھٹ نے تاریخ کاشمیر تحریر کی ہے حصہ دوم کا نام راجاولی اور تیسرے حصہ کا نام جین راج ترنگنی چہارم حصہ کا نام راجاولی پتاک ہے۔ پرجے بھٹ اکبر کے وقت میں تھا۔ میں ان سب ترجموں سے مضامین انتخاب کرکے لکھتا ہوں۔

کاشمیر کے اول باون راجاؤں کی تاریخ کسی شخص نے پہلے نہیں لکھی۔ یہ راجا کوروؤں اور پانڈوں کے کل جگ کے گونندوں کے معاصر تھے۔ اونکی سلطنت زبردست تھی وہ ہاتھیوں پر چڑھتے تھے۔ بڑے صاحب اقبال تھے اونکے گھروں میں دن کو گناہ سے چھپی ہوئی عورتیں اس طرح رہتی تھیں جیسے چاندنی کھلے دن میں۔ مگر ایسے بے نام و نشان وہ ہوگئے ہیں کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شاعروں نے اونکے حال پر مہربانی نہیں کی بعض کہتے ہیں کہ ان راجاؤں کا حال بسبب اونکی ستمگاری کے نہیں لکھا گیا۔

کاشمیر میں جا بجا پہاڑ کھڑے سوہا دیتے رہے ہیں۔ یہ ملک شین ایسا ہے کہ ابھی پہاڑ کی ترت

اسکے شاہانہ چھتر میں ناگ (سانپ) کا پھن لگا ہوا تھا سو یہاں بہت قسم کے ناگے رہتے تھے جنکے جوہر نے شہر گوکو ہر کا خزانہ بنا دیا تھا - اب ہم راجگان کشمیر کی فہرست لکھتے ہیں +

فہرست اول

	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	گونند اول		۲۵۲۶ قبل از حضرت عیسیٰ	
۲	دامودر اول			(۱) کا بیٹا
۳	یسووتی رانی			(۲) کی زوجہ
۴	گونند دوم			
	یہاں سے ۳۵ راجاؤں کا بیان کچھ نہیں لکھا			
۵	لو			
۶	کشیشی			
۷	کھگیندر	۳۳۶ سال		
۸	سریندر			
۹	گودہر			
۱۰	سورن			
۱۱	جنک			
۱۲	سچی نر			
۱۳	اشوک			
۱۴	جلوک			
۱۵	دامودر دوم			
۱۶	ہسک جسک و کنشک			
۱۷	ابھیمنیو اول			

فہرست دوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	برتاپ دتے	۳۲ سال	۱۶۸	بعض کہتے ہیں کہ ودھرمان کے بعد اور یہ سے تھے
۲	جلوک	۲۲ سال	۱۳۵	(۱) بیٹا
۳	تنگ جین اول	۳۶ سال	۱۰۳	(۲) کا بیٹا
۴	وجے	۸ سال	۶۷	نسل (۳) سے
۵	جیندر	۲۷ سال	۵۹	
۶	سندھی متی یا آریراج	۲۷ سال	۳۲	
	چھہ راجاؤں نے ۱۶۹ سال حکومت کی			

فہرست سوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	میگھ واہن	۳۴ سال	۲۵ بعد از حضرت عیسیٰ	تابع بدھ مذہب کے
۲	شرینہ سین یا پرورسین اول یا تنگ جین دوم	۳۰ سال	۵۹	پسر (۱)
۳	ہرنے	۳۰ سال	۸۹	پسر (۲)
۴	ماتری گپت	۴ سال ۹ ماہ ایک دن	۱۳۰	
۵	پرورسین دوم	۶۰ سال	۱۳۵	میگھ واہن کی اولاد سے
۶	یدھشٹر دوم	۲۱ سال ماہ	۱۸۵	(۵) کا بیٹا
۷	لکشمی یا نرندرادتے	۱۳ سال	۲۰۶	
۸	رنادتے یا تنگ جین سوم	۳۰۰ سال	۲۱۹	برادر خورد (۷)
۹	وکرمادتے	۴۲ سال	۵۱۹	پسر (۸)
۱۰	بالادتے	۳۷ سال ۴ ماہ	۵۶۱	برادر خورد (۱۰)

دس راجاؤں نے ۵۳۶ سال ۴ ماہ ایک روز راج کیا

۲	ششنک کرورما	۱۰ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	۸۸۳	بیٹا (۱) کا
۳	گوپال ورما	۲ سال	۹۰۲	بیٹا (۲) کا
۴	سنکٹ	۱ یوم	۹۰۴	مشہور تھا کہ برادری میں تھا
۵	رانی سگندھا	۲ سال	۹۰۴	مادر (۳)
۶	پارتھ	۱۵ سال ایک ماہ	۹۰۶	پسر (۴)
۷	برجت ورما	ایک سال ایک ماہ	۹۲۱	برادر (۶)
۸	چکرورما	۱۰ سال ۱۵ روز	۹۲۳	
۹	شنورورما	۱ سال	۹۳۳	برادر (۸)
۱۰	پارتھ دوبارہ	۱ سال	۹۳۴	
۱۱	چکرورما دوبارہ	۱ سال	۹۳۵	
۱۲	شمبھوبردھنا	۲ دن	۹۳۵	
۱۳	چکرورما سہ بارہ	۱ سال ۵ ماہ	۹۳۵	
۱۴	اونمت اونتی	۲ سال	۹۳۷	پسر (۱۰)
۱۵	سورورما		۹۳۹	

کل اُتپال کے بنس سے اتھ راجاؤں نے علاوہ ورزا لیر سانیوں کے ۸۳ سال ۴ ماہ سلطنت کی

فہرست ششم

۱	یشسکرہ	۹ سال	۹۳۹	رعایا میں سے تھا
۲	ورنت	۰	۹۴۸	بیٹی (۱)
۳	سنگرام اول	۶ ماہ	۹۴۸	
۴	پرووگوپت	۱ سال ۴ ماہ	۹۴۸	رعایا میں سے تھا
۵	کھشیم گوپت	۸ سال ۶ ماہ	۹۵۰	پسر (۴)
۶	ابھے منیو دوم	۱۴ سال ۱ ماہ	۹۵۸	پسر (۵)

ایسا سلاقی تھی کہ پھر نہیں چلتی تھی۔ اوس نے ایک شہر نور پور آباد کیا۔ راجہ کہلیندر نے ناگا دشمنوں کو
ہلاک کیا۔ راجہ سدھ نے ایک نہر کرال میں کہدوائی اور اوسکا نام سورن منی رکھا۔ راجہ اشوک نے
پرکہوں کا ست چھوڑا اور بدھ مذہب اختیار کیا۔ یہ راجہ بڑا نیک اور بے عیب و سخی تھا اوس نے
بدھ کے بہت ستوپ بتستا (جہلم) کے کنارے پر بنائے۔ اوس نے ایک چیت یا ایسا اونچا بنوایا
کہ جسکی چوٹی نہیں دکھائی دیتی تھی۔ شہر سری نگر آباد کیا جو ابتک موجود ہے اوس نے ایک پرانے مندر
کی دیواریں ڈہوا کر ایک نو مندر کی دیواریں بنائیں جسکو آئین اکبری میں لکھا ہے کہ کیش برہمن
اندراختہ آئین چینی برگرفت۔ اوسکے مرنے سے بدھ مذہب کو صدمۂ عظیم پہونچا اسلئے کہ اوسکا بیٹا
جلوک برہمن مذہب و سیو تھا اوس نے ملکشوں کو یعنے تاتاریوں کو مار کر نکال دیا جنہوں نے اوس کے
باپ کے وقت میں کاشمیر کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ اور قنوج دار الملک ہندوستان تک اوس نے
اپنی سلطنت کو بڑہایا۔ اور روید و دی اور پایہ شناسی سے یہاں کے چاروں قوموں کے آدمیوں
کو انتخاب کرکے لے گیا۔

اوسکے زمانے سے پہلے کاشمیر میں عدالت کا انتظام اچھا نہ تھا اوس نے عدالت کے انتظام کے
لئے یہ سات عہدے مقرر کئے (۱) دادگر (۲) دیوان (۳) خزانچی (۴) سپاہ کا تیار دار (۵)
دفتر کار سفارت (۶) مرشد اعلی (۷) راز گذار اختر۔ کاشمیر میں برہمنوں اور بدہوں میں بڑی
لڑائیاں رہتی تہیں اور بودہوں کی ترقی ہوتی جاتی تھی۔

راجہ جلوک کی نسبت یہ کہانی جو لکھی ہے کہ راجہ ایکدن سرادوے پہلے اشنان کو جاتا
تھا۔ بہوکے برہمنوں نے اوسے کہانے کو مانگا اوس نے اونکے سوال پر کچھہ خیال نہ کیا اور دریا کی
طرف آگے بڑہا۔ برہمنوں نے اپنی ریاضت کے زور سے دریا کو کہینچ کر اوسکے پاؤں تلے لا ڈالا اور
اسے کہا کہ دیکھہ بتستا یہ ہے۔ برہمنوں کو کہلا۔ راجہ اسکو جادو کا اثر سمجہا اوس نے کہا کہ تم چلے جاؤ
میں جب تک اشنان نہیں کرونگا تمکو کہانا نہیں کھلاؤنگا۔ برہمنوں نے اوسکو یہ سراپ دیا
کہ وہ سرپ بنجائے جب راجہ اونکے آگے بہت گڑگڑایا تو اونہوں نے یہ کہا کہ اگر ایک دن
میں وہ رامائن اول سے آخر تک سن لیگا تو پھر اپنی اصل شکل پر آجائیگا ابتک وہ دو اہو

سنسکرت لوں بھیجا ہمارے تابع راجاؤں کو اسپر مجبور کیا کہ وہ جانوروں کو نہ مارنے دیں ۔
رکھنسلو کی عملداری میں اوسنے گوشت موقوف کرادیا ۔ جب راجہ مرے لاولد مر گیا اور کاشمیر
کا تخت خالی پڑا تو ۔۔۔ کاشمیر بکرماجیت ہندوستان کے راجہ اوجین کے گرویدہ ہوا [illegible]
راجا کے دربار میں ایک مرد شاعر ماترگپت کشمیری رہتا تھا جسنے بہت شہروں کی سیر کرکے اسی
راجا کو اپنا قدرشناس سمجھا اور اوسی پاس رہنا اختیار کیا ۔ راجہ اول اوسکی قدر اوسکی لیاقت کے
موافق نہیں کی ۔ ایک رات کو چراغ کی بتی اکسانے کے لئے راجہ نے نوکر بلایا تو ماترگپت
کے سوا کوئی اور نوکر حاضر نہ تھا ۔ راجہ پاس وہ گیا اور یہ موقع پاکر اوسنے اپنا مطلب اس شعر میں
ادا کیا جسکے معنی یہ ہیں کہ دریا ننگ کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اور آنے والے جاڑے سے
عذاب میں آ رہا ہوں بھوک کے مارے آواز نہیں نکلتی اور ہونٹ میرے کانپتے ہیں اور
دل میں قناعت پیدا رہی ہے ۔ اور نیند میرے پاس سے ایسی جاتی رہی جیسے کہ کسی کی
بیوی گالیاں دینے سے بھاگ جاتی ہے اور رات مجھے ایسی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ
نیک راجہ کا راج ۔ غرض راجہ نے اوسکو رخصت کیا اور کچھ خرچ دیا اور ایک نوشتہ سر مہر دیا کہ
کشمیر میں پہنچانے ۔ بیچارہ شکستہ خاطر آزردہ دل راہ طے کرکے کاشمیر میں پہنچا ۔ نامہ کھولا گیا اسمیں
لکھا تھا کہ نامہ پہنچنے والے کی بہت مدارات کی جاوے اور ناگاہ بہت دلجوئی ہے اس کے دیکھتے ہی اسکو
اس دیار کی بادشاہی دو ۔ [illegible] بادشاہی تمہیں مرحمت کرکے فرمان زیر مہر ۔ کارگزاروں نے تمکین کرکے اوسکو
راجہ بنا دیا چار سال نو مہینے ایک دن راج کرکے اوسنے راج کو تیاگ دیا ۔ بکرماجیت کے مرنے
اوسکا دل سلطنت سے بیزار ہوگیا تھا وہ واراسی کو چلا گیا ۔ پرورسین اولاد [illegible] کی تھا ہندوستان
میں گوشہ نشین تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ ایک غیر آدمی کاشمیر میں راج کرتا ہے تو وہ اوسکے نکالنے
کے لئے آیا اور کاشمیر کا راجہ ہو گیا ۔ اوسنے بہت ملک فتح کئے اور بڑے بڑے کام کئے اسی نے
بہتا پر کشتیوں کا پل اول اول بنایا ۔ اوسنے ایک شہر بہتا ندی کے کنارہ پر آباد کیا
جسمیں ۳۶ لاکھ گھر تھے ۔ راجہ امادت نے بہت ملک فتح کئے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا پھر جنگل
میں جاکر ایک غار میں غائب ہوگیا ۔ اوسکی عجیب عجیب کہانیاں مشہور ہیں راجہ للتادت [illegible]

۳	اننت دیو	۵۳ سال ۷ ماہ ۵ روز	سنہ ۱۰۲۰	(۲) کا بیٹا
۴	رناد تیا دوم یا کلس دیو	۲۶ سال ۳ ماہ	سنہ ۱۰۹۳	(۳) کا بیٹا
۵	اوت کرش	۲۲ روز	سنہ ۱۰۸۹	(۴) کا بیٹا
۶	ہرش	۱۱ سال ماہ ۱۲ روز	سنہ ۱۱۰۱	
۷	اودے راج بنس کے ۷ راجاؤں نے ۹۰ سال ۱۱ مہینے ۲۷ دن سلطنت کی			

فہرست ہشتم

۸	اُچھل	۱۰ سال ۳ ماہ آٹھ دن	سنہ ۱۱۱۱	ہرش کا ہم جد
۹	ردہ یا شنکھراج	ایک پہر رات کو ایک پہر دن کو	سنہ ۱۱۱۱	سدہ کا بیٹا
۱۰	سلہن	۳ مہینے ۲۷ دن	سنہ ۱۱۱۱	برادر اچھل
۱۱	سسلا	۷ سال ۳ ماہ	سنہ ۱۱۱۲	برادر سلہن
۱۲	بھکشاچر	۶ ماہ ۳ دن	سنہ ۱۱۲۰	ہرش کا بیٹا
۱۳	سسلا	۴ سال ۳ ماہ ۱۴ دن	سنہ ۱۱۲۱	دوبارہ راجہ ہوا
۱۴	سہہ دیو یا جے سنگھ	۲۷ سال	سنہ ۱۱۲۳	
۱۵	پرمانک	۹ سال ۶ ماہ ۱ روز	۱۱۵۰	(۱۴) کا بیٹا
۱۶	ونتی	۷ سال ۲ ماہ	۱۱۵۹	(۱۵) کا بیٹا
۱۷	بتی دیو	۹ سال ۴ ماہ ۱۷ دن	۱۱۶۶	(۱۶) کا بیٹا
۱۸	جسس دیو	۱۸ سال ۱۳ روز	۱۱۷۶	چھوٹا بھائی (۱۷) کا
۱۹	جگ دیو	۱۴ سال ۲ ماہ	۱۱۹۴	(۱۸) کا بیٹا
۲۰	راجہ دیو	۲۳ سال ۳ ماہ ۲۷ روز	۱۲۰۸	(۱۹) کا بیٹا
۲۱	سنگرام دیو	۱۶ سال ۱۰ روز	۱۲۳۱	؍؍
۲۲	رام دیو	۲۱ سال ۱ ماہ ۱۳ روز	۱۲۴۸	؍؍
۲۳	لچھمن دیو	۱۳ سال ۳ ماہ ۳ روز	۱۲۶۹	برہمن کا بیٹا تھا

سنہ ۱۳۴۳ء میں راجہ مرگیا اور اوسکی رانی کوتا دیوی اوسکی قایم مقام ہوئی - اوسنے اپنی استقلال حکومت کے لئے شاہ میر کو پیغام بھیجا کہ چندر بن راجہ رنچن کو وہ راجہ بنائے . شاہ میر نے اوسکو قبول نہیں کیا - رانی بہت سپاہ لیکر شاہ میر پر چڑہی مگر گرفتار ہوئی - شاہ میر نے حیلہ سازی کرکے رانی سے نکاح کیا اور مسلمان کیا پہر دوسرے روز رانی کو مقید کیا اور تاج شاہی خود پہنا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا سلطان شمس الدین خطاب رکھا +

کاشمیر میں ملت اسلام کا رواج اسی بادشاہ کے زمانہ سے ہوا اور کاشمیر کے طبقہ سلاطین کی ابتدا اسی سے ہوئی اوسنے بادشاہ ہوکر کاشمیر میں جو خرابیاں اور تباہیاں پھیل رہی تھیں ونکا علاج کیا اور رعایا کی یہ حمایت کی کہ اونپر محصول شش یک یعنی چھٹا حصہ مقرر کیا طائفوں نے اوسکے مخالفت کی تہی اونکو مارکر ستیاناس ملادیا اوسنے دو قوموں چک اور ماکری کو سرفراز کیا انہیں دو فرقوں میں سے کاشمیر میں اکثر سپاہی اور امراتھے جب بڑہاپے نے زور کیا تو کاروبار سلطنت اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کو سپرد کیا اور خود بفراغت عبادت میں مشغول ہوا - دو سال ۱۱ ماہ ۵ روز سلطنت کرکے سنہ ۱۳۴۹ء میں مرگیا -

شمس الدین کے بعد اوسکا بڑا بیٹا جمشید اعیان دولت کے اتفاق سے بادشاہ ہوا مگر رعیت اور سپاہ نے اوسکے چہوٹے بہائی علی شیر کو مدنی پور میں بادشاہ بنایا - جمشید نے بہائی پر لشکر کشی کی اور رفتہ رفتہ مدارا سے پیش آکر صلح کا طالب ہوا علی شیر نے صلح سے انکار کرکے بہائی پر شبخون مارا اور اوسکو شکست دی جمشید مدنی پور کو خالی دیکہکر ایلغار کرکے اوسپر چڑہ گیا جب علی شیر کو اسکی خبر ہوئی تو وہ مدنی پور میں آیا - جمشید اوس سے لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ جمشید کے وزیر سراج نے علی شیر کو بلاکر سری نگر اوسکے حوالہ کیا - جمشید ایک دو ماہ سلطنت کرکے سنہ ۱۳۵۰ء میں مرگیا +

جمشید مرنیکے بعد اوسکا چہوٹا بہائی علی شیر بادشاہ ہوا اوسنے اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکہا اور اپنے بہائی سیاک کو صاحب اختیار کیا - اسکے عہد میں قحط سے بہت آدمی مرے جو طائفہ مخالف ہوکر کشتوار کا شغر چلا گیا تہا - اوسکو ملاطفت سے بلاکر کاشمیر میں محبوس کیا

سلطان شمس الدین کی سلطنت +

سلطان جمشید +

سلطان علاء الدین کی سلطنت +

جب حسن خان کشمیر میں آیا تو سلطان کا ارادہ اوسکو ولیعہد بنانے کا ہوا کہ اہل حسد نے بادشاہ
کو اغوا کر کے اس ارادہ سے باز رکھا بلکہ اوسکے گرفتار کرانے کا ارادہ کیا ۔ راے راول نے اس
ارادہ سے حسن کو مطلع کیا ۔ وہ بھاگ کر لوہ کوٹ میں چلا گیا یہانتک شاہ کے مخالفوں کو یہاں تقویت
ہوئی ۔ ان دونوں کو مفسد اوسکے گرفتار کر کے شاہ کے پاس پہنچا دیا شاہ نے راے راول کو تو
مار ڈالا اور حسن کو قید کیا ۔ آخر عمر میں سلطان کے دو بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام سکندر اور ہیبت خان تھے
یہ دونوں بیٹے خورد سال تھے کہ بادشاہ کا انتقال ۷۹۲ھ میں ہوا ۔ مدت سلطنت اوسکی پانچ سال
پانچ مہینے تھی ۔

اسکے عہد میں میر سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے ۔ اور ایک خانقاہ اونکے نام پر سلطان نے
بنوائی قطب الدین کے بعد اوسکا بیٹا سکندر جانشین ہوا ۔ اوسکندر اپنا لقب رکھا ۔ اسکی کم عمری
کے سبب اوائل حکومت میں مہمات ملکی میں اوسکی مادر دخل دیتی تھی ۔ اکثر امور کو نیک طریقہ
سے انجام کرتی تھی ۔ ہیبت خان سے سلطان سکندر سے مخالفت کے آثار پائے داماد شاہ محمد بیٹے وہ
تو اوسکو اور اوسکی [illegible] وجہ کو یعنی اپنی بیٹی کو قتل کرادیا ۔ راے مکری نے کہ امراے عظام میں تھا ۔
ہیبت خان برادر شاہ سکندر کو زہر دیکر ہلاک کیا اسی سبب شاہ سکندر کو اوسسے کینہ ہوگیا اور
اوسکے دفع کے درپے ہوا مگر استقلال ایسا کمال کے ساتھ رکھتا تھا کہ کبھی اپنے ارادہ کو قوہ سے
فعل میں نہیں لایا ۔ راے مکری کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے شاہ سے التماس کی کہ
اگر حکم ہو تو بندہ جاکر تبت کو جو کہ کشمیر سے قریب ہے تسخیر کرلے ۔ اس سے غرض اسکی یہ تھی
کہ شاہ کے آتش غضب دور ہوجاے ۔ بادشاہ نے اس درخواست کو اس خیال سے منظور کرلیا
کہ وہ شاید ان جنگلوں میں ہلاک ہوجاے تو بے سعی مقصد حاصل ہوجاے ۔ راے مکری نے تبت میں
لشکر لیجاکر اوسکو تسخیر کرلیا ۔ ممالک تبت پر تصرف کرکے جمعیت تمام بہم پہنچائی اور بغاوت
اختیار کی شاہ سکندر لشکر جمع کرکے اوسکی طرف متوجہ ہوا ۔ سرحد پر جنگ ہوئی ۔ راے مکری
بھاگا وہ پکڑا گیا اور زہر کھا کر مرگیا شاہ سکندر نے تبت اور اوسکی اطراف کا انتظام خوب
کرلیا ۔ انہیں ایام میں میر تیمور نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا ۔ اپنے ایلچیوں کے ہمراہ

سلطان سکندر بت شکن

سبب سے مسلمان کا اظہار بطریق تقیہ کے کیا اور کاشمیر میں رہے۔ بہت بڑے بڑے بتخانے اوس نے
توڑ ڈالے کہ اوس کا لقب بت شکن ہو گیا۔ سلطان کے احکام متحسنہ میں سے یہ ایک تہا کہ اوسکی قلمرو
میں شراب بکنے پانے اور اوسکی ولایت میں کسی شخص سے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان تمغا لیں
آخر عمر میں تپ محرق میں گرفتار ہوا اپنے بیٹوں میر خاں و شاہی خاں و محمد خاں کو ایک مجلس میں
طلب کیا اور وفاق و اتحاد کے لئے ہر ایک کو نصیحت کی اور اپنے بڑے بیٹے میر خاں کو
علی شاہ کا خطاب دیکر سلطنت حوالہ کی سنہ ۸۱۹ھ (۱۴۱۶) میں انتقال کیا۔ ۲۲ سال ۹ مہینے سلطنت کی۔

سلطان علی شاہ ولد سلطان سکندر بت شکن +

سلطان علی شاہ باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اگرچہ خورد سال تہا مگر سلطان سکندر
کی مہابت و صلابت ایسی لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ لوگ اوسکی اطاعت سے تجاوز
نہیں کرتے تھے ابتداء سلطنت میں کل مہمات ملک کا اہتمام سیو دیو بہٹ کے حوالہ کیا جو
سکندر کا وزیر تہا۔ اس وزیر نے چار سال وزارت کی اوسنے ہندوں پر وہ ظلم و ستم کئے کہ
خدا کی پناہ اوسنے اپنی قوم برہمنوں کا ستیا ناس ملا دیا جو انمیں مسلمان نہ ہوتا قتل ہوتا۔ تہوڑے
دنوں میں کاشمیر میں برہمنوں کا نشان نہ رہا۔ وہ مسلمان ہو گئے یا جلا وطن ہوئے۔ جب یہ وزیر
دق کے مرض میں مبتلا ہوکر مر گیا تو سلطان علی شاہ نے اپنے بہائی شاہی خاں کو کار و بار
سلطنت سپرد کیا۔ یہ بہائی تدبیر و شجاعت میں یگانہ تھا تمام مہمات شاہی کو سرانجام دیتا
اور بہائی کو آرام سے رکہتا جب علی شاہ نے عالم کی سیر کا یا سفر حجاز کا قصد کیا تو اپنے
بہائی شاہی خاں کو جانشین کیا اور دوسرے اپنے بہائی محمد خاں کو اطاعت و انقیاد
کے لئے نصیحت کی جب اپنے خسر راجہ جمو پاس وہ رخصت ہونے گیا تو اس راجہ اور راجہ راجوری
نے اوسکو سرزنش کی کہ خود ترک شاہی کرکے اپنا جانشین شاہی خان کو کیا۔ وہ یہ جانتے
تہے کہ استرداد سلطنت بے مدد و اعانت میسر نہیں ہوگا تو راجہ جمو اور راجہ راجوری بڑے
لشکر کے ساتھ علی شاہ کے ہمراہ ہوئے اور کاشمیر گئے اور ملک کو شاہی خاں کے تصرف سے
نکال کر شاہ علی کے تصرف میں دوبارہ لائے شاہی خاں سیال کوٹ میں گیا۔ ان دنوں میں
جسرت شیخا گکہر نے جو سمرقند سے امیر تیمور کی قید سے بہاگ آیا تھا پنجاب پر خوب تسلط کر رکہا تہا

املاک مقرر کیں اونکو اپنے معابد و مقام میں پہر آباد کیا - جزیہ معاف کیا اور گاؤ کشی کو برطرف کیا - تمام پنڈتوں کو بلا کر عہد لیا کہ جو کچھہ اونکی کتابوں میں لکہا ہے اوسکے خلاف کام نہ کریں ہندوؤں کی تمام رسوم و عادات کہ سکندر کے زمانہ میں موقوف ہوئی تہیں وہ پہر جاری کیں قشقہ کھینچنے کی سستی ہونے لگی اور ایسی رسمیں جو جاری ہوئیں پیشکش و جرمانہ اور اوسعادرات (ڈنڈ) کہ شقدار لیتے تھے موقوف کئے حکم عام دیا کہ سوداگر و لایتوں سے جو اشیا خرید کر لائیں اونکو چھپائیں نہیں جنکو قانش نہ کریں تھوڑا فائدہ لیکر بیچ ڈالیں سلطان نے تمام قیدیوں کو جو سلاطین سابق کے عہد میں قید ہوئے تھے یکقلم آزاد کیا اوسکے ضوابط میں سے تہا کہ جس ولایت کو فتح کرتا اوسکا خزانہ لشکر میں قسمت کرتا اور اپنی سلطنت کے قواعد کے موافق رعایا پر خراج مقرر کرتا اور سرکشوں اور متکبروں کو گوشمالی دیتا اور مرتبہ اعلیٰ سے مرتبہ ادنیٰ پر اونکا تنزل کرتا - فقیروں ضعیفوں پر نوازش کر کے درجہ متوسط میں رکھتا تاکہ تونگری مغرور سے بغاوت نہ کریں اور افلاس سے گدائی مطلق اختیار نہ کریں وہ پارسا اس حد پر تہا کہ بیگانہ عورت کو بجائے مادر و خواہر سمجھتا تھا - وہ یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ نامحرم کے روبرو پر اور غیر کے مال پر خیانت کی نظر کرے - رعایا پر مہربانی کی کہ گز و جریب کو زیادہ کر دیا خرچ خاصہ اوس حاصل سے رکھتا جو کان مس سے پیدا ہوتا اور مزدور اسمیں ہمیشہ کام کرتے تھے قتا سکندر کے عہد میں سونے چاندی وغیرہ کے بت شکستہ ہو کر سکے بنائے گئے تہے اونمیں کھوٹ تھی تو سلطان نے حکم دیا کہ مس خالص جو کان کی نکلتا ہے اوسکے سکے بنا کر رائج کریں سلطان جس پر غضب ہوتا کچھہ ضرور نہ تہا کہ اوسکو سزا دیتا جسکے وہ ناخوش ہی ہوتا تو اوسکو اپنی ولایت سے اسطرح اخراج کرتا کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ سلطان مجھہ سے خفا ہے وہ راضی چلا جاتا اور سازی مہم اوسکے دشمن ہی ہو جاتی - اوسکے زمانہ میں ہر شخص جس مذہب پر چاہتا چلتا - دوسرا شخص اوسکے روبرو تعصب سے کا متعرض نہیں ہوتا صلح کل سے نصیحت افزا رکھتا تہا سلطان سکندر کے عہد میں جتنے مسلمان ہوگئے تہے وہ سلطان کے عہد میں مرتد ہوگئے علماء اسلام میں سے کوئی اونکے ارتداد کی فکر نہیں کر سکتا تہا سلطان کو وہاں کے نزدیک نہر ملا اور ایک نیا شہر آباد کیا - اور

ارمغانکے طور پر بھیجے سلطان بہلول شاہ لودی و سلطان محمود گجراتی سے پیوند دوستی رکھتا تھا
راجہ تبت کی مان سرور کی جھیل کے دو راج ہنس بھیجے تھے جو نہایت خوبصورت تھے اور اونکی
نسبت مشہور تھا کہ اگر دودھ اور پانی کو ملاکر اونکے روبرو رکھدو تو وہ پہلے دودھ کو پی لیتے تھے
اور خالص پانی کو جدا کر دیتے تھے اور پھر وہ اس پانی کو پی جاتے تھے۔ بادشاہ نے ابتداء
شاہی میں اپنے بھائی محمد خان کو وکیل اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان مرگیا تو اوسکے
بیٹے حیدر کو پدر کا جانشین کیا۔ اور سلطان کے دو کوکہ مسعود و سید تھے اونکو صاحب اختیار
کیا اونکے درمیان ایسی خصومت ہوئی کہ دونوں کا کام یوں تمام ہوا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو
دوسرا قصاص میں قتل ہوا۔ سلطان کے تین بیٹے تھے آدم خان سب سے بڑا تھا۔ وہ باپ کی نظر میں ہمیشہ
خوار رہتا تھا منجھلا بیٹا حاجی خان تھا اوسکو سلطان بہت عزیز رکھتا تھا۔ چھوٹا بیٹا بہرام خان تھا
اوسکو جاگیر بہت دے رکھی تھی۔ اوسنے ملا ودیا کو جو حاجی تھا ودیا خان کا خطاب دیا اور تمام کاروبار
مملکت اوسکے سپرد کیا۔ خاطر جمع سے عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ بھائیوں میں باہم نزاع ہوا۔
سلطان کے حکم سے شہزادہ آدم خان سوار و پیادہ توجی کی جمعیت کے ساتھ تبت پر گیا اور اوسکو آسانی سے
فتح کیا اور بہت سی غنیمت سلطان پاس لایا اور اوسکو خوشحال کیا۔ سلطان نے اوسپر نوازش کی
سلطان نے حاجی خان کو لوہ کوٹ پر ناظر کیا آدم خان کو بسبب حاجی خان کی ناسازگاری
کے اپنے پاس رکھا بعض فتنہ انگیز واقعہ طلبوں نے حاجی خان کو سمجھایا کہ لوہ کوٹ سے بغیر سلطان کے حکم
کے کشمیر کو روانہ ہوا۔ سلطان نے اول بہت سمجھایا اوسکو نصیحت کی اور تشدد سے منع کیا مگر وہ مستعد ہوا
آخر کو لشکر عظیم لیکر میدان پیلی میں جنگ کے ارادہ سے آیا اگرچہ حاجی خان اپنے فعل زشت سے
پشیمان ہوکر بادشاہ کی ملازمت میں آنا چاہتا تھا۔ مگر اوسکے سپاہیوں نے صف بندی کرکے لڑائی
شروع کردی نامی سردار طرفین کے مارے گئے۔ آدم خان صبح سے شام تک بڑی جوانمردی سے لڑا
حاجی خان ہار کر بھیر پور کو فرار ہوا۔ آدم خان نے تعاقب کر کے بھگوڑوں کو مارا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ جب تک
حاجی خان ہاتھ نہ آئے تعاقب کئے جاؤں مگر سلطان اسکا مانع ہوا۔ اور تعاقب سے باز رکھا
حاجی خان نے اپنی سپاہ بقیۃ السیف کو ہمراہ لیا اور بھیر پور سے بھیر میں آگیا۔ اور زخمیوں کے علاج میں

حاجی خاں کے آنے سے آدم خاں دل تنگ ہوا۔ ہراس غالب ہوا۔ بیلاب چلا گیا سلطان حاجی خاں
کو لیکر شہر میں آیا۔ اور از سر التفات کر کے ولیعہد کیا۔ اوسنے شب روز خدمت کی اخلاص و ادب
کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تقصیرات سابق کی تلافی خوب کی۔ اسکی بادشاہ کے دل میں
جگہ ہوئی کہ اور فرزندوں سے زیادہ اوسکی اعانت کرتا اور اوسکے آدمیونکو مناصب جاگیریں دیتا۔
بعد کچھ مدت کے حاجی خاں کے دائم الخمر ہونے سے اور نصیحت نہ سننے سے باپ اوس سے رنجیدہ
ہو گیا سلطان اسہال دموی میں مبتلا ہوا مزاج اوسکا حاجی خاں سے متغیر ہوا اور مہمات
شاہی معطل رہیں گو امرا نے مخفی آدم خاں کو طلب کیا وہ بادشاہ پاس گیا مگر بادشاہ کو نزدیک
اسکا آنا نہ آنا مساوی تھا التفات اوسکے حال پر اصلا نہ کیا لیکن آدم خاں نے بھائیوں کے
ساتھ موافقت کی اور امرا کے ساتھ عہد و پیمان کئے نیک خواہوں نے سلطان سے عرض کیا
ملک خراب ہوتا ہے حضور اپنے بیٹوں میں سے کسی کو جا بجا مقرر کر دیں مگر بادشاہ نے
اونکی اس التماس کو نہیں قبول کیا تقدیر الٰہی پر کار چھوڑا۔ اتفاقاً تینوں بھائی آپس میں ملے
بہرام خاں نے ایسی وحشت آمیز باتیں اپنے دونوں بھائیوں سے کیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن
ہو گئے اور نقض عہد باہم کیا سلطان سے آدم خاں رخصت لیکر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین
پور میں چلا گیا۔ حاجی خاں اور بہرام مسلح ہو کر آدم خاں کے دفع رفع کرنے میں لگے ہر روز لڑائی
کو جاتے تھے۔ اس خبر سے سلطان کی بیماری روز بروز افزوں ہوتی تھی حواس معطل ہو گئے
اطبا علاج سے عاجز ہوئے جب سلطان رات دن بیہوش رہا تو آدم خاں رات کو تنہا قطب الدین پور
سے سلطان کو دیکھنے آیا اور لشکر کو اطراف شہر میں محافظت کے لئے چھوڑا۔ رات کو سلطان کے
دیوانخانہ میں رہا حسن خاں کچھی کہ امیران نامدار میں سے تھا۔ اسی رات کو حاجی خاں کی
بیعت امرا و وزرا سے کرا دی۔ دوسرے روز آدم خاں کو فریب دیکر کشمیر سے باہر لے آئے حاجی خاں
کو بلایا۔ وہ دیوان خانہ میں آیا طویلے کے گھوڑوں پر متصرف ہوا اور بہت لشکر جمع کر کے قلعہ
باہر نکلنا چاہتا تھا کہ سلطان کو دیکھے لیکن مخالفوں کے مکر کے اندیشہ سے رک گیا۔ آدم خاں نے جب
حاجی خاں کے غالب ہونے کی خبر سنی تو وہ کشمیر سے بارہمولہ کی راہ سے ہندوستان روانہ ہوا

خدمت مین لایا مگر بے اجازت آیا تھا - اہل غرض نے باتیں بنا کر بادشاہ کے مزاج کو متغیر کر دیا تھا اور اوسکی کوئی خدمت مجرا نہ ہوئی - بادشاہ ایک دن گچ کئے ہوئے مکان میں گیا اور وہان شراب پی حالت مستی میں اوسکا پاؤں پھسلا اور وہ سنہ ۸۷۸ھ میں مر گیا اور ۱۴ مہینے سلطنت کر گیا -

شاہی شاہ حسن ولد شاہ حیدر

بعد بدر کے ایک تھبا نروز میں احمد اسود کی سعی سے شاہ حسن کو شاہی ملی - وہ دیکر روز شاہ نے اون آدمیون کو مقید کیا جنہے اوسکو توہم تہا اور اسکندر پور سے نوشہرہ میں چلا آیا - اور یہان اقامت اختیار کی - باپ دادا چچا کا خزانہ آدمیوں پر نثار کیا - احمد اسود کو ملک احمد کا خطاب دیکر مدار المہام مقرر کیا - اور اوسکے بیٹے نوروز کو حاجب مقرر کیا - بہرام خان اپنے بیٹے سمیت لشکر سے ہندوستان چلا گیا - شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے ضوابط و قواعد کو از سر نو زندہ کرنا چاہا - شاہ حیدر کے زمانہ میں انکے اندر خلل پڑ گیا تہا - بعض فتنہ پرداز بہرام خان پاس گئے اور جنگ کی تحریص کی بعض نے لکھکر اوسکو بلایا - بہرام خان ولایت کمراج میں آیا - شاہ اوسوقت دیناپور میں سیر کرنے گیا تہا - یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کے قصد سے سوپور میں آیا ملک تاج کو ایک لشکر گران کے ساتھ بہرام خان سے لڑنے بھیجا - موضع نولہ پور میں سخت لڑائی ہوئی - بہرام خان کے تیر لگا اور اوسنے شکست پائی - وہ اور اوسکا بیٹا دونو گرفتار ہوے باپ کی آنکھوں میں میل کھینچی گئی جس سے وہ تین روز میں مر گیا - بیٹا قید میں رہا - ملک احمد اسود وزیر بالاستقلال ہوا - پنجاب دامن کوہ میں شاہ دہلی کی طرف سے تاتار خان حاکم تہا - اوسنے لڑنے راجہ جمو گیا - اوسکے ہمراہ شاہ حسن نے ملک باری بہت کو آراستہ لشکر کے ساتھ بھیجا - یہ لشکر تاتار خان سے لڑا اور اوسکے ملک کو تاراج کیا - شہر سیالکوٹ کو برباد کیا - سلطان کی بیوی حیات خاتون دختر سید حسن بن سید ناصر بیہقی اوسسے دو بیٹے پیدا ہوئے - ایکا نام محمد رکھکر ملک باری بہت کو تربیت کیلئے سپرد کیا اور دوسرے کا نام حسین رکھکر ملک نوروز بن ملک احمد اسود کو پرورش کے لئے حوالہ کیا - ملک احمد اور ملک باری میں رنجش ہو گئی اور ایک دوسرے کے دفع کرنے کے درپے ہوئے - امرا میں بھی خلاف ہوا اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں

سید علی خاں کوکہ امرا سادات میں تھا جب خبر ہوئی تو اوسنے یوسف خان کو قتل کیا۔ اور
ملک تاج محمد بٹ کو جو یوسف خاں کے لئے تاسف کرتا تھا مارڈالا غرض مخالفون سے سید علیخان
اور سادات جنگ پر آمادہ ہوئے۔ بدانتظامی یہاں تک ہوئی کہ شہر میں چور علانیہ آنکر چوری
کرنے لگے سیدوں نے ایک خندق حفاظت کے لئے بنائی۔ شہر اور مواضع میں جہاں مخالفوں
کے گھروں کو دیکھا ڈھا ڈھوکر پیوند زمین کیا تنگی کے سبب لوگ نگہبانی نہیں کرتے تھے۔
جہانگیر ماکری لوہر کوٹ سے حسب الطلب آیا۔ سادات نے اوسے پیغام صلح کیا اوسنے قبول
نہیں کیا۔ ایک دن اسکا بیٹا داؤد سیدوں سے لڑکر مارا گیا۔ سادات نے خوشی کے نقارے بجائے۔
اور مخالفوں کے سروں کے منارے لگائے۔ دوسرے روز سیدوں نے چاہا کہ غلبہ کرکے پل
گذریں۔ مگر مخالفوں نے پل کے درمیان لڑائی شروع کی جب پل ٹوٹ گیا تو آدمی بہت ڈوب کر
مرگئے۔ سادات نے تاتارخان لودہی حاکم پنجاب کو خط لکھکر مدد مانگی اوسنے بہت لشکر
اونکی مدد کے لئے بھیجا۔ جب لشکر بھمبر میں آیا تو یہاں کا راجہ دھنش اوسے لڑا اور اوسکے
اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کیا۔ کشمیریوں اور سادات میں دو مہینے تک جنگ قایم رہی۔ آخر کشمیریوں نے
اپنی تین فوجیں بنائیں اور دریا سے گذر کر اطراف کوہ میں پھیل گئیں۔ سادات نے آن کر
اونکا مقابلہ کیا مگر اونکے مخالفوں کی جمعیت اون سے اضعاف تھی۔ سادات میں سے اکثر اعیان قتل
ہوئے جو بچے وہ شہر سری نگر کو فرار ہوئے۔ کشمیریوں نے تعاقب کرکے اونکو قتل کیا۔
اور شہر میں آگ لگائی اور سیدوں کے دو ہزار آدمیونکو قتل کیا۔ یہ واقعہ سنہ ۸۶۴ھ میں ہوا۔
بادشاہ کے پاس دلوانا نہیں سب کشمیری ملگئے اور اوسکے سر پر تاج اپنے ہاتھ
سے رکھا اور کشمیر سے سید علی خان اور سادات کو خارج کیا۔ پرسرام راجہ جموں کو بہت روپیہ دیکر
بادشاہ سے جدا کیا۔ کشمیریوں میں سے ہر ایک سرداری کا دعویدار رہتا۔ تھوڑے دنوں میں آپس میں
پھوٹ پڑی۔ تاتارخان لودہی کی وفات کے بعد فتح خاں سلطان زین العابدین کا پوتا جالندھر
سے راجوری میں اپنی مملکت موروثی کے لینے کے لئے آیا تھا۔ اس پاس واقعہ طلب آدمی بہت
جمع ہوگئے تھے۔ اوسنے کاشمیر کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو امید تھی کہ جہانگیر ماکری اوسکو سہارا دیگا

لیکن وہ اس ترسے پاس نہ گیا کہ اوسکے مخالف پہلے سے فتح خان سے جا ملے تھے وہ محمد شاہ
کو باہر لایا اور میدان کر سوار کو معسکر بنایا فتح خان ادھیرہ پور کے نواحی اوردن میں آیا
اور چشمہ آب کو درمیان رکہا۔ اور بادشاہ کی برابر خیمہ زن ہوا۔ اس مدہ میں طرفین سے
صفیں آراستہ ہوتی تہیں اور آتش حرب مشتعل ہوتی تہی۔ اول فتح خان کو ایسا غلبہ ہوا کہ قریب تہا
کہ لشکر سلطان کو پریشان کرے مگر جہانگیر ماکری نے پاے ثبات ایسا مستحکم کیا کہ
فتح خان کے لشکر کے پچاس بڑے آدمیوں کو مارا اور فتح خان کو شکست ہوئی۔ جہانگیر ماکری
اوسکے تعاقب میں گیا قریب تہا کہ اوسکو گرفتار کر لیتا۔ نا گہاں مخالفوں میں سے کسی نے شہرت
دی کہ سلطان محمد شاہ مخالفوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گیا۔ جہانگیر پریشان ہوکر تعاقب سے
باز رہا سلطان فتح کے بعد دار السلطنت میں آیا۔ راجہ [illegible] نے فتح خان کو اپنے
ملک میں پناہ دی تہی اسلیے سلطان نے [illegible] ہیبت کو اوسکے ملک کے تاخت و تاراج
کرنے کے لیے بہیجا فتح خان کو کچھ دنوں غائب [illegible] نواح میں [illegible]
بہم پہنچائی اور دوسری مرتبہ نگر کی طرف چلا جہانگیر ماکری مقابلہ کے لیے لشکر لیکر چلا اور
نالہ مر کے موضع کہوکر میں آیا۔ فتح خان کا نوکر [illegible] فرصت پاکر شہر میں گیا اور قید میں سے
امرا کی ایک جماعت کشمیر کو چہڑا لایا انہیں سبہی [illegible] خواہ تہے [illegible] دل صفائی سے جہانگیر
اندر وہ گئیں ہوا۔ فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور یہ چال چلا کہ راجہ جوری کو جسکی مدد کیلئے
فتح خان آیا تہا پیغام دیا کہ فتح خان کے لشکر میں تفرقہ پیدا کرے۔ راجہ جوری اور جہانگیر
نے متفق ہوکر فتح خان کو شکست دی اور ہیرہ پور تک تعاقب کیا۔ فتح خان نے جمو
میں جاکر دوسرا لشکر جمع کر لیا۔ اور لشکر جمع کرکے [illegible] دفعہ کشمیر میں آیا۔ اس عرصہ میں
بادشاہ اور جہانگیر ماکری نے سادات کو جنکو پہلے خارج کیا تہا واپس بلایا اور انکے
آنے کے بعد سلطان اور فتح خان میں ایک جنگ عظیم ہوئی جسمیں فتح خان کی طرف سے
سیفی خان [illegible] مارے گئے اور سلطان کی طرف سے سادات نے خوب تردد اٹھائے
اور ایک جماعت کشمیر اونمیں سے شہید ہوئی باقی جو تہے وہ سلطان اور جہانگیر کے نزدیک

معتقد ہوئے۔ اس مرتبہ فتح خان شکست پاکر چلا گیا۔ پھر بہت سا لشکر جمع کرکے آیا۔ لڑائیاں
لڑا اکثر غالب ہوا ۔

گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دست   قدم گر طالب گنجی بہ کام اژدہا در نہ

نوبت یہانتک آئی کہ سلطان پاس کوئی نوکر نہ رہا اور سارا خزانہ اوسکا جاتا رہا جہانگیر
تاکری زخمی ہوکر کسی کونہیں بھاگ گیا۔ میر سید محمد بن سید حسن فتح خان پاس آیا۔ کچھ دنوں
بعد زمینداروں نے محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے حوالہ کیا۔ اسوقت اوسکی سلطنت کو
دس سال ۷ مہینے گذرے تھے۔ فتح خان اوسکی مع اپنے بھائیوں کے ساتھ دیوانخانہ میں
نگہبانی کرتا تھا اور اوسکے کہنے کے موافق تمام ضروریات کا اسباب اور کھانے پینے کی چیزیں مہیا
رہتی تھیں +

فتح شاہ بن آدم خان کی اول دفعہ حکومت

فتح خان نے ۸۹۵ھ میں سریر شاہی پر بیٹھکر اپنا لقب فتح شاہ رکھا اور سیفی ادمرنگرے کو
اپنے کاموں کا اختیار دیا۔ اسوقت میں شاہ قاسم انور بن سید محمد نوربخش کا مرید میر شمس الدین
عراق سے کاشمیر میں آیا۔ ایک خلقت اوسکی معتقد ہوئی۔ فتح خان نے تمام املاک جو ضبط
کی تھیں وہ اوسکے مریدوں کو دیدیں اوسکے صوفیوں نے معابد ہنود کی تخریب میں کوشش کی
اور کوئی اوسکا مانع نہ ہوسکا۔ ان تھوڑے دنوں میں میر شمس کے اہل کشمیر خصوصاً طائفہ
چک مرید ہوگئے۔ لوگوں نے اسکا مذہب شیعہ تصوف کے لباس میں اختیار کیا۔ جو آدمی جاہل تھے
اور میر شمس کی رموز کو نہیں سمجھتے تھے اوسکے مرنے کے بعد وہ ملحد ہوگئے۔ آخر کو امرا میں مذہبی
نزاع ایسا اٹھا کہ دیوانخانہ میں انہوں نے آنکر ایک دوسرے کو قتل کیا۔ فتح خان کے اعیان امرا
میں ملک اچھی وزیر تھے۔ وہ محمد شاہ کو زندان سے نکال لائے اور دوبارہ مسند میں
لائے۔ مگر آثار رشد اوس میں نہیں دیکھے اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور ارادہ انہوں نے چاہا کہ
محمد شاہ کو پھر فتح شاہ کے حوالہ کریں مگر محمد شاہ کو اوسکی خبر ہوگئی وہ کسی جگہ باہر بھاگ گیا
بعد ازاں فتح شاہ نے ملک کشمیر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کی ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور
ایک حصہ ملک اچھے کو اور دوسرا شنکر کو دیا۔ ملک اچھے کو وزیر مطلق اور شنکر کو دیوان کل کا

خطاب دیا۔ ایک مدت اس طرح گذری کہ ابراہیم پسر جہانگیر ماگری کہ سپاہ میں منصب جی رکھی اوسکو
ملا تھا وہ محمد شاہ پاس ہندوستان میں گیا اور اوسکو ترغیب دیکر ولایت کشمیر میں لایا۔
فتح خان اور اوسکے درمیان ایک جنگ عظیم ہوئی فتح خان کو شکست ہوئی اور وہ
امیرو پور کی راہ سے ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ اوسکی شاہی پہ نو سال گذرے تھے کہ
یہہ واقعہ پیش آیا +

دوبارہ محمد شاہ کی بادشاہی

محمد شاہ بار دوم سنہ ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) میں تخت پر بیٹھا۔ فتح خان ایک جمعیت عظیم ہمراہ لیکر کشمیر کو
متوجہ ہوا۔ محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا بے جنگ بھاگ گیا۔ اس دفعہ اوس کی مدت
شاہی ۹ مہینے نو روز تھی +

فتح شاہ کا دوبارہ بادشاہ ہونا

فتح شاہ نے دوبارہ بادشاہی میں عدل سے کام لیا۔ محمد شاہ نے شکست پا کے دہلی کے
بادشاہ سکندر لودی پاس چلا گیا۔ بادشاہ دہلی نے حمایت کے لئے اوس کے ساتھ ایک
لشکر کیا اور اوسنے کشمیر میں آکر فتح شاہ کو شکست دی۔ وہ شکست پا کر پھر ہندوستان کو
روانہ ہوا اور وہیں وفات پائی۔ اوسکے نوکر اوسکی نعش کو ہندوستان سے کشمیر لے گئے
سنہ ۹۲۲ھ میں وہ مقبرہ زین العابدین میں دفن ہوا۔ اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ایک
سال و ایک ماہ تھی۔

محمد شاہ کا سہ بارہ بادشاہ ہونا

اب محمد شاہ نے سریر شاہی پہ تیسری دفعہ جلوس کیا۔ ملک کاجی چک کو اپنا وزیر
مقرر کیا۔ جب محمد شاہ کو استقلال حاصل ہوا تو اکثر امرائے فتح شاہ مثل سیفی ڈنگرے وغیرہ
کو قتل کرایا۔ شنکر زینا قید خانہ میں مرگیا۔ جب ملک کاجی چک نے قید خانہ میں ابراہیم
ماگری کو قید میں ڈالا۔ اوسکا بیٹا ابدال ماگری ہند کے تو سیک اپنے ساتھ افغان لشکر لیکے
سکندر خان بن فتح شاہ کو بادشاہ بنا کر کشمیر میں لایا۔ محمد شاہ و ملک کاجی چک نے اول پہ

پرگنہ ماہنگل میں ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں مخالفوں سے لڑنے آیا۔ سکندر خاں تاب مقاومت
نہ رکھتا تھا قلعہ ناکام میں آگیا ملک کاجی نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ کچھ دنوں فریقین میں جنگ
ہوئی۔ امراء سلطان بغاوت کرکے سکندر خاں سے جا ملے۔ ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود
کو اوسسے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اوسنے مردانہ جنگ کرکے جان کھو دی مگر فتح پائی۔ اسکندر خاں
ناکام ہوکر قلعہ ناکام سے باہر بھاگ گیا۔ ملک کاجی قلعہ میں آیا اور اوسسے ماگری پریشان
حال ہوکر اسکندر خاں کے پیچھے گئے محمد شاہ نے مسرور و خوش مراجعت کی اور دوبارہ
استقلال حاصل کیا۔ اس اثناء میں شاہ کا مزاج ملک کاجی سے اور اوسکی سعایت سے
منحرف ہوگیا۔ ملک کاجی چک کو اوسنے راجوری میں بھیجا۔ اوسنے وہاں آکر راجوری
کے گرد کے راجاؤں کو اپنا مطیع بنایا۔ اسوقت اسکندر خاں جو شکست کھا کر بھاگا تھا
بابر بادشاہ سے لشکر لیکر لوہر کوٹ (لوہ کوٹ) پر متصرف ہوا [illegible] ملک کاجی
خبردار ہوکر سکندر خاں پر جا چڑھا جنگ کے بعد اوسکو اسیر کرلیا۔ بادشاہ پاس بھیجدیا۔
اس دولت خواہی کے سبب بادشاہ ملک کاجی سے راضی ہوگیا اور [illegible]
کردیا۔ اسکندر خاں کی آنکھوں میں میل کھینچی۔ ابراہیم خاں پسر محمد شاہ کہ [illegible] باپ کی
ہمراہ ابراہیم شاہ لودی کے پاس مع [illegible] گیا تھا اور شاہ لودی نے باپ کو بہت سا اشیا دیکر
رخصت کیا تھا اور بیٹے کو اپنے پاس رکھا تھا وہ شاہ دہلی کی وفات کے سبب کشمیر
میں آیا تھا۔ ملک کاجی سکندر خاں کے اندھا کرنے سے بادشاہ سے کشیدہ تھا اور بھاگنا
چاہتا تھا۔ اوسکے مقربوں کو قید خانہ میں بھیجا تھا اوسنے شاہ کو [illegible] کیا اور ابراہیم خاں
کو شاہ بنایا۔ اس مرتبہ محمد شاہ کی شاہی ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۱ روز رہی۔

ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی بادشاہی

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا تو ملک کاجی کو مستقل وزیر بنا لیا۔ ابدال ماگری بن ابراہیم
ماگری جو ملک کاجی کے ہاتھ سے جفائیں اٹھا کر بابر بادشاہ پاس گیا تھا اوسنے
اوس سے عرض کیا کہ میں دشمنوں کے غلبہ سے حضور کی پناہ میں آیا ہوں اگر تھوڑا لشکر

میری مدد کریں تو میں حضور کے لئے کشمیر آسانی سے فتح کر سکتا ہوں۔ بابر بادشاہ نے شیخ علی بیگ
و محمد خاں و محمود خاں کی سرکردگی میں ایک لشکر ابدال ماگری کے ساتھ کیا۔ ابدال ماگری نے
یہ سوچ کر کہ اہل کشمیر مغلوں سے نفرت کرتے ہیں مصلحت کے لئے نازک شاہ بن ابراہیم کے نام شاہی
کو اونے قرار دیا تاکہ کشمیر جانے کے لئے ایک حجت ہو۔ ملک کاجی اور شاہ ابراہیم لشکر
لیکر مقابلہ کو نکلے موضع سلاح کو لشکر گاہ بنایا ملک کاجی کو [illegible] ماگری نے پیغام بھیجا کہ میں
بادشاہ سے کمک لایا ہوں جس کی شوکت و صلابت وہ جو کہ [illegible] بادشاہ ابراہیم کو
جس پاس پانچ لاکھ سپاہ تھی طرفۃ العین میں خاک میں ملا دیا۔ تم بھی [illegible] سبب کہ ہمیں
بادشاہ کی دولتخواہی اختیار کرو اگر یہ دولت نصیب نہیں تو اس لشکر سے اور [illegible]
اتفاق کا نہیں ہے۔ ملک کاجی چک نے ابراہیم وغیرہ نے مقابلہ عظیم ہوا۔ بہت آدمی قتل
ہوئے۔ ابراہیم شاہ اور ملک کاجی کو شکست ہوئی۔ ملک کاجی بھاگ کر [illegible] میں چلا گیا
اور ابراہیم کی خبر نہیں کہاں غائب ہوا۔ آٹھ مہینے [illegible] سلطنت کیا۔

ذکر شاہی نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ

نازک شاہ نے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر میں جلوس کیا۔ اہل کشمیر جو مغلوں کے متنفر
تھے دلاسا دیکر اپنی تخت نشینی سے ان کو خوشحال کیا۔ سری نگر [illegible] شہر میں [illegible]
پائے تخت کشمیر کے بادشاہ ہو گیا تھا۔ ابدال ماگری کو [illegible] مقرر کیا۔ ابدال ماگری
نے خالصہ کشمیر کو چار حصوں پر تقسیم کر کے اور [illegible] تقسیم کیا اور بابر بادشاہ کے نوکروں کو
جو بھیجے تھے اور [illegible] دیکر رخصت کیا۔ ملک کاجی چک محمد شاہ کے قید کرنے پر بیعت
کی اور شیخ امیر علی کو بھیجکر محمد شاہ کو سیالکوٹ سے بلا لیا اور محمد شاہ کو چوتھی مرتبہ تخت [illegible]

محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ بادشاہ ہونا

محمد شاہ نے مراسم شکرگزاری کی تقدیم کی اور نازک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا
اسی سال میں بابر بادشاہ نے انتقال کیا۔ اور ہمایوں شاہ اس کا جانشین ہوا۔ محمد شاہ
کی بادشاہی پر ایک سال گذرا تھا کہ ملک کاجی نے بسبب ہمچشمی [illegible] اور ملک ابدال ماگری

اوسکو شکست دیکر بھگا دیا - ان دنوں میں پنجاب میں مرزا کامران کا تسلط تھا -
شیخ علی بیگ و محمد خان مغل کشمیر کی فتح کے بعد ابدال ماکری سے بے رخصت لیے چلے گئے
تھے - اونہوں نے مرزا کامران سے عرض کیا کہ ہمکو کشمیر کا حال خوب معلوم ہے اگر حضور تھوڑی
سی توجہ فرمائیں تو تمام ولایت کاشمیر کمال آسانی سے ہاتھ آسکتی ہے - مرزا کامران
نے محرم بیگ کو سپاہ کا سردار بنا کے ان امرا کے ساتھ کہ کشمیر سے آئے تھے کشمیر کو بھیجا
جب افواج مغل کشمیر کے نزدیک آئی تو کشمیریوں نے تمام اسباب و اموال اپنا خوف کے مارے گھروں
میں چھوڑا - اور خود کوہستان میں چلے گئے - افواج مغل نے شہر کو تاراج کیا اور اسمیں آگ
لگائی - اور بعض کشمیریوں کو کہ کوہستان سے مغلوں کے لڑنے آئے تھے قتل کیا - ابدال ماکری کا
یہ عقیدہ تھا کہ ملک کاجی چک مغلوں کے ہمراہ ہے لیکن جب اوسکو یقین ہوا کہ وہ مغلوں کے ہمراہ
نہیں ہے تو اوس سے اتحاد و یگانگی کا اظہار کیا اور اوسکو بیٹوں اور بھائیوں سمیت بلایا اور عہد
و سوگند آپس میں ہوا جسکے کشمیریوں کو قوت حاصل ہوئی اور وہ اتفاق کر کے مغلوں سے لڑے
اور اونکو اپنے ملک سے بھگا دیا +

ملک کاجی چک نے جب ملک ابدال کا غدر و غرور معائنہ کیا تو وہ ناراض ہو کر ہند کو چلا گیا
سنہ ۹۳۹ھ میں شاہ سعید شاہ سلطان کاشغر نے اپنے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو مرزا حیدر
دوغلات کے ساتھ بارہ ہزار سپاہ دیکر تبت و لداخ کی راہ سے کشمیر بھیجا - کشمیریوں نے اونکی
صولت و مہابت کے سبب کشمیر کو خالی کیا اور بے جنگ ادھر اودھر بھاگ کر کوہستان میں
پناہ لی - کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں آ کر عمارات عالیہ کو کہ شاہان سابق نے بنائی تھیں
خاک کی برابر کر دیا اور شہر میں آگ لگا دی اور زمین میں جو خزانے اور دفینے دفن ہوئے
تھے اونکو تلاش کر کے نکال لیا - سارا لشکر اوس کے مالامال ہو کر نہال ہو گیا جہاں اہل کشمیر
چھپے تھے اونکی خبر لگا کے وہاں پہنچتے تھے اور اونکو قتل و قید کرتے تھے تین مہینے تک
یہی حال رہا ملک کاجی چک ملک ابدال ماکری اور باقی سردار جکیدرہ میں پناہ لے گئے
تھے اونہوں نے آپس میں اتفاق کر کے مغلوں سے لڑنے کا ارادہ کیا - اسکندر خان و مرزا حیدر

مملکت کشمیر میں مرزا حیدر کا تسلط

جب سنہ ۹۴۸ھ (۱۵۴۱ء) میں شیر شاہ شکست پاکر ہمایوں لاہور میں آیا تھا تو ملک ابدال ماکری زنگی چک اور بعض اعیان مملکت کشمیر نے مرزا حیدر ترک کے وسیلے ایک عریضہ اوسکی خدمت میں بھیجا تھا جسمیں کشمیر کی تسخیر کی ترغیب تھی ہمایوں نے مرزا حیدر ترک کو اس طرف روانہ کیا اور اپنا جانا بھی قرار دیا مرزا حیدر ترک سے راہ میں ملک ابدال ماکری زنگی چک آنکر ملے مرزا حیدر پاس تین چار ہزار سواروں سے زیادہ نہ تھے جب وہ راجوری میں پہونچا ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے لیکر کشل کرتل کی راہ سے آیا اور مورچے مستحکم کئے مرزا حیدر نے اس راہ کو چھوڑ کر پنج کی راہ پر رواں ہوا۔ ملک کاجی چک نے غرور کے سبب سے اس راہ کی محافظت نہ کی مرزا حیدر کوہ سے گذر کر دفعتاً کشمیر میں آیا اور ناگاہ شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور ملک ابدال ماکری و زنگی چک نے مستقل ہوکر مہمات کو رونق دیا۔ اور مرزا کی جاگیر میں چند پرگنے مقرر کئے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کی عمر ختم ہوئی اور اوسنے مرزا حیدر سے اپنے بیٹوں کی سفارش کردی تھی جب مرزا حیدر کشمیر میں آگیا تو شیر شاہ افغان کے سفیر پاس ہندوستان میں ملک کاجی چک گیا اوسنے پانچہزار سوار لیکر دو حسین خاں شروانی اور عادل خاں مع دو فیل کو کمک کے لئے اوسکے ساتھ کئے مرزا حیدر زنگی چک کو ساتھ لیکر مقابلہ کو گیا دونوں لشکر پنج دکاوہ کے درمیان مقابل ہوئے۔ امراء شیر شاہی نے ہزیمت پائی مرزا حیدر کو فتح ہوئی جسکی تاریخ فتح مکرر ہوئی سنہ ۹۴۹ھ (۱۵۴۲ء) مرزا حیدر نے قلعہ اندرکوٹ میں اقامت کی۔ دو زنگی چک سے بدگمان ہوا تو ملک کاجی چک پاس زنگی چک چلا گیا۔ دونوں اتفاق کرکے سنہ ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) میں سری نگر میں مرزا حیدر کے استیصال کے لئے آئے۔ بہرام چک پسر زنگی چک سری نگر میں آیا۔ مرزا نے بندگان کوکہ خواجہ حاجی کشمیری کو اونکے دفع کرنے کے واسطے تعین کیا۔ تنہا جنگ کر نہ سکا اور بھاگا۔ مرزا کے لشکر نے اسکا تعاقب کیا تو ملک کاجی چک اور زنگی چک بھاگ کر بیرام کلہ میں آگئے۔ مرزا حیدر نے سری نگر میں بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو چھوڑا اور خود تبت کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ اوسنے قلعہ بندگ

ادہم آدم نے دولت چک کو خیمہ گاہ میں بلایا۔ اعزاز و اکرام اوسکا خاطر خواہ نہ ہوا۔ وہ غصہ ہوکر
چلا گیا۔ اور ہاتھی جو پیشکش کے لیئے لایا تھا وہ اوسکے ساتھ لے گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کریں
مگر مرزا مانع ہوا۔ مرزا نے کشمیر کو مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خاں و حسین چک و
بہرام چک کے ہیبت خاں نیازی پاس گئے وہ سلیم شاہ سور سے ہزیمت پاکر راجوری
میں آیا تھا کشمیری ہیبت خاں نیازی کو بارہ مولہ میں اس غرض سے لائے کہ اوسکو کشمیر میں
لے جاکر مرزا حیدر کو یہاں سے نکالدیں مگر ہیبت خاں کو یہ امر خود منظور تھا۔ ایک برہمن بھیجکر صلح
کی باتیں مرزا سے کیں۔ مرزا نے اوسکو جواب میں بہت سی باتیں لکھیں کہ وہ موضع ہیرپور میں
کہ ولایت جموں میں ہے چلا گیا کشمیری اوس سے جدا ہوگئے اور سلیم شاہ پاس چلے گئے اور
غازی خان چک مرزا حیدر پاس چلا آیا سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر اور سلیم شاہ کے درمیان سفیروں کی آمد و رفت ہوئی اور تحفہ تحائف
آپس میں بھیجے گئے سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر نے مرزا قرابہادر کو شہر میں حاکم مقرر کیا اور کشمیریوں میں عیدی نیا و بازک شاہ و حسین ماکری
و خواجہ حاجی کو اوسکے ہمراہ کیا۔ اندرکوٹ میں مرزا قرابہادر اور کشمیری آئے بارہ مولہ پر اقامت کی کشمیریوں نے فتنہ برپا کیا
اسکی وجہ یہ تھی کہ کشمیریوں کو مغل خاطر میں نہیں لاتے تھے مغلوں نے اس فتنہ کی خبر مرزا حیدر کو دی
اوسکو یقین نہیں آیا اوسنے کہا کہ فتنہ و فساد کیسا میں کشمیریوں کے مغل کم نہیں ہیں مرزا حیدر پاس حسین ماکری
نے اپنے چھوٹے بہائی علی ماکری کو بھیجا کہ وہ کشمیریوں کے غدر سے اوسکو آگاہ کرے اور سمجھائے
کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلالے اسپر بھی مرزا حیدر کچھہ خبردار نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ کشمیریوں
کی کیا طاقت ہے کہ وہ مغلوں کے ساتھہ غدر کریں کہ وہ لشکر کو واپس بلائے۔ ۲۲ رمضان کو
اندرکوٹ میں آتش عظیم لگی۔ اکثر گھر جل گئے مرزا قرابہادر اور سب آدمیوں نے مرزا حیدر سے
درخواست کی کہ ہمارے گھر جل گئے ہیں اگر حکم ہو تو اپنے گھروں کو درست کریں۔ اسکی
آئندہ میں بہرپل میں جائیں مرزا حیدر اصلا اس امر سے راضی نہ ہوا۔ خواہ مخواہ لشکر کو بہرپل
بھیجا جب رات ہوئی تو عیدی رینا اور کشمیریوں نے اتفاق کیا اور مغلوں سے جدا ہوکر کل
بہرپل پر آگئے معتمدوں میں سے حسین ماکری کو جدا کر کے اپنے ساتھہ لے لیا کہ وہ مغلوں
کے ساتھہ گشتہ نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اور بہرپل کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی تو مغل

کرکمال کوکہ نے تلوار سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر مرزا کے جسم پر سوا تیر کے زخم کے کوئی اور زخم نہ تہا۔ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مرا پڑا ہے۔ خواجہ حاجی نے اسے جاکر دیکہا تو وہ مرزا حیدر تہا۔ کچہہ رمق باقی تہی کہ اوسنے آنکہیں کہول کر جان آفرین کو جان شیریں سپرد کی۔ آخر کو مغل اندر کوٹ میں گئے۔ کشمیریوں نے مرزا کی نعش دفن کی اور مغلونکو جا گہیرا۔ وہ تین روز تک لڑتے رہے۔ چوتہے روز محمد رومی نے توپوں میں پیسے بہر کر اُن کو مارنے شروع کئے جب مغل ہلاک ہونے شروع ہوئے۔ آخر کو مرزا حیدر کی بیوی خانم نے اور اوسکی بہن خانجی نے مغلوں سے کہا کہ جب مرزا حیدر مر گیا تو اب لڑنے سے کیا فائدہ کشمیریوں سے صلح کرنی بہتر ہے۔ امیر خاں معمار کی معرفت کشمیریوں اور مغلوں میں صلح ہو گئی اور عہد و سوگند ہو گئی کہ مغلوں کو کوئی آزار نہیں پہنچائینگے۔ مرزا حیدر کی مدت حکومت دس سال تہی۔

تیسری دفعہ نازک شاہ کا بادشاہ ہونا

کشمیر کے دروازے کہلے تو مرزا حیدر کے ترک تو نکل نہیں کشمیری گئے اور اونکے نفائس امتعہ لوٹ لیں۔ مرزا کے اہل و عیال کو سری نگر لے آئے اور ولایت کشمیر کو اسطرح تقسیم کر لیا کہ پرگنہ دیو دولت چک کے حصہ میں پرگنہ فتح غازی خاں چک کے حصہ میں اور پرگنہ کمراج یوسف چک و بہرام چک کے حصہ میں آیا اور ایک لاکہہ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل مرزا کے مقرر ہوئے۔ تمام امرائے کشمیری کو خصوصاً عیدی رینا کو بالکل تسلط حاصل ہوا اوسنے نازک شاہ کو بادشاہ بنایا اور نمونہ کے طور پر رکہا +

سنہ ۹۵۹ (۱۵۵۲) میں اس تقسیم کے بعد کشمیری امرا میں آپس میں فساد اس سبب سے ہوا کہ ملک کی تقسیم غیر مساوی تہی کسی کو زیادہ ملا کسی کو کم کسی کو کچہہ نہ ملا۔ اس وقت یہ چار طائفے کشمیر میں اعتبار رکہتے تہے +

(۱) عیدی رینا مع اپنے طایفہ کے ۔

(۲) حسن بن ابدال قوم ماگری ۔

(۳) کپوریاں جنمیں بہرام و یوسف چک اپنی اپنی قوموں کے سردار تہے +

یوسف چک کو گھوڑے سے گرایا اور اوسکی گردن توڑ دی +

سنہ ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء میں غازی خان دولت خان میں عداوت ہوئی جسے تمام کشمیر میں ایک شورش
پیدا ہوئی جسمیں ما کری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے۔ اس سال میں غازی خان سے
مل گئے اور بہرام چک یوسف چک بیٹے دولت چک کے پاس آ گئے۔ یہ اختلاف و نزاع
اون میں دو برس رہا۔ آخر کو ایک دہقان نے فضول یہ کی کہ وہ دولت چک پاس آیا اور
اوسکے کان میں کہا کہ مجھے غازی چک نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ یہ آدمی جو تو نے اپنے
پاس جمع کر رکھے ہیں وہ سب تیرے دشمن جان ہیں اور ایسے ہی غازی خان چک کے پاس جا کر
کہا کہ تجھسے دولت چک صلح چاہتا ہے کسواسطے تو اوسنے لڑتا ہے پس ایسے مقالات
کو شش گزار نے سے دونوں میں صلح ہوگئی شمس زینا بھاگ کر ہندوستان کو چلا گیا۔ انھیں
دنوں میں اہل تبت کلاں آ کر پرگنہ کھاور اور بابر کی گوسفندوں کو بھگا کر لے گئے۔
یہ پرگنے حبیب خان چک کی جاگیر میں تھے۔ اس حالت میں دولت چک اور سنکر چک و
ابراہیم چک و حیدر چک لدغازی خان و دیگر اعیان ایک انبوہ لشکر کے ساتھ لار کی راہ سے
تبت کلاں کو پہنچے گئے حبیب خان چک اونکے ہمراہ تہا وہ اہل تبت کے تعاقب میں اسی راہ کو
گیا کہ اوسکی گوسفندیں گئی تھیں اور ناگاہ قلعہ تبت پر پہونچ گیا اور لڑا۔ یہاں کے سرداروں کو
قتل کیا۔ وہ سب بھاگ گئے حبیب خان چک نے اپنے چھوٹے بھائی اودلیس چک کو تبت
کلاں میں منزل کر کے بلایا مگر وہ رستے میں غفلت کی باوجودیکہ حبیب خان چک کے زخموں
سے خون جاری تہا سوار ہو کر تبت کے قصرہائے عالی میں آیا۔ اہل تبت اوسکے سامنے ٹھیر سکے
بے جنگ بھاگ گئے۔ چالیس آدمی کہ سقف قصر سے چھپے ہوئے تھے پکڑے اونہوں نے
بہت عاجزی کی کہ ہمکو نہ مارو اور ۵۰۰ گھوڑے و ۱۰۰۰ پارچے پٹو و ۵۰ گاؤ قطاس و
۳۰۰ گوسفند و ۳۰۰ تولہ سونا لے لو مگر حبیب خان چک نے اونکی باتوں پر ذرا خیال نہ کیا۔
سب کو دار پر کھینچا۔ یہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آیا اور اوسکو خراب کیا۔ اہل تبت کلاں نے
تین سو گھوڑے دیا لسو پارچہ اور دو سو گوسفند و تیس گاؤ قطاس حبیب خان پاس بھیجے

اور حبیب خاں نے کاشغری گھوڑے جو ان پاس تھے وہ لئے پھر وہ سری نگر میں آیا جو اسباب
لایا تھا وہ وہاں کے آدمیوں کو دیدیں۔
سنہ ۹۶۲ھ (۱۵۵۴ء) میں کشمیر میں زلزلۂ عظیم آیا اکثر قریات اور بلاد ویران ہو گئے۔ قریہ نیلو و آدم پورہ مع
عمارات و اشجار آب بہت کے اس کنارہ سے دوسرے کنارہ پر چلے گئے اور موضع ماریس کے
پاس کوہ میں رخنہ ہے پہاڑ کے گرنے سے قریب چھ سو آدمیوں کے ہلاک ہوئے۔

ذکر اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کی بادشاہی کا

شاہ ابراہیم کی حکومت پر پانچ ماہ گذرے یہ حقیقت میں دولت چک کی فرمانروائی
تھی۔ بعد اوسکے غازی خاں چک کی جنگ ہوئی اور شاہ ابراہیم معزول و مجہول ہوا۔ سنہ ۹۶۳ھ (۱۵۵۵ء)
غازی خاں نے برائے نام اسمٰعیل شاہ برادر ابراہیم کو بادشاہ بنایا اور دولت چک کو سلطنت
سے نکال دیا۔ ان دنوں میں دولت چک بادشاہ لا بیا حبیب خاں سے کہ ہونا چاہتا تھا غازی خاں
یہ سنکر دولت چک کے پکڑنے کے ارادہ کیا اوسنے سنکر دولت خانہ سے نکالا کر نکلے دروازہ
سے تو اوسکے پکڑنے کو گیا اوسکے گھوڑے بچھڑ گئے۔ دولت خاں پیادہ تب بھاگ گیا
تھا کہ پکڑا گیا اور اندھا کیا گیا۔ بعد اس واقعہ کے غازی پاس حبیب خاں چلا گیا۔ غازی خاں
نازک چک برادرزادہ دولت چک کو عہدہ وزارت دینا چاہا مگر اوسنے اپنے چچا کے کور کرنے
کے سبب قبول نہیں کیا تو اوسنے اوسکے مقید کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ خبردار ہوا۔ اور
حبیب پاس بھاگ گیا۔

حبیب شاہ پسر اسمٰعیل شاہ کا ذکر

اسمٰعیل دو برس سلطنت کرکے مر گیا اور اوسکا بیٹا حبیب اسکا جانشین ہوا۔ سنہ ۹۶۵ھ (۱۵۵۷ء)
میں نصرت خاں چک نازک چک شنکر چک برادر غازی خاں چک یوسف چک حسین چک
ایک جگہ جمع ہو کر یہ عہد کیا کہ آج غازی خاں [illegible] جو ہمارا بھائی ہے اور اوسکا بھائی حسین چک
ہے اوسکو مسند سے نکال کر غازی خاں چک کو قتل کر ڈالیں جب یہ خبر غازی خاں کو ہوئی تو اوسنے
یوسف چک و شنکر چک بیٹے سے راضی کر لیا اور اپنے پاس بلا لیا حبیب خاں چک

دردیش چک نے یہ قرار دیا کہ قضاۃ و علماء کو درمیان میں ڈال کر عہد و قول لینگے اور پھر غازی خاں
پاس جائینگے نصرت خاں چک بے قول غازی خاں چک پاس چلا گیا اور قید ہو گیا۔ حبیب خاں
چک نے ناک چک سے اتفاق کیا اور شہر کو توڑ کر وہ باہر چلے گئے اور ہستی چک بھی ایک جمعیت
کے ساتھ ہو کے آن ملا۔ غازی خاں نے بہت سا لشکر اونسے لڑنے کے لئے بھیجا۔ مگر
اونسے شکست پائی کچھ آدمی اونکے گرفتار ہوئے حبیب خاں فتح حاصل کرکے کوہ پکلی
میں چلا گیا۔ غازی خاں اس شکست کے بعد حبیب خاں چک کے دفع کے لئے سوار ہوا ۲ وہرہ
گیا تین چار کشتیاں پیدا کیں تیت ہاتھی اور تین سو آدمی ساتھ لیکر دریا پار گیا اور حبیب پر
دوبارہ حملہ کیا حبیب خاں کو شکست ہوئی اور اوسکا سر تن سے جدا کیا گیا۔ اور کالہ نامت میں
جہاں وہ اکثر رہتا تھا لٹکایا گیا +

اس زمانہ میں بہرام چک ہندوستان سے آیا۔ غازی خاں نے اوسکو پرگنہ کہوتہ ہاموں جاگیر
میں دیا۔ وہ سری نگر سے جاکر اپنے وطن ہین گذہ میں گیا۔ سنکر چک و فتح چک وغیرہ بہرام چک
سے اتفاق کرکے پرگنہ سوپہ پور میں فساد مچانے لگے۔ غازی خاں نے اپنے بیٹوں
اور رشتہ داروں کو انپر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر مخالف پہاڑوں میں چلے گئے غازی خاں
لوتہ باموں کے ضلع میں گیا اور یہاں کئی روز رہا۔ احمد جوزین برادر حیدر چک نے غازی خاں
سے وعدہ کیا کہ میں بہرام چک کو گرفتار کرکے سری نگر میں لاؤنگا +

احمد جوزین ایک سرکوب پر چڑہ گیا یہاں ریشی لوگ یعنی صوفی رہتے ہیں انکو پکڑ کر پھر انکی
تفتیش کی تو اونہوں نے کہا کہ ہم نے بہرام چک کو کشتی میں بٹھا کے موضع بادہیں میں امیر رینا
کے گہر پہنچا دیا ہے۔ یہ ریشی ایک طائفہ ہے کہ سب وقت زراعت کرتے ہیں اور درخت لگاتے
ہیں اور اتفاق رکھتے ہیں اور تجرید میں گذارتے ہیں جب میر رینا کے پاس احمد جوزین گیا
اور بہت تفحص کئے بہرام چک کو پکڑا اور سری نگر میں لایا تو اوسکو پھانسی ملی +

انہیں دنوں میں شاہ ابو المعالی کہ لاہور سے بہاگ کر بعض گکھڑوں کی قید میں پہنسا تھا اور
اس صورت سے بہاگا کہ اوسکے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اپنے نوکر یوسف کے کندہے پر

کہ بعض اور کشمیری بھی اس سے آکر ملنے لگے اس اثنا میں نصرت خان چک فتح چک ولد سرمالکی
اس پاس بھاگ کر غازی خاں پاس چلے گئے۔ اس سبب سے مرزا کے لشکر میں فتور پڑ گیا غازی
خاں چک کشمیر سے نوردکوٹ میں آیا اور پیادوں کو بھیجکر مرزا کے لشکر کو شکست دیدی۔
مرزا بھاگ گیا پانچ سو مغل قتل ہوئے اور ستائیس ہاتھی اوسکے دشمن کے ہاتھ آئے۔ جب
حبیب شاہ کی شاہی پر پانچ سال گذرے تو اوسکو کونے میں بٹھایا اور غازی خاں نے خود لوائے
فرمانروائی بلند کیا۔ اور غازی شاہ خطاب رکھا خطبہ و سکہ اپنے نام کا کیا۔

غازی شاہ کی حکومت کا ذکر

غازی شاہ کشمیریوں کی سوچ کے موافق بادشاہ ہوا لیکن جذام سے اوسکی انگلیاں گل
اور اوسا متغیر ہو گئی۔ سنہ ۹۶۸ھ میں فتح خان چک لوہر ماگری اور اور کشمیری اسے متوہم ہو کر
کوہستان میں چلے گئے اونکے تعاقب میں غازی خاں نے اپنے بھائی حسین خان کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ
بھیجا۔ برف کے دن تھے مخالف ہلاک ہو گئے جو زندہ رہے اونہوں نے حسین چک کے وسیلہ سے اپنے
جرائم غازی خان سے معاف کرائے۔ اور دسے اونکو جاگیریں دیں سنہ ۹۶۹ھ ۱۵۶۲ میں غازی خان
اپنی سپاہ کو لیکر لداخ آیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خان کے ساتھ فتح خان و ناصر کتابی اور امرا کو
تبت کلاں کی تسخیر کے لئے بھیجا جب تبت پانچ کروہ پر پہونچے تو فتح چک احمد خان کی
اجازت بغیر تبت کے شہر میں آیا تبتی اوسکے لڑنے پر راضی نہ ہوئے بہت پیشکش دینی قبول کی وہ وہاں
سے چلا آیا۔ احمد خان کے دل میں آیا کہ اگر میں فتح خان کی طرح تبت میں جاؤں گا تو کشمیری
میری تعریف کرینگے۔ وہ پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر چلا گیا تبتیوں نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا
تو لڑکر اُسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر فتح خان پاس آیا۔ وہ اوسکی طرف سے لڑکر مارا گیا۔ غازی خان
اس خبر کو سنکر بڑا غضب میں آیا۔ اور اپنے بیٹے سے ایسا اعراض کیا جو مناسب تھا اسکی
ایام دولت چار سال بیتے

شاہ حسین شاہ کی سلطنت

غازی خان کا بھائی حسین شاہ تھا سنہ ۹۷۱ھ میں غازی تبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے

کشمیر سے نکلا اور مولد کہا میں قیامت کی بنیاد کے نزدیک [illegible] کشمیر کا [illegible] کل شہر میں خلق کے
ساتھ بدی کرنے لگا۔ بیگناہوں پر علت لگا کے جرمانے لینے لگا۔ اس سبب سے آدمی رنجیدہ ہو کر
اور دو فریق ہو گئے۔ ایک جماعت اوسکے بیٹے احمد خاں کی طرفدار ہوئے۔ دوسرے اوسکے
بھائی حسین چک کی۔ غازی خان نے ان باتوں کو سنکر سری [illegible] حسین خان
پرورہ مہر و شفقت زیادہ کرتا تھا۔ اوسکو اپنی جگہ بادشاہ مقرر کیا [illegible] تمام اپنے
قماش و اسباب کے دو حصے کئے ایک حصہ اپنے فرزندون کو دیا اور دوسرا [illegible] کو حوالہ کیا اور
اونسے چند قیمت طلب کی حسین چک پاس [illegible] غازی شاہ
کو اس حرکت سے منع کیا جس سے غازی شاہ اوس سے خفا ہو گیا [illegible] بیٹے احمد خاں کو بادشاہ
بنانا چاہا اور اپنی شاہی کے ترک سے پشیمان ہوا اور اپنے [illegible] دشمنوں کو
طلب کرکے جمعیت کی حسین چک بھی مقابلہ کو مستعد ہوا۔ [illegible] درمیان میں
پڑکر آتش فساد کو بجھایا۔ غازی خاں کو شہر سے [illegible] بھیج دیا۔ [illegible] بعد
میں حسین چک نے استقلال کلی حاصل کیا۔ ولایت کشمیر کو [illegible] تقسیم کر دیا۔ سنہ ۹۷۳ھ میں حسین شاہ
نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کے راجوری اور نوشہرہ جاگیر میں سے [illegible] اوسکو خبر لگی کہ
وہ سرکشی پر آمادہ ہوا ہے۔ اس واسطے اوسکی جاگیر محمد خاں ماگری کو مقرر کر دی۔ احمد خاں و
فتح خاں چک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اونہوں نے جاکر فتح حاصل کی۔ [illegible] حسین شاہ
کو معلوم ہوا کہ احمد خاں محمد خاں ماگری و نصرت خاں چک کے قتل کا قصد کرتے ہیں۔ اوسنے
انکو گرفتار کرکے اوسکے سرغنوں کو اندھا کر دیا۔

سنہ ۹۷۳ھ / 1565 میں خان زمان وزیر اعظم کو لوگوں نے ترغیب دی [illegible] کر گیا۔ اوسکے
گھر میں جاکر تمام اسباب و خزائن پر متصرف ہوئے۔ اور اپنے تئیں بادشاہ بنانے [illegible] کے
ملازم حسین شاہ کی سعی و کوشش سے اونکی یہ تدبیر چلنے [illegible] کے بیٹے کا سر کاٹ کے
اوسکی کسیاہ کو دکہایا جس سے وہ بھاگ گئی [illegible] بھی گرفتار ہوا [illegible] کو حسین شاہ
نے بیٹا بنایا مبارز خاں کا خطاب دیا۔ اور پرگنہ [illegible] جاگیر دیا۔

سنہ ۹۷۴ھ ١٥٦٦ میں حسین شاہ نے یہ سمجھکر کہ میرے معزولی کے لئے منصوبے بُرے کئے جاتے ہیں اپنے حریفوں کو احمد خاں پسر غازی خاں وغیرہ کو اندہا کیا اسّے غازی خاں پر ایسا صدمہ پہنچا کہ دل شکستہ ہوکر مرگیا +

سنہ ۹۷۵ھ ١٥٦٧ میں حسین شاہ سے لودی لوند نے کہا کہ مسعود بانک یہ کہتا ہے کہ حسین شاہ نے جب مجھے بیٹا بنایا ہے تو خزانہ میں سے حصہ دے اس سببسے حسین شاہ اوس سے ناراض ہوا اور اوسکو مقید کیا۔ لودی لوند صاحب اختیار ہوا۔ پہر اوسنے ہزار خروار شالی سرکاری کی خیانت کی معزول ہوا اور علی کوکہ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔

سنہ ۹۷۶ھ ١٥٦٨ میں قاضی حبیب کہ حنفی مذہب تہا روز جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور کوہ ماران کی نیچے زیارت قبور کے لئے گیا یوسف جو شیعی مذہب تہا۔ قاضی پر ایک تلوار ماری جس سے اوسکا سر زخمی ہوا دوسری شمشیر ماری تو قاضی نے اپنا ہاتھ سپر بنایا جسّے اونگلیاں زخمی ہوئیں قاضی کو یوسف زخمی کرکے بہاگ گیا حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ تہا یوسف کو پکڑوا کر قید کیا۔ علما سے فتوی لیا جنہوں نے فتوی دیا کہ ایسے آدمی کو سیاست کیلئے مارنا روا ہی۔ قاضی نے کہا کہ میں نہ ہوا اس شخص کا مارنا جائز نہیں آخر کو اوسکو سنگسار کیا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ایک جماعت کہ یوسف کی ہم مذہب ہم اعتقاد تہی مثل مرزا مقیم و میر یعقوب برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کے پاس سے یہاں آئی تہی حسین شاہ نے ان ایلچیوں کی بڑی خاطرداری اور تواضع کی چندروز بعد مرزا مقیم نے کہ یوسف کا ہم مذہب تہا ان مفتیوں کو بلایا۔ قاضی زین نے اونسے کہا کہ تم نے فتوی میں غلطی کی مفتیوں نے کہا کہ ہم نے اوسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہیں دیا بلکہ یہ کہا ہے کہ سیاست کے واسطے ایسے آدمی کا مارنا روا ہے مگر مرزا مقیم نے ان مفتیوں کو قتل کرایا اور اونکی لاشوں کے پاؤں میں رسی باندہ کر کوچہ و بازار میں تشہیر کی حسین چک نے اپنے بیٹے کو بادشاہ اکبر کی خدمت میں بہیجکر اپنی اطاعت کا اظہار کیا +

شہنشاہ اکبر نے مرزا محمد مقیم کو ان بیگناہ مقتولوں کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی کو قبول نہ کرکے واپس بہیج دیا حسین چک اس خبر کو سنکر اسہال دموی میں مبتلا ہوا۔

پنجاب بھاگ گیا تھا ملاقات کے وقت حسین علی تواضع متعارف کو عمل میں لایا تو علی چک لاہور
سے کشمیر میں پھر آیا علی شاہ نے اوسے قید کیا پھر وہ قید سے نکل کر نوشہرہ میں آیا علی شاہ نے
لشکر بھیجکر اوس کو دستگیر کیا۔

سنہ ۹۸۲ھ میں علی شاہ نے کہنور تبت کو کشتواڑ بھی کہتے ہیں لشکر کشی کی اور وہاں کے حاکم کی بیٹی
سے بیاہ کرکے مراجعت کی ان ایام میں ملا عشقی و قاضی صدرالدین۔ اکبر بادشاہ کے ایلچی آگئے
علی شاہ نے اپنی بھتیجی کو شاہزادہ سلیم سے بیاہنے کے لئے ان ایلچیوں کے ہمراہ کیا۔ اور بادشاہ کے
نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا۔ انہی دنوں میں یوسف ولد علی شاہ نے محمد بہت کی سعایت سے
ابراہیم خان ابدالی خان کو باپ کی رضا بغیر قتل کر ڈالا اور باپ کے خوف سے بھاگ کر محمد بہت کو ساتھ
لے بارہ مولہ میں چلا گیا علی شاہ ان اوضاع سے آزردہ خاطر ہوا اور علاج اسکا کیا۔ لوگوں نے یوسف کے
گناہ کے معاف کرنے کی درخواست کر کے اوسکو بلایا اور محمد بہت کو کہ اس فتنہ کا باعث تھا قید کیا

سنہ ۹۸۵ھ میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اور اکثر آدمی بھوک کے مر گئے۔ سنہ ۹۸۶ھ میں علی شاہ گھوڑے پر سے
گر کر مر گیا اور ۹ برس سلطنت کر گیا۔

سلطنت یوسف شاہ

علی شاہ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ تخت نشین ہوا اور علی شاہ کا بھائی ابدال خان بھتیجے
کے خوف سے بھائی کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا۔ یوسف نے ابدال چک پاس سید مبارک خان و بابا
خلیل کو بھیجا اور یہ پیغام اوسکو دیا کہ آکر بھائی کو دفن کرو اگر میری بادشاہی قبول ہو تو بہتر
نہیں تم بادشاہ ہو میں تمہارا تابع ہونگا۔ جب وہ نوبت یوسف کا یہ پیغام ابدال چک پاس
پہنچایا تو اوسنے کہا کہ میں تمہارے کہنے سے جاتا ہوں اور خدمت کے لئے کمر باندھتا ہوں اگر
مجھے کچھ مضرت پہنچے گی تو وبال میرا تمہاری گردن پر ہوگا۔ ابدال خان کا دشمن سید مبارک
تھا اوسنے ابدال سے کہا کہ تجھ کو یوسف شاہ پاس جا کر قول و عہد لینا چاہیے اس اقرار کی
مجلس برخاست ہوئی اور سید مبارک نے یوسف شاہ پاس جا کر یہ کہا کہ ابدال خان تیرے کہنے سے
نہیں آیا اول اوسکا علاج کرنا چاہیے اسکے بعد علی شاہ کو دفن کرنا چاہیے یوسف شاہ سوار ہو

مع چار بھائیوں کے قید سے نکل آیا اور حبیب خاں سے موضع مذکور میں ملا اور سب متفق ہو کر پرورد علی راجہ تبت پاس گئے - وہاں سے کومک لیکر جب وہ کشمیر میں آئے تو آپس میں اختلاف انمیں پیدا ہوا اور اونہوں نے کچھہ کام نہ کیا اور آپس سے جدا جدا ہو گئے یوسف و محمد خاں کے لشکر نے اونکو گرفتار کر لیا - اور اونکے ناک کان کاٹ ڈالے - لیکن حبیب خاں جنگل شہر میں چھپ گیا -

سنہ ۹۸۹ھ ۱۵۸۱ء میں جب اکبر بادشاہ لاہور سے آگرہ میں آیا تو اوسنے مرزا طاہر اور محمد شاہ کو ایلچی بناکے کشمیر بھیجا جب ایلچی بارہ مولہ میں آئے یوسف شاہ نے استقبال کیا اور فرمان شاہی کو چوم کر سر پر رکھا تسلیمات بجالایا - اور اپنے بیٹے حیدر خاں ولیعقوب خاں کو سفیروں کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا - یہ دونوں بیٹے ایکسال کے بعد کشمیر میں چلے آئے +

سنہ ۹۹۱ھ ۱۵۸۳ء میں یوسف لار میں سیر کرنے گیا اوس کے سفر کے درمیان شمس چک خانہ سے بھاگ کر حیدر چک کے ساتھ کشتواڑ کو بھاگ گیا کشمیری سپاہ اونکا تعاقب کیا تو وہ اور آگے بھاگ گئے - یوسف شاہ سری نگر میں پھر آیا -

سنہ ۹۹۲ھ ۱۵۸۴ء میں حیدر چک کشتواڑ میں واپس آیا اور لشکر جمع کر کے کشمیر پر حملہ آور ہوا اسر قضا یوسف شاہ نے خود اوسکو شکست دی +

سنہ ۹۹۳ھ ۱۵۸۵ء میں یعقوب اور یوسف شاہ دوست واخلاص کے اظہار کے لئے بادشاہ اکبر کی خدمت میں گئے بادشاہ اوسوقت فتح پور سیکری سے لاہور میں آیا ہوا تھا - یعقوب نے اپنے باپ یوسف کو کہا کہ بادشاہ کا ارادہ کشمیر میں آنے کا ہے - یوسف شاہ نے اوسکے استقبال کا ارادہ کیا - انہیں دنوں میں خبر آئی کہ حکیم گیلانی و بہاء الدین برہم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کی طرف سے شہر میں آئے ہیں یوسف شاہ ان پاس گیا اور خلعت شاہی پہنا اور مصمم ارادہ کیا کہ بادشاہ پاس جائے اس اثنا میں بابا خلیل و بابا مہدی و شمس دولی نے متفق ہو کر کہا کہ اگر تم بادشاہ پاس جاؤگے تو تجھکو وہ قتل کر کے یعقوب کو جو حال لاہور سے کشمیر میں آگیا ہے بادشاہ بنا دینگے اس خوف سے اوسنے اپنی غیبت میں تعویق کی - بادشاہ کے ایلچیوں کو رخصت کیا اکبر تو کشمیر کی تسخیر پر مستعد تھا اوسکو یہ بہانہ ہاتھہ آیا شاہزادہ مرزا شاہ قلی خاں و راجہ بھگوان داس کو کشمیر کے لئے متعین کیا

یوسف شاہ نے کشمیر سے آکر بارہ مولہ پر قیام کیا جب لشکر بادشاہی جو لیاس پاس آیا جو
سرحد کشمیر پر ہے تو سر راہ اوسکے روکے گئے پھر کچھ دنوں بعد برف کا موسم آیا تو راہیں
مسدود ہو گئیں حرف صلح درمیان آیا یوسف شاہ بیٹے کو بیچ جگہ مقرر کرکے راجہ
بھگوانداس سے ملنے گیا اور ہر سال کے واسطے ایک خراج معین قبول کیا۔ و صلح کر لی۔
امراء شاہی اوسکو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس لے گئے۔ بادشاہ کو یہ صلح پسند نہ آئی محمد قاسم
میر بحر کو دوسرے لشکر کے ساتھ ۹۹۵ھ میں بھیجا یعقوب شاہ [illegible] بادشاہ [illegible]
اور بادشاہ کے مقابلہ کے لئے گھات میں بیٹھا۔ سرداران کشمیر [illegible]
اصلا اطاعت نہیں کی۔ اس وقت یعقوب خان سے [illegible] محمد قاسم خان بھاگے
بعض نے سری نگر کے شہر میں علم مخالفت بلند کیا یعقوب شاہ [illegible]
اہم جانا واپس آیا۔ افواج اکبر شاہی کشمیر میں [illegible] یعقوب شاہ کوہستان کو
بھاگا محمد قاسم شہر سری نگر پر متصرف ہوا پرگنات کشمیر [illegible] یعقوب شاہ کچھ
کے بعد جمعیت بہم پہنچا کر محمد قاسم خان سے لڑا۔ گرچہ [illegible] یعقوب خان نے
ہزیمت پائی اور کچھ جمعیت کرکے سری نگر کو آیا [illegible] محمد قاسم [illegible] قلعہ
میں آیا عرضداشت بھیجکر [illegible] بادشاہ نے سید یوسف خان
شہیدی کو حاکم کشمیر مقرر کیا اور قاسم خان کو [illegible] یوسف خان شہیدی کشمیر
میں پہنچا تو یعقوب شاہ نے محمد قاسم خان کے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا اور کوہستان
میں بھاگ گیا۔ یوسف خان مشہدی دو سال تک اوسکے پیچھے پڑا رہا اور جس طرح
بن پڑا اوسکو دلاسا دیکر بادشاہ پاس بھیجا۔ غرض [illegible] یوسف و یعقوب امرائے
شاہی میں داخل ہوئے اور معاملات [illegible] تاریخ کشمیر کی [illegible]
بادشاہان دہلی سے متعلق ہو گئی [illegible] ایک [illegible] سال تک کسی بادشاہ نے
خطہ کشمیر تسخیر نہیں کیا تھا ۔

شجرہ شاہان کشمیر ۷۴۷ھ سے ۹۶۷ھ
۱۳۴۶ سے ۱۵۵۹ء
(۱) شمس الدین
(۲) جمشید
(۳) علی شیر مخاطب علاء الدین
(۵) ہندال مخاطب قطب الدین
(۴) شیرا شامک مخاطب شہاب الدین
(۶) سکندر بت شکن
ہیبت
محمود
(۷) علی شاہ
(۸) شاہ خان مخاطب زین العابدین
ادہم
(۹) حیدر شاہ
بہرام
حسن
(۱۰) فتح
اسکندر
(۱۱) محمد شاہ
(۱۲) ابراہیم
(۱۳) نازک
(۱۵) اسمعیل
(۱۴) ابراہیم
(۱۶) حبیب

خاندان چک کا شجرہ
سنہ ۹۶۷ سے ۹۹۵ سنہ
۱۵۵۹ ۱۵۸۶
(۱) غازی خان
(۲) حسین
سکندر
احمد
یوسف
احمد
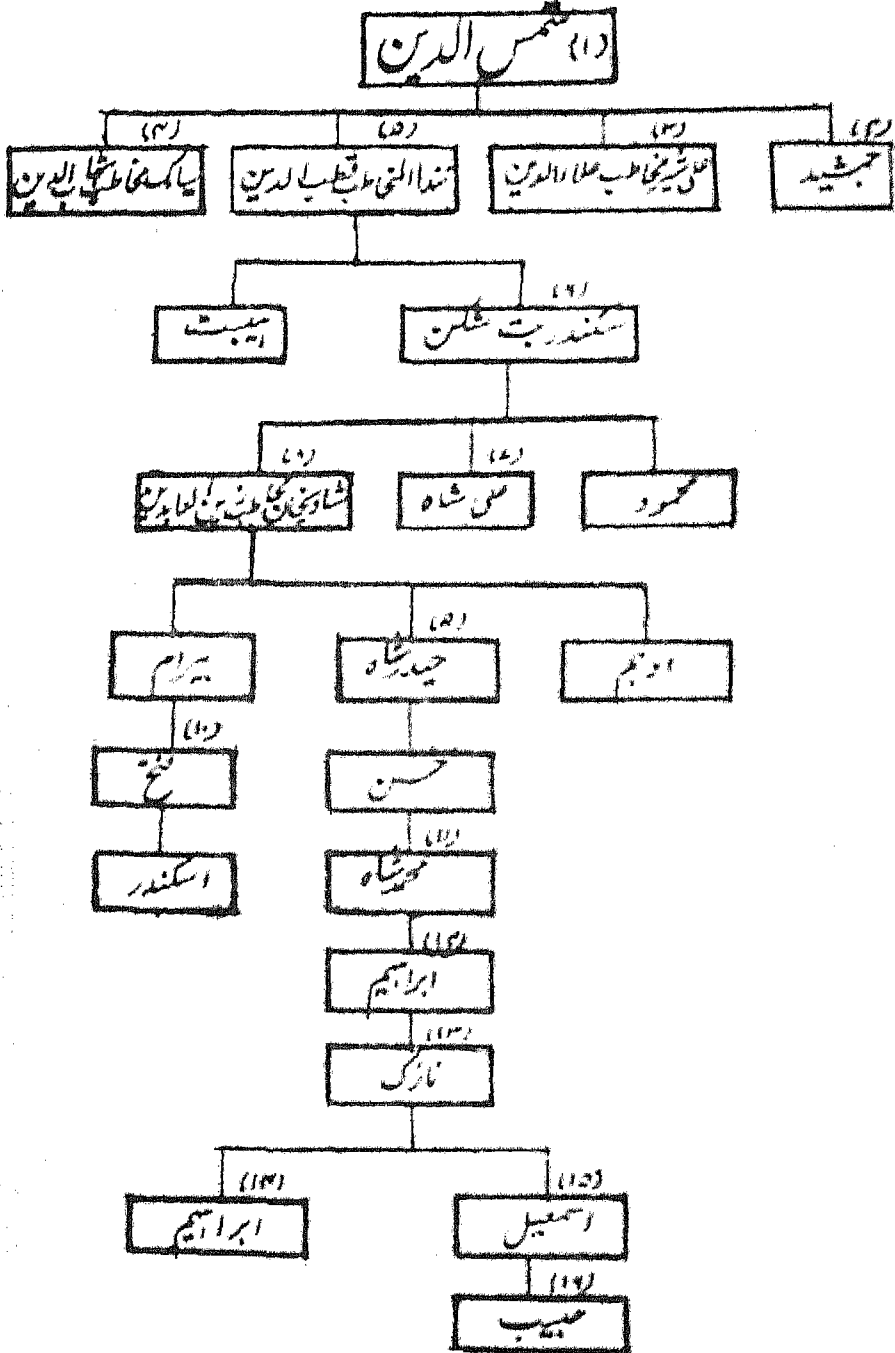
گجرات کی قدرتی حدود

مغربی ہندوستان میں صوبہ گجرات ہے اوسکے دو حصے ہیں ایک حصہ جزیرہ نما ہے یعنے
تین طرف پانی سے گھرا ہوا ہے اور ایک طرف خشکی ہے۔ اور دوسرا حصہ ایسا ہے کہ جسکے
چاروں طرف خشکی ہے جو حصہ جزیرہ نما بحر عرب میں واقع ہے جو تقریباً مقابل ساحل عمان
کے نیچے مکران اور سندھ کے ہے۔ گجرات کے حصہ دوم کی حد جنوبی دریاء نربدا کو ہنود بتاتے
ہیں۔ اگرچہ گجراتی زبان جنوب میں دور دور دمن تک لی جاتی ہے۔ ساحل نربدا سے شمال کی
طرف سلسلہ پہاڑوں کا جاتا ہے جو بندھیاچل اور اراولی پہاڑوں کو ملاتا ہے وہ گجرات
کی مغربی و شمالی سرحد ہے اوس کو مالوہ اور میواڑ و مارواڑ سے وہ جدا کرتا ہے۔ خلیج کچھ اور
نمک کے رن اوسکی شمالی مغربی و مغربی سرحد ہے۔ بحر عرب و خلیج کھنبات کے پاس اوسکے جنوب
مغربی حد کو دھوتے ہیں گجرات پر ہمیشہ حملے شمال مغرب سے ہوتے رہے ہیں جہاں جنگل اور
پاسے کوہ آبو کے درمیان ایک ریگستان ہے یہ سمت اوسکی ضعیف ہے

کوہستان جو گجرات کو شمال و مشرق کی طرف محدود کرتے ہیں اونکی بہت شاخیں دلیس
کے ان حصوں میں پھیلتی ہیں جو اونکے نزدیک ہیں وہ نشیب و فراز و ناہمواری کے سبب دشوار گذار
ہیں۔ کوہستان کے کھنڈانے اور وادی جو گنجان ہیں وہ جنگل سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان
درختانوں کے تاریک سایہ میں کئی دریا نکلتے ہیں جنکے اونچے کناروں کے سایہ میں لمبے اور
عمیق کھنڈانے اور پیچیدہ غار اور بیابان ہیں اور اونمیں درختستان ایسے ہیں کہ جنمیں گذارا
نہیں ہوسکتا جب یہ دریا پہاڑوں سے اترکر اور درختانوں سے گذر کر میدان میں آتے
ہیں وہ چوڑے ہوجاتے ہیں اور اونکی وحشت کم ہوجاتی ہے وہ ان تین دریاؤں میں
ملجاتے ہیں سابرمتی۔ ماہی۔ نربدا۔ اور آخر ان سب دریاؤں کا پانی خلیج کھمبات میں
پہنچ جاتا ہے۔ گجرات کا تقریباً کل حصہ جنوب مغربی رن کچھ سے دریاء نربدا کے کناروں
تک او جزیرہ نما حصہ کے الگ ہے اور شمالی و مشرقی ساحل خلیج کھمبات کے درمیان نشیب میں

گجرات کی تاریخ ہندوئکی زمانہ کی

سنسکرت میں گو کوئی کتاب تاریخ کے طرز پر ملک گجرات کے باب میں دستیاب نہ ہوتی ہو مگر پھر بھی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اوسکے آئین و قوانین - رسم و رواج - راجاؤں کے نام اور انکے زمانے کسی قدر صحیح صحیح معلوم ہوتے ہیں گو اُنکے فرمانروایوں کی ستایش میں دفتر کے دفتر سیاہ ہوئے ہوں اور اونکے بڑے کاموں پر کالا پردہ ڈالا ہو۔ ہندی ناموں میں سب سے بہتر رتن مالا ہے جیسے کوئی دودھ سے ملائی اور مٹھی کو نکال کر مٹھا کو الگ کر دیتا ہے اور ایکھ میں سے رس کو چوس کر پھوک کو پھینک دیتا ہے۔ خاک سے سونے کو نکال کر خاک کو خاک میں ملا دیتا ہے اور اناج کو نکال کر بھوسہ کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ اور تلوں سے تیل نکال لیتا ہے۔ ایسے ہی مصنف نے تمام پہلی کتابوں کو مطالعہ کیا اور مضامین کو اخذ کر کے اپنی کتاب میں لکھا۔ جیسے فرمانرواؤں کی مصنف نے قدر شناسی کر کے مدح و ثنا میں زبان کھولی ہے ایسے ہی اپنی تعریف میں بھی یہ گیت گایا ہے کہ جیسے سمندر کی جاترا کرنے سے ساری جاترائیں ہو جاتی ہیں۔ امرت پینے سے کھانے کی اور غذا کی ضرورت نہیں رہتی۔ سنگ پارس کے پاس ہونے سے ساری دولت بس میں آ جاتی ہے ایسی رتن مالا کے پڑھنے سے ساری کتابیں مطالعہ میں آ جاتی ہیں اگر آدمی کی آگاہی بے انتہا ہو لیکن اوسنے رتن مالا نہ پڑھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے سنگ مرمر کا حوض جسمیں پانی نہ ہو۔ یا بڑا مندر ہو جسمیں مینار نہ ہو مگر افسوس یہ کہ اصل رتن مالا میں ایک سو اسی اصل رتن تھے جنمیں سے آٹھ باقی ہیں اس کا مصنف کرشناجی ہے۔ وہ گجرات کے سولنکھی فرمانرواؤں کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ اور کتابیں ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور برہمن کے مذہب رائج تھے وہ آپس میں ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ ان کے درمیان جنگ و پیکار رہتی تھی۔ ایک دوسرے کے عبادت خانوں کو مسمار کرتے تھے جنکے کھنڈر ابتک موجود ہیں۔ ابتدا میں جین مت کا ستارہ چمکا اور آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا گجرات کی دار السلطنت پہلی نہروالہ کو

ان موتیوں کی وہ لڑی بناتا ہے جنکو شاعروں کی ذہانت نے بیندھا ہے +
سمت ۵۵۲ (سنہ ۴۹۶ء) میں کلیان (قنوج) میں راجہ بھبور سولانکھی راج کرتا تھا۔ ہمیشہ اسکے
گرد سولہ سپہ سالار رہتے ہیں۔ وہ راجہ کے دولت خواہ نیک خواہ ہیں۔ ان سب میں میر امیر الامرا
ہے وہ باہر کی خدمت پر نہیں بھیجا جا سکتا۔ اور باقی اور سپہ سالار دشاؤں پورب پچھم اتر
دکھن میں بھیجے جاتے ہیں۔ مگر قنوج کے راجوں میں صرف گجرات اوسکے ہاتھ سے بچا ہوا تھا۔
یہاں راج چاونبس کا تھا چنپا سورا اوسکی راجدھانی تھی۔ راجہ کا نام جے شنکر تھا۔ اوسکی بیوی
روپ سندری تھی جسکا سگا بھائی سورپال سکا منتری اور مدار المہام تھا۔ وہ قوی حسین
زیرک تھا سپاہ و خزانہ اس پاس بہت تھا۔ راجہ بھبور کو اوسکے سرداروں نے دانستہ گجرات کے
راج سے مطلع نہیں کیا تھا۔ یہ راجہ جانتا تھا کہ ساری دنیا میرے راج میں ہے۔ وہ علم کا
قدر شناس ایسا تھا کہ اس پاس ارباب کمال اور صاحب علم و ہنر چاروں طرف سے ایسے دوڑے
آتے تھے جیسے کہ برسات کا پانی سمندر میں دوڑا جاتا ہے۔ اسکے دربار میں کامراج بڑا شاعر
نغز گفتار تھا۔ ایک دن راجہ ایک باغ میں بیٹھا تھا اور راجہ کرن ولیعہد اور سارے امیر وزیر
و عالم فاضل شاعر اسکے گرد موجود تھے کہ ایک اجنبی شاعر نے آنکر اوسکی مدح میں نظم پیش کی
اوسکی کمال شاعری سے راجہ بڑا خوش ہوا اور اپنے دربار کے شاعروں پر فرمایش کی کہ اس کی
نظم کے جواب نظم میں لکھیں مگر کوئی نہ لکھ سکا۔ پھر شاعر سے راجہ نے اسکا حال پوچھا تو شاعر
نے جواب دیا کہ میرا نام شنکر ہے میں گجرات سے آیا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ سرسبز شاداب
و دولت مند ملک ہے۔ چنپا سورا اوسکی راجدھانی ہے جسکے باشندے اس عیش و آرام سے
رہتے ہیں کہ فردوس کی پروا نہیں کرتے۔ جے شنکر راجہ چاونبس کا راج کرتا ہے۔ اوس کی
مہارانی روپ سندری ہے جسکا بھائی سورپال راجہ کا منتری ہے۔ جے شنکر و سورپال دونو ملکر
اکاش کے راجہ کے تارے اوڑا سکتے ہیں تو انکو اسکی حاجت نہیں ہے اسلئے کہ گجرات
ان پاس ہے جو سارے عالم کی آل ہے۔ راجہ نے شاعر سے گجرات کا حال سنکر موتیوں کو بانٹ دیا
راجہ بھبور راج ہر سبب خوش ہوا۔ مگر اپنے محل میں گیا شام کو سامان جنگ کی تیاری کا

مگر سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم راجپوت ہیں ایسے عالی خاندان ہیں کہ مرنے کو موجود ہیں کون ایسا
ہوگا کہ ضرورت کے وقت پیٹ دکھا کر یہ بے غیرتی اپنی کریگا کہ اسکے گوشت کے کھانے سے
کوے بھی نفرت کرینگے اور ایک لاکھ دن وہ جہنم میں رہے گا۔ محاصرہ پر باون دن گذر گئے
تو یہ تجویز ہوئی کہ سورپال کو رشوت دیکر کام نکالا جائے کسی درخت کے دودھ سے ایک خط
لکھکر اوس پاس بھیجا گیا جسپر اوسنے زعفران ڈال کر پڑھ لیا۔ راجہ بھیم کی بات کو سورپال نے
مانا نہیں اور اوسنے کہلا بھیجا کہ جے سنگھ ایسے آپس میں متحد ہیں کہ وہ اسطرح کبھی جدا نہیں
ہو سکتے جیسے کہ دودھ پانی مگر یہ علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ میں اشراف زادہ ہوں۔ بھلا یہہ
دغا کا کام مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر تینوں لوک کا راج دیا جاے تو اوسکو کوئی اشراف نہیں
قبول کریگا کوئی نطفہ ناراستہ منظور کریگا۔

جے سنگھ کے لشکر میں رات کو مہابھارت کے اشلوک پڑھے گئے بہیم کی مہمات کے بیان نے
سپاہ کو جنگ پر مشتعل کیا۔ انکو لڑائی کے شوق میں رات کا کاٹنا مشکل ہوگیا صبح کو دونو
سپاہیں بہم ایسی ٹکرائیں جیسی کہ گھٹا کے بادل انکے ہتیار ایسے چمکتے تھے جیسے کہ بجلی
اونکے چلنے سے زمین ایسی گونجتی تہی جیسے کہ بادل گرجتے ہیں۔ جنگکے باجے نامردوں کو
مرد بنا دیتے تہے۔ اور تیروں اور غلولوں کا موسلادہار مینہ برس رہا تھا۔ تیر و برچھی و ترسول
سے لڑتے تھے۔ ہاتی ہاتھیوں پر اور گھوڑے گھوڑوں پر اور رتھ بان رتھ بانوں پر
کچاکچ سے چلتے تھے۔ خون کے دریا میں دے بہتے تھے۔ جتنا جنگ کا غل شور بڑہتا تھا
اوتنے ہی بہادر ہنستے تہے سپاہ کے کافر کم شوقینوں کی ہمت بند ہوجاتے تہے۔ بہادروں
کو شاباش دیتے تھے۔ اور جو بھاگتے تھے اور کہتے تہے کہ اب ہم یہہ آپسمیں نہیں ملینگے
اس دنیا میں شہرت حاصل کرو اور اوسکے ساتھ بہشت بھی لو۔ دیوتاؤں اور آدمیوں سے
اپنی تعظیم دنیا و عقبے میں کراؤ۔ غرض انجام لڑائی کا یہ ہوا کہ راجہ بھیم راج قلعہ کے اندر
گھس گیا۔

جے سنگھ نے دیکھا کہ اب میری سپاہ میں بہادر بہت کم رہ گئے ہیں اب فتح کی کوئی امید باقی نہیں

سبب سے اوسکے ہاں مہمان جب تک رہی کہ اوسکے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

جب بیٹا چھہ برس کا ہوا ایک جینی جتی کا گذر جنگل میں ہوا اوس نے اس لڑکے کو دیکھا کہ نیچے پیڑ کے میں جھول رہا ہے۔ اوسنے روپ سندری اور اس لڑکے کا احوال دریافت کیا اور رانی کی بڑی تسلی کی اور اوسکو شہر میں لے آیا۔ لڑکا جنگل میں پیدا ہوا تھا اسلئے اُس کا نام بن راج (یعنی جنگل کا راجہ) رکھا گیا جب اس لڑکے کا حال سورپال کو معلوم ہوا تو وہ اوس کو پوشیدہ اپنے پاس لے گیا اور چودہ برس کی عمر تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ یہ لڑکا شیر کی طرح بڑھا۔ جتنی بہادری اور شہ زوری اور ہوشیاری دکھاتا تا۔ اور باپ کے راج کے دوبارہ حاصل کرنے کی دھن میں لگا رہتا تھا +

بن راج کا تذکرہ

گجرات کی زبانی حکایات اور جین کے بیانات جو بن راج کے حالات معلوم ہوتے ہیں وہی تین مالدیپ لکھے ہیں۔ جیا یت کٹ یا چوڑا کی قوم میں پنچاسورا کا راجہ تھا اس قوم کی اصل دریا سندھ کا ملک مغربی میں تھی۔ وہ سورج بنسیوں سے اور نہ چندر بنسیوں سے علاقہ رکھتی تھی دو صرف مغربی ہندوستان سے تعلق رکھتی تھی جو شکر یا جس راج چوڑا سے پہلے جو راجہ تھے وہ دیو اور پٹن سومنات کے راجہ تھے۔ یہ دو بندرگاہ بحری ساحل سورٹھہ پر واقع ہیں اور بلبھی پور کے مہاراجوں کے ماتحت تھی بلبھی پور کے غارت ہونے کے بعد چوڑا پنچاسورا کو جو معرض خطر میں نہ تھا چلے گئے جین اور درعایا بلبھی پور کی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے اونکی حمایت سے مستفید ہونے کے لئے وہاں چلی گئی پنچاسورا اب بھی ایک گاؤں نواب رادھن پور کی ریاست میں ہے جو چھوٹی رن کچھ کے کنارہ پر ہے پنچاسورا سے چند میل پر بن راج کی جنم بھوم موضع جندرہ ہے اور اوسکے بچپنے میں رہنے کی جگہ وہ ہے +

وہ جین جتی جسنے بن راج کو پالا پوسا شیل گن سوری تہا۔ ابتدا عمر میں اسی جتی کے صومعہ میں بن راج رہا اور اپنی اصل کو خوب بتلاتا رہا جب ہوش سنبھالا تو ماموں کے ساتھہ لوٹ مار میں شریک ہوا جسمیں اوسنے اپنی ذاتی شجاعت کو دکھایا اور اپنی ویتاوں کی

اب اوسنے شیل گن سندری کی طرف التفات کیا۔ اب تک اوسکی مار روپ سندری اسی جینی کے پاس تھی اور جین مت میں وہ بڑی گرم جوش تھی۔ یہ بوڑھی رانی اور اسکا گرو اس صنم کو جسکی وہ پرستش کرتے تھے انہل پور میں لائے۔ اور اوسکے واسطے ایک بڑا مندر بنا اور اسکا نام پنچا سور پارس ناتھ رکھا گیا۔ اور اس میں بن راج کی مورت بھی پوجاری کی صورت میں رکھی گئی۔ اسکا مذہب جین اور برہمن مذہبوں کے درمیان میں تھا۔

بن راج سنہ ۶۹۶ء میں پیدا ہوا اور انہل وار میں ۶۰ سال سلطنت کی سنہ ۸۰۶ء میں مر گیا اور اوسکے تخت پر جوگ راج (یوگ راج) اسکا بیٹا بیٹھا۔

بن راج کا حال آئین اکبری میں ابوالفضل نے اس طرح لکھا ہے کہ ہندی ناموں میں لکھا ہے کہ سمت ۸۰۲ (سنہ ۷۴۶ء) میں بن راج نے اول سراج دولت کو فروغ دیا اور گجرات کی ایک جدا سلطنت بنائی۔ راجہ سری بھوردیو مرزبان قنوج نے اپنے نوکر سامنت سنگھ کو بدگوہری و بداندیشی و فتنہ انگیزی کے سبب مار ڈالا۔ سارا لشکر بار لوٹ لیا اوسکی بیوی حاملہ تھی۔ گونا نا کامی پاؤں میں چبھا۔ اُفتادہ گجرات میں آئی اور صحرا ریکیسی میں جنی۔ جین کے واسطے گان سبب سیل دیو کا اوسکے پاس گذر ہوا۔ یہ حال دیکھکر اوسکے دل میں درد ہوا۔ اوسکو اپنے چیلہ کو حوالہ کیا۔ اوسنے رادھن پور میں لے جا کر پرورش کیا۔ جب بڑا ہوا تو دزدیوں کی ہمنشینی سے تباہ اندیشی و دل آزاری و رہزنی اختیار کی۔ اس کے گرد بدکاروں کا ہنگامہ ہوا۔ گجرات سے قنوج کو خزانہ جاتا تھا اوسکو لوٹ لیا۔ اس سبب کہ سعادت سرشت تھا جب پہنچا اقبال ملا تو شمشیر کی رہنموں فروہوئی۔ بدکاری کو چھوڑکر خوب کرداری کی طرف طبیعت مائل ہوئی۔ پچاس سال کی عمر میں بادشاہی ہاتھ آئی۔ پٹن شہر اس راجہ کا آباد کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں اوسنے تختگاہ کے مقرر کرنے میں بہت سوچ بچار کیا تھا اور تخت گاہ دونی تھی۔ انہل ایک گائے چرانے والے نے کہا کہ میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے اگر وہاں شہر میرے نام پر آباد کرو تو میں اوسکو بتلا دوں۔ راجہ نے اوسکی درخواست منظور کی۔ اوسنے ایک جنت زار کا پتا بتلایا جس میں ایک خرگوش اور

۴۹ سال سمت ۹۹۸ تک راج کیا۔ اسکے زمانہ میں کسی دشمن نے اسکا مقابلہ نہیں کیا۔

شری بیر سنگھ کی سلطنت میں نسبت اسکے باپ شری چھونڈ کے بڑی خرابیاں ہیں اسکو غیر ملک والوں سے مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ آخر کو فتحیاب ہوا کبھی اسکو شکست نہیں ہوئی۔ اسکا وزیر بیرادانا تھا وہ اوسکی بڑی مدد کرتا تھا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غیر ملک والے کون تھے جن سے اوس کو لڑنا پڑا۔

رتنادتیا جسکو مسلمان شادت یا سادت لکھتے ہیں۔ سمت ۹۲۲ میں وہ اپنے باپ بیر سنگھ کا جانشین ہوا۔ وہ تیغ کا آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ قوت شجاعت۔ ایفائے عہد میں مشہور تھا چوروں مکاروں۔ اور باغیوں درندوں جھوٹوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ سنہ ۹۳۵ میں مر گیا۔ اسکا بیٹا سمنت سنگھ جانشین ہوا جسپر راج اپنی چوپانیں کا راج ختم ہو گیا +

کلیم راج اور چھونڈ کی سلطنتوں میں ہندوستان میں ابوزید الحسن وغیرہ مسلمان سیاح آئے اپنے سیاحت ناموں میں جن مقامات کے حالات اونہوں نے تحریر کئے اونکے ناموں کو معرب بناکے ایسا تحریف کیا ہے کہ بغیر تحقیق وتدقیق سے شاذ ونادر ہی کسی مقام کا پتا چلتا ہے کہ وہ کیا اور کہاں تھا۔ باقی حالات سطح کے اُنہوں نے لکھے ہیں کہ ہندو جب بوڑھے اور سخت علیل ہو جاتے ہیں تو اونکے عزیز اونکو ڈبو دیتے ہیں مردوں کو جلا دیتے ہیں بیویاں خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ برہمن اونکے عالم اور ہادی ہوتے ہیں+ انکے شاعر اپنے بادشاہوں کی ستائش کو اپنے کلام میں مبالغہ کے ساتھ بھر دیتے ہیں منجم و حکما و فال گو جانوروں سے شگون لینے والے۔ موسموں کا حال بتانے والے بہت ہیں بارش اہل ہند کی جان ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر اونکی زیست حرام ہو جاتی ہے جوگی ہمیشہ ننگے رہتے ہیں بال اتنے بڑھاتے ہیں کہ سارا بدن اُنکا ڈھک جاتا ہے ناخن اتنے بڑھاتے ہیں کہ وہ شمشیر کی مانند تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ خود تو اونکو کاٹتے نہیں مگر وہ ٹوٹ جاتے ہیں ان ناخنوں کا رکھنا کو وہ اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ایک شخص سے ایک قدر وہ مانگتے ہیں دوبارہ سوال نہیں کرتے

قریب مرگئی۔ بچہ اوسکے پیٹ سے زندہ نکال لیا گیا۔ اور اسکا نام مول راج رکھا گیا۔ راجہ سامنت نے اوسکو متبنّی لیعنے اپنا بیٹا بنایا۔ رتن مالا میں اسکی خصلت یہ لکھی ہے کہ وہ مکار و غا باز بے رحم تھا اپنے تیئں بڑے بنانے کا شائق۔ اوسکا رنگ کالا تہا مگر وجیہ تھا عشق کی دیوی کا غلام تھا۔ وہ روپیہ کو زمین میں دبا دبا کے رکھتا تہا۔ فن سپہ گری میں اگرچہ بدسلیقہ تھا مگر دشمن سے مقابلہ کرتے تو اپنے مکر و عیاری سے اوسے باز رکھتا تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو راجہ سامنت نے شراب کی مستی میں مول راج کی رسوم تخت نشینی کی ادا کیں۔ مگر جب ہوش میں آیا تو وہ اپنے کئے سے پچھتایا۔ پھر دیا ہوا راج واپس لینا چاہا۔ اسی زمانہ سے چورا کے عطیہ کا ناچیز ہونا ایک ضرب المثل ہو گئی ہے۔ مول راج کو حکمرانی کا چسکا لگ گیا تہا بھلا وہ اب راج کو کیسے چھوڑ کر سامنت کو دیدیتا اسلئے اوسنے سپاہ کو جمع کیا اور ماموں پر حملہ کیا اور اوسکو مار ڈالا۔ اور خود تخت پر جا بیٹھا۔ کوماریچہ ترکا قول ہے کہ یہ چھ چیزیں کبھی احسان مند نہیں ہوتیں۔ بیٹی کا خاوند (داماد) کیچو۔ شیر۔ شراب۔ بیوقوف۔ بہن کا بیٹا (بھانجا) انمیں سے ہر ایک فائدوں کی قدر نہیں کرتا۔

مول راج نے اس خیال سے کہ سلطنت میں کوئی کانٹا چبھنے والا باقی نہ رہے اپنی ماں کے سارے رشتہ داروں کو مار ڈالا۔ اوسکی لڑائیاں گرد نواح کے راجاؤں سے ہوئیں جنمیں وہ فتحیاب ہوا۔ اسنے ۵۵ سال سلطنت سنہ ۹۴۲ء سے ۹۹۷ء تک کی۔ سولنکھی راجاؤں کی فہرست

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) مول راج	۵۶ سال	(۶) سدہ راج جے سنگہ دیو	۵۰ سال
(۲) چامنڈ راج دیو	۳۰ سال	(۷) کمار پال دیو	۳۳ سال
(۳) درلبھ راج دیو	۱۱ سال ۶ ماہ	(۸) اجے پال دیو	۳ سال
(۴) بھیم دیو اول	۴۲ سال	(۹) بال مول راج دیو	۲ سال
(۵) کرن دیو	۳۱ سال	(۱۰) بھیم دیو دوم	۳۶ سال

سنہ ۱۰۵۳ء سے چامنڈ راج دیو کا راج شروع ہوا ہے اور تیرہ برس راج کیا ہے اسی کے عہد میں

اسلئے راج بھیم راج کے خاندان میں منتقل ہوا جو بھیم دیو اول کا بیٹا تھا۔ اور بھیم راج کے پوتے کے تین بیٹے تھے جنمیں سے ایک کمار پال تھا جسکو منجم کہتے تھے کہ راجہ ہوگا۔ مگر سدھ راج اسکا راجہ ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ اسلئے وہ جان آزاری کے بیم کے سبب سے وہیں بدلیں جوگی بنا پڑا پھرا اور جا بجا چھپتا رہا جب سدھ راج نے پرلوک گون کیا تو انہل وارہ میں آن کر راج پر بیٹھا۔ دشمن اسکے مارنے کے درپے ہوئے۔ مگر اوسنے سب مخالفوں کو زیر کیا اور بہت ملک فتح کر لیا۔ اور ۳۱ برس سلطنت کی۔

کمار پال کے بیٹا نہ تھا اسلئے اوسکے بھائی کا بیٹا اجے پال راجہ سنہ ۱۲۳۰ (سنہ ۱۱۷۳ء) میں ہوا اور تین سال فرمانروائی کی تھی کہ ایک دربان وائی جل دیو نے اوسکو خنجر مار کر مار ڈالا ✚ سنہ ۱۲۳۳ میں اجے پال کے بعد مول راج دوم تخت پر بیٹھا۔ دو برس راج کیا۔ اسکے بعد اجے پال کا چھوٹا بھائی سنہ ۱۲۳۵ میں بھیم دیو جسکو بھولو بھیم کہتے ہیں راجہ ہوا۔ اور ۶۳ سال سلطنت کی۔

پھر تو انہل وارہ کا دیوالہ راجہ مشہور ہے اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسکے مرنے کے وقت گجرات میں کوئی ایک اوسنا ایسا سردار بیر دھول باگھیلہ کی برابر نہ تھا اسلئے وہ بھیم کے بعد گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ پھر باگھیلہ راجاؤں کا سلسلہ اسطرح پر ہے۔

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) بیر دھول باگھیلہ	۲۱ سال ۶ ماہ	(۴) ارجن دیو	۱۰ سال
(۲) وسی سل دیو	۱۴ سال ۶ ماہ	(۵) سارنگ دیو	۲۱ سال
(۳) بھیم دیو عرف وسی سل دیو	۴۴ سال	(۶) کیرن	۶ سال ۱۰ ماہ

بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وسی سل دیو یعنی وسل دیو چند روز تک حاکم تھا اور اسکا برس اٹھارہ سو سندل تھی۔ وہ سارنگ دیو مہاراجہ نہروالہ کا محکوم تھا۔ دولت بھیم دیو اور سارنگ دیو جو انہل وارہ یا نہروالہ یا پٹن میں راج کرتے تھے جین مت رکھتے تھے۔

اب ہم آگے یہ بیان کرتے ہیں کہ ان راجاؤں اور مسلمانوں کے درمیان کب تک گجرات میں لڑائی رہی اور کس طرح مسلمانوں کا تسلط گجرات پر ہوا کیا معاملات پیش آئے ✚

دہلی کو دار السلطنت بنایا تو [illegible] میں نہروالہ پٹن میں فوج بھیجکر اوسنے سلطان شہاب الدین
غوری کی شکست کا انتقام لیا۔

سلطان علاء الدین خلجی

سلطان علاء الدین دہلی کا بادشاہ ۶۹۵ھ / ۱۲۹۶ع میں ہوا۔ اوسنے گجرات کو سپاہ بسر کردگی
الف خاں جسکو گجراتی لوگ الپ خاں کہتے ہیں اور نصرت خاں کے بھیجی اوسنے ملک کو نہروالہ
کے گرد لوٹا اور راجہ کرن باگھیلہ جو گجرات کا آخر راجہ تھا لڑا مگر مقابلہ میں اوسکے پاؤں نہ جمے
وہ دکن چلا گیا دولت آباد میں پناہ لی تو مستورات اور بیگمات اور خزانہ اور ہاتھی فتحمندوں کے
ہاتھوں میں پڑے دوسری فوج نے کی سپاہ نے کھنبایت کے سوداگروں کو لوٹا اور سومنات کے
بت کو توڑا جو دوبارہ محمود غزنوی کے غارت کرنے کے بعد رکھ لیا تھا۔ تمام اسباب اور راجہ
کرن کی رانی دہلی بھیجی گئی۔ راجہ کرن کی بیٹی کا نام دیول دیوی تھی جسکے ساتھ خضر خان پسر
سلطان علاء الدین کو عشق پیدا ہوا۔ اسکا بیان ہم نے مفصل سلطان علاء الدین کی سلطنت
کے بیان میں کر دیا ہے۔

جب نہروالہ فتح ہوگیا اور راجہ کرن باگھیلہ شکست پاکر بھاگ گیا تو الف خاں ملک کا
حاکم مقرر ہوا اور اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی طرف سے یہاں حاکم مقرر ہونے شروع ہوئے
الف خاں نے یہاں ایک جامع مسجد سفید سنگ مرمر کی بنائی۔ اسکے ستون اس کثرت سے
اسقدر ہیں کہ اکثر اوسکے شمار میں غلطی ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بت خانہ کو توڑ کر مسجد بنائی
بہرحال وہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے پہلے وہ شہر کے عین وسط میں تھی مگر اب شہر
آباد سے فاصلہ پر ہے۔

شہر پٹن کی عمارات عالیہ کے آثار اب تک موجود ہیں اب جو شہر کا حصہ آباد ہے
اس سے تین تین کوس کے فاصلہ پر جنگل میں اینٹیں اور پتھر اور چیزیں ایسی نکلتی ہیں جو شہادت
دیتی ہیں کہ وہاں کسی زمانہ میں شاندار عمارتیں تھیں برجوں اور فصیلوں کے نشان اب تک
موجود ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا وسیع شہر تھا۔ زمانہ کے انقلابات نے بہت سی

کر رہے تھے۔ گوگوا اور سیرم پر اور ضلع گوہل واڑ پر جو سمندر کے کنارہ پر ہے گوہیلہ حکومت رکھتے تھے وہ اپنے تئیں بادھیلہ کی نسل سے بتاتے ہیں۔ انھیں ہندو سرداروں کا ذکر مسلمانوں کی تاریخ میں آتا ہے جنکو وہ کبھی کا فر باغی مفسد وغیرہ لکھتے ہیں اِن تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا ملک سلطان علاء الدین کے ناموں سے کے اختیار میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کو بار بار انکو فتح کرنا پڑتا تھا۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ پسر سلطان علاء الدین ۱۳۱۷ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا اوسنے اول ہی سال سلطنت میں ملک کمال الدین کو بھیجا کہ گجرات میں جو فساد مچ رہا ہے اُنکو دور کرے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ہر طرف فساد مچ رہا تھا۔ اس ملک میں آئی ہی اوسکو کافروں کے ساتھ لڑائی میں شہادت کا درجہ ملا۔ دوسرا سپاہ ایک مشہور افسر عین الملک کی سرکردگی میں بھیجی گئی۔ وہ بڑا بہادر اور مدبر افسر تھا اوسنے ملک میں مفسد سرداروں کو شکست دی اونکے سرداروں کو قتل کیا ملک میں امن امان کر دیا۔ اوسکے بعد سلطان نے گجرات کی حکومت اپنے خسر ملک دینار ظفر خان کو سپرد کی وہ سپاہ کے ساتھ انہلواڑہ میں جلد چلا آیا۔ یہاں زیر فساد کھڑے ہوئے تھے۔ اوسنے سب باغیوں کو خوار و ذلیل کیا۔ اونکی جاگیروں کو ضبط کیا اور اونکا مال منقولہ سلطان پاس بھیجا۔ یہ حاکم اگرچہ بے گناہ و بےقصور تھا اور سلطنت کا ایک رکن اعظم۔ مگر سلطان کی طمع سے وہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا۔ اوسکی جگہ حسام الدین مقرر ہوا۔ خسرو خاں کا بھائی تھا۔ یہ دونو بھائیوں کی قوم پرمار تھی جو راجپوتوں کے ۳۶ شاخ فرقوں میں سے ایک تھا۔ تاریخ فرشتہ میں پرمار کی جگہہ پرواری لکھا ہے پرواریوں کو ہندو اپنے سے خارج جانتے ہیں خسرو خاں سلطان کا منظور نظر تھا اور سلطنت کے کاموں پر بڑا اختیار رکھتا تھا۔ حسام الدین پاس قوم پرمار جمع ہوئی اور اوسکو بغاوت پر آمادہ کیا۔ گو گجرات کے اور افسروں نے مسلح ہوکر اوسکو شکست دی اور زندہ گرفتار کرکے سلطان پاس بھیجدیا۔ اوسکی جگہہ سلطان نے ملک وحید الدین کو بھیجا جو بڑا دلیر و زیرک تھا۔ اوسنے ملک میں امن امان کر دیا جب وہ گجرات سے بلایا گیا تو

صدرہ نے بعض ہندو امیروںکو اپنے ساتھ متفق کرلیا اور اس دائرہ ہی پر قبضہ نہیں کیا
ہے بلکہ اونسے نائب شاہی کو بھی مار ڈالا ہے اور وہاں کے حاکم کو قید کیا ہے اور
کہنبائت کو لوٹا ہے اور بروچ کا محاصرہ کر رہا ہے - محمد تغلق دولت آباد کے سامنے اپنی
سپاہ کو چھوڑ کر بروچ پہنچا - باغی اوسکے آگے سے بھاگ کر کہنبائت میں پہنچے - بادشاہ
جو افسر اوسکے تعاقب میں بھیجے تھے اونکو اونہوں نے شکست دیدی سلطان محمد تغلق انتقام
کا دم بھرتا ہوا جلدی سے کہنبائت میں آیا - باغی بلندہ پرواز پھر اوسکے سامنے سے
نکل گئے - سڑکوں کی خرابی اور موسم کی ناسازی سے شاہ کو اساول میں ٹھیرنا پڑا - یہ شہر
وہ ہے جسکی جگہ احمد آباد آباد ہوا ہے - باغیوں نے اپنی سپاہ کو انہل وارہ میں درست کیا
اور بادشاہ سے لڑنے آئے کڑی میں لڑائی ہوئی جس میں بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی -
باغی سندہ کو بھاگ گئے اور سلطان محمد تغلق پٹن راج کے شہر میں داخل ہوا - یہاں
انتقام کے لئے اونسے مقام کیا +

خلیج کہنبائت میں ایک جزیرہ پیرم عجیب و غریب ہے اوسکے باب میں مسلمانوں کی تاریخ خاموش
ہے مگر ہندوؤں کی روایات میں اس جزیرہ کے حالات کے ساتھ محمد تغلق کا ذکر افسانہ کے
طور پر آتا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہیں - پیرم میں راجہ کھمی راجے گوہل رہتا تھا اوس نے
ایک شہر پیرمپہا آباد کیا تھا الساعت اوسکو بنایا تھا - دہلی کے سوداگر سولہ جہاز
مال اسباب کے لیکر پیرم میں لائے تھے کہ راجہ کھمراج نے اونکو لوٹ لیا - باوجودیکہ اوس نے
اونکے محافظ ہونے کا وعدہ کیا تھا اور سمندر کے خدا کو بیچ میں ضامن دیا تھا - اس سبب سے
پیرمبہ دگھوگھا پر بہت سی سپاہ غزنین سے چڑھ آئی - دہولوں کی دہوں دہوں کی اور
نفیریوں کا وہ غل شور ہوا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر اپنی حدود سے باہر نکل گیا - مسلمانوں کی
مختلف قومیں یہاں تھیں سیاہ سفید گورے - باغی مالک بحر سے لڑنے کو تیار تھے مسلمانوں نے
اپنے خیمے سمندر کے کنارے پر لگائے تھے - گوہل اپنے پیرمبہ کے بہرے میں شیر کی طرح دہاڑ رہا
تھا - اسکا استقلال وہ تھا کہ ذرہ کی برابر خوف نہیں کرتا تھا - سپاہیں تیار ہوئیں - آسمان پر

ہمسایہ میں گنڈل میں وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوا جسنے آخر کو جیتا نہ چھوڑا۔ مگر وہ
دریائے سندھ کے کنارہ جا پہنچا اور سندھ کے راجہ سومری کی سرزنش اسلئے کی کہ اوسنے
مفرور مغل امیروں کو پناہ دی تھی۔

سلطان فیروز شاہ تغلق نگرکوٹ کے فتح کرنے کے بعد سندھ کی فتح میں مشغول ہوا
اس کام میں برسات کے سبب التوا ہوا۔ وہ گجرات میں چلا آیا اور برسات کے ختم
ہونے تک یہیں رہا۔ کئی سالوں سے ۱۳۷۶ء میں گجرات کی آمدنی بہت کمی ہوگئی تھی
سلطان سے شمس الدین افغانی نے عرض کیا کہ اگر حضرت مجھے حاکم گجرات مقرر کریں تو میں
اوسکی آمدنی پر چالیس لاکھ تنکوں [illegible] ہاتھیوں اور بائیس سو عربی گھوڑوں اور چار سو غلاموں
کا اضافہ کرتا ہوں تو سلطان نے ظفر خان (دریائی خان) کے نائب شمس الدین انور خان سے
پوچھا کہ اگر تو اسقدر محاصل ملکی ادا کرنے کا وعدہ کرے تو تجھکو اوروں پر ترجیح دیجائیگی۔
اوسنے جواب دیا کہ مجھ میں اسقدر محاصل دینے کی قدرت نہیں تو سلطان نے شمس الدین
دامغانی کو گجرات کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب یہ گجرات میں آیا تو ایک سال کا محاصل بھی اپنے
وعدہ کے موافق ادا نہ کیا تو بغاوت پر مستعد ہوا خلقت پر اوسنے بہت ظلم توڑا تھا
اپنا انتقام لینے کے لئے وہ حبشی امیروں سے جا ملی اور ان کی متفق قوت نے
شمس الدین کو شکست دی اور اوسکی جان لی۔ اس وقت کے بعد سے فرحت الملک اس ملک
میں حکمران رہا جب ایک دوسرا شخص حاکم اوسکی جگہ مقرر ہوکر آیا تو وہ بغاوت پر آمادہ ہوا
اور حبشی امیروں کی مدد سے اوسنے اس حاکم کو جو اوسکی جگہ مقرر ہوکر آیا تھا لڑکر مار ڈالا۔ سلطان
غیاث الدین نے اوسکو گجرات کا حاکم مستقل مقرر کیا۔ مگر پھر ۱۳۹۱ء میں دوبارہ بغاوت
اس خیال سے کی کہ میں خود فرمانروا ہوجاوں۔ اسلئے اوسنے ہندوؤں کے مذہب
کی تائید کی۔ اسکا بیان آگے آئیگا۔

جب مسلمانوں کی سلطنت دہلی سے علیحدہ ہوکر گجرات میں قائم ہوئی تو اسمیں چند قوموں کی حسب
ریاستیں ہیں جیسے برگد کا درخت ہوتا ہے کہ اوسکی شاخیں ہی نیچے کو جھک کر پکڑ لیتی ہیں گو اسکی جڑ

مسلمانی کو بے رونق ہوتی جاتی ہے۔ نہ منبر کو عزت اور حرمت ہے اور نہ مسجد کو رسوم صلوٰۃ
بہرہ۔ اگر اس وقت کوئی قائد ایسا آ جاتا کہ جس سے دین کی تقویت اور اسلام کا رواج ہو تو فہو المراد اور
نہیں تو کام ہاتھ سے جاتا ہے۔ بادشاہ کو اس بات کے سننے سے رنج ہوا اُسنے ملک گجرات کی
حکومت اعظم ہمایوں ظفر خان بن وجیہ الملک کو جو اُسکے بہادر امیروں میں سے تھا عطا کی اور اسکی
توقیر کے واسطے چتر سفید و بارگاہ و سرخ کہ مخصوص بادشاہوں کے ہے ساتھ سے عزت کیا اور ظفر خان کا خطاب دیا
مظفر خان بخطاب ۲ ربیع الاول ۷۹۳ھ کو بھیجا گیا تھا۔ اسکا باپ سلطان فیروز تغلق کا سسر
تھا جسے اس وقت بہت اسکو درجہ امارت پر پہنچایا تھا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ
میں ظفر خان شرع محمدی کی پابندی اور امانت و دیانت میں مشہور تھا اسلئے جب علماء
گجرات کی عرضی بادشاہ پاس آئی تو اسنے گجرات کا صاحب صوبہ کر دیا وہ ۷۹۴ھ کی
شروع میں دہلی سے کوچ پر کوچ کرکے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راہ میں خبر ملی کہ اسکے
بیٹے تاتار خان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جسکا احمد خان نام رکھا گیا ہے۔ ظفر خان اسکو اپنے
لئے نیک شگون سمجھا۔ بڑی خوشی منائی جب وہ ناگور میں آیا تو اسکے پاس نظام مفرح کی فریاد
کرنے کے لئے اہل کھنبائت آئے ظفر خان نے اس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط نظام مفرح
کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں معروض ہوا کہ تو نے محصول سلطانی چند سال اپنی
حوائج میں خرچ کیا اور خزانہ میں ایک دینار نہیں پہنچایا۔ اور باوجود اسکے ظلم و ستم کا ہاتھ دراز
کیا ہے اس جگہ کے عام متوطن رنجیدہ ہوکر کئی دفعہ دہلی میں بادشاہ کی خدمت میں آئے
اب اس ناحیہ کا حل و عقد میرے سپرد ہوا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ محصول خالصہ موجود ہو
بہت جلد اپنے پاس سے دہلی بھیج اور مظلوموں کو تسلی دے خود دار الملک دہلی کی طرف متوجہ
ہو۔ نظام مفرح نے جواب میں لکھا کہ یہاں تم بہت دور چلکر آئے ہو۔ وہیں ٹھہرے رہو اور
آگے تصدیع نہ کرو کہ میں ایسی جگہ پر آکر حساب کو پیش کرونگا بشرطیکہ آپکے موکلوں کے
حوالہ کریں۔ اس جواب سے ظفر خان کو اسکی بغاوت کا یقین ہوا وہ اساول میں گیا جسکی جگہ
احمد آباد اب آباد ہے۔ نظام مفرح نے گجراتیوں اور کافروں سے خوب پیوند کر لیا تھا۔

چند تہا اعلام استقلال بلند کرکے اپنے اقطاع سے خارج قلعہ تہال نیر اور تمام ولایت خاندیس پر
قبضہ کرلیا اور اسی پر اکتفا نہیں کی گجرات کے بعض پرگنات مثل سلطان پور نذربار کو بھی چھین
بھیجا ظفرخان نے اسکا علاج ضروری جانا اور اس طرف متوجہ ہوا - ملک راجا کہ مرد
عاقل و دانا تہا اپنے تئیں مرد میدان نہ پایا قلعہ میں متحصن ہوا اور اتحاد و موافقت میں صلاح
دیکھی علما کی معرفت صلح کرلی - راجہ حضرت عمر فاروق کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا تہا
اسلئے ظفرخان سے مراسلات میں مریدانہ پیش آتا تہا اور القاب اعزاز کے ساتھ لکھتا تہا
پھر ظفرخان گجرات میں واپس آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ گجرات کے مغربی اضلاع میں راے
جھرند نے اسلام کی اطاعت سے انکار کیا ہے تو اوس نے سنہ ۱۳۹۲ھ میں لشکرکشی کی اور ان حدود کے
کفار کے قتل و غارت میں مشغول ہوا وہ نہایت متمرد و سرکش تھے محبوب بدیع الجمال پیران
پری تمثال مسلمانوں نے اسیر کیے اونکی کشتیاں لوٹ کے اموال مالا مال ہوگئے اوسکے
بعد راے جھرند نے عاجز ہوکر کچھ بی فرمانبرداری اختیار کی بہت تحفے و ہدیے نذر میں گذرانے
ظفرخان یہاں سے کوچ کرکے سومنات گیا - یہاں بتوں کو نگونسار کیا اور بتخانوں کی جگہ ایک
مسجد جامع بنائی اور ارباب مناصب شرعیہ کو متعین کیا اور تہانے بٹھائے اور پٹن کی جانب
متوجہ ہوا - سنہ ۷۹۷ھ میں معلوم ہوا کہ مندل گدہ کے راجپوتوں نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اس
کے مسلمان اونکے ظلم سے اپنے وطنوں کو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں اور اونہوں نے مالگذاری
بھی دینی چھوڑ دی ہے - ظفرخان یہاں پہنچا اور مندل گڈھ کا محاصرہ کیا - منجنیقوں کو لگا کے
ہر روز راجپوتوں کو سنگسار کیا - مگر قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ منجنیقوں سے کام نہ چلا تو ساباط تیار کیے
اون سے بھی کام نہ چلا - طول محاصرہ سے ظفرخان ملول ہوا کہ ناگاہ لطائف غیبی سے قلعہ کے اندر
وبا پھیلی اور بہت آدمی مبتلا ہوکر مرگئے - راے درگا نے دیکھا کہ اہل قلعہ کا حال تنگ ہوگیا
ہے تو اوس نے ایک جماعت کو تیغ و کفن گردن میں ڈالے ظفرخان پاس بھیجا اور عورتوں اور
بچوں نے سروں کو ننگا کرکے حصار دیوار سے عجز و زاری کرکے زنہار مانگی - ظفرخان نے اون کو ناامید
اسمانی جانا - اور پیشکش لیکر صلح کرلی اور اجمیر میں زیارت کے لئے گیا - زیارت کرکے جلوارہ و دلواڑہ

دیو ب کو آن گھیرا اور ایکدن میں جبر و قہر سے مفتوح کر لیا۔ اور اوسکے تمام بالغ مردوں کو
قتل کیا۔ راجہ کو اور یہاں کے تمام ہندؤوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے مسلا۔ اور عورتوں بچوں کو پکڑ کر
مسلمان کیا۔ اور اونکے اموال انتقال بتصرف ہوئے۔ ایک بتخانہ بزرگ کو توڑا اور اوسکی جگہ
ایک مسجد عالی بنائی۔ امراء بندگی میں سے ایک شخص کو مقرر کیا۔ اور بہت لوٹ کا مال لیکر پٹن میں معاودت کی
ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ سنہ ۸۰۶ھ میں مظفر شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ لشکر لیجا کر دہلی مسخر
کرے۔ اور اپنے بیٹے تاتار خاں کو تخت پر بٹھانے اوسکو خود خطاب غیاث الدولہ والدین
محمد شاہ کا دیا۔ جب یہ مقصد بر آنے کے لئے وقت پورا آیا تو تاتار خاں سخت بیمار ہو کر مر گیا۔ مظفر شاہ
فتح و عزیمت کرکے اساول میں آیا۔ اصل صحیح روایت یہ ہے کہ تاتار خاں نے سال مذکور میں اول
میں باپ پر چڑھائی کی اور بعد ازاں باپ کو پکڑ کر قلعہ میں محبوس کیا اور اپنے چچا شمس خاں کو وکیل سلطنت
کیا اور اپنا نام ناصر الدین شاہ لقب کا صاحب سکہ و خطبہ گجرات میں ہو گیا اور قصد دہلی کا سامان سفر
و استعداد لشکر درست کرنے کو ... مظفر شاہ نے اپنے معتمدوں میں سے ایک کو اپنے بھائی پاس
بھیجا اور پیغام دیا کہ مجھے خلاص کرے اور محمد شاہ کو ہلاک کرے شمس خاں نے بھائی کو جواب دیا کہ محمد شاہ
تیرا فرزند رشید ہے تیرا تعلق خاطر اوسکی طرف ہے جب اوسکو ہلاک کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پھر
تیرے ہی تیری ملامت کا ہدف ہونا پڑے یہ جواب سن مظفر خاں نے کہلا بھیجا کہ میں اپنے
بیٹے کو جیسا کہ تاتار خاں ہے عاق کیا اور محبت کو منقطع۔ اب پدر و فرزندی کی نسبت مسلوب ہوئی
اسلئے اوسکو مار ڈالو میری ضعیفی و پیری پر رحم کرو۔ چچا شمس خاں نے بھتیجے کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور
بھائی کو محبس سے نکال کر مسند حکومت پر بٹھا دیا۔ دلاور خاں والی مالوہ فوت ہو گیا تھا ہوشنگ شاہ
اوسکا جانشین ہوا مشہور یہ ہوا کہ ہوشنگ نے ملک کی طمع میں باپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ دلاور خاں
اور مظفر شاہ میں بڑی دوستی تھی اسلئے سنہ ۸۱۰ھ میں وہ دوست کا انتقام لینے گیا ہوشنگ
ایک جوان شوخ و شنگ تھا وہ ناعاقبت اندیشی سے لشکر گجرات سے لڑنے کھڑا ہو گیا۔ شکست پائی
گرفتار ہوا مظفر شاہ نے دھار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور اپنے بھائی نصرت خاں
کو وہ تفویض کیا مظفر نے اساول میں مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے

برابر ..... ۵ روپئے یا ۰۰۰۰۰۰۰ روپئے کے ہوئے) بیاک داس اور جیون داس کی رہنموئی سے زمینداروں کو گھوڑے خلعت و فرمان بھیجے گئے اور اطاعت پر دلالت کی گئی سلطان احمد شاہ نے باوجود عنفوان شباب کے کام میں عجلت نہیں کی اور ایک جماعت کے ساتھ ایک مکتوب نصیحت آمیز فیروزخاں پاس بھیجا - مگر اس پند و وعظ کی تاثیر نے فیروز کے مزاج میں کوئی نشہ پیدا کیا آدم بھنگر کچھہ آدمیوں کے ساتھہ اونکے دفع کرنے کو مامور ہوا مگر اونکو شکست فاحش ہوئی بنایک اس کے نام فتح ہوئی جسنے اوس کو نہایت نخوت ہوئی - امرا کو اوسکے تسلط کی تاب نہیں ہوئی سب نے اوسکو مل کر قتل کر ڈالا اکثر آدمی فیروزخان سے جدا ہو کر احمد شاہ پاس چلے گئے فیروز قلعہ بروج میں متحصن ہوا سلطان احمد شاہ نے چرائش فیروزخان پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ خدایگان کبیر مظفر شاہ نے اس ملک کے حل و عقد کی باگ مجھ بے مقدار کے قبضہ اقتدار میں دی ہے الحمد للہ امرا کی اطاعت و انقیاد سے اور موافقت یاد سے سلطنت کو استحکام الا کلام ہو گیا ہے تجھکو چاہئے کہ عمر و زید کے جمع ہونے پر فریفتہ نہ ہو اور اپنے افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہوکر اعتذار کا دامن پکڑے - سرکشی کی بدانجامی سے خوف کر اور اقطاع جو مظفر شاہ نے ہر ایک کو دی ہیں اوسپر قانع ہو اور میرے الطاف کا منتظر ہو اس ایلچی کے آنے اور پیغام سننے کے بعد سب نے سوچا اور ہیبت خان کہ سلطان کا سگا چچا تھا بھتیجے پاس گیا اور اپنی ندامت ظاہر کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی سب امرا کے جرائم معاف کر دئے اور انہی اپنی جاگیروں میں اون کو آباد کیا +

احمد شاہ کا ارادہ پٹن جانے کا تھا کہ اوسنے سنا سلطان ہوشنگ جسکو فیروزخان نے مدد کے لئے طلب کیا تھا اپنے دارالملک سے چلکر گجرات کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو لشکر کثیر کے ساتھہ کارزار کے لئے بھیجا اور خود بھی پیچھے ایک جماعت صوری و معنوی کے ساتھہ روبراہ ہوا جب ہوشنگ کے نزدیک عماد الملک آیا تو اوسنے کوچ پر کوچ بے توقف و درنگ نہایت خجالت و انفعال کے ساتھہ اپنے دیار کو کئے تو عماد الملک چلا آیا تو سلطان احمد شاہ اساول میں آ گیا ۸۱۵ھ کے آخر میں شیخ احمد کنبوہ سے استخارہ

کی ملازمت کریں سلطان احمد شاہ جو انکے مکر و حیلہ سے غافل تھا اوسنے اپنے امرا و کبار کو حسب الالتماس
اونکے قلعہ کے دروازے کے قریب بھیج دیا۔ فیروز خاں کے وکیل ملک بٹ راور انکس خان آئے
ملائمت کی باتیں کیں اور دریچہ قلعہ کھولا امرا احمد شاہی سوار اونکے نزدیک گئے اور باتوں
میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ ایک جمعیت خندق کی کمین سے نکلی اور اونکی طرف متوجہ ہوئی
آدم خاں و عزیز الملک تو گھوڑے بھگا کر احمد شاہ پاس پہنچے۔ نظام الملک سعید الملک گرفتار
ہوئے جب اونکو قلعہ میں لیے جاتے تھے تو وہ پکار پکار کہتے تھے کہ ہم خود گرفتار ہوئے ہیں۔
سلطان ہمارے حال کا لحاظ کچھ نہ کرے اور قلعہ پر تاخت کرے کہ وہ ایک حملہ میں ہاتھ آجائیگا۔ ملک بٹ
نے ان دونو کے پانوں میں زنجیریں ڈال کر ایک اندھیرے گھر میں بند کیا وہ سمجھتا تھا کہ جبتک
یہ امیر قید میں ہیں اہل قلعہ احمد شاہ کے ہاتھ سے محفوظ رہینگے۔ احمد شاہ نے جنگ سلطانی کر کے
ایک دن میں قلعہ کو فتح کر لیا۔ ملک بٹ راور انکس خاں کو مار ڈالا۔ نظام الملک و سعید الملک دونو
سلامت بچے اور احمد شاہ کی ملازمت میں سعادتمند ہوئے فیروز خاں و رنمل دونو جنگل کوہ ایدر میں چلے گئے
چند روز کے رنمل راجہ ایدر نے اپنے کام کا علاج یہ کیا کہ فیروز خاں کے ساتھ غدر کیا اور اوسکے
ہاتھیوں اور خزانہ کو لیکر سلطان احمد کی خدمت میں بھیجدیا۔ مال گذاری کے لئے عجز و زاری شروع
کی سلطان فتح پاکے احمد آباد میں آگیا فیروز خاں بھاگ کر ناگور میں گیا۔ اور وہاں کے حاکم کے
ہاتھ سے قتل ہوا +

سنہ ۸۱۶ھ میں ملک شیر و ملک جھکن و آدم خاں افغان و ملک عیسی سالار نے فتنہ خوابیدہ کو
بیدار کیا اور متمرد زمینداروں کو یار بنایا اور ولایت گجرات میں تاخت و تاراج شروع کی
اس زمانہ میں راجہ منڈل و راجہ نادوت و بدھراں نے سلطان ہوشنگ پاس اپنے آدمی
بھیجکر گجرات کی تسخیر کے لئے تحریص کی۔ سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے حقوق سابق کو بالائے
طاق رکھا۔ اور گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی خرابی و تاراج میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی۔
سلطان احمد نے تو راجہ جھلواڑہ پر فوج کشی کی تھی اب اوسنے دیکھا کہ فتنہ غبار دونو طرف سے اٹھا تو
اپنے ایک ایک امیر کو ہر جگہ کے امیر سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خود سلطان ہوشنگ کے دفع کرنے کی

خاموش نہیں ہیں مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ زرخیز و شاداب ملکوں مالوہ اور خاندیس اور
گجرات کی بہ نسبت سورٹھ میں زیادہ دولت ہے۔ اس میں اُن ملکوں کی ساری عمارہ اور بیش قیمت
چیزیں ہر جگہ نظر آتی ہیں وہ ان ممالک کی زمین کی ساری خوبیوں میں برابر ہے مگر یہ
فضیلت و فخر اسی کو حاصل ہے کہ اس میں بندرگاہیں ہیں جنسے تاجر دولت کماتے ہیں اور اونکی
بدولت خشک ملکوں میں عیش و عشرت و آسایش و آرایش کا اسباب بہم پہنچتا ہے جسکی ضرورت
اس ملک کو ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان احمد شاہ نے کوہ گرنار کے قلعہ کی بڑی تعریف
سنی تھی وہ اوسکے دیکھنے کا کمال اشتیاق رکھتا تھا۔ ابتک یہاں کسی راجہ نے مسلمانوں کی اطاعت
نہیں کی تھی۔ یہاں کے راجہ نے شیر ملک کو پناہ دی تھی اسلئے احمد شاہ کو اس ملک پر حملہ کرنے
کے لئے یہ خاص سبب ہاتھ آگیا تھا جب احمد شاہ کوہستان کے قریب گیا تو اوسکا مقابلہ ہندو
راجہ نے کیا۔ مگر مسلمانوں کی جنگ کے تند سیلاب میں کہاں اسکا پیر جما۔ ابتک وہ مسلمانوں کی
لڑائی کا مزہ اوٹھا یا نہ تھا۔ اوسکو شکست ہوئی اور قلعہ گرنار دامن گرنال تک اسکا تعاقب کیا گیا
اب اس قلعہ کو جونا گڈھ کہتے ہیں سپاہ اسلام قلعہ کے نیچے آن کر اہل قلعہ کو ایسا تنگ کیا کہ راجہ نے
تحفہ تحائف بھیجکر سالانہ خراج دینا قبول کیا سلطان دو شخص یہاں سید ابو الخیر و سید ابو القاسم
کو تحصیل مال کے واسطے مقرر کیا۔ گجرات کے مختلف حصوں میں ہندو زمیندار پھیلے ہوئے تھے
جنکے تھوڑے بہت دیہات تھے اونکے مطیع کرنے پر احمد شاہ متوجہ ہوا۔ بعض ان زمینداروں
میں سے پہاڑوں اور جنگلوں کی قدرتی حصاروں میں رہتے تھے جو نہایت دشوار گذار تھے
وہ خراج نہیں دیتے تھے جب تک اونکے سر پر لشکر نہ چڑھے بعض زمیندار جو ایسے مشکل
مقامات میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اپنی زمین کو چھوڑ کر ملک میں قزاقی و رہزنی کا کام کرتے تھے
اونکے پیچھے سپاہ پھرتے پھرتے تھک جاتی تھی۔ آخر کو وہ مصالحت پر راضی ہو جاتی تھی اور
اونکی منضبط جاگیریں اونکو پھیر دی جاتی تھیں جب اونکے سر سے سپاہ اٹھ جاتی تو پھر راہ
زنی و خودسری کا طریقہ اختیار کرتے تھے بعض زمیندار مسلمان ہو گئے تھے۔ اُن کا طریقہ کچھ
شائستہ ہو گیا تھا۔ اونکے ساتھ ایسی زبردستی نہیں کرنی پڑتی تھی +

بہت کوشش کرتا تھا مگر بے فائدہ ہوتا تھا آخر کو ان سرکشوں کی مایحتاج زندگی میں کمی
ہوئی جس سے اونکو بہت تکلیف ہوئی اور وہ نکمے سوار ہی ہو گئے۔ احمد آباد اور کری کے درمیان
سڑک پر سانتیج کے قریب ایک گاؤں ناش مد تھا اوسکے تال پر یہ دونو بھائی آکے اتر
پہونچے۔ بہت سویرے صبح کو ایک بھنڈاری ناتھو راجپوت کہات کی گاڑی اپنے کھیت کو لیے
جاتا تھا۔ باگھیلے کے ایک نوکر نے جب گاڑی کو نزدیک سے دیکھا تو وہ چھپ گیا۔ گاڑیبان
نے اُسے کہا کہ یہاں تو شیر آتے ہوتے ہیں جلدی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ اُسنے کہا کہ
تو شیر و تیندوے سے نہیں ڈرتا کوئی راجپوت میری مانند نہیں ہے اگر ہوتا تو تین دن میں اپنی گراس
(زمین) کو پھر حاصل کر لیتا۔ ایک باگھیلے کے نوکر نے یہ بات سن کر اپنے سرداروں سے
جا کہی۔ اُنہوں نے اس راجپوت کو بلایا۔ اسکو بھنڈاری ان بھائیوں کے پاس آیا۔ اونہوں نے
اسے پوچھا کہ تو نے کیا کہا تھا تو وہ اپنے دل میں چالا کہ میں نے تو ایک ہنسی سے بات کہی تھی
مگر یہاں اب اسکے کہنے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اوسنے کہا کہ اے میرے سردارو میں نے یہ کہا تھا
اگر میری مانند کوئی راجپوت تم میں ہوتا تو اپنی زمینوں کو تین دن میں پھر لے لیتا۔ یہ سنکر
بھائیوں نے راجپوت سے کہا کہ ہم تمکو ایک ہزار روپیہ کا گھوڑا دیتے ہیں اور جو کچھ تو مانگے
وہ دینگے تو ہمارے ساتھ چل۔ وہ اونکو لیکر احمد آباد کی طرف چلے +

جمعہ کے روز بادشاہ کے اہل حرم اور امیرزادیاں سرکھیج کے قریب ایک مقدس مزار کی
زیارت کو جایا کرتی تھیں۔ پانچسو گاڑیوں میں وہ سوار ہوتی تھیں اور بڑا چوکی پہرا انکے ساتھ
ہوتا تھا۔ ساری گاڑیوں کے پیچھے فاصلہ پر ملازم رہتے تھے۔ یہ مستورات مزار کی زیارت کو
جاتی تھیں۔ اسکو بھنڈاری نے ان بھائیوں سے کہا کہ اگر تم ان عورتوں کو نہیں گرفتار کر دوگے
تو تمکو تمہاری زمین پھر نہ ملیگی۔ ان مستورات کی گاڑیاں مزار کے احاطہ میں داخل ہوئیں تو
راجپوت سواروں نے جاکر اونکو گھیر لیا۔ بادشاہ کی بیگم نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اونھوں نے کہا
کہ ہم ورسو اور جیتو ہیں ہماری آبائی ریاستیں ضبط ہو گئی ہیں اب ہم نے مرنے کو جی میں
ٹھان لیا ہے ہمارا ارادہ ہے کہ ان گاڑیوں کو پکڑ کر لے جائیں۔ بیگم نے کہا کہ اگر تم مجھ کو

بادشاہ نے ان بھائیوں پاس آدمی بھیجکر بے اعتمادی کی وجہ کو اونسے پوچھا۔ باگھیلوں نے کہا کہ جب تک کفالت عمدہ نہ کی جائے گی ہم نہیں آئیں گے۔ بادشاہ نے اپنے بعض امیروں کو کفالت میں بھیجا تو راجپوت شہر کی طرف آئے۔ شام کا وقت تھا اور رستہ بھی تنگ تھا کہ ایک بھاٹنی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے چلی جاتی تھی جب اوسنے سواروں کو دیکھا تو اوسنے چھپنے کی جگہ تلاش کی مگر کوئی جگہ نہ ملی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ حیا کا مقتضا نہیں ہے کہ غیر آدمی بھاٹن کی شکل کی صورت دیکھے وہ کنوئے میں گر پڑی اوسکے گرنے کی آواز سنکر لوگ آئے اور اوسکو باہر نکالا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کون تھی اور کیوں کنوئے میں گری تھی۔ تو درہوا اور جیتو کو اعتماد ہوا کہ ایسی عورت کی اولاد کی کفالت پر اعتماد ہوسکتا ہے۔ وہ بادشاہ کے دربار میں آئے۔ اوسنے اونکے پرانے کپڑے اتروائے اور نئے کپڑے پہنائے ان کے پرانے کپڑوں میں سے دو سیر جوئیں نکالی گئیں جنگل میں راجپوت ایسی مصیبت اٹھاتے تھے۔ یہ دونو بھائی جانتے تھے کہ بادشاہ اوسنے کسطرح خوش ہوگا اسلئے اونہوں نے اپنی بہن دن کا بیاہ بادشاہ سے کر دیا۔ بادشاہ نے اونکو کلول میں پانچسو دہات دیدئے اور اونسے پوچھا کہ ان دہات کو وہ کس طرح آپس میں تقسیم کرینگے تو درہوا اور جیتو نے کہا کہ رسم کے موافق بڑا بھائی بڑا حصہ بہ نسبت چھوٹے بھائی کے لے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس رسم کی اصل کیا ہے تو چھوٹے بھائی نے جواب دیا کہ اوسکی وجہ زور ہے۔ احمد شاہ نے کہا کہ دونو بھائیوں نے مصائب برابر اٹھائے ہیں اسلئے دونو کو برابر حصہ لینا چاہئیے۔ درہوا نے ڈھائی سو دہات کلول میں لئے اور چھوٹے بھائی نے ڈھائی سو دہات سانند میں لئے۔ بھائیوں نے ایسا انتظام کیا تھا کہ بڑے بھائی کے حصہ میں اچھی پیداوار کی زمین آئی مگر بتدریج چھوٹے بھائی کی زمین میں گیہوں اچھی پیدا ہونے لگے اور بڑے بھائی کی زمین میں ادنی اناج بھی مشکل سے پیدا ہوتے تھے۔ اسکے ایک بہاگر جسکے پاس تین سو چالیس دہات تھے اور اسکا نام بیولا سامنت سنگہ تھا۔ بادشاہ کے محل کے نیچے سڑک پر جاتا تھا۔ گرمی کا موسم تھا دھوپ چلچلاتی پڑ رہی تھی اوسنے اپنے سر پر کپڑا ڈال لیا تھا درہوا اور جیتو ایک کہر کی میں

سامنت سنگہ بارہ برس تک لوٹ مار کرتا رہا۔ اور مسلمانوں کو بہت حیران و پریشان کیا۔ آخر کو بادشاہ نے اوسے صلح کا پیغام دیا اوسنے کہا کہ اگر میری جاگیر واپس دی جائے گی تو میں بھلا بیٹھونگا۔ آخر بادشاہ نے اوسے دہ گام میں چوراسی دیہات دیے۔ یہاں سامنت سنگہ مول میں آکر رہا۔ اوسکی اولاد پاس اب تک دہ گام میں دانتا زمین ہے +

دہوارصیبتوں کی بن لالا مرگئی گرم دودہ پینے سے اوسکے اندر چھالے پڑگئے تھے۔ بادشاہ اوسپر عاشق تہا۔ اوسکے حسن پر مرتا تھا۔ اوسکے مرنے سے بڑا آشفتہ ہوا۔ اوسنے چاروں طرف اپنے امیروں کو بھیجا کہ کوئی مسلمان کی بیٹی یا ہندنی لالا کی سی خوب صورت اوسکے بیاہنے کے لئے پیدا کریں۔ بادشاہ احمدآباد میں آیا۔ اوسنے اس مضمون کا اشتہار دیا اور پہلے سے اور زیادہ آزردہ خاطر اور پر حواس باختہ رہنے لگا۔ امیروں نے یہ سوچا کہ بادشاہ کا علاج اسکے سوا کوئی نہیں ہے کہ اوسکے واسطے لالا کی مثل گھیلہ بیوی تلاش کیجائے ایک برہمن ایسی حسین عورت کی تلاش کے لئے بھیجا گیا۔ برہمن بہت ملکوں میں پھرتا پھرتا مارواڑ میں آیا۔ جہاں چیتور کے خاندان کا راجہ سودیہ راجپوت ستر اسکی بہتا اسکا لقب راول تہا۔ اُس پاس ۷۰۰ دیہات تہے اوسکی ایک لڑکی رانی با اور دو بیٹے تہے۔ رانی با بڑی خوبصورت تہی۔ برہمن اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ جب اوسکی خبر بادشاہ پاس لیکے جاؤنگا تو بڑا خلعت و انعام پاؤنگا۔ وہ بادشاہ کے وزرا کے پاس گیا اور اوسنے کہا کہ میں نے دوسری گھیلی لالا پائی ہے۔ وزرا نے اُسے خلعت دیا اور حال پوچھا اوسنے کہا کہ وہ راول ستر سنگہ کی بیٹی ہے جو ۷۰۰ زمین بٹا ہے۔ وزرا نے آدمی بھیجکر راول کو بلوایا۔ اور اوسے درخواست کی کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے تخت کے بیاہ دے۔ راول نے کہا۔ ہندو کی لڑکی اس طرح مسلمان سے نہیں بیاہی جاتی۔ وزرا نے کہا کہ بہت سے ہندو راجاؤں کی بیٹیاں بادشاہ کی بیبیاں ہیں راول نے جواب دیا کہ میں راٹہوڑ ہوں وہ اور ہیں تو پہر وزرا نے کہا کہ اگر یوں راضی نہ ہوگے تو زبردستی اس کام کے کرنے پر مجبور کئے جاوگے۔ راول نے پہر انکار کیا اور وہ بندی خانہ میں بند کیا گیا۔ جب اوسکی رانی نے یہ خبر سنی تو وہ سوچی کہ میں لڑکی کو تو ہرا ہوا سمجھ لوں

برسات کا موسم آ گیا تھا۔ احمد شاہ احمد آباد میں چلا جانا چاہتا تھا کہ اسی اثنا میں خبر اُس پاس آئی کہ راجہ ایدر و چنپانیر و مندل و نادوت نے عرایض بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات میں طلب کیا ہے۔ اسی زمانہ میں ایک شتر سوار خطہ ناگور سے نور دنیں (؟) دربار میں پہنچا اور فیروز خاں بن شمس خاں دندانی کا نوشتہ بادشاہ کے نام کا لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے یہ دیکھکر کہ آپ دور چلے گئے ہیں گجرات کی تسخیر کا آہنگ کیا اوسکو گمان یہ تھا کہ مجھکو حضور کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہے اسلئے اوس نے مجھے لکھا کہ گجرات کے زمینداروں نے عرایض اخلاص کی بھیجکر مجھے طلب کیا ہے اور میں گجرات کا عازم ہوا ہوں تجھکو بھی چاہیے کہ جلد مستعد ہو کر میرے پاس آ کہ گجرات کی فتح کے بعد ولایت نہروالہ تجھے دیدونگا۔ آپ میرے قبلہ و کعبہ ہیں اسلئے یہ اطلاع واجب اللازم تھی۔ سلطان احمد شاہ نے باوجود بارش کے نربدان سے گذر کر مہندری ندی پر آیا اور ایلغار کرکے ایک ہفتہ میں حوالی مہراسہ میں آ گیا۔ سلطان ہوشنگ اوسکی توجہ کو دیکھکر سراسیمہ ہوا۔ اور اپنی آمد کو بیجا سمجھا اپنے ملک کو چلا گیا۔ سلطان احمد سپاہ کے اجتماع کے لئے چند روز مہراسہ میں توقف کیا۔ راجہ سورت نے ہوشنگ کے حکم کو سنکر اطاعت کے حلقہ سے سر باہر کیا اور مال مقرری کے ادا کرنے سے انکار کیا اور پاؤں اپنے اندازہ سے باہر رکھا۔ اور ملک نصیر نے وصت بکر قلعہ تال تیرہ کو اپنے بھائی ملک افتخار کے تصرف سے نکالنے میں کوشش کی۔ سلطان ہوشنگ نے اپنے بیٹے غزنی خاں کو ایک جماعت کے ساتھ اوسکی مدد کو بھیجا۔ لعین نے سلطان پور میں لوگوں کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ سلطان پور کے صوبہ ملک محمود نے قلعہ میں آ کر عرایض شکایت آمیز احمد شاہ پاس بھیجیں۔ احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو اپنے لشکر کے ساتھ راجہ سورت کے رفع کرنے کے لئے بھیجا اوس نے وہاں جا کر قتل و غارت کر کے مال مقرری لیا۔ ایسے ہی محمد ترک اور مخلص الملک کو کہ بڑے سردار تھے ملک نصیر و غزنی خاں کی تادیب و گوشمالی کو بھیجا۔ اثنا راہ میں اونہوں نے نادوت کو تاخت و تاراج کیا۔ وہاں کے راجہ سے پیشکش لی۔ جب حوالی سلطان پور میں پہنچے تو ملک نصیر تال تیرہ میں پناہ گزین ہوا اور اپنی عجز و انکسار سے عفو جرائم احمد شاہ سے کرا لیا

میں آیا اور جشن پر جشن کئے مستحقین و علماء و سادات کو بہت روپیہ دیا۔ اس مہم میں جنہوں نے
کام کم کیا تھا اونکو بھی زیادہ انعام دیا۔ اس سال کے آخر میں سلطان احمد شاہ نے حصار منوہر گڑھ
کو تعمیر کر کے مسجد بنائی۔ اور خود احمد آباد کو گیا اور مالوہ کی تاخت و تاراج کے لیے سپاہ کو روانہ
کیا۔ سنہ ۸۲۱ھ میں سلطان ہوشنگ کے ایلچی آئے اور طالب صلح ہوئے سلطان احمد نے اسکو
قبول کیا۔ راے جھنپانیر کی سزا دینے کا ارادہ سلطان احمد نے اسلیے کیا کہ اسی نے
سلطان ہوشنگ کو گجرات پر حملہ کرنے کے لیے بلایا تھا۔

سنہ ۸۲۲ھ میں اسکا محاصرہ کیا۔ راجہ نے عجز و منت کے ساتھ پیشکش و بکر سالانہ مالگذاری مقرر
کر دیا۔ احمد شاہ دارالملک میں آیا۔ اس سبب سے کہ سلطان ہوشنگ نے غائبانہ موحش باتوں سے
اپنی خاطر کو مکدر کیا سلطان احمد شاہ نے سنہ ۸۲۳ھ میں ولایت مالوہ پر لشکرکشی کی اور قلعہ
مندو کے نیچے آیا اور سارنگپور۔ وہاں کے سامنے اترا اور محاصرہ میں بقدر امکان سعی کی
سلطان ہوشنگ کو حصار استوار پر ایسا اعتبار تھا کہ وہ چند سو سوار لیکر جاج نگر ہاتھی پکڑنے کو
لیے چلا گیا اور تخت گاہ کو ارکان دولت اپنے بیٹے کے سپرد کر گیا۔ چھ مہینے بعد قوی ہیکل ہاتھی
پکڑ کر اپنی دارالملک مندو میں آیا تو کنگروں پر علم بلند ہوئے اور شادیانے وہاں بجے۔ جب
سلطان احمد کو یہ حال معلوم ہوا تو تعجب ہوا اور اوس نے کہا کہ ایسے حصار کا محاصرہ کیا کر سکتے ہیں
کہ باوجود یکہ اسقدر سپاہ حصار کو گھیرے ہوئے تھے پھر بھی ہوشنگ کے نکلنے اور آجانے کی خبر نہ ہوئی۔ اسلیے
محاصرہ کو چھوڑا۔ مالوہ کے ملک میں بہت خرابی مچائی کئی دفعہ ہوشنگ اور اسکے درمیان
لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ احمد شاہ غالب ہو کر گجرات میں آیا۔ تاریخ الفی میں ملا احمد نے
اس حکایت کو نہایت صحت و توضیح سے بیان کیا ہے کہ۔

سنہ ۸۲۵ھ میں سوداگروں کے لباس میں ہوشنگ جاج نگر کو گیا۔ سلطان احمد شاہ کو
یہ خبر لگی کہ مدت سے دیار مالوہ سے ہوشنگ غائب ہے معلوم نہیں کہاں گیا ہے۔ امرا نے ملک
مالوہ کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے اسلیے وہ متواتر کوچ کر کے گجرات سے مالوہ کو گیا۔ قلعہ مہیسور کو کہ
ممالک مالوہ میں ہے صلح سے لے لیا اور مندو کے نیچے جا پہنچا۔ اور محاصرہ میں مصروف ہوا

ہاتھیوں کو لیکر سلطان ہوشنگ مقابلہ نہ کرسکا سارنگ پور چلا گیا گجراتیوں کا مال اسباب جو لٹا تھا وہ پھر اونکے ہاتھ لگا اور علاوہ اسکے جاج نگر کے سات ہاتھی نامی اور احمد شاہ کی شان کے اضافہ کے لئے حاصل ہوگئے پھر شاہ نے سارنگ پور کا محاصرہ کیا۔ مگر اس محاصرہ سے ایسا تنگ ہوا کہ اُسے چھوڑ کر معاودت کی سلطان ہوشنگ نے حصار سارنگ پور سے نکل سلطان احمد کا تعاقب کیا اور قتل و غارت میں قصور نہیں کیا اس فتح میں سلطان احمد کو فتح ہوئی اور ایک جنگ نہایت صعوبت سے ہاتھ آئی اور جانبین سے بہت سے آدمیوں کو مارا تو سلطان ہوشنگ پھر حصار سارنگ پور میں آیا اور سلطان احمد آباد میں آیا لشکر گجرات نے اس سفر میں محنت بہت اٹھائی تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئی۔

سنہ ۸۲۹ھ میں احمد شاہ ایدر کی طرف گیا اور ایدر کے پاس دریا سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر آباد کیا اور اسکا نام احمد نگر رکھا اور اسکے بیچ میں قلعہ تعمیر کیا اور اس حدود کی نہایت ولایت سے افواج بیان بھیجی تاکہ تر و خشک میں آگ لگا کر جلا دیں اور جو کوئی ہاتھ لگے اُسے ماریں احمد نگر سے وہ ملک ایدر میں آیا اور ایک دن میں اس ملک کے تین قلعے فتح کئے پونجا راے بھاگ کر کوہ بیجانگر دبیل نگر میں آیا سلطان احمد نگر چلا گیا۔ سنہ ۸۳۰ھ میں سلطان نے شہر و قلعہ کو تمام کیا اور ولایت ایدر کی طرف چلا۔ پونجا راے نے باپ دادا کے اندوختہ کو صرف کرکے سوار پیادے جمع کئے۔ بقدر امکان ہاتھ پاؤں مارے اور ریگا کی مانند اپنی ولایت کے گرد حرکت مذبوحی کی۔ مگر ناچار اپنی مملکت موروثی سے باہر جانا پڑا۔ سنہ ۸۳۱ھ کو دامن کوہ ایدر میں ایک جماعت علف لینے گئی تھی پونجا نے فرصت پاکر اوسپر حملہ کیا۔ اور بعد جنگ کے شکست پائی اور مراجعت کی لیکن گجراتیوں کا نامی ہاتھی پکڑ کر وہ لئے جاتا تھا کہ گجراتیوں نے اس ہاتھی کے لئے تعاقب کیا۔ اور تنگی کوہ میں اس پاس پہنچے وہاں ایک ہاتھی پونجا راے کو لڑا ہوا۔ اور گجراتیوں مار کیا لیکن فیلبان جو ہاتھی پر تھا بیٹھے نے دیکھا کہ صعوبت تنگ چڑھی تو اوسنے [illegible] ہاتھی کو پونجا پر دوڑایا اور اسکا گھوڑا بھاگ کر نیچے گرا۔ پونجا اپنے گھوڑے کے ساتھ ہلاک ہوا فیلبان فیل کو گجراتیوں کے لشکر میں لایا اور ایدر کے آدمی شکست کھاکر پراگندہ حال ہوگئے

موافق مقرر ہوتے اور سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمد بیگڑہ تک بھی قاعدہ جاری رہا
مگر جب سلطان بہادر شاہ کے عہد میں سپاہ بہت زیادہ ہوگئی اور وزراء نے زمین کی آمدنی کا
بڑھانا چاہا تو انھوں نے سمین مسکیہ دستاجری کا قاعدہ جاری کیا جسکے زمین کے بہت سے
حصوں میں ایک روپیہ کی جگہ سات آٹھ روپیہ حاصل ہوتے ہیں اور جہاں کچھ پیدا
نہ ہوتی وہاں بھی وہ جبراً آمدنی ہوگئی۔ تو بہت سی تغیرات ہوئے اور قوانین کی پابندی کا
لحاظ اٹھنے والے برخاست ہوئے اور گجرات میں بغاوت و بد انتظامی پھیل گئی جسکا بیان اپنی
جگہہ پر کیا جائے گا۔

سلطان احمد نے شہر میں عضد الملک کو حاکم مقرر کیا۔ خود ولایت گلوار کو تاراج کرکے
احمد آباد میں آیا۔ اہل شہر کو انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا۔ بعد چند روز کے ملک مقرب نے بندگان
خاص کی ایک جماعت کی تنخواہ کی برات سپرائچ پر لکھی۔ جب گروہ ایدر میں آیا تو سپرائچ نے اونکو
زمین تعلق کیا لیکن چند حوالے بتلائے۔ اتفاقاً یہ خبر آئی کہ سلطان شہر سے باہر نکلا اور
اس پاس شکار کھیلنے اوس نے مع ہمراہیوں کے فرار کیا اور ایک گوشہ میں چلا گیا جب یہ خبر
سلطان کو پہونچی تو صفر ۸۲۳ھ میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔ ماہ محرم ۸۲۴ھ میں قلعہ ایدر میں آکر
اور ایک مسجد جامع بنائی اور بہت فوج یہاں چھوڑ کر احمد نگر کو گیا۔ ۸۲۴ھ میں راجہ کانہا
جھالاوار نے جب جانا کہ سلطان احمد نے ایدر کا کام تمام کیا اور سب راؤ اور زمیندار اوس سے ایلچی کا
اپنی سلامتی جلاوطنی میں جانی جب احمد آباد میں یہ خبر پہونچی تو ایک فوج اوسکے تعاقب میں
روانہ ہوئی۔ راجہ کانہا قلعہ خیرآباد ولایت آسیر و برہانپور میں پہنچا اور وہیں یہاں کے
فرماں روا نصیر خاں کی پیشکش میں دیئے۔ بادشاہان دکن کے قرابتی ہونے کے تقاضا سے
سلطان گجرات کی تربیت کے حقوق کو عقوق سے مبدل کیا اور اوسکو اپنی ولایت میں جگہ دی تھا
چند روز بعد نصیر خاں کا سفارشی ہوکر سلطان احمد شاہ بہمنی پاس گیا اور اعانت کی التماس
کی۔ اوسنے سپاہ اوسکے ساتھ کی جسنے ندربار و سلطانپور وغیرہ تاخت و تاراج کئے۔ اس مہم
کی تدارک کے لئے سلطان احمد شاہ نے مقرب الملک کو لشکر کا سردار بنایا اور اوسکو اپنے بڑے

تو شاہزادہ نے افتخار الملک سرلشکر کو ملک سہراب سلطانی کے ساتھ اپنے سے پہلے روانہ کیا کہ تراول
اس بلدہ میں متحصن ہوا۔ امرا نے کوٹ کا محاصرہ کیا۔ اوسی وقت جہاز جو مردم جنگی سے بھرے تھے
دریا بار سے پہنچے اور راہ نہونے سے بند کیا۔ ظفر خان جب اوسکی تسخیر کا عازم ہوا تو حاکم تھانہ
قلعہ سے نکلا اور ادھر روانہ وار فرار کیا۔ شہزادہ یہاں سے تھانہ میں سپاہ مقرر کرکے مہائم کا
عازم ہوا۔ ملک التجار نے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ساحل مہائم کو خار بست کیا تھا
جب افواج گجرات پہنچی تو وہ خار بست سے نکلا اور صف جنگ کو آراستہ کیا۔ صبح سے
شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے زمین رنگین ہو گئی
ظفر خاں کو ظفر ہوئی۔ ملک التجار شکست پاکر اس نواح میں کسی جزیرہ میں چلا گیا اور اوسکو
استحکام دیا۔ دریا میں جہاز کھڑے تھے۔ سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیر رکھا تھا۔ ملک التجار نے
سلطان احمد شاہ بہمنی کو درخواست امداد کے لئے بھیجا۔ سلطان احمد نے دس ہزار سوار اور ساٹھ
ہاتھی اپنے چھوٹے بیٹے محمد خاں کے ساتھ بھیجے اور خواجہ جہاں وزیر کو اس لشکر کا صاحب
اختیار کیا۔ جب لشکر دکن مہائم کے نزدیک آیا تو ملک التجار محاصرہ کی تنگی سے باہر آن کر
شاہزادہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ بعد گفت و شنید و رد و بدل سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ اول تھانہ کے استخلاص میں کوشش کرنی چاہئے۔ وہ تھانہ کی طرف متوجہ ہوئے
ظفر خاں بھی مستعد ہوکر وہاں کی سپاہ کی کمک کو گیا۔ تھانہ میں فریقین ملاقی ہوگئے۔ پہلے دن
شام تک دونوں لڑتے رہے۔ آخر لشکر دکن کو شکست ہوئی۔ ملک التجار قصبہ چاکنہ میں اور شہزادہ
دولت آباد میں گیا۔ ظفر خاں فتح حاصل کرکے جزیرہ مہائم میں آیا۔ جہازوں کو بھیجکر ملک التجار کے
بعض عمال کو جو دریا کی راہ سے بھاگے تھے گرفتار کرایا۔ طرح طرح کے اقمشہ زر سرخ اور بہت سی
غنائم چند کشتیوں میں بار کرکے باپ کی خدمت میں بھیجی اور تمام ولایت مہائم و تھانہ کو تصرف
میں لاکر اپنے امرا اور سرداران سپاہ میں تقسیم کیا۔ (بمبئی جسکو اب کہتے ہیں وہ اس زمانہ میں ایک
جزیرہ تھا اور اوسکے دو حصے تھے۔ اسکے ایک کونے میں شمال مشرق میں ایک گاؤں مہائم
تھا اوسکے نام پر ایک حصہ مہائم کہلاتا تھا اور دوسرے حصہ کا نام ممبئی دیوی کے نام پر تھا

و پریشان کیا۔ اب سلطان گجرات بہت قریب آ گیا تھا۔ سلطان دکن قلعہ کو چھوڑ کر اُسے لڑنے گیا اور اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ چند مرتبہ گجرات کا لشکر دکن کے لشکر پر غالب ہو چکا ہے اور مہائم پر متصرف ہوا اگر اس مرتبہ سستی ہوگی تو ملک دکن ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ اوسنے صف بندی کی اور معرکۂ قتال آراستہ کیا۔ سلطان گجرات بھی فوجوں کو آراستہ کرکے مقابل ہوا حرب صعب کی۔ اژدر خاں کہ دکن کے امرا معتبر میں سے تھا میدان میں آیا اور اوسنے مبارزت چاہی عضد الملک اُسکے مقابلہ میں آیا دونو سردار دیر دو بدو لڑے اژدر مغلوب ہو کر گرفتار ہوا۔ پھر دونو لشکروں نے خوب داد مردانگی دی شام ہو گئی۔ بازگشت کا نقارہ بجا ہر ایک لشکر اپنے مقام میں گیا۔ سلطان احمد شاہ قلعہ تنبول میں آیا۔ ملک سعادت پر نوازش کی۔ یہاں سپاہ کو کمک کے لئے چھوڑ کر اور خود دنبال نیسر کو راہی ہوا اور قلعہ بناگرنا دوت کو تاخت و تاراج کیا اور یہاں عین الملک کو نگاہداشت کے لئے مقرر کیا خود احمد آباد میں آیا اور چند روز بعد رائے مہائم کی دختر اپنے بیٹے فتح خاں کا بیاہ دھوم دھام سے کیا۔

سراج التواریخ بہمنی میں اس محاصرہ کے قصہ کو اور طور پر لکھا ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جب محاصرہ پر دو سال کی مدت گذر گئی تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے بطریق رفق و مدارا سلطان احمد دکنی سے استدعا کی کہ قلعہ اوسکو عنایت کرے مگر سلطان احمد بہمنی نے یہ نہیں قبول کیا تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے اپنی ولایت کی سرحد کیطرف کوچ کرکے ولایت دکن میں آکر بہت تاخت و تاراج شروع کی تو پھر سلطان احمد بہمنی کو محاصرہ کی فرصت نصیب ہوئی۔ مولف تاریخ بہمن نے اس قصہ کو تصریح کے ساتھ نہیں لکھا وہ ایسا صحیح نہیں معلوم ہوتا جیسا تواریخ گجرات کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے +

جب ۸۳۹ھ ۱۴۳۵ء میں سلطان احمد سوار ہوا اور ناگور کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا تاخت و تاراج کرتا ہوا اور ریتنگ دون کو خاک میں ملاتا ہوا اور چند وزیر نگر لوٹ آیا۔ یہاں کا راجہ اسکا مطیع ہوا اور پیشکش لائق دی سلطان احمد شاہ نے ولایت کیلواڑہ (کہ کیسوں کا ملک ہے) کو بہت اونچا خوب لوٹا اور بتکدوں اور بتوں کو ویران کیا اور بعض معبدوں کو ہاتھیوں کے پیروں سے

تنگی نہ ہوئی اور لشکر گجرات میں ایسا قحط ہوا کہ حیوان ناطق وصامت کو آزار پہنچا محمود خان نے
دیکھا کہ حصاری ہونے سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے اپنے باپ خان جہان کو قلعہ میں چھوڑا
اور خود تارا پور کے دروازہ سے نکل کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا - ملک حاجی علی گجراتی
کہ محافظ رنتھنبور کا تہا وہ محمود خاں سے لڑا ہزیمت پا کر سلطان احمد پاس چلا گیا - اور
اوسکو مطلع کیا کہ سلطان محمود فلان راہ کے نکل کر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بیٹے کو سارنگ پور سے طلب کیا وہ آنکر باپ سے ملا - آگے اسکا حال خلجیوں میں
بیان ہوگا سلطان محمود نے قوی ہو کر عمر خان کو مارا اور اپنے تئیں مندو کے تخت پر مستقل کیا

ایک بلائے عظیم جو ہندوستان میں کم تر ہوتی ہے یعنی طاعون لشکر میں ایسی پہیلی کہ
تجہیز وتکفین کی فرصت نہیں ہوتی تہی سلطان احمد شاہ نے اوسکو سلطان محمود کی
قوت اقبال جانا بیمار ہو کر وہ احمد آباد کو چلا - ۴ ربیع الاول ۸۴۶ھ ۱۴۴۲ کو اعوذ احمد کے
موافق جہاں سے آیا تہا وہاں گیا - دار السلطنت دہلی میں ۱۵ ذی الحجہ ۷۹۳ھ کو پیدا ہوا
اور ۲۰ برس کی عمر میں تخت شاہی پر بیٹہا - ۳۲ سال ۶ ماہ ۴ روز سلطنت کی اور
۵۲ برس کی عمر میں مرگیا احمد آباد کے عین وسط میں مدفون ہوا - عمر بہر اوسکا کوئی فرض
قضا نہیں ہوا - وہ ایک نیک بادشاہ تہا - اوسکی کمند دولت دشمنوں کی جان شکار
اور دست ہمت اوسکا مظلوموں کا چارہ ساز تہا خلق کے ساتھ وہ اچہا سلوک کرتا تہا
مرنے کے بعد وہ خطوط و فرامین میں خدایگان مغفور لکہا جاتا تہا -

اوسکی یہ حکایت مشہور ہے کہ اوسکے داماد نے جوانی کی مستی اور غرور میں ناحق ایک
آدمی کا خون کیا - اوسنے اوسکو قید کر کے قاضی کے پاس بہیجا - قاضی نے مقتول کے وارث
کو راضی کر کے ۲۲ اشرفیوں کا خون بہا تجویز کیا اور سلطان پاس وارث کو بہیجا یا سلطان نے
کہا کہ گو مقتول کا وارث راضی ہوگیا ہو لیکن اسطرح کے فیصلوں کے بدنتائج دولت مندوں کو جو معلوم
ہوگا کہ وہ لوگوں کو قتل کیا کرینگے اسلئے اس مقدمہ میں خون بہا کے بدلہ میں قصاص کرنا
چاہئے - داماد کو دار پر چڑہایا - ایک دن رات تک اوسکی لاش کو لٹکایا - پہر کوئی اس طرح کا قتل

سپاہ کا سامان تیار کر کے آتے لڑیں اور اوسکے شر کو دفع کریں سلطان محمود اس بات کو کسی وجہ
سے قبول نہیں کرتا تہا وہ دیو کی طرف بھاگنا چاہتا تھا امرا اور وزرا مضطرب ہو کر اوسکی بیوی
پاس گئے اور اوسے کہا کہ تو شوہر چاہتی ہے یا تیرا بیٹا اس طرف کے کہ اس خانوادہ میں بادشاہی
رہے۔ اس عورت نے کہا کہ اس کہنے سے تمہارا مطلب کیا ہے سب نے کہا کہ تیرا شوہر سلطان محمود
کے ساتھ جنگ نہیں قبول کرتا اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے۔ اب تو اسپر راضی
ہو جا کہ ہم جسطرح چاہیں اسکو ٹھکانے لگائیں اور تیرے بڑے بیٹے قطب الدین کو کہ بیس سال کا
نوجوان ہے بادشاہ بنائیں اس عورت نے بیٹے کے سبب اس بڑھیا نے قبول کیا اور خاوند کے
کھانے میں زہر ملا کر ۷ محرم ۸۵۵ھ کو دنیا سے رخصت کیا۔ اوسکی مدت سلطنت ۸ سال ۹ ماہ
۱۴ روز تھی اوس کے مرنے کے بعد اسکا لقب خدایگان کریم ہوا +

ذکر سلطنت سلطان قطب الدین بن محمد شاہ

قطب الدین ۲ جمادی الاول ۸۳۳ھ کو پیدا ہوا تھا بیس برس کی عمر میں باپ کے بعد
بلا فصل احمد آباد کے تخت پر جلوس کیا سلطان قطب الدین احمد شاہ خطاب پایا۔ نام اوسکا احمد تھا
مگر بہت کم مشہور ہے سلطان محمود خلجی چنپانیر کی کمک کو آیا تہا۔ ابھی وہ سرحد گجرات میں تھا کہ
قابو پا کر ولایت گجرات میں آ گیا اسکا ہاتھی موضع برنا میں چھوٹ کر چلا گیا تہا تو گانوں والوں
نے اس ہاتھی اور فیلبان کو مار ڈالا سلطان محمود کو رعایا کی دلیری پر تعجب ہوا اور اوس نے اس برنا گانو کو
خاک میں ملا دیا اور قلعہ سلطان پور کو قلعہ دار ملک علاء سہراب کو امان دیکر لے لیا۔ اور ملک کو
اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا۔ اور کوچ بر کوچ کر کے احمد آباد کو چلا سلطان قطب نے مالوہ کے بادشاہ
کی حشمت و شوکت دیکھ کر ایک بقال سے جو شاہ مالوہ کی خدمت میں نہایت تقرب رکھتا تہا
مشورہ کیا۔ بقال نے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ سلطان خود ولایت ورتہ میں چلا جائے جب سلطان محمود
ملک گجرات میں تہانہ و لشکر تعین کرے اور خود منڈو میں چلا آئے تو سلطان آنکر تہانہ و لشکر
کو اپنے ملک سے باسانی اٹھا دے سلطان اس صلاح کو ماننا چاہتا تھا کہ عمل کرے کہ امرا و وزرا نے
اوسکو ملامت کی کہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ اسکی رگ غیرت کو حرکت میں لا کر مقابلہ
کے لئے آمادہ کیا اور ایک لشکر کو آراستہ کر کے سلطان محمود سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ملا

بالضرورت مالویوں نے جنگ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھکر گجراتیوں سے اول لڑتا رہا اور ایسی شکست
فاش پائی اور کسی جائے قلب میں کہ پیشتر کے سراہ تھی توقف کیا سلطان قطب الدین یہاں انکی
لڑائی شروع کی رات ہولی طرفین نے اپنی جا و مقام میں جاکر آرام کیا۔ دوسرے روز علی الصباح
معرکۂ جنگ آراستہ ہوا سلطان قطب الدین نے خود اہتمام کیا اور غالب ہوا اور رانا کوہ میں جاکر چھپا
اور ایلچیوں کو شفاعت کیلئے بھیجا اور جو کچھ دست ہو سکا اور دو ہاتھی اور رانا نے بھیجا عہد کیا کہ پھر ولایت
ناگور کو مضرت نہ پہنچاویگا سلطان احمد آباد میں چلا آیا سلطان محمود کے رانا سے جو معاملات گذرے
وہ تاریخ مالوہ میں بیان ہونگے۔

ابھی تین مہینے نہیں گذرے تھے کہ سنہ ۸۶۰ھ ۱۴۵۵ع میں رانا نے نقض عہد کیا اور پچاس ہزار سوار لیکر
ناگور کے قلعہ کی طرف گیا۔ وہاں کے حاکم نے عریضہ جسمیں وہاں کے حالات لکھے تھے بھیجا۔ قاصد عریضہ
اس رات کو عماد الملک کے پاس لایا کہ سلطان شراب کی صحبت میں مشغول تھا۔ وزیر سلطان پاس گیا
تو اوس کو مست و لایعقل پایا اوسکے ہشیار ہونے کا انتظار کیا اوسکو محفہ میں سوار کرکے شہر سے
باہر لایا اور دوسرے دن ایک منزل چلکر ایک مہینہ لشکر کے جمع ہونے کے لئے توقف کیا جب جاسوسوں
نے سلطان کے سفر کی خبر رانا کو پہنچائی تو وہ متنبہ ہوکر ولایت ناگور سے اپنی ولایت میں چلا گیا۔
سلطان قطب الدین یہ خبر سنکر اپنے شہر میں آیا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

اسی سال کے آخر میں سلطان سروہی میں گیا۔ یہاں کا راجہ رانا کنبھا کا بڑا قریب کا
رشتہ مند تھا وہ بھاگ کر کوہستان کنبل میر میں چلا گیا لشکر احمد آباد نے تاخت و تاراج کی
انہی دنوں میں سلطان محمود نے قلعہ چیتوڑ پر تاخت کی تھی جب سلطان قطب الدین انکا
جابجا بھگاتا پہنچا تب یہانتک کہ قلعہ کنبل میر میں آیا۔ بادشاہ اسلام نے چند روز اسکا محاصرہ کیا۔
جب اسکو معلوم ہوا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا تو وہاں سے کوچ کرکے ولایت چیتوڑ اور اور ممالک کو
خراب کرتا ہوا بہت سی غنیمت کے ساتھ اپنی دار السلطنت میں آیا۔ یہاں رہکر سنہ ۸۶۳ھ ۱۴۵۹ع میں
بیمار ہوا۔ اس خیال سے ایک فقیر پاس گیا کہ خدا اسکو شفا دے مگر فقیر نے اپنی صفائی باطن
سے دریافت کرکے کہا تمہارا چھوٹا بھائی فرزند بہ حکم کتاب وہی خاندان مظفر شاہی کو زندہ رکھیگا

بہ سلطان محمود بیگڑہ

جب سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوا تو عماد الملک نے کل مہمات سلطنت مستقل و قبض و بسط و داد و ستد
سپرد ہوئے مہمات بادشاہی نے رونق پائی تمیع خلائق ادنی و اعلی اوسکی سلطنت پر دل سے راضی تہا
ہوئے کسی طرح کا خلل و فساد درمیان نہ تہا لیکن جلوس پر چند ہی مہینے گذرے تھے کہ بعض کو
کوتہ اندیشوں نے مثل برہان الملک خنجر الملک حسام الملک کے جو کہ حسب فتح اقتدار
تھے اور ممالک گجرات کا خون ہو گیا اور انکے رشتہ مندوں کی اقطاع میں تہا اسپر حسد میں
گرفتار ہوئے کہ اتفاق کرکے اونہوں نے کہا کہ تم عماد الملک کی تسلط و استیلا اور اوسکی نخوت و تکبر سے
سے تنگ آ گئے ہیں اگر سلطان اونکو معزول کرے فہو المطلوب ورنہ سلطان کو بادشاہی سے
معزول کرکے اوسکے بھائی حسن خان کو بادشاہ بنائیں نظام الدین حسن روایت کرتا ہے
کہ اونہوں نے عرض کیا کہ عماد الملک یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے شہاب الدین احمد کو بادشاہ
کرے اور ملک مغیث خلجی کی طرح سلطنت کو اپنے خاندان میں منتقل کرے۔ بالفعل سزاوار
دولت یہ ہے کہ مکر و فساد کے شرارہ کے مشتعل ہونے سے پہلے تدبیر کی مینہ سے او
بجھاؤں میں بجھنی چاہئے تہا اور مقصد تک پہنچنے پائے سلطان محمود نے باوجود صغرسن
کے فراست سے دریافت کیا کہ اونہوں نے یہ بہتان و افترا باندھا ہے اگر میں اون کی
مجلس میں اونکے مدعا کے موافق عماد الملک کی قید کا حکم نہ دونگا تو وہ مجھے سلطنت سے معزول
کر دینگے۔ اسلئے اوسنے مناسب وقت خوش ہو کر یہ کہا کہ میں نے بھی ان ایام میں عماد الملک کی
پیشانی میں خدعہ فریب کی صورت دیکھی ہے اوسکی حرکات و سکنات سے فتنہ انگیزی کی بو آتی
لیکن اس سبب سے کہ لوگ میری بے مروتی و بیوفائی پر حمل کرینگے میں نے اوسکے علاج میں
کوشش نہیں کی الحمد للہ و المنہ کہ حقیقت حال تم دولت خواہوں اور خیرخواہوں پر کھل گئی
اب اگر اوسکو مقید کروں تو خاص و عام میں ناسپاسی و حق ناشناسی سے منسوب ہونگا۔
اب جو تمہارے نزدیک مصلحت ملک و دولت ہو اوسپر عمل کرو بس عماد الملک کو پا بزنجیر کرکے آبدار خانہ
کے دروازہ پر قید کیا اور پانسو آدمی اوسکی حراست کے لئے مقرر کئے سلطان محمود نے اس خبر

اپنے تئیں دشمنوں کے مکر سے بچایا اور عماد الملک کے اخلاص کے اور امرا اوسکے رفع تسلط کے
درپے ہوا جانتا تہا کہ سب سردار و خاصہ خیل اونکے تبع ہیں کسی پر اپنی نیت کا اظہار نہ کرتا تہا
تدبیر پر مدار رکہتا او خلا ملا میں کہتا تہا کہ عماد الملک میرا جانی دشمن ہے ایسے آدمی کو زندہ
چہوڑنا حزم سے بعید ہے میں اپنے ہاتہ سے اوسکو قتل کرنا چاہتا ہوں اگر امرا اوسکی شفاعت
چاہیں تو میں اونسے رنجیدہ ہو جاؤں یہ خبر جب امرا کو پہنچیں تو وہ بہت خوش ہوتے اور کہتے
کہ اگر سلطان عماد الملک کو قتل کرے تو ہم ہرگز اوسکی شفاعت نکریں سلطان اسی فکر میں ایک
رات نہ سویا صبح کو دریچہ میں بیٹہا ہوا ہر طرف دیکہہ رہا تہا - ناگاہ اوسنے فیل خانہ کے گماشتہ
ملک عبد اللہ کو دیکہا کہ محل کے نیچے کہڑا ہے کچہہ عرض کرنا چاہتا ہے مگر اوسکی جرات نہیں ہوتی
سلطان نے کہا کہ جو کچہہ عرض کرنا ہے عرض کر اوسنے کہا کہ سلطان کا کوئی دولت خواہ
عماد الملک سے زیادہ نہیں ہے جو کچہہ اوسکی نسبت عرض کیا گیا ہے محض بہتان ہے خود انکا
ارادہ ہے کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ بنائیں سلطان نے اوسکی تحسین و آفرین کی اور
فرمایا کہ خوب کیا جو تونے اس بات کو عرض کیا ورنہ صبح کو عماد الملک کے مارنے کا قصد میرا تہا -
تو کسی سے اس بات کو نہ کہنا صبح ہوتے ہی تمام ہاتہیوں کو مکمل و مستعد کرکے دربار میں لانا
جب کچہہ دن چڑہا تو ملک اشرف و ملک حاجی و ملک بہاء الدین و ملک کالو و ملک عین الدین کہ سلطان کے
معتمد تہے بادشاہ پاس آئے سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ رات کو غصہ کے مارے مجہے نیند نہیں
آئی عماد الملک کو میرے پاس لاؤ کہ میں اوسکی گردن تلوار سے اڑاؤں ملک شرف عماد الملک کو
لینے گیا تو نگاہ بانوں نے کہا کہ عمدۃ الملک کی اجازت بغیر ہم عماد الملک کو نہیں دے سکتے -
اوسنے سلطان سے آکر یہی عرض کیا تو سلطان نے خود بیرون آن کر پکار کے کہا کہ عماد الملک کو
بہت جلد بہیجدو کہ میں اوسکو ہاتہی کے پاؤں تلے کچلواؤں یہ آواز سنکر پہرہ والوں نے عماد الملک
کو بہیجدیا جب وہ آیا تو سلطان نے کہا کہ اسکا دوپٹہ میرے پاس لاؤ مجہے اسکے چند باتیں پیچ پیچی ہیں
جب وہ اوپر آیا تو سلطان کے حکم سے اوسکی بیڑیاں اتاری گئیں امرا کے متعلقین نے جب دیکہا
تو وہ ڈرکر بہاگ گئے سلطان محمود دربار میں آیا اور دوبارہ پان عماد الملک کو دیکر اپنے پہلو میں بٹہا لیا

وہ کھیاں ہلانے لگا جب یہ خبر امراء اربعہ کو پہنچی تو وہ بیس ہزار سوار و پیادے لیکر کارزار پر مستعد
ہوگئے اور دار الامارۃ پر چلے حاجی محمد قندہاری روایت کرتا ہے کہ سلطان کی خدمت میں
کل تین سو آدمی بندہ آزاد تھے سب زندگی سے مایوس ہوئے ایک جماعت نے کہا کہ فلاں
قصر میں جاکر دروازوں کو مضبوط کرکے جنگ کریں بعض نے کہا کہ جواہر و نقد و بقدر مقدور
لیکر کسی طرف باہر چلے جائیں۔ مگر ان دونوں رایوں کو سلطان محمود نے پسند نہیں کیا اوس نے
ہتیار لگائے اور ترکش کمر سے باندھا اور تین سو سوار اور دو سو ہاتھی لیکر دشمنوں سے لڑنے
کے لیئے گھر سے باہر نکلا اس خوف سے کہ مبادا اسکے پیچھے مخالف زور نہ کریں بہت سے
کوچوں کو قفل بند کیا اور نہایت آہستگی کے ساتھ روانہ ہوا جب بادشاہ کے سوار ہونے کی
اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کی خبر پھیلی تو سب سرداروں و سرگروہوں و خاصہ خیل نے امراء
اربعہ کی رفاقت کو ترک کیا بعض سلطان کی خدمت میں آئے اور اکثر گوشوں میں چھپ گئے
منقول ہے کہ احمد آباد کے اکثر محلے غارت ہوگئے اور سیف و سنان کی تحریک بغیر سلطان
کی مہلت کے کوچہ و بازار میں اس قدر جوش و نقد و اسباب جا بجا شتر و گاؤ اوپر تلے ڈھیر ہوئے
کہ آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی امراء اربعہ شہر سے باہر چلے گئے۔ برہان الملک کا جسم سنگین
تہا تو وہ بھاگ نہیں سکتا تہا قصبہ سرکیج کے نزدیک سابرمتی ندی کے موروں اور گندہ آب میں
جاکر چھپا۔ ایک خواجہ سرا اوسکو پکڑ کر سلطان پاس لایا اوسنے ہاتھی کے پاؤں تلے اوسکو
کچلوایا۔ عضد الدولہ ایک نوکر کے ساتھ گراسیوں میں گیا اوسکی ایک جماعت کو اوسنے پہلے
قتل کرایا تہا اوسکے وارثوں نے اوسے قتل کیا اور اوسکا سر سلطان پاس احمد آباد میں
بھیجا۔ حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال پٹن پاس گیا۔ یہاں سے دونو بھائی مالوہ کو
بھاگ گئے۔ صفی الملک پکڑا گیا اور اسکا گناہ بڑا نہ تہا اسلئے وہ قلعہ دیب (دیو) میں قید ہوا۔
جب فتنہ فرو ہوا تو عماد الملک نے روزگار کی بدعہدی پر نظر کرکے وزارت کو ترک کیا۔ گوشہ
عافیت میں معبود حقیقی کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا۔ سلطان محمود نے اوسکی خدمات
شائستہ پر نظر کرکے اوسکے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرق دیکر بڑا امیر بنایا

خود وہ مستقل بادشاہ ہو کر عدل و داد میں مشغول ہوا +

۸۶۶ھ / ۱۴۶۲ء میں سلطان محمود گجراتی پاس نظام شاہ بہمنی والی محمد آباد بیدر کا خط اس مضمون کا آیا کہ سلطان محمود خلجی نے ولایت دکن میں بہت ظلم برپا کر رکھا ہے اب مجھ پر اعانت کیجئے سلطان محمود نے یہ بجرد اس اطلاع کے سراپردہ سرخ و بارگاہ کو باہر نکالا اور دکنیوں کی مدد اپنے ذمہ فرض جانی امراء سلطنت نے عرض کیا کہ داؤد خاں ایک ہفتہ سلطنت کر کے کہیت فرشتہ میں بیٹھا ہے پائے تخت کو خالی چھوڑنا مصلحت نہیں ہے ابھی اپنے ملک کا انتظام اچھی طرح نہیں ہوا اور ان کی اصلاح امور کے لئے سوار ہونے میں تحمل ہونا چاہئے۔ سلطان محمود نے باوجود عنفوان جوانی کے بیان کیا کہ اگر افلاک عناصر ایسی ہیئت و روش سے باہم موافقت و آمیزش نہ کریں تو عالم کون و فساد کا نظام درہم برہم ہو جائے اور اگر بنی نوع انسان سلسلہ مودت و مشارکت کو توڑیں تو قانون طبیعی کی اساس انہدام پذیر ہو میں دکن کے مسلمانوں کی امداد کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے حکم سے مجھے اس یورش میں ضرر نہیں پہنچے گا۔ ارکان دولت نے معروض کیا کہ اگر نظام شاہ کی معاونت میں سلطان بجا ہے تو مناسب ہے کہ مالوہ کی جانب لشکر عظیم بھیجے کہ وہ اس ولایت میں خرابیاں پیدا کریں کہ جسکے سننے سے سلطان محمود خلجی سراسیمہ ہو کر دکن سے باہر چلا آئے اس التماس کو بھی اوسنے قبول نہیں کیا بے تامل و توقف بہت سی سپاہ اور پالنسو ہاتھی لیکر دو منزلوں کی ایک منزل کرتا ہوا نذر بار میں آیا۔ خواجہ جہاں گاواں کہ عمدہ اہل دکن تھا ایلغار کر کے اوسکے پاس آیا اوس سے مدد لیکر سلطان محمود خلجی کے ساتھ قتال و جدال کرنے کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی متوہم ہو کر قلعہ محمد آباد بیدر کے باہر سے کوچ کر کے چاہتا کہ دولت آباد کے سر پر سے گذر کر اپنے ملک کو چلا جائے مگر یہ راہ لشکر گجرات نے بند کر رکھی تھی تو وہ برار کی جانب گیا اور راہ گھوپہ میں گذر کر مالوہ میں چلا گیا نظام شاہ کر جانب نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اوسنے اپنے ملک میں مراجعت کی۔

۸۶۷ھ / ۱۴۶۳ء کو سلطان محمود خلجی نے دکن پر لشکر کشی کی اور سلطان بہمنی کی حسب الالتماس سلطان محمود گجراتی اوسکی اعانت کے قصد سے دکن کو روانہ ہوا اس خبر کو سنکر سلطان محمود خلجی

دولت آباد تک تاخت کر کے اور بہت سی غنیمت لیکر اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان محمود نے حوالی گجرات کو مساودت کی اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بیوجہ مسلمانوں کی ولایت پر چڑھ جانا آئین اسلام و مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور جب یار روقوع میں آ جائے تو پھر بے جنگ کے جانا قبیح ہے اگر اسکے بعد آپ متوطنان دکن کے آزار کے درپے ہونگے تو یقین جانئے کہ میں مالوہ کی تخریب کے درپے ہونگا سلطان خلجی نے خط کا جواب لکھا جب آپ کی ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہو تو اب میں اس دیار کے متوطنوں کو آزار نہیں پہنچاؤنگا +

سنہ ۸۷۵ھ میں بادشاہ کی خدمت میں مذکور ہوا کہ دو سال سے باور بندر کے زمیندار جہازوں کی مزاحمت کرتے ہیں سلاطین گجرات نے اونکی گوشمالی نہیں کی ہے اسلئے سرکشی و تمرد اونکی عادت ہو گئی ہے۔ یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع ہے۔ باوجودیکہ دولت خواہ صعوبت راہ و استحکام قلعہ کے سبب سے سلطان محمود کے جانے کو تجویز نہیں کرتے تھے مگر وہ اس ناحیہ کی تسخیر کا عازم ہوا۔ نہایت صعوبت و دشواری سے حوالی قلعہ میں پہنچا۔ سردار قلعہ نے کہ راہوا چند روز تک معرکہ قتال آراستہ رہا اتفاقاً محمود شاہ اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا کہ قلعہ کے آدمیوں نے چتر شاہی اور افزونی سپاہ کو دیکھا تو اس ولایت کے حاکم نے عاجزی کے ساتھ امان مانگی پیشکش سالانہ دینی قرار دی اور سلطان کی خدمت میں آیا۔ قلعہ و ولایت سپاہ اسلام کو تسلیم کی باور کا قلعہ بہت بلند اور نہایت مضبوط تھا۔ اب تک کسی مسلمان نے اوسکو فتح نہیں کیا تھا۔ ولایت وہاں کا ایک ہزار موضع کا ملک تھا اوس قلعہ کا استظہار رکھتا تھا سلطان نے قلعہ کے دفاین و خزاین پر متصرف ہو کر اس ولایت و حصار کو انہیں کو دیدیا۔ غنایم لیکر احمد آباد میں آیا۔ تعمیر بلاد و تفتیش حال عباد میں مشغول ہوا۔

سنہ ۸۹۹ھ میں احمد نگر کی طرف شکار کو گیا۔ اثنائے راہ میں کہتے ہیں بہاء الملک بن الف خان الغ سلاح دار کو مار ڈالا۔ قصاص کے خوف سے اید رکو بھاگ گیا۔ سلطان کو جب اطلاع ہوئی تو الغ حاجی معتمد الملک کو جہات بادشاہی کے ناظر تھے بہاء الملک کے پکڑنے کو بھیجا۔ یہ اوسکے تعاقب میں گئے۔ بہاء الملک کے وزیر کو نائب ر تھے کسی قدر اوسکے تعاقب میں گئے۔ چال بازی کی کہ بہاء الملک کے دونوں کردن کو

جزو یہی مال پر فریفتہ کر کے یہہ ٹہیرایا کہ جب ونسے پرسش ہو تو وہ اقرار کریں قاتل ہم ہیں
بادشاہ رحیم ہے وہ بخش دیگا اور قطع نظر اسکے سلطان نے مشورت ہمارے قتل کا حکم نہیں دیگا ہم سفارش
کر دینگے قتل نہیں ہونے دینگے۔ ان اجل گرفتوں نے مال اور اپنے قدیم صاحب کی خیر خواہی پر نظر
کر کے جیسا اونکو سکہایا تہا ویسا بادشاہ کے روبرو اقرار کیا سلطان نے علماء سے فتویٰ لے کر ان
مزدور گناہگاروں کو قتل کیا۔ اس سفر سے مراجعت کرنے کے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ عماد الملک اور
عضد الملک نے ایسا کام کیا ہے کہ بے گناہوں کو گناہگار کے عوض میں قتل کرایا ہے۔ اسیوقت
ان دونوں کو قتل کرایا باوجودیکہ اونسے عمدہ تر دولت خانہ میں کوئی نہ تہا اور ونکی کہالوں میں
گہاس بہروا کے عبرت خلایق کے لیے احمد آباد کے چوہٹے کے بازار میں لٹکوایا۔

۸۷۶ھ میں سلطان محمود نے گرنال کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا۔ گرنال ایک بڑے اونچے
پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور پہاڑ بطریق دائرہ کے محیط ہیں اونکے درے شکستہ ہو گئے ہیں اور ہر درہ کا
نام ہے اونمیں سے ایک درہ کا نام لوہ سی ہے جسکے آگے ایک حصار نہایت مستحکم ہے جسکو اس ملک
میں جونہ گڈہ کہتے ہیں اور دوسرا درہ مہابلہ مشہور و معروف ہے۔ ایک ہزار نو سو برس سے یہ ولایت راؤ
منڈلک اور اوسکے آبا و اجداد کے قبضہ میں چلی آتی تہی سوا سلطان محمد شاہ تغلق اور سلطان احمد
گجراتی کے کسی نے اس ملک پر تاخت نہیں کی۔ دہلی اور گجرات کے بادشاہ اوسکی تسخیر کی تمنا ہی کرتے
رہے سلطان محمود خدا پر بہروسہ کر کے روانہ ہوا جب گرنال سے چالیس کوس درہ مہابلہ پر پہنچا تو
اپنے خالو تغلق خان کو سترہ سو منتخب سوار دیکر روانہ کیا۔ سترہ سو ہی گہوڑے عراقی و ترکی و عربی
و سترہ سو خنجر علاقہ طلائی و نقرہ ان سواروں کو دئے وہ یلغار کر کے درہ مہابلہ میں سحر آن پہنچے
راجپوتوں کی ایک جماعت جسکو رد کہتے ہیں اور درہ کی محافظت کرتی تہی واقف ہوئی۔
جنگ میں بہت کوشش کی مگر غافل تہے ہتیار بہی نہ لگا سکے تہے کہ سب کشتہ ہو گئے سلطان محمود
اور لشکر اسکا تکبیر کہتا ہوا درہ مہابلہ میں داخل ہوا۔ راے گرنال واقف ہو کر بہت سی جمعیت کے
ساتہہ قلعہ سے نیچے آیا شکار کے بہانہ سے درہ مہابلہ کی طرف چلا جب تہوڑے سے گجراتی
آدمی اوسکو نظر آئے تو راجپوت دلیرانہ جنگ میں مشغول ہوئے۔ اس اثناء میں عقب سے لشکر

متواتر آنا شروع ہوا۔ بہت ہندو مارے گئے مندلک اور بقیۃ السیف خستہ و بدحال قلعہ گرنال میں متحصن ہوئے۔ دس ہزار بلکہ عورتیں اور بچے اسیر ہوئے حوالی گرنال میں بتخانوں کے اندر مسلمان گئے یہاں بہت سے ... نے مقابلہ کیا انہوں نے انہیں قتل کیا اور غنیمت بہت ہاتھ لگی اور دو قرین کافروں کو محمود نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ سلطان لشکر کو اطراف میں بھیجا چاہتا تھا کہ مندلک نے اپنے عزیزوں کی ایک جماعت بھیج کر شفاعت چاہی۔ سلطان محمود نے اس وجہ سے کہ اموال و جواہر و غلام اور غنائم زیادہ سے زیادہ سپاہ کے ہاتھ آئے تھے اور ہوا بھی گرم تھی اس کوہستان میں وہ ٹھیر نہیں سکتا تھا اس سال پیشکش لینے پر اکتفا کی اور احمد آباد کو مراجعت کی +

۸۷۲ھ میں سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تہا سنا کہ مندلک حاکم گرنال چتر و دورباش و تمام لوازم بادشاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور جواہر گران بہا ہاتھوں اور گردن میں پہنتا ہے اور تخت پر بیٹھ کر دربار شاہانہ کرتا ہے۔ یہ بات اسکو نہایت ناگوار گذری چالیس ہزار سپاہ اسکی ولایت پر نامزد کی اور کہا کہ اگر حاکم گرنال تمام اسباب سلطنت چتر مرصع و تاج مرصع اور بادشاہی جواہر حوالہ کر دے تو اسکی ولایت کے متعرض نہ ہونا ورنہ اسکی تسخیر میں کوشش کرنا۔ مندلک میں لشکر اسلام کی مقاومت کی طاقت نہ تھی جو کچھ اوس سے مانگا وہ اوسنے دیدیا اور اپنی ولایت کو بچا رکھا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ گرنال سے اور چتر سلطنت کا مال لائے تھے اوسکو سلطان نے مجلس عیش و محفل بزم میں گویوں کو انعام میں دیدیا

۸۷۳ھ میں سلطان محمود غازی شکار کرتا رہا اور اکثر اپنی ممالک کو دیکھتا رہا اور رعایا کی معموری اور آبادی میں کوشش کی کبھی اپنے ملک کو جنگل و ویران نہ رہنے دیا +

۸۷۳ھ میں سلطان محمود خلجی والی مالوہ کے مرنے کی خبر آئی۔ امرا نے معروض کیا کہ جس وقت سلطان محمود شاہ بن احمد شاہ نے انتقال کیا تھا تو سلطان محمود خلجی ولایت گجرات کی تسخیر کے ارادے سے قصد کر کے نزدیک آ گیا تھا اگر حضرت بھی اس وقت ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوں تو آسانی سے وہ ہاتھ آجائیگا۔ سلطان نے فرمایا کہ اسلام و مسلمانی میں جائز نہیں ہے کہ مسلمان

آپس میں لڑیں اور خلایق کو پامال حوادث کریں ور اِن ایام میں کہ سلطان محمود وفات پائے
اور امور ملک میں انتظام نہ ہوا اسکی ولایت پہ جانا آئین مروت و رسم فتوت سے دور ہے
بسنہ ۸۸۲ھ ۱۴۷۷ع میں ولایت سورٹھ کے تاخت و تاراج کے لیئے سپاہ بھیجی وہ تھوڑی مدت میں لوٹ کا مال
بہت سا لے آئی۔ اس سال وقایع عظیم میں سے یہ ایک ہے کہ ایکدن سلطان محمود ہاتھی پہ سوار
باغ ارم کو جاتا تھا اثناء راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر تڑا کر فوج کی طرف متوجہ ہوا اور ہاتھی
اُسے دیکھکر بھاگ گئے جس ہاتھی پہ سلطان سوار تھا وہ اوسکے سامنے آیا اور دو تین ٹکریں مار کر
اوسکو بھگا دیا اور اوسکا پیچھا نہ چھوڑا ایک اور ٹکر اوسکے شانہ پہ ایسی ماری کہ دانتوں کا صدمہ
سلطان کے پاؤں پہ پہنچا اور اوسسے خون رواں ہوا۔ بادشاہ نے کمال شجاعت کرکے
ہاتھی کی پیشانی پہ نیزہ مارا کہ خون جاری ہوگیا۔ ہاتھی نے پھر اور ٹکر ماری تو سلطان نے اوسکو
دوسرا نیزہ پیشانی پر ایسا مارا کہ خون کا فوارہ چھوٹنے لگا۔ پھر اوسنے ٹکر لگائی تو تیسری دفعہ
نیزہ اوسکے ایسا لگا کہ وہ بھاگ گیا سلطان خیریت سے گھر آیا اور بڑی خیرات کی +

چند روز بعد سلطان نے سرحد کے امرا کو بلا کر جوناگڈھ و گرنال کی فتح کا ارادہ کیا۔ ایک
دن میں پانچ کروڑ زر سپاہ میں تقسیم کیا منجملہ اوسکے دو ہزار پانسو ترکی عربی گھوڑے تھے
جنمیں سے بعض کی قیمت دس ہزار ٹنکہ تھی کہ سب آدمیوں کو تقسیم کردیئے کے پانچ ہزار تلواریں
سات سو کٹار مرصع اور سترہ سو خنجر جنکے غلاف طلائی تھے انعام دیئے اور متواتر کوچ کرکے
روان ہوا جب ولایت سورٹھ میں کہ گرنال سے قریب پہنچا تو راجہ منڈلک نے عرض کیا کہ بندہ
ابتک سے اطاعت و انقیاد میں ثابت کرتا ہے۔ اور کوئی امر کہ جس سے نقض عہد و پیمان ہو
مجھسے نہیں صادر ہوا الحال جسقدر پیشکش کا حکم ہو دینے کو موجود ہوں سلطان نے کہا
کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ولایت کو تصرف میں لاکر اعلام اسلام کو مرتفع کردوں راجہ نے اپنے خواص سے کلام
جانا کہ اس دفعہ لشکر کا آنا اور دفعہ کے آنے کی طرح نہیں معلوم ہوتا وہ رات کو فرصت کے وقت
قلعہ جوناگڈھ میں کہ بر سر راہ تھا گیا اور اوسکو مضبوط کیا سلطان نے دوسرے روز حصار جوناگڈھ کے
قریب آیا دوسرے روز راجپوت قلعہ سے نکلکر مسلمانوں کی ایک جماعت سے لڑے جسمیں اسلام کو غلبہ ہوا

تیسرے روز سلطان خود قلعہ پر متوجہ ہوا صبح سے شام تک معرکہ جنگ گرم رہا چوتھے روز سلطان
کا بارگاہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک لگایا گیا۔ ہر طرف ساباط تیار ہوئے۔ اکثر اوقات راجپوت
قلعہ سے نکل کر دست برد کرتے تھے اور آدمیوں کو ضائع کرتے تھے چنانچہ ایک دن عالم خاں فاروقی کے
مورچل کو گرا کر اوسکو درجہ شہادت پہنچایا۔ سلطان محمود نے محاصرہ کو تنگ کیا۔ یہانتک
کہ بعض اوقات سنگ منجنیق سلطان محمود کے تخت کے پاس گرتے تھے۔ سال مذکور کے آخر تک
محاصرہ کا امتداد ہوا۔ راے منڈلک مضطر ہوا کئی دفعہ آدمیوں کو بھیجا تضرع و زاری کے
ساتھ صلح چاہی مگر وہ معرض قبول میں نہ آئی۔

اوائل ۸۷۵ھ میں منڈلک اور سب راجپوت ایام محاصرہ کے طول سے اور ہر روز کی
جنگ سے عاجز ہو کر امان طلب ہوئے اور قلعہ کو حوالہ کر کے قلعہ گرنال میں چلے گئے۔ دزدی و راہزنی
شروع کی۔ سلطان نے جونہ گڑھ میں بڑی فوج چھوڑ کر گرنال کی طرف توجہ کی اور قلعہ پر لڑائی شروع
ہوئی۔ راے منڈلک کو یہاں بھی عاجز کیا۔ حصار گرنال کو جو ایک ہزار نو سو سال سے اس خاندان
کے قبضہ میں تھا اُس سے راے منڈلک کے تصرف سے نکال لیا۔ سلطان محمود غزنوی کے طریقہ کے
موافق سلطان نے بتخانہ اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستوں کو مارا۔ راے منڈلک اس زاری کی
حرکت سے دل برداشتہ ہوا اپنے اور اپنے آدمیوں کے لئے امان مانگ کر ذکری کے قصبہ سے
سلطان کی خدمت میں آیا ایک دن اوسنے عرض کیا کہ شاہ شمس الدین درویش پنجاب میں تشریف
رکھتے ہیں انکی صحبت سے میرے دل میں اسلام کی محبت غالب ہوئی تھی اب سلطان کی صحبت سے
دین کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو رغبت زیادہ ہوئی۔ اب میں مسلمان ہوتا ہوں سلطان اس
کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوا کمال شوق سے اسکو ختنہ کرا کے توحید کی تلقین کی۔
خان جہان خطاب دیا اور امراے کبار میں بنادیا جب تک سلاطین گجرات کی سلطنت رہی۔
اسکا خاندان بطناً بعد بطن معزز رہا اور خوب اقطاع اس پاس رہی مراۃ سکندری کے مصنف نے
اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت یہ لکھی ہے کہ جب احمدآباد میں راے منڈلک کو سلطان لایا تو ایک
روز رسول آباد میں اسکا گذر ہوا جہاں مرقد شاہ عالم کا ہے۔ اوسنے دیکھا کہ شاہ عالم کے

دربار میں ہاتھی گھوڑوں اور آدمیوں کا اژدحام دیکھا تو اوسکو تعجب آیا اوسنے پوچھا کہ یہہ
کس امیر کا گھر ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عالم کا گھر ہے۔ پھر اوسنے کہا کہ وہ کسکے نوکر ہیں اور
کسکے تولا رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بجز خدا کے کسی سے تولا نہیں لیتے خدا اونکو روزی دیتا
ہے۔ وہ بھی اونکی خدمت میں گیا جب اونکی مبارک صورت پر اوسکی نظر پڑی تو اوسنے کہا کہ
مسلمانی کا جو لازمہ ہو وہ مجھے دکھاؤ۔ حضرت نے کلمہ طیبہ جو حق کیا اوسے سنکر اسلامیوں کے
زمرہ میں آیا اور شاہ عالم کا مرید ہوا۔ اسلیئے کہ ان حدود میں شعار اسلام کا رواج ہو سلطان محمود
نے بلدہ مصطفے آباد کی تعمیر کیلئے اینٹ رکھی مساجد و عمارات عالیہ و بازار و دکانیں بنائیں
کل امرا کو حکم دیا کہ اپنی سکونت کے واسطے مکانات بنائیں۔ انہوں نے تھوڑی سی مدت میں شہر مصطفے آباد
میں توطن اختیار کیا جب امرا اور لشکریوں نے مصطفے آباد میں توطن اختیار کیا تو احمد آباد کی
اطراف میں سرحد چوروں اور مفسدوں نے سرکشی شروع کی اور خلایق کی راہ آمد و شد کی مسدود
کی اسلیئے سلطان محمود نے اسکا انتظام یہ کیا کہ ملک جلال الدین کو شہر کا کوتوال کیا اور سلطان نے
اوسکو تفویض کیا۔ محافظ خان خطاب یافتہ و کرنا دیگر احمد آباد کی تحصیلداری و کوتوالی کا منصب اوسکو
دیا۔ محافظ خان نے یہاں آکر اسطرح سے انتظام کر لیا۔ چوروں کے پانسو سر اوسکے ملازم لائے
سلطان روز بروز اوسکے کام سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکے منصب میں اضافہ کرتا گیا حتی کہ سو ہاتھی
اوسکے اصطبل میں جمع تھے۔ جو سپاہی عمدہ ہوتا وہ اوسکی نوکری کرتا۔ اوسکی قوت و شوکت
اس حد پر بڑھی کہ اوسکے بیٹے ملک خضر نے راجہ باگر اور راجہ بیدر وسعت کی پیشکش لی۔
۸۹۴ھ میں سلطان محمود کو خبر ہوئی کہ سلطان غیاث الدین مالوی کی حمایت سے
راجہ چنپانیر مغرور ہو گیا ہے اور مفسدوں کو اوسنے جمع کیا ہے۔ سرکشی کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ
مصطفے آباد سے اوسکی سرزنش کے لیے چلا راہ میں محافظ خان ملا اوسکو خلعت عنایت ہوا
اوسنے کوتوالی میں اپنے گماشتے مقرر کیئے خود مہمات وزارت میں مشغول ہوا۔ سبب سلطان محمود کو
خبر ملی کہ زمین کچھ میں کہ سند کی سرحد ہے مسلمانوں کو ستاتے رہتے ہیں اور وہ غالب
ہو گئے ہیں تو سلطان نے چنپانیر کی عزیمت کو فسخ کیا اور اس ملک کی تنبیہ کا ارادہ کر کے متوجہ ہوا

اور بہت جلد شورہ زمین جسکو رن کہتے ہیں آیا۔ ایک رات دن میں ۶۰ کوس (۱۲۰ میل) ایلغار
کرکے چھ سو آدمیوں کے ساتھ حوالی غنیم میں پہنچا۔ غنیم چوبیس ہزار کماندار تھے۔ وہ آگاہ ہوکر میدان
میں آئے۔ سلطان محمود بھی اونکی شکل دیکھکر غنیم کی جانب روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہہ سب آدمی
شجاعت و مردانگی و کمانداری میں مشہور تھے لیکن لشکر اسلام کی صفوف کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ باوجودیکہ وہ
بہت قلیل تھے وہ سب سر بہ پیش پشیمان ہوگئے۔ اونکے وسا تیغ و کفن لئے ہوئے اور رہزنی اور
دزدی سے اپنی ندامت بیان کرتے ہوئے آئے کہ ہم ایسے اعمال ناشائستہ نہیں کرینگے۔
سلطان نے اونکا دین و مذہب پوچھا تو رہنماؤں نے کہا کہ ہم صحرائی آدمی ہیں کوئی دانشمند ہماری قوم میں
نہیں ہے۔ آسمان و خاک و باد و آتش و آب کو ہم پہچانتے ہیں بجز کھانے پینے کے ہم کو کچھ اور
کام نہیں ہے۔ ہم کو آپ جو کچھ ہدایت فرمائینگے وہ ہم قلادہ اسلام گلے میں ڈالینگے۔ سلطان
نے اونکی معذرت کو قبول کیا اور اونکے جرائم کو معاف۔ اونکے بزرگوں میں سے بعض کو شہر
مصطفےٰ آباد میں لیجاکر مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ سنت نبوی بطریق مذہب امام اعظم تعلیم کریں۔
جب ان آدمیوں کی مصطفےٰ آباد میں مدت زیادہ ہوئی تو اونکی زبانی سلطان نے سنا کہ شورہ زار
(رن) کے پیچھے ایک مملکت جسکا نام سندھ ہے وہ شاہ سندھ سے تعلق رکھتی ہے۔ چار ہزار خانہ دار قبیلہ
بلوچ سے وہاں شہر میں ہیں نیز سے چار ہزار آدمی اس ملک کے باہر آتے ہیں اور رہزنی و دزدی
میں وہ بال کرتے ہیں اور سب بلوچوں کا مذہب شیعہ ہے۔ جاٹوں نے بھی انکی متابعت میں
شیعہ مذہب اختیار کیا ہے۔ سیج بان میں اس اوباش فرقہ کی اکتساب معاش رہزنی سے
ہوتی ہے کبھی کبھی بادشاہ گجرات کی سرحد میں چلے آتے ہیں اور وہاں صدمے پہنچاتے ہیں
۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) میں سلطان محمود اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا جب ولایت شورہ زار (رن) میں آیا
تو ایک ہزار چالاک سوار و اسپ ہمراہ لئے اور ایک ہفتہ کا ساتھ لیا۔ شبانہ روز میں ۹۰ کروہ
(۱۴۰ میل) طے کرتا جب اس طرح سے ولایت سندھ میں پانورات کے وقت صبح میں اترا۔
گھوڑوں اور آدمیوں کو آرام دیا۔ رفتہ رفتہ تخت کی انتہا اس طرح میں بلوچوں کی
ایک جماعت اپنے دشمنوں کو حیران کرتی تھی۔ وہ واقف ہوگئی تو دو سے چار سو سوار بہ یاری

پاس بھیج اور حقیقت حال سے انکو مطلع کیا۔ وہ بمجرد سلطان محمود کے نام سننے سے متفرق ہو گئے
اور ہر بلوچ کسی غار و مغاک میں چھپ گیا۔ دوسرے روز سلطان اونکی مساکن کی طرف گیا تو اون کا
نشان نہ پایا۔ اس نواح کے چند بہادروں کو ساتھ لیا۔ بلوچوں کو ان مواضع سے جہاں چھپے ہوئے
تھے نکال کر بری طرح سے مارا۔ اونکا مال چھین لیا۔ سلطان عازم مراجعت ہوا۔ بعض بزرگوں
نے عرض کیا کہ ان حدود میں بہت مشقت سے آئے ہیں مناسب ہے کہ اس ملک میں حاکم و داروغہ
مقرر کریں۔ سلطان نے فرمایا کہ مخدومہ جہان (مادر سلطان محمود) کہ صدف سلطنت کی دُرّ ہیں سلاطین
سندھ کی نسل سے ہیں حقوق صلہ رحم کر کے ملک سندھ پر دست درازی نہیں کرتا۔ پس اس ناحیہ
میں شکار کر کے مصطفے آباد میں چلا آیا +

بندر جگت میں کفر و بت پرستی کی رواج کا اور اس دیار کے برہمنوں کے تعصب کا
حال سلطان نے سُنا تو وہاں کے جانے کا ارادہ ہوا۔ اتفاقاً ان ایام میں مولانا محمد نام سمرقندی
کہ دانشمندان عصر سے تھا اور اپنی عمر سلاطین بہمنیہ دکن کی ملازمت میں بسر کی تھی وہ اب بڑھاپے
میں رخصت لیکر وطن کو جاتا تھا۔ اہل وعیال و چند سال کا اندوختہ ساتھ تھا دریا کی راہ ہرموز
(ارمز) کو جاتا تھا جب اوسکی کشتی بندر جگت کے مقابل آئی تو برہمنوں کے کہنے سے یہاں کے آدمیوں
نے کشتی کو روک کر سارا مال لے لیا۔ ملا محمد مع دو چھوٹے لڑکوں کے افتاں و خیزاں سر برہنہ
مصطفے آباد میں آئے اور سارا حال عرض کیا کہ مجھے بندر جگت کے راجہ بھیم نے برہمنوں کے
کہنے سے لوٹ لیا اور ان بیچارے بیٹیوں کی ماں کو قید کر لیا اور وہ یہی حال سب مسلمانوں کا کرتے
ہیں کہ مال اسباب لوٹ لیتے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو قید کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ
تجھ جیسے دیندار بادشاہ کے عہد میں یہ ظلم و ستم مسلمانوں پر واقع ہو۔ سلطان نے مولانا کو احمد آباد
میں بھیجا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ تمہارا گیا ہے وہ تم کو پہنچ جائیگا
سلطان نے سپاہ کی ایک انجمن جمع کی اور اونسے کہا کہ یہ کب روا ہے کہ سلاطین اسلام کے
عہد میں کافر سنگین دل مسلمانوں پر جفا کرے۔ عنقریب باز خواست میں ہم سے پوچھا جائیگا کہ تمہارے
جوار میں کفار اس قسم کا ستم کرتے تھے تم باوجود قدرت کے اونکے دفع کرنے میں مداہنت کرتے تھے

تو ہم کیا جواب دینگے۔ اگرچہ ہر سال کے سفر سے سب آدمی متاذی و متنفر تھے لیکن کچھ چارہ نہ تھا
ناچار سب نے کہا کہ ہم سوا فرمانبرداری کے کچھ چارہ نہیں رکھتے۔ اس طائفہ کا دفع کرنا ہمارے ذمہ
واجب۔ اب روانہ ہونا چاہئے۔ سلطان سفر کا ساز و سامان کر کے جگت کی طرف متوجہ ہوا
بہت محنت اٹھا کر قلعہ جگت پر پہنچا جس میں برہمن بھرے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تکبیر نے ان
برہمنوں کو سراسیمہ کر کے جزیرہ بیت میں بھگایا۔ سلطان نے قلعہ جگت میں خیمہ و خرگاہ کھڑا کیا
اس جزیرہ میں شیر و پلنگ و بھیڑیے و سانپ بہت تھے۔ اور آدمیوں کو مضرت پہنچاتے تھے
اونمیں سے بہت مارے گئے۔ جس جگہ سراپردہ شاہی لگایا گیا۔ ایک سو ستر سانپ مارے گئے
باقی کا قیاس اسی پر کرلینا چاہئے۔ سلطان نے جگت کے بتخانہ کو توڑ کر اوسکی جگہ مسجد بنائی۔ چھ
مہینے یہاں قیام کیا۔ جب بہت سی کشتیاں تیار ہوگئیں تو اونمیں آلات کارزار بھرکر اور مردان کار
کو بٹھا کر جزیرہ بیت کی طرف سلطان روانہ ہوا۔ بہت دیر تک اہل جزیرہ اور مسلمانوں میں لڑائی
رہی۔ آخر کو بہادروں نے جہازوں کو چھوڑا اور جزیرہ کے اندر داخل ہوئے اور حصار بیت
کو فتح کرلیا۔ اور بہت رجپوتوں کو قتل کیا۔ راجہ بھیم فرصت پاکر کشتی میں بیٹھ کر کسی طرف
بھاگ گیا۔ سلطان نے اپنے سپاہیوں کو کشتی میں بٹھا کر اوسکے تعاقب میں بھیجا اور خود شہر بیت
میں آکر مسلمانوں کو قید کفار سے چھڑایا۔ بہت غنیمت لی اور برج بنائے۔ فرحت الملک کو
یہاں مقرر کیا۔ چند روز بعد اس جماعت نے کہ بھیم کے تعاقب میں گئی تھی اوسکو گرفتار کیا اور لاکر
سلطان کے روبرو کھڑا کیا۔ اوسنے خدا کا شکر ادا کیا۔ مصطفےٰ آباد میں معاودت کی۔ ملا محمد
کے اوسکی بیوی بھیم نے پکڑلی تھی حوالہ کی اور اسے بھیم کو بھی بلا کے سپرد کیا کہ جو چاہے
اسکا حال کرے۔ مولانا نے اوسکے ہاتھ سے بہت آزار اوٹھائے تھے اوسکو قتل کیا۔ نقل
ہے کہ جن سفوات میں کہ سلطان محمود مصطفےٰ آباد کی تعمیر میں مصروف تھا تو خلائق گجرات ہر سال
کی کشمکش سے عاجز آگئی تھی اور احمد آباد کے ہر دن چھوٹنے سے اور کوہستان مصطفےٰ آباد میں
مقام و مکان تلاش کرنے سے سب چھوٹے بڑے الامان مانگتے تھے۔ سلطان ان کی
اس تکلیف کو سمجھا اور احمد آباد میں آیا اور ممالک محروسہ کا انتظام امرا کو حوالہ کیا۔ قلات بیت گرنال کا

ضبط اپنے ذمہ لیا۔ بہاء الدین عماد الملک کو سونگھر میں فرحت الملک کو بیٹ و جگت میں اور نظام الملک کو تال نیر میں اور گودرا میں قوام الملک کو حاکم مقرر کیا۔ خداوند خان کو کہ حاکم کا ذمہ تھا شاہزادہ مظفر کا اتالیک مقرر کیا اور احمد آباد میں رکھا۔ اور سلطان خود مصطفیٰ آباد میں گیا۔ اور وہاں باغوں کی تیاری میں مصروف ہوا۔

کچھ مدت گذری تھی کہ خداوند خان اور رائے رایان اور سرداروں نے داعیہ کیا کہ شہزادہ احمد کو تخت پر بٹھائے اور سلطان محمود کو معزول کیجئے عید رمضان کا بہانہ کرکے عماد الملک اور امرا کو احمد آباد میں بلایا۔ انہوں نے خلوت میں عماد الملک سے افشاء راز نہ کرنے کے لئے قرآن اٹھوایا اور اپنے ارادہ پر مطلع کیا۔ اسوقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا۔ ناچار اس بات کو قبول کرلیا اور احمد کے اجلاس کے لئے روز عید مقرر کیا۔ جلدی سے اپنے آدمیوں کو بھیجکر اپنے لشکر کو عید سے پہلے بلالیا۔ عید کے دن عماد الملک اپنی فوج کو آراستہ کرکے شہزادہ کے دربار میں گیا۔ عادت کے موافق اسکو نماز پڑھنے کے لئے شہر سے باہر لے گیا اور سارے شہر کی محافظت اپنے لشکر سے کرلی۔ خداوند خان اور راے کہ مستعد اپنے ارادہ کے اظہار پر تھے عماد الملک کے قصد کو سمجھ گئے تو انہوں نے تغافل کیا اور اصلاً اپنے اس معاملہ کی کوئی بات زبان پر نہ لائے۔ قیصر خان نے اس حال سے سلطان کو اطلاع دی سلطان نے دوست دشمن کے امتحان کرنے کے لئے آدمیوں سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے تاکہ جو کوئی اسکو تصدیق کرے تو معلوم ہوجائے کہ وہ دشمن ہے۔ پس جہازوں کو تیار کرکے چند لاکھ تنکہ عمال کو دئیے کہ وہ اشیاء کو خریدیں خود مصطفیٰ آباد سے بندر کھوکہ میں آیا کشتی میں بیٹھکر بندر کھنبایت میں گیا جب یہ خبر احمد آباد میں آئی تو سب امرا شاہزادہ کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں پہونچے سلطان نے ایک دن کہ سب امرا حاضر تھے کہا کہ اب شہزادہ بڑا ہوگیا ہے اور اسکے دلخواہ امرا نے تربیت پائی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ مہمات ملک و دولت اسکو سپرد کرکے میں حج کی سعادت پاؤں۔ عماد الملک نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور احمد آباد میں تشریف لائیں اسوقت جو مناسب ہو وہ کام فرمائیں سلطان نے جانا کہ یہ کام سب ... وہ احمد آباد کو روانہ

جب یہاں آیا تو امرا کو بلا کر کہا کہ جب تک تم مجھے حج کی اجازت نہ دو گے میں کھانا نہیں کھاؤں گا
امرا جانتے تھے کہ سلطان امتحان کرتا ہے سب خاموش رہے عماد الملک نے عرض کیا کہ بندہ زادہ
بڑا ہو گیا ہے میری جگہ اوسکو دیجئے اور مجھے ملازمت سے دور کیجئے سلطان نے فرمایا کہ یہ ایک
سعادت ہے جو میسر ہو لیکن مہمات ملکی بغیر تیرے انجام نہ ہونگیں جب دو پہر ہو گئی سلطان نے کہا
یا نظام الملک نے کہ امرا کی نسبت بعید تھا عماد الملک کی تلقین سے کہا کہ سلطان اول قلعہ چینیا نیر
کو خزانہ اور اہل حرم کی محافظت کے لئے فتح فرمائیں اور بعد مقصد حاصل کرنے کے طواف کی سعادت
حاصل کریں فرمایا انشاء اللہ پھر وہ کھانا کھا کے سو رہا۔ عماد الملک سے چند روز بات نہ کی عماد الملک
نے خلوت میں عرض کیا کہ مجھ بیگناہ پر کم عنایتی کا سبب کیا ہے سلطان نے کہا کہ جب تک حقیقت
حال نہ بتلائیگا میں تجھ سے بات نہیں کرونگا عماد الملک نے کہا کہ اگرچہ میں نے قرآن اٹھا کر قسم
کھائی ہے مگر اب مجھ بیچارہ کو کچھ چارہ نہیں ہے حقیقت حال بتلا دی سلطان نے تحمل کیا
اور خداوند خان کو کچھ آزار سوا اوسکے نہ پہنچایا کہ اپنے خاصہ کبوتروں میں ایک کبوتر پالا تھا
اوسکا نام خداوند خان رکھا بعد ایک مدت کے پٹن میں گیا۔ اور وہاں سے عماد الملک اور قیصر خان کو
جالور وساچور (جھالرا وار وآبوگڈہ) کے فتح کرنے کے لئے بھیجا یہ امرا رخصت لیکر شیخ حاجی
رجب کی تربت میں فروکش ہوئے کہ خداوند خان کے بیٹے مجاہد خان نے اپنی خالہ زاد بھائی
صاحب خان کے ساتھ اتفاق کر کے رات کو قیصر خان کو اوسکے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ اپنی چغلی
کھانے کا انتقام لیا سلطان نے اس گمان کہ قیصر خان کا دشمن اژدر خان تھا اوسکو پابزنجیر کیا
اتفاقاً مجاہد خان بن خداوند خان اور صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر مع اہل وعیال بھاگ گئے
صبح ہوتے ہی حال معلوم ہو گیا کہ اژدر خان بیگناہ ہے مجاہد خان وصاحب خان اصل
قاتل ہیں تو سلطان نے حکم دیا کہ خداوند خان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محافظ خان کے حوالہ کرو
اور اژدر خان کو خلاص کرو چند روز بعد سلطان نے احمد آباد میں مراجعت کی اس زمانہ میں عماد الملک
بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا اختیار الملک باپ کا جانشین ہوا اور وزارت کا کام کرنے لگا
سلطان محمود بعد ان واقعات کے مصطفےٰ آباد میں آیا اور مدت تک یہاں رہا۔

رجب ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء چنپانیر کی فتح کا عازم ہوا کہ اس اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ ملیباریوں نے بہت سی کشتیاں جمع کر لی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ دریا کے آنے جانے والوں کی مزاحمت کریں۔ سلطان عزیمت مذکور کو فسخ کر کے جہاز میں سوار ہوا اور کئی جہاز آراستہ ساتھ لئے اور اون میں تیر و تفنگ و تیر و کمان کے مردان کار اس جماعت کی دفع کے لئے سوار کئے جب ملیباریوں کے جہازوں کے قریب وہ آیا تو یہ جماعت اوسکی مقاومت کی تاب لا سکی بھاگی۔ گجراتیوں نے اسکا تعاقب کیا اور چند کشتیاں اوسکی چھین لیں۔ اور بندر کھنبایت کو مراجعت کی۔ یہاں سے احمد آباد میں سلطان تشریف لایا +

اس سال میں اکثر بلاد گجرات میں امساک باران ہوا اور قحط عظیم پڑا اور خلایق بہت سی بھوکی مر گئی۔ اور رعایا کے حال میں بہت خرابی آگئی قلعہ چنپانیر کا حال یہ ہے کہ ایک پہاڑ بہت بلند ہے اور اس پہاڑ کی سطح پر ایک دو چار جے اسمیں گچ اور سنگ کی دیوار کھنچی ہوئی ہے اور مضبوط و مرغوب برج بنے ہوئے ہیں۔ اسوقت یہ قلعہ راے بینی راے رجپوت کے قبضہ میں تھا۔ اسکے باپ دادا معلوم نہیں کس زمانہ سے اس میں فرمانروی کرتے چلے آتے تھے۔ اتفاقاً لعض سواضع چنپانیر کو لوٹنے گیا تھا۔ کہ راے بینی راے نے ملک سدھ راجہ چنپانیر نے اسپر حملہ کر مار ڈالا۔ اور اوسکے دو ہاتھی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ غرہ ذیقعدہ ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء کو چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں کے راجوں کے نوکر ساٹھ ہزار راجپوت سوار اور پیادے تھے اسلئے وہ کسی کے آگے غرور کے مارے سر نیچا نہیں کرتے تھے۔ راے بینی نے رسول آباد کو کہ ملحقات گجرات سے ہے بہت زحمت پہنچائی اور بہت مسلمانوں کو ظلم و ستم کر کے تہ تیغ کیا۔ جب سلطان بڑودہ میں آیا تو راے بینی اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور اسنے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور تقصیرات کی معافی کی درخواست کی اور یہ معروض کیا اور جو دو ہاتھی ملک سدھ کے چھینے پکڑے تھے وہ زخمی تھے مر گئے اونکے عوض میں اور دو فیل بھیجتا ہوں سلطان نے کہا کہ اسکا جواب کل زبان شمشیر دیگی اور ایلچیوں کو رخصت کیا۔ اپنے سے پہلے تاج خان و عضد الملک و بہرام خان کو روانہ کیا وہ ۔ صفر ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء کو پائے کوہ میں آئے۔ سر دار راجپوتوں نے آن کر جنگ

جنگ گرم کیا۔ سلطان قصبہ بڑودہ سے کوچ کرکے کوہ چنپانیر کے پیچھے سے گذر کر موضع گرناری میں (مالوہ)
کی سرکے پر فروکش ہوا۔ پھر بینی رائے نے گناہ کی معافی کی درخواست کی مگر نامنظور ہوئی تو رائے
نے اپنا لشکر جمع کیا اور اطراف کے زمینداروں سے مدد چاہی اور قلعہ سے نیچے اترا اور مورچلوں کو
قایم کیا اور ساٹھ ہزار سوار و پیادے لیکر سلطان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ سلطان محمود سے
اوسکی سخت لڑائی ہوئی اور اوسنے ہزیمت پائی۔ دس بارہ ہزار جنگی راجپوتوں کے ساتھ وہ
قلعہ میں گیا۔ سلطان محمود بھی قلعہ کے نیچے آیا۔ اور اوسے گھیر لیا۔ اور ہر ایک سردار کو اپنے
محل میں قایم کیا اور خود موضع گرناری کو معاودت کی اور سید مدن لنگ کو محافظت راہ
اور رسد رسانی کے لئے مقرر کیا۔ ایک دن سید مدن لنگ جنگ سے رسد لاتا تھا کہ راجپوتوں نے
اوسکے بہت آدمی مار ڈالے اور رسد لوٹ کر لے گئے تو سلطان اس خبر کے سننے سے مغموم ہوا
اور سلخ صفر سال مذکور تک چنپانیر کے نیچے مقیم رہا اور لوازم محاصرہ میں مبالغہ کیا۔ محافظ (خان)
صبح کو سوار ہوتا اور مورچوں کا حال دو پہر تک دیکھ بھال کر سلطان سے عرض کرتا جب محاصرہ
بطول انجام ہوگیا تو حکم ہوا کہ جا بجا طرف سا باط بنائیں ہر چوب کہ بالائے کوہ پہنچاتی تو ایک لاکھ
تنکہ اوسکی اجرت ہوتی۔ رائے بینی نے جب اس حال کو مشاہدہ کرکے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ایلچی بھیجے
اور عرض کیا کہ نو من طلا اور غلہ بقدر لشکر کے خرچ کو دس سال تک کفایت کرے پیشکش
دیتا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ جب تک قلعہ نہیں فتح ہوگا ممکن نہیں کہ میں اس سرزمین سے قدم اٹھاؤں۔ رائے
بھی مایوس ہوکر [illegible] میں پہنچے وکیل کا [illegible] کو سلطان غیاث الدین
خلجی پاس مانڈو بھیجا اور مدد چاہی اور ہر کوچ پر ایک لاکھ تنکہ نقرہ مدد خرچ دینے کا اقرار کیا۔
سلطان غیاث الدین لشکر تیار کرکے نعلچہ میں آیا جب خبر سلطان کو پہنچی تو اوسنے محاصرہ میں
جابجا امرا کو مقرر کیا اور خود بعزم جنگ قصبہ دہود تک آیا۔ یہاں اوس کو خبر آئی کہ سلطان
غیاث الدین نے ایک دن علما کو طلب کرکے استفتا کیا کہ جس وقت کوئی مسلمانوں کا بادشاہ
کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہو تو شرع اجازت دیتی ہے کہ ہم کفار کی کمک کو جائیں علما نے
کہا کہ یہ جائز نہیں ہے اسلئے وہ اوسی وقت الٹا مندو کو چلا گیا۔ سلطان اس مژدہ کو سنکر

خوش ہوا اور چنپانیر کو گیا ابھی قلعہ فتح نہ ہوا تھا کہ قصبہ چنپانیر میں سلطان نے ایک جامع مسجد تعمیر
کرائی اپنے لشکر کے سب چھوٹے بڑوں کو یقین ہو گیا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہوگا سلطان یہاں
سے نہیں جائیگا۔ پس از حد ساباط بنانے اور اہل قلعہ کے تنگ کرنے میں اہتمام ہوا۔ سلطان کی
سپاہ ایسی قریب ہو گئی کہ اونہوں نے دیکھا کہ صبح کو رجپوت داتون کرنے اور طہارت کرنے جاتے ہیں
اور مورچلوں میں تھوڑے آدمی رہتے ہیں۔ اسلئے سلطان نے حکم دیا کہ ۳ ذی قعدہ سنہ ۸۸۹ھ کو صبح کے
وقت لشکریان خاصہ اپنے ساباط سے قلعہ کے اندر جائیں شاید فتح ہو جائے۔ لشکریوں نے
حکم پر عمل کیا۔ اتفاق سے قوام الملک سرجاندار قلعہ میں چلا گیا۔ اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا
جب رجپوتوں کو خبر ہوئی تو وہ ہجوم کر کے مسلمانوں سے خوب لڑے۔ مسلمان غالب ہوئے اور
حصار دوم کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ چند روز پہلے ایک توپ نے دیوار قلعہ میں درار ڈالی تھی الدین
ملک ایاز سلطانی اس میں سے قلعہ کے اندر آ گیا اور دروازہ پر چڑھ گیا۔ سلطان فوج برابر کمک
کے لئے بھیجتا رہا۔ رجپوت حیران و سراسیمہ ہو کر حصے دروازہ کے ہاتھ مارتے تھے۔ مگر جب
رجپوتوں نے دیکھا کہ سلطان صلح کو مانتا نہیں تو اونہوں نے آگ روشن کی اور سب عورتوں اور
بچوں کو ڈال کر جلا دیا۔ اور جان سے ہاتھ دھو کے اور طرح طرح کے آلات حرب لیکے جنگ
میں مشغول ہوئے۔ اور مغلوب ہوئے سپاہ اسلام نے قلعہ کے بڑے دروازہ کو توڑا اور اندر
گھس گئے اور جمع کثیر کو شمشیر سے قتل کیا۔ جب سلطان محمود خود اس دروازہ پر آیا علم اور نقارہ
اور بالائے حصار میں حوض پر سب رجپوت جمع ہو کر اور اشنان کیا اور شمشیر و نیزہ و جمدھر ہاتھ میں
لئے مسلمانوں کی فوج کے مقابل ہو آئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی طرفین سے جمع کثیر کشتہ
ہوئی۔ اور بینی رائے اور دونگرسی وسوراج وزیر زخمی ہو کر دستگیر ہوئے سلطان کے روبرو آئے
اونے ان قیدیوں کے زخموں کا علاج کرایا سلطان نے ایک دن بینی رائے سے پوچھا کہ کیلئے
اتنی مدت تک تو نے لڑائی لڑی۔ اوسنے کہا شاہا! یہ مملکت موروثی تھی میں نے اسمیں
نشو و نما پایا تھا۔ میں نے یہ نہ چاہا کہ آبا و اجداد کے موروثی ملک رائگان دست بدست دوں
کہ میرا نام دنیا میں نامردوں کی فہرست میں ثبت ہو۔ سلطان نے اوسکی بہت تحسین کی

اور اوسکی تعظیم و تکریم میں کوشش کی۔ قلعہ کے نیچے ایک شہر آن حضرت کے نام پر محمد آباد آباد کیا مصطفے آباد اپنے چہوٹے بیٹے خلیل خان کو دیدیا خود اس بلدہ محمد آباد کی تعمیر میں اہتمام کیا اور جامع مسجد جو قبل از فتح بنائی تہی اسکو فراخ کیا ۸۷۸ھ میں ایک منبر نہایت پر تکلف اس مسجد کی محراب کے روبرو بنایا جسکی تاریخ یہ ہے

سال تاریخ منبر و محراب قلمی شد بخطبہ و منبر

جب مینی رائے کے زخم اچھے ہو گئے تو سلطان نے اوسکی اور اوسکے وزیر ڈونگرسی کی دعوت اسلام کی مگر انہوں نے قبول نہ کیا علما کے فتوی کے موافق پانچ مہینے قید میں زنجیر میں رہے اور ہر روز انکو قتل کی تہدید ہوئی کہ مسلمان ہوجائیں مگر انہوں نے کسی طرح دعوت اسلام قبول کی تو وہ دار پر کھینچے گئے۔ اسی زمانہ میں احمد آباد کے گرد فصیل اور اوسکے برج بنائے ایک فاضل نے اوسکی تاریخ یہ کہی کہ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا

۸۸۴ھ میں دہلی کے سوداگروں نے احمد آباد میں آنکر استغاثہ کیا کہ چار سو تین گھوڑے ہم لاتے تہے کہ کوہ آبو کے راجہ نے ظلم کرکے ہم سے لے لئے ہیں اور تمام قافلہ کو لوٹ لیا ہے سلطان نے اس بات کے سنتے ہی گھوڑوں کی قیمت خزانہ سے سوداگروں کو دلوادی اور سب کو خلعت دئے۔ اور خود لشکر تیار کرکے اودہر چلا اور اونکے پہونچنے سے پہلے سوداگروں کے ہاتھ ایک فرمان بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ سرکار خاصہ کے لئے سوداگر جو گھوڑے لاتے تہے اونکو تونے ظلم کرکے لے لیا ہے چاہئے کہ جو کچھ لیا ہے وہ اونکو واپس کرکے دیدے ورنہ قہر و غضب سلطانی کا مستوجب ہوگا جب فرمان پہنچا تو راجہ آبو نے ڈرکر تین سو ستر گھوڑے واپس کئے اور تینتیس گھوڑوں کو کہا کہ مر گئے اونکی قیمت دی اور سوداگروں کے ہمراہ پیشکش بہی بہیجی۔ اور خود اپنے تئیں ملازموں کی سلک میں داخل کیا۔ بعد اسکے سلطان محمد آباد چنپانیر میں آگیا +

۸۸۶ھ کو سلطان محمود بہمنی کے امرا میں سے بہادر گیلانی بغاوت کرکے بندر گوہ و دابل و دیگر ولایت دکن کے بہت سے حصے پر غالب ہوا۔ دس بارہ ہزار سوار بہم پہونچا کے

دریا کی راہ سے کشتیوں میں بہت سے باہدروں کو گجرات بھیجا اور وہاں بڑی خرابی مچائی سلطان محمود گجراتی کے چند جہاز خاصہ پر اپنے تصرف کیا بندر مہائم کو جلاکر اور غارت کرکے اوسکی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان محمود نے صفدر الملک کو لشکر دیکر دریا کی راہ سے اور قوام الملک سرگروہ خاصہ خیل کو کچھہ فوج کے ساتھہ خشکی سے مہائم کو روانہ کیا۔ وہاں صفدر الملک کے اخبارات پہلے سے حوالی مہائم میں پہنچے۔ باد مخالف ایسی چلی کہ وہ متفرق ہوگئے۔ جہاز کے کپتانوں نے طوفان کے خوف سے دشمن سے امان مانگی اور کنارہ کی طرف چلے جب اوسکے نزدیک پہنچے تو دشمن سے لڑائی ہوئی۔ پانی میں آتش حرب ایسی روشن ہوئی کہ پانی کا رنگ بدل گیا آخر الامر لشکر گجرات مغلوب ہوا۔ صفدر الملک بعض اور معتبر آدمیوں کے ساتھہ اسیر و دستگیر ہوا سارا بیڑا دشمن کے ہاتھہ پڑا جب قوام الملک سرحد مہائم میں آیا تو بہادر کے سپاہی سارا کام اپنا کرکے اوسکے پاس چلے گئے تھے قوام الملک نے یہاں توقف کیا اور سلطان محمود کو عرضداشت بھیجی کہ میں بہادر سے انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن جب تک بادشاہ دکن کے ممالک کا بعض حصہ خراب نہ کیا جائے بہادر کے مسکن تک پہنچنا ممکن نہیں اس باب میں حکم عالی کیا ہے۔ سلطان نے ایلچی اور نامہ والی دکن کو لکھا۔ اوسنے ہمسایہ کا حق ادا کیا۔ باوجود تسلط امرا اور ارکان سلطنت کے تزلزل کے خود بہادر کے سر پر لشکر چڑھا کر لے گیا اور اوسکو مار ڈالا صفدر الملک اور جہازوں کو مع تحائف کے گجرات بادشاہ پاس بھیجا جس سے یہ توقع تھی کہ وہ اوسکی امداد کرکے ان آدمیوں کے ہاتھہ سے بچائیگا جو اوسپر مسلط ہوگئے تھے مگر اسکا کام اصلاح کے قابل نہ رہا تھا فرمان دہ گجرات نے اس میں تغافل کیا۔ تاریخ دکن میں اسکا حال اور مفصل بیان ہوگا +

سنہ ۹۰۱ھ / ۱۴۹۵ع سلطان محمود نے واگر اور ایدر کی طرف کوچ کیا اور یہاں کے راجاؤں کی بڑی بڑی پیشکشیں لیں اور خوب ولایت کو لوٹا پھر احمد آباد چمپانیر میں آیا سنہ ۹۰۳ھ / ۱۴۹۷ع میں اسنے اپنے ممالک محروسہ کی سیر کی اور رعیت کے حق میں انصاف و عدل کیا +

سنہ ۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ع مخبروں نے سلطان کو اطلاع دی کہ الف خاں شاہی نوکروں کے علوفہ کو اپنے صرف میں لایا

اور اس خوف سے بہاگ گیا کہ مبادا ایسا ہی دادخواہ ہوں جیسے بوجہ مستی ہو سلطان نے شرف جہان کو
اسکو دلاسے کے واسطے بہیجا۔ شرف جہان نے ہرچند اوسکو مواعظ و نصایح کیں اصلا فائدہ نہوا۔
سو ہاتھی جو اوسکے ہمراہ تہے وہ شرف جہان کے ہاتہہ بہیجکر سندہ کو چلا گیا۔ مگر اوسکے باپ نے
سلطان محمود خلجی کے ساتہہ بیوفائی کی تہی سلطان غیاث الدین نے اوسے اپنے ملک میں
جگہ نہ دی تو الف خان پریشان حیران ہوکر سلطان پور میں آیا سلطان نے قاضی ہبر اسحق
کو الف خان کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ وہ قاضی سے لڑا مگر نہایت سرگردان اور پریشان
ہوا۔ بادشاہ کی خدمت میں عرایض بہیجکر اپنا قصور معاف کرایا اور سلطان محمود کی
خدمت میں آیا تین مہینے بعد اپنے نائب عرض کو بے وجہ قتل کیا مقید ہوا۔ اسی قید
میں اجل طبیعی سے یا زہر سے مرگیا۔

عادل خان فاروقی نے کئی سال سے باج خراج کے ارسال میں اہمال کیا تہا۔
قاضی ہبر سنہ ۹۰۹ھ میں ولایت خاندیس میں آیا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا عادل خان
میں تاب مقاومت نہ تہی۔ عماد الملک حاکم برار سے امداد چاہی جب اس پاس کمک نہ آئی تو چند
سال کا مال لے کر محمد آباد چنپانیر میں آیا سلطان محمود کی بساط بوسی سے مشرف ہوکر
معزز و مکرم ہوا۔ اور مساعدت کی رخصت اوسکو دی بعض روایت کرتے ہیں کہ سلطان
محمود خود عادل خان کی گوشمالی پر متوجہ ہوا تہا جب آپ تاپتی پر پہنچا تو عادل خان
نے پیشکش بہیجی اور معذرت کی سلطان محمود نے حقوق خویشی کو مرعی رکہہ کر رقم عفو
اس کے افعال پر کہینچی +

انہیں دنوں میں دولت آباد کے تہانہ دار و کوتوال ملک اشرف و ملک جیو نے
فرصت پاکر عرضداشت بہیجی کہ یہ قلعہ ہمارے پاس ہے۔ احمد نظام الملک اس حصار کی
تسخیر کی فکر میں ہے ہر سال اسپر لشکر کشی کرتا ہے۔ بالفعل قلعہ دولت آباد کا محاصرہ
اوسنے کر رکہا ہے اگر آپ امداد و معاونت کریں تو یہ قلعہ آپ کا ہو جائے۔ ہم اپنی لیاقت
کے موافق حضور کو پیشکش دیا کریں +

سلطان محمود نے پیش خانہ دکن کی جانب روانہ کیا تین منزل چلا تھا کہ احمد نظام الملک بحری جنیر کی طرف بھاگ گیا۔ دولت آباد کے آدمیون نے سلطان کو پیش کش دی سلطان نے ایک جنبش مین دو کام کرکے محمد آباد چنپانیر مین معاودت کی۔

سلاطین بہمنیہ کے بزرگ غلامون اور نوکرون نے اپنے ولی نعمتون سے مخالفت کی اور سروری کا دعوی کیا تھا سلطان کو بھی یہ حالت دیکھکر اپنے امرا کی طرف سے خوف پیدا ہوا سنہ ۹۱۲ھ ۱۵۰۶ء احمد آباد مین تشریف لایا۔ تدبیر و حکمت سے اونمین سے جو صاحب اقتدار اور صاحب اعیہ تھے معزول و مقتول کیا اور ایک اور جماعت کو اونکی جگہ مقرر کیا۔ تاکہ وہ اوسکے اور اوسکی اولاد سے بغاوت نہ کرین +

سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء مین سلطان بڑے شوق سے محمد آباد مین گیا وہان دو تین مہینے نہ گذرے تھے کہ یہ خبر آئی کہ اس سال کفار فرنگ (پرتگیز) کے ساحل پر ہجوم کرکے قلعے بنانا اور متوطن ہونا چاہتے ہیں سلطان روم انکا دشمن تھا۔ اوسنے یہ خبر سنکر بہت سے جہاز ساحل ہند کی طرف غزا کی غرض سے بھیجے ہیں۔ انمین سے چند رومی جہاز بنادر گجرات مین آئے ہین سلطان کو بھی در پے غزا ہوا اور دمن اور مہائم کی طرف روانہ ہوا۔ جب خطہ دمن میں آیا تو اوسنے اپنے غلام خاص ایاز سلطانی کو کہ امیر الامرا و سپہ سالار تھا بندر دیپ (دیو) میں چند جہازون کے ساتھ روانہ کیا جو آلات قتال اور جوانمردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کہ پرتگیزون کو دفع کرین۔ دس رومی بزرگ جہاز کہ جو انکار روم کی جانب سے غزا کے لئے دئے گئے تھے وہ ایاز کے ساتھ ہمراہ ہوئے ــــ ایاز نے بندر چیول تک جاکر عیسائیوں سے مقابلہ کیا اور فرنگیون کا ایک بزرگ جہاز جو ایک کروڑ روپیہ کا تھا مسلمانون نے توپوں سے شکستہ کر دیا۔ وہ دریا میں غرق ہوگیا۔ ایاز نے ظفر پائی اور فرنگی بہت کشتہ ہوئے۔ لڑائیون مین رومیوں کے چار سو آدمی اور فرنگیون کے قریب و تین ہزار کے مارے گئے۔ رومیوں کے بیڑے کا سردار امیر حسین تھا جسکو بعض امیر ہاشم بھی لکھتے ہیں۔ اس جنگ کا حال پرتگیزی مورخ یون لکھتے ہیں کہ عرب میں تو ترک جہاز بنا نہیں سکتے تھے وہ اسکندریہ میں بنوا کے

قاہرہ میں لیجاتے تھے اور پندرہ سو سپاہی تھے امیر حسین اسکا سپہ سالار تھا اور ملک ایاز امیر البحر گجرات کا اسکے ساتھ شریک ہو گیا تھا بندرگاہ چیول پر پرتگیزون نے حملہ کیا۔ پرتگیزون کے دو جہاز ترکون کے لے لیئے۔ اور ترکون نے پرتگیزون کا ایک جہاز چھین لیا۔ پرتگیزون کے ایکاسی آدمی مارے گئے اور مسلمانون کے چھ سو۔

اس واقعہ کے بعد سلطان نے بنادر گجرات کا انتظام بوجہ اتم کر دیا۔ خاطر جمع سے محمد آباد میں آیا۔ اس سبب سے کہ آسیر مین داؤد فاروقی فوت ہوا۔ امر دیار میں غبار فتنہ بلند ہوا۔ عادل خان ولد حسن خان کہ سلطان محمود گجراتی کا نواسہ تھا اپنے آدمیون کو بھیجکے اپنے نانا سے امداد طلب کی۔ سلطان سنہ ۹۱۳ھ / ۱۵۰۷ مین شعبان مین تھوڑے لشکر کے ساتھ چلا اور نربدا کے کنارہ پر موضع جلکی میں رمضان بسر کیا۔ شوال میں ندربار کا عازم ہوا۔ جب یہان آیا تو معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے عالم خان کو احمد نظام الملک بحری و عماد الملک نے اتفاق کر کے تخت سلطنت پر بٹھایا۔ نظام الملک برہانپور میں تھا۔ سلطان محمود اس خبر کو سنکر تال نیر میں گیا۔ یہان عادل خان اُس سے ملا۔ سلطان نے برہانپور لشکر گجرات بھیجا جسکے سبب سے برار و احمد نگر کے لشکر نے مراجعت کی۔ عادل خان کو مسند سلطنت پر بٹھایا۔ ملک لادن جو خاندیس کی سلطنت کا مدعی تھا اوسکو سلطان نے خان جہان کا خطاب دیا اور خفا ہو اس سے اوسکو جاگیر دی۔ سلطان نے آسیر کے اور بہت سے افسرون کو خطاب دیے۔ عادل خان کے پاس امداد کے لئے گجرات کی سپاہ چھوڑی۔ حسام الدین کو اس لئے کہ وہ آیندہ سلطنت حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کرے اوسکو ضلع سلطانپور میں قصبہ دھورد دیدیا۔ باوجود اس انتظام کے سال آیندہ میں آسیر مین اندرونی فساد برپا ہو۔ مگر سلطان نے اپنے بیٹے کو آسیر میں بھیجکر عمدہ انتظام کر دیا اور عادل خان کو اپنی حکومت پر مستقل کر دیا۔

سنہ ۹۱۶ھ / ۱۵۰۹ مین سلطان سکندر خان لودی نے محبت و اخلاص کے سبب سے کچھ تحفے و سوغات سلطان محمود کے لئے بھیجے۔ اس سے پہلے کبھی سلطان دہلی نے شاہ گجرات کے واسطے تحفے نہیں بھیجے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے بادشاہ نے گجرات کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا

اس سال کے آخر میں سلطان نے اپنے ملک کا دورہ کیا۔ پہلے نہروالہ پٹن میں گیا علما و صلحا و
فقرا کو انعام دیکر خوش دل کیا اور اپنے آنے کی غرض یہ بتلائی کہ میں تمسے آخری ملاقات
کرنے آیا ہوں شاید اجل دوبارہ ملاقات نہ کرنے دے۔ انھیں سے ہر ایک نے اپنی طرز خاص
کے ساتھ دعا دی پھر یہاں مزارات کی زیارت کی۔ احمد آباد میں گیا۔ شیخ احمد گیسو دراز کی
درگاہ کی زیارت کی محمد آباد چنپانیر میں آیا۔ یہاں سخت بیمار ہوا شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے
طلب کیا۔ اور نصایح دلپذیر کیں چار روز کے بعد اپنے میں آثار صحت موذار دیکھے تو شاہزادہ کو
بڑودہ رخصت کیا۔ پھر چند روز بعد مرض نے عود کیا۔ اور نہایت ضعیف و نزار ہو گیا۔ شاہزادہ
مظفر خان کو پھر طلب کیا۔ اس میں فرحت الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمعیل بادشاہ ایران نے
یادگار بیگ قزلباش کو بطریق رسالت بھیجا ہے۔ اور بہت نفیس تحفے ارسال کئے ہیں تو اوسنے
کہا کہ خدا تعالی مجھے قزلباش کا منہ نہ دکھائے کہ وہ اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں غرض یہی ہوا
کہ یادگار بیگ کے آنے سے پہلے اوسنے دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ 1511 کو سفر آخرت کیا ۶۷ برس
۱۱ ماہ عمر ہوئی۔ اس میں ۵۵ سال ایک ماہ دو روز سلطنت کی۔ مناشیر میں اوسکو خداےگان
حلیم لکھتے ہیں اور اوسکو محمود بیگڑہ کہتے جس کی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بیگڑا ایسی
گائے کو کہتے ہیں کہ جسکے سینگ اوپر کی طرف مڑے ہوئے اور حلقہ کئے ہوئے ہوں
محمود شاہ کی مونچھیں اس شکل کی تھیں اسلئے اوسکو بیگڑہ کہتے تھے۔ شاہ جمال الدین حسینی
اوسکی وجہ تسمیہ یہ بتلاتا ہے کہ دو نامی قلعے ایک گرنال دوسرا چنپانیر محمود شاہ نے تسخیر
کئے اسلئے وہ بیگڑا یعنے صاحب دو قلعہ تھا۔ بی دو کو اور گڑا قلعہ کو کہتے ہیں۔ یہہ وجہ
قریب القیاس ہے +

یہ بادشاہ شجاعت و سخاوت و مہربانی و بردباری کمال رکھتا تہا حیا و ادب و
عقل و فراست میں غایت پر پہنچا ہوا تہا۔ راست گو ایسا تھا کہ اپنے قول کے خلاف کام
نہیں کرتا تھا۔ بغایت متشرع و خداترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا شوق تھا۔ غایت حیا سے
خلوت میں بھی نامحرموں سے پاؤں چھپاتا تھا۔ گالی کبھی نہیں دیتا تھا۔ حسب طبقات محمود شاہی

کہتا ہے کہ سلطان محمود کا جسم ضعیف و نازک تھا مگر ابتداء عمر سے آخر وفات تک ایام سفر میں اور روز نبرد میں بھاری جوشن آہنی پہنتا تھا کہ جسکے لئے پیل تن آدمی چاہیے ترکش میں تین سو ساٹھ تیر رکھ کر کمر میں باندھتا تھا۔ شمشیر و نیزہ کو اوسکا ضمیمہ کرتا تھا +

ذکر سلطنت مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی

جب سلطان محمود نے تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی میں خرام کیا تو شاہزادہ مظفر نے تخت پر جلوس کیا وہ ۲۰ شعبان ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور اکتالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اوسنے اپنے دو وزیر ملک خوش قدم اور ملک رشید مقرر کئے۔ شوال سال مذکور میں یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمٰعیل نواحی محمد آباد میں عراق سے آیا۔ سب امیر وزیر اوسکے استقبال کو گئے محمود شاہ کے لئے جو تحفے یادگار بیگ لایا تھا وہ سلطان مظفر کی نذر کئے۔ سلطان نے یادگار بیگ اور سب قزلباشوں کو خلعت بادشاہانہ انعام دیئے اور ایک خاص اونکی سکونت کے واسطے مقرر کی۔ چند روز بعد سلطان محمد آباد سے بڑودہ میں آیا اور اوسکا نام دولت آباد بدلا (مگر اس نام کا رواج نہ ہوا) کہ اس اثناء میں خبر پہنچی کہ صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین جو خواجہ جہان خواجہ سرا کی دستیاری سے سلطان محمود پر غدر کر کے مندو پر متصرف ہوا تھا اور سلطان محمود اپنا خطاب کہا تھا اور اکثر امرا کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا (یہ حال تاریخ مالوہ میں پڑھو) وہ بھائی کے خوف سے مندو سے بھاگ کر بڑودہ کی نواح میں آیا ہے۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی و مہمانداری خاطر خواہ کی سلطان محمود آباد میں آیا اور قیصر خان کو قصبہ دہود میں بھیجا کہ وہ سلطان محمود خلجی اور مملکت مالوہ کی احوال اور امرا کے اوضاع کی خبر لائے۔ برسات آگئی آدمی جابجا بکھر گئے۔ ایک دن صاحب خان نے سلطان کو پیغام بھیجا کہ فقیر کو آئے ہوئے ایک مدت گذر گئی میں اپنی مہم کو اصلا رو براہ نہیں دیکھتا سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ برسات کے بعد نصف ولایت مالوہ علیحدہ کر کے سلطان محمود کے تصرف سے نکال کر تجھے دلا دونگا۔ مگر صاحب خان صاحب اقبال نہ تھا حسب اتفاق وہ اور یادگار بیگ قزلباش جنکو گجراتی سرخ کلاہ کہتے تھے ہمسایہ میں رہتے تھے۔ اوسکے نوکروں میں ایسی خصومت ہوئی

کہ جنگ پر نوبت پہونچی - یادگار بیگ کی منزل غارت ہوئی قزلباشون نے تیر و کمان ہاتھہ میں لیکر اوسکے چند آدمیوں کو مار ڈالا لشکر گجرات میں یہ شہرت ہوگئی کہ ترکمانون نے صاحب خان کو پکڑ لیا یہ شہزادہ مالوہ اس واقعہ کی خجلت کے سبب سے سلطان مظفر کی اجازت بغیر آسیر کو چلا گیا اس کا حال تاریخ مالوہ میں تحریر ہوگا -

صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان پاس پوربیہ رجپوتوں کے غلبہ کی اور سلطان محمود خلجی کی مغلوبی کی خبر آئی - اس واقعہ کے سبب سے سلطان کو دہیرو گیا کہ مالوہ کی مہم کا انصرام کرے اس اثنا میں سنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی جمعیت سمیت سلطان کی ملازمت کے لئے آتا تہا کہ اسکو راہ میں خبر لگی کہ ایدر کے راجہ بہیم نے فرصت کو غنیمت جانکر سابرمتی کے حدود تک لوٹ مچادی اسلئے عین الملک ان حدود میں آیا کہ راجہ کی گوشمالی کرکے سلطان کی خدمت میں جائے - راجہ اوس سے مقابلہ و مقاتلہ کے ساتھہ پیش آیا - دونو کے لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی اور عبدالکریم ایک سردار مع دو سو آدمیونکے مارا گیا - ہاتھی جو اوسکے ساتھہ تہا اوسکے ٹکڑے اڑا گئے جب عین الملک نے یہ حال دیکہا تو وہ میدان معرکہ سے بھاگ گیا - مظفر شاہ ایدر کی طرف متوجہ ہوا - مہراسہ میں پہونچکر اونے ملک کے تاخت و تاراج کے لئے آدمی بہیجے - راجہ ایدر نے قلعہ ایدر کو خالی کیا اور کوہ بیجا نگر (بیل نگر) میں جا چھپا - جب مظفر ایدر میں آیا تو دس رجپوتوں نے مقابلہ کیا اور جان گنوائی سلطان نے یہان عمارت و بتخانہ و درخت و باغ کا نشان نہ چھوڑا - راجہ ایدر نے عاجز ہوکر ایک برہمن کو سلطان کی خدمت میں بہیجا اور معذرت کی کہ ملک عین الملک میرے ساتھہ کمال عناد رکہتا تہا اس ولایت کو اونے تاراج کیا - مجہسے از روئے اضطرار یہ حرکت وقوع میں آئی - اگر بندہ کی جانب سے تقصیر کی ابتدا ہوتی تو میں غضب سلطانی کا مستحق ہوتا - اب میں مبلغ بیس لاکہہ ٹنکہ اور سو راس اسپ بطریق پیشکش و کلار عالی کو سپرد کرتا ہون سلطان مظفر نے اس سبب سے عذر قبول کرلیا کہ تسخیر مالوہ کی مہم پیش نہاد تہی - اوس نے یہ روپیہ اور گہوڑے عین الملک کو دئے کہ وہ لشکر کا سامان کرے اور موضع کو دہیروے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت کے لئے رخصت کیا - قیصر خان کو موضع دلپالہ پر قبضہ کے لئے حکم دیا - وہ سلطان محمود خلجی کے تصرف میں تہا - پہر سلطان دہار میں آیا -

یہان کے آدمیون نے اوس سے امان مانگی اونکو امان دی قوام الملک اختیار الملک بن عماد الملک کو
اہل دیار کی حراست کے لئے پہلے روانہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی اُن امرائے
چندیری کے دفع کرنے کے لئے نکلا ہے جو اسپر چڑہ آئے تہے تو سلطان مظفر نے اپنے امرا
واپس بلالئے اور اوسنے فرمایا کہ اس یورش کی اصلی غرض یہ تہی کہ پوربیہ راجپوت برطرف کئے جائیں
اور سلطان محمود اور صاحب خان کے درمیان ملک تقسیم کیا جائے۔ اب سلطان محمود چندیری کے
امرا کے دفع کرنے کے لئے گیا ہے اور طالع رجپوتونکو اپنے ہمراہ لے گیا ہے ایسے وقت مین اوسکے
ملک مین آنا آئین مروت و مردانگی سے دور معلوم ہوتا ہے سلطان خود شکار کو گیا اور قوام الملک کو
لشکر کی حراست سپرد کی۔ دو ہزار سوار اور ڈیڑہ سو ہاتہی لیکر دہار میں آیا۔ یہان شیخ عبد اللہ چنگال
و شیخ کمال الدین مالوی کے مزار کی زیارت کو گیا منقول ہے کہ شیخ عبد اللہ راجہ بہوج پانڈے کے
زمانہ مین راجہ کی وزارت کرتا تہا اور بہوج اسکا نام تہا وہ کسی تقریب سے مسلمان ہوا۔ اور کمال اوسکے صنعت
دیکہا ہے کمالات فنا فی کر پہنچا نظام الملک لاوہ سے تعلیم کر جاتا تہا کہ پوربیہ رجپوتون کی ایک
جماعت نے اوسکی مزاحمت کی مگر اوسنے اونکو ہٹا دیا۔ ایک اور معاملہ پیش آگیا کہ یہ لڑائی آگے نہ بڑہی
سلطان نے نظام الملک کو محمد آباد مین بہیجدیا۔ ان دنون مین بہیم راے راجہ ایدر فوت ہوا اوسکا
بیٹا راجہ بہارمل اوسکا جانشین ہوا جسکو رانا سانگا چیتور نے تخت سے اوتار کر اپنے داماد رائے مل
سیج مل کو راجہ بنایا۔ بہارمل سلطان سے ملتجی ہوا۔ سلطان نے غرہ شوال سنہ ۹۲۱ھ ۱۵۱۵ع کو نظام الملک کو
مقرر کیا کہ ولایت ایدر کو رائے مل کے تصرف سے نکال کر بہارمل کو تفویض کرے۔ خود احمد نگر کو
چلا گیا پٹن کی سیر کر کے پہر لشکر مین چلا آیا۔ نظام الملک نے ایدر کو لیکر بہارمل کے سپرد کیا۔ رائے مل
کوہ بیجانگر (بیسل نگر) میں چلا گیا۔ نظام الملک نے یہان آنکر جنگ کی طرفین کے آدمی بہت
مارے گئے جب سلطان مظفر کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے حکم بہیجا کہ جب ولایت ایدر تصرف
مین آگئی تہی تو بیجانگر میں جانا اور لڑنا لشکر کو بے سبب ضایع کرنا تہا اسلئے اسپ سے کہ
وہ جلد مراجعت کرے جب نظام الملک حکم کے بموجب احمد نگر میں آیا اوسکو یہان چہوڑ
کیا خود احمد آباد مین وزیر اور حسن عظیم کیا۔ اور شاہزادہ سکندر کا بیاہ کیا۔ برسات کو نبدہ

ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔
سنہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء میں ایدر میں رسنگ مل آیا۔ ظہیر الملک اوسکے مقابلہ میں آیا۔ مگر وہ ستائیس آدمیوں کے
ساتھ مارا گیا جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے نصرت الملک کو حکم بھیجا کہ بیجا نگر کو کہ
مفسدوں کی پناہ اور متمردوں کی ماوا ہے تاخت کرے۔ اسی سال میں جھبلیہ سے شیخ چاند
اور مولی مہیشور کے قاضی حبیب بسبب راجپوتوں کے ظلم سے بھاگ کر سلطان کی خدمت
میں آئے۔ چند روز بعد داروغہ دہار کی عرضی آئی کہ پوربیہ راجپوتوں کے استیلا سے سلطان محمود
خلجی متوہم ہو کر منڈو سے بھاگا ہے اور یہاں سرحد گجرات پر آیا ہے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر
قیصر خاں کے ہاتھ بارگاہ سرخ اور چیزیں جو بادشاہوں کے ساتھ مخصوص ہیں شاہ مالوہ
پاس بھیجیں اور خود بھی موضع دیوالہ میں آکر اوس سے ملاقات کی۔ مظفر نے اوسکی دلجوئی کی اور
خود لشکر لیکر مالوہ پر متوجہ ہوا جب میدنی رائے کو سلطان مظفر کے آنے کی خبر ہوئی تو
اوس نے بھیورائے کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ قلعہ منڈو میں چھوڑا اور خود دس ہزار
راجپوت سوار اور فیلان محمود لیکر دہار کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں سے رانا سنگا پاس گیا کہ اوس کو
اپنی مدد کے لئے لائے۔ سلطان مظفر نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا۔ راجپوتوں سے لڑائیاں
ہوئیں جنمیں سلطان کا پلہ بھاری رہا۔ میدنی رائے ایک خط اپنے بیٹے بھیورائے کو لکھا کہ
میں رانا کے پاس گیا تھا وہ کل ولایت مارواڑ کے راجپوتوں کو جمع کرکے کومک کو آئیگا تو
ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو باتوں میں لگا رکھیو۔ بھیورائے نے یہ مکر کیا کہ ایلچیوں کو سلطان
پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ایک مدت سے قلعہ منڈو راجپوتوں کے تصرف میں ہے اور اونکے اہل و عیال
قلعہ میں ہیں اگر سلطان ایک منزل پیچھے ہٹ جائے تو ایک مہینہ کے عرصہ میں اہل و عیال کو
نکال کر ہیں قلعہ کو خالی کرکے آپکے حوالہ کر دونگا۔ اور خود آنکر دولتخواہوں کے زمرہ میں
داخل ہونگا۔ سلطان مظفر اگرچہ جانتا تھا کہ یہ جماعت کمک کا انتظام کر رہی ہے لیکن سلطان محمود
کے متعلقین و فرزند قلعہ میں تھے اس ضرورت کے سبب سے اوسکی ملتمس کو قبول کرکے اپنے قرار سے
تین کروہ (۶ میل) پیچھے اس امید میں چلا گیا کہ شاہ بھیو باہر آئیگے تو بے جنگ کام بن جائے

بیس روز گذر گئے تو معلوم ہوا میدنی رائے نے چند فیل اور بہت سا زر رانا سنگا کو دیکر جسین مین
کمک کے لئے بلایا ہے سلطان مظفر نے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو جو دو تین روز
ہوئے کہ قوی لشکر کے ساتھ سلطان کے لشکر میں آیا تھا سپاہ کا سردار بنا کے قوام الملک کو ایک
اون کے ہمراہ کیا اور رانا سنگا سے لڑنے کے لئے روانہ کیا خود قلعہ منڈو پر برابر چار روز
رات دن حملہ کیا اور اہل قلعہ کو ذرا آرام نہ لینے دیا پانچوین شب کو لڑائی موقوف کی
اہل قلعہ کو غفلت میں غرض الا آدھی رات کو ایک جماعت حصار کے نیچے گئی اہل حصار سوتے تھے اور
قلعہ کے کنگروں پر نربانین لگاکر دروازہ کے محافظوں کو قتل کیا اور دروازہ کو کھولا پھر ساری
فوج قلعہ مین داخل ہوئی سب راجپوتوں کو اوسوقت خبر ہوئی کہ کچھ اختیار ہاتھ مین باقی نہ تھا۔
اونہوں نے اپنے قدیم قاعدہ کے موافق جوہر کی رسم کی بیش قیمت اسباب اور عورتوں بچوں کو
آگ میں جلایا سلطان مظفر نے صبح ہونے کے وقت تک ۲۴ صفر ۹۲۴ھ کو انیس ہزار راجپوتوں کو
قتل کیا۔ اور اونکے فرزندون کو اسیر کیا جب سلطان مظفر کو راجپوتوں کے قتل سے فرصت
ہوئی تو سلطان محمود نے آکر سلطان کو فتح کی مبارکباد دی اور پوچھا کہ بندہ کے لئے کیا حکم
ہے سلطان مظفر نے از رو مروت کے کہا کہ کمتر بادشاہوں سے وقوع میں آتی ہے سلطان محمود کو دلاسا دیا
اور کہا کہ یہ ساری مشقت اسلئے اٹھائی گئی کہ تجھکو حکومت دلاؤں اب منڈو کی بادشاہی اور مملکت
مالوہ خدا تجھکو مبارک کرے سلطان یہانسے چلکر جب رانا سنگا کی جنگ کے متوجہ ہوا اس اثنا میں منڈو
سے ایک نامی دہنی راجپوت نے بھاگ کر سلطان مظفر کی قتل عام کی حکایت رانا سنگا سے عرض
کی اور اوسی وقت مر گیا اس سے رانا کا تکبر دہو گیا وہ بادشاہ کی خبر اس طرف کے آنے کی سن کر
سراسیمہ چتوڑ کو روانہ ہوا۔ عادل خان اسکے پیچھے جاتا اسکے پسماندوں کے قتل و غارت میں تقصیر
نہیں کرتا۔ وہ رانا کو پکڑنے نہ پایا تھا کہ سلطان مظفر نے اسے واپس بلالیا سلطان محمود نے سلطان مظفر
کو منڈو میں بلاکر بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اور پیشکش سلطان اور شاہزادہ کو دی سلطان
مظفر نے سلطان محمود کو رخصت کیا اور اوسکی کمک کے لئے آصف خان کو دو ہزار سپاہ کے ساتھ
مقرر کیا۔ خود اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا۔ سلطان مظفر چند روز محمد آباد چنپانیر میں ٹہیرا تھا کہ

اوسکے ایک ندیم نے عرض کیا کہ جن ایام میں سلطان نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تہا رائے مل راجہ
ایدر کو وہ بیجانگر سے نکلا اور اوسنے پٹن کے کچھہ حصہ کو اور قصبہ کلوارہ کو لوٹ لیا اور جب نصرت الملک
جنگ کے آہنگ سے ایدر سے باہر آیا اور اوسکی طرف متوجہ ہوا تو وہ بیجانگر کے مغاکوں میں جا چھپا
سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات رائے مل کا علاج کیا جائیگا۔

سنہ ۹۲۵ھ ۱۵۱۹ میں سلطان رائے مل اور راو بہنڈروی کی گوشمالی کے ارادہ سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا
چونکہ رائے مل کا ملاذ و معاکز راجہ پال (دیوہ) کا ملک تہا اوسکو برباد کر کر خاک کی برابر
کیا چندروز ایدر میں توقف کیا وہاں سے محمد آباد میں آیا۔

چندروز کے بعد خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی اور آصف خان متفق ہوکر رانا سنگا اور
میدنی رائے سے سخت لڑائی لڑے اکثر امرا مالوہ کشتہ ہوئے پسر آصف خان بہی ایک جماعت کے
ساتہہ قتل ہوا سلطان محمود خلجی زخمی ہوکر دستگیر ہوا۔ رانا سنگا نے اوسکے حال پر مہربانی کر
اپنی سپاہ کے ساتہہ منڈو اوسے بہیجدیا سلطان مظفر اس حال کو سنکر ملول ہوا ۔ باقی سرداروں
میں سے چند گجرات کی فوج کی کمک کے لئے بہیجے۔ اور مکتوب محبت اسلوب کے اوسکو خرسند کیا۔ خود
ایدر میں شکار کے لئے گیا اور وہاں عمارت تعمیر کرائیں۔ ایدر کی حکومت مبارز الملک کو حوالہ
کی احمد آباد میں قوام الملک کو چہوڑکر خود چنپانیر میں آیا۔ ایک دن مبارز الملک کی خدمت میں
ایک یاد فروش نے کچہہ حال رانا سنگا کی مردی و مردانگی کا مذکور کیا مبارز الملک نے رانا سنگا کو برا
کہا اور ایک کتے کا نام رانا سنگا رکہہ ایدر کے دروازہ کے آگے باندہ دیا۔ اس یاد فروش نے
یہ قصہ رانا سنگا سے جاکر کہا اوسکو ایسی غیرت آئی کہ وہ ایدر کی طرف آیا اور سروہی تک ملک
تاخت و تاراج کیا۔ رانا باگڑی میں آگیا۔ یہاں کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا تابع تھا مگر مضطر ہوکر وہ رانا
سے مل گیا رانا ڈونگرپور میں آیا ۔ ملک مبارز الملک نے حقیقت حال شاہ کو لکہی۔ وزرائے
سلطانی مبارز الملک سے دلوں میں صفائی نہیں رکہتے تہے اونہوں نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک
کو یہ کیا لائق تہا کہ اوسنے کتے کا نام رانا سنگا رکہہ کے اوسکو غیرت دلائی اور اب وہ کمک مانگتا
ہے سلطان نے کمک نہ بہیجی۔ وہ لشکر کہ ایدر کی کمک کو گیا تہا برسات کی کثرت کے سبب سے

مبارز الملک نے قلعہ سے نکل کر شکست دی اور اونکے مارڈالا اور احمد نگر میں مراجعت کی۔ احمد نگر ویران
ہوگیا تھا اسلئے غلہ اور مایحتاج محنت سے ہاتھ لگتا تھا وہ قصبہ ریج میں آگئے سلطان نے یہ خبر
سنکر عماد الملک قیصر خان کو بہت سے لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ پھر رانا سنگا کے دفع کرنے
کے لئے بھیجا عماد الملک و قیصر خان احمد آباد میں آئے اور قوام الملک کے ساتھ سیریج میں گئے
رانا سنگا کی مراجعت کا حال سلطان کو لکھا اور اُس سے درخواست چتوڑ میں جانے کی کی سلطان نے
جواب لکھا کہ برسات گذرنے کے بعد میں چتوڑ کی عزیمت کرونگا اور رانا سنگا کی گوشمالی کرونگا
اس اثنا میں ایاز سلطانی کہ سلطان کے باپ کے غلاموں میں تھا اور بلاد بندر سورت اور سمندر کے
کنارہ پر بالکل اقطاع رکھتا تھا تیس ہزار سوار و پیادے اور آتش بازی بہت سی لیکر سلطان کی
خدمت میں آیا اور اوسنے معروض کیا کہ سلطان کا جلال ایسا رفیع ہے کہ رانا سنگا کی گوشمالی
اور تادیب کو خود حضرت متوجہ ہوں ہم جیسے بندوں کی تربیت اسلئے ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کے
کام پیش آئیں تو شاہ کو تصدیع نہ کرنی پڑے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا سنہ ۹۲۳ھ میں احمد نگر گیا
جب لشکر جمع ہوا تو ملک ایاز نے پھر رانا سنگا کی گوشمالی کی درخواست کی سلطان نے
ایک لاکھ سوار و سو ہاتھی اوسکے ہمراہ کئے اور رانا کی تادیب کے لئے رخصت کیا جب ملک ایاز
اور قوام الملک منزل مہراسہ میں آئے تو سلطان نے کمال حزم و نہایت دور اندیشی سے
تاج خان و نظام الملک شلکی کے ساتھ بیس ہزار سوار ان حدود میں بھیجے۔ ملک ایاز نے ایک
عریضہ بھیجا کہ رانا سنگا کے تادیب کے لئے اتنے امرا معتبر کا بھیجنا میرے اعتبار اور افتخار کا سبب ہے۔ مگر
اسقدر فوج اور ہاتھیوں کی ضرورت نہیں ہے - یہ بندہ باقبال خداوند اس خدمت کو پسندیدہ
طور پر بجالائیگا۔ اکثر ہاتھیوں کو واپس بھیجدیا صفدر خان کو لکھا کوٹ کے رجپوتوں کو لوٹنے
کے لئے بھیجا صفدر خان اس موضع میں جو نہایت قلب جا تھی گیا۔ بہت راجپوت قتل کئے
اور بقیۃ السیف کو بردہ بنایا۔ ملک ایاز سے وہ آن ملا۔ ملک ایاز نے یہاں سے چلکر ڈونگر پور
اور بانسوالہ کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ اور چتوڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاقاً ملک شجیع الملک
اور صفدر خان کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ اودے سنگھ و راجہ پال رانا سنگا کی رجپوتوں کی

ایک جماعت کے ساتھہ اور راجہ اگرسین پوربیہ پہاڑ کے پیچھے اس ارادہ سے چھپے ہوے ہیں کہ آپ پر شبخون ماریں صفدر خان بغیر اسکے کہ ملک ایاز کو خبر کرے دوسو سوار لیکر اس طرف گیا جنگ عظیم واقع ہوئی اور اگرسین زخمی ہوا۔ اسی راجپوت قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ ملک ایاز سلطانی آراستہ لشکر کے ساتھہ ملک اشجع الملک و صفدر خان کی کمک کو چلا جب جنگگاہ پر پہنچا تو اونکو اونکی فتح پر حیرت ہوئی اور بہت اونکی تعریف کی۔ دوسرے روز ملک قوام الدین کی گروہ مفرور کی جستجو کیلئے پہاڑ میں گیا اور کوئی آبادانی کا اثر نہ چھوڑا۔ اگرسین مجروح جاکر سلہدی حال رانا سے کہا جب ایاز خاص سلطانی مندسور میں آیا تو اوسکا محاصرہ کیا۔ رانا سنگا اپنے تہانہ دار کی کمک کو آیا۔ اور مندسور سے ۲ کروہ (۴ میل) پر ٹہیرا۔ اور ملک ایاز کو پیغام بھیجا کہ میں ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور درخواہوں میں داخل ہوتا ہوں۔ تم محاصرہ سے ہاتہہ اٹہاؤ۔ مگر شرائط صلح میں ایسے تکلفات تھے کہ اونکا صورت پذیر ہونا مشکل تہا اسلئے ملک ایاز نے تسخیر قلعہ میں بہت کی اور نقب یہانتک بڑہایا کہ آجکل میں وہ تمام ہونے والی تھی اسی اثنا میں سلطان محمود خلجی کے پاس سے شرزہ خاں شروانی آیا اور اوسکا پیغام لایا کہ اگر آپ کو کمک و امداد کی احتیاج ہو تو میں بھی ان حدود میں چلا آؤں ایاز خاں نے متردد ہوکر اوسکو آنے کی تحریص دی مظفر کے احسان کا سلطان محمود خلجی مرہون تہا وہ سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر مندسور میں آگیا۔ رانا سنگا اوسکے آنے سے سراسیمہ ہوا۔ اوسنے میدنی رائے کو سلہدی کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ مجالست کی رعایت محاسن اخلاق کے لوازم میں سے ہے کہ جاہیے کہ اوسکے حقوق کے ادا سے اپنے تئیں معاف نہ رکھو اور بالفعل صلح کے کرانے میں توجہ کرے سلہدی نے ہرچند سعی کی مگر صلح میسر نہ ہوئی چند روز کے بعد قوام الملک نے اپنے مورچل پر جاکر چاہا کہ قلعہ کے اندر داخل ہو ملک ایاز کو یہ اندیشہ تہا کہ کہیں قوام الملک کے نام پر فتح نہ ہوجائے اسکو جنگ سے باز رکھا۔ امرائے گجرات ملک ایاز کے ارادہ سے آگاہ ہوکر اوس سے آزردہ ہوگئے۔ دوسرے روز مبارز الملک و رحیند اور سردار ملک ایاز کی اجازت بغیر رانا سنگا کے ساتھہ جنگ پر مستعد ہوگئے۔ ملک تغلق خوزلادی مبارز الملک کو اثنائے راہ میں

پھیر کر لے آیا۔ ایاز کا مقصود یہ تھا کہ اونسے جو نقب تیار کی تھی اوسمیں صبح کو آگ لگا کے قلعہ لے لیا جاے
اور فتح اوسکے نام ہو اسلئے اسکے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن سیاست شاہی کا ملاحظہ
اتنا تھا کہ ایاز کے بے اجازت کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ ملک ایاز نے باوجود امرا کی نا اتفاقی کے
اپنے لشکر کو مستعد کر کے نقب میں آگ لگائی جب برج پاش پاش ہوا تو ظاہر ہوا کہ راجپوتوں
نے صورت واقعہ سے آگاہ ہو کر برج کے محاذی ایک اور دیوار بنائی تھی۔ دوسرے روز رانا سنگا
کی طرف سے اونہوں نے آکر یہ پیغام دیا کہ دولتخواہوں کی سلک میں منسلک ہوتا ہوں
اور احمد نگر کی لڑائی میں جتنے ہاتھی میرے ہاتھ لگے ہیں اونکو اپنے بیٹے کے ہمراہ سلطان
پاس بھیجتا ہوں۔ آپ مجھپر کیوں سخت گیری کر کے بے لطفی کو بڑھاتے ہیں۔ قوام الملک کی
مخالفت کے سبب سے ملک ایاز صلح پر راضی ہو گیا اور لوازم صلح کی تمہید میں کوشش کی اور امرا
نے اپنی نارضامندی لسے ظاہر کی سلطان محمود خلجی کی خدمت میں گئے اور اوسکو جنگ پر
تحریص کی اور یہ قرار دیا کہ چارشنبہ کو جنگ کریں۔ ملک ایاز کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اونسے
سلطان محمود خلجی پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان مظفر نے لشکر کا اختیار بندہ کو دیا ہے
میں رانا سنگا کے ساتھ لڑنے پر راضی نہیں اسلئے ظن غالب ہے کہ نفاق کی شامت سے دامن
مقصود پر ہاتھ نہ پہنچے۔ ملک ایاز نے چارشنبہ کی صبح کو جو امرا نے جنگ کے لئے ٹھیرائی تھی
کوچ کیا اور رانا سنگا کے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی نے بھی منڈو کے
قصد سے کوچ کیا۔ ایاز چنپانیر میں آیا تو سلطان نے اوسکو دیو میں بھیجدیا کہ وہ اپنے آدمیوں کا
سامان کرے۔ برسات کے بعد خدمت میں آئے اور یہ امر قرار پایا کہ برسات کے بعد رانا سنگا کی
گوشمالی کے لئے خود متوجہ ہو تو ملک ایاز نے اپنے معتمدوں میں سے رانا سنگا کے پاس ایک
آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان محبت ہو گئی ہے اسلئے ہم کو ایک دوسرے
کی نیک اندیشی اور خیر خواہی میں کوشش کرنی لازم ہے چونکہ امرا کا بے نیل مراد پھرنا بادشاہ
کی خاطر کو ناگوار گذرا ہے تو اونسے خود ارادہ کیا ہے کہ آپ کی حدود میں آکر سرکشوں کو گوشمالی
دے اس امر سے ان حدود میں بہت خرابی ہوگی مناسب ہے کہ بہت جلد اپنے بیٹے کو

تحفے اور پیشکش لائق ذیکر سلطان پاس بھیجے وکر غضب سلطانی کی صولت سے وہانکو متوطن محفوظ رہیں
محرم ۹۲۹ھ ۱۵۲۲ء میں سلطان مظفر چنپانیر سے احمد آباد میں آیا کہ لشکر کا سامان درست کرکے
چتوڑ کو جائے اس اثنا میں خبر آئی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیکر سلطان کی خدمت میں آیا
جب بیٹے نے پیشکش پیش کیں تو سلطان نے باپ کی تقصیر معاف کردی اور بیٹے کو خلعت دیا
لشکرکشی کی عزیمت کو فسخ کیا۔

اس سال میں ملک ایاز مرگیا سلطان مظفر کو سخت افسوس ہوا اوسکی جاگیر اوسکے بیٹے کو
دیدی۔ سنہ ۹۳۰ھ ۱۵۲۳ء میں سلطان نے چنپانیر کے مفسدوں کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا حصار موڑاسہ کو
از سر نو تعمیر کیا۔ اور احمد آباد چلا گیا۔

عالم خان بن سکندر خان لودی فرزند دادی نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے
امرائے بزرگ کو قتل کیا بقیۃ السیف خطوط بھیجکر بندہ کو بلاتے ہیں فقیر مدتوں سے
اس امید میں آپکے خاندان کی خدمت کر رہا ہے کہ اپنے مقصد کو پہنچوں اب اس کا وقت آیا ہے
کہ میرا نصیبہ چمک جائے اب آپ ایسی عنایت کیجیے کہ ملک موروثی بندہ کو ہاتھ لگ جائے۔ سلطان مظفر
نے ایک جماعت اور نقد دیکر اوسکو رخصت کیا وہ ابراہیم شاہ دہلی سے لڑنے گیا جسکا بیان
شاہان دہلی کی تاریخ میں ہوا۔

سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں سلطان ایدر کو گیا۔ اثنا راہ میں شاہزادہ بہادر خان نے قلت دخل وکثرت
خرچ کی شکایت کی بڑے بھائی شاہزادہ سکندر کی برابر اوسنے مواجب علوفہ کی درخواست
کی سلطان نے اوسکو ٹال دیا وہ خفا ہوکر رائے سنگ راجہ ڈونگرپور کے ملک میں چلا گیا۔ اور پھر چتوڑ میں
رانا سنگا پاس آیا۔ دونو جگہ اوسکی بڑی خاطرداری ہوئی۔ پھر وہ اجمیر ہوکر میوات میں گیا۔
حسن خان میواتی نے اوسکی خوب مہمانداری کی۔ یہاں سے وہ دہلی گیا۔ ان دنوں میں بابر بادشاہ
دہلی کی تسخیر کو آیا تھا بادشاہ ابراہیم نے اس شاہزادہ کے آنے کو غنیمت جانا۔ وہ مغلوں سے
بہادرانہ لڑا۔ ابراہیم بادشاہ دہلی سے افغان متنفر تھے۔ تو بعضوں نے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو بادشاہ
بنائیں۔ ابراہیم کو کھٹکا نہ لگا۔ ابراہیم کو جب یہ خبر ہوئی تو شاہزادہ بہادر خان کو امرا کے

سد بہ وشی کرکے خود جونپور چلا گیا جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہنچی کہ شہزادہ دہلی میں گیا ہے اور بابر
بادشاہ مغلوں کی فوج لیکر حدود دہلی میں آتا ہے تو وہ بیٹے کی مفارقت سے نہایت مغموم
ہوا تو خداوند کو حکم دیا کہ بہادر خان کو لائے۔ انہیں دنوں میں گجرات میں قحط عظیم پڑا۔ اور سلطان
مریض ہوا۔ اور ہر روز مرض بڑھتا گیا۔ ایک دن سلطان مظفر نے رقت کرکے بہادر خان کو یاد فرمایا
ایک شخص نے فرصت پاکر عرض کیا کہ لشکر کے دو فرقے ہو گئے ہیں ایک گروہ شاہزادہ سکندر
خان کو چاہتا ہے اور دوسرا لطیف خاں کی طرف مائل ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاہزادہ
بہادر خان کی بھی خبر آئی یا نہیں عقلمندوں نے اسے یہ گمان کیا کہ وہ بہادر خاں کو اپنا ولیعہد کرنا
چاہتا ہے۔ مگر وقت کی ضرورت کے سبب دوم جمادی الاول ۹۳۲ھ میں سکندر خاں کو
بلاکر ولیعہد کیا اور بھائیوں کے حق میں اوسکو وصیت کی اور اوسکو رخصت کیا۔ پھر جمعہ کے روز دنیا
سے انتقال کیا۔ ۱۴ سال ۹ ماہ سلطنت کی ۵۶ سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ کہتے ہیں
سلطان مظفر نہایت متشرع و متورع تھا اور احادیث نبوی کا تتبع کرتا تھا خط نسخ و ثلث
و رقاع خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قران مجید لکھکر حرمین الشریفین کو بھیجا کرتا تھا۔ ایران و
توران و روم و عربستان کے اکابر و اشراف اُسکے عہد میں گجرات میں آئے۔ اون کے
حال پر نوازش کی محمود سیاوش کہ خوشنویسوں میں امتیاز رکھتا تھا شیراز سے گجرات میں آیا۔

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ

جب سلطان مظفر کی بیماری کو امتداد ہوا تو اوسکے بیٹوں سکندر خان و لطیف خان میں
مخالفت ہوئی سکندر خاں ولیعہد ہوا۔ و عماد الملک و خداوند خاں و فتح خاں سکندر شاہ کے
جانب دار ہوئے لطیف خاں ناچار اپنے اقطاع نذربار سلطان پور کو چلا گیا جب شاہ مظفر کو
امر ناگزیر پیش آیا تو سکندر شاہ سریر شاہی پر بیٹھا۔ نعش پدر کو سرکیج میں بھیجا۔ وہ وہاں
دفن ہوئی۔ وہ چنپانیر میں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شیخ چیتو ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سلطنت
شاہزادہ بہادر کے ہاتھ میں منتقل ہو گی۔ اوس نے شیخ جی کو بڑے بہوگ سنائے۔ شاہ نے
اپنی شاہزادگی کے ایام کے نوکروں کی رعایتیں کیں اور ولایتیں دیں باوجود اپنے باپ کے ادا

نوکروں کی دلجوئی نہ کی اس سبب سے سب امرا اس سے دلگیر شکستہ خاطر ہوئے خصوصاً عماد الملک حبشی
بہت آزردہ خاطر ہوا وہ سلطان سکندر کے باپ کا غلام تھا اور مظفر شاہ کو بڑا عزیز تھا سلطان سکندر کی
کے بعض تربیت یافتوں سے ایسی ناملائم حرکات صادر ہوئیں کہ رفتہ رفتہ سپاہ و رعیت کو اسے نفرت ہوگئی
اور زوال دولت انکا خدا سے چاہنے لگے سلطان نے ایک مجلس آراستہ کرکے ۱۰ سو گھوڑے
اور خلعت اعیان مملکت کو انعام دئے۔ اکثر یہ انعام بے موقع تھا خلائق اور زیادہ متنفر ہوئی
شہزادہ بہادر کے آنے کی خواہاں ہوئی سلطان اپنے کردار و افعال سے پشیمان ہوا اور ذرا
مآل کار کے تفکر میں ترسان و ہراسان ہوا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ ندربار و سلطان پور
کی نوج میں لطیف خاں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے اور وقت کا منتظر ہے اس لئے
سلطان سکندر نے شرزہ خاں کو لطیف خاں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا جب وہ ندربار کی حد میں
آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ملک لطیف سرداروں کی جماعت کے ساتھ کوہستان مولکا ہم جنگل چتوڑ میں
چلا گیا ہے۔ شرزہ خاں بھی اس جنگل میں راجہ چتوڑ جنگل اور قلبی مکان پر اعتماد کر کے جنگ کے
ساتھ پیش آیا شرزہ خاں اور اسکے سرداروں کو مار ڈالا۔ فرار کی راہ مسدود تھی۔ راجپوتوں نے
پیچھے سے آن کر ستر سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل گجرات شکست کو زوال سکندر کی فال سمجھے
سلطان سکندر نے قیصر خان کو اس جماعت کی تادیب کے لئے بہت سا لشکر دیکر بھیجا اس حال میں
امرائے مظفری نے کہ شرارت کے موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر تیرا
مارنا چاہتا ہے ہمیں تیرے ساتھ اخلاص ہے اسلئے ہم نے تجھکو مطلع کر دیا ہے عماد الملک نے
اسکا یقین کر لیا اور سلطان کی جان کے درپے ہوا۔ چنانچہ ایک دن شاہ سکندر سوار جاتا تھا
عماد الملک اپنی سپاہ کو مکمل کر کے سکندر کے مارنے کے قصد سے لے گیا مگر کامیاب ہوا۔ ایک شخص
نے شاہ سکندر سے جب یہ حال کہا تو وہ مغموم ہوا۔ مگر اس سادہ لوح نے جواب میں کہا کہ خلائق
چاہتی ہے کہ میں امراء و غلامان شاہی کو آزار پہنچاؤں عماد الملک بندہ ہمارے مورث کا ہے ہرگز
کیونکر وہ اس امر قبیح کو اختیار کریگا۔ بہادر خاں کے آنے کی خبر سننے سے بھی وہ پریشان تھا
رات کو خواب میں دیکھا کہ بعض بزرگوں نے اور اسکے باپ نے آکر اسے کہا کہ تو تخت سے دو

وہ دوسرے آدمی کی جگہ ہے بمظفر شاہ کے تخت کا وارث بہادر خان ہے - ۱۹ شعبان سنہ ۹۳۲ امرانے
اتفاق کرکے اوسکو مارڈالا وہ نو مہینے ۲ روز سلطنت کرگیا -

ذکر شاہی سلطان محمود بن سلطان مظفر گجراتی

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے اوسکے چھوٹے بھائی نصیر خان کو حرم سرا سے نکال کر
تخت شاہی پر بٹھایا شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا ابراہیم و ہر کسی بھاگ کر اطراف میں
چلے گئے - یہاں اونکے گھر غارت ہوئے سکندر کی نعش موضع ناموں نواح چنپانیر میں دفن ہوئی -
امرانے بادشاہ کو تہنیت دی عماد الملک نے دستور کے موافق امرا اور اعیان کو خلعت اور ایک سو اسی
خطاب دیے لیکن کسی کا علوفہ و مواجب نہیں زیادہ کیا - انہیں اکثر سلطان بہادر کے آنے کے
منتظر تھے - بعد اوسکی طلب میں رسل و رسائل میں سعی کرتے تھے جعفر شاہ اس باب میں خداوند خان
وتاج خان اور ون پر سبقت لیگئے تھے - بہادر خان بھی باپ کے مرنے کی خبر سنتے ہی گجرات کو
دوڑا چلا آتا تھا عماد الملک نے مضطر ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو خط کے ساتھ بہت روپیہ بھیجا
اور اوس کو سلطان پور و ندربار کی سرحد پر بلایا - راجہ پالبور (راجہ پولوہ) کو خط بھیجا کہ سرحد محمد آباد
چنپانیر پر آجائے - نہایت حزم و دور اندیشی سے بابر بادشاہ کو لکھا - کہ اگر اپنی افواج قاہرہ میں سے
ایک فوج بندر دیو میں بہیجدی جائے تو ایک کروڑ تنکہ نقد حضور کے خدمتگار ون کو مدد خرچ کے لئے
دونگا - برہان نظام شاہ نے تحفہ تحائف لے لئے اور یوں ہی تالم تولے بتلائے - راجہ پالبورہ
بسبب قرب جوار کے لشکر تیار کرکے نواحی چنپانیر میں آگیا - تہانہ دار ڈونگرپور کو عماد الملک کے
اس عریضہ کا حال معلوم ہوگیا تہا جو بابر بادشاہ کی خدمت میں بہیجا گیا تھا - امراء گجرات
کے قاصد دہلی میں شاہزادہ پاس اوسکے بلانے کے لئے پہونچ گئے تھے - اسی مادہ میں بایندہ
افغانان جونپور کی طرف سے بھی بہادر خان کے پاس آدمی آیا تھا کہ اوسکو جونپور لیجا کر وہاں
بادشاہ بنائیں جب وہ گجرات اور جونپور کی طرف سے بہادر خان کی طلب میں تقاضا
ہورہا تھا تو اوس نے کہا کہ میں جنگل میں جاکر اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دیتا ہوں جس طرف وہ
جائیگا میں جاؤنگا - گھوڑا گجرات کی طرف روان ہوا - تو بہادر اسی طرف چلا اور چتوڑ میں آیا

گجرات سے سپاہیوں نے متواتر بادشاہ سکندر کے مارے جانے کی اور نصیر خاں کے بادشاہ ہونیکی
خبر دی۔ شاہزادہ چاند خان و شاہزادہ ابراہیم بن مظفر شاہ کہ رانا کے پاس تھے وہ اس پاس آئے
وہ بھائیوں کی ملاقات سے مسرور ہوا۔ چاند خاں رخصت ہو کر دہلی آیا ابراہیم ہمراہ ہوا۔ تھوڑے
دنوں میں چتوڑ سے گذر ہوا تو ودے سنگھ راے مال پور (لوہ پور) اور بعض سکندر کے متعلقات
مثل ملک سرور و ملک یوسف و لطیف خاں کے اوسکی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے
ملک تاج جمال کے ہاتھ فرمان استمالت تاج خان اور اپنے ہوا خواہ امیروں کو بھیجا اور اپنے آنیکی
اطلاع دی۔ تاج خان عماد الملک سے ڈرا ہوا اندوقہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی قوم اور قبیلہ کی
آراستہ فوج لیکر سلطان بہادر کی خدمت میں آیا اور شاہزادہ لطیف خاں بن سلطان مظفر کو
جو اس پاس تھا مدد خرچ دیکر اپنے پاس سے رخصت کیا اور کہا کہ اب تمہارا سلطان مظفری و محمودی
آگیا تمہارا یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے لطیف خان وتا دہرتا فتح خاں پاس کہ سلطان بہادر
کا چچا زاد بھائی تھا ملتجی ہو کر گیا جب سلطان بہادر ڈونگر پور میں آیا تو سید خرم خاں و خوانین
استقبال کو گئے ہر طرف کے امرا اور سردار اس پاس آگئے۔ اس خبر کے سننے سے عماد الملک کے
ہوش اُڑ گئے لشکر کے جمع کرنے میں اور خزانہ کے خالی کرنے میں کوشش کی اور لشکر کو
آمادہ کر کے اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ قصبہ مہرسہ میں بھیجے کہ وہ جاکر خلائق کی آمد و
رفت کی راہ کو روکے اور کسی کو بہادر پاس نہ جانے دے جب بہادر قصبہ احمد نگر میں آیا تو
امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے ہوئے تھے اُس پاس آئے عضد الملک کے آدمی
قصبہ مہرسہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور عضد الملک محمد آباد میں عماد الملک پاس پہنچا جب شاہزادہ
بہادر قصبہ مہرسہ میں آیا تو تاج خان چتر و امارات شاہی لیکر اُس پاس آیا۔ اور ۲۴ رمضان
۹۳۲ھ کو شاہزادہ نہروالہ پٹن میں آیا۔ یہاں سے امارات بادشاہ کا اعلام کر کے احمد آباد
میں آیا۔ عماد الملک نے ایک سال کی تنخواہ سپاہ کو دیکر جنگ پر مستعد کیا لیکن اکثر امرا عماد الملک
سے زر لیکر سلطان سے مل گئے۔ بہاء الملک داور الملک جنہوں نے سلطان سکندر کو قتل کیا تھا
وہ عماد الملک سے بگڑ کر سلطان بہادر کی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے بمقتضاے وقت

ان کی دل جوئی کی اور تالیف قلوب میں کوشش کی۔ نصیر خاں المخاطب محمود خاں کی
سلطنت چار مہینے سے زیادہ نہ ہوئی +

ذکر شاہی سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی

روز عید رمضان ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ کو بہادر شاہ نے امرا اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد میں مسند
آبائی پر تکیہ لگایا۔ اوائل شوال میں وہ محمد آباد وچنپانیر کو روانہ ہوا۔
بارش کی ایسی کثرت ہوئی کہ اوسکو راہ میں کئی جگہ ٹھیرنا پڑا۔ سابرمتی ندی کے کنارہ پر ٹھیر کر
وہ آب مہندری کے کنارہ پر آیا۔ عماد الملک نے بہادر شاہ کے آنے کی خبر سن کر نواح بڑودہ میں
اپنا لشکر پھیلایا کہ بادشاہ کی توجہ کو ہٹائے مگر بادشاہ نے چنپانیر کو سیدھا سفر کیا۔ یہاں تاج خاں
نے عماد الملک اور اور سازش کرنے والوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الملک اور اوسکا بیٹا اور سیف خاں
اور بعض اور سرکش دار پر کھینچے گئے اور اونکا مال قرق ہوا۔ افیت الملک کو عماد الملک کا خطاب
ملا وہ مظفر شاہ کا قدیمی ملازم تھا۔ جب عضد الملک نے اپنے ساتھیوں کا یہ حال دیکھا تو وہ بڑودہ
سے بھاگا۔ راہ میں اوسکا تمام مال اسباب کولیوں نے لوٹ لیا۔ شمس الملک اوسکے پکڑنیکے لیے
بھیجا گیا۔ اور محافظ خاں کے پیچھے نظام الملک بھیجا گیا۔ یہ دونو مفرور راو دسنگہ راجہ پولوہ کے پاس چلے
گئے مگر بادشاہ کی سپاہ ایسی اونکے تعاقب میں گئی تھی کہ اونسے اونکا سب مال اسباب لوٹ لیا
غرض جو امرا کہ عماد الملک کے ساتھ سازش میں شریک تھے انہیں سے اکثر پکڑے گئے انہیں سے
بعض دار پر کھینچے گئے بعض توپوں سے ہوا میں اڑا دیے گئے۔ سبکا مال اسباب ضبط ہوا۔ لطیف خاں بن
شاہ مظفر کہ عماد الملک اور اور امرا کی طلب سے ان حدود میں آیا تھا وہ شہر میں آیا چند روز مخفی رہا۔
قیصر خاں اور الغ خاں اور بعض اور امرا نے لطیف خاں پاس پیغام بھیجا کہ اب یہاں زیادہ رہنا نہیں
چاہیے۔ وہ مایوس ہو کر ولایت پال پور میں چلا گیا۔ عضد الملک و محافظ خاں ولایت مورگانو
ہٹ وار کو چلے گئے۔ اس ملک کے شمال جنوب میں دریا تاپتی اور نربدا ہیں اور مشرق مغرب میں
اودے پور اور چول مہیشور۔ اب سلطان بہادر بفراغ خاطر رعیت پروری اور سرانجام لشکر میں
مشغول ہوا۔ جمہور خلائق عموم طوائف کو انعام سے بہرہ مند کیا۔ اس زمانہ میں گجرات کا دار الملک

قلعہ محمد آباد چنپانیر کہا جاتا تھا اور جسمیں تخت پہ بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا اسلئے ۲۶ ذیقعدہ ۹۳۲ھ (۱۵۲۶ء) کو
یہاں بادشاہ نے سر پہ تاج رکھا اور معمولی مراسم جلوس ادا کی گئیں اور غازی خاں کو ندربار اور سلطانپور
کی حکومت عنایت ہوئی انہیں ایام میں خبر آئی کہ عضد الدولہ و محافظ خاں کے بہکانے سے شاہزادہ
لطیف خاں کوہستان میں نواحی ندربار اور سلطانپور میں آیا ہے اور فتنہ و فساد کا ارادہ رکھتا
ہے غازی خاں اوسکی رفع دفع کے لئے مقرر ہوا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں قحط پڑا ہوشیار الملک
خزانچی بہادر شاہ کے ساتھ تھا اوسکو حکم بادشاہ نے دیا کہ جو شخص سوال کرے ایک مظفری اوسکو
دیدو اور شہروں میں جا بجا لنگر خانے جاری کئے۔ غرض رعایا کی ترفیہ حال میں کوشش کی کہ
بلاد گجرات میں تازہ رونق ہوگئی۔ ابھی مدت نہ گذری تھی کہ ارباب فتنہ نے حرکت کی شجاع الملک
بھاگ کر لطیف خاں کے ملا سلطان نے الغ خاں کو دولتخواہ جان کر بہت سے لشکر کے ساتھ
لطیف خاں کے لئے مقرر کیا وہ ابھی روانہ ہوا تھا کہ دولتخواہوں نے معروض کیا کہ
قیصر خاں و الغ خاں دونو سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ شریک تھے اب
بھی مخفی طرح سے لطیف خاں کی مدد کرتے ہیں تاج خاں نے عرض کیا کہ ان دونو نے
لطیف خاں کو بغیر معارفت راہ سے تا دوست میں طلب کیا ہے۔ اور کلام اللہ پر قسم کھا کر کہا
اس میں کچھ خلاف نہیں ہے دوسرے روز قیصر خاں اور الغ خاں محبوس ہوئے۔ چند روز بعد داور الملک
جو بہانہ بنا کے باہر چلا گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک خواجہ ہو کہ اس جماعت کی مصاحبت سے
متہم تھے انکو پا برہنہ دست بستہ دربار عام میں حاضر کیا۔ اہل شہر نے ہجوم کرکے ان کے گھروں کو
تاراج کر لیا ضیاء الملک نے گلے میں ستی ڈال کر عجز و زاری کی بابت پچاس لاکھ تنکہ خون بہا کے
دیکر عفو کی درخواست کی۔ غرض ان دونو کی یوں جان بچی اور مملکت فتنہ و فساد کی خاشاک
سے پاک ہوئی اور کوئی دغدغہ نہیں رہا۔

۹۳۳ھ (۱۵۲۶ء) میں سلاحدار خاصہ کی دو ہزار آدمیوں کی جماعت جامع مسجد میں دادخواہ آئی کہ
ہم کو تنخواہ نہیں ملی ہے اور خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ ان
سرکشوں کا ارادہ شاہزادہ لطیف خاں پاس جانیکا ہے مگر اونے انکا تنخواہ علوفہ دیدیا

انہیں ایام میں غازی خان کی عرضداشت آئی کہ لطیف خان نے اپنی کل جمعیت کے ساتھ سلطانپور
میں آکر مخالفت کا علم بلند کیا میں اوسکے مقابلہ کو گیا۔ کارزار کے بعد عضدالملک و محافظ خاں بھاگ گئے
رائے بھیم مع اپنے بھائیوں کے لڑائی میں مارا گیا۔ اور شاہزادہ لطیف خاں زخمی ہوکر گرفتار ہوا
سلطان نے یہ سنتے ہی لطیف خاں کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکے زخموں کی مرہم پٹی شروع
کی وہ ایسے کاری تھے کہ اچھے نہ ہوئے اور شہزادہ مرگیا +
انہیں دنوں میں اودے سنگھ راے پولوہ نے قیصر خان کے قتل ہونے کی خبر سنکر قصبہ دہود
(دہود) کو غارت کیا اور بہت سا مال ضیاء الملک پسر قیصر خاں سے لے لیا۔ اور ملک کو خراب کرنا
شروع کیا۔ اس خبر کو سنکر سلطان ایسا مضطر ہوا کہ وہ خود عزیمت کرنی چاہتا تھا کہ تاج خاں نے
عرض کیا کہ ابتداء سلطنت میں اس قسم کے بہت سے حادثات واقع ہوتے ہیں کچھہ تردد کا مقام نہیں
ہے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور کریں تو اللہ کی عنایت سے اور ظل اللہ کے اقبال کی برکت سے
مفسد کی گوشمالی کردونگا سلطان نے فی الفور اوسکو خلعت دیکر ایک لاکھہ سوار کا سپہ سالار بناکر
رائے اودے سنگھ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ تاج خان نے رائے کی ولایت میں جاکر اسکو ویران
کرنا شروع کیا۔ رائے نے اپنی معافی تقصیر کے لئے ایلچی بھیجے مگر بادشاہ نے اوسکے قصور نہیں
معاف کئے اسلئے تاج خان نے پہلے سے زیادہ اوسکی مملکت کی خرابی میں کوشش کی۔ ناچار رائے
اودے سنگھ نے ایک قلب جگہہ کو اختیار کیا اور تاج خان سے لڑا۔ رائے کی ایک جماعت کثیر قتل
ہوئی اور مسلمانوں میں سے ایک آدمی مارا گیا۔ چندروز ولایت رائے میں تاج خان رہا اور پھر بادشاہ
کے حکم سے وہ اس پاس آیا +
سنہ ۹۳۹ھ (۱۵۳۸) میں سلطان بہادر باگر اور واگڑ کے ملکوں میں گیا اور یہاں سے چانپانیر میں مراجعت کی
اور پھر چلا گیا کہ قلعہ کی درست کرائے۔ یہاں سے کھمبایت میں آیا۔ یہاں سمندر کی سیر کو ایک دن
آیا تھا کہ ناگاہ ایک جہاز بندر دیو سے آیا اور اہل جہاز نے یہ خبر سنائی کہ فرنگیوں کا جہاز بادشاہ
بندر دیپ میں لائی ہے قوام الملک نے فرنگیوں کو پکڑ کر غلام بنایا۔ بادشاہ اس خبر کو سنکر خشکی کی
راہ سے بندر دیو میں گیا قوام الملک ان فرنگیوں کو سلطان کے سامنے لایا سلطان نے ان کی

ایک مجمع کثیر کو مسلمان بنایا۔ پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فرنگیوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور آخر کو وہ رہا ہو گئے۔ افسر جہاز کا نام جمیس دی میکواسٹ تھا اور سو آدمی جہاز میں تھے۔ یہ تحقیق ہے کہ یہی افسر چتوڑ کے حملہ میں سلطان کے ساتھ شریک تھا اور یہی سفیر بن کے نیو نودی کنہا پاس اُس سال میں بھیجا گیا تھا کہ بادشاہ کی جان گئی تھی +

جب بہادر اپنی دار الخلافت میں آیا تو میراں محمد شاہ حاکم آسیر خواہرزادہ سلطان بہادر کا نوشتہ آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بحری و قاسم ترک بیدری از روئے تعدی برار میں داخل ہوئے۔ علاء الدین عماد شاہ کے ملتجی ہونے گئے ہیں اوسکی مدد کو گیا اور سخت لڑائی ہوئی فقیر نے ایک جماعت کو اپنے آگے سے ہٹایا۔ اسی حال میں برہان نظام شاہ بحری نے کمین میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر حملہ کر کے شکست دی چھ یا تین سو ہاتھی فقیر کے لوٹ لئے اور قلعہ ماہور کہ اس بلاد کے اعظم قلعوں میں سے ہے بہ تعدی وہ متصرف ہوا۔ اب جو حضور کا فرمان عالی ہو نفاذ پائے میں اسکو اپنی عین بہبود جانوں گا۔ بہادر شاہ نے جواب میں یہ فرمان صادر کیا کہ سال گذشتہ میں علاء الدین عماد شاہ کا عریضہ آیا تھا۔ ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جا کر فریقین میں صلح کرا دی تھی۔ اب برہان نظام کی طرف سے ابتدا بیشدستی کی ہوئی ہے مظلوم کی اعانت کریم کی ہمت پر فرض و واجب ہوتی ہے وہ میں کرونگا +

محرم ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں ولایت نظام شاہ کی تسخیر میں سلطان مع لشکر گران متوجہ ہوا قصبہ پٹودہ میں سپاہ کے سامان میں ایک مدت لگی۔ اواسط سال مذکور میں جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلوں کے استیلا سے جلا وطن ہو کر سلطان بہادر پاس التجا لایا۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی کے لئے دس لاکھ تنکہ اوسکو خرچ کے دیکر وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا ملک مع روپئی مغلوں کے ہاتھ سے نکال کر تجھے دیدونگا۔ اس فیاضی سے بہادر شاہ کی شہرت ایسی ہو گئی تھی اسکے درگاہ میں غریب بعید کی راہ سے آتے۔ برادر زادہ راجہ گوالیار پوربیہ رجپوتوں کی جماعت کے ساتھ بہروجن بدھی راج برادر زادہ رانا سنگا اور بعض اور معتبران کر سلطان کے نوکر ہوئے بعض امیران دکن بھی سعادت حضور سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ شاہ نے نواحی محمد آباد چینپانیر میں بہت قصبوں کو

گیا تہا تو علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر اپنے بیٹے خضر خاں کو اس پاس بہیجا اور معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری کا غرور و تکبر اس حد پر بڑہ گیا ہے کہ اوسکو صلاح کا خیال ہی نہیں ہے اگر آپ ایک دفعہ دکن میں سواری فرمائیں تو میرا مقصود حاصل ہوجاویگا۔ سلطان بہادر نے اسکی التماس پر خیال کرکے دکن کی طرف کوچ کیا۔ دریاء نربدا کے کنارہ پر میراں محمد فاروقی آن ملا وہ منت کرکے شاہ کو برہانپور لیگیا وہاں اوسکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی پیشکش میں ہاتھی گھوڑے دئے یہاں عماد شاہ جریدہ کا دل سے آنکر اوسکی ملازمت میں آیا۔ اب گجرات اور خاندیس اور برار کی سپاہیں ملکر بہادر شاہ کے ماتحت برار میں ماہور کی طرف چلیں جسکی حوالی میں برہان نظام شاہ تہا جب وہ جالنہ پور میں آئے اور چند روز مقام کیا اور بہادر شاہ نے اس ملک کی جمع کی تو عماد الملک نے مضطرب ہوکر برار میں سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑہوایا میراں محمد شاہ فاروقی کو اپنا ولیعہد بنایا سلطان وہاں سے کوچ کرکے آگے گیا (اسکا حال وقائع نظام شاہیہ میں لکہا ہے) احمد نگر میں پہنچا یہاں ایک مہیب خواب دیکہا تو دولت آباد میں چلا گیا اور بالا گہاٹ میں قلعوں کے عوض پر او ترا عماد الملک کو بہت سے امرا گجرات کے ساتھ اس قلعہ کے محاصرہ کے لئے متعین کیا۔ کچھ دنوں بعد علاء الدین عماد شاہ نے دکنیوں سے موافقت کی اور سلطان بہادر کے پاس سے نادم و پشیمان ہوا وقت شب خیمہ و خرگاہ سے قطع نظر کرکے بہاگ گیا۔ دکنیوں نے گجراتیوں کی راہیں بند کر رکھی تہیں اور غلہ و آذوقہ پہنچنے نہ دیتے تہے برہان نظام شاہ بہی تہوڑے فاصلہ پر مقابلہ کے لئے آگیا تہا فی الجملہ غلہ کے قحط کے آثار ظاہر ہوئے اسوقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو یہ نوید دی کہ میراں محمد شاہ کے جو ہاتہی میں نے لوٹے تہے انکو واپس کرکے اوسکو میں نے راضی کر لیا ہے اور احمد نگر میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑہوایا ہے سلطان ۹۳۶ھ میں گجرات میں آگیا اور محمد آباد میں برسات گزری ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فانیو میں خداوند خان ور فیع الملک الملخاطب بعماد الملک کو آراستہ لشکر اور بہت ہاتہیوں کے ساتھ بہیجا اور خود کہنبایت میں گیا ایک روز وہاں رہا پہر بندر دیو میں گیا۔ بنادر کے لئے جہاز وہاں آئے ہوئے تہے اونسی قماش ور او راجناس خرید میں مخل اونکے ۱۴ سو رومی پستے وہ مونہہ تہے مصطفی خاں رومی کے ساتہ

ایک جماعت برسم تجارت آئی تہی انکا تفقد احوال کرکے انکو ایک منزل مناسب میں اتارا اور
ملک ایاز کو ان مسافروں کی خاطرداری کے لئے چھوڑکر خود ولایت بانسوالہ و ڈونگر پور گیا
وہاں نہب کی آتش روشن کرکے رایوں سے پیشکش لی اور محمد آباد چنپانیر کو معاودت کی۔
عمر خاں و قطب خاں اور ایک جماعت امرا یہ سب بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات میں آگئے تھے
انکو طلب کرکے تین سو قبا زربفت اور پچاس گہوڑے اور چند لاکہہ تنکہ نقد انعام میں دیئے
نہروالہ میں وہ گیا اور واگر میں آیا یہاں انکا عمدہ انتظام کیا۔ ہر جگہ تھانہ مقرر کیا۔ پرسرام راجہ
رانگل لاعلاج ہوکر بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اسکا بیٹا بادشاہ کے سامنے مسلمان ہوگیا اور
بادشاہ کے مقربوں میں داخل۔ پرسرام کا بھائی جگت رائے۔ اپنی جماعت کے ساتھ کوہ و
بیابان میں پھرتا تھا۔ اوسوقت جان کے خوف سے رائے رتن جی رانا سنگا سے ملتجی ہوا اسکا
اپنی ملازمت میں لے لے۔ اتفاقاً سلطان بہادر شکار کہیلتا ہوا بانسوالہ میں آیا۔ رانا رتن کی
سفارش سے جگت کے قصور سلطان نے معاف کردئے۔ سلطان نے موضع گہاٹ کرچی میں
ایک مسجد عالی بنائی اور یہ قصبہ پرتھی راج کو دیا اور ولایت واگر کو پرتھی راج اور جگت کے
درمیان برابر برابر تقسیم کردیا۔ چند روز شکار کے لئے یہاں مقام کیا کہ مخبروں نے خبر پہنچائی
کہ سلطان محمود خلجی کہ سلطان مظفر شاہ کا ممنون احسان اور رہین امتنان ہوا تہا
اسنے شرزہ خان حاکم منڈو کو اسلئے بہیجا کہ ولایت چیتوڑ کے قصبات کو غارت کرے
اجین میں سلطان کا دولت را حاکم تہا اوسنے سلطان خلجی کا مقابلہ کیا۔ اسی حال میں
رائے رتن کے ایلچی یہ استدعا کرتے ہوئے آئے کہ سلطان محمود خلجی کا سلطان بہادر
مائل ہوکر اوسنے بیوجہ سلسلہ عداوت کی تحریک کی ہے اوسیوقت خبر آئی کہ سلطان محمود
اجین سے سارنگ پور میں آیا ہے سلہدی پوربیہ کو مارنے کے قصد سے ہمراہ لے گیا ہے۔
سلہدی اوسکے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر معین خان ولد سکندر خان میواتی سے اتفاق کرکے
ولایت چیتوڑ میں آیا۔ پہر سکندر خان اور بہوپت بن سلہدی سلطان بہادر کی
ملازمت میں آئے سلطان نے سات سو زربفت کے خلعت اور ستر گہوڑے انکو

انعام میں بھیجے اور دلجوئی کی اس اثناء میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ دریا خان کے ہاتھ اس مضمون کا
پہنچا کہ میں بھی شرف حضور حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن چند موانع ایسے پیش آگئے کہ اسمیں
التوا ہوا انشاء اللہ تعالی اب میں ملاقات گرامی سے مسرور ہونگا سلطان بہادر نے
دریا خان سے کہا کہ چند مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سلطان محمود کی ملاقات کی نوید کان میں آئی ہے
اگر وہ ملاقات کو آویگا تو اوسکے پاس سے جو امرا بھاگے ہیں اونکو اپنے پاس جگہ نہ دونگا
دریا خان کو رخصت کر کے سلطان بالنوالہ میں آیا چند روز بعد سلطان کی خدمت میں
رانا رتن سی اور سلہدی آئے سلطان نے بتیس ہاتھی اور پندرہ سو خلعت زربفت کے اونکو
دیے چند روز بعد رتن کو چیتور رخصت کیا اور سلہدی کو اپنے پاس رکھا سلطان محمود خلجی کے
وعدہ پر ملاقات کے لیے سلطان بہادر ٹانڈہ میں آیا۔ اور یہ قرار پایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آگئے تو
اوسکی مہمانداری یہاں کی جائے اور پہر وہ اوسکے ساتھ گھاٹ دیولہ تک جائے اور یہاں سے
اپنے دار الملک کو مراجعت کرے۔ یہاں ٹانڈہ میں دس روز تک سلطان محمود کے آنے کا انتظار
کیا گیا کہ دریا خاں اوسکے پاس سے آیا اور اوسنے کہا کہ سلطان محمود خلجی شکار میں گھوڑے سے
گر پڑا اوسکا ایک بازو ٹوٹ گیا اس وضع سے آنا مناسب نہیں سلطان بہادر نے دریا خاں
سے کہا کہ سلطان بارہا خلاف وعدہ کر چکا ہے اگر اوسکی مرضی ہو تو ہم اوس پاس جائیں۔
دریا خان نے کہا کہ شاہزادہ چاند خاں بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود خلجی کے پاس ہے۔ اگر شاہ
وہاں جائے اور اوسکو طلب کرے تو اوسکا دینا بہی مشکل ہوگا اور نگاہ رکھنا نہایت متعذر ہوگا
اور فی الحقیقت یہ امر آپکا مانع ہے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ میں شاہزادہ چاند خاں کو نہیں طلب کرونگا
سلطان محمود خلجی سے کہدو کہ وہ جلدی ہمارے پاس آئے سلطان محمود خلجی کے ایلچی نے
سلطان بہادر کا ارشاد اوسکو سنا دیا۔ بہادر شاہ پے در پے منزلیں طے کرتا تھا اور سلطان محمود
خلجی کی راہ دیکھتا تھا جب وہ دیبال پور میں آیا تو معلوم ہوا کہ سلطان محمود خلجی کا ارادہ ہے
کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین کا خطاب دیکر قلعہ منڈو میں رہنے دے
اور خود قلعہ سے جدا ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھے اور کسی سے ملاقات نہ کرے

اسی اثنا میں سلطان محمود خلجی کے بعض امرا اوسکی بدسلوکی سے آزردہ ہوکر سلطان بہادر کی خدمت میں آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ سلطان محمود خلجی بہ لطائف الحیل تا لتا ہے اور اصلا وہ اختیار سے نہیں آئے گا۔ سلطان بہادر کوچ بر کوچ کرکے شادی آباد منڈو کی جانب چلا جب نعلچہ میں آیا تو منڈو کے محاصرہ کے واسطے لشکر معین کیا۔ محمد خاں آسیری غربی جانب میں مورچل شاہ پول میں مقرر ہوا لقمان کو پھل پھول میں مقرر کیا اور پوربیہ جماعت کو سہلدانہ میں تعین کیا۔ خود موضع محمود پول کے محلوں میں قیام کیا۔ ۲۹ شعبان ۹۳۷ھ ۱۵۳۱ کی شب کو سلطان بہادر نے بہادروں کی جماعت لیکر منڈو کے دو آدمیوں کی رہنمونی سے قلعہ میں آنکر فصیل پر اتنی دیر توقف کیا کہ بہت سے آدمی قلعہ کے اندر آگئے اور صبح کی نماز وقت وہ سلطان محمود خلجی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہل قلعہ اس طرف سے کہ نہایت مرتفع تھے خاطر جمع رکھتے تھے وہ اسوقت واقف ہوئے کہ قلعہ بیگانوں سے بہر گیا۔ اب اہل قلعہ ہر طرف بھاگتے پہرتے تھے شہزادہ بہاند خاں بہی قلعہ سے اتر کر فرار ہوا۔ سلطان محمود خلجی ایک جماعت قلیل کو مسلح کرکے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر اپنے میں قوت مقاومت نہیں دیکھی تو شہر سے باہر گیا اور پہر مقربوں میں سے ایک کی رہنمونی سے اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے اپنے محل میں آیا۔ سلطان بہادر نے اطراف محل کو گہیر رکہا تہا اور لشکریوں سے کہہ دیا تہا کہ یہ سلطان اور امیروں کی حرم سرا ہے وہ امان میں ہے کوئی شخص لشکر سے کسی ایک شخص کے مال اور عرض کا متعرض نہ ہو اسواسطے سلطان محمود خلجی کے بعض ہواخواہوں نے کہا کہ شاہ گجرات ہر چند بے مروتی کرے مگر اس حال میں بہی اوسکی مروت اور ونکی مروت سے زیادہ ہوگی وہ ناموس سلطان کی حفظ میں کوشش کریگا۔ اور ظن غالب ہے کہ رسم پدری کو اختیار کرکے ولایت مالوہ آپ ہی کو دیدے گا۔ سلطان بہادر نے لعل محل کے بام پر آکر ایک شخص کو سلطان محمود خلجی پاس بہیجکر اوس کو بلایا۔ وہ سات امیروں کے ساتھ آیا۔ سلطان بہادر اوسے عفو کرنا چاہتا تہا اوسنے متکلم ہوکر پوچہا کہ نہ آنے کا سبب کیا تہا۔ محمود نے اسکا درشت جواب دیا جس سے بہادر شاہ نے مکدر ہوکر اوس کو مع فرزندوں کے الف خاں آصف خاں کو

سپرد کرکے محمود آباد چنپانیر میں بھیدیا۔ خود منڈو میں ٹھیرا اور امراء مالوہ کو گجرات میں اقطاع دیں اور امراء گجرات کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں میران محمد شاہ فاروقی کو معزز و مکرم برہانپور روانہ کیا ۹۳۸ھ میں بہادر شاہ برہانپور و آسیر کی سیر کو گیا اور برہان نظام شاہ نے بخلاف اسمٰعیل عادل شاہ کے لفظ شاہی کو اپنے اسم کا جز بنا یا تھا اور میران محمد شاہ فاروقی کی دلالت سے وہ برہان پور میں آیا تھا۔ شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے بہادر شاہ نے سلطان محمود خلجی کا چتر سفید و آفتاب گیر و سراپردہ سرخ برہان نظام شاہ بحری کو دیا۔ اور اوسے کہا کہ میں نے تجھکو نظام شاہ بحری کا خطاب دیا جسکے معنی یہ ہیں کہ دشمنوں کو بادشاہی سے معزول کیا اور دوستونکو بادشاہی پر پہنچایا۔ سلطان بہادر شاہ کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر و برہان پور کے ساتھ اوسکو بادشاہ دہلی کی جنگ کے لئے بھیجے اوسنے دہلی کی فتح کا ارادہ دل میں ٹھان لیا تھا۔ حالانکہ اسکے برخلاف وقوع میں آیا۔ کیونکہ نظام شاہ بحری جب بہادر شاہ کی لڑائی ہمایوں بادشاہ سے ہوئی تو بہادر شاہ کے ہمراہ نہیں ہوا۔ بلکہ کئی سال پیشتر اوسنے ہمایوں بادشاہ کی بارگاہ میں اپنی حاجب بھیجکر ولایت گجرات کی تسخیر کی تحریص کی۔ کہتے ہیں کہ برہان نظام شاہ کے وزیر شاہ طاہر سے بہادر شاہ ایسا خوش ہوا تھا کہ وہ اپنا وکیل السلطنت کرنا چاہتا تھا۔ شاہ طاہر نے اوسکے نہ قبول کرنے کا بہانہ یہ بنایا کہ میں مکہ جاتا ہوں۔ حالانکہ وہ مدتوں احمد نگر میں رہا اور برہان نظام شاہ دوم کو شیعہ مذہب میں لایا چتر و سراپردہ کا سرخ رنگ سبز رنگ سے پہلے بدلوایا کہ یہ رنگ بارہ اماموں کی نشانی ہے اسکا کلی و جزوی حال تاریخ نظام شاہیہ میں بیان ہوگا نظام شاہ نے خوش دل و کامیاب ہوکر احمد نگر میں مراجعت کی اور بہادر شاہ منڈو سے مہاربیں آگیا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ نے سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بلکہ سلطان ناصر الدین کی بعض حرمیں اپنے گھر میں ڈال لیں تھیں اور اب بھی اوسکے گھر میں تھیں اس سبب سے وہ بہادر شاہ پاس آنا نہیں چاہتا تھا سلطان بہادر نے کہا کہ خواہ وہ آئے یا نہ آئے ہم پہ فرض عین ہی نہیں فرض ہے

کہ مسلمان عورات کو کفار کی عبودیت کے خلاص دلائیں اور اوسکو تادیب بلیغ کریں اوسنے مقبل خان کو
محمد آباد چانپانیر کو رخصت کیا کہ وہاں جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو لشکر و توپخانہ
و خزانہ سمیت اس پاس بھیجے۔ اختیار خان لشکر گران کے ساتہہ ۱۲ ربیع الاول سال مذکور کو
قصبہ دہار میں سلطان بہادر سے ملا۔ بادشاہ نے گجرات جانے کی شہرت دی اور وہ مندو
میں آیا اور اختیار خان کو یہاں کی حکومت دیکر ۱۵ جمادی الثانی کو نعلچہ میں آیا۔ اس اثنا میں
بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ اوسکے ہمراہ تہا عرض کیا کہ حضور گجرات جاتے ہیں اگر
بندہ کو اجین جانے کی رخصت ہو تو سلہدی کو حضور کی ملازمت میں لے آؤں سلطان بہادر
نے اوسکو رخصت دی اور متواتر کوچ کرکے خود اجین میں ۱۵ ماہ مذکور کو قصبہ دہار میں آیا۔
لشکر کو یہاں چھوڑ کر بہ تقریب شکار شتجل پور میں گیا۔ اس خبر کو سلہدی نے سنکر اپنے بیٹے
بھوپت کو اجین میں چھوڑا اور خود بادشاہ کی ملازمت میں آیا۔ امیر نصیر سلہدی پوربیہ کو
بلانے گیا تہا۔ اوسنے سلطان سے خلوت میں عرض کیا کہ سلہدی کو اطاعت کا خیال نہیں
فقیر اسکو کہنایت و ایک کروڑ تنکہ نقد دینے کا فریب دیکر یہاں لایا ہے ورنہ وہ یہ چاہتا
تہا کہ قلعہ کو چھوڑ کر ولایت میوات کو چلا جائے اب اگر چلا جائیگا تو پہر اسکا دیکہنا محال ہوگا۔ بادشاہ
شتجال پور سے دہار کو روانہ ہوا لشکر کو باہر چھوڑ کر قلعہ دہار میں آیا اور سلہدی کو بھی ساتہہ
لایا۔ جونہیں بادشاہ قلعہ میں داخل ہوے موکلوں نے آکر سلہدی کو دو خواصوں کے ساتہہ گرفتار
کیا ایک خواص نے غل مچاکر خنجر نکالی۔ سلہدی نے کہا کہ یہ خنجر تونے میرے مارنیکے واسطے
نکالا ہے تو اوسنے کہا کہ میں نے تمہارے ہی لئے ایسا کیا ہے۔ جب تمکو اسنے آسیب پہنچتا
تو میں اپنے تئیں مارتا ہوں مجہسے یہ صدمہ نہیں دیکہا جاتا۔ خنجر شکم پر مارکر وہ مر گیا۔ جب
سلہدی کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو اہل شہر نے اسکا گہر لوٹ لیا اور بہت آدمیوں کو
مار ڈالا۔ بقیۃ السیف بھاگ کر اوسکے بیٹے بھوپت پاس گئے اوسکے ہاتہی گہوڑے اور
اسباب سرکار شاہی میں ضبط ہوئے اور سلطان نے رفیع الملک کو بھوپت کے سر پر بہیجا
لشکر کے ساتہہ خداوند خان کو چہوڑکر خود اجین گیا۔ دریا خان مالوی کو اجین کی حکومت

ارزانی کی اور خود سارنگپور میں گیا اور سارنگپور ملوخاں بن ملوخان کو سپرد کیا ملوخان
منڈو سے بھاگ کر سلطان مظفر کا نوکر ہوا تھا شیرشاہ سور کی عہد میں اوسنے اپنا لقب قادر شاہ
رکھا تھا اس دیار میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکہ چلتا تھا اسکا حال عنقریب بیان
ہوگا حبیب خان والی اشتہ کو اشتہ روانہ کیا خود بھیلسہ اور رائسین کا عازم ہوا حبیب خان
نے پوربیہ کی ایک جماعت کثیر کو مارا اور اشتہ پر قابض ہوا جب بھیلسہ میں شاہ آیا تو معلوم
ہوا کہ یہاں اٹھارہ سال سے آثار اسلام منقطع ہوئے ہیں اور علامات کفر شایع — اس منزل میں
مخبروں نے یہ خبر دی کہ بھوپت ولد سلہدی باپ کی گرفتاری کی اور اپنے واسطے رفیع الملک کے
معین ہونے کی خبر سنکر کمک کیواسطے چتوڑ گیا ہے اور لکھمن برادر سلہدی حصار رائسین کو
استوار کرتا ہے اور معرکہ آرائی کے لئے سعی کرتا ہے اور چتوڑ کی کمک کا منتظر بیٹھا ہے۔
سلطان بہادر نے یہاں دو تین روز اسلئے قیام کیا کہ مسجدوں کی تعمیر کا انتظام کرے۔ پھر
۷۔ جمادی الاولی کو رائسین کی طرف چلا۔ ابھی اسکا لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ کی دو
فوجیں قلعہ سے اتریں سلطان بہادر نے تھوڑے آدمیوں سے اونپر تاخت کی اور دو تین آدمیوں کو
مار ڈالا۔ پھر گجرات کی سپاہ پے درپے آئی اور اوسنے مخالفوں کو مارا۔ پوربیہ بھاگ کر قلعہ میں چلے
گئے دوسرے روز حصار کو مرکز دار سب طرف سے درمیان میں کر لیا۔ مورچلوں کو تقسیم کیا ساباط
ایسے بنائے کہ چند روز سے وہ قلعہ پر مشرف ہوگئے۔ سلطان نے رومی خان کو اہل توپخانہ
حوالے کئے اور خود اپنی منزل میں چلا آیا۔ رومی خان نے توپوں کے زور سے قلعہ کے برجوں
کو اڑایا اور دوسری طرف سے نقب لگائی کہ کئی گز دیوار گر پڑی۔ سلہدی نے احوال قلعہ اور
پوربیہ کی زبونی اور توقف خصم پر نظر کرکے پیغام دیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر مجھے اجازت
ہوگی تو میں قلعہ میں جاکر اوسکو خالی کراکے حضور کے حوالہ کرا دونگا۔ سلطان اس خبر سے
مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کیا کلمہ توحید سکھایا۔ اپنے ساتھ طرح طرح
کا کھانا کھلایا اور خاص خلعت دیا اور اپنے ہمراہ قلعہ کے نیچے لایا۔ سلہدی نے اپنے بھائی
لکھمن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اب میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ بہادر شاہ ابھی ملوہمت سے

مجھے مراتب عالی پر پہنچائیگا لائق یہ ہے کہ قلعہ ملازمان شاہی کو حوالہ کیا جائے۔ اور ہم تم
بادشاہ کی خدمت میں رہیں۔ لکھمن نے خفیہ بھائی سے کہا کہ اب تیرا حزن کرنا تو مسلمانوں
کے مذہب میں روا نہیں ہے۔ رانا کو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ کمک کے لیئے بھوپت لیکر
آتا ہے۔ چاہیے کہ قلعہ کے لینے میں چند روز توقف کیا جائے سلہدی نے سلطان سے
کہا کہ آج مہلت دیجائے کل دوپہر کے بعد قلعہ خالی کر کے سلطان کے ملازموں کو حوالہ کیا جائیگا
سلطان بہادر مراجعت کر کے اپنی منزل میں آیا۔ دوسرے روز دوپہر تک انتظار کیا جب
میعاد وقت پر ایک ساعت گذری سلہدی نے عرض کیا کہ اگر بندہ کو قلعہ کے نزدیک
جانے کی اجازت ہو تو استکشاف کر کے صورت حال کو عرض کروں یہ امر سلطان کی
عنایت سے دور نہیں معلوم ہوتا۔ سلطان بہادر نے سلہدی کو اپنے معتبروں کے ساتھ
قلعہ کے نزدیک بھیجا سلہدی افتادہ شکستہ برج کے پاس گیا اور نصیحت کرنی شروع کی
کہ اے راجپوتان غافل اور اے خویشان جاہل مسلمانوں سے حذر مانگو کہ سلطان بہادر
اس مورچل سے آنکر تمکو ماریگا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ فی الفور برجون کو وہ تیار کرلیں۔
لکھمن نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر سمجھ گیا سلہدی ظاہر میں پھر آیا۔ لکھمن استحکام قلعہ میں مصروف
ہوا اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ بھوپت کے بلانے کو
روانہ کیے۔ یہ پسر سلہدی باہر آیا تو نصیبونکی شامت سے بادشاہی لشکر سے دوچار ہوا
اور لڑائی ہوئی۔ فوج گجرات نے بہت راجپوت مارے اور پسر سلہدی کا سر کاٹ کے
اور راجپوتوں کے سروں کے ساتھ سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جب سلہدی نے
بیٹے کے مرنے کی خبر سنی تو اوسکے ہوش اڑے اور سلطان نے سلہدی کے خدعہ پر اطلاع
پاکے اوسکو برہان الملک کے حوالہ کیا کہ قلعہ شادی آباد منڈو میں محبوس رکھے۔ اس اثناء میں
خبر آئی کہ بھوپت جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے رانا کو ہمراہ لیکر متواتر کوچ کرتا ہوا چلا آتا
ہے اس خبر کے سننے سے سلطان کی قوت غضبی جوش میں آئی اوسنے کہا کہ اگرچہ میں تنہا
ہوں بمقتضائے نصوص قرآنی ایک مسلمان دس کافروں کو کافی ہے۔ فی الفور میران محمد شاہ

فاروقی فرمان روائے برہانپور اور قیصر الملک یعنی خطاب عماد الملک کا اوسکی تادیب کیلئے روانہ
کیا۔ جب یہ کھیرار میں پہنچے پورن مل کہ سلہدی پوربیہ کا بیٹا تھا دس ہزار راجپوت پوربیہ
کے ساتھ وہاں آیا۔ میران محمد شاہ فاروقی نے عرضداشت بھیجی کہ پورن مل ولد سلہدی
رانا سے ملا ہے اور رانا بھی قریب آگیا ہے اسکی جمعیت اندازہ سے باہر ہے۔ سلطان نے
اس عرضداشت آنے کے بعد اختیار خان اور امرا کو محاصرہ میں چھوڑا اور خود ایلغار
کر کے رات دن میں ستر کروہ راہ طے کر کے کھیرار کی نواح میں پہنچا۔ اس اثنا
میں رانا اور بھوپت کو جاسوسوں نے آنکر خبر دی کہ رات کو بہادر شاہ لشکر سے آنکر مل گیا۔ اگلے
پیچھے سے سپاہ مور و ملخ سے زیادہ بفاصلہ چلی آتی ہے۔ رانا اس خبر کو سنکر ایک منزل پیچھے
اور سلطان کوچ کر کے ایک منزل آگے بڑھا۔ اس منزل میں دو نفر جمعیت ایلچی کے لباس
میں تحقیق شمار کے لئے سلطان کے لشکر میں آئے۔ اور رانا کا زبانی پیغام یہ لائے کہ درگاہ
شاہی کے ملازموں میں سے رانا بھی ہے۔ ان حدود میں آنے سے اوسکی غرض یہ تھی کہ سلہدی
پوربیہ کی تقصیرات کو معاف کرائے۔ سلطان نے اوسکے جواب میں کہا کہ بالفعل رانا کی جمعیت
و شوکت ہم سے زیادہ ہے اگر اول ہم جنگ کا ارادہ نہ کرتے تو تمہارا الحاح سنتے۔ ان
راجپوتوں نے جاکر کہا کہ سلطان کو ہم نے جاکر بچشم خود دیکھا ہے۔ رانا اور بھوپت باوجود
اس شوکت و جمعیت کے تین چار منزلوں کی ایک منزل کر کے بھاگ گئے۔ اس اثنا میں خبر
آئی کہ الغ خان بیس ہزار سوار اور توپخانہ گجرات کو لیکر آن پہنچا ہے سلطان نے اپنی غایت
شجاعت سے الغ خان کے ملنے کا انتظار نہیں کیا جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسے لیکر رانا کا
تعاقب کیا۔ رانا چتوڑ میں داخل ہوا اسکی تادیب دوسرے سال پر سلطان نے چھوڑا
خود آکر رائسین کے محاصرہ کو تنگ کیا۔ آخر ماہ رمضان میں لکھمن کمک سے مایوس
ہوا اور ہلاکت کی صورت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے لگا تو عجز و انکسار سے
عرضداشت بھیجی کہ اگر جناب سلہدی کو حضور میں طلب کر کے اوس کے جرائم کو
معاف کریں تو میں قلعہ رائسین کو خالی کر کے حضور کے ملازموں کے حوالہ کر دوں

شاہ نے تامل واقعی کے بعد یہ خیال کیا کہ اس یورش سے غرض یہ تھی کہ مسلمہ عورات کو
کافروں کی قید سے رہائی دلاؤں اگر میں اونکی ملتمس کو نہ قبول کروں تو احتمال ہے کہ
یہ رجپوت جوہر کریں اور مسلمان ضعیف عورتیں اونکی عورتوں کے ساتھ ہلاک ہوں اس لئے لکھمن کی
ملتمس کو منظور کیا سلہدی کو مندو سے طلب کیا لکھمن فرمان امان حاصل کر کے قلعہ کے اوپر گیا
اور کل راجپوتوں کو اہل و عیال سمیت قلعہ سے نیچے لکھمن لایا اور پھر گیا اور بادشاہ پاس
عرضی پہنچائی کہ سلہدی پوربیہ کے چار سو عورتیں متعلق ہیں اور رانی درگاوتی مادر بھوپت کی
التماس یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ بندہائے خاص میں داخل ہو کر یہاں آوے اور اپنے عیال کو لیجائے
تو غیروں کے طعنے سے ہم بچ جائیں شاہ نے سلہدی پوربیہ کو قلعہ میں بھیجا اور ملک
[illegible] کیا سلہدی پوربیہ جب وہاں آیا تو لکھمن و تاج خان نے اوس سے پوچھا
[illegible]ن کی غرض قلعہ اسین کے لینے سے کیا ہے سلہدی نے کہا کہ اب مقبوضہ
مضافات کے ہمارے لئے مقرر ہوا ہے عنقریب ہے کہ سلطان اپنی علو ہمت سے ہمکو اور غیروں سے
بھی سرافراز کرے رانی درگاوتی اور لکھمن و تاج خان نے کہا اگرچہ سلطان ہماری بحالی
کریگا مگر ہم عمروں سے اس زمین میں شاہی کرتے ہیں اور کامرانی کی داد دیتے ہیں
اب ہم یکجا جمع ہوئے ہیں مردانگی کا طریق یہ ہے کہ اپنے عیال کا جوہر (جیوہر) کر کے
جلادیں اور پھر خود جنگ کر کے کشتہ ہوں کہ پھر کوئی آرزو باقی نہ رہے۔

غرض رانی درگاوتی کی باتوں میں سلہدی آگیا اور اوس نے تمرد اختیار
کیا۔ ملک علی شیر نے ہر چند نصایح مشفقانہ کیں اصلا مفید نہ ہوئیں اوس سے سلہدی نے کہا
کہ ہر روز میرے حرم میں ایک کرور پان و چند سیر کافور خرچ ہوتا ہے اور تین سو عورتیں
ہر روز نیا جامہ پہنتی ہیں معلوم نہیں کہ یہ باتیں ہم کو میسر ہوں یا نہ ہوں اگر ہم مع فرزندان
و عیال کے کشتہ ہوں تو عزت کے ساتھ مرتے ہیں ہم کو عجب عز و شرف حاصل ہو سلہدی
پوربیہ نے جوہر کا سامان تیار کیا اور رانی درگاوتی کہ راناسانگا کی بیٹی تھی بچوں کو ہمراہ لیکر
جوہر میں آئی۔ اور سات سو عورتیں بھی یکجا جلکر خاکستر ہو گئیں سلہدی پوربیہ تاج خاں

ولکھمن اور خویش و برادر قریب سو نفر کے ہتیار لیکر نکلے اور مسلمان پیادے جو قلعہ کے اوپر
چلے گئے تھے اونسے لڑے جب یہ خبر لشکر میں آئی تو اور سپاہ قلعہ میں آئی اونسے اس گروہ
کو مارکر کام تمام کیا۔ بادشاہ کے لشکر میں سے چند نفر پیادے مارے گئے۔ انہیں دنوں میں
اوزج ہمایون بادشاہ کی صدمہ سے سلطان عالم حاکم کالپی بھاگ کر سلطان بہادر پاس التجا
لایا تھا سلطان نے قلعہ رائسین اور چندیری و بھلیسہ اوسکو جاگیر میں دئے۔ سلطان بہادر نے
میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ گاگرون کی تسخیر کا حکم دیا۔ سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں
چتوڑ کے رانا کے تصرف میں وہ آگیا تہا خود ہاتھی کے شکار میں مصروف ہوا۔ کوہ کالو کے
سرکشونکو سزا دے کے الغ خان کے حوالہ کیا اسلام آباد اور ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ
جو زمیندار دبا بیٹھے تھے متصرف ہوا اور اسکو امرا سے گجرات اور اپنے معتمدوں کو جاگیر میں
دیا۔ میران محمد شاہ فاروقی گاگرون کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر بھی بہت جلد
نواحی گاگرون میں آیا۔ یہاں رانا کی جانب سے راجپی حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا
سلطان نے یہاں چار روز جشن کیا اور رفیع الملک المخاطب عماد الملک اختیار خاں کو کہ امرا
کبار میں تھے قلعہ رنتھنبور کی تسخیر کے لئے بھیجا اور خود شادی آباد منڈو کو گیا۔ رانا کی طرف سے
جو اس قلعہ میں حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا۔ ایک مہینہ میں قلعہ گاگرون اور رنتھنبور
دونو سلطان کے ہاتھ آگئے۔ اب منڈو سے سلطان فرنگیوں کی طرف متوجہ ہوا جب بندر دیو
کے قریب وہ آیا تو فرنگیوں نے فرار کیا اور ایک ایسی بڑی توپ جسکی برابر ہندوستان میں کوئی
توپ نہ تھی چھوڑ گئے۔ شاہ بہادر نے اوسکو جر ثقیل سے محمد آباد چنپانیر میں بھجوایا۔ بہادر شاہ
کی اس فتح کو مسلمان مورخ خفیف طور پر بیان کرتے ہیں۔ مگر فیرا سوزا پرتگیزی مورخ بیان
کرتا ہے کہ اس ملک کے آدمیوں نے کبھی ایسی بڑی کوشش نہیں کی جسمیں وہ بالکل ناکام
رہے ہوں ممبئی کے بندرگاہ میں جو بیڑا پرتگیزوں کا تھا اوسمیں چار سو جہاز تھے اور ان میں
تین ہزار چھ سو فرنگی سپاہی اور دس ہزار ہندوستانی سپاہی علاوہ ملاحوں و لاسکار کے
مصطفیٰ خان حاکم دیو نے اس بیڑے کے حملوں کو بالکل ہٹا دیا اور پرتگیزوں کو گوہ

جانے کے لیے مجبور کیا +

سنہ ۹۴۰ھ میں محمد زمان میرزا کہ قلعہ بیانہ میں محبوس تھا وہ بھاگ گیا۔ اور سلطان بہادر پاس التجا لایا۔ ہمایوں بادشاہ نے بہادر شاہ پاس آدمی بھیجکر محمد زمان میرزا کو اوس سے طلب کیا۔ سلطان بہادر اپنے تکبر کے سبب سے جواب کا مقید نہ ہوا۔ ہمایون بادشاہ نے پھر اوسکو خط لکھا اگر تم محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجوگے تو اپنی ولایت سے نکل جاؤ۔ سلطان بہادر کا اقبال معکوس ہو کر ادبار ہو گیا تھا وہ اس خط کے جواب پر متوجہ نہ ہوا اور باتیں اپنے اندازہ سے بڑھ کر بنانے لگا۔ یہی حرکت اوسکی خرابی کا سبب ہوئی۔ اوس نے ہمایون بادشاہ کی مرضی کے برعکس محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اب سلطان چتوڑ کی عزیمت سے بندر دیو سے کھنبایت میں آیا اور یہاں سے احمد آباد میں آ کر لشکر جمع کیا اور توپخانہ لیکر بندر دیو و گجرات سے چتوڑ میں گیا۔ رانا حصاری ہوا۔ ایام محاصرہ کو تین مہینے کا امتداد ہوا۔ اکثر طرفین نے ہنگامہ جنگ و نبرد کو گرم کیا جنمیں گجراتیوں کو غلبہ ہوا۔ آخر الامر رانا نے عجز و انکسار کے ساتھ پیشکش قبول کی۔ تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے سرپیچ کی لڑائی میں لیا تھا وہ اور بہت سے نفایس پیشکش میں دئیے۔ سلطان الٹا اپنی دار السلطنت کو چلا آیا اس فتح سے اور محمد زمان میرزا اور بادشاہ بہلول لودہی کی اولاد کے جمع ہونے سے بہادر شاہ کا غرور بہت زیادہ ہو گیا۔ اور یہ سبب ہمایوں بادشاہ سے لڑنے کا اور بادشاہی دہلی پر قبضہ کرنے کا محرک ہوا۔ بہادر شاہ پاس بہلول لودہی بادشاہ کی اولاد میں سے علاء الدین آیا۔ اس کا اعزاز و اکرام ہوا اسکا بیٹا تاتار خاں امرا میں داخل ہوا۔ ابھی مملکت دہلی بہادر شاہ کے ہاتھ نہ آئی تھی کہ اوسکو تقسیم بھی کر دیا۔ تاتار خاں کو کہ شجاعت و شہامت میں اپنے اقران میں ممتاز تھا تربیت کیا۔ تیس کروڑ مظفری برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کو دیے گئے کہ تاتار خاں کے اتفاق و استصواب سے لشکر کی تیاری میں صرف ہوں۔ ایام معدودہ میں تاتار خاں پاس چالیس ہزار سوار جمع ہو گئے اوس نے ہمایوں بادشاہ کی سلطنت کی اطراف میں مزاحمت شروع کی۔ سنہ ۹۴۱ھ میں قلعہ بیانہ پر کہ نواحی آگرہ میں ہے وہ متصرف ہوا۔ ہمایوں بادشاہ نے اپنے چھوٹے بھائی

ہندال مرزا کو اوسکے دفع کرنے کے واسطے بھیجا جب وہ بیانہ کی حدود کے قریب آیا تو شیخی باز
ڈینگئے افغان جو تاتار خان کے گرد جمع ہوئے تھے متفرق ہوگئے۔ دو ہزار سوار دں سے زیادہ
اس پاس نہ رہے۔ تاتار خان کو کمال تشویر و خجالت تھی کہ افغانوں کے بیوفا لشکر میں
زر کثیر صرف ہوا نہ بہادر شاہ پاس جا سکتا تھا نہ اوسسے کمک طلب کر سکتا تھا ناچار جنگ پر مستعد ہوا
اور لڑائی میں وہ مع تین سو آدمیوں کے مارا گیا اور قلعہ بیانہ ہندال مرزا کو ہاتھ آگیا۔ ہمایوں
بادشاہ اوسکو نیک فال سمجھکر بہادر شاہ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا اور اوسپر لشکر کشی کی۔
اسوقت بہادر شاہ نے پھر رانا پر لشکر کشی کی تہی اور قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب اوسکو
تاتار خاں کے کشتہ ہونے کی اور اوسپر ہمایوں بادشاہ کی لشکر کشی کی خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
مضطرب ہوا۔ اور مشورہ کیا تو اکثر امرا کی راے یہ ہوئی کہ محاصرہ چھوڑکر ہمایوں بادشاہ سے
لڑنا چاہیے۔ صدر خاں جو سب میں زیادہ بزرگ تھا اوسنے معروض کیا کہ ہم کفار کا محاصرہ
کئے ہوئے ہیں اگر اسوقت مسلمان بادشاہ ہم سے جنگ کرنے لگے تو وہ کافروں کی امداد
اور حمایت کریگا اور یہ بات حشر تک اہل اسلام میں مشہور رہے گی لایق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ
سے نہ دیں ظن غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ ہمارے سر پر نہیں چڑھے گا۔ جب ہمایوں سارنگپور
میں آیا اوسکو اس مشورہ کا حال معلوم ہوا تو اوسنے غایت مروت سے سلطان بہادر کی
ولایت کو مزاحمت نہ پہنچائی۔ یہاں اتنا توقف کیا کہ بہادر شاہ نے ساباط بناکر سال مذکور
میں قہراً و جبراً قلعہ چتوڑ کو لے لیا اور بہت راجپوت قتل کئے۔ پس اس طرف سے سلطان بہادر
خاطر جمع کرکے ہمایوں بادشاہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا لشکر کو بہت زر تقسیم کیا۔
جنت آشیانی اوسکے استیصال کے درپے ہوا اور قلعہ مندسور کی نواح میں آیا۔ یہاں دونو
لشکر آنکر ملے۔ ابھی خیمے بھی نہ لگے تھے کہ سید علی خاں خراسانی بہادر شاہ پاس سے بھاگ کر
ہمایوں کے لشکر سے آن ملا جسسے گجراتیوں کا دل شکستہ ہوا۔ بہادر شاہ نے اپنے کارکردہ
آدمیوں سے طریق جنگ کے باب میں مشورہ کیا۔ صدر خان نے کہا کہ کل جنگ کرنی چاہیئے
اسلئے کہ ہمارے لشکریوں نے ابہی فتح چتوڑ سے استظہار پایا ہے ابھی اُن کی آنکھیں

سپاہ مغل کی جرأت سے دوری نہیں ہے رومی خاں کہ توپخانہ کا صاحب اختیار تہا اوسنے معروض کیا
کہ سرکار میں سامان توپ و تفنگ اتنا جمع ہے کہ معلوم نہیں ہے قیصر روم کے بعد کسی اور پاس ایسا یہہ
سامان ہو صلاح یہ ہے کہ لشکر کے گرد خندق کہودی جاے اور ہر روز لڑائی کا ڈول ڈالا جاے
کہ مغل کے شوخ جوان برابر میں آنکر توپ و تفنگ سے ہلاک ہوں۔ بہادر شاہ نے یہ راے
پسند کی کہ لشکر کے گرد خندق کہودیں ان ایام میں سلطان عالم جسکو جاگیر میں اسیں و چندیری
ملے تہے وہ ایک جمعیت کے ساتہ آن ملا دو مہینے تک دونو لشکر ایک دوسرے کی برابر پڑے رہے
اکثر ایام میں جوان جنگ کے عاشق اور نام و ننگ کے طالب باہر آنکر مردانہ وار رستمانہ جنگ میں
دیر و درنگ کرتے مغلوں کے سپاہی حکم کے موافق کمتر توپ و تفنگ کی برابر جاتے تہے سا
تین ہزار سوار تیر انداز اطراف لشکر پر تاخت کرتے تہے غلہ و روغن کی آمد و رفت کو بند رکہتے
تہے جب اس طور پر کچہہ دن گذرے تو گجراتیوں کے لشکر میں قحط عظیم پڑا اور جو غلہ و کاہ باہر
ملتا تہا وہ تمام ہوا مغلوں کے تیر انداز کسی کو دور جانے نہ دیتے تہے کہ وہاں سے سامان رسد
بہم پہنچا۔ سلطان بہادر نے دیکہا کہ اب یہاں ٹہیرنا گرفتاری کا سبب ہوگا۔ ایک رات کو
پانچ آدمی اپنے معتبر ساتہ لئے جنمیں سے ایک برہانپور کا فرمانروا تہا۔ دوسرا مالوہ کا حاکم
ملو خاں تہا۔ اور شادی آباد مندو کی راہ لی۔ ہمایوں بادشاہ قلعہ مندو کے نیچے تک تعاقب
کیا۔ راہ میں بہت آدمی قتل کئے صدرخان جو لشکر سے پیچہے جاتا تہا سخت لڑائی لڑکر زخمی ہوا
اور بہاگ گیا سلطان بہادر شادی آباد مندو میں حصاری ہوا۔ ایک مدت کے بعد ہندو بیگ
اور اور امرا اہل سات سو آدمیوں کے ساتہ قلعہ میں آئے سلطان بہادر سوتا تہا سراسیمہ اوٹہا
اوسنے گجراتیونکو مضطرب گریزان دیکہا خود بہی بہاگا۔ پانچ چہہ سواروں کے ساتہ چینپانیر میں
پہنچا صدرخان و سلطان عالم حاکم اسیں نے زینہار مانگی ہمایوں بادشاہ کے روبرو آئے
صدرخان امراء بادشاہی میں داخل ہوا اور عالم خان کی اس سبب کہ بہت دفعہ حرکات نا شائستہ
کر چکا تہا کوچیں کاٹی گئیں سلطان بہادر نے اس خبر کو سنکر اپنے خزانہ اور جواہر کو جو قلعہ چینپانیر
میں تہا بندر دیو میں بہجوادیا خود کہنبایت میں آیا۔ ہمایوں بادشاہ مندو کو اپنے

حوالہ کرکے قلعہ محمد آباد چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ بلدہ محمد آباد کو تاراج کیا غنیمت بے حد و قیاس
سپاہ کے ہاتھ آئی۔ اور وہ بہت جلد کہنبایت کو پہنچا وہان سیر کرکے محمد آباد چنپانیر کا محاصرہ
کیا جسطرح اس قلعہ کو فتح کیا وہ تاریخ ہمایوں میں مذکور ہے اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد
چنپانیر بھاگا قلعہ ارک میں جسکو مولیا کہتے تھے پناہ گزین ہوا۔ آخر زینہار مانگ کر ہمایوں کی
خدمت میں آیا۔ وہ فضائل و کمالات میں تمام امرائے گجرات سے بڑھا ہوا تھا۔ مجلس خاص کے
خادمیوں میں داخل ہوا سلطان گجرات کے خزینے کہ دراز عمروں میں جمع ہوئے تھے ہمایوں
کے تصرف میں آئے وہ لشکر میں تقسیم ہوئے۔

سنہ ۹۴۲ھ میں باوجودیکہ ہمایوں بادشاہ محمد آباد چنپانیر میں موجود تھا کہ سلطان بہادر پاس
رعایائے گجرات کی عرائض متواتر آئیں کہ اگر جناب اپنے ملازموں میں سے ایک شخص کو تحصیل مال
کے لئے مقرر فرمائیں تو خزانہ میں واجب الادا مال پہنچا دیا جائیگا سلطان بہادر نے اپنے غلام
عماد الملک کو بہت سے لشکر کے ساتھ ولایت کی مالیات کی محاصل کے لئے بھیجا عماد الملک نے سپاہ
جمع کرنے میں کوشش کی احمد آباد کے باہر اس پاس پچاس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اوس نے
عمال اطراف میں بھیجکر مال کی تحصیل شروع کی جب ہمایوں بادشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ اوسنے
ترددی بیگ کو خزانہ کی محافظت سپرد کی اور خود محمد آباد چنپانیر سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
عسکری مرزا اور یادگار ناصر مرزا و میرزا ہندو بیگ کو ایک منزل اپنے سے پہلے بھیجا۔ انکی
محمود آباد کی نواحی میں جو احمد آباد سے بارہ کروہ پر ہے عماد الملک سے سخت لڑائی ہوئی
عماد الملک نے شکست پائی۔ گجراتی بیشمار قتل ہوئے۔ ہمایوں بادشاہ نے احمد آباد سے باہر
ٹھہر کر یہاں کی حکومت مرزا عسکری کو دی پٹن اور گجرات یادگار ناصر مرزا کو بھروچ قاسم حسین
مرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ کو اور احمد آباد محمد آباد چنپانیر ترددی بیگ کو حوالہ کئے۔ خود
برہانپور میں تشریف لیگیا۔ اور وہاں بمقتضائے وقت توقف نہ کرکے شادی آباد منڈو کو
اس اثناء میں خان جہان شیرازی نے سپاہ جمع کی قصبہ نوساری پر متصرف ہوا وہ امرا
بہادر شاہی میں سے ایک تھا رومی خاں بندر سورت سے آکر خان جہان سے ملا دو نو متفق ہو

بھروچ کی طرف متوجہ ہوئے - قاسم حسین مرزا میں تاب مقاومت نہ تھی۔ محمد آباد میں تردی بیگ پاس
چلا گیا۔ کل گجرات میں خلل اور فتور پیدا ہوئے مغلیہ تھانے جا بجا سے برخاست ہوئے۔ اسوقت
غضنفر بیگ کہ امراء عسکری مرزا میں سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر پاس گیا۔ اوس کو احمد آباد میں
آنے کی ترغیب دی جسکا بیان اپنے محل پر ہو چکا ہے جب کل امراء سوار تردی بیگ کے
احمد آباد میں جمع ہوئے تھے اور سلطان بہادر شاہ گجرات کا عازم ہوا تو عسکری مرزا اور
تمام امرا نے یہ تجویز کی کہ سلطان بہادر سے مقاومت متعذر بلکہ متعسر ہے اور ہمایوں بادشاہ
منڈو میں ٹھیرا ہوا ہے اور شیر خان نے بھی بنگالہ میں آتش فتنہ کو بھڑکا رکھا ہے صلاح یہ ہے
کہ محمد آباد چنپانیر کا جوار قبضہ میں لا کر آگرہ روانہ ہوں اور ان حدود کو تصرف میں لا کر خطبہ
مرزا عسکری کے نام کا پڑھوائیں - اور ہندو بیگ کو منصب وزارت دیں اور اور مرزا جہاں جہاں ہیں
وہاں متصرف ہوں یہ قرار دیکر گجرات جسکو اس مشقت و تردد سے تسخیر کیا تھا مفت ہاتھ سے
دیکر محمد آباد چنپانیر پر متوجہ ہوئے - تردی بیگ مرزاؤں کے فاسد ارادوں سے آگاہ تھا -
اُسنے حصار کی استواری میں کوشش کی ناچار مرزاؤں کو آگرہ جانا پڑا سلطان بہادر نے
جب گجرات کو خالی دیکھا تو تردی بیگ کے دفع کرنے کے لئے محمد آباد چنپانیر کا عازم ہوا -
تردی بیگ نے اپنے میں لڑنے کی قوت نہ دیکھی خزانہ جتنا اٹھا سکتا تھا لیکر آگرہ کی طرف روانہ
ہوا - سلطان بہادر نے چند روز محمد آباد چنپانیر میں توقف کیا اور اپنی مہمات کے ضبط و ربط
میں مصروف ہوا -

۹۴۳ھ (۱۵۳۶ء) میں فرنگیوں نے ساحل بحر ہند پر اپنی بستیاں بسالی تھیں، ونکا بڑا زور گوہ اور
جیول میں تھا جب ہمایوں بادشاہ کا تسلط گجرات میں تھا تو سلطان بہادر نے اس سے
نہایت عجز و انکسار سے مدد مانگی تھی اوسکو یقین تھا کہ وہ گجرات کو خالی دیکھ کر اوس پر متصرف
ہونگے اس سبب سے وہ محمد آباد چنپانیر سے سورت و جوناگڈھ کی طرف متوجہ ہوا کہ اس گروہ کو
آنے کے بعد کسی طرح سے جانے نکالے یہاں چند روز سلطان سیر و شکار میں مصروف رہا کہ
پانچ چھہ ہزار فرنگی جہازوں میں بیٹھ کر بندر دیو میں پہنچے سلطان بہت جلد یہاں آیا فرنگیوں

جب سنا کہ سلطان بہادر کو استقلال و استیلاء حاصل ہوگیا اور ہمایوں بادشاہ چلا گیا تو وہ اوسکے آنے سے پشیمان و نادم ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ بندر دیو پر جسطرح ہو سکے متصرف ہوں پس و سکے سردار نے بمقتضائے مصلحت تمارض کیا اور اپنی بیماری کی خبر شایع کی سلطان نے مکرر آدمی اوسکے بلانے کو بھیجے تو یہی جواب آیا کہ بیمار ہوں قوت رفتار نہیں کہ آؤں سلطان بہادر نے اس سبب سے کہ فرنگی اسکا ملاحظہ کرتے ہیں کچھ تھوڑے آدمی لیکر اونکی تسلی کے واسطے غراب میں سوار ہوا۔ جہاں جہاز لنگر انداز تھے وہاں پہنچا اور پرتگیزوں کے بڑے جہاز میں گیا وہاں غدر کے آثار اوسنے دیکھے تو مراجعت کا ارادہ کیا وہ فرنگیوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں آتا تھا کہ فرنگیوں نے چالاکی کرکے اپنے جہاز کو جدا کیا سلطان اپنے جہاز میں نہ پہنچ سکا سمندر میں گرا ایک غوطہ کھاکے سر باہر نکالا تھا کہ ایک فرنگی نے اپنے جہاز میں سے ایک نیزہ اوسکے سر پر ایسا مارا کہ اوسکا سر مجروح ہوا اور بحر عدم میں ایسا نیچے گیا کہ پھر نہ اوبھرا۔ لشکر گجرات یہ احوال دیکھکر احمد آباد بھاگا اور بندر دیو۔ رمضان ۹۴۳ھ میں فرنگیوں کے تصرف میں آیا۔ بہادر شاہ کی مدت شاہی ۱۵ سال ۳ روز تھی۔ تاریخ بہادر شاہی اس بادشاہ کے نام پر لکھی گئی ہے مصنف کو توفیق اصلاح نہ ہوئی۔ اس لئے اس کتاب میں بہت غلطیاں رہ گئیں ہیں۔

مسلمانوں اور پرتگیزی تاریخوں سے ان واقعات کا بیان جو بہادر شاہ اور پرتگیزوں کے درمیان واقع ہوئے

بہادر شاہ کو جو پرتگیزوں نے مار ڈالا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اور وہ اس سبب سے عجیب تر ہوگیا ہے کہ اوسکو مسلمان مورخوں اور پرتگیزی مورخوں نے طرح طرح سے لکھا ہے اور اپنے اپنے گروہ کی طرفداری کی ہے۔ فرشتہ کا بیان تو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اب ابوالفضل کے بیان کو لکھتے ہیں کہ جب بہادر دیپ میں آیا۔ ورنکی پرتگیزوں کا گورنر جہازوں اور خشکی آدمیوں دریائی راہ سے لیکر بندر دیپ میں آیا۔ اوسکو سب احوال معلوم ہوا تو اوسنے سوچا کہ اس وقت

سلطان ہماری مدد سے مستغنی ہے مبادا ملاقات میں وہ عذر کرے اپنے تئین مریض بنایا۔ اپنے آدمیونکو سلطان پاس بھیجا کہ آپ کی حلت کے موافق آیا تھا جب صحت ہو گی تو خدمت میں حاضر ہو نگا۔ سلطان نے مشاہرہ احتیاط سے باہر قدم رکھا کہ ۳۔ رمضان ۹۴۳ھ کو اواخر روز میں معدود آدمیون کے ساتھ غراب میں سوار ہو کر ورزی کی عیادت کو گیا۔ جاتے ہی اوس کو تمارض معلوم ہوا آنے سے پشیمان ہوا۔ فی الحال پھرا۔ فرنگیون نے سوچا کہ ایسا صید ہماری قید میں آکر چھپتا ہے اگر اوسکے چند ہاتھ لیں تو بجا ہے۔ ورزی نے سر راہ آکر کہا کہ اس قدر توقف فرمائیے کہ بعض تحائف آپکو دکھائے جائیں۔ سلطان نے کہا کہ آپ انکو پیچھے بھیجیگے یہہ کہکر وہ بہت جلد اپنے غراب کی طرف متوجہ ہوا۔ قاضی فرنگ نے سلطان کا رستہ روک کر توقف کے لئے تحکم کیا۔ سلطان نے بے تحملی سے تلوار کھینچ کر اوسکے دو ٹکڑے کرکے اونکے غراب کے اپنے غراب مین کود اغرا بہاء فرنگ کہ دور دور کھڑے تھے نزدیک آئے اور سلطان کو گھیر لیا جنگ ہوئی۔ سلطان و رومی خان دونو پانی میں کود سے رومی خان کو ایک فرنگی آشنا نے ہاتھ پکڑ کر نکال لیا۔ سلطان دریاء فنا میں غرق ہوا۔ اوس کے ہمراہی بھی ضایع ہوئے۔ اس امر کی تاریخ فرنگیان بہادر کش ہوئی بعض کہتے ہیں کہ وہ دریا سے نکل کر زندہ رہا۔ گجرات اور دکن میں کئی دفعہ اوسکے ظہور کا آوازہ آدمیوں میں ہوا چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص دکن میں پیدا ہوا نظام الملک نے قبول کیا وہ بہادر شاہ ہی کی طرح چوگان کھیلا۔ اوسکے گرد ایک ازدحام ہوا۔ اس ہجوم کا ملاحظہ کرکے نظام الملک نے اوسکے مارنے کا قصد کیا۔ وہ اسی رات اوسکے سراپردہ سے غائب ہو گیا۔ لوگون نے یقینی جانا کہ نظام الملک نے اوسے ضایع کیا۔ ایک وزمرزا ابو تراب کہ اکابر گجرات سے تھا نقل کرتا تھا کہ ملا قطب الدین شیرازی جو بہادر شاہ کا اوستاد تھا اور ان دنون میں دکن میں تھا قسم کھا کر کہتا تھا کہ وہ یقینی سلطان بہادر تھا بعض باتیں کہ اوسکے اور میرے درمیان ہوئی تھیں اور سوا اسکے کوئی نہیں جانتا تھا میں نے اسے ذکر کیں وسنے اونکے پتے ٹھیک بتائے۔ وسعت آباد قدرت ایزدی مین ایسے امور کا وقوع محال نہیں ہو سکتا۔

مرآۃ سکندری میں یہ لکھا ہے کہ جب بہادر شاہ پر مغلوں کا آسمان ٹوٹا جنکا اوپر بیان ہوا
تو وہ بندر دیپ (دیو) میں آیا۔ پرتگیزوں نے اوسکی تسلی کی اور کہا کہ ہم مدد کرنے کو موجود
ہیں یہ ساحل پر بہت بندرگاہ ہمارے قبضہ میں ہیں جس بندر کو آپ پسند کریں اسمیں آپ
سکونت اختیار کیجیے ہم آپ کی حفاظت کرینگے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے
اسلیے پرتگیزوں کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ایک دن پرتگیزوں نے سلطان بہادر سے
عرض کیا کہ اونکے سوداگر جو دیو میں تجارت کرنے کے عادی ہوگئے ہیں وہ اپنے اسباب
تجارت کو دور دور مختلف مقاموں میں رکھتے ہیں اگر حضور ہم کو چرسہ کی برابر زمین دیں تو
اُسمیں ہم ایک احاطہ بنالیں کہ جسمیں اسباب رکھنے کا آرام ملے سلطان نے یہ درخواست
اونکی قبول کرلی۔ سلطان دیو سے اپنے دشمنوں کو سزا دینے چلا گیا۔ پرتگیزوں نے
چرسہ کے باریک تسمے کترے اور اوسکے طول کی برابر زمین لیکر ایک مضبوط سنگین حصار
بنا لیا۔ اور اوسپر توپیں لگا دیں اور سپاہی مقرر کردیے جب سلطان بہادر نے یہ
حال سنا تو وہ بہت متردد ہوا اور اس فکر میں لگا کہ ان کافروں کو کسی حیلہ و حکمت سے
نکالوں تا کہ آسانی سے مقصد حاصل ہوجائے۔ اسواسطے وہ احمد آباد سے کھنبایت میں
ہوتا ہوا دیو میں آیا۔ پرتگیزوں نے خیال کیا کہ اسکا یہاں آنا دغا سے خالی نہیں ہے
حتی المقدور سلطان بہادر نے بہت حکمتیں کیں کہ پرتگیزوں کی یہ بدگمانی دور ہوجائے مگر وہ
اتنے اوسکو اور زیادہ مکار اور دغاباز جاننے لگے۔ کہتے ہیں جب سلطان بہادر ساحل دیو پر آیا
تو اوسنے اپنے ایک معتمد امیر نور محمد خلیل کو پرتگیزی افسر پاس بھیجا کہ وہاں جاکر ایسی چالیں
چلے کہ یہ افسر بہادر شاہ کی ملاقات کرنے آئے جب ایلچی کپتان سے ملا تو اوسنے بہرہ اٹھایا
اور نہایت اخلاق و تواضع سے ملا جب ان دونوں نے شراب پی تو کپتان نے نور محمد خلیل سے
سے پوچھا کہ بہادر شاہ کا اصل ارادہ کیا ہے تو اوسنے اپنے بادشاہ کا ارادہ جو اوسکو بتلانا
نہ چاہیے تھا بتلا دیا اور افشاء راز کردیا۔ رات گذر گئی صبح کو کپتان نے کہا کہ میں سلطان بہادر کا
سچا دوست ہوں مگر بیماری سے مجبور رہوں کہ اوسکی خدمت میں خود نہیں حاضر ہوسکتا اور

مگر یہ بات سلطان بہادر کے کھٹکی سلطان بہادر نے جانا کہ کپتان خوف کے مارے نہیں آتا تو اوسنے
اوس کے جہاز میں ملاقات کرنیکا ارادہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکی عیادت کرے مگر اصل مطلب
یہ تھا کہ اوسکی بدگمانی کو دفع کرے اُسنے اپنے غراب کو تیار کرایا اور ان افسروں کو اپنے ساتھ
لیا امیر فاروقی شجاع خاں ـ لشکر خان ـ قادر شاہ منڈوی ـ الغ خاں پسر شجاع خاں گکھر سکندر خاں
حاکم ستواس اور کنیش کے پسر سیفی رائے اوسنے اپنے نوکروں کو ہدایت کی کہ کوئی ہتھیار
ساتھ نہ لے اسپر امیروں نے عرض کیا کہ اس وضع سے جانا بادشاہی شان کو زیبا نہیں ہے
مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا ـ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ ایک ساعت
توقف نہیں کرتی وہ چلنے میں ایک قدم نہیں ٹھیرتی ہے ـ وہ غراب میں بیٹھکر چلا ـ
کپتان نے بادشاہ کی گرفتاری کی تدابیر درست کیں وہ ساحل کی طرف اوسکے استقبال
کو آیا اور اوسکو اپنے جہاز پر لایا ـ وہاں اوسکو بہت سے ہند کے تماشے دکھائے اور
حد سے زیادہ ظاہری تپاک کیا مگر باطن میں اوسکے دغا و فریب تھا ـ بادشاہ بھی اسی قسم
کی تدابیر کرتا تھا مگر اوسکا اقبال یاور نہ تھا اوسکی ساری تدبیریں اُلٹی ہوئیں +

جب بات چیتوں میں کچھ توقف ہوا ـ تو پرتگیزی کپتوں نے وہ اشارے کئے کہ
جو پہلے سے ٹھیرا رکھے تھے تو سلطان نے جانا کہ میں اب جال میں پھنس گیا اور میری قسمت
پلٹ گئی ـ اوسکو افسروں نے یاد دلایا کہ حضور سے پہلے سے ہم کہتے تھے کہ ہم سب یہاں جاکر
ہم فنا ہو جائینگے سلطان نے کہا کہ اگر تقدیر یہی ہے تو یہی ہوگا ـ اب بادشاہ اٹھا پرتگیزوں نے
اوسپر حملہ کیا کہتے ہیں کہ وہ اپنے جہاز کے قریب تھا کہ ایک پرتگیز نے اوسکے تلوار ماری اور
اوسکو پانی میں پھینک دیا جو امرا اوسکے ساتھ تھے وہ بھی شہید ہوئے ـ یہ واقعہ ۳ ـ رمضان سنہ ۹۴۳ھ
ہوا + سلطان البر شہید البحر + اوسکی تاریخ ہوئی ـ بہادر شاہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور
۱۱ سال سلطنت کی ـ اس حساب سے وہ اکتیس برس کی عمر میں فنا ہوا ـ

مراۃ اسکندری کے بیان سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے افسر اور سلطان بہادر
ایک دوسرے کو گرفتار کرنا چاہتے تھے اور اوسکے تابعین اس ارادہ سے خوب واقف تھے

اور ہر ایک جانب کو دوسری جانب سے بدگمانی تھی۔ اس اتفاقی فساد سے بدگمانی اور بے اعتباری کی
چنگاریاں بھڑک گئیں جنسے یہ غمگین واقعہ پیش آیا۔ ایک پرتگیزی مورخ لکھتا ہے کہ شاہ گجرات کے
بیڑوں سے پرتگیز برسوں سے لڑ رہے تھے۔ نیونو دی کنہا گورنر جنرل پرتگیزوں کا ہندوستان میں
سنہ ۱۵۲۹ میں آیا۔ اوسکو یہ بنگال کی طرف سے بتاکید ہدایت ہوئی تھی کہ وہ جزیرہ دیو پر جو ساحل
گجرات کی عملداری میں ہے قبضہ کرے اسلئے اوسنے دوسرے سال میں اس مہم کے
لئے یہ ہولناک سامان تیار کیا کہ پندرہ ہزار چھ سو سپاہیونکو سب قسم کے چار سو جہازوں میں
بٹھاکے بمبئی میں لایا۔ ۷ا فروری سنہ ۱۵۳۱ میں کئی دفعہ اوسنے دیو پر حملے کئے مگر وہ سب
خالی گئے۔ اس تاریخ سے پرتگیزوں کی بڑی کوشش یہ تھی کہ دیو میں کس طرح قدم جمیں جب اونکو
معلوم ہوا کہ یہ بات صلح سے نہیں حاصل ہو سکتی تو اونہوں نے اوسکو قوت و زور سے
حاصل کرنا چاہا۔ اونہوں نے گجرات کے اور اوسکے دوستوں کے جہازوں کا گرفتار کرنا شروع کیا
اونہوں نے قصبات تارا پور۔ ملسیر۔ سورت کو لوٹ لیا۔ آخر کو اونکی حمایت میں شاہزادہ چاند آگیا
وہ بہادر شاہ کا بھائی تھا جب وہ سلطنت کے حاصل کرنے میں سب طرح ناکام رہا تو پرتگیزوں کی
حمایت میں آیا۔ پرتگیزوں کے افسر کو خیال تھا کہ اس سے بہت کام نکلینگے۔ سال آئندہ میں پرتگیزوں
نے جمیں دی سلویرا کے ماتحت پٹن سومنات نیپٹ منگلور۔ تانا۔ تولاجا۔ مظفر آباد کو جلا دیا
اور ان مقامات سے چار ہزار غلام بناکے لیگئے اور بہت آدمی قتل کئے۔

ان سب باتوں کے سبب سے نیونو دی کنہا کی ہمت اسپر بلند ہوائی کہ دیو کو تنگ کرے اور
سلطان گجرات کو مجبور کرے کہ وہ اس شہر میں قلعہ بنانے کی اجازت دے۔ اس لئے مطلب حاصل
کرنے کے لئے پرتگیزوں نے بسین کو غارت کر دیا۔ یہاں انکو چار سو توپیں ہاتھ لگیں اور بہت سا
اسباب جنگ ہاتھ آیا۔

اسوقت بہادر شاہ ہمایوں سے لڑ رہا تھا کہ پرتگیزوں کے گورنر جنرل نے اپنا ایلچی بھیجا کہ سلطان
سے دیو دینے کا اقرار کرلے۔ وہ جانتا تھا کہ بہادر اپنی مصیبت میں گرفتار ہے وہ ایسی حالت
میں اوسکی درخواست کو مان لیگا اور اگر وہ پھر اپنی حالت اصلی پر آگیا تو نہیں ماننے کا آخر کو

۱۵۳۴ء میں سلطان بہادر نے ان شرائط پر صلح منظور کرلی -

اول ہمیشہ کے لئے قصبہ بسین شاہ پرتگال کو دیتا ہوں -

دوم - اپنے کسی بندرگاہ میں جنگی جہاز نہیں بناؤنگا +

سوم - اگر بحر قلزم یا خلیج فارس کے ترکی بیڑے پرتگیزوں پر حملہ کرنے آئینگے - تو اون کے ساتھہ نہیں شریک ہونگا +

مورخ لکھتے ہیں کہ بعض شرائط ایسی بھی تھیں کہ وہ سلطان کے حق میں مفید تھیں اور ان شرائط کی سختی کو نرم کرتی تھیں +

جب سلطان بہادر سے ساری سلطنت سوا ضلع سورت کے چھن گئی اور وہ نہایت سراسیمہ و پریشان دیو میں آیا تو اوسنے پرتگیزوں کو جزیرہ دیو میں کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی - مگر پرتگیزوں نے کوٹھی ایک قلعہ کی صورت کی بنائی - اوسکے عوض میں پانچسو فرنگیوں نے جنمیں پچاس فرنگی نامور تھے - بہادر شاہ کی کمک کی - یہ گروہ بادشاہ کے ساتھہ احمد آباد گیا اور مغلوں کو اوسنے نکالدیا - پرتگیزی مورخوں کا بیان ہے کہ بہادر شاہ کو دوبارہ سلطنت ہماری مدد سے حاصل ہوئی +

غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہادر شاہ نے پرتگیزونکو ایک کوٹھی بنانے کی اجازت دی تھی جسکی جگہ اونہوں نے نہایت استوار قلعہ بنالیا - اب بہادر اسکو چھیننا چاہتا تھا دیو کے مسلمان حاکم نے ایک فصیل بنانی چاہی جسپر توپیں لگائی جائیں اور وہ گجراتیوں اور پرتگیزوں کو علیحدہ علیحدہ کردے اور شہر کو قلعہ کے حملہ سے بچائے اور اگر ضرورت ہو تو قلعہ پر حملہ کیا جائے اس فصیل بنانے پر بڑا مباحثہ ہوا اور طرفین کے دلوں میں عداوت و مخالفت پیدا ہوئی سلطان فصیل کے پورا بنانے سے باز رکھا گیا +

فرائی سوزا کی تاریخ سے بہادر شاہ کے مارے جانے کا بیان

بہادر شاہ بادشاہ کو نہایت شرم تھی کہ صرف پرتگیزوں کی مدد سے اپنی سلطنت کو دوبارہ حاصل کیا تھا - مگر اب وہ پرتگیزوں کی بربادی کے درپے ہوا اور اوسنے جو دیو میں قلعہ بنانیکی اجازت

دیدی ہی اوسکا بڑا قلق اوسکو تہا وہ اوسکو چھیننا اور حاکم کو اور تمام اہل قلعہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے اس فساد آمیز ارادہ پر نیونو دی کنہا مطلع ہوا اور اوسکے انسداد کی تدبیر کرنے لگا

دیو میں بہادر جوانمرد ایسے نیوایل دی سوزا حاکم تھا۔ اوسکے مارنے کا ارادہ بہادر شاہ نے کیا۔ ۸۔ اکتوبر کی رات کو ایک مسلمان دلیر پہ آیا اور اوسنے کہا کہ سوزا بہادر شاہ کل تجھے مارنے کے لئے بلائیگا میں اپنا نام اسلئے نہیں بتاتا شاید یہ خیال کیا جائے کہ یہ انعام پانے کا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ اب ایمی نیوایل بڑی دیر تک سوچتا رہا کہ میں بہادر شاہ پاس جاؤں یا نہ جاؤں آخر کو اوسنے جانیکا ارادہ کیا جس گھنٹے میں اوسکو یہ آگاہی ہوئی تھی بہادر شاہ کا آدمی اوسے بلانے آیا۔ وہ پہلے تو بہت مسلح نوکر و نکو اپنے ساتھ لیجاتا تھا مگر اسکی دفعہ وہ تنہا گیا۔ بہادر شاہ نے اوسے بے فکر دیکھکر اپنے کینہ کو ظاہری اخلاق سے بدلا ——

ایمی نیوایل قلعہ کو واپس چلا آیا۔ بادشاہ کی ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ یہ شرارت آمیز ارادہ نہ کرے۔ بادشاہ نے یہ بہتر جانا کہ میں قلعہ میں کپتان سے اکثر ملنے جاؤں جیسے بدگمانی بالکل مٹ جائے پھر اوسکو وہاں ماروں یا پکڑ لوں۔ بادشاہ بدذات خلیت تہا وہ اول دفعہ ملاقات کرنے ناوقت آیا۔ یہ ناوقت آنا بدگمانی کے لئے کافی تھا۔ سوزا نے اپنی حفاظت کرکے ملاقات کی۔ اوسکی الجھن باتیں بے سروپا ہوئیں بہادر شاہ چلا گیا اور نیز اپنے نزدیک جانا کہ اوسنے سوزا کو پھندے میں پھنسا لیا مگر وہ اور زیادہ اپنی حفاظت کرنے لگا

نیونو دی کنہا کو جب یہ خبر ہوئی کہ دیو میں یہ معاملہ پیش آیا تو اوسکو تعجب ہوا کہ سوزا نے بادشاہ کو جب وہ اوسکے قابو میں آگیا تھا گرفتار کیوں نہ کرلیا۔ غرض اسکے بھی بڑے ارادے مشہور ہو گئے تھے۔ اوسنے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ پرتگال سے جہاز بڑے ساز و سامان کے ساتھ آتے ہیں یہ منصوبہ نیونو کو معرض خطر میں لایا۔ بہادر شاہ نے اول اوسکے مارنے کا قصد کیا تھا کہ سوزا کے مارنے کے بعد وہ دیو کی کمک کو نہ آسکے۔ بہادر شاہ نے اوسکو لکھا کہ تم دیو میں آؤ بعض معاملات عظیم کا فیصلہ کرنا ہے نیونو گو اوسکی بدنیتی سے واقف تہا مگر اوس نے جانے میں کچھ تامل نہیں کیا۔ ۵۔ ۹ جنوری کو گوا سے جتنے جہاز تھے اونکو ساتھ لے گیا

اور اوسکے پیچھے اور جہاز آئے - غرض تین سو جہاز اس پاس ہوگئے - وہ جول میرآیا - یہاں
اوسنے دیکھا کہ بہادر شاہ کی ترغیب سے نظام الملک آٹھ ہزار سپاہ کے ساتھ موجود ہے اور کہتا
ہے کہ عورتوں کی تفریح بحری کے لئے میں یہاں آیا ہوں مگر وہ اس جگہہ فساد کی نیت سے
آیا تھا - یہاں کے حاکم سانتی من گیدو نے ایسی ہوشیاری کی کہ نظام اپنے کام میں مایوس رہا -
نیونو نے لسبین سے اپنے بہنوئی این تھونے دی سل ویرا کو ساتھ لیا وہ بڑا صاحب لیاقت
تھا اور اوسکی جگہہ روئی دار یرا کو مقرر کیا - بہادر شاہ اسوقت پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا
بہادر فرنگی جام پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہوکر بہادر شاہ کے منہ بہت لگ گیا تھا اوسکو
بہادر شاہ نے نیونو پاس بھیجا کہ وہ اوسے بلا لائے - نیونو کچھہ بیمار تھا اور زیادہ اپنے تئیں
بیمار بنالیا تھا یعنے تمارض کیا تھا اوسنے عذر کیا کہ میں بیماری کے سبب سے حاضر نہیں ہوسکتا
دوستی جتانے کے لئے جو حقیقت جھوٹی تھی بہادر شاہ فوراً اس غراب میں بیٹھا
جس میں اوسنے نیونو کو شکاری گوشت بھیجا تھا - اوسکے ساتھ تیرہ امیر ہولئے اور اوسکے
ساتھ سوزا بھی تھا جو نیونو کا پیغام لیکر بہادر پاس گیا تھا نیونو بہادر شاہ کو اپنے جہاز میں
لے گیا اور بڑی خاطر داری کی - دونوں نے بیٹھکر آپس میں خوب باتیں کیں مگر بہادر شاہ کو
یہ دیکھکر تعجب ہوا - کہ ایک نوکر نیونو سے سرگوشی کر رہا ہے - یہ ملازم سوزا کا یہ پیغام لایا تھا
کہ بعض کپتان آپکے حکم کے منتظر ہیں اوسکو یقین تھا کہ بہادر شاہ مارا گیا ہوگا یا پکڑا گیا ہو
اب بہادر شاہ ششدر خاموش تھا کہ نیونو نے کچھہ ملازم کی بات پر خیال نہیں کیا اور اٹھکر
چلا گیا -

نیونا نے تمام افسرونکو حکم دیا کہ وہ اول بہادر شاہ کے ہمراہ میر محل میں
جائیں اور پھر سوزا قلعہ میں جا بیٹھے اور جب بہادر شاہ اوسکی ملاقات کو آئے تو اوسکو پکڑ لیں بہادر شاہ
نے یہ سوچا تھا کہ اوسکو ڈنر پر بلائے اور پکڑ لے سوزا بہادر شاہ کو قلعہ میں بلانے کے لئے گیا اور
کہا قلعہ میں چلا گیا - بہادر شاہ کے غراب میں سوزا آیا اور رومی جام کی معرفت پیغام بھیجا کہ
قلعہ میں تشریف لے چلئے - مگر رومی جام نے بہادر شاہ سے کہا کہ آپ نہ جائیے وہاں گرفتار ہوجائیگا

مگر بہادر شاہ نے اس کہنے کی پروا نہیں کی اور سونا کو اپنے غراب میں بلا لیا۔ آنے میں اوسکا
پاؤں پھسل گیا جس سے وہ سمندر میں گر پڑا اوسکو آدمیوں نے نکال لیا اور بہادر شاہ پاس
امرا اوسکو لے گئے۔ اس اثنا میں پرتگیزوں کا ایک جہاز اور بعض اونکے اور سردار پہنچ
آئے کہ سونا جلدی سے بہادر شاہ پاس چلا گیا جب وہی جام نے اسکی اطلاع دی تو بہادر شاہ
نے امرا کو حکم دیکر سونا کو مار ڈالا جیمس دی میسکوٹ کو اس قتل کا ہونا معلوم ہو گیا وہ اندر گیا
اور بہادر شاہ کو زخمی کیا جسنے پرتگیزوں کے بہادر کپتان کو مارا تھا غرض ایک سخت لڑائی
فساد برپا ہوا جس میں چار پرتگیزی افسر اور سات بہادر شاہ کے امیر مارے گئے۔ پرتگیزوں کے
اور جہاز آ گئے جنمیں سے بہادر شاہ کے ایک نوکر نے اوسکی کمان سے بعض پرتگیزوں کو
تیر لگاکے مارا اور خود گولی سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کو اوسکے تین جہاز بچانیکے لئے آئے
بہادر شاہ خوف زدہ ہوکر بھاگا جاتا تھا کہ توپ کے گولے نے اوسے گھیر لیا اور اوس کے
جہاز چلانے والے تین مارڈالے یہ دیکھکر بہادر شاہ پانی میں اس ارادہ سے کود
کہ تیر کر بچ جاؤنگا۔ مگر وہ ڈوبنے لگا تو چلایا۔ آواز سے لوگوں نے پہچانا کہ یہ بہادر شاہ
ہے۔ ایک پرتگیز نے چپو کے سہارے سے اوس کو پانی سے کچھہ اوپر اوٹھایا تھا کہ
دوسرے پرتگیز نے اوسکے سر پر برچھی ماری جس سے وہ ڈوب کر مر گیا۔ ہر چند اوسکی اور
اوسکی لاش کی تلاش ہوئی مگر کچھہ پتا نہ لگا کہ تجہیز و تکفین ہوتی۔

ایک ترکی مورخ فیردی بیان کرتا ہے کہ جب بہادر شاہ مجبور کیا گیا کہ وہ دیو کو جائے
تو اوس نے اپنے اہل وعیال اور جواہر مدینہ کو بھیجے۔ تین سو آہنی صندوق تھے اور ان میں
وہ ساری دولت بھری ہوئی تھی جو اوسے جوناگڈہ۔ چنپانیر۔ آبوگڈہ۔ چتوڑ کے
راجاؤں سے اور نیز مالوہ کے مسلمان بادشاہ سے پہنچی تھی۔ اس دولت عظیم کے خزانے
میں نہیں آئے بلکہ وہ سلطان قسطنطنیہ کے ہاتھ آئے۔ اسی دولت کی وجہ سے وہ سلیمان اعظم
سلطان بہادر نے سلطان قسطنطنیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ اوسکی کمک ہمایوں کی لڑائی میں
کرے اور اپنے اوسکو پٹکا تحفۃً بھیجا تھا جسکی قیمت بہت بڑی تھی +

ذکر سلطنت میران محمد شاہ فاروقی

جب بہادر شاہ دنیا سے رخصت ہوا تو اوسکی والدہ مخدومہ جہاں مع امرا کے بندر دیو سے احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ محمد زماں مرزا سے جسکو بہادر نے دہلی و لاہور کی جانب بھیجا تھا کہ وہ مغلوں کو پریشان کرے حدود لاہور سے احمد آباد کی طرف آتا ہے جسوقت اونے سلطان بہادر کے واقعہ ناگزیر کی خبر سنی تو بہت رویا پیٹا اور ماتمی لباس پہنا اور تعزیت کے لئے آیا۔ مخدومہ جہان نے اسباب مہمانی اوس پاس بھیجا اوسکا لباس ماتمی اتروایا لیکن مرزا کا مطلب کچھہ اور تھا اوسنے کچھ وقت خزانہ گجرات پر ہاتھ ڈالا اور بہت سے صندوق سونے سے بھر لے گیا اور بارہ ہزار آدمی مغل اور ہندوستانی جمع کئے۔ امراء گجراتی اس حال کے دیکھنے سے مضطرب ہوگئے۔ اونہوں نے بادشاہ کے مقرر کرنے میں مصلحت دیکھی۔ سلطان بہادر اپنے بہانجے محمد شاہ فاروقی پر ولیعہدی کا اشارہ کر چکا تھا اسلئے کل امراء اور مخدومہ جہان اوسکی بادشاہی پر راضی ہوئے غائبانہ اسکا خطبہ و سکہ عمل میں آیا آدمی اوس کو بلانے گیا عماد الملک بہت سا لشکر لیکر محمد زماں مرزا کے دفع کرنے کے لئے گیا مرزا عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ لڑکر سندھ کو بھاگ گیا۔ پھر اوسکی مہم کی کوئی صورت نہ ہوئی میران محمد شاہ فاروقی جسکو بہادر شاہ نے لشکر چغتائی کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا وہ تخت پر بیٹھا اور ڈیڑھ مہینہ سلطنت کر کے اجل طبعی سے ۹۴۳ھ میں مر گیا۔

ذکر سلطنت سلطان محمود گجراتی بن لطیف خاں بن سلطان مظفر

جب میران محمد شاہ فاروقی دنیا سے چل بسا تو کوئی وارث سلطنت سوا محمد خاں بیٹا شاہزادہ لطیف خاں بن مظفر شاہ کے کوئی اور نظر نہ آتا تھا۔ وہ سلطنت کا مدعی ہوا تھا اسلئے سلطان بہادر نے اوسکو برہان پور میں میران محمد شاہ پاس قید کر رکھا تھا اختیار خاں اوسکے بلانے کو گیا۔ میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نے اوسکے بھیجنے میں مضائقہ کیا۔ امراء گجرات نے لشکر تیار کر کے برہان پور جانے کا ارادہ کیا میران مبارک کو جب یہ حال معلوم ہوا تو محمود خان کو گجرات میں بھیجدیا ۹۴۴ھ ۱۵۳۸ء میں وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اسکا خطاب

سلطان محمود ہوا۔ اختیار خان صاحب اختیار ہوا۔ مہام مملکت گجرات کی زمام اوسکے اقتدار کے
ہاتھ میں آئی۔ سنہ ۹۴۵ میں امرا میں آپس میں مخالفت ہوئی۔ دریا خاں و عماد الملک نے اتفاق
کرکے اختیار خان کو قتل کیا۔ عماد الملک امیر الامرا اور دریا خاں غوری وزیر کل ہوا۔ آخر سال
میں ان دونوں میں مخالفت ہوئی۔ دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ سے
محمد آباد چنپانیر لے گیا۔ عماد الملک نے بہت لشکر جمع کیا اور محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ دو تین
کوچوں کے بعد سپاہی جنہوں نے اوسنے خوب دبیہ لیا تھا جدا ہوکر بادشاہ سے مل گئے۔ عماد الملک
نے ناچار صلح کر لی جسمیں یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو کو چلا جائے۔ سلطان محمود
احمد آباد میں مراجعت کرے۔ سنہ ۹۴۶ میں دریا خاں غوری نے عماد الملک کی استیصال کا ارادہ
کیا۔ محمود شاہ کو آراستہ لشکر کے ساتھ ولایت سورت میں لے گیا۔ عماد الملک لڑ کر بھاگا۔
میراں مبارک شاہ حاکم آسیر و برہانپور پاس التجا کی۔ وہ حمیت و غیرت کے سبب سے اوسکی مدد کو
تیار ہوا۔ اوسنے لشکر گجرات سے جنگ کی اور شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا۔ عماد الملک
ملو خان المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ پاس گیا۔ سلطان محمود خاندیس میں ٹھہر کر تاخت و تاراج
میں مشغول ہوا۔ میراں مبارک شاہ نے اکابر کے واسطے سے صلح کر لی اور محمود شاہ کی خدمت
میں آیا۔ دریا خاں غوری نے عماد الملک کے خارج ہوجانے سے قوت و استظہار پایا۔ کل مہمات
ملکی و مالی کا مالک ہوا کوئی اوسکے کام میں دخل نہیں دے سکتا تھا رفتہ رفتہ اوس کے
اختیار کی نوبت یہانتک پہونچی کہ وہ شاہی کرنے لگا اور محمود شاہ ایک نمونہ رہ گیا۔ سلطان
محمود نے جب اپنی یہ حالت دیکھی تو وہ ایک رات کو چرجی کبوتر باز کی معرفت قلعہ ارک احمد آباد سے
میں عالم خان لودھی پاس گیا وہ دولقہ دوندوقہ میں جاگیر رکھتا تھا۔ لودھی نے بادشاہ کے
آنے کو غنیمت جانکر چار ہزار لشکر مرتب کیا۔ دریا خاں غوری نے محافظ خان اور اپنے
خویشوں کے بہکانے سے ایک طفل مجہول النسب کو شاہ مظفر نام رکھکر بادشاہ بنایا۔ کل امرا
کی جاگیر اور خطاب میں اضافہ کرکے اپنے ساتھ متفق کیا۔ دولقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان
محمود کو تھوڑی سپاہ کے ساتھ بنگاہ میں چھوڑا اور آپ خود لڑنے آیا۔ حملہ اول میں دریا خان غوری

کے ہراول کو شکست دی اور جب اوسکی فوج خاص سے لڑا اور داد مردانگی دی مگر جب میدان جنگ سے نکلا تو پانچ
سوار اوسکے پاس تھے بہت سراسیمہ تھا کر دریا خاں کے ہراول سپاہی احمدآباد میں پہونچ گئے ہونگے اور اوسکی شکست کی خبر
شہر میں ہو گئی ہوگی اسلئے احمدآباد جانا چاہئے۔ پانچ سوار ونکے ساتھ بہت ہی جلد شہر میں آکر دولتخانہ شاہی میں داخل
ہوا اور فتح کی منادی اہل شہر دریا خاں کے ہراول شکست یافتہ کو دیکھ چکے تھے اونکو دریا خاں کی شکست کا
یقین ہوا ایک جماعت اوس پاس آئی اوسنے حکم دیا کہ دریا خاں کا گھر غارت کیا جائے اور شہر کے دروازے محکم
کئے جائیں عالم خاں نے تیز قاصد بھیجکر سلطان محمود کو طلب کیا۔ دریا خاں جب فتح کرکے اپنی منزل
میں آیا تو احمدآباد سے اوس پاس قاصد پہنچے اور حقیقت حال سے اوسکو اطلاع دی – وہ بہت جلد
احمدآباد کی طرف آیا۔ اہل وعیال امرا کے شہر میں تھے اکثر آدمی اوسے جدا ہوکر عالم خاں
لودہی پاس آئے اور اسی عرصہ میں سلطان محمود بھی شہر میں آگیا اس خبر کے سننے سے
دریا خاں مجبوری نے فرار کیا برہانپور گیا یہاں بھی قرار نہ پایا تو وہ شیر شاہ پاس چلا گیا جسنے
اوسکے ساتھ بڑی رعایتیں کیں۔ دریا خاں کے جانے کے بعد عالم خاں وزیر ہوا۔
وزارت پاکر اوسکو بھی دریا خاں کا سا گھمنڈ ہوا اسی کی چالوں پر چلنے لگے سلطان محمود نے
امرا کو اپنے ساتھ متفق کرکے اوسکے پکڑنے کا قصد کیا اوسکو خبر ہوگئی وہ بھی شیر شاہ پاس
چلا گیا۔ اوسنے بہت اوسکے حال پر نوازش کی۔ سب باغی امرا کی طرف سے سلطان محمود کی
خاطر جمع ہوئی تو وہ تنسیق ممالک و تکثیر زراعت اور دلاسائے سپاہ میں مشغول ہوا –
تھوڑے دنوں میں گجرات کو پھر اپنی اصلی حالت پر لے آیا۔ اعیان و اکابر و اشراف سے
مستحسن سلوک کیا احمدآباد سے بارہ کروہ (۲۴ میل) پر ایک نیا شہر بنایا اوسکا نام محمودآباد
رکھا لیکن وہ اوسکے عہد میں پورا نہ تیار ہوا۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۹ھ میں بحر عمان کے
ساحل پر قلعہ سورت تعمیر ہوا سورت کے مسلمانوں کی طرح طرح کی مزاحمتیں فرنگی کرتے تھے۔
اسلئے سلطان محمود نے غضنفر آقا غلام ترک الملقب خداوند خاں کو اس جگہ کا حاکم مقرر کیا
اور حکم دیا کہ قلعہ یہاں بنائے جب خداوند خاں نے قلعہ بنانا شروع کیا تو فرنگی جہازوں
میں چند دفعہ سوار ہوکر مخالفت کے لئے آئے۔ اور سخت لڑائیاں لڑے۔ مگر ہر دفعہ شکست پائی

خداوند خان نے یہ قلعہ بنوا کے تمام کیا۔ یہ حصار ایک نہایت متین اور استوار ہے اوسکی
دو طرف جن خشکی سے متصل ان میں خندق بیس گز عرض کی ایسی نیچی بنائی کہ پانی نکل آیا
خندق کی دیوار کو سنگ و آہک سے بنایا ہے عرض اسکا ۵ گز ہے اور ارتفاع ۲۰ گز۔ اور
عجیب بات یہ ہے کہ پتھروں کو لوہے سے جوڑ کر سیسا انمیں پلایا ہے کہ کوئی درز
و دراڑ باقی نہیں رہی۔ سنگ تراش ایسے بنائے ہیں کہ دیدہ بینا انہیں دیکھ کر متحیر ہوتا ہے جب
عیسائی جنگ و جدل سے اپنا کام نہ بنا سکے تو رفق و مدارا سے پیش آئے اور خداوند خان
کو بہت روپیہ رشوت کا دینے لگے کہ وہ قلعہ نہ بنائے۔ مگر اوسنے رشوت پر تھوکا بھی
نہیں تو فرنگیوں نے کہا کہ اگر یہ بات تو قبول نہیں کرتا تو ہم تجھکو اتنا ہی روپیہ دیتے ہیں
جو قلعہ کے بنانے کے لئے دیتے تھے کہ تو بنگال کی طرح کی جو کندی نہ بنائے
خداوند خان نے کہا کہ سلطان کے دولت کی وجہ سے میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا
اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مرضی کے برعکس اس قسم کی جو کندی بناؤں اور اپنے
لئے ثواب عظیم حاصل کروں۔ توپ و ضرب زن کہ رومیوں نے جوناگڈھ میں چھوڑے تھے
اور اونکو سلیمانی کہتے تھے منگا کر قلعہ سورت پر جابجا لگائے اور خوب اوسکو مضبوط کیا ملا محمد
استرآبادی نے اس قلعہ کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

این ندا آمد ز غیب بہر تاریخش بگوش   سد بود بر سینۂ و جان فرنگی این بنا

سلطان محمود نے ۹۶۱ھ تک باستقلال حکومت کی اور کسی طرف کوئی اسکا منازع
و مخالف نہ تھا۔ مگر سال مذکور میں برہان نے اس کے قتل کا ارادہ کیا جسکی تفصیل یہ ہے
کہ محمود شاہ کا ایک ملازم برہان تھا کہ لوگوں کو صالح اپنے تئیں دکھاتا تھا اور اکثر اوقات
طاعات و عبادات میں مصروف رہتا تھا۔ اسلئے بادشاہ کا پیش نماز وہی ہوتا تھا۔
ایکدفعہ اوسنے بادشاہ کی خدمت میں ایسی تقصیر کی کہ سلطان نے اوسکو بھی دیوار میں
چنوا دیا مگر سر اوسکا دیوار سے باہر رکھا۔ کچھ تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا گذر اوسکی طرف
ہوا اور برہان زندہ تھا۔ بادشاہ کی طرف نگاہ کرتا تھا اور چشم و ابرو کے اشارہ سے

سلام کرتا تہا۔ بادشاہ نے ترحم کرکے اوسکے گناہ سے درگذر کی اور خلاص کیا زخموں
کے مارے اوسکے اعضا قیمہ قیمہ ہو رہے تہے اونپر مرہم رکہا گیا اور کئی روز
روئی کے اندر اوسکو رکہا جب صحت ہوئی تو پہر بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مگر اپنے ولی نعمت
سے کینہ سینہ میں رکہتا تہا۔ قضا را پہر ایک گناہ شکارگاہ میں اوس سے صادر ہوا سلطان نے
اوسکو گالیاں دیکر تہدید کی۔ شام کے قریب بادشاہ شکارگاہ سے پہرا۔ اور نشا یا مسکرات
زیادہ کہا کر پلنگ پر سو رہا۔ کہتے ہیں کہ سلطان پاس دس آدمی ایسے تہے کہ جو شیر سے
لڑکر اوسپر غالب آتے تہے۔ اونکو شیرکش کہتے تہے وہ برہان کے حوالہ تہے کہ شکارگاہ
اور نازک جاہوں میں ساتہ تہے۔ برہان نے اونسے امارت و مناصب کا وعدہ کرکے اپنے
ساتہ موافق کر لیا تہا۔ وہ گھات لگائے بیٹہتے تہے۔ اس روز کہ جب برہان کو بادشاہ
ایسے غافل ہونے کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے بہانجے دولت کے جو بادشاہ سے زیادہ
نزدیکی رکہتا تہا شاہ کو قتل میں ہمزبانی کی اور اوسنے قبول کیا۔ بادشاہ کے سر کے
بالوں کے خشک کرنے کا بہانہ بنا کے وہ گیا۔ بادشاہ کے بال بہت دراز تہے اونکو
ہاتہوں میں لیکر کہینچا تو بادشاہ کو نہایت بیخبر پایا۔ بالوں کو پلنگ کی پٹی سے مضبوط
باندہ دیا۔ اور بادشاہ کی شمشیر خاصہ کو غلاف سے کہینچکر بادشاہ کے حلق پر رکہی۔ بادشاہ
ہوشیار ہوا۔ اوٹہنے کا ارادہ کیا مگر بال ایسے پٹی سے مضبوط بندہے ہوئے تہے
کہ اوٹہ نہ سکا۔ وقت حسرت کے لئے دونو ہاتہ تلوار کی دہار پر رکہے کہ گلا اور ہاتہ دونو
بریدہ ہوگئے۔ اس دولت بیدولت نے اپنا کام کیا تو برہان نے کہ دروازہ کے نزدیک تہا
شعبدہ بازی شروع کی اور یہ سمجہا کہ اگر سلطان اعظم کو مار ڈالونگا تو میں بہی بادشاہ
ہو جاؤنگا۔ مختصر یہ کہ باہر جا کر سلطان کے احکام سنانے لگا۔ بادشاہ کی زبانی پہلا حکم یہ
سنایا کہ مطرب و مغنی بلند آوازی سے گائیں۔ حکم دوم یہ کہ شیرکشوں میں سے دس آدمی
حضور کی خدمت میں ہیں انکو اس بہانے سے اندر لے گیا ہتیار اونکو دئے اور معین
[illegible] آدہی رات آئی تہی کہ

خداوندخان بانی قلعہ سورت و آصفخان وزیر حاضر ہوئے اور قتل کئے گئے اونکے بعد دو آدمی اور
امرا رکبار کی طلب میں بھیجے جب اعتمادخان کی طلب میں آدمی گئے تو اوسنے کہا کہ اسوقت
سلطان ہرگز ہماری قسم کے آدمیوں کو طلب نہیں کرتا۔ اسمیں کوئی فتنہ ہے اتنے میں اور آدمی
اسکی طلب میں آیا تو اوسکو وغدغہ اور زیادہ ہوا۔ پھر برہان نے عبدالصمد شیرازی المخاطب
افضل خان کو طلب کرکے کہا کہ بادشاہ خداوندخاں و آصف خان سے رنجیدہ ہو گیا ہے
تیرے لئے یہ خلعت وزارت بھیجا ہے۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک میں بادشاہ کو نہ دیکھونگا
ایسے امر خطیر کا خلعت نہیں پہنوں گا۔ اوسنے آستین میں ایک ہاتھ ڈال کر کہا کہ بادشاہ کے
سر کی قسم دوسرا ہاتھ میں نہیں ڈالوں گا مگر بادشاہ کے روبرو تو برہان اوسکو وہاں لایا جہاں
سلطان کی لاش پڑی تھی۔ اور کہا کہ بادشاہ او عمدہ وزرا اور امرا کا کام تمام کرچکا ہوں۔ تجھے
وزیر کرکے کلی و جزوی امور کا اختیار دیتا ہوں۔ افضل خان نے اسکو پکار پکار کر گالیاں دیں
تو اس ناپاک نے اس پیر ہفتاد سالہ کو قتل کرڈالا۔ سرکشوں و سپاہیوں اور اوباش آدمیوں کو
جورات کو جمع تھے اونمیں سے ہر ایک کو خطاب دیا اور امارت کا امیدوار کیا اور تخت پر بیٹھا
صبح تک زربخشی کرتا رہا۔ بادشاہ کے طویلہ کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو اوباش آدمیوں کو تقسیم
کرتا رہا اور اونکو اپنا مایہ استظہار بنایا جب بادشاہ کی شہادت کی خبر پہیلی تو عماد الملک ترک
پدر چنگیز خان اور الغ خان حبشی اور امرا جمعیت کرکے برہان کے سر پر جا چڑہے اور کافر نعمت
بمقتضاء مصرعہ + سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + چتر سر پر رکھے ہوئے اپنی جمعیت
اسکے ساتھ برابر میں آیا۔ اول ہی حملہ میں خاک میں لوٹا۔ شیروان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پاؤں
میں اوسکے رسی باندہ کر تمام بازار و محلہ میں پھرایا۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت ۱۸ سال
۲ ماہ اور چند روز تھی بسبب اتفاق سلیم شاہ بن شیر شاہ دہلی کا بادشاہ اور نظام الملک
بحری احمدنگر کا حاکم اسی سنہ ۹۶۱ھ میں اجل طبعی سے مرے جنکی تاریخ وفات مولانا غلام علی ہندوشاہ
نے یہ کہی۔ قطعہ تاریخ ؎

سہ خسرو را زوال آمد بیک بار	گر پرسند از عدل شان وار انان بیع د

یکے محمود شہ سلطان گجرات | کہ ہم چوں دولت خود نوجواں بود
دگر اسلام خان سلطان دہلی | کہ اندر عہد خود صاحبقراں بود
سیم آمد نظام الملک بحری | کہ در ملک دکن خسرو نشاں بود
ز تاریخ وفات ایں سہ خسرو | چہ می پرسی زوال خسرواں بود

سلطان محمود نیک نہاد پسندیدہ اطوار تھا اکثر اوقات علما و فضلا کی صحبت میں رہتا۔ نفلی روزے رکھتا۔ اپنے آبا و اجداد کی وفات کے دن روزہ رکھتا متبرک دنوں میں فقرا و مساکین و مستحقین کو کھانا کھلاتا اور خود طشت و آفتابہ ہاتھ میں لیکر آدمیوں کے ہاتھ دھلواتا اور بار چہار سری صاف وغیرہ کر اونکی پوشش کے لئے مقرر تھے اون میں سے اول درویشوں کا جامہ و دستار بناتا۔ بعد ازاں اپنے کپڑے بناتا۔ اوسنے کھاری ندی کے کنارے ایک آہو خانہ بنایا تھا سات کروہ (۱۴ میل) اوسکی دیوار طول میں تھی۔ اس آہو خانہ میں عمارات دلکشا و باغ روح افزا بنائے تھے۔ صاحب جمال مالنیں باغ کی آراستگی کے واسطے نوکر رکھی تھیں اس آہو خانہ میں طرح طرح کے جانور تھے کہ اونکی توالد و تناسل کی کثرت سے تمام آہو خانہ پر تھا۔ سلطان عورتوں کی صحبت پر مرتا تھا۔ اپنی حرموں کو وہاں رکھتا اور اونکو ساتھ لیکر شکار کھیلتا چوگان بازی کرتا۔ اس چار دیواری میں جو درخت تھے اونپر سرخ و سبز مخمل لپٹی ہوئی تھی۔ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے حرموں میں سے کوئی حاملہ ہوتی تو اسقاط حمل کا حکم دیتا۔ اسکا ایک ہندی غلام اعتماد خاں تھا۔ سلطان اسپر کلی اعتماد رکھتا تھا اپنی حرم میں اوسکو محرم بنایا تھا عورتوں کی آرائش اوسکے سپرد تھی۔ اوسنے بادشاہ کے ملاحظہ اور احتیاط کے سبب سے کافور کھا کر اپنی رجولیت کو دور کر دیا تھا۔ چونکہ گجرات میں فراروں کی عورتوں کے جانے کی اور لوگوں کے گھروں پر بے پرواہی سے اونکے ہجوم ہونے کا رواج ہو گیا تھا تو فسق و فجور بمنزلہ رسم و عادات کے ہو گیا تھا کہ وہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ سلطان محمود نے اوسکو منع کر دیا۔ امتحان کے واسطے مجہول آدمیوں کی ایک جماعت کو اونکی طلب میں بھیجتا جب وہ آجاتیں تو اونکی سیاست کرتا اس سبب سے اس بات کا خوب انسداد ہو گیا تھا +

ذکر سلطنت احمد شاہ گجراتی

جب سلطان محمود نے شہادت پائی اور اوسکے کوئی فرزند نہ تھا تو اعتماد خاں نے اس سبب سے کہ فتنہ و فساد
برپا نہ ہو خرد سال سلطان صفی الملک کو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد میں سے بُلا کر
بیرن سید مبارک بخاری اور امرا کے اتفاق سے تخت شاہی پر بٹھا دیا اور اوسکو سلطان احمد شاہ
خطاب دیا شاہی کے اختیارات خود لے لئے اوسکو گھر میں برائے نام بادشاہ بنا رکھا۔
جب پانچ سال اس حال سے گذرے تو احمد شاہ کو ایسی حالت کی تاب نہ رہی وہ احمد آباد
سے نکل کر محمود آباد میں سید مبارک بخاری پاس چلا گیا۔ یہ بھی امراء کبار میں سے تھا۔ اس
پاس موسیٰ خاں فولادی و سادات خاں و ناصر خاں لودی و اعظم ہمایوں ماندوی اور امراء آکر بھی
جمع ہو گئے۔ اعتماد خاں نے عماد الملک بدر چنگیز و الغ خاں و جہجہار خاں حبشی و [illegible]
اور امراء گجرات سے اتفاق کیا اور وہ سپاہ لے کے سید مبارک کے سر پر جا چڑھا۔ اگرچہ
سید مبارک پاس جمعیت بہ نسبت اعتماد خاں کے جمعیت کے کمتر تھی مگر معرکہ جنگ گرم ہوا
سید مبارک کو تو ایک توپ کے گولے نے دوسرے عالم میں لڑکا دیا سلطان احمد کو شکست ہوئی
وہ چند روز صحرا و جنگل میں سرگردان پھر کر اعتماد خاں پاس گیا اوسنے اوس کے ساتھ
پہلا ہی سا سلوک کیا۔ اوس کو گھر میں بٹھا دیا اور کسی کو اوس پاس جانے نہ دیا اس صورت
میں عماد الملک و تاتار خاں غوری اعتماد خاں کے گھر پر چڑھ گئے اور اوسکے ڈھانے کے
لئے توپیں لگا دیں اعتماد خاں اونکے ڈر سے بھاگ گئے نہ ٹھہر سکا پال (دیودہ) کی جانب کہ محمد آباد چینپانیر
کی توابع میں ہے چلا گیا اور جمعیت بہم پہنچائی۔ قریب تھا کہ جنگ واقع ہو کہ آدمیوں نے درمیان
میں پڑ کر اونکے درمیان صلح کرا دی۔ موافق سابق کے اعتماد خاں کو وکالت سلطنت سپرد ہوئی
اور ولایت بھروچ و محمد آباد چینپانیر و ناڈوت اور اور پرگنے آس پاس [illegible] اونکے درمیان
عماد الملک کو جاگیر میں ملے۔ اور ایک ہزار پانسو سوار ذاتی جاگیر سلطان احمد کے لئے مقرر
ہوئی۔ احمد شاہ کبھی اپنی بے عقلی سے اپنے ہمدموں میں اعتماد خاں کے قتل کا مشورہ
علانیہ کیا کرتا تھا۔ اور بمقتضائے خرد سالی کیلے کے درختوں کو تلوار سے کاٹا کرتا اور کہتا کہ اعتماد خاں کے

بھی ایسے دو ٹکڑے کر دیگا۔ اعتماد خان اس حال سے آگاہ ہوا اور اوسنے برہنہ بیستی کی کہ ایک
رات کو احمد شاہ کو قتل کروڈالا۔ اوسکے جسم کو قلعہ کی دیوار سے وجیہ الملک کے گھر کے محاذی دریا میں
پھینک دیا اور شہرت دی کہ سلطان احمد بہ سبب لچ ندی کے وجیہ الملک کے گھر میں آیا تھا بادا تفنگ
وہ قتل ہوگیا۔ اوسکی سلطنت کے ایام آٹھ سال تھے +

بادشاہی سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی

سنہ ۹۶۹ھ کے آخر میں اعتماد خان نتھو ایک لڑکے کو مجلس امرائے گجرات میں لایا اور قسم
کھا کر کہا کہ یہ لڑکا شاہ محمود کا بیٹا ہے۔ اوسکی ماں شاہ کی لونڈی تھی جب وہ حاملہ ہوئی تو
اوسکو مجھے سپرد کیا کہ اسکا اسقاط حمل کراؤں۔ حمل پر پانچ مہینے گذر گئے تھے میں نے اوسکو ساقط
نکرایا۔ تب یہ لڑکا پیدا ہوا جسکی پرورش مینے اب تک کی ہے۔ اس شہادت پر اوسکو تخت سلطنت
پر دستور کے موافق بٹھادیا۔ مظفر شاہ خطاب دیا۔ اعتماد خاں وکیل سلطنت رہا اور مسند عالی اوسکو
خطاب ملا۔ باقی امرائے مملکت کو اپنے درمیان اس طرح تقسیم کیا کہ موسیٰ خان و شیر خان کے
تصرف میں پٹن تا پرگنہ کری آیا۔ اور فتح خان بلوچ کے قبضہ میں رادھن پور و تر وارہ و
تہراد و مونج پور اور چند پرگنے اور ہوئے۔ اعتماد خاں کی جاگیر میں سابرمتی اور مہندری
کے درمیان کا ملک ملا۔ اور چنگیز خاں کو سورت و نادوت و محمد آباد چنپانیر ملے رستم خاں
خواہرزادہ چنگیز خان کے تصرف میں بھروچ آیا۔ سید میراں ولد سید مبارک بخاری کو دندوقہ
و دولقہ ملے اور قلعہ جونا گڈہ و سورت کو امین خان غوری قبضہ میں لایا اور اوسنے امرا
گجرات سے کنارہ کیا۔ سلطان مظفر کو اعتماد خان اپنا محبوس جانتا تھا سلام کرادینے کے
جانے کے لئے تخت پر بٹھادیتا اور خود اوسکے پیچھے بیٹھتا۔ امرا سلام کو حاضر ہوتے تھے۔ جب
چند روز اس طرح گذرے تو چنگیز خان و شیر خان فولادی سلطنت کی مبارکباد دینے کے لئے
محمد آباد میں آگئے۔ بعد ایک سال کے فتح خان کو بہ سبب قرب جوار جاگیر کے فولادیوں سے
عداوت ہوئی اور اونکے درمیان جنگ ہوئی فتح خان نے شکست پائی وہ اعتماد خان پاس
گیا۔ اعتماد خان لشکر جمع کر کے فولادیوں کے سر ہوا۔ فولادی پٹن میں متحصن ہوئے اور محاصرہ

ندامت ظاہر کرنے لگے۔ اعتماد خان نے اونکے عجز کو مانا نہیں محاصرہ میں کوشش کی جب فولادی
افغان تنگ ہوگئے تو اون کے جوانان خردسال جمع ہوئے۔ اور اونہون نے موسیٰ خان و شیر خان
سے کہا کہ جس حال میں ہمارا عجز و انکسار قبول نہیں ہوتا تو بجز جنگ کرنے اور جان دینے
کے چارہ نہیں ہے پس پانسو جوانون کے قریب ایک ہی دفعہ میں قلعہ سے باہر آئے
اور موسیٰ خان و شیر خان بھی تین ہزار سپاہ لیکر ناچار باہر نکلے۔ اعتماد خان پاس لشکر
گجرات تیس ہزار سے زیادہ تہا۔ مگر فولادیون کی فوج نے اوسکے لشکر کو منہزم کیا۔ حاجی خان
جو سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام تہا وہ اعتماد خان کے لشکر میں سے بہاگ کر فولادیوں سے
مل گیا۔ فولادیون نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آگیا ہے اوسکی جاگیر چہوڑ دو
اعتماد خان نے اوسے قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ وہ ہمارا نوکر تھا جب وہ بہاگ گیا تو اوس کو
جاگیر کیسے مل سکتی ہے۔ موسیٰ خان و شیر خان جمعیت کے ساتھ حاجی خان کی جاگیر میں [illegible]
جا بیٹھے اعتماد خان لشکر جمع کر کے اون سے لڑنے گیا چار مہینے تک مقابلے میں رہے آخر کو جنگ ہوئی۔ اعتماد خان کو
اس دفعہ شکست ہوئی جسکے سبب فولادی اسے نامرد جاننے لگے بہروچ میں وہ چنگیز خان پاس
گیا۔ اوسکو کمک مدد کے لئے لایا لیکن جنگ میں صلاح نہیں دیکھی صلح کی حاجی خان کی جاگیر
چہوڑ دی۔ وہ احمد آباد میں آیا چنگیز خان نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ اس درگاہ کے
ہم بھی خانہ زاد ہیں اور حرم کے کل امور سے اطلاع رکھتے ہیں محمود شاہ ثالث کا کوئی
بیٹا نہ تھا۔ یہ لڑکا جسکو محمود شاہ کا بیٹا ٹھیرا کر بادشاہ بنایا ہے اوسکے کیا معنی ہیں کہ تو اوسکی
مجلس میں بیٹھتا ہے اور تیرے آدمی اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اور جب تک تو نہیں حاضر ہوتا
کوئی اوسکے سلام کو نہیں جا سکتا اگر فی الواقع وہ سلطان محمود شاہ کا بیٹا ہے تو تو بھی
کل امرا اور خاصہ خیل کی طرح خدمت کر اور جب دربار امرا مجلس میں بیٹھیں تو تو بھی بیٹھ
اعتماد خان نے جواب دیا کہ میں نے روز جلوس میں بزرگوں کے آگے قسم کھا کر کہا تھا کہ یہ
طفل شاہ محمود کا بیٹا ہے بزرگون نے میری بات کا یقین کر کے تاج شاہی اوسکے سر پر
رکھا تہا اور بیعت اوس سے کی تہی یہ جو تو کہتا ہے کہ مجلس میں تو کیوں بیٹھتا ہے میری قدر

و منزلت بہ نسبت اور امرا کے سلطان جنت آشیان کے زمانہ میں زیادہ تھی تو اس زمانہ میں
لڑکا تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا تو میرے سخن کی تصدیق کرتا۔ یہ جوان جو اب
تخت سلطنت پر بیٹھا ہے میرا اور تیرا ولی نعمت ہے تیری خیر اسی میں ہے کہ اوس کی
خدمت گذاری سے سرتابی نہ کرے جیسے تیرے باپ نے اس بادشاہ کے باپ کی خدمت کی ہے
ایسی ہی تو اوسکی خدمت کر تو پھولے پھلے گا۔ شہر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے
واقف ہو کر ایک خط چنگیز خاں کو لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم چند روز صبر کئے بیٹھے رہو
اور بدار راکو ہاتھہ سے نہ دو یہ تقریب لکھے مسند عالی سے مخالفت کا اظہار نہ کرو۔ مگر چنگیز خان نے
بڑودہ پر دندان طمع دراز کئے بیٹھا تھا اس بات کو قبول نہیں کیا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ میرے
پاس آدمی بہت جمع ہو گئے ہیں اور یہ ولایت محقر جو میرے تصرف میں ہے اس جماعت کو
کفایت نہیں کرتی چونکہ سلطنت کے تمام کام مسند عالی کے سپرد ہیں آپ اس باب میں فکر
فرمائیں کہ اعتماد خان نے اپنے سر سے بلا ٹالنے کے لئے اوسکو برہانپور کی سوں بہڑایا
کہ اوسکو جواب لکھا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ سے امرائے گجرات کے تصرف میں رہا ہے۔ ان ایام
میں کہ قلعہ آسیر میں سلطان محمود میران مبارک شاہ کے ساتھہ تھا تو میران مبارک سے وعدہ
کیا تھا کہ اگر خدا تعالی مجھے گجرات کی بادشاہی دیگا تو قصبہ ندربار تجھے دونگا جب اس
سلطان نے اورنگ جہانبانی کو زینت دی تو اپنے ایفائے وعدہ کے سبب سے قصبہ
ندربار کو میران مبارک شاہ کو دیا۔ اب حال میں سلطان شہید ہو گیا اور میران مبارک شاہ نے
بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ اپنی جمعیت کو ساتھہ لے جا کر فوراً قصبہ ندربار پر اپنے اضافہ
علوفہ کے لئے قبضہ کرو۔ بالفعل تم یہ کرو بعد ازاں اصل معاملہ پر نظر کیجائے گی۔ اعتماد خاں
کے دم میں چنگیز خاں آگیا اور ۹۶۷ھ میں متواتر کوچ کر کے قصبہ ندربار پر متصرف ہوا۔ قدم
حرص اور آگے بڑہایا تال نیر گیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ چنگیز خان سے لڑنے محمد میران شاہ
فاروقی ولد میران مبارک شاہ و تفال خاں حاکم برار آتے ہیں چنگیز خان اپنے لشکر کو
ایسی زمین میں لایا کہ شکستگی اور ناہمواری بہت رکھتی تھی اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی

درابون کا منجیرہ باندھا ۔ محمد شاہ اور تغال خان اوسکی برابر صف کہنچی ہوئی شام تک کہڑے رہے ۔ چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہیں آیا۔ اور غرور و نخوت کی شامت سے اوس کو خوف و خطر ایسا ہوا کہ رات کو سارا لشکر لیکر بہاگ گیا اور بہروچ میں آیا۔ محمد شاہ فاروقی کو غنیمت بہت ہاتھہ لگی اور ندربار تک اُسکا تعاقب کیا اور اوسپر وہ پہر متصرف ہوگیا۔ اس اثناء میں اکبر شاہ کے خوف سے ابناء سلطان میرزا کہ چھہ نفر تھے اور اونکے نام یہ تھے ۔ محمد حسین مرزا الغ مرزا ۔ حسین مرزا ۔ مسعود حسین مرزا ۔ شاہ مرزا ۔ جلال الدین مرزا ۔ سنبل سے بہاگ کر مالوہ کی جانب آئے جب لشکر اکبر شاہی ۹۷۵ھ میں مالوہ میں آیا۔ تو یہ مرزا بہاگ کر چنگیز خان سے ملے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے لئے اونکو غائبانہ سلطان مظفر کی امراء میں منسلک کیا چند پرگنے اپنی ولایت میں سے اونکو دیدئے ۔ اسی سال میں چنگیز خان نے مرزاؤں سے اتفاق کر اعتماد خان پر لشکر کشی کی اور قصبہ بڑودہ پر بے جنگ متصرف ہوا ۔ جب محمود آباد میں آیا تو اعتماد خان پاس پیغام بہیجا کہ سب عالم اور عالمیوں پر ظاہر ہے کہ تال نیر میں شکست کا سبب اصلی اور حقیقی باعث تیرا نفاق تہا۔ اسلئے کہ اگر تو میری کمک کو خود آتا یا کسی جماعت کو بہیجتا تو اصلا غبار فرار میرے دامن عار پر نہیں بیٹہتا اب فقیر بادشاہ کے حضور میں اور مبارکباد کی شاہی کے لئے احمد آباد میں آتا ہے یقین ہے کہ تو اگر شہر میں ہوا تو مخالفت اور نزاع کا ظہور ہوگا بہتر ہوگا کہ شہر سے باہر جا کر مثل اور امرا اپنی جاگیر میں سکونت اختیار کرے اور سلطان کا دست تصرف قوی کر کہ مملکت موروثی پر جس طور سے وہ چاہے اپنا تصرف کرے ۔ اعتماد خان نے اس پیغام کے پہنچنے سے پہلے سامان لشکر کیا تہا ۔ جب یہ پیغام آیا تو وہ اوسکا مطلب سمجھہ گیا کہ کیا ہے ۔ القصہ اوس نے مظفر شاہ کے سر پر چتر رکہا اور سادات خان بخاری و اختیار الملک و ملک شرف الغ خان و جہجار حبشی و سیف الملک کو ساتھہ لیا موضع کا دری میں کہ محمود آباد سے ۶ کروہ (۱۲ میل) ہے طرفین کا تقارب ہوا ۔ صفوں کے مقابلہ میں اعتماد خان کی نظر چنگیز خان کے لشکر پر پڑی اور وہ پہلے سے مرزاؤں کی شجاعت اور مردانگی کا حال سن چکا تہا ۔ دیکہے ہر ایک کو

معرکہ نبرد میں قابض ارواح جانکر بغیر اسکے کہ غلاف سے شمشیر کھینچے۔ ڈونگرپور کی طرف متوجہ ہوا اور امرانے اس طریقہ پر آفریں کی اور اوس کو خود اختیار کیا اور اطراف میں وہ چلے گئے چند امیر سلطان کے ساتھہ رہے اور اوس کو احمد آباد میں لے آئے چنگیز خان اس فتح غیبی سے مسرور و خوشحال ہو کر بٹوہ میں آیا۔ دوسرے روز صبح کو الغ خان و جھجار خان اور اور حبشی مظفر شاہ کو لیکر بہرلوپرا ور محمود آباد کی طرف چلے تھے کہ چنگیز خان احمد آباد میں آگیا۔ اور اعتماد خان کی حویلی میں اُترا شیر خاں فولادی کو جو راجی قصبہ کری میں یہ خبر پہنچی تو چنگیز خاں کو پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے خرچ کے لئے دی گئی تھی بالفعل تنہا اُسپر متصرف ہونا آئین مروت و فتوت سے دور ہے۔ میں خود بہت سی جمعیت کے ساتھہ احمد آباد کی طرف متوجہ ہوں چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت شیر خاں سے جھگڑا مناسب نہیں ہے اسلئے اوسنے قرار دیا کہ آب سابرمتی سے اس طرف شیر خان کے تعلق میں ملک ہے۔ اس سبب سے احمد آباد کے بعض پورے مثل عثمان پور و خاں پور شیر خاں کے متعلق رہے چنگیز خان مرزاوں کی نیکوخدمتی کے سبب سے اونکی بڑی عزت و حرمت کرتا تھا۔ میراں محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ فتح اول میں دلیر ہو گیا تھا مملکت گجرات کو بادشاہ سے خالی پایا امرا کی مخالفت و منازعت کو بڑی نعمت سمجھا۔ اس مملکت کی تسخیر کی نیت سے حرکت کی احمد آباد کے باہر آگیا چنگیز خاں مرزایوں کو ساتھہ لیکر جنگ کے آہنگ سے شہر سے باہر آیا جنگ کے بعد میراں محمد شاہ نے شکست پائی۔ پریشان و بے سامان آسیر کو بھاگا یہ فتح مرزاوں کے حسن تردد سے حاصل ہوئی تھی چنگیز خان نے اونکی دلجوئی کر کے چند محمود آباد پر گنے سرکار بھروچ میں انکی جاگیر میں دیدئے۔ اور ساز و سامان کرنے کے لئے جاگیر میں بھیجدیا۔ جب یہ مرزا اپنی جاگیر میں آئے تو اوباش اور واقعہ طلب اونکے گرد جمع ہوئے اور شرف الدین حسین مرزا کہ خواجہ عبداللہ احرار کی اولاد میں اور ہمایوں بادشاہ کا داماد تھا۔ شہنشاہ اکبر سے روگردان ہو کر مرزاوں سے آن ملا۔ ان مرزاوں کے خرچ کو جاگیر کی آمدنی کفایت نہیں کرتی تھی وہ چنگیز خاں کی بے اجازت بعض اور محل پر متصرف ہوئے جب چنگیز خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے ان چار

لشکر کو شکست دی مرزاؤں نے چنگیز خان کے
حبشی اور پانچ چھ ہزار گجراتی مرزاؤں کے سر پر مقرر کئے
اور اونکا ایک حصہ قتل کیا اور تعاقب کیا حبشیوں اور گجراتیوں میں سے جو لوگ اونکے ساتھ آئے
انمیں سے چند سال بے ریشوں کو اپنی خدمت کے لئے رکھا اور جو ریش دار تھے اونکی ناک میں
تیر ڈالا ہاتھوں کو پیٹھ پر باندھا - لکڑی کے گھیرے اونکے گلے میں ڈالے غرض بڑی اہانت کر کے
اونکی جان لی جب یہ حال آدمیوں کا مرزاؤں نے کہا تو وہ جانتے تھے کہ چنگیز خان خود اپنی
جگہ سے نہیں ہلا چہرہ گرائیگا بالضرور علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد - ابھی چنگیز خان اپنی
تھا کہ مرزاؤں نے برہانپور کی طرف رخ کیا اور وہاں دست اندازی کر کے مالوہ گئے ان کے
باقی حالات شہنشاہ اکبر کی تاریخ میں پڑھو - الغ خان و جھجار خان نے مظفر شاہ کو بیجا
ڈونگرپور میں اعتماد خان کے حوالہ کیا - بعد چندے وہ آئے اونہوں نے اپنی سپاہ کا خرچ
اعتماد خان سے طلب کیا اسنے اونکو جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے
کہ وہ کس مقدار کا ہے اور ہر سال کیا خرچ ہوتا ہے سوا اسکے یہ شہر نہیں ہے کہ آدمیوں سے
قرض لیکر دیا جائے اس سبب سے الغ خان حبشی اور اور امرائے اعتماد خان سے آزار پایا
چنگیز خان کو جب اس پر علم ہوا تو ان امرا میں سے ہر ایک کو خطوط استمالت لکھے اور اپنے پاس بلایا
وہ احمد آباد میں اُس سے جا ملے - الغ خان و جھجار خان نے کہا کہ سب جانتے ہیں
کہ ہم سب سلطان کے خانہ زاد غلام ہیں - اگر ہم میں سے کسی کو دولت ملجائے تو
نسبت میں اصلا تفاوت نہیں ہے - ملاقات میں اس کی رعایت کرنی چاہیئے
جب ہم ملاقات کو آئیں تو دربان ہم کو روکیں نہیں چنگیز خان نے اُسے قبول کیا
شہر میں امرا کو ہمراہ لے کر خالی منازل میں خود اُترو ایا - بعد ایک مدت
کے ایک دن جاسوس نے آن کر الغ خان سے کہا کہ چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ تجھے
اور جھجار خان کو قتل کر ڈالے اسلئے یہ قرار دیا ہے کہ صبح تم کو میدان چوگان میں
بلائے گا اور قتل کر ڈالے گا - یہ وہ کہہ ہی رہا تھا کہ چنگیز خان کے آدمی نے یہہ
پیغام دیا کہ کل میں چوگان بازی کو جاؤنگا صبح تم بھی آنا - الغ خان اور امیرون

نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے یہ ٹہیرایا کہ کل چوگان بازی میں چنگیز خان حبشی کا کام
تمام کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دوسرے روز چوگان بازی میں الغ خان نے چنگیز خان کا
سر تلوار سے ٹہیک سا اوڑا دیا۔ پہر سب امرا نے اعتماد الملک کو خط لکہہ کر احمد آباد میں بلایا
وہ چند روز بعد سلطان مظفر کو ہمراہ لیکر احمد آباد میں آیا۔ اور اپنی منزل میں اوترا
اس عرصہ میں مخبر یہ خبر لائے کہ مالوہ سے مرزاؤں نے فرار کیا۔ اور جب چنگیز خان
کے کشتہ ہونے کی خبر سنی تو وہ خوش ہوئے ولایت سورت وبہروچ پر متوجہ ہوئے
تاکہ اس صوبہ پر متصرف ہوں۔ اختیار الملک والغ خان نے اعتماد خان سے کہا کہ ولایت
بہروچ بے صاحب ہے اور کہتے ہیں کہ مرزاؤں نے اس طرف توجہ کی ہے بہتر یہ ہے کہ
سب امرا جمعیت کرکے بہروچ پر متوجہ ہوں اور اوسپر متصرف ہوں اور اس ارادہ
میں تاخیر نہ کریں اگر بہروچ مرزاؤں کے تصرف میں آگیا تو بہت خون جگر پینا پڑیگا تو یہہ
ملک اونکے تصرف سے نکلے گا غرض آپس میں مشورہ ہوکر یہہ قرار پایا کہ کل لشکر کے
تین توپ ہوں۔ اول الغ خان حبشیوں کو ساتہہ لیکر ایک منزل آگے جائے اور جب
یہہ اس منزل سے کوچ کریں تو اعتماد خان واختیار الملک اور اور امرا کہ توپ دوم
ہے منزل اول میں آئیں اور جب توپ ثانی اس منزل سے کوچ کرے تو توپ سوم جسمیں
شیر خان اور اور امرا ہیں اول منزل میں جائے سادات خان بخاری اپنی جگہہ پہ
رہے۔ جب یہ امر طے ہوگیا تو الغ خان وجہجار خان وسیف الملک اور اور حبشی محمود آباد
میں آئے اعتماد خان کو ایسا وہم ہوا کہ اوس نے شہر سے باہر جاکر فسخ عزیمت کی
الغ خان اور اوسکے یاروں نے اوسکی اس حرکت کو ظرافت پر حمل کیا اور آپس میں کہنے
لگے کہ ہم نے اوسکے دشمن چنگیز خان حبشی کو مار ڈالا اور وہ ہم سے نفاق رکہتا ہے
صلاح یہہ ہے کہ اس کی ولایت کو آپس میں تقسیم کرکے متصرف ہوں اس قرارداد پہ
عزیمت مصمم کرکے پرگنہ کہنبایت وپرگنہ پلاد اور بعض اور پرگنات پر متصرف ہوئے
مرزاؤں کو فرصت ملی وہ قلعہ چنپانیر وقلعہ بندر سورت اور اور مواضع پر متصرف ہوئے

شیر خاں کہ قلعہ بہروچ میں متحصن تھا اوس نے مرزاؤں سے جنگ کی۔ آخر کو امان مانگ کر
قلعہ اون کو سپرد کیا۔ چونکہ سپاہی بے جاگیر گجرات شہر سے باہر آنکر الغ خاں سے ملے ہوے
واسطے الغ خان نے جھجار خاں سے کہا کہ اعتماد خاں کے پرگنات میں سے ایک پرگنہ انکی
جاگیر میں دیدو۔ جھجار خاں نے کہا کہ جو جاگیر اس جماعت کو دو مجھے دو کہ اس گروہ سے
جس بات کے تم متوقع ہو وہ مجھ سے ظہور میں آ گئے۔ ان باتوں میں الغ خاں اور
جھجار خاں میں رنجش ہو گئی۔ اعتماد خاں کی بن آئی اوس نے جھجار خان کو مکر و فریب
سے فریفتہ کر کے احمد آباد میں لایا اور الغ خان کو شیر خاں فولادی سے ملنے دیا۔ ان
جھگڑوں میں مظفر شاہ احمد آباد سے بھاگ کر غیاث پور میں سرکھیج کے قریب الغ خاں کے
دائرہ میں آئے۔ الغ بغیر اس سے ملے شیر خاں کے یہاں مارا گیا۔ اور اوس سے کہا کہ شاہ مظفر
بغیر اوسکے کہ مجھے پہلے سے اطلاع دی ہو میری منزل میں آ گیا ہے میں ابھی تمہارے پاس
نہیں ملا ہوں۔ شیر خاں فولادی نے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہے تم جاؤ اور حقوق مہمانداری
بجا لاؤ۔ علی الصباح عماد خاں کا خط شیر خاں فولادی پاس آیا کہ شاہ محمود شاہ کا
فرزند شاہ مظفر نہ تھا اسواسطے اوسکو خارج کر کے میں نے مرزاؤں کو طلب کیا ہے کہ اونکو
بادشاہ بنا کر ملک گجرات ان کو حوالہ کر دوں۔ شیر خاں اس خط کو پڑھ کر سید حامد پاس گیا اور
اوس سے پوچھا کہ جلوس کے وقت اعتماد خاں نے مظفر شاہ کی بابت کیا کہا تھا تو سید حامد
اور اور سادات نے کہا کہ اعتماد خاں نے قرآن اوٹھا کر اور قسم کھا کر کہا تھا کہ یہ طفل
سلطان محمود شاہ ثالث کا بیٹا ہے اب اوس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہے۔ تو
الغ خاں کی منزل میں شیر خان گیا اور کفن ہاتھ میں لیکر اس طرح سے کہ نوکر
اپنے صاحب کی ملازمت کرتا ہے وہ سلطان مظفر کی ملازمت میں کمر بستہ ہوا
اور الغ خاں حبشی کی منزل سے سلطان کو سوار کرا کے اپنی منزل میں لایا اور کمر
خدمت گذاری میں قیام کیا۔ اعتماد خاں نے مرزاؤں کو حدود بہروچ سے احمد آباد
میں بلایا وہ پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ احمد آباد میں آ گئے ہر روز مرزاؤں کی

سپاہ میں سے ایک جماعت اور اختیار الملک کے سپاہی حبشیوں سے جنگ کرنے کے لئے
جاتے۔ رفتہ رفتہ مخالفت و منازعت کا طول اتنا کھینچا کہ اعتماد خان نے ایک عرضداشت
شہنشاہ اکبر کو بھیجکر اوسکو گجرات کی فتح کی ترغیب دی۔ عجب اتفاق سنہ ۹۸۰ھ ۱۵۷۱ میں شہنشاہ اکبر
ناگور میں تشریف لایا تھا۔ اوس نے پیر محمد خان کو کہ خان کلاں مشہور تھا سروہی کی
فتح کے لئے بھیجا تھا۔ پیر محمد خان راجہ سروہی کے ایلچی کے ہاتھ سے زخمی ہوا تو وہ
لشکرگاہ پیر محمد خان کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت عرائض گجرات کی عرائض آئیں۔ یہاں اکبر
نے گجرات کی عزیمت کی جسکا اقبال نامہ اکبری میں اپنے محل پر مذکور ہے سنہ ۹۸۰ھ میں
شہنشاہ اکبر کی ممالک محروسہ میں گجرات داخل ہوئی۔ ایام سلطنت مظفر شاہ تا ہنگام
تنزل ۱۳ سال چند ماہ تھی فقط

تمت

تاریخ مالوہ

ہندو راجاؤں کی فہرست

بلاد مالوہ ایک وسیع مملکت ہے اس دیار میں ہندوؤں کے عہد میں بڑے بڑے نامی راجہ گذرے ہیں راجاؤں کی فہرست ذیل میں لکھی جاتی ہے بعض نامور راجاؤں کا نہایت مختصر حال بھی لکھا جاتا ہے

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرماں روا	مدت سلطنت
(۱) دھن جی	۱۰۰ سال	(۳) سالباھن	۱ سال
(۲) جیت چند	۸۶ سال ماہ ۳ روز	(۴) نرباھن	۱۰۰ سال
		(۵) پتراج	۱۰۰ سال

پانچ راجہ اسطرح ہوئے کہ باپ کے بعد بیٹا اور اونکی مدت سلطنت ۳۸۷ سال ۷ ماہ ۳ روز

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرماں روا	مدت سلطنت
(۱) آوت پنوار	۸۶ سال ماہ ۳ روز	(۱۰) چترکوٹ	ایک سال
(۲) برھراج	۳۰ سال ۵ ماہ ۲ روز	(۱۱) گنگ سین	۸۴ سال
(۳) آوت برمہ	۹۰ سال	(۱۲) چندرپال از قوم (۱۱)	۱۰۰ سال
(۴) سدہیر شنگہ	۸۰ سال	(۱۳) مہندر پال	۷ سال
(۵) ھمرتہ	۱۰۰ سال	(۱۴) کرم چند از قوم ۱۳	ایک سال ایک [illegible]
(۶) گندہرب	۳۵ سال	(۱۵) بیجے نند	۱۰ سال
(۷) بکرماجیت	۱۰۰ سال ۶ ماہ ۲ روز	(۱۶) منج	۴
(۸) چندرسین از قوم (۷)	۸۶ سال ۳ ماہ ۲ روز	(۱۷) بھوج	۱۰۰ سال
(۹) کھرک سین	۸۵ سال	(۱۸) بیجے چند	۱۰ سال ۲ روز

پنوار کی قوم میں سے ۱۸ راجاؤں نے ۱۰۴۷ سال ۱۱ ماہ ۱۷ روز راج کیا

نام فرمان روا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) جیت پال تونور	۵ سال	(۷) رائے کھل از قوم (۶)	۵ سال
(۲) رانا راجو از قوم (۱)	۵ سال	(۸) رائے سکن پال	۵ سال
(۳) رانا باجو	۱ سال ۳ روز	(۹) رائے کرت پال	۵ سال
(۴) رانا جاجو	۲۰ سال	(۱۰) رائے اینک پال	۶۰ سال
(۵) جیندر از قوم (۴)	۴۰ سال	(۱۱) کنور پال	ایک سال
(۶) رانا بہادر	۵ سال		
قوم تونور میں سے گیارہ راجاؤں نے ۱۴۲ سال ۳ روز راج کیا۔			
(۱) راجہ جگدیو چوہان	۱۰ سال	(۷) بھلدیو	۱۰ سال
(۲) جگناتھ برادرزادہ (۱)	۱۰ سال	(۸) مانک دیو	۹ سال
(۳) ہردیو	۱۵ سال	(۹) کیرت دیو	۱۱ سال
(۴) باسدیو	۱۲ سال	(۱۰) پتھورا از قوم (۹)	۱۲ سال
(۵) سری دیو	۱۵ سال	(۱۱) مالدیو	۹ سال
(۶) دہرم دیو	۳۱ سال		
چوہان کی قوم میں سے ۱۱ راجاؤں نے ۱۴۰ سال سلطنت کی			
(۱) شیخ شاہ	۲۰ سال	(۶) ہرچند	۲۰ سال
(۲) دہرم راج سود	۲ سال	(۷) کیرت چند	۳ سال
(۳) علاء الدین پسر شیخ شاہ	۲۰ سال	(۸) اگرسین	۳۲ سال
(۴) کمال الدین	۱۲ برس	(۹) سورج نند	۱۲ سال
(۵) جیت پال چوہان	۲۰ سال	(۱۰) بیترسین	۱۰ سال
دس فرمانرواؤں نے ۱۹۹ سال سلطنت کی			
(۱) جلال الدین	۲۳ سال	(۵) بیرسال	۱۶ سال

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۳) عالم شاہ	۴۳ سال	(۶) پورنمل	۳۹ سال
(۳) بکرسین پسر ہرسین	۸ سال	(۷) ہرنند	۶۲ سال
(۴) نربا ہن	۲۰ سال	(۸) سکت سنگھ	۶۰ سال
(۵) بیر سال	۸ حکمرانوں نے ۱۴۲ (۱۸۶ سال) سال سلطنت کی		

شجرہ مسلمان بادشاہوں کا سنہ ۷۸۹ / ۱۳۸۷ سے ۹۴۱ / ۱۵۳۴ تک

- (۱) دلاور خان غوری — ہمشیرہ محمود
  - ہمشیرہ محمود ← موسیٰ
  - (۲) ہوشنگ
    - احمد
    - عثمان
    - (۳) محمد شاہ
      - عمر
      - مسعود
    - [illegible]
- ہمشیرہ محبوب النساء — ملک — ملک خلجی
  - ملک مغیث
    - (۴) سلطان محمود اول
      - (۵) غیاث الدین
        - علاء الدین
        - (۶) ناصر الدین
          - شہاب الدین
            - محفوظ
          - سلطان محمود
          - صاحب خان
      - فدائی
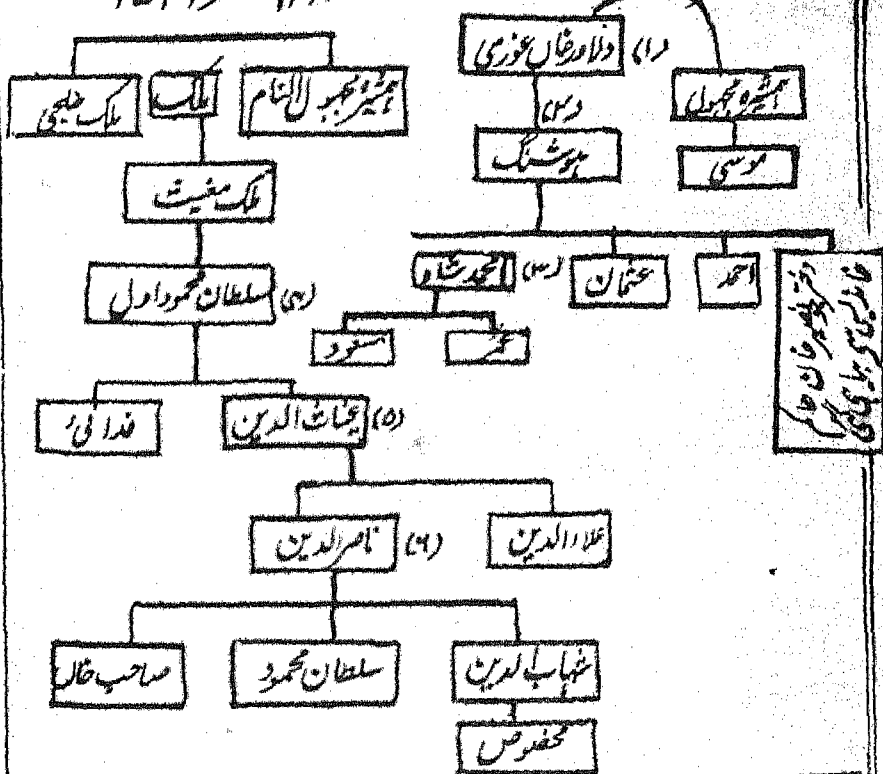
نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) بہادر شاہ	چند ماہ	(۷) سلطان ناصر الدین	۱۱ سال ۴ ماہ ۳ روز
(۲) دلاور خان غوری	۲۰ سال	(۸) سلطان محمود	۲۴ سال ۶ ماہ ۱۱ روز
(۳) ہوشنگ شاہ	۳۰ سال	(۹) قادر شاہ	۲ سال
(۴) محمد شاہ	ایک سال چند ماہ	(۱۰) شجاعت خان عرف حاکم	۱۲ سال
(۵) سلطان محمود خلجی	۳۳ سال	(۱۱) باز بہادر	
(۶) سلطان غیاث الدین	۳۳ سال		

۱۱ بادشاہوں نے ۲۴۱ سال ۳ ماہ ۴ روز فرمانروائی کی

کہتے ہیں کہ سنہ ہجری سے دو ہزار ۳ سو ۵ سال ۵ ماہ ۲۷ روز پہلے ایک ریاضت گر مہاباہ نے آتشکدہ روشن کیا اور خدا کی پرستش کی لیکن نفس کہ ہزاروں طرح کے فتنے برپا کرتا ہے اوسکی گدازش کے وہ بڑی ہمت کرتا بہت آدمی سعادت کے تلاش کرنے والے اوسکے گرد جمع ہوئے وہ اپنے گھلانے میں گرم رہتے تھے اس عرصہ میں گروہ بودھ کی جان کو درد ہوا اور اونہوں نے حاکم وقت سے فریاد کی کہ اس آتشکدہ میں ہزاروں جانیں سیلاب آتش میں جاتی ہیں یہ بہتر ہوگا کہ برہمنوں کی مت کا ناش کیا جائے اور جانداری میں جہانبانی کی جاوے۔ حاکم نے اونکی گذارش کو مان لیا۔ اور آدمیون کو اسکے کام وناکام روک دیا سوختگان آتشیں نفس چارہ سازی کی تدبیریں لگے ایک زبردست کے طلبگار ہوئے کہ وہ بودھ والوں کو زیر کرے اور برہمنوں کے مذہب کو رواج دے خدا تعالی نے اس دیرین افسردہ آتشکدہ سے ایک آدم پیکر پیدا کی چہرہ پر فرہ ایزدی تھا اور ہاتھ میں شمشیر آبدار تھی۔ تھوڑے دنوں میں فرمانروا ہوگیا اور آئین برہمن از سر نو رواج دیا (۱) دھن جی اسکا نام تہا اوس نے دکھن سے آکر مالوہ کو تخت گاہ بنایا بہت دنوں جیا+ پانچویں نسل میں (۵) بیزراج کے کوئی بیٹا نہ تہا بزرگوں نے (۱) آدت پنوار کو جانشین کیا اس طرح اس قوم کی مرزبانی کا آغاز ہوا اسمرتہ کی جان لڑائی میں گئی تو گندہرب کو راجہ بنایا کہتے ہیں کہ یہ وہی سمرتہ ہے کہ جسکو دادا رے بہال نے پیکر گندہرب میں دیو تہا کا اوتا بنایا اور پہر اوسکو قالب انسانی پہنایا اور اس نام سے وہ شہرہ آفاق ہوا اور داد و دہش اسنے عالم کو آباد کیا اسکا بیٹا (۲) بکرماجیت ہوا جسنے بزرگوں کا نام روشن کیا اور بہت سا ملک فتح کیا ہندو اسکی جلوس کی تاریخ سے سمبت کا آغاز کرتے ہیں۔ اور عجیب عجیب داستانیں اوسکی بناتے ہیں غرض وہ نیرنج اور علم طلسم سے واقف تہا سادہ دلوں کو دام میں پھنسانا جانتا تہا (۱۲) چندرپال نے سلطنت کا دارالاپایہ اپایا اور سارے ہندوستان کو اپنے ہاتھ میں لایا (۱۵) بیجے نند شکار دوست تہا ایک درخت کے نزدیک اوسکو ایک لڑکا جسکو ابھی ماں نے جنا تھا

مل گیا۔ اوسنے اوسکو متبنی بنایا۔ منج نام رکھا جب اوسکا وقت آخر آیا تو اوسکا سگا بیٹا
بھوج خردسال تھا اوسکا جانشین منج کو کردیا۔ دکھن کی لڑائی میں اوسکی جان گئی +
سمت ۱۰۴۵ میں بھوج اورنگ آرا ہوا اور بہت ملک فتح کرے اور داد و دہش سے روزگار آباد کیا
علم کی قدر بڑہائی۔ پنڈتوں کی شوق کا بازار گرم ہوا انہیں کو سب پر غلبہ ہوا۔ پانچ سو
نیک مرد حکمت شناس اوسکی سبھا میں ودیا کا چرچا رکہتے تھے۔ ان سب میں سرآمد برج
تھا دوم دھن پال و بہو لنے بڑی دلاویز سخن لکھے ہیں اور حقیقت جوئیوں کے لئے دانائی کا
ارمغان چھوڑا ہے جب بھوج پیدا ہوا تو جوتشیوں نے بڑی غلطی کی مالوگو نکوا وسکی جنم کی
گھڑی بتانے میں بھول ہوئی جوتشیوں نے جمع ہو کر مولود کو منحوس بتلایا۔ اوسکے غمخوار کو
گزند جانی کا خوف دلایا جان دوستی کے سبب سے اس نوباوہ اقبال کو خاکستان بیکسی اور
زمین ناشناسائی میں ڈالا۔ اوسنے یہیں دست امکان کی وساطت لئے پرورش پائی۔
برج نے جو اس زمانہ میں دانش مندوں میں شمار کیا جاتا تہا اوسنے بھوج کا زائچہ طالع بہت
غور کرکے لکھا۔ اسکی بزرگ فرمانروائی۔ اور درازی عمر کی نوید سنائی۔ اس جنم پتر کے راجہ
کی رہ گذر میں ڈالدیا۔ اسکے پڑہنے سے مہر پدری جوش میں آئی۔ اوسنے اپنی انجمن کے
پنڈتوں سے پوچھا کہ غلطی کہاں ہوئی جب یہ معلوم ہو گئی تو وہ خود رفتہ ہو کر بیٹے کو اوٹھا لایا
کہتے ہیں کہ جب بھوج آٹھ سال کا ہوا تو اس بے گناہ کی جان کے درپے منج ہوا۔ اوس نے
اپنے رازداروں کو حوالہ کیا کہ پوشیدہ اسکو بستی سے باہر روانہ کریں جان کزایوں کو اوس پر
رحم آیا اور اوسکو چھپایا۔ بھوج نے رخصت کے وقت ایک نوشتہ منج کو دیا جسکے مضمون کا خلاصہ
یہ تھا کہ کیونکر آدمی زاد اپنی جمعیت کی تیرگی سے خرد کے نور سے دور ہو جاتا ہے کہ بیگناہوں کے
خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کرتا ہے کوئی فرمانروا ملک و مال کو اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا
کیا میرے مارنے سے تو نے یہ سمجھا ہے کہ تیری دولت جاوید ہو جائیگی اور تجھکو گزند نہیں پہنچیگا
جب راجہ نے یہ نامہ سنا تو شاد خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے فعل سے جانکاہ ہوا
لگا فرمانبرداروں نے اس میں آثار راستی دیکھے تو سرگذشت کو بتلادیا۔ راجہ نے سجدہ شکر ادا

اوربہوج کی بزرگ داشت کی اور اپنی جانشینی کے لئے نامزد کیا + جب بہوج کے بیٹے (۶)
جے چند کی فرما نروائی کا زمانہ ختم ہوا اور قوم پنوار میں کوئی تاجداری کے لائق نہ رہا جسکے سبب
تو لوگوں نے زمینداروں میں تہامرز بانٹ بنایا۔ اور نیرنگی تقدیر سے فرمان روائی اس خاندان کے
حصہ میں آئی۔ جب کنور پال کی باری ہوچکی تو گروہ چوہان کے سرپر افسر سلطنت گذاری
رکھا گیا (۱) مالدیو کی فرماں دہی کے زمانہ میں غزنین سے شیخ شاہ آیا اور مالوہ لے لیا اور ایک
مدت دراز تک جیا جب اسکی عمر پوری ہوئی تو اسکا بیٹا علاء الدین خرد سال تہا اس کا
وزیر (۲) وہرم راج سود اسکا جانشین ہوا۔ جب علاء الدین بڑا ہوا تو وہ لڑا اور اپنا سپاہ
وزیر کو مارا جیت پال جو اننگ پو چوہان کی نسل سے تہا وہ کمال الدین کا نوکر تھا۔ اسنے
بدگوہری اور زبردستی سے اپنے خداوند کی جاں گزائی کی اور سودمندی کے خیال سے
زیان جاوید خرید ا۔ جب تین راج کی نوبت آئی تو ایک افغان نے چند بد ذات اپنے
یار بنا کے اور فرصت پاکر راجہ کو تنہائی میں مار ڈالا۔ اور اپنا لقب جلال الدین رکھا (۳) تیسیں
نے اپنے بیٹے ٹھک سین کی شادی کامرو کے خاندان میں کی تہی۔ یہاں کے راجہ نے نیک
خدمتی کے سبب سے اوسکو اپنا ولی عہد کیا تہا جب وہ مرگیا تو ٹھک سین مسند آرا ہوا۔
کمیں توزی کے سبب سے لشکر مالوہ میں لے گیا۔ نبرد گاہ میں عالم شاہ کی موت آئی۔ (۸)
سکت سنگ کے زمانہ میں بہادر شاہ ایک فرمان دہ دکہن سے آیا۔ مگر اسکا طومار زندگی یوں لپیٹا
کہ وہ دہلی میں لشکر لے گیا اور سلطان شہاب الدین سے لڑا اور گرفتار ہوا۔ ابتک ۱۳۷ھ میں سلاطین
دہلی میں سے اول سلطان غیاث الدین نے ملک مالوہ فتح کیا تہا ۷۹ھ ۱۳۸۷ میں سلطان محمد بن فیروز شاہ
تک بادشاہان دہلی کے تصرف میں رہا۔ دلاور خان غوری جسکا اصلی نام حسین ہے سلطان
شہاب الدین غوری کی اولاد میں سے تھا۔ وہ سلطان محمد کی طرف سے اس ملک میں حکومت کرتا
تھا اوسکے مرنے کے بعد وہ خود سر ہوگیا۔ اوسکے بعد گیارہ فرماں رواؤں نے ۹۷۹ھ ۱۵۶۱ تک
آزادانہ یہاں حکومت کی۔ اس مدت میں کچھہ دنوں بہادر شاہ اور ہمایوں بادشاہ مالوہ
کی حکومت پر فائز ہوئے۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ جب فرار ہوا تہا تو جس جماعت نے

اس حال میں اوسکی ہمراہی کی تہی اور حق وفا اسکا ادا کیا تہا۔ اوسنے اپنے بادشاہ ہونے پر
اسمیں سے ہر ایک آدمی کے حق میں رعایت کی چنانچہ خواجہ سرور کو خواجہ جہاں کا خطاب دیکر
وزیر کل کیا ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خاں کو حاکم ملتان اور دلاور خان
کو حاکم مالوہ مقرر کیا۔ آخر الامر یہ چاروں آدمی شاہی کے مرتبہ پہنچے۔

دلاور خان غوری کا ذکر

سنہ ۷۹۰ھ میں دلاور خان مالوہ میں آیا اور اپنی رائے صائب کی قوت سے اور بازوے شجاعت سے
ملک مالوہ کا انتظام کیا حشم و خدم کو فراہم کیا اور اس ملک کی اطراف میں جو لوگ غلبہ رکھتے
تھے اونکو مغلوب کیا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا اور دہلی کی سلطنت پراگندہ ہوئی اور
ہندوستان میں ملوک طوائف کا ظہور ہوا تو اوس نے والی دہلی کی اطاعت سے سر نکالا اور
استقلال کا دعوی کیا اور اداب ملکداری کو بادشاہوں کے طور پر اختیار کیا۔ اپنا خطبہ
پڑہوایا اور سکہ چلایا۔ مدتوں کامیاب رہا۔ اوسکو شوق تھا کہ منڈو کو دار الملک بنائے اسلئے
کبھی کبھی اوسمیں عمارتیں بنواتا تہا سنہ ۸۰۱ھ ۱۳۹۸ء میں ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی صاحبقران سے بہاگ کر
گجرات گیا اور وہاں سے مالوہ میں آیا تو دہار میں دلاور خاں نے اوسکی بڑی خاطر داری کی تمام
نقود و جواہر سلطان کے روبرو لایا اور کہا کہ یہ سب حضور کے ہیں بندہ آپ کا غلام اور جمیع میرے
اہل حرم آپکی کنیزیں ہیں۔ ناصر الدین محمود نے بقدر احتیاج لے لیا باقی کو واپس کیا
بادشاہ محمود کو امراء دہلی نے بلایا تو وہ سنہ ۸۰۴ھ میں دلاور خان سے رخصت ہوا۔ الپ خان
اسکے بیٹے کو بادشاہ محمود کی اس قدر خاطر داری پسند نہ تھی اسلئے وہ منڈو چلا گیا تہا جب
بادشاہ چلا گیا تو وہ باپ پاس آگیا۔ اس تین برس کے عرصہ میں منڈو میں الپ خان نے
ایک حصار نہایت مستحکم سنگ و گچ سے تعمیر کرایا سنہ ۸۰۸ھ میں دلاور خاں نے ودیعت حیات
سپرد کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ الپ خاں نے اوسکو زہر دلوایا تھا ایام حکومت اس کے
۲۰ سال تھے جنمیں مدت سلطنت چار سال کچھ زائد تھی۔

ذکر سلطنت سلطان ہوشنگ بن دلاور خان

باپکے مرنے کے بعد الپ خاں حکومت مالوہ کا علم بلند کیا۔ اور اپنے تئیں سلطان ہوشنگ ملقب کیا امرا اور بزرگون نے اوسسے بیعت کی اور اوسکی اطاعت قبول کی لیکن ابھی مہمات سلطنت اور اساس دولت نے استحکام نہیں پایا تہا کہ مخبرون نے خبر دی کہ شاہ مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خاں نے اپنے باپ دلاور خان کو دنیا کے لالچ سے زہر دیدیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا سلطان ہوشنگ اپنا لقب رکھا اس سببسے کہ دلاور خان عنصری اور شاہ مظفر گجراتی میں بہائی چارا تھا سلطان مظفر لشکر لیکر اس طرف متوجہ ہوا۔ سلطان ہوشنگ بھی جنگ کے آہنگ سے قلعہ دہار سے برآمد ہوا سنہ ۸۱۰ھ ۱۴۰۷ع میں طرفین سے صفیں آراستہ ہوئیں گھمسان لڑائی ہوئی سلطان مظفر زخمی ہوا۔ سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا۔ مگر اسپر بھی دونون میں سے کوئی متزلزل نہیں ہوا کہ لڑائی سے ہاتھ اوٹھاتا۔ مگر آخر کو سلطان مظفر کو فتح وظفر ہوئی ہوشنگ مقید ہوا۔ موکلون کے حوالہ ہوا سلطان مظفر نے اپنے بھائی خان اعظم نصرت خاں کو قلعہ دہار میں حاکم بنایا۔ سپاہ مالوہ کو اپنا مطیع کیا۔ اور گجرات کو چلا گیا۔ نصرت خان ناکردہ کار تھا۔ رعایا کے مقدور سے زیادہ محصول مانگا اور بدسلوکی اختیار کی۔ پہلے اس سے کہ سلطان مظفر گجرات میں پہونچے لشکر مالوہ نے نصرت خان کو وہاں سے باہر نکال دیا۔ اس سببسے کہ نصرت خان نے اثنا خیمہ میں توقف کیا تھا ولایت مالوہ سے باہر نہیں جاتا تھا اسکا تعاقب ہوا۔ اور اوسکے پس ماندون کو آزار پہونچایا۔ شاہ مظفر کے خوف کے مارے نصرت خان نے قلعہ منڈو میں اقامت اختیار کی۔ اور اونہونے سلطان ہوشنگ کے چچا کے بیٹے موسی کو سردار بنالیا۔ اس خبر کے آنے کے بعد سلطان ہوشنگ نے عریضہ اپنے قلم سے لکھ کر سلطان کی خدمت میں بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ خداوند جہان فقیر کے باپ اور چچا کی جگہ ہیں آپ سے اہل غرض نے بعض باتیں میری طرف سے لگا دی ہیں خدا خوب جانتا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہیں۔ ان ایام میں سُنا گیا کہ امرا مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی ہے موسی کو سردار بنایا ہے۔ ولایت مالوہ پر وہ متصرف ہوئے ہیں اور استقلال کا دم بہرتے ہیں۔ اگر فقیر کو قید سے نکال کر احسان کی

قید میں ڈالیں تو ممکن ہے کہ یہ ملک ہاتھ میں آجائے۔ سلطان نے ایک سال کے بعد ہوشنگ کو
قید سے نکال کر اوس سے عہد لیا اور سب سامان سرانجام کرکے سنہ ۸۱۰ھ میں اوسکو روانہ کیا اور احمد شاہ
کو اوسکی کمک کے لئے روانہ کیا۔ احمد شاہ نے دہار اور اوسکی نواح کو تصرف میں لاکر ہوشنگ کو
تفویض کیا اور خود مراجعت کی۔ سلطان ہوشنگ کچھہ دنوں دہار میں ٹھیرا جب جا بجا سے خلق اوسکی حمایت
اس پاس جمع ہوئی تو اوسنے قلعہ منڈو سے بھی امرا کو ان کی استمالت کرکے بلایا مگر وہ
اس سبب سے نہ آسکے کہ سارے اہل و عیال اونکے قلعہ منڈو میں تھے۔ سلطان ہوشنگ قصبہ
دہار سے قصبہ منڈو میں گیا۔ اوسکا محاصرہ کیا۔ ہر روز اوسکے آدمی مجروح ہو گئے اور کچھہ
کام نہ بنتا۔ اسواسطے سلطان ہوشنگ کی صلاح یہ ہوئی کہ وسط ولایت میں جاکر قیام کرے
اور قصبوں اور پرگنوں میں اپنے آدمی بھیجکر متصرف ہو اس درمیان میں ملک مغیث نے کہ
سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ ملک خضر عرف میان آغا سے مشورہ کیا کہ اگرچہ
موسیٰ خان شائستہ جوان ہے اور ہمارے ماموں کا بیٹا ہے لیکن سلطان ہوشنگ دانائی
اور فرزانگی اور دانشوری اور بردباری میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور یہ مملکت ارثاً اور
اکتساباً اوسکو پہنچتی ہے اور سوا اسکے اسنے لڑکپن میں میری ماں کی گود میں پرورش پائی ہے
صلاح یہ ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اوسکے اقتدار کے ہاتھ میں دی جائے۔ میان آغا نے اوسکی
رائے سے اتفاق کیا وہ قلعہ منڈو سے نکلکر سلطان ہوشنگ سے ملے۔ سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث
سے اپنی نیابت دینے کا وعدہ کیا جس سے وہ مسرور و خوشحال ہوا۔ موسیٰ خان نے مایوس ہوکر
قلعہ منڈو خالی کر دیا اور خود باہر چلا گیا۔ سلطان ہوشنگ اپنی دارالامارت منڈو میں آکر ٹھیرا
ملک مغیث کو ملک شرف کا خطاب دیا اور وزارت اوسکو تفویض کی اور کل امور میں اپنا
نائب و قائم مقام کیا +

سنہ ۸۱۳ھ ۱۴۱۰ شاہ مظفر نے رحلت کی۔ احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ کو شاہی ملی۔ ہوشنگ نے
حقوق تربیت مظفر شاہی کو اور اعانت احمد شاہی کو بالائے طاق رکھا۔ کینۂ دیرینہ نے اوسکو
اسپر آمادہ کیا کہ دیار گجرات میں جاکر مملکت میں خلل پیدا کرے۔ سلطان احمد شاہ اس خبر کو سنکر

لشکر گراں کے ساتھ بھروچ میں گیا اوسکو محاصرہ کیا فیروز خان و ہیبت خاں سپاہ احمد شاہی کی
ہیبت و کثرت و سطوت کے خوف سے احمد شاہ سے جا ملے سلطان ہوشنگ مراجعت کرکے دہاں
میں چلا آیا۔ ابھی عرق تشویر و خجالت اسکی پیشانی پر خشک نہیں ہوا تھا کہ پھر اعمال شنیعہ شروع کیے
۸۲۱ھ سنہ میں اوسنے سُنا کہ احمد شاہ گجراتی راجہ جالوارہ سے لڑنے گیا ہے اور اوسکے محاصرہ
میں لگ رہا ہے اسی حال میں جلوارہ کا خط استعانت کی درخواست میں آیا اور راجہ کے ایلچی نے
کمک کے باب میں مبالغہ حد سے زیادہ کیا سلطان ہوشنگ نے مقدمات سابق کو فراموش کرکے لشکر
کا سامان درست کیا اور پھر گجرات کی طرف چلا اور ان ممالک میں بہت خرابی مچائی سلطان
احمد شاہ مجبور اس خبر کے سننے کے ہوشنگ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا جب دونو قریب ہوئے
اور راجہ جالوارہ سے کوئی مدد نہیں پہنچی تو سلطان ہوشنگ نے بے اختیار اپنے ملک مراجعت
کی اور اس مدت میں نصیر خان فاروقی پسر کلاں حاکم خاندیس کا قصد یہ تھا کہ قصبہ تال نیر کو
کہ اوسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اوس سے چھین لے ہوشنگ سے نصیر خان
کمک کا طالب ہوا۔ اوسنے اپنے بیٹے غزنین خاں کو پندرہ ہزار سوار کے ساتھ اوسکی مدد
کو بھیجا۔ اس مدد کے سبب سے نصیر خان فاروقی نے قلعہ تال نیر کو لے لیا اور حوالی سلطان پور
میں گیا سلطان احمد شاہ اوسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ زمینداران گجرات خصوصاً راجہ جالوارہ
و راجہ محمد آباد و چنپانیر و راجہ نادوت وایدر نے فرصت پاکر پے در پے عرائض سلطان ہوشنگ
کی خدمت میں بھیجیں کہ اول مرتبہ خدمت گزاری میں تساہل و تجاہل ہوا مگر اس مرتبہ جانسپاری
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوگا۔ اگر جناب گجرات کی طرف متوجہ ہوں تو چند رہبر
بھیجے جائیں کہ آپ کو اور آپکے لشکر کو اس راہ سے لے جائیں کہ ملک گجرات تک میں آپ کے
پہنچ جانے کی خبر سلطان احمد شاہ کو نہ ہو چونکہ خجالت لاحق علاوہ عداوت سابق کے تھی
سلطان ہوشنگ نے لشکر تیار کرکے ۸۲۱ھ میں بڑی شان و شوکت سے مہراسہ کی راہ سے گجرات
جانے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان پور و ندربار کی حوالی میں سلطان احمد آیا ہوا
تھا غزنین خاں لڑکا بھاگا نصیر خاں فاروقی آسیر کو گیا جب سلطان احمد شاہ کو خبر پہنچی کہ

سلطان ہوشنگ مہروسہ میں ہے تو اوسکے فساد مٹانے کو مقدم جانا اور بہت جلد وہ مہروسہ
کی طرف متوجہ ہوا۔ اور باوجود بارش کی کثرت کے ایلغار کرکے وہ پہنچا۔ جب جاسوسوں نے ہوشنگ کو
احمد شاہ کے آنے کی اطلاع دی تو مضطرب ہوا جن زمینداروں نے عریضے بہیجکر فتنہ و فساد
اٹھایا تھا اونکو اپنے پاس طلب کیا جب وہیں ہوئے خیر نہ دیکھی تو اونکو ناسزا باتیں کہیں اور
لعنت ملامت کی اور جس راہ سے گیا تہا اوسی راہ سے گدی کہیچتا ہوا چلا آیا۔ سلطان احمد شاہ
نے مہروسہ میں چند روز لشکر کے جمع کرنے کے لئے قیام کیا۔ ماہ صفر ۸۲۵ھ کو مالوہ کی طرف
متوجہ ہوا متواتر کوچ کرکے کالیادہ کی نواح میں آیا۔ سلطان ہوشنگ جنگ کا آہنگ کرکے
چند منزل آگے آیا مگر آخر کار منڈو کو بھاگا۔ سلطان کی سپاہ نے اوسکا تعاقب قلعہ منڈو کے
دروازہ تک کیا اوسکو بہت غنیمت ہاتھ لگی خود ظفر آباد نعلچہ تک آیا چند روز یہاں توقف
کیا۔ اطراف ولایت میں افواج بہیجی چونکہ قلعہ منڈو نہایت مستحکم تہا تو وہ دہار کی طرف چلا گیا
وہاں سے اوجین جانا چاہتا تہا کہ برسات کا موسم آگیا۔ امرا و وزرا نے سلطان کو صلاح دی
کہ بالفعل گجرات چلئے سال آئندہ میں مفسدوں کو سزا دے کر مالوہ کی تسخیر میں مصروف ہوجیے
سلطان احمد شاہ گجرات میں آیا۔ اسی سال میں ملک محمود فرزند ملک مغیث کی پیشانی میں
نجابت وکاردانی کے آثار ہوشنگ نے دیکہے تو اوسکو محمود خان کا خطاب دیا اور باپ کے ساتھ مہمات
ملکی میں شریک کیا جب سلطان کہیں جاتا تو ملک مغیث کو قلعہ میں چھوڑ جاتا اور محمود خاں کو
ہمراہ لے جاتا۔ آخر سال میں سلطان احمد نے چاہا کہ ولایت مالوہ میں آکر جو کچھ کر سکوں اسمیں
تقصیر نہ کروں سلطان ہوشنگ نے اوسکے ارادہ سے آگاہ ہو کر تحفے و ہدیے بہیجے اور صلح کا
طالب ہوا سلطان احمد نے پیشکش لے لی اور صلح قبول کرلی۔ سنہ ۸۲۳ھ میں سلطان ہوشنگ نے
سرحد برار میں قلعہ کہیرلہ پر لشکر لے گیا۔ یہاں کے حاکم نرسنگ رائے نے پچاس ہزار پیادہ اور سوار لشکر
کے لئے بہیجے سخت لڑائی کے بعد سلطان ہوشنگ نے فتح پائی۔ نرسنگ رائے نے شکست پائی
سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ کو کہ نرسنگ رائے سے تعلق رکہتا تہا احاطہ کیا اور مفتوح کیا خزانہ و ہا
تہی لئے قلعہ کہیرلہ میں نرسنگ رائے کا بیٹا تہا اوسکو مطیع و باجگزار کیا اور خود منڈو میں چلا آیا +

سنہ ۸۲۵ھ ۱۴۲۱ء میں سلطان نے ایک ہزار سوار اپنے لشکر میں سے لئے اور سوداگروں کے لباس میں قیت لا جاج نگر کو کہ ایک مہینے کے رستہ پر تھی روانہ ہوا۔ نقرہ رنگ کے گھوڑے جو یہاں کے راجہ کو بہت پسند تھے اور کچھ متاع جو اس ملک میں لوگ پسند کرتے ساتھ لیں سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ ان گھوڑوں اور متاع کے عوض میں منتخب ہاتھی ہاتھ آجائیں تو اون کی قوت سے سلطان احمد گجراتی سے انتقام لیا جائے وہ جاج نگر کی حوالی میں پہنچا اور راجہ پاس آدمی بھیجکر اطلاع دی کہ ایک بڑا سوداگر ہاتھی خریدنے اور گھوڑے نقرہ رنگ و سبزہ رنگ کے اور اور قماش و متاع بیچنے لایا ہے۔ راجہ جاج نگر نے پوچھا کہ یہ سوداگر دور کیوں پڑا ہے۔ اسکا جواب آیا کہ بہت سے سوداگر اوسکے ساتھ ہیں آپ صحرا دیکھکر اسنے یہ منزل پسند کی ہے۔ اس ملک کی رسم تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب لاتا تو راجہ آدمی پہلے سے اس پاس بھیجتا کہ فلان دن وہ گھوڑوں کے زین لگائے اور اسباب کو روئے زمین پر لگائے۔ راجہ سوار ہوکر گھوڑوں اور اسباب کو دیکھے گا۔ وہ وقت موعود پر آتا جو کچھ پسند کرتا اوس کو ہاتھیوں سے معاوضہ کرتا۔ یا نقد قیمت دیتا۔ اس قاعدہ کے موافق راجہ نے ہوشنگ کو اطلاع دی کہ فلان روز قافلہ میں آؤن گا گھوڑے تیار ہیں اسباب زمین پر لگایا جائے میں ملاحظہ کرکے اوس کے عوض ہاتھی یا نقد قیمت دونگا سلطان نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ جو راجہ سے کہے وہ کرنا چاہئے راجہ نے آنے کا دن مقرر کیا۔ اور قافلہ میں چالیس ہاتھی بھیجکر کہ اونکو اچھی طرح دیکھ بھال لیں اور اپنے گھوڑون کو تیار رکھیں اور اسباب کو کھول کر زمین پر رکھیں برسات کا موسم تھا سلطان ہوشنگ نے عذر کیا کہ ہوا اور ابر ہے مبادا ہمارے اقمشہ ضائع ہوں مگر راجہ کے آدمیوں نے محصلی کرکے اسباب کھلوایا۔ اس اثنا میں راجہ پانچسو آدمیوں کے ساتھ آیا اور اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا۔ مینہ موسلا دھار برسنے لگا اور بادل کی گرج و بجلی کی کڑک سے ہاتھی بھاگے اسباب جو زمین پر تھا وہ ہاتھیون کے پاؤن تلے آنکر سب اب ہوگیا لشکریوں نے کہ سوداگرون کے لباس میں تھے غل مچایا سلطان ہوشنگ نے اپنی ڈاڑھی کے کچھ بال نوچ کر کہا کہ جس حال میں ہماری متاع خراب ہوگئی ہو ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے

بس اپنی جماعت کے ساتھہ گھوڑوں پر سوار ہوکر راجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ راجہ کے اوسان اُڑ گئے
کہ یہ کیا بلا سر پر آئی۔ لڑائی ہوئی راجہ کے کچھہ آدمی مارے گئے کچھہ بھاگ گئے راجہ زندہ گرفتار ہوا
سلطان ہوشنگ نے راجہ سے کہا کہ میں سلطان مالوہ ہوں ہاتھیوں کے خریدنے کے لئے آیا تھا
اب میرا اسباب ضایع ہوا ناچار تجھے گرفتار کیا۔ راجہ نے ہوشنگ کی جرأت پر تعجب کیا۔ او سنے
آدمی کو بھیجکر کل اپنے ہاتھی منگائے۔ ۷۵ ہاتھی سلطان ہوشنگ پاس آئے۔ وہ راجہ کو اوسکے
راج کی سرحد تک لے گیا۔ اور پھر اوسکو رخصت کیا۔ راجہ کو ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی اس لئے
اوسنے چند فیل اور اُس پاس بھیجے۔ سلطان ہوشنگ نے سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو
خالی دیکھہ کر مالوہ میں آیا ہے۔ منڈو کو محاصرہ کر رکھا ہے جب ہوشنگ کھیلہ پر متصرف ہوا
اور وہاں کے راجہ کو مقید کیا اور معتبر آدمیوں کے سپرد کیا تو لشکر جو مالوہ سے آیا تھا اوسکے
ساتھہ منڈو کو روانہ ہوا۔ جب وہ اوسکے نزدیک آیا تو سلطان گجراتی نے امرا و سپاہ کو موریلوں
سے لڑنے کو بلایا مگر ہوشنگ لڑائی کی طرف متوجہ نہوا قلعہ میں چلا آیا۔ قلعہ منڈو کا حال یہ ہے
کہ وہ ایک بہت اونچے پہاڑ پر بنا ہوا ہے جسکا ۱۹ کروہ احاطہ ہے بلکہ اس سے بھی کچھہ زیادہ
بجائے خندق کے اوسکے گرد مغاک ہے۔ قلعہ کے اندر آب و علف
بہت ہے اسقدر زمین میں گنجایش کہ وہاں کھیتی بھی ہوسکتی ہے کوئی لشکر اسکا محاصرہ
تمام و کمال نہیں کرسکتا۔ اکثر مواضع نواحی اس لائق نہیں ہیں کہ ان میں کوئی اتر سکے
و کہنی دروازہ اسکا تارا پور کا دروازہ مشہور ہے۔ ایسا دشوار گذار ہے کہ سوار بھی مشکل سے
جا سکتا ہے۔ اسکی جس طرف سے جانا چاہو ایک کروہ بلندی کو طے کرنا پڑتا ہے آدمی جو راہوں
کی حفاظت کرتے ہیں اونکے درمیان پہاڑوں کے حائل ہونے کے سبب ایسی ہی دوری
رہتی ہے کہ اونکو آپس میں ایک دوسرے کی خبر نہیں ہوتی۔ دہلی دروازہ اسکا بہ نسبت اور راہوں
کے آسان گذار ہے سلطان احمد نے محاصرہ میں کچھہ فائدہ نہ دیکھا وہ ملک کی تاخت و
تاراج میں مشغول ہوا۔ اجین میں ہوکر سارنگ پور میں آیا۔ سلطان ہوشنگ بھی آگے اور
راہ سے سارنگ پور میں آیا۔ اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ اسلام کا

حق ہمارے اور تمہارے درمیان ہے۔ ہماری ولایت کا تاراج کرنا اور اہل ولایت کا خون گرانا
وبال بہت رکھتا ہے۔ جنگ صف میں جماعت جماعت وفوج فوج مسلمان زخمی ہوتے ہیں
لائق وانسب یہ ہے کہ اب آگے آپ خرابی کے درپے نہ ہوں اور اپنے دار الملک کو تشریف
لے جائیں مناقب ایلچی اور پیشکش بھیجی جائے گی سلطان احمد شاہ نے اوسکی باتوں کا
اعتماد کر لیا اور اس رات کو اپنے لشکر کی محافظت وحزم واحتیاط میں کاہلی کی۔ اس بیچ
سلطان ہوشنگ نے فرصت پاکر ۱۲۔ ماہ محرم کو ۸۲۶ھ کو شب خون مارا۔ گجراتی غافل تھے اونکے
بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان احمد کی بارگاہ کے قریب اے سامت راجہ ونڈہ عرف
کری پالسور راجپوت کے ساتھ مارا گیا جب سلطان احمد شاہ سراپردہ سے نکلا تو اوسنے ایک اور
ہی عالم دیکھا لشکر میں سے ایک آدمی کو ساتھ لیکر وہ صحرا میں ٹھیرا صبح کو آدمی اس پاس
جمع ہوئے تو اوسنے ہوشنگ کی فوج پر تاخت کی معرکہ جدال وقتال ایسا گرم ہوا کہ دونو
بادشاہ زخمی ہوئے آخر کو ہوشنگ کہ فیروز جنگ تھا قلعہ سارنگپور میں آیا گجراتیوں کو
سات جنگی فیل اور اور غنایم ہاتھ لگیں بعد اس فتح کے ۲۔ ربیع الاول کو سلطان عازم گجرات
ہوا جب ہوشنگ کو یہ خبر ہوئی تو غرور و دلیری سے تعاقب کیا بہت لپس ماندوں کو
ہلاک کیا سلطان احمد نے ناچار پھر کر لڑائی شروع کی صدمہ اول میں سلطان ہوشنگ کے مقدمہ
کے بہت آدمی غنیم نے ہلاک کئے۔ سلطان احمد نے خود میدان جنگ میں جاکر فتح حاصل کی
سلطان ہوشنگ کا بازوے شجاعت شکست ہوا قلعہ سارنگپور میں پناہ لی۔ اس لڑائی
میں چار ہزار نوسو مالوی مارے گئے۔ ان سب کا اسباب گجراتیوں کو ہاتھ لگا سلطان احمد
اپنی سرحد میں گیا سلطان ہوشنگ منڈو میں آیا شکست در ریخت کو درست کیا۔
سلطان ہوشنگ کے جاج نگر جانے کی اور ہاتھیوں کے حصار میں آنے کی اور اور روایات جو ضعف سے
خالی نہیں وہ تاریخ گجرات میں بیان ہوئیں یہاں اونکے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں۔
اسی سال میں سلطان ہوشنگ نے قلعہ گاگرون تھوڑی مدت میں فتح کر لیا اور یہاں
سے واقعہ گوالیار کی طرف تسخیر کے عزم سے کوچ کیا اور ایک مہینہ چند روز تک اوسنے محاصرہ کیا

کہ اوسنے یہ سنا کہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خاں راجہ کی مدد کو بیانہ کی راہ سے آتا ہے تو سلطان ہوشنگ محاصرہ کو چھوڑ کر دہولپور تنکا وسے لڑنے گیا۔ مگر چند روز کے بعد حرف صلح درمیان آیا آپس میں ایک دوسرے نے تحفے دئے اور اپنے اپنے دارالملک کو روانہ ہوئے ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ء کو احمد شاہ بہمنی والی دکن نے کہیرلہ کی تسخیر کے لئے کوچ کیا۔ یہاں آکر اوسکو احاطہ کیا۔ ضابطہ حصار ستپور نرسنگ رائے مقتول نے جو سلطان ہوشنگ کے حکم سے یہاں کا حاکم تہا اپنا آدمی بہیجکر سلطان ہوشنگ سے امداد طلب کی سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا کہیرلہ کے نزدیک آیا تو دکہنیوں نے اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان ہوشنگ نے اوسکو دکنیوں کی عجز پر حمل کیا۔ رائے کہیرلہ نے اوسکو اغوا کیا وہ دکنیوں کے تعاقب میں گیا۔ دکنیوں نے لڑکر اسکو شکست دی اور سارا اسباب اوسکا چہین لیا وہ بہاگا اوسکی کل عورتیں اور لڑکیاں دکنیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئیں سلطان احمد شاہ دکنی نے ان عورتوں کی بڑی مہمانداری کی اور ہر ایک کو زریں جامے دئے اونکے ساتھ اپنے پانچ سو سوار اور ایک امین ہمراہ کیا اور سلطان ہوشنگ پاس بہجوا دیا۔

۸۳۴ھ ۱۴۳۰ء میں کالپی کی تسخیر کے قصد سے سلطان ہوشنگ منڈو سے روانہ ہوا۔ کالپی میں سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کی طرف عبدالقادر حاکم تھا جب اس نواحی میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بہی اپنے دارالملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے کوچ بہ کوچ کئے چلا آتا ہے سلطان ہوشنگ نے اسکے دفع کرنے کو کالپی کی تسخیر پر مقدم جانا۔ جب دونوں لشکر نزدیک پہنچے اور آج کل میں لڑائی ہونیوالی تہی کہ شاہ ابراہیم شرقی کو خبر ہوئی سلطان مبارک شاہ فرمانروائے دہلی جونپور کا عازم ہے اسلئے سلطان ابراہیم جونپور تو واپس چلا گیا سلطان ہوشنگ نے بے نزاع کالپی پر قبضہ کیا اور وہاں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ چند روز یہاں رہکر عبدالقادر ہی کو جو سابق میں ضابطہ کالپی تہا اپنی طرف سے یہاں حاکم مقرر کیا۔ مالوہ کو مراجعت کی اثنائے راہ میں تہانہ داروں کی عرایض آئیں کہ کوہ چاپیہ کی جانب سے متمردوں نے آکر مالوہ میں بعض مواضع اور قریات کو حوض بہیم تک لیا

ملجا و ماوا بنا رکھا ہے - ان عرایض کے آنے کے وقت میں سلطان ہوشنگ کی اولاد میں نزاع
ہوا سلطان کے سات بیٹے اور تین لڑکیاں تہیں - تین بیٹے دختر عالم خاں حاکم اسیر سے پیدا ہوئے
جنکے نام عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان تھے یہ باہم متفق تھے اور بیٹے احمد خان و عمر خان و
ابو اسحاق خان سب سے بڑے بیٹے غزنین خان کے ساتھ متفق تھے عثمان خان غزنین خان میں ہمیشہ
نزاع رہتی اور امرا اور سپاہ کی جماعتیں جدا جدا اونمیں سے ہر ایک کی طرفدار تہیں سلطان ہوشنگ
کو اس مخالفت سے کلفت تہی - ملک مغیث اور اوسکا بیٹا محمود خان کہ نہایت عادل و کاردان تھے
وہ سلطان کی استرضا میں کوشش کرتے تھے - چنانچہ مکرر سلطان ہوشنگ کی زبان پر یہ بات آئی
تہی کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہے - ملک مغیث نے عرض کیا کہ شاہزادوں کو
بقا ہو ہم بندے ہیں سوا رجاں سپاری اور خدمت گاری کے ہمارا کام اور نہیں ہے - ایکدن کالپی
کی راہ میں عثمان خان نے برادر بزرگ غزنین خان سے بڑی بے ادبی کی - اوسنے اپنے ایک نوکر
کو شہزادہ غزنین خان کے حرم میں بہیجا جسنے جاکر غزنین خان کو خوب گالیاں سنائیں جنکے سبب سے
نوکروں میں خوب لتکوب ہوئی عثمان خان باپ کے خوف سے بہاگ گیا - امرا نے وعدے دلخوشی
کرکے فریفتہ کیا اور غدر مچایا - سلطان ہوشنگ ور زیادہ خفا ہوا - ملک مغیث نے اس باب میں شورہ
کیا تو اوسنے کہدیا کہ اس قسم کی حرکتیں شہزادوں سے مکرر دقوع میں آئی ہیں اور معاف کی گئی
ہیں - ابکی دفعہ بہی اغماض کیا جائے سلطان ہوشنگ نے تغافل کیا عثمان لشکر میں آگیا - اصین میں
سلطان نے بار عام کیا - عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان کو خلاف عادت کے سخت ایذا پہنچائی
اور اونکو پا بزنجیر کرکے ملک مغیث حوالہ کیا کہ شادیاباد میں اونکی تادیب کرے - یہ کام کرکے وہ کوہ
جاجیہ کی طرف آیا متواتر کوچ کرکے حوض بھیم کو توڑا - راجہ کو جنگل میں بھگایا - اہل و عیال و
مال و منال سب سرکشوں کا لے لیا - عورتوں بچوں کو اسیر کیا اور ہوشنگ آباد میں آیا - ایکدن
وہ شکار کے لئے سوار ہوا - اثنا سیر میں تاج سلطان سے لعل بدخشانی جدا ہوکر گرپڑا - تیسرے دن
ایک پیادہ نے اوسکو لاکر سلطان کو دیا اور پانسو تنکہ انعام پایا - سلطان ہوشنگ نے اس تقریب میں
ایک حکایت بیان کی کہ ایکدن سلطان فیروز شاہ کے تاج کا لعل گرپڑا - پیادہ اوسکو لایا

اور پانچویں نکہ اوسکو انعام ملا فیروز شاہ نے کہا کہ یہ تشبیہ آفتاب عمر کے غروب ہونے کی ہے چند روز بعد وہ مرگیا میں بھی جانتا ہوں کہ میری عمر تمام ہوئی چند نفس باقی ہیں حضار مجلس نے دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ جس وقت سلطان فیروز نے یہ بات کہی تہی اوسکی عمر نوے برس کی تھی حضور سلطان کا زمانہ عنفوان جوانی اور کامرانی کا ہے ہوشنگ نے کہا کہ انفاس عمر زیادہ و نقصان کے قابل نہیں ہیں پس چند روز بعد سلطان کو سلسل البول کا مرض ہوا جب اوسنے اپنے مرنے کے آثار دیکھے تو ہوشنگ آباد سے منڈو میں چلا آیا۔ ایک دن دربار عام میں اپنے سب سے بڑے بیٹے غزنین خان کو انگشتر مملکت دی اور اپنا ولی عہد کیا۔ اسکا ہاتھ محمود خان کے ہاتھ میں دیا محمود خان نے معروض کیا کہ جب تک زندگانی رمق باقی ہے بندہ خدمت گزاری اور جان سپاری کے لئے حاضر ہے پھر امرا اور وزیر کو وصیت فرمائی کہ ساحت مملکت نفاق و مخاصمت کے غبار سے مکدر نہ کرنا۔ اوسنے اپنی فراست سے دریافت کرلیا تہا کہ محمود خان خود سلطنت کو چاہتا ہے اسلئے اوسکو مکرر نصایح و مواعظ کئے اور حقوق تربیت یاد دلائے اور کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت و صاحب شمشیر ہے ہر وقت وہ مالوہ کی تسخیر کا ارادہ رکہتا ہے وقت فرصت کا منتظر رہتا ہے اگر مہام مملکت کے سرانجام میں اور سپاہ و رعیت کے احوال کے پرداخت میں تساہل و تکاہل ہوگا۔ اور اپنی شاہزادہ کی مراعات میں تہاون ہوگا تو وہ اس ولایت کی تسخیر کا عزم مصمم کریگا تمہاری جمعیت میں تفرقہ ڈال دیگا۔ دوسری منزل میں محمود خان نے شاہزادہ کے ساتھ عقد بیعت کو سوگند سے موکد کیا عثمان کے ہواخواہوں نے سلطان سے عرض کیا کہ سلطان زادہ عثمان خان بہی شائستہ فرزند ہے اگر قید سے خلاص ہو اور مالوہ کا ایک حصہ اوسکی جاگیر میں دیا جائے تو انسب و لایق ہے سلطان ہوشنگ نے کہا کہ یہ بات میرے دل میں بہی آئی تہی مگر عثمان خان کو چھوڑ دوں تو سلطنت میں فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا جب غزنین خان نے سنا کہ بعض امرا عثمان خان کی استخلاص میں سعی کرتے ہیں تو اوسنے پہر عمدۃ الملک کو محمود خان کے پاس بہیجا کہ میری حضور میں آن کر قسم کہائے تو مجھے اطمینان زیادہ ہو محمود خان نے شاہزادہ کے پاس جا

قسم کھائی کہ جب تک میری حیات میں رمق باقی ہے میں شاہزادہ کی طرفداری نہیں چھوڑونگا
جب امراکو ان امور پر وقوف ہوا تو ملک مبارک غازی نے محمود خاں سے جاکر کہا کہ جب سے
سلطنت و وزارت ہوئی ہے کوئی آپ جیسا وزیر مسند وزارت پر نہیں بیٹھا لیکن تعجب ہے کہ
باوجودیکہ عثمان خان زیور سخاوت و شجاعت و دادگری و رعیت پروری سے آراستہ ہے ولیعہدی
سلطانی اوہ غزنیں خاں کیلئے تجویز کی جاوے شہزادہ عثمان خان ملک مغیث کا داماد بھی
ہے اوسکے فرزند آپ ہی کے فرزند ہیں اگر سلطان پر ضعف نہ طاری ہوتا اور قوی میں فتور
نہ ہوتا تو وہ غزنیں خان کو ولیعہد نہ مقرر کرتا اب سب امرا جوانین کی استدعا ہے کہ آپ شاہزادہ
عثمان خان کے حال پر متوجہ ہوں اُسکے سر پر دست مرحمت رکہیں محمود خاں جانتا تہا کہ
فی الواقع عثمان خان رشید و شائستہ سلطنت ہے اسلئے اوسکے نہ ہونے کو اپنے حق میں
بہتر جانتا تہا اوسنے یہ جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہے خواجگی و خداوندی بادشاہ جانے
اتفاق سے عمدۃ الملک بہی خیمہ کے پاس یہ باتیں سنتا تہا اوسنے غزنیں خان سے جاکر
کہیں تو اوسکو محمود خان کی جانب سے اور اطمینان ہوگیا جب سلطان ہوشنگ کی حیات
سے امرا مایوس ہوئے تو ظفر خان نے ارادہ کیا کہ شہزادہ عثمان خان کو قید خانہ سے نکالکر
اوسکو اپنے ساتھ متفق کرے اس ارادہ سے وہ اردو سے بہاگ گیا جب یہ خبر محمود خان کو
ہوئی تو اوسنے غزنیں خان کو خبر دی وہ تدارک کے درپے ہوا ملک حسن و ملک برخوردار کو
تعین فرمایا کہ اصطبل میں پچاس گہوڑے تیار رکھے میر آخور عثمان خان کا ہواخواہ تھا
اوسنے کہا کہ ابہی سلطان زندہ ہے اوسکے حکم بغیر ایک گہوڑا نہ دونگا اور فی الفور جاکر ایک
خواجہ سرا سے جو عثمان خان کا معتبر تھا یہ بات کہی خواجہ سرا جانتا تہا کہ اس بات سے سلطان
غضب ہوگا میر آخور کو تعلیم کی کہ سلطان کے تکیہ گاہ کے قریب جاکر اس بات کو بلند آواز سے
کہہ کہ بادشاہ بہی سن لے جیسے اوسکے دل میں آئے کہ ابہی میں زندہ ہوں اور غزنیں خان
میرے مال میں تصرف کرتا ہے میر آخور نے اس بات کو بہت آب و تاب سے کہا سلطان نے متفکر کہا
کہ میرا ترکش کہاں ہے اور امرا کو طلب کیا امرا کو خوف ہوا کہ اس تزویر سے کہیں سلطان غزنیں خان

کو نہ تلف کروے وہ نہ گئے جانتے تھے کہ تہوڑی دیر کا وہ مہمان ہے جب غزنین خان کو یہ خبر ہوئی تو وہ خفیف العقل ہونے کے سبب سے تین منزل پر گاگرون کو چلا گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خان پاس بہیجا کہ امرا تو عثمان خان کے طرفدار ہوگئے ہیں میں تیرے سوا کوئی خیر خواہ نہیں رکہتا سلطان نے ترکش طلب کیا تہا مجہے خوف ہوا کہ مبادا امرا مجہے مقید کرکے اور بہائیوں کا ساتہی بنائیں اسلئے اردو سے باہر چلا آیا ہوں محمود خان نے جواب بہیجا کہ آپ نے سلطان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا میں پچاس گہوڑوں کے طلب کرنے کا سبب سلطان سے عرض کردوں گا پہر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو محمود خاں پاس بہیجا کہ خواجہ سرا نا ملائم باتیں سلطان سے عرض کرتے ہیں مجہے خوف لگ رہا ہے محمود خان نے جواب دیا کہ کچہہ قصہ نہیں ہے جلد لشکر میں آجاؤ کہ وقت تنگ ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہے اور عمدۃ الملک کی موجودگی میں ملک مغیث کو خط لکہا کہ جسکا مضمون یہ تہا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے بیماری سے سلطان کا حال زبون ہے سب کو اوسکی زندگی سے مایوسی ہے چاہیئے کہ شہزادہ عثمان خان کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرو عمدۃ الملک نے جاکر جب غزنین خان سے اس خط کا مضمون عرض کیا تو وہ نہایت مسرور ہوا اور اردو میں آگیا۔ خان جہان عارض ممالک اور خواجہ سراؤں نے جو عثمان خان کے ہوا خواہ تہے یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح محمود خاں کی اطلاع بغیر سلطان کو پالکی میں منڈو کو لیجائیں اور عثمان کو قید سے نکال کر بادشاہ بنائیں دوسرے روز وہ سلطان کو پالکی میں منڈو کو لیجاتے تہے کہ سلطان کا دم نکل گیا محمود خاں و شہزادہ غزنین خان بہی یہاں آگئے محمود خان نے بارگاہ سلطانی کہڑا کیا اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ امرا اپنے اپنے ڈیرے میں چلے گئے بعد تجہیز و تکفین کے محمود خان نے باآواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے خدا کے حکم سے وفات پائی اور غزنین خان کو کہ خلف الصدق اوسکا ہے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تہا۔ اب جو کوئی اوسکے موافق ہے بیعت کرے اور جو مخالف ہے وہ لشکر سے جدا ہو جائے اور اپنا فکر کرے یہ کہہ کر غزنین خان کے ہاتہہ پر اوسنے بوسہ دیا اور بیعت کی

اور بہت رویا اسوقت امرا ایک بیک غزنین خان کے پاؤں کو چومتے تھے اور ہائے ہائے کرکے روتے تھے جب غزنین نے امرا اور بزرگوں کی بیعت سے اپنا استحکام دیکھا تو وہ سلطان ہوشنگ کی نعش لیکر منڈو چلا - ۹ - ذی الحجہ کو یہاں اوسکو خاک کو سونپا - سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت ۳۰ سال تھی تاریخ وفات اوسکی آہ شاہ ہوشنگ ہے - اوسکا مقبرہ گچ و سنگ سے بنا یا ہے ہمیشہ اوسکے اندر کی طرف پانی ٹپکتا ہے مگر برسات میں نہیں - غالبًا پتھروں کی درزوں میں جو ہوا گذرتی ہے اوسکا استحالہ پانی میں ہو جاتا ہے لیکن اہل ہند اسکو سلطان ہوشنگ کی کرامات جانتے ہیں کہ اوسکے غم میں پتھر بھی روتے ہیں۔

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ

۱۱ - ذی الحجہ ۸۳۸ھ کو ملک اشرف اور محمود خان کی سعی سے غزنین خان کے سر پر تاج فرماندہی رکھا گیا - سلطان محمد شاہ خطاب ہوا - امرانے طوعًا وکرہًا اس سبب سے بیعت کی کہ سلطان ہوشنگ کا مختار اسکا طرفدار تھا سب امرا کے وظیفے و جاگیریں قرار رہیں انہیں تبدیل نہیں ہوئی - ملک اشرف و محمود خان کی حسن کاردانی سے ملک نے رواج و رونق تازہ پائی جمہور خلائق اوسکی سلطنت کو چاہنے اور اوسسے دلی محبت کرنے لگے - ملک مغیث المخاطب ملک اشرف کو مسند عالی کا خطاب ملا - اور وزارت ملی اور محمود خان امیر الامرا ہوا - مگر کچھ دنوں کے بعد غزنین خان نے اپنے بھائیوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اور نظام خان برادرزادہ اور داماد کی اور اوسکے تین فرزندوں کی آنکھوں میں سلائی پھروائی لوگوں کے دل اوسسے متنفر ہوگئے اور انکو محبت کی جگہ عداوت ہو گئی - اُس کو اپنے مظلوم برادرزادوں کا خون کرنا مبارک نہ ہوا - تھوڑی سی مدت میں اوس کی مملکت میں ارباب فساد نے علم طغیان بلند کیا اور فتنے کے غبار کو اٹھایا - نان دولی رجپوتوں نے اطاعت سے باہر قدم رکھا - کچھ ملک پر تاخت کی جب سلطان محمد کو یہ خبر ہوئی تو ۱۵ - ربیع الاول ۸۳۹ھ کو سید خان جہان کو دس ہاتھی اور خلعت خاص دیکے اور اس جماعت کی تنبیہ کے لئے معین کیا - اب اوسنے سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو تو

طاق نسیان پر رکھا اور شرب مدام کی عادت کی - اس سببسے قدیمی دولت خواہوں کو
انتقال سلطنت و زوال دولت غوریہ کا وہم ہوا اونہوں نے ایک حرم کو پیغام بھیجا - کہ
محمود خان کے دماغ میں زاغ حرص نے عجب پندار کا بیضہ دیا ہے - اوسکو یہ فکر ہے کہ
کہ سلطان کو درمیان سے اٹھاے خود سریر سلطنت پر بیٹھ جائے - تو سلطان محمد نے آدمیوں کے
ساتھہ اتفاق کرکے یہ چاہا کہ پہلے اسکے کہ اوسکا خیال فاسد وقوع میں آئے اسکا کام تمام کیا
جائے جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری جانب
سے نہیں ہوا وہ اپنے کار کے فکر میں تیاری میں ہر وقت رہنے لگا حزم و احتیاط کے ساتھہ
سلطان محمد کے سامنے آمد و شد کرتا جب سلطان محمد نے یہ محمود خان کی ہوشیاری دیکھی تو
اوسکو خوف و ہراس اور زیادہ ہوا - ایکدن وہ محمود خان کا ہاتھہ پکڑ کے حرم میں لے گیا اور
اپنی بیوی کو کہ محمود خان کی بہن تھی حاضر کیا - اور کہا کہ میں محمود خان سے کہتا ہوں کہ
میرے گناہ کو بخش اور مجھے توقع ہے کہ تو مجھے آزار جانی نہیں پہنچائیگا - امور سلطنت سے
نزاع و مخالفت تجھے مبارک ہون محمود خان نے کہا کہ سلطان جو اس طرح کی باتیں کہتا ہے
اُسنے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاطر سے عہد و سوگند فراموش ہو گئے - اگر کسی منافق نے
اپنی غرض فاسد کے سببسے جناب سے کچھہ معروض کیا ہے تو آخر میں وہ خجل و شرمسار ہوگا
اگر میری جانب سے سلطان کی خاطر میں کوئی دغدغہ ہے میں اب تنہا ہوں کوئی
نہیں ہے کہ میری طرف سے مزاحمت و ممانعت کرے ؎

اگر سر مہر داری اینک دل　　　ور سر قہر داری اینک جان

طرفین سے ملائمت و چاپلوسی کی باتیں ہوئیں مگر سلطان پر خفیف العقل ہونے کے سببسے
واہمہ غالب تھا - ہر لحظہ ایسی ادائیں کرتا جس سے نا اعتمادی صادر ہوتی - محمود خان نے سلطان
کے ساقی کو بہت سا روپیہ دیکر شراب میں زہر ملوا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا جب امراکو اس کی
اطلاع ہوئی تو اونہوں نے مسعود خان بن سلطان محمد کو کہ تیرہ سال کا تھا تخت پر بٹھایا اور
سلطان کی وفات کو چھپایا - محمود خان کو ملک بایزید شحنہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ سلطان

ایلچی گری کے لئے طلب کیا ہے اونکو یہ خیال تہا کہ وہ آجائیگا تو ہم سب ملکر اوسکو مار ڈالیں گے مگر سلطان کی وفات سے محمود خان آگاہ تہا۔ اوسنے کہا کہ میں نے شغل دنیا چھوڑا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں سلطان ہوشنگ کے مزار کی جاروب کشی کرتا رہوں۔ باوجود اس ارادہ کے اس سبب کہ میرے مغز و استخوان نے دولت سلطان ہوشنگ سے پرورش پائی ہے اگر امرا میرے گھر آئینگے اور تمام شقوق و تدابیر کو بیان کرینگے تو جو قرار پائیگا اُسے سلطان سے عرض کردونگا۔ ملک بایزید شیخا نے کہا کہ محمود خان کو ابھی سلطان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی ہے اگر سب امرا اوسکے گھر چلینگے تو اوسکو دولت خانہ میں ساتھ لے آئینگے پھر اوسکا دم نکال لینگے ملک شیخا کے کہنے سے محمود خان کے گھر امرا گئے۔ اوسنے اُنسے پوچھا کہ سلطان مست ہے یا ہشیار اوسنے اپنے آدمیوں کو چھپا رکھا تہا وہ دفعۃً ان امرا پر آن گرے اور اونکو قید کرکے موکلوں کے حوالہ کیا۔ اس واقعہ سے جو امرا مسعود خان کے پاس موجود تھے اونکو غیرت آئی۔ اونہوں نے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے لاکر مسعود خان کے سر پر رکہا۔ محمود خان یہ حال سنکر سوار ہوا اور دولت خانہ کی طرف آیا کہ شاہزادہ مسعود کو گرفتار کرکے اپنی کارسازی کرے جب وہ دولت خانہ کے قریب آیا تو تیر و نیزہ سے شام تک لڑائی رہی جب آفتاب غروب ہوا تو شاہزادہ مسعود خان و شاہزادہ عمر خان اور امرا بہاگ گئے دولت خانہ خالی ہوا۔ محمود خان اسمیں گیا۔ باپ کے بلانے کے لئے خان جہان کو بہیجا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد آئیے۔ اور تخت سلطانی پر جلوس فرمائیے۔ جہانبان کا ہونا جہان میں ضرور ہے اگر تخت بادشاہ سے خالی رہا تو ایسے فتنے پیدا ہونگے کہ اونکا تدارک مشکل سے ہوگا۔ مملکت مالوہ وسیع ہے۔ ابہی مفسد و متمرد خواب سے بیدار نہیں ہوئے کہ ہر طرف فتنہ برپا نہیں ہوا۔ باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہے جو علو نژاد و کمال سخاوت و شجاعت و زیادتی عقل سے موصوف ہو۔ وہ سے مہمات سلطنت کو رونق ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ یہ صفات کہ سلاطین میں ہوتی ہیں تجہہ فرزند میں موجود ہیں تو بساط سلطنت پر قدم رکہہ غرض وہ نیک مہورت میں تخت پر بیٹہا سب امرا اور بزرگوں نے اوسکو بالبتہ دیگر سلطنت کی مبارکباد دی۔ ایام سلطنت سلطان محمد شاہ غوری کی ایکسال و چند ماہ تھی +

ذکر سلطنت سلطان محمود خلجی

کتب تاریخ اور خصوصاً تاریخ الفی میں لکھا ہے کہ غزنیں خان کے مرنے کے بعد اولاد غوریہ کا نام منقطع ہوئی اور دوشنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے اورنگ سلطنت مالوہ پر جلوس کیا اسوقت اسکا سن ۳۴ سال کا تھا کل بلاد مالوہ میں اوسکا خطبہ پڑھا گیا کل امرا کو اوسنے عنایت و شفقت سے خوشدل کیا ہر ایک کا علاقہ اور مرتبہ زیادہ کیا۔ باپ کو اعظم ہمایوں کا خطاب دیا چتر و ترکش سفید کہ شان سلاطین سے مخصوص تھا عطا فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ اوسکے نقیب لیاول چوب طلا و نقرہ ہاتھ میں رکھیں جسوقت وہ سوار ہو یا اترے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اس زمانہ میں یہ امر سلاطین کے ساتھ مخصوص تھا جب سلطنت اوسپر قرار پایا اوسنے علما و فضلا کی تربیت میں مصروف ہوا۔ جہاں ارباب کمال کو سنتا اونکو روپیہ بھیجکر طلب کرتا اپنے ملک میں ایک مدرسہ بنایا علما و فضلا و طلاب کے وظیفے مقرر کیے افادہ و استفادہ میں اونکو مشغول کیا غرض اسکے زمانہ میں ولایت مالوہ پہ شیراز و سمرقند حسد کرنے لگے جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام پایا۔ ملک قطب الدین ہمدانی و ملک نصیر الدین جرجانی اور امراء ہوشنگ کی ایک جماعت نے حسد کے سبب سے ملک یوسف قوام خان سے اتفاق کرکے غدر کا ارادہ کیا اور اس سبب سے ایک رات کو بام مسجد پر کہ دولت خانہ سے متصل تھا سیڑھیاں لگا کے اوپر چڑھے اور وہاں سے صحن سرا میں اُترے اور متردد تھے کہ کیا کریں اس اثنا میں محمود شاہ نے اپنے ترکش سے کئی آدمیوں کو زخمی کیا تو یہ جماعت جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے چلی گئی۔ ایک زخمی کو جو بھاگ نہیں سکتا تھا پکڑ لیا۔ اوسنے ہر ایک کا نام جو اس غدر میں شریک تھے بتلا دیا سلطان نے ان سب کی سیاست کی اگرچہ سلطان زادہ احمد بن سلطان ہوشنگ و ملک یوسف قوام الملک و ملک نصیر الدین وغیرہ اس غدر کے سرغنہ تھے مگر اعظم ہمایوں نے اونکی تقصیرات کا استعفا کیا۔ شاہزادہ احمد خان غوری بن سلطان ہوشنگ کو اسلام آباد اور ملک یوسف قوام خان کو بھیلسہ اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد اور ملک نصیر الدین المخاطب نصرت خان کو چندیری اقطاع میں دیے گئے۔ شاہزادہ احمد خان نے اسلام آباد میں پہنچکر فتنہ

فساد برپا کیا۔ روز بروز اوسکی جمعیت اور قوت بڑہتی گئی اور وہ فتنہ انگیزی بڑہاتا گیا۔ اعظم ہمایوں
نے اوسکو پند و نصیحت کی جب کچھہ اثر نہ ہوا تو تاج خان کو اوسکے دفع کے لئے بھیجا۔ یہ بدبخت
قلعہ اسلام آباد پر جھوڑا گیا کچھہ کام نہ کرسکا تو محمود خان سے کمک کی التماس کی۔ اسی حال
میں مخبر خبر لائے کہ ملک جہاد نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں علم مخالفت
بلند کیا۔ محمود خان نے باپ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایوں خان جہان کو اس باغی گروہ
کی تادیب کے لئے اور مہام ملکی کے سرانجام کے لئے رخصت کیا۔ اوسنے تاج خان سے ملکر
اطراف اسلام آباد کو گھیر لیا۔ احمد خان کو بہت سمجھایا کہ فتنہ سے باز آئے مگر وہ نہ سمجھا قوام خان
نے بھی شاہزادہ احمد خان کی کمک بھیجی جب محاصرہ کو طول ہوا تو اعظم ہمایوں نے ایک مطرب
سے سازش کرکے یا کسی اور طرح سے احمد خان کو شراب میں زہر دلوا کر مار ا۔ قلعہ آسانی سے
مسخر ہو گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد گیا۔ راستہ میں اعظم ہمایوں کے لشکر سے قوام خان بھیلسہ کو
بھاگ گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد پہنچا ملک جہاد میں مقاومت کی قوت نہ تھی تمام اسباب
و اشیا چھوڑ کر کوہ پایہ گونڈ وارہ میں چلا گیا۔ گونڈوں کو جب معلوم ہوا کہ وہ اپنے خداوند سے
روگردان ہوا ہے تو ہجوم عام کرکے اوسکی راہ کو روکا اسباب و اموال سکا لوٹا۔ اور اوسکو
قتل کیا۔ اعظم ہمایوں اس خبر کو سنکر بہت مسرور ہوا قلعہ ہوشنگ آباد میں آیا۔ یہاں ایک اپنا
معتمد مقرر کیا نصرت خان کی گوشمالی کے لئے چندیری کو چلا گیا جب دو منزل پر آیا تو نصرت خان
اوسکے استقبال کو آیا اور اپنے اعمال ناپسندیدہ کے چشم پوشی کا خواستگار ہوا۔ اوس کے
جرائم کی تحقیقات کے بعد اعظم ہمایوں نے نصرت خاں سے چندیری لیکر ملک الامرا حاجی کالو
کو سپرد کی اور بھیلسہ کو روانہ ہوا۔ معتبر آدمیوں کو بھیجا کہ قوام خاں کو راہ راست پر دلالت کریں
مگر اوسے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا جب وہ نہایت تنگ ہوا تو بھیلسہ سے بہاگ گیا اعظم ہمایوں
اس طرف کی مہمات سے خاطر جمع کرکے منڈو کی طرف متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے شاہزادہ مسعود خان جو سلطان محمود غوری سے
امان پاکر گجرات میں گیا تہا۔ ایک بزرگ فوج اور ۳۰ ہاتھی لئے چلا آتا ہے۔ اعظم ہمایوں جلدی سے

قلعہ مندو میں گیا سلطان گجرات نے قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ باپ کے آنے سے خوش ہوا- ہر روز ایک جماعت کو قلعہ سے باہر لڑنے کے لئے بہیجا- اسکا ارادہ ہوتا کہ قلعہ سے باہر نکل کر غنیم سے لڑے مگر امراء ہوشنگ کے نفاق کا خار دامن گیر ہوتا- اوسکے دل میں اپنے خویشوں اور اپنے تربیت یافتوں کی آفت سے خطرہ تہا اونکو اپنا اعدا جانتا تہا مگر اپنے بذل و عطا وجود و سخا نے تنگنا محاصرہ میں سب آدمیوں کو آسودہ رکہتا تہا اور انبار خانہ سلطانی سے فقیر و غریب کو غلہ دیتا فقرا اور مساکین کے لئے لنگر خانے جاری تھے- طعام پختہ و خام اونکو پہنچتا تھا- اس سبب سے آدمی اوسکے دوست ہو گئے تھے اسکی سخاوت کے سبب سے اوسکے لشکر میں بہ نسبت سلطان احمد کے اردو کے غلہ ارزاں بکتا تھا بعض امراء مثل سید احمد و صوفی خان ولد عماد الملک و ملک شرف و ملک محمود بن احمد سلاحدار و ملک قاسم و ملک قیام الملک کو جو سلطان احمد سے نفاق رکھتے تھے اون کو روپے اور جاگیروں کا وعدہ کر کے محمود خان نے اپنے پاس بلا لیا اس سبب سے سلطان گجرات کے کام میں شکستگی آگئی سلطان احمد شاہ گجراتی کے لشکر کی ایک جماعت کی صلاح سے سلطان محمود نے شبخون مارنے کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان نے کہ سلطان ہوشنگ کا دوات دار تھا سلطان احمد کو خبر کر دی جب سلطان محمود خلجی کی افواج قلعہ سے نیچے آئیں تو اونہوں نے غنیم کے لشکر کو ہوشیار پایا تمام راہیں مسدود دیکھیں باوجود اسکے زور بازو سے جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق تک لڑائی رہی طرفین سے بازار محاربہ گرم رہا- ایک خلق کثیر کشتہ ہوئی صبح کو شاہ خلجی قلعہ میں آیا اسی زمانہ میں مخبر خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان کہ مندو سے گجرات اور گجرات سے رانا پاس گیا تھا- مالوہ کے فساد کی خبر سنکر چندیری میں آیا- اہل چندیری اور سپاہ نے ملک لاہر احاجی کالو کے ساتھہ غدر مچایا اور عمر خان کو سردار بنایا- اس سبب سے احمد شاہ گجراتی نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد خان کو پانچ ہزار سوار اور بیس ہاتہی دیکر سارنگپور کو بہیجا سارنگپور کا حاکم بہی مخالف سے مل گیا- سلطان محمود خلجی نے جب یہ سنا تو مجلس مشورہ جنگ کو جمع کیا اسمیں یہ قرار پایا کہ یہاں قلعہ میں اعظم ہمایون رہے اور حصار کے ضبط و ربط میں مصروف ہو

اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے باہر جاکر ملک کی محافظت کرے - وہ سارنگپور کی طرف
روانہ ہوا تاج خان اور منصور خان کو اپنے سے پہلے روانہ کیا سلطان احمد شاہ نے ملک حاجی علی
کو محافظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا حاجی خان سے تاج خان اور منصور خان کی لڑائی ہوئی ملک حاجی بھاگ کر احمد شاہ
پاس خبر لیکر گیا کہ سلطان محمود خلجی سارنگپور کو جاتا ہے شاہ احمد شاہ نے سارنگپور قاصد بھیجا کہ شاہزادہ محمد خان
پہلے اس سے کہ سلطان محمود سارنگپور پہنچے اس سے اجین میں ملے وہ باپ سے اجین میں ملا -
ملک اسحاق بن قطب الملک مقطع سارنگپور نے سلطان محمود خلجی کو عریضہ بھیجا - اول اپنے
اس جرم کی معافی چاہی کہ اوسنے شاہزادہ محمد کو سارنگپور حوالہ کر دیا تھا - اور پھر یہ لکھا
کہ محمد خان حضور کے آنے کی خبر سنکر سارنگپور سے اجین کو چلا گیا لیکن شاہزادہ عمر خان
نے سارنگپور کی تسخیر کے قصد سے اپنے سے آگے ایک فوج بھیجی ہے اور پیچھے اوسکے وہ چندیری
خود جائیگا سلطان محمود نے عریضہ کو پڑھ کر ملک اسحاق کی تقصیرات کو معاف کیا اور تاج خان
کو فوج کے ساتھ آگے بھیجا کہ سارنگپور پر جلد جاکر قبضہ کرے اور پھر خود لشکر گراں کے ساتھ آیا
یہاں آن کر اوسنے ملک اسحاق کو دولت خان کا لقب دیا اور خزانہ شاہی سے دس ہزار تنکے
دئے اور علم و سقطاس اور زر دوزی قبائیں دیں اور اوسکی تنخواہ دو چند کر دی اور اہل شہر
نے سرداروں کو کچھ گھوڑے اور پچاس ہزار تنکے انعام دئے - اب سارنگپور میں امن تھا مخبر
جاسوس خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان بھیلسہ کو جلا کر سارنگپور کی سرحد میں آیا - اور سلطان
احمد شاہ گجراتی بیس ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر اجین سے چلا ہے اور سارنگپور کو
آتا ہے سلطان محمود نے عمر خان کے دفع کرنے کو مقدم جانا - آخر شب کو عازم ہوا جب دونوں
لشکروں میں ۱۲ کروہ (۲۴ میل) کا فاصلہ رہا - نظام الملک اور ملک احمد سلحدار کو بھیجا کہ وہ جنگ گاہ
کا ملاحظہ کریں - علی الصباح چار فوجوں کو ترتیب دیکر سلطان زادہ عمر خان کی طرف
راہی ہوا - عمر خان بھی محمود خان کی نہضت سے خبردار ہوا اور اوسنے ایک لشکر مقابلہ کے
لئے بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے گھات میں بیٹھا - اتفاقاً ایک شخص نے
سلطان محمود کو اطلاع دی کہ عمر خان پہاڑ کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے - محمود خلجی اوسکی طرف

متوجہ ہوا۔ عمر خان نے اپنے ہمراہی سپاہیوں سے کہا کہ نوکر کی کسر ناموس بھاگنے سے ہوتی ہے۔ اور بھاگنے سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر اوسنے سلطان محمود خلجی کی سپاہ پر حملہ کیا اور دستگیر ہوا۔ سلطان محمود نے اوسے قتل کرایا۔ اوسکا سر نیزہ پر لگا کے چندیری کے لشکر کو دکھایا۔ جس سے اوسکے سرداروں کے ہوش اڑ گئے۔ اونہوں نے پیغام دیا کہ آج نہیں کل علی الصباح خدمت میں حاضر ہو کر تجدید بیعت کرینگے۔ اس قرارداد پر دونو فوجیں اپنے اپنے مقاموں میں گئیں۔ رات کو لشکر چندیری کا لشکر اپنی ولایت کو روانہ ہوا۔ اوسنے ملک سلیمان بن مشیر الملک غوری کو کہ سلطان زادہ عمر خان کا نزدیک کا رشتہ دار تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر سلطان بنایا۔ سلطان محمود نے اوسکے دفع کے واسطے فوج متعین کی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کا عازم ہوا۔ ابھی مقابلہ نہ ہوا تھا کہ لشکر احمد آباد کے بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی ہے سلطان احمد سے کہدو کہ وہ اس بار سے خیر سے سلامت چلا جائے۔ جب احمد شاہ سے یہ خواب بیان کیا گیا تو اوسنے اوسپر التفات نہیں کیا۔ دو تین روز میں احمد شاہ کے لشکر میں ایسی وبا آئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ احمد شاہ گجراتی ناچار ہو کر گجرات کو روانہ ہوا۔ اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ لیا کہ سال آیندہ میں یہ دیار لیکر تجھ کو تفویض کیا جائیگا۔ سلطان محمود قلعہ مندو میں آیا اور سترہ روز میں لشکر کا سامان تیار کر کے چندیری کے فتنہ کو دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان شہاب الدین امرا کے ساتھ حصار چندیری سے باہر آیا۔ مگر طاقت مقاومت نہیں رکھتا تھا بھاگ کر حصار میں گیا اور دو تین روز میں مرگ مفاجات سے مر گیا۔ امراء چندیری نے ایک اور کو سلطان شہاب الدین بنایا اور جنگ کرنے حصار سے باہر آئے مگر پھر بھاگ کر حصار میں گئے۔ محاصرہ پر آٹھ مہینے گذر گئے تو سلطان محمود خود ایک رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور اوسکے بعد اور دلاور چڑھے تو حصار فتح ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر قتل ہوئی ایک گروہ اس قلعہ میں متحصن ہوا کہ بالائے کوہ تھا بعد چند روز کے اوسنے امان مانگی سلطان محمود نے اس شرط پر امان دی کہ وہ زن و فرزند

دمال و اسباب سمیت اردو بازار میں گذریں کہ آدمیوں پر اوسکی راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہو
دیا اونکی طاعت) اونہوں نے یہی عمل کیا اور سلامت باہر چلے گئے سلطان محمود ان حدود کا
انتظام کرکے مراجعت کرنی چاہتا تہا کہ جاسوس خبر لائے کہ ڈونگر سین اور راجہ گوالیار نے
جنوب کی طرف کوچ کرکے قلعہ ترور کا محاصرہ کیا ہے سلطان محمود اس سبب سے پریشان تہا
کہ برسات کا موسم تہا اور محاصرہ میں بہی ایک مدت گذر گئی تہی۔ مگر وہ متواتر کوچ کرکے گوالیار
کا عازم ہوا۔ وہاں پہنچکر نہیب و تاراج شروع کی ۔ قلعہ سے راجپوت باہر آنکر لڑے
مگر محمود شاہی فوج کے صدمہ سے بہاگ کر قلعہ کے سوراخوں میں گھسے۔ ڈونگر سین گوالیار
بہاگ گیا قلعہ ترور کو خلاصی ہوئی سلطان منڈو کو چلا ۸۴۲ھ ۱۴۳۹ء میں وصفہ سلطان ہوشنگ
کی عمارت کو اور مسجد جامع کو رام پول دروازہ کے قریب تعمیر کرایا۔ اس میں دو سو تیس مینار
اور تین سو ساٹھ محرابیں ہیں +

۸۴۴ھ ۱۴۴۰ء میں امرا و میوات اور اکابر و معارف دار الملک دہلی کی متواتر عرائض آئیں
کہ سلطان محمد مبارک شاہ اپنی سلطنت کے کاموں کو نہیں کرسکتا اسلئے ظالموں اور غالبوں کا
ہاتھ دراز ہو رہا ہے اور ایک جبر و ستم برپا ہے امن و امان نام کو نہیں خلعت سلطنت قضا و
قدر کے خیاط نے آپکے قد پر سیا ہے اسلئے یہاں کے رہنے والے چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی
رغبت سے بیعت کریں سنہ مذکور کے آخر میں سلطان لشکر آراستہ کرکے دہلی کی تسخیر کے ارادہ
سے روانہ ہوا۔ ہنڈون کے قریب یوسف خان ہنڈونی اوسکی خدمت میں آیا۔ یہاں سے
آگے کوچ کیا سلطان محمد شاہ لڑنے آیا جب دونے لشکر نزدیک آ گئے تو باوجودیکہ اس پاس لشکر
بہت تہا مگر ایسا ہراسان ہوا کہ اوسنے محمود خلجی کی لڑائی سے اجتناب کیا اور دہلی سے
پنجاب جانے کا ارادہ کیا پہر امرا کی سرزنش سے اونکو کہا کہ میری سواری کی ضرورت
نہیں ہے تم خود لشکر آراستہ کرکے شاہزادہ کو ہمراہ لے جاؤ اور ہنگامہ کارزار گرم کرو۔
حسب الحکم امرا لڑنے کے لئے باہر آئے اور ملک بہلول لودہی کہ سلطان محمد شاہ کے نوکروں میں
تہا اور تیر انداز و نکی جمعیت اس پاس خوب تہی مقدمہ لشکر میں روانہ ہوا جب سلطان محمود خلجی نے

کر بادشاہ خود لڑنے نہیں آیا تو اوسنے بھی چند ہزار منتخب سوار مہیا کرکے سارے لشکر کو اپنے بیٹوں
سلطان غیاث الدین اور فدائی خان کے ہمراہ لڑنے کے لئے بھیجا۔ ظہر سے شام تک طرفین سے
لڑنے والوں نے داد مردانگی دی اور آخر کو جانبین نے طبل بازگشت بجایا اور اپنی منازل
میں گئے اس شب سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ چند اوباش و بے باک قلعہ مندو سے نکلے
ہیں اور ہوشنگ کی قبر پر سے چتر لائے ہیں اور کسی مجہول النسب شخص کے سر پر رکھا ہے
جب صبح ہوئی تو اوسمیں تردد اور بے مزگی کا اثر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ میں ہوا کہ کیا
کرے جو واپس جانے کی تقریب ہو اور مالوہ میں سلامت پہنچ جائے کہ ناگاہ بادشاہ محمد شاہ
نے جو عدم شجاعت اور قلت عقل سے موصوف تھا صلحا و علما کی ایک جماعت کو صلح کے واسطے
بھیجا سلطان محمود خلجی فی الحال ظاہر میں اونپر منت رکھکر مالوہ کو روانہ ہوا سبب اتفاق
شب مذکور کو اوباشوں کی جماعت نے مندو میں فتنہ و فساد برپا کیا تھا اعظم ہمایوں نے اوسے
مٹا دیا تھا بعض تواریخ میں یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود پاس خبر آئی تھی کہ سلطان احمد شاہ
گجراتی مالوہ کی عزیمت رکھتا ہی اسلئے اوسنے مراجعت کی یہ روایت صحت کے اقرب ہے۔
القصہ ۸۴۴ھ میں سلطان محمود خلجی مندو میں پہنچ گیا اور اسی سال میں ظفر آباد نعلچہ میں
ایک باغ بنایا اور اوس میں بلند گنبد اور چند قصر بنائے پھر اوسنے اپنے لشکر کا سامان
درست کیا اور ۸۴۶ھ میں راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے چتوڑ روانہ ہوا۔ اوسی وقت میں اوسکو
نصیر ولد عبد القادر ضابط کالپی کی بے اعتدالی کی اطلاع ہوئی کہ اوسنے اپنا لقب نصیر شاہ
رکھا اور استقلال کا دم بھرا اور اوسکا یہ حال ہوا ولایت سے خطوط آئے کہ نصیر شاہ نے شریعت
کے صراط مستقیم سے قدم باہر رکھا۔ زندقہ و الحاد کی راہ پر چلا اور لوگوں نے اسکے ظلم و تعدی کی
فریاد کی سلطان محمود کالپی کو روانہ ہوا نصیر شاہ نے اوسکی خبر پاکر اپنے معلم علی خان کو
تحف و ہدایا کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ جو کچھ میرے حق میں لوگوں
نے کہا ہے سراپا کذب و افترا ہے اسلئے میں نے ایک صادق القول آدمی کو بھیجا ہے اوسے
دریافت کر لیجئے اگر یہ امر سچ ہو تو مجھے جو چاہئے سزا دیجئے کچھ عذر نہیں سلطان محمود نے

اوسکے آدمی کو پوچہا نہیں جب سارنگپور کی نواح میں آیا تو اعظم ہمایون کی التماس سے نصیر شاہ
کے قصور معاف کر کے اوسکے ایلچی کو بلایا اور پیشکش لی۔ نصایح و مواعظ لکہہ کر بہیجے۔
سارنگپور سے حوالی چیتوڑ کو روانہ ہوا۔ جب دریاء بناس سے عبور کیا تو ہر روز افواج کو بہیجکر
ولایت چیتوڑ کو ویران کیا۔ آدمیوں کو قید کیا۔ بتخانوں کو ڈہایا اونکی جگہ مساجد کو بنایا۔
ہر منزل میں تین چار روز توقف کرتا تہا۔ جب حوالی کومبل میر میں کہ اس دیار کے اعظم
قلعوں میں سے ہے آیا وہاں رانا کنبہا کیل بہی رکہ (دیپا) متحصن تہا اوسکے دروازہ کے نیچے
قلعہ کے محاذی ایک بتخانہ بنا ہوا تہا اوسکے گرد حصار تہا وہ ذخیرہ اور آلات حرب سے بہرا ہوا
تہا سلطان نے اوسکو ایک ہفتہ میں فتح کرلیا اور بہت راجپوتوں کو لوٹا اور مارا اور اسیر کیا۔
بتخانہ میں لکڑیاں بہر کر آگ لگائی اور بہر اوسکی دیواروں پر ٹہنڈا پانی ڈالا تو طرفۃ العین میں وہ
عمارت کہ چند سال میں بنی تہی شکستہ ہوگئی اور بتوں کو قصابوں کے حوالہ کیا کہ گوشت فروشی
کی ترازو کے باٹ بنائیں بت بزرگ کو کہ بصورت گوسفند سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا اوسکا چونہ
بناکے پانوں میں راجپوتوں کو کہلایا کہ وہ اپنے معبود کو آپ ہی کہائیں۔ اب وہ چیتوڑ کی
طرف چلا کوہ چیتوڑ کے دامن میں ایک قلعہ تہا اوسکو لڑکر فتح کیا۔ بہت راجپوتوں کو قتل
کیا۔ وہ چیتوڑ کے محاصرہ کی تیاری کر رہا تہا کہ رانا کنبہا قلعہ سے بہاگ کر کوہ پایہ میں کہ اس
نواح میں ہے چلا گیا۔ سلطان اوسکے تعاقب پر متوجہ ہوا چند فوجیں ہر طرف اوس کے
پکڑنے کے واسطے جدا جدا بہیجیں بسبب اتفاق ایک فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ رانا
شکست پاکر قلعہ چیتوڑ میں آیا۔ سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لیئے ایک فوج کو نامزد کیا
خود ولایت کے سرے پر مقیم ہوا۔ ہر روز تاخت و تاراج کے لیئے سپاہ بہیجتا تہا اعظم ہمایون کو
طلب کیا کہ وہ راجپوتانہ تک کہ اطراف مندسور میں واقع ہیں متصرف ہو۔ مگر اعظم ہمایون مندسور
میں آکر بیمار ہوا اور مرگیا۔ سلطان باپ کے مرنے سے بہت غمزدہ ہوا اور بہت رویا۔ اور
اضطراب و اضطرار کے سبب سے اپنے تئیں مجروح کیا۔ قلعہ مندسور میں جاکر باپ کی نعش روانہ
کی۔ تاج خان کو کہ خویش و عارض لشکر تہا اعظم ہمایون کا خطاب دیا اور مراجعت کی۔

برسات کا موسم آگیا تہا بلند زمین پر قیام کیا اور چتوڑ کے محاصرہ کو برسات کے بعد پر موقوف رکہا
رانے کنبہا نے شب جمعہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ھ کو دس ہزار سوار اور چھہ ہزار پیادوں سے شبخون مارا
سلطان نے حزم و احتیاط سے لشکر کی ایسی محافظت کی تہی کہ رانے کنبہا اوس کا کچھہ نہ کر سکا
اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے رانے کنبہا پر شبخون مارا رانا
زخمی ہو کر چتوڑ کو بہاگا۔ راجپوت بہت مارے گئے اور لشکر محمودی کو بہت غنیمت ہاتہہ آئی سلطان محمود نے
چتوڑ کی فتح کو دوسرے سال پر ٹالا اور خود مندو کو چلا آیا آخر ذی الحجہ سنہ مذکور [illegible] مدرسہ اور
منارہ ہفت منظری کے محاذی جامع مسجد ہوشنگ شاہی کی بنیاد ڈالی +

سنہ ۸۴۴ھ میں سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور کا رسول تحف و ہدایا لیکر
مندو میں آیا اور بعد سوغات دینے کے زبانی پیغام دیا کہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے شریعت کو
ترک کیا اور روزہ نماز چھوڑا۔ الحاد و زندقہ کا مذہب اختیار کیا مسلمان عورتوں کو رباہیوں کے
حوالہ کیا کہ انکو گانا ناچنا سکہائیں چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے کالپی کے حکام مالوہ کے
منتسبوں میں سے ہوتے ہیں اسلئے لازم ہوا جب معلوم ہوا کہ اوسکے احوال پر آپکو اطلاع
ہوجائے اگر اوسکی تادیب و گوشمالی کی فرصت آپ کو نہ ہو تو اینجانب کو ارشاد ہو کہ اوسکی گوشمالی
ایسی کی جائے کہ اوروں کو عبرت ہو سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ زیادہ تر لشکر ہمارا مندسور کے
مفسدوں کی تادیب کے لئے گیا ہوا ہے آپنے نصرت دین کو پیش نہاد ہمت کیا آپکو مبارک ہو
قاصد و رسول کو خلعت و نقد دیکر رخصت کیا۔ پہر بیٹیوں کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی ایلچی
نے سلطان شرقی جونپور کو سلطان خلجی کا پیغام پہنچایا تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت ہاتہی
اور اشیا سلطان خلجی پاس بہجوائے اور آراستہ لشکر سے کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور خواجہ
نصیر عبد القادر کو اوس دیار سے نکال دیا نصیر نے محمود شاہ کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا
کہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آجتک آپکے ہم مطیع و خیر خواہ تہے اب سلطان محمود شرقی
اپنے تسلط و غلبہ سے کالپی پر متصرف ہوا ہے میں آپ سے ملتجی ہوا ہوں اب بہی آپ کو قدیم
اقبال ہو تو آنی جا کر حدود چندیری کو جاتا ہوں سلطان محمود نے علی خان کو شاہ محمود شرقی پاس بہیجی

یہ استدعا کی کہ نصیر خان آپ کی مرضی کے موافق افعال ذمیمہ سے تائب ہوا۔ طریق شریعت پر
چلنے لگا اور سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے وہ مالوہ سے ملتجی رہا ہے۔ توقع یہ ہے کہ مضمون الکتاب
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (جو گناہ سے توبہ کرتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گناہ
نہیں کیا تھا) کو ملحوظ و منظور رکھ کر اوسکے جرائم پر قلم عفو کھینچکر اوسکی ولایت اسی کو دیدیجیے
سلطان محمود پاس علی خان آیا۔ مگر سلطان شرقی نے اوسکو جواب شافی نہیں دیا لیت و لعل
کیا۔ محمود شاہ خلجی نے جمعیت و مردانگی کے سبب نصیر کی حمایت اپنی ہمت پر لازم جانی
۴ شوال ۸۴۵ھ کو چندیری کو روانہ ہوا۔ یہاں نصیر شاہ اوسے آنکر ملا سلطان ایرج و
تھاندیر کی طرف چلا جب سلطان محمود شرقی کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی ایرج میں آیا
مبارک خان کو جو باپ دادا کے وقت سے یہاں حکومت کرتا تھا مقید کر کے ہمراہ لے گیا اور یہاں
سے دریا جمن کی تنگنائیوں میں اترا جنکی راہ ایسی تنگ تھی کہ وہاں آنا غنیم کی قدرت سے
باہر تھا اور اپنے لشکر کے گرد خوب استحکام کیا۔ محمود خلجی اوسے چھوڑ کر کالپی کا عازم ہوا سلطان
شرقی بھی کالپی کو چلا اس اثنا میں فوج خلجی کے بہادروں نے سلطان شرقی کی بنگاہ کو لوٹا
وہ پھر کر اپنے آدمیوں کی حمایت کے لئے لڑا شام تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا سورج
ڈوبنے کے بعد لشکر اپنے مقاموں میں گئے۔ برسات کا موسم قریب تھا سلطان خلجی فتح آباد
میں آیا۔ یہاں ہفت منزلہ قصر بنایا اس اثنا میں قصبہ ایرج کے آدمی مبارک خان کے ظلم و
تعدی کے فریادی ہوئے وہ پھر یہاں حاکم مقرر ہو گیا تھا سلطان خلجی نے ملک الشرق
مظفر ابراہیم حاکم چندیری کو ایرج بھیجا۔ سلطان شرقی نے ملک کالو کو اوسکے مقابلہ کے
لئے بھیجا قصبہ رانہ (راٹھ) میں دونوں کی لڑائی ہوئی ملک کالو بھاگ گیا۔ پھر ان دونوں میں لڑائی نے طول
کھینچا۔ طرفین سے مسلمان کشتہ ہوئے شیخ چاند جو اکابر وقت سے تھا کشف و کرامات میں
مشہور تھا سلطان شرقی کے استدعا سے صلح کے باب میں ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا
ان شرائط پر صلح قرار پائی اول بالفعل سلطان شرقی قصبہ راتہ (راٹھ) و مہوبہ نصیر خان کے
حوالہ کرے دوم جب سلطان خلجی کی مراجعت مانڈو پر چار مہینے گذر جائیں تو خطہ کالپی بھی

نصیر خان کو دی جائے چار مہینے کی میعاد اس سبب سے مقرر ہوئی کہ اس مدت میں نصیر خان کے دین و ملت کا حال معلوم ہو جائے۔ سوم دونوں لشکر اپنے مقاموں کو چلے جائیں۔ اس قرارداد سلطان محمود خلجی نے منڈو میں مراجعت کی۔

۸۴۹ھ ۱۴۴۵ء میں سلطان خلجی نے ایک دار الشفا بنائی جس میں ہر قسم کے مریضوں کے لیے مکانات جدا جدا تھے اور پاگل خانہ بھی تھا چند مواضع اس کے خرچ اخراجات کے لیے دیا محتاج کے لیے مقرر کیے گئے۔

۴ رجب ۸۵۰ھ ۱۴۴۶ء کو سلطان محمود منڈل گڈھ کی تسخیر کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کر کے بناس کے کنارہ پر آیا۔ رانا کنبھا میں طاقت مقاومت نہ تھی اس لئے وہ منڈل گڈھ میں متحصن ہوا۔ دو تین روز راجپوتوں نے قلعہ سے نکل کر مردانگی کا حق ادا کیا۔ مگر آخر کو عجز و انکسار کے ساتھ پیشکش دینا قبول کیا سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھ کر صلح کر کے مراجعت کی۔ تھوڑی مدت میں لشکر تازہ دم کر کے قلعہ بیانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا جب اس سے دو فرسخ (۴ میل) پر پہنچا۔ محمد خان اس جگہ کے ضابط نے اپنے بیٹے واحد خان کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور سو گھوڑے اور ایک لاکھ تنکہ نقد بر سم پیشکش ارسال کیے سلطان محمود نے اس کو خلعت خاص نوازش فرما کر رخصت کیا۔ اور محمد خان کو قبائے زردوزی و تاج مکلل بجواہر و کمر زر و اسپان تازی زین و لجام زریں سمیت بھیجے۔ محمد خان نے اس کو پہن کر سلطان محمود کی حمد و ثنا کی اور بادشاہ دہلی کی بجائے سلطان خلجی کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا سلطان محمود نے اپنی دار السلطنت کی مراجعت میں قلعہ اندپور کو فتح کیا جو رنتھنبور کے پاس ہے اور تاج خان کو آٹھ ہزار سوار اور پچیس ہاتھی دیکر قلعہ چتوڑ کی فتح کے لیے بھیجا۔ خود راجہ کوٹہ و بوندی سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ پیشکش لی اور منڈو کا عازم ہوا

۸۵۴ھ ۱۴۵۰ء میں گنگا داس راجہ قلعہ چنپانیر نے پیشکش بھیجی اور عرضداشت لکھی کہ سلطان محمد شاہ ابن احمد شاہ گجراتی نے قلعہ چنپانیر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں آپ ہی سے التجا کر رہا ہوں اسلئے امداد و دستگیری کا امیدوار ہوں سلطان محمود خلجی گنگا داس کی امداد پر متوجہ ہوا۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی احمد آباد کی طرف پیشکش لینے گیا ہے

سلطان محمود خلجی نے اوسکو عاجز و ضعیف جانکر اپنا سفر جاری رکھا سلطان محمد نے اس خبر کو
سُن کر اس سبب سے کہ اوسکے چاروا بے بہت مر گئے تھے خیموں اور کارخانوں کو آگ لگا کر احمد آباد
کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی اس واقعہ پر مطلع ہو کر راہ سے پھرا اور آب مہندری کے کنارہ پر آیا
گنگا داس نے تیرہ لاکھ تنکہ نقد و چند راس اسپ پیش کش میں دئے اور سلطان محمود کی خدمت
میں آیا خلعت پاکر رخصت ہوا سلطان اپنی دار السلطنت کو چلا راہ میں رائے سیمبر راجہ ایدر کو
پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنکہ نقد انعام دیکر رخصت کیا۔ پھر وہ منڈو
میں آگیا یہاں ولایت اور سپاہ کا انتظام کیا۔

۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء میں ایک لاکھ سے زیادہ لشکر سلطان محمود لیکر گجرات کی فتح کے ارادہ سے چلا
قصبہ سلطان پور کا جاکر محاصرہ کیا۔ ملک علاء الدین سہراب کہ شاہ محمد شاہ گجراتی کا گماشتہ تھا اوسنے
کئی روز تک دروازہ قلعہ سے نکل کر جنگ کو گرم کیا جب کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوا امان طلب کر کے
سلطان محمود خلجی سے ملا سلطان نے اوسکے اہل وعیال کو منڈو بھیجا گویا اوسکو اول بنایا
اور اوسکو قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگرداں نہ ہوئے و خطاب مبارز خانی کا دیا اور اپنے
لشکر کا مقدمہ بنایا۔ احمد آباد کی طرف کوچ بر کوچ کرتا ہوا چلا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
محمد شاہ گجراتی نے انتقال کیا اوسکا بیٹا قطب الدین اوسکا قائم مقام ہوا سلطان محمود نے
باوجودیکہ تخت گجرات چھیننے کا ارادہ تھا مگر کمال مروت سے سلطان قطب الدین گجراتی کو
خط لکھا اس میں باپ کی تعزیت کی اور سلطنت کی مبارکباد دی۔ باوجود اس حال کے
سلطان نے قصبہ بڑودہ کو خراب کیا اسیر و غارت کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
کئی ہزار مومن و کافر گرفتار کئے قصبۂ مذکور میں چند روز توقف کر کے احمد آباد پر متوجہ ہوا
ملک علاء الدین وقت فرصت کا منتظر تھا اب اسکو فرصت ملی کہ سلطان قطب الدین سے جا ملا یا
بھاگ گیا۔ اوسنے سوگند کے وقت عہد کیا تھا کہ میں اپنے صاحب سے حرام نمکی نہیں کروں گا
اوسکو پورا کیا اور اوسنے کمال حلال نمکی کے سبب سے اپنے عیال و اطفال کو ترک کیا (یہ
بطور راول کے منڈو میں تھے) سلطان محمود سرکیج میں آیا جو احمد آباد سے دس میل پر ہے

قطب الدین گجراتی موضع خان پور مین جو قصبہ مذکور سے ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے آیا۔ پھر دونو بادشاہون کے لشکر برابر میں آئے سلطان محمود شب خون مارنے کے لیئے سوار ہوکر اپنے لشکر سے باہر آیا۔ راہ برنے راہ بتانے میں خطا کی۔ تمام رات صحرا میں وہ کہڑا رہا صبح کو میمنہ میں لشکر سارنگ پور کو رکہا اور اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو اس فوج کا سردار بنایا۔ میسرہ میں امرائے چندیری کو رکہا اور اپنے چہوٹے بیٹے فدائی خاں کو اس سپاہ کا افسر بنایا خود قلب لشکر میں قرار کیا۔ کارزار پر متوجہ ہوا۔ سلطان قطب الدین خان نے بہی لشکر گجرات کو آراستہ ترتیب صفوف سے کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ مقدمہ فوج گجراتی سلطان مالوہ کے مقدمہ سے شکست پاکر بہاگا اور سلطان قطب الدین گجراتی کے پاس چلا گیا ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امراء کبار سے تہا فوج میسرہ مالوہ سے جدا ہوا اور شاہ گجرات کے میمنہ پر حملہ آور ہوا۔ اوسکے سامنے گجرات کی فوج کے پاؤن نہ جمے ملک شرف نے اوسکا تعاقب سلطان قطب کے لشکر تک کیا اور غارت و تاراج کا ہاتہہ دراز کیا۔ سلطان قطب الدین کے خزانہ میں داخل ہوکر اپنے تمام ہاتہیوں پر خزانہ کو بار کرکے اپنے لشکر کو ایک بار روانہ کیا۔ ہاتہی جب خزانہ پہنچا کر آئے اور دوبارہ خزانہ لادتا تہا کہ اوس پاس یہ خبر آئی کہ شہزادہ فدائی خاں کو لشکر قطب الدین خان نے ایسا تنگ کیا کہ وہ جان بچا کر بہاگا۔ ملک شرف مظفر ابراہیم نے لوٹ کر چہوڑا اور ایک گوشہ میں گیا۔ سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور میسرہ فوج کی شکست سے متحیر ہوکر دو سو سواروں کے ساتہہ میدان جنگ میں بہادرانہ کہڑا رہا جب تک ترکش میں تیر رہے کمانداری کرتا رہا۔ اوسوقت شاہ قطب الدین گجراتی کہ ایک گوشہ میں آراستہ فوج کے ساتہہ چہپا ہوا تہا نکلا۔ سلطان خلجی کی طرف متوجہ ہوا تو وہ تیرہ آدمیوں کے ساتہہ میدان جنگ سے باہر نکل گیا اور اظہار شجاعت کی وجہ سے تیرہ آدمیوں سے شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ کے پاس کہ جنگ گاہ کے پیچہے تہا لے گیا۔ تاج و کمر مرصع شاہ گجرات کا کہ کرسی پر رکہا تہا اوٹہا کر بجلی کی طرح اپنے لشکر میں چلا آیا۔ پانچ چہہ ہزار سوار جمع کرکے مشہور کیا کہ آج رات میں شب خون مارونگا مگر جب کچہہ رات گئی شب خون کا

بہانہ بنا کے منڈو کا سیدھا رستہ لیا۔ راہ میں کولیوں اور بھیلوں نے اوسکے لشکر کو بہت مضرت پہنچائی۔ الغرض سلطان نے اپنی ابتداء دولت سے آخر سلطنت تک صرف یہی ایک شکست پائی جیسے ہی شکست خوردہ ہزیمت منڈو میں اپنے لشکر کو درست کیا۔ شہزادہ غیاث الدین بندر سورت کے دیہات کو غارت کرکے آگیا۔ سلطان کو نظام الملک وزیر اور اوسکے بیٹوں کے مکر و غدر و نفاق کی خبر پہنچی اونکی سیاست کی گئی +

سنہ ۸۵۷ھ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمود خلجی نے ناڑواڑی کی ولایت کی عزیمت مصمم کی مگر سلطان قطب الدین گجراتی کی طرف سے جمعیت خاطر نہ تھی اسلئے اوسنے صلاح یہ دیکھی کہ اول اوس سے مصالحت کرنی چاہیئے پھر ولایت رانا کنبھا کی تسخیر میں مشغول ہونا چاہیئے۔ اس بات کو دل میں رکھا اور مستعدی لشکر کا حکم دیا اور منڈو سے دھار گیا۔ اور وہاں سے تاج خان کو آراستہ لشکر کے ساتھ سرحد گجرات میں بھیجا کہ مقدمہ صلح کی تمہید کی جائے۔ تاج خان نے وزراے سلطان قطب الدین کو خطوط لکھکر چرب زبان ایلچیوں کے ہاتھ بھجوائے اور پیغام دیا کہ طرفین کی عداوت اور نزاع سے خلایق کی پریشانی ہوتی ہے اور صلح اتحاد سے امنیت و رفاہ ہوتی ہے پس اس قیل و قال سے سلطان قطب الدین صلح پر راضی ہو گیا۔ طرفین سے اکابر و معارف درمیان میں آئے عہد و سوگند کے ساتھ مصالحت نے استحکام پایا اور یہ قرار پایا کہ طرفین رانا کنبھا کے ملک پر جاکر حملہ کریں اور تمام ملک جو جنوب کی طرف متصل گجرات کے ہو اوسکو عساکر قطبی تاخت و تاراج کرے اور اوسپر متصرف ہو اور بلاد اجمیر و میوات اور جو ملک مشرق و شمال میں ہو اوسپر لشکر مالوہ حملہ کرکے متصرف ہو اور احتیاج کی صورت میں مدد اور معاونت ایک دوسرے سے دریغ نہ رکھیں +

سنہ ۸۵۸ھ ۱۴۵۴ء میں نواحی ہاڑوتی کے راجپوتوں نے سرکشی کا علم بلند کیا تھا اونکی تنبیہ و تادیب پر سلطان محمود خلجی متوجہ ہوا اور قصبہ سہوتی میں بہت راجپوتوں کو مارا اور اونکے اطفال و عیال اسیر کرکے منڈو بھجوا دیے وہاں سے گوالیار ہوتا ہوا بیانہ کا عازم ہوا جب اوس کے قریب آیا تو داود خان ضابطہ بیانہ نے بڑی پیشکش بھیجی اور اخلاص ظاہر کیا سلطان نے

یہ حدود اسی پر مسلم رکھیں یوسف خان ہندولی اور ضابطہ بیانہ کے درمیان جو نقیضین تھیں
اونکو اپنی سعی و کوشش سے محبت و مودت سے بدل دیا۔ اور مراجعت کے وقت ہاڑوتی و
اجمیر و رنتھنبور فدائی خاں کو مفوض کئے اور خود مندو میں آیا۔ اسی سال میں سکندر خان و
جلال خان بخاری نے کہ سلطان علاء الدین بہمنی کے امراء کبار میں سے تھے سلطان محمود
خلجی کی خدمت میں عرایض بھیجیں اور قلعہ ماہور کی تسخیر کی تحریص کی وہ برار کے اعظم
قلعوں میں سے تھا سلطان محمود ہوشنگ آباد کی راہ سے ماہور کی طرف گیا اور اس کا
محاصرہ کیا سلطان علاء الدین بہمنی نے اہل قلعہ کی مدد کے لئے بہت بڑا لشکر بھیجا محمود خلجی
نے اپنے میں طاقت مقاومت نہ دیکھی خود مراجعت کی اور تاج خاں کو سکندر خان بخاری
کی امداد کے لئے چھوڑا اسکا حال طبقہ سلاطین بہمنیہ کی تاریخ میں پڑھو +
اثناء مراجعت میں سلطان محمود خلجی کے پاس خبر آئی کہ مبارک خان حاکم آسیر نے ولایت بگلانہ
پر تاخت کی یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع تھا اور وہاں کا حاکم محمود شاہ کا مطیع
تھا سلطان اسکی حمایت و رعایت کو واجب و لازم جانکر بگلانہ کو روانہ ہوا اور اپنے سے
پہلے اقبال خان و یوسف خان کو بھیجا میراں مبارک شاہ فاروقی بڑا لشکر لیکر مقابلہ میں آیا
اور بعد مقابلہ کے بھاگ گیا اور آسیر تک کہیں نہیں ٹھیرا سلطان محمود نے آسیر کے بعض مواضع
کو غارت کرکے مندو میں مراجعت کی۔ اسی سال میں اسکو خبر پہونچی کہ ولایت بگلانہ کے
راجہ رائے بالو کا بیٹا اس پاس آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میراں مبارک خان فاروقی
حاکم آسیر نے اوسکی ولایت میں آکر خرابی مچائی ہے اور اوسکو آنے نہیں دیتا سلطان محمود نے
اپنے بیٹے غیاث الدین کو بہت جلد بھیجا مبارک خان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ الٹا اپنے
ملک میں چلا گیا پسر بالو رائے پیشکش لایا اور سرفراز ہوئی اور اوس کو اپنے ملک کو
رخصت کیا۔ شہزادہ غیاث الدین رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی چیتوڑ کو
روانہ ہوا۔ رانا کنبھا مدارا ہوا اسکے ساتھ پیش آیا کچھ زر و نقرہ مسکوک پیشکش میں بھیجا
یہ زر مسکوک رانا کنبھا کے نام کا تھا اسے غضب محمودی کو ازدیاد ہوا اور پیشکش کو لیں نہ

پھر اوسکے لشکر کے آدمیوں نے ملک کو بے چراغ کیا۔ منصور الملک کو مندسور کی تاخت و تاراج
کے لئے بھیجا اس ولایت میں اپنے تھانہ داروں کو مقرر کرنا چاہتا تھا اسلئے اوسنے چاہا کہ ایک
قصبہ اپنے نام پر خلجی پور آباد کرے۔ رانا کنبھا نے اس خبر کے سننے سے بہت عجز و انکسار اختیار
کیا اوسنے سلطان محمود سے کہا کہ جسقدر پیشکش کا حکم ہو وہ مجھے قبول ہے اور میں اخلاص
و دولت خواہی کے جادہ سے تجاوز نہیں کرونگا بشرطیکہ خلجی پور کے آباد کرنیکا قصد سلطان
ترک کرے۔ برسات قریب تھی سلطان نے رانا سے دلخواہ پیشکش لے کر مندو کو معاودت
کی اور بہت دنوں یہاں ٹھیرا +

۸۵۹ھ / ۱۴۵۴ء میں سلطان محمود ولایت مندسور کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اسنا میں آکر
اطراف و جوانب میں افواج بھیجیں اور خود وسط ولایت میں مقیم ہوا۔ اس پاس ہر روز تازہ
فتح کی خبر آتی تھی۔ ہاروتی کی طرف جو فوج مقرر ہوئی تھی اوسکا عریضہ آیا کہ جو ملک ہندوستان
میں آفتاب اسلام کے طلوع کی ابتدا اجمیر کے افق پر ہوئی تھی اور شیخ معین سنجری یہاں آسودہ ہیں
اب وہ کفار کے قبضہ میں ہے کوئی اسلام و مسلمانی کا اثر باقی نہیں رہا جب اس عریضہ کے
مضمون پر سلطان مطلع ہوا تو صوبہ اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کرکے مزار
فائض الانوار پر پہنچا اور لشکر کو حکم دیا کہ سب امرا متفق ہوکر قلعہ کا ملاحظہ کریں اور مورچلوں
کی تقسیم کیا۔ اس اثنا میں گجادھر جو اہل قلعہ کا سردار تھا نامی رجپوتوں کی فوج لیکر لڑنے آیا
مگر وہ افواج محمودی کے صدمہ کی برداشت نہ کر سکے۔ چار روز تک معرکہ جدال و قتال
گرم رہا۔ پانچویں روز گجادھر سارا لشکر لے کر جنگ کرنے آیا اس میں مغلوب ہوکر کشتہ ہوا
اور مفروروں کے ساتھ سپاہ محمودی کی ایک جماعت قلعہ کے اندر گھس گئی اور قلعہ کی فتح
نصیب ہوئی۔ سرکوچہ میں رجپوتوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سلطان نے شکر الٰہی
بجا لایا اور مزار کی زیارت کی اور مسجد عالی کی بنیاد ڈالی۔ خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان
کا خطاب دیکر اس جگہ کی حکومت سپرد کی۔ قلعہ مندل گڈھ کی طرف کوچ کیا بناس کنارے
آیا۔ امرا کو اطراف قلعہ پر متعین کیا۔ رانا کنبھا بھی آراستہ لشکر کے ساتھ لڑنے آیا۔ جنگ

عظیم ہوئی۔ لشکر محمودی کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ اور بہت راجپوت مارے گئے (صحیح اوراً)
وزرا سلطان کو یہ سمجھا کر کہ لشکر کشی ہوئی ہے اور برسات آگئی ہے۔ منڈو میں لے گئے
وہاں کچھ دنوں وہ ٹھیرا +

سنہ ۸۶۱ھ (۱۴۵۶) میں وہ منڈل گڈھ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ راہ میں جو بتخانہ نظر آیا خاک کی
برابر کیا۔ درختوں کو جڑ سے اکھڑوایا۔ عمارتوں کو ڈھا کر مٹوایا۔ آبادانی کی نشانی باقی نہ رکھی
محاصرہ میں خندقوں سے پار قلعہ کی دیواروں کے متصل مورچلوں کو پہنچایا۔ تھوڑی مدت
میں حصار کو فتح کیا خلق کثیر کو اسیر اور قتل کیا۔ راجپوتوں نے ایک در قلعہ میں کہ قلہ کوہ پر تھا
پناہ لی۔ اس اوپر کے قلعہ میں حوضوں کا پانی توپوں کی آوازوں سے نیچے چلا گیا تھا (حوضوں
میں توپوں کی آواز کے صدمہ سے دراڑ و درزیں پڑ جاتی ہیں اونمیں پانی نکل جاتا ہے)
قلعہ اول لشکر محمودی کے ہاتھ میں تھا اسلئے راجپوتوں نے بے آبی سے نالہ افغاں کیا
العطش گویاں امان مانگی سلطان نے دس لاکھ تنکہ پیش کش قبول کر کے پناہ دی۔
قلعہ اوسکے حوالہ ہوا۔ یہ فتح ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۸۶۱ھ (۱۴۵۷) کو ہوئی محمود قلعہ میں آیا بتخانوں کو
توڑا۔ اونکے مسالحوں کو مسجدوں کی عمارت میں صرف کیا۔ قاضی و محتسب و خطیب
و موذن متعین کئے +

۱۵ محرم سنہ ۸۶۲ھ (۱۴۵۸) کو چتوڑ کا عازم ہوا۔ اس ناحیہ میں آکر سلطان زادہ غیاث الدین کو کیہلواڑہ
کی ولایت کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اوسنے ملک ویران کر کے بہت آدمی قید کئے اور مراجعت کی
چند روز بعد سلطان زادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ بوندی کی تسخیر کو بھیجا۔ راجپوتوں نے
قلعہ سے نکلکر جنگ میں بہت کوشش کی آخر کو ہزیمت پائی۔ بہت مارے گئے اول ہی
دن میں قلعہ فتح ہو گیا بعد فتح کے شاہزادہ منڈو چلا گیا +

سنہ ۸۶۳ھ (۱۴۵۸) میں سلطان محمود نے راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے سواری کی جب موضع آکا
میں آیا تو تاج خان اور سلطان زادہ غیاث الدین ملک تاراج و تاخت کے لئے مقرر کئے۔ وہ دیہات
کو خاک کی برابر کرتے ہوئے کونبل میر کے اطراف میں لوٹتے مارتے آگئے جب سلطان یا

گئے تو قلعہ کو بنظر بیمثل کی تعریف بہت کی ـــــ سلطان اس قلعہ کا عازم ہوا۔ راہ میں بتخانوں کو خراب کیا حوالی قلعہ میں نزول کیا۔ ایکدن سوار ہو کر اوس پہاڑ پر سے جو قلعہ کے مشرق میں تھا شہر کا ملاحظہ کیا۔ اور فرمایا کہ اس قلعہ کی فتح چند سال کے محاصرہ بغیر میسر نہیں ہوگی اسلئے وہ دوسرے روز کوچ کرکے ڈونگرپور چلا گیا۔ راے شام داس راجہ ڈونگرپور کوتہیا نہ کو بھاگ گیا تھا۔ دو لاکھ تنکہ اور بیس گھوڑے پیشکش میں بھیجے سلطان منڈو میں چلا آیا +

محرم ۱۱ سنہ ۸۶۶ھ میں ایک طفل صغیر السن نظام شاہ نام تخت دکن پر بیٹھا اور امراء درگاہ نے جیسی اوسکی اطاعت کرنی چاہیے تھی کی تو نظام الملک غوری کے اغوا سے سلطان محمود خلجی بلاد دکن کی تسخیر کا عازم ہوا جبکہ آب نربدا سے گذرا تو مخبروں نے خبر دی کہ مبارک خان ضابط آسیر نے ودیعت حیات سپرد کی اور اوس کا بیٹا غازی خان ملقب عادل خان قایم مقام ہوا اوسنے اپنی ابتداء دولت میں ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور دو بیگناہ سید کمال الدین اور سید سلطان کو ناحق مار ڈالا مظلوموں کے گھر کو غارت کیا۔ چند روز بعد اونکا بھائی سید جلال سلطان محمود پاس داد خواہی کو آیا سلطان کی حمیت نے چاہا کہ عادل خان کو گوشمالی دے اس ارادہ سے آسیر کو راہی ہوا عادل خان نے عجز و بیچارگی سے سلطان پاس پیشکش بھجوائی اور اپنی تقصیرات کے استغفار کی سلطان محمود جانتا تھا۔ آسیر کے مضبوط برج کسی تدبیر سے فتح نہ ہونگے۔ اور سواء اسکے اس سفر سے مقصود اصلی دکن کی فتح ہے اوسنے عادل خان کے جرایم کو عفو کیا۔ اور کچھ نصیحت کی۔ برار و ایلچپور کی طرف چلا قصبہ بالاپور میں وہ پہنچا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ نظام شاہ کے وزرا سرحدوں کے لشکروں کو طلب کرکے سپاہ جمع کر رہے ہیں خزانہ سے دو کرور تنکہ باہر نکالا ہے اوسکو مدد خرچ کے طور پر امراء اور لشکریوں کو دیا ہے۔ ڈیڑہ سو ہاتھی شہر سے باہر نکالے ہیں سلطان محمود اس خبر کو سنکر اپنے آراستہ لشکر کے ساتھ نظام شاہ بہمنی سے تین کروہ (۶ میل) پر جا پہنچا۔ وزراء دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ سال کا لڑکا تھا سوار کیا اور اوس کے سر پر سفید چتر رکھا۔ اور اوسکی سواری کی باگ کو خواجہ جہان ملک شاہ ترکی کے ہاتھ میں دیا۔ میسرہ کا اہتمام ملک نظام الملک ترک کو اور میمنہ خواجہ محمود گیلانی کو

جسکا خطاب ملک التجار تھا حوالہ کیا جب یہ نو بادشاہوں کے لشکر برابر ہوئے تو ملک التجار نے
پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت کی۔ مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک زیر کر
میمنہ کے سردار تھے مارے گئے میمنہ بھی پراگندہ ہوا لشکر منڈو کی شکست عظیم ہوئی دس کروہ
تک اسکا تعاقب ہوا سلطان محمود کا لشکر تاراج ہوا اس اثناء میں سلطان محمود ایک گوشہ
میں بیٹھا ہوا منتظر فرصت تھا جب اکثر آدمی تاراج میں مصروف ہوگئے اور نظام شاہ چند آدمیوں کے
ساتھ کھڑا تھا تو سلطان دو ہزار سوار کے ساتھ نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔
مشہور روایت یہ ہے کہ خواجہ جہان ترک کہ عمدہ قلب تھا اوسنے یہ صورت بین کیا کہ نظام شاہ
بہمنی کی باگ پکڑ کر احمد آباد بیدر کی طرف لے چلا۔ اب قضیہ منعکس ہوا جو آدمی لوٹنے گئے تھے
اونہوں نے تندگانی کے متاع نفیس کو غارت کیا۔ ملکہ جہان والدہ نظام شاہ کو اوسکے
مکر و غدر کا خوف تھا اوسنے شہر بیدر کی محافظت ملو خان کو حوالہ کی خود نظام شاہ کو ساتھ
لے کر فیروز آباد گئی اور سلطان محمود گجراتی کو امداد کی طلب میں خط بھیجا سلطان محمود خلجی نے تعاقب
کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ آدمی بھاگ کر فیروز آباد میں نظام شاہ پاس جمع ہوئے
یہ خبر آئی کہ لشکر عظیم کے ساتھ ملک التجار سر لشکر نظام شاہ کی مدد کو جلد آنے والا ہے۔ ابھی
سلطان محمود نے مرحد کنگاش ڈالا۔ اور آخر کو یہ قرار دیا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان بھی
آگیا ہے اولے یہ ہے کہ اس بلاد کی تسخیر دوسرے سال پر موقوف رکھی جائے۔ اب
مراجعت کی جائے۔ غرض یہ بہانہ بنا کے اپنی ولایت کو کوچ کیا۔ راہ میں بڑا دق ہوا
مگر منڈو پہونچ گیا +

۸۶۷ھ میں ولایت دکن کی تسخیر کا خیال سلطان کو ہوا اور ملک التجار سے وہ اپنا
عوض لینا چاہتا تھا پھر لشکر کا سامان کرکے ظفر آباد نعلچہ میں آیا۔ ابھی وہیں تھا کہ
سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا عریضہ پہنچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک
بہت لشکر کے ساتھ کھیرلہ کے تھانہ کو بھیجا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں آجائیگا سلطان
خبر سن کر تھانہ دار کھیرلہ کی حمایت کے لئے جلد چلا۔ اثناء راہ میں اوسنے سنا کہ نظام الملک

نے قلعہ کھیرلہ کا محاصرہ کیا تو اوسوقت سراج الملک تہانہ دار شراب پینے میں مشغول تھا۔ اوسکو اپنی خبر نہ تھی اوسکے بیٹے نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور ہیاگا نظام الملک دسکے پیچھے ایسا لگا گیا کہ قلعہ پر متصرف ہوا۔ قلعہ تصرف کے بعد راجپوت پیادوں نے نظام الملک کو مار ڈالا سلطان نے اس خبر کو سنکر مقبول خاں کو چار ہزار سواروں کے ساتھہ قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے لئے دولت آباد کا عازم ہوا۔ راہ میں اسے سرکچہہ کے متعلقوں نے اور رستے جاج نگر کے وکیلوں نے پانسو تیس ہاتھی پیشکش دئے۔ جب سلطان خلیفہ آباد میں آیا تو امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی کا ایک خادم مصر سے سلطان کے لئے منشور سلطنت وخلعت ایالت لایا جس سے سلطان بہت مسرور ہوا پھر وہ ولایت دولت آباد میں آیا اوسکو خبر لگی کہ بادشاہ دکن کی مدد کے واسطے سلطان محمود گجراتی اپنے دار الملک سے نکلا ہے اور ان حدود میں آتا ہے سلطان محمود بالکندہ کی طرف متوجہ ہوا اور گوندوارہ کی راہ سے منڈو میں چلا آیا۔ مگر صحیح روایت یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۶۵ھ میں قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا۔ اوسنے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ اس اجمال کی تفصیل شاہان بہمنیہ کی تاریخ میں لکہی ہے۔

سلطان محمود خلجی چند روز ٹھہرا۔ ربیع الاول ۸۶۶ھ میں مقبول خان کو ایک فوج کے ساتھہ ایلچ پور کی تاخت کے لئے بھیجا۔ اوسنے ایلچ پور کی نواحی پر قبضہ کیا اور شہر کو غارت کیا پھر اسکے یہاں کے حاکم نے اپنے ہمسایوں کو مثل قاضی خان وپیر خاں کو جمع کیا اور پندرہ سو سوار اور پیادے بے شمار لیکر جنگ کے قصد سے آیا۔ یہ خبر مقبول خان کو پہنچی غنائم واسباب وسامان اپنا ایک فوج کے ساتھہ کیا اور اچھے کار آمد مرد انتخاب کئے اور اون کو اپنے ساتھہ لیا چند جماعتوں کو جنگ کے لئے مقرر کیا اور خود معدودے چند لیکر کمین گاہ میں بیٹھا۔ جنگ میں طرفین گتھ گئے تو مقبول خاں نے کمین گاہ سے نکل کر قاضی خاں کو ایلچ پور بھگا دیا مقبول خاں نے ایلچپور تک تعاقب کیا۔ راہ میں بیس معتبر افسر قتل ہوئے اور تیس نفر اور گرفتار ہوئے مقبول خان مظفر ومنصور محمود آباد میں آیا +

جمادی الاولی ۸۶۶ھ میں والی دکن اور والی مالوہ نے ایک دوسرے کے پاس ایلچی بھیجکر

بعد بہت سی ردوبدل کے مصالحہ کو یوں قرار دیا ایلچ پور ولایت گونڈوارہ کو بعض کے قول کے
موافق قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کو والی دکن دیدے اور سلطان محمود بعد دیار دکن کو
مضرت نہ پہنچائے اس سال میں سلطان محمود خلجی نے حکم دیدیا کہ محاسبات دفتر سے تاریخ شمسی
خارج ہو اور تاریخ قمری مقرر ہو۔

سنہ مذکور میں شیخ علاء الدین کہ اس زمانہ کے بڑے عالموں میں تھا۔ نواحی منڈو میں آیا
سلطان اوسکی نہایت تعظیم واحترام بجالایا۔ مولانا عماد الدین رسول سید محمد نوربخش سلطان
کی خدمت میں آیا خرقہ شیخ ہمراہ لایا سلطان خرقہ کو پہن کر بہت خوش ہوا۔

۸۷۴ھ میں مہرخان یادیہ بہا۔ نے عرض کیا کہ مقبول خان نے محمود آباد کو جس کو اب کھیرلہ
کہتے ہیں تاراج کیا اور والی دکن سے ملتجی ہوا اور چند ہاتھی جو مصالحہ ملکی کی جہت سے اوسکے
ہمراہ کئے گئے تھے وہ راے زادہ کھیرلہ کو حوالہ کئے۔ یہ راے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا
اور قلعہ میں جو مسلمان متوطن تھے سب کو مار ڈالا اور اوسنے طائفہ گونڈوں کو اپنے ساتھ متفق
کرکے راہ کو مسدود کردیا سلطان نے فوراً تاج خان واحمد خان کو اس فتنہ کے دفع کرنے
کے لئے رخصت کیا اور خود ۸۔ ربیع الاول کو ظفر آباد نعلچہ میں آیا اور چند روز بعد محمود آباد
اس طرف روانہ ہوا تھا۔ راہ میں خبر آئی کہ دسہرہ کے دن کہ ہندوں کا بڑا تہوار ہوتا ہے
تاج خان ستر کروہ ایلغار کرکے یہاں آیا۔ اوس کو معلوم ہوا کہ راے زادہ اس وقت کھانا کھا رہا
ہے تو تاج خان نے کہا کہ غافل دشمن کے سر پر پہنچنا مردانگی نہیں ہے اوس نے باگ روک لی
اور ایک شخص کو اپنے سے پہلے بھیجکر راے زادہ کو اطلاع دی۔ وہ کھانا چھوڑ کر مسلح آدمیوں
کے ساتھ لڑنے آیا۔ دونو نے ایسی کوشش کی کہ اوس سے زیادہ متصور نہیں ہے آخرکار راے زادہ جان
سر و پا برہنہ بھاگا اور گونڈ زمینداروں کی ملتجی ہوا۔ ہاتھی اور اور غنائم اور قصبہ محمود آباد مقبول
کو ہاتھ لگا جب اس حال کا عریضہ سلطان محمود کے پاس پہنچا تو وہ بہت مسرور ہوا۔ اوسنے
ملک الامرا ملک دادر کو اس فتح کی تادیب لئے مقرر کیا جب اس گروہ کو یہ خبر ہوئی تو اونہوں نے
راے زادہ کو مقید کرکے تاج خان پاس بھیجدیا۔ اس فتح کے بعد سلطان محمود نے محمود آباد

جانے کا ارادہ کیا۔ سارنگ پور میں وہ آیا۔ بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی جو منصب
ایلچی گری کے مرزا سلطان ابو سعید شاہ بخارا کے پاس سے تحفہ و سوغات لیکر آیا۔ اوسکو نوازش
خسروانہ سے خوشدل کیا اور رخصت کیا طرح طرح کی ہندوستان کی سوغاتیں پارچہ و قماش
چند کنیز رقاص و گویہ و چند فیل چند خواجہ سرا شارک و طوطی سخن گو اور عربی گھوڑے شیخ زادہ
علاء الدین کے ہاتھ خواجہ جلال الدین کے ہمراہ بھیجے۔ ایک قصیدہ بھی ابو سعید کی مدح میں
ہندی زبان میں کہہ کر بھیجا۔ جو شاہ بخارا کے سامنے مع ترجمہ کے پڑھا گیا شاہ اس قصیدے سے
ایسا محظوظ ہوا کہ اور تحائف سے ایسا خوشحال نہیں ہوا اسی سال میں جب راجہ گوالیار
نے سنا کہ مرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی و گیت سے بہت رغبت ہے تو اوسنے عالموں اور کتاب
خوانوں کے ساتھ اس فن کی دو تین معتبر کتابیں ارسال کیں اسکے بعد اسکے بیٹے راجہ کوپ نے
اخلاص صوری کو قائم رکھا اور تحفہ تحائف بھیجتا رہا +

۸۶۳ھ میں غازی خاں کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ کچھواڑہ کے زمینداروں نے
شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے۔ اس عریضے کے پہنچتے ہی سلطان محمود اس جماعت کی
تادیب کا عازم ہوا اور لشکر عظیم اس دیار میں بھیجا۔ خود اس ملک کی مداخل و مخارج کی صعوبت
کو ملاحظہ کیا اور ولایت میں مقیم ہوا اور ایک حصار کی بنیاد ڈالی۔ چھ روز میں اوسکو تیار
کرایا۔ اوسکا نام جلال پور رکھا مرزا خاں کو یہاں چھوڑا۔ شعبان سنہ مذکور میں شیخ محمد فرملی
وکیل چندیری راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی کی طرف سے نواحی
فتح آباد میں سلطان محمود کی خدمت میں آئے اور تحفے ہدیے لائے اور زبانی یہ معروض کیا سلطان محمود
شرقی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتا اگر حضرت سلطانی ہماری امداد و اعانت فرمائیں اور نواحی
دہلی میں آئیں تو اسکا فتنہ و فساد سب جاتا رہے گا اور مراجعت کے وقت قلعہ
بیانہ آپ کی نذر کیا جائے گا جس وقت سلطان سوار ہوگا تو چھ ہزار سوار آپ کی
خدمت میں بھیجے جائینگے سلطان محمود نے فرمایا کہ سلطان شرقی جسوقت دہلی کی طرف
جائیگا میں سلطان بہلول کی کمک و امداد کے لیے آؤں گا۔ ایلچیوں کی دلجوئی کرکے رخصت کیا

اور خود منڈو کی طرف چلا ہوا نہایت گرمی تھی حرارت کی شدت سے اوسکا مزاج اعتدال سے
باہر ہوا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا یہانتک کہ ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۸۷۳ھ کو ولایت کنجہوارہ میں
خرابہ دنیا سے دار الملک عقبی کو گیا۔ ۳۴ سال سلطنت کی سلطان محمود ایک بادشاہ عادل و
شجاع و نیک خلاق و با سخاوت تھا جس مدت تک اوسکے ہاتھ میں مالوہ کی سلطنت
رہی چاروں طرف کیا مسلمان کیا ہندو اوسکے ساتھ گرویدہ رہے۔ فاتحہ سلطنت سے خاتمہ
تک بہت ہی کم سال ایسے ہونگے جنہیں اوسنے سفر نہ کیا ہو۔ وہ اپنی فراغت اور آسایش لشکر
کشی اور جنگ و جدل میں جانتا تھا اور ہمیشہ کہن سال مورخوں اور جہان گشتوں سے بادشاہوں اور
بزرگوں کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ ذرا ذرا سی باتوں سے آگاہ ہوتا تھا۔ قواعد جہانداری کا
کسب کرتا۔ شاہوں کے اخلاق و روش جو خوش کرنے والی ہوتیں اون کی نگہداشت کرتا
اور اپنی مجلسوں میں ونکی نقل کرتا اور جو زوال دولت کے موجب اور خرابی خاندان
کے باعث سنتا اون سے احتراز لازم جانتا۔ اوس کی مملکت میں چور کا نام کوئی نہ
سنتا۔ اگر کبھی کسی تاجر کا مال باہر کا چوری جاتا تو اس وقت بعد تحقیقات کے اپنے
خزانہ سے زر دلوا دیتا۔ بعد ازاں اس موضع کے نگہبانوں سے جہاں مال تلف ہوتا بازیافت
کرتا۔ اس سبب اوس کے ملک میں درویش غنی آتے اور صحرا میں اترتے اور اپنی جان و مال
کی پاسبانی خود نہیں کرتے۔ ایک دن کسی شیر یا بھیڑیے نے آنے جانے والوں میں سے
کسی ایک آدمی کو پھاڑ ڈالا۔ اوس کی ماں اور بچے سلطان کی درگاہ میں آئے اور سبع وحشی کی
شکایت کی۔ سلطان محمود نے مملکت کی چاروں جانب میں حکم بھیجا کہ کل سباع و درندوں
کو قتل کروا لیں۔ اس کے بعد جس جگہ کوئی سبع یا درندہ نظر آئے تو وہاں کے حاکم کو ماریں۔
اس سبب سے اُن کی سلطنت میں اور بعد اس کے مدتوں تک ولایت مالوہ میں شیر و گرگ
اور سباع نظر نہ آئے۔ دنیا کا بھی کیا انقلاب ہے کہ اس زمانہ میں منڈو ویران پڑا
ہے اور جتنے جنگل یہاں ملتے ہیں ایسے اور کہیں نہیں ہیں۔ انگریز بڑے شوق سے یہاں شیروں کا
شکار کرنے آتے ہیں۔ کیا یہ شہر عیش کا تھا یا اب شیر کا ہے ✦

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی

جب سلطان محمود خلجی اس جہان سے وداع ہوا اوسکے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین نے وصیت پدری کے موافق مسند حکومت پر قدم رکھا اور عموم طبقات انام کو اپنے سے راضی کیا اور شاکر بنایا۔ اور فدائی خاں اپنے بھائی کو رنتھنبور اور چند اور پرگنے دیئے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں انکے پاس تھے۔ اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین سلطان کا خطاب دیا۔ ولی عہدی سے منسوب کیا شغل وزارت سپرد کیا چتر و پالکی اور بارہ ہزار سوار کی جاگیر دی اونے ایک بڑا جشن کیا اسمیں کارداں اپنوں کو مناصب دیئے اور اونسے کہا کہ سلطان مرحوم کے عہد میں ۳۴ سال تک لشکر کشی رہی۔ اب وقت آسایش ہے۔ میرا کام یہ ہے کہ اس مملکت کو جو باپ سے میراث میں ملی ہے اوسکی محافظت میں کوشش کروں اور قناعت کر کے زیادہ طلبی سے اپنے تئیں تصدیع نہ دوں۔ امن و آسائش و عیش و عشرت کا دروازہ اپنے اوپر اور اپنے تابعین پر کھولوں کہ اوروں کی ولایت پر ہاتھ مارنے سے اپنے ملک میں امن امان رکھنا بہتر ہے۔ اب اوسنے اپنے مقصود کا آغاز کیا مندو کا نام شادیآباد رکھا اور حکم دیا کہ قلمرو میں جو کچھ اسباب عیش و طرب بہم پہنچ سکے وہ موجود کیا جائے اور اور ملکوں میں مثل ایران و توران و روم کے آدمی بھیجے جائیں کہ وہ جسطرح ہو سکے وہاں سے اسباب عشرت کو اس پاس لائیں اسکی حرم سرا میں سازندے و رقاص و صاحب جمال عورتیں جمع ہوا کرتی تھیں روز بروز عورتوں کے جمع کرنے کے درپے رہتا تھا اوسکے شبستان میں آزاد و کنیز اور راجاؤں کی لڑکیاں اور اور عورتیں دس ہزار کے قریب تھیں۔ و لتخانہ اسلاطین میں عورتوں کے بھی منصب ہوتے ہیں وہ اوسنے راجاؤں اور بزرگوں کی لڑکیوں کو دئے جتنے باہر عہدے و عمل و منصب تھے وہی اندر تھے بعض وکیل و وزیر و عارض و خزانچی و سر جامہ دار و امیر الامرا و دبیر و جبہ دار و مشرف و نوبت و منجم تھیں اور بعض صدر و حکیم و مدرس و ندیم و محتسب و مفتی و موذن و حافظ و معرف تھیں۔ اوسنے عورتوں کو صنایع و ہنر و دنیا میں شایع و متعارف ہیں سکھائے بعض کو رقاصی و خوانندگی و سازندگی و مزمار کی تعلیم کی

بعض کو زرگری و آہنگری و مخمل بافی و تیرگری و کمان گری و کوزہ گری و جامہ بافی و خیاطی و
و ترکش دوزی و کفش دوزی و نجاری و کشتی گری و شعبدہ بازی اور اور اقسام کے ہنر جنکی
شرح تطویل سے خالی نہیں سکھائے - اونکے چند فرقے بنائے اور ہر ایک فرقہ کو ایک افسر کے سپرد کیا
پانچسو ترک کنیزوں کو مردانہ لباس پہنایا - تیر اندازی وغیرہ ورزش سکھائی اونکا نام سپاہ
ترکی رکھا - اپنے میمنہ میں اونکو جگہ دی کہ تیروں کو ہاتھ میں لیکر اور ترکش کو کمر میں باندھ
کھڑی رہیں - پانچسو حبشی عورتوں کو زنانہ لباس پہنایا تفنگ بازی اور شمشیر بازی سکھائی
میسرہ میں اونکو جگہ دی - اپنی حرم سرا میں ایک بازار لگایا تھا شہر کے بازاروں میں جو چیزیں
بکتی تھیں اس میں بھی فروخت ہوتی تھیں خدمت گاروں میں کوئی عورت بڑھیا اور بدقیافہ
نہ تھی اگر ایسی عورت کسی تقریب سے وہاں ہوتی تو وہ مجلس سلطانی میں حاضر نہوتی تھی عجیب
بات یہ ہے کہ سب کنیزوں اور عورتوں کا سواے سرداروں اور منصب داروں کے وظیفہ و علوفہ
یکسان مقرر تھا - ہر روز دو تنکہ نقد و دو من غلہ بوزن شاہ ہر ایک کو دیا جاتا - اوس کے
گھر میں جو جاندار تھا اوسکا دو تنکہ و دو من غلہ اوسکا مقرر تھا چنانچہ ہر طوطی و سارک و کبوتر کو
بھی دو تنکہ و دو من غلہ ملتا تھا - ایک دن گھر میں چوہا نکل آیا - اوسکا بھی دو تنکہ و دو من غلہ روز
مقرر ہوا - وہ اوسکے بل کے منہ پر رکھدیا جاتا جن عورتوں اور کنیزوں کی طرف زیادہ توجہ
تھی اونکو آلات طلا و جواہر بہت دیے جاتے لیکن علوفہ میں سب برابر تھیں - اوسنے یہ مقرر
کیا تھا کہ ہر شب سو مہر طلا اوسکے سرہانے رکھی جائیں اور علی الصباح اہل استحقاق کو دی جائیں بھی
یہی مقرر تھا کہ عیال و اطفال و اسباب و ادوات سلطنت جب اوسکی نظر پڑے اور وہ فکر
کرے بلکہ جسوقت لفظ تنکہ اوسکی زبان پر آئے تو پچاس تنکہ بخشش کر دیے جائیں اور سب سے
زیادہ خوشتر یہ امر تھا کہ دربار و سواری کے روز جس کسی سے خواہ بزرگ ہو یا خرد وہ بات کرے
ہزار تنکہ دیے جائیں - اوسکی حرم میں ہزار کنیزیں حافظ قرآن تھیں اوسنے یہ کہہ رکھا تھا کہ جسوقت
وہ کپڑے پہنے سب متفق ہو کر قرآن کا ختم پڑھ کے اوسپر دم کریں جب ایک پہر رات باقی رہتی
تو وہ خدا کی عبادت کرتا اور نہایت عجز و انکسار سے زمین نیاز پر سر رکھ کر اپنے مطالب بارب

درگاہ احدیت سے دریوزہ کرنا۔ اور اہل حرم سے اوسنے مبالغہ سے کہہ رکھا تھا کہ تہجد کی نماز کے
لئے اوسکو بیدار کریں اگر ضرورت ہو تو منہ پر پانی چھڑک کر جگائیں اور غفلت کی نیند ہو تو
زور سے اوسکو ہلائیں اگر یوں بھی بیدار نہ ہو تو اسکا ہاتھہ پکڑکر اوٹھائیں۔ اوسنے
اپنے مقربوں سے کہہ رکھا تھا کہ جس وقت وہ دنیا کی عیش وعشرت کی باتوں میں مشغول ہو
تو ایک پارچہ جسکا نام کفن رکھا تھا اوسکی نظر کے سامنے لائیں تاکہ متنبہ ہو کر عبرت پکڑے
اوسے دیکھکر مجلس سے وہ اوٹھتا اور تجدید وضو کرکے استغفار اور توبہ و انابت کرتا اوسکی
مجلس میں اصلا کوئی بات نامشروع اور عجم آور نہیں کہی جاتی وہ مسکرات پر ہرگز رغبت نہ کرتا۔
اوسکو شکار کی طرف بڑی رغبت تھی اسلئے اوسنے ایک آہو خانہ بنایا تھا۔ اس میں طرح
طرح کے جانور اور قسم قسم کے طیور جمع کئے تھے عورتوں کے ساتھہ سوار ہوتا اور آہو خانہ
میں شکار کرتا۔ وہ صاحب جمال و نغمہ ساز عورتوں کی صحبت پر بہت مائل تھا۔ اکثر دن
ایک دفعہ وہ باہر آتا اور تخت پر بیٹھکر سلام لیتا اور معظم امور سلطنت پر توجہ کرتا اور باقی
مہمات وکلا و وزرا کے سپرد کر دیتا کبھی یہ بھی ہوتا کہ ایک ہفتہ و دو ہفتہ تک وہ باہر نہیں آتا
مگر ارکان دولت کو حکم دے رکھا تھا کہ مملکت میں جس جس عمدہ امور شایع ہوں یا کوئی عریضہ
سرحد سے آئے اوسکو حرم کے اندر فلاں شخص کے پاس بھیجدو تاکہ وہ غور کرکے اسکا جواب
لکھائے اور لوازم جہانبانی کی بالے عشرت نہ ہوا اوسکے عہد میں مملکت کے اندر کوئی خلل نہیں
واقع ہوا مگر سنہ ۸۸۸ھ (۱۴۸۳ء) میں سلطان بہلول لودی بادشاہ دہلی سنے پالنپور میں کہ مضافات
رنتھنبور سے تھا بڑی خرابی پھیلائی۔ جب یہ خبر شادی آباد منڈو میں آئی تو کسی کو یہ جرأت
نہ تھی کہ اس مضمون کو سلطان سے عرض کرتا۔ مگر وزرا کی مصلحت و صوابدید سے حسن خان نے
عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول ہمیشہ سلطان محمود شاہ خلجی کو بہت روپئے بسم
پیشکش بھیجتا تھا۔ ان ایام میں ایسا سنا گیا کہ اوسنے دلیری کرکے قصبہ پالنپور پر دست درازی
کی ہے۔ اس خبر کو سنکر اوسنے شیرخان ابن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھا کہ لشکر بھیلسہ و
سارنگپور کو ہمراہ لے کر سلطان بہلول کی گوشمالی کرے شیرخان فرمان پہنچنے پر بیانہ کا

عازم ہوا سلطان بہلول میں مقاومت کی طاقت نہ تہی وہ دہلی چلا گیا اور شیر خان اُسکے
تعاقب میں دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو ہدیہ دیا اور اس سے
مصالحہ کی وہ اولٹا چلا گیا۔ شیر خان نے قصبہ بالنپور کی از سر نو تعمیر کی اور چندیری چلا گیا۔

اسی سال میں راجہ چنپانیر کی درخواست پر اوسنے سراپردہ سرخ الغلچہ میں بہیجا۔
اور خود بھی باہر آیا اسکو جہان نامیں علما کو طلب کرکے اوسنے اپنے سفر کے باب میں استفسار کیا
سب نے بالاتفاق کہا کہ حمایت کفار جائز نہیں ہے اوسنے پشیمان ہوکر بازگشت کی۔

۹۰۴ھ میں سلطان غیاث الدین پیر فرتوت ہوگیا تہا اوسکے دو بیٹے ناصر الدین
شجاعت خان عرف علاء الدین اعیانی برادر تہے اونمیں منازعت ہوئی۔ اونکی والدہ
رانی خورشید جو دختر راجہ بگلانہ تہی وہ چہوٹے بیٹے علاء الدین کے ساتھہ ہوئی اور اونسے
امرا کو بھی اپنے ساتھہ متفق کیا۔ ناصر الدین کو باپ کی نظر سے دور کیا۔ ایک دن ایک جماعت کو
اوسکی گرفتاری کے لئے مامور کیا۔ ناصر الدین خبردار ہوکر ۹۰۵ھ میں شادی آباد منڈو سے
بہاگ گیا۔ اوسکا اسباب علاء الدین کے تصرف میں آیا وہ ناصر الدین کی جان کے درپے ہوا۔
یہ اوسے مطلع ہوکر وسط ولایت میں بیٹھہ گیا۔ اطراف کے امرا و سپاہ آکر اس پاس جمع ہوگئے
یہانتک اوسکی نوبت پہونچی کہ وہ سرپر چتر رکہہ کر قلعہ شادی آباد کے نیچے آیا اور اوسکو محاصرہ کیا
وہ مدتوں تک وزارت کرچکا تہا اسلئے اوسکو سبہی آدمی ہم زبان ہوئے ناگاہ قلعہ کا دروازہ کہول دیا
وہ بے خبر چلا آیا۔ علاء الدین کہ قلعہ کی محافظت کرتا تہا بہاگ کر باپ کے گہر میں آیا۔ ناصر الدین نے
علاء الدین اور رانی خورشید کو گہر کے اندر سے باہر پکڑوا بلایا۔ اور ناصر الدین کے حکم سے
علاء الدین اور اوسکے بچے بہیڑ بکری کی طرح ذبح ہوئے۔ اوسنے تاج سلطنت سرپر دہرا۔
سلطان غیاث الدین چند روز میں فوت ہوگیا۔ سلطان ناصر الدین باپ کو زہر دینے سے عالم
میں بدنام ہوگیا۔ سلطان غیاث الدین نے ۳۳ سال سلطنت کی۔ اوسکی سادہ لوحی کی یا نافہمی
کی دو ایک حکایتیں لکہتے ہیں اوسکی ایک حکایت یہ مشہور ہے کہ ایکدن ایک شخص گدہے کا سم لایا
اور اوسنے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ کے گدہے کا سم ہے سلطان کے حکم سے پچاس ہزار تنکہ اوسکو دیا

وہ سم خرید اگیا بعد اسکے تین آدمیون نے خر عیسیٰ کے سم کو اسی قیمت پر بیچا۔ اتفاقاً ایک اور
پانچوان شخص سم لایا اور اوسنے بھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ کا ہے سلطان نے اوسے خرید کرنیکا
حکم دیا کہ پچاس ہزار تنکہ سیاہ دئے جائیں مقربوں میں سے ایک نے کہا کہ کیا خر عیسیٰ پانچ پاؤں
رکھتا تھا کہ پانچویں سم کی قیمت میں یہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے سلطان نے کہا کہ شاید بیچ ہو
یا بیچنے والوں میں سے ایک نے غلطی کی ہو — دوسری حکایت

سلطان نے اپنی خواصوں سے کہا کہ میں نے کئی ہزار صاحب جمال حرم جمع کیں لیکن جیسی
صورت کو میرا دل چاہتا ویسی کوئی ہاتھ نہ آئی تو ایک خواص نے کہا کہ شاید اس خدمت
کے موکل تمیز شکل میں کامل نہ ہونگے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور فرمائیں تو میں کسی نہ کسی
طرح حضور کی طبع سلیم کے موافق اوسکو بہم پہنچاؤں تو سلطان نے کہا کہ خوبصورت کو کس طور سے
پہچانتا ہے اوسنے کہا کہ خوبصورت وہ ہے کہ اوسکے کسی عضو کو آدمی دیکھے تو پھر دیکھنے والے کو
دوسرے عضو کے دیکھنے سے مستغنی کردے مثلاً اگر کوئی شخص اسکا قامت دیکھے تو اوسپر ایسا
فریفتہ ہوجائے کہ منہ دیکھنے کا نیاز مند نہ ہو سلطان کو یہ حسن تمیز اسکا پسند آیا۔ اوسکو سلطان
نے اس تلاش کے لئے بھیجا اوسنے ایک موضع میں ایک لڑکی دیکھی کہ جسکی کیفیت رفتار اور
حسن قامت نے اوسکو مفتون کیا اور منہ کے سامنے آنکر اوسکے جمال پر نظر ڈالی تو جیسا وہ چاہتا تھا
اوسے بہتر پایا غرض یہان چند روز رہ کر کسی حیلہ سے اس لڑکی کو سلطان پاس لے گیا
اور کہہ دیا کہ میں نے اسنے ہزار تنکہ کو خریدی ہے سلطان اوسے دیکھ کر نہایت خوش ہوا جب
اس لڑکی کے خویشون اور قرابتیوں کو خبر ہوئی تو اونہون نے اسکا سراغ لگایا کہ ایک شخص
یہان چند روز رہا تھا وہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے ماں اوسکے ماں باپ سلطان کے پاس دادخواہی
کو شادی آباد مندو میں آئے سلطان سے سرراہ اپنی داد چاہی وہ سمجھہ گیا کہ قضیہ کیا ہے
اوسنے وہان سے قدم نہ اوٹھایا علما کو بلایا اور اونسے کہا کہ مجھہ پر حکم شرع اجرا کرو جب حقیقت
حال پر دادخواہ مطلع ہوئے تو اونہون نے عرض کیا یہ دادخواہی اسلئے تھی کہ اس شخص نے
لڑکی بھگائی تھی اب وہ حرم سلطان میں ہے یہ ہماری عین سعادت ہے اب ہمکو کچھہ دعویٰ نہیں۔

سلطان نے علماء سے کہا کہ اب وہ مجھہ پر مباح ہے مگر ایام گذشتہ کے سبب جو کچھہ مجھہ پر حکم شرع
لگے وہ لگاؤ۔ علماء نے کہا کہ جو کام ناداشتگی میں ہو وہ شریعت میں معاف ہے کفارہ سے اوسکی
تلافی ہو سکتی ہے۔ باوجود اس حال کے سلطان ایسا پشیمان ہوا کہ اوسنے حکم دیا کہ میں بعد
میرے لئے عورتوں کی تلاش نہ کی جائے۔

ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین

۲۔ ربیع الثانی ۹۰۶ھ (۱۵۰۰ء) کو سلطان ناصر الدین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ مشہور رہا کہ اوسنے
باپ کو زہر دیا۔ مگر جب اس بات پر خیال کیا جائے کہ کتنے آدمی اوسکے ذاتی دشمن تھے
اور بھائی کا گروہ اوسکے مخالف تھا اوسنے یہ تہمت لگائی ہوگی ورنہ کوئی سبب باپ کے
زہر دینے کا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ باپ نے اوسکو تاجدار بنایا۔ مدتوں سے وہ کاروبار سلطنت باپ
کے حکم سے کرتا تھا مگر اوسکی تخت نشینی سے خانگی فسادوں کا ایک انبار لگ گیا جسکے سبب سے
بہت امراء ان فسادوں کی شرکت میں پھنس گئے۔ اور اس وجہ سے کاروبار سلطنت میں فتور
آیا۔ اول شیر خان حاکم چندیری نے سر اوٹھایا اور اسکے ساتھ بہت سے امرا شریک ہوگئے
مندسور کا حاکم ہیبت خان اوس سے مل گیا۔ وہ دیپالپور کی راہ سے دار السلطنت کی
طرف آئے سلطان ناصر الدین نے اونپر حملہ کیا تو بعض ملک و بعض اور سردار اوس سے
آنکر مل گئے۔ شیر خان بھاگا۔ سلطان نے اوسکا تعاقب کیا۔ سارنگ پور کی نواحی میں شیر خان
پھر کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ میں گیا۔ سلطان چندیری میں گیا اور چند روز
قیام کیا یہاں کے شیخ زادوں نے شیر خان کو خط لکھا کہ اکثر سپاہی اور امرا اپنی جاگیروں پر
چلے گئے ہیں اور برسات کے سبب سے لشکر جلد جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ یہاں آتے ہیں تو
شہر کے آدمیوں کے ساتھہ متفق ہو کر آپ سلطان کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ سلطان ناصر الدین
ان شیخ زادوں کے منصوبے سے واقف ہوا اوسنے اقبال خان و ملو خان کو ایک جنگجو لشکر و
ہاتھیوں کے ساتھہ شیر خان کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ چندیری سے ۴ میل کے فاصلہ پر شیر خان
سے لڑا۔ اور اثنا و دار و گیر میں پہلا شیر خان کے زخم لگا اور سکندر خان بڑا سردار مارا گیا۔ شیر خان

مہابت خان ہاتھی کے حوضہ میں ڈال کر بھاگ گیا - راہ میں شیرخان نے وفات پائی - مہابت خان
اوسکی نعش کو خاک میں سپرد کرکے اقصائے ممالک کو بھاگ گیا - سلطان ناصرالدین نے جنگ گاہ
میں جاکر شیرخان کے جسم کو خاک سے نکال کر چندیری میں دار پر چڑہایا اور اس دیار کی حکومت
بہجت خان کے حوالہ کی اور سعدل پور میں آیا - یہاں شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خان غدر کا
ارادہ رکھتا تھا اوسکو مقید کرکے مندو بھیجا اور خود بھی یہاں آیا - اپنے بھائی کے قدیم نوکروں
کے نفاق سے متوہم ہوکر رنجیدہ ہوا اور آدمیوں کو تربیت کیا اور اپنی والدہ [illegible]
کی بے عزتی کرکے باپ کا خزانہ جو اس پاس تھا زبردستی سے لے لیا - بعد اسکے [illegible]
شراب خواری و خونریزی میں صرف کرنے لگا - پرانے نوکر ذرا بہانہ پر قتل کرتا - نہایت ہی
ظالم طبیعت ہوگیا - آدمیوں کے گھر غارت کرتا - کوئی دن نہ گذرتا تھا کہ [illegible]
ایک دن حرم سرا میں حوض کے کنارہ پر مست ہوکر سو گیا اور لڑک کر پانی میں جا پڑا
کنیزوں نے جو حاضر تھیں ملکر اوسکو اس طرح نکالا کہ کسی نے اوسکے ہاتھ پکڑے کسی نے سر کے بال
گیلے کپڑے اوسکے اُتار کر اور کپڑے پہنائے جب ہشیار ہوا تو درد سر کی شکایت کی - لونڈیوں نے
عرض حال کیا تو وہ آگ بگولا ہوگیا بے تامل تلوار کھینچ کر ان نامراد عاجز دل سوز [illegible]
کنیزوں کو مار ڈالا +

سنہ ۹۰۸ھ (1502) میں ولایت کچھوارہ کی تاخت کے لئے سلطان روانہ ہوا - قصبہ اگر میں آیا یہاں
کی آب و ہوا پسند آئی - ایک قصر رفیع و عمارت عالی تعمیر کرائی جو عجائب روزگار سے تھی [illegible]
کچھوارہ کو لوٹ مار کر مراجعت کی -

سنہ ۹۰۹ھ (1503) میں چتوڑ کی طرف حرکت کی - رانا رائمل اور زمینداروں نے پیش کش [illegible]
نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی لڑکی کو پیش کش میں دیا - سلطان نے [illegible]
رانی چتوڑ کی رکھا - اور مراجعت کا عازم ہوا - اثناء راہ میں سُنا کہ احمد نظام شاہ بحری
بعض مقدمات کے سبب سے خشونت کی اور ولایت برہانپور کو تاخت و تاراج کیا -
داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر میں چھپ گیا ہے وہ اپنے حوصلہ میں [illegible]

چونکہ حاکم آسیر بعقیدہ سلطان ناصرالدین خلجی کا ملتجی رہتا تھا اسلئے مذہب مروت و فتوت میں
اوسکی حمایت کو فرض سمجھکر اقبال خان خواجہ جہان کو لشکر گران کے ساتھہ اس طرف
بھیجا جب احمد شاہ نظام نے لشکر مالوہ کے آنے کی خبر سنی تو اوس نے احمدنگر کو مراجعت کی۔
اقبال خان نے برہان پور میں خطبہ شاہی پڑھوایا اور چلا آیا +

سلطان ناصرالدین نے اپنے باپ سے سرکشی کی تھی اسلئے وہ اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین
سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا بیٹا بھی باپ کی بیباکی و ظلم طبیعی کو خوب جانتا تھا تو وہ آمد و شد سمجھکر
کرتا تھا۔ ۹۱۶ھ / ۱۵۱۰ء میں باپ بیٹون میں جنگ ہوئی بیٹے کو شکست ہوئی وہ دہلی کی طرف بھاگ گیا
سلطان کو افراط شراب یا عفونت اخلاط و تصرف ہوا سے تپ محرق عارض ہوئی جب اوس نے
اپنا حال دگرگون دیکھا اوسنے امرا اور اعیان کو بلاکر محمود کو کہ فرزند سوم تھا اور موضع بہشت پور
میں اوسکو ولیعہد کیا تھا بلاکر وصیت کی اور سب گناہوں سے توبہ کی پھر اوسکی جان نکل گئی۔
مدت سلطنت اسکی ۱۱ سال ۴ ماہ تھی +

ذکر سلطنت سلطان محمود بن سلطان ناصرالدین خلجی +

جب سلطان شہاب الدین کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اوسنے دہلی جانے کا ارادہ ترک کیا
ایلغار کر کے نعلچہ میں آیا۔ محافظ خان خواجہ سرا و خواص خان نے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکو
اندر نہ آنے دیا تو اوسنے اپنے مقربوں کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھہ موافقت کروگے
تو امور مملکت کا حل و عقد تمہاری راے کو مفوض کرونگا محافظ خان و خواص نے جواب دیا کہ
دیوان قضا و قدر سے منشور سلطنت محمود شاہ کے نام نامی پر لکھا گیا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس
ملک خشونت و بیگانگی کی کدورت کو یگانگی کی صفائی سے مبدل کرو سلطان شہاب الدین
مایوس ہوکر کندوبہ کی طرف چلا گیا سلطان محمود کو جب خبر ہوئی کہ سلطان شہاب الدین مندو
میں گیا ہے تو وہ متواتر کوچ کر کے ۲ ربیع الاول کو ظفرآباد نعلچہ میں آیا۔ وہان سے جاد و خان
کو فوج اور ۱۱ ہاتھی دیکر شہاب الدین خان کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ ۶ ربیع الاول ۹۱۶ھ / ۱۵۱۰ء کو
تخت شاہی پر بڑی شان و شکوہ و کر و فر سے جلوس فرمایا۔ دربار میں سات سو ہاتھی موجود

جنپر زربفت و مخمل کی جہولین پڑی ہوئی ہیں - کئی روز بعد جادوش خان کا خط آیا کہ سلطان
شہاب الدین کو ہر چند نصایح مشفقانہ اور مواعظ حکیمانہ کی گئیں مگر اوس نے نہ سنیں بندہ اوس سے
لڑنے گیا وہ اول ہی صدمہ میں ولایت آسیر کو بہاگ گیا - اوسکا چتر میرے ہاتھ لگا موسم برسات
آگیا تہا اسلئے جادوش خان کو سلطان نے طلب کرلیا - اور سلطان قلعہ میں آیا سلطان محمود نے
سلطان شہاب الدین سے خاطر جمع کرکے مہمات ملکی بسنت رائے سے متعلق کیا وہ ناصرالدین شاہ کا
وزیر تہا بسنت رائے نے کمال غرور نادانی سے سپاہ کی مراعات نہ کی سلوک ناملائم وہ کرتا - امرا و
سرداروں کا احترام جیسا کہ چاہیئے وہ نہیں کرتا - امرا نے اتفاق کرکے ربیع الثانی کو اسے مار ڈالا
نقد الملک جو اوسکا ہم مذہب اور شریک خدمت تہا بہاگ کر حرم سرا میں آیا - اقبال خان
مخصوص خان نے کہا کہ اگر اوسکے ناپاک وجود سے مملکت نہ صاف ہوگی تو وہ بسنت رائے کا
عوض نکالے گا - صدر خان و افضل خاں کی زبانی سلطان پاس پیام بہیجا کہ ہم بندہ ہائے مخلص سے
سواء دولت خواہی کے کوئی امر نہیں وقوع میں آئے گا - اور رائے انور پر ظاہر ہے کہ ابہی مملکت نے
انتظام نہیں پایا ہے - جہانبانی کے سررشتہ مہمات کو ایسے طائفہ کے قبضہ میں دینا کہ دین و مذہب
میں بیگانہ ہوں قواعد سلطنت کے اختلال کا موجب ہے - بعض ہواخواہوں نے آپ سے عرض کیا ہوگا
کہ امرا سے دو تنخواہ سے بسنت رائے کسی قسم کا سلوک کرتا تہا - اوسکا بڑا مطلب تہا کہ بندگان قدیم
دل شکستہ ہوں اور انکی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو یہ نادولت خواہی تہی - دولت خواہوں نے
اوسے مار ڈالا - نقد الملک قدم بقدم اوسکے چلتا ہے اگر حکم ہو تو دنیا اوسکے ناپاک وجود سے
پاک کی جائے - سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اوسکو یہاں سے خارج
کردیں اور اوسکے جان و مال کو مضرت نہ پہنچائیں - امرا نے اوسکو اخراج کیا - امرا کی اس حرکت
اور تسلط سے سلطان محمود آزردہ ہوا - اور دل میں اوسکے خشونت پیدا ہوئی - محافظ خان
خواجہ سرا جسکی طبیعت کی معجون نے نفاق و شرارت سے خمیر پایا تہا وزارت پر راغب تہا
امرا کی طرف سے غیر واقع باتیں خلوت میں سلطان کے وہ کہہ دیتا تہا - ایک دن اوس نے
سلطان سے کہا کہ اقبال خان یہ چاہتا ہے کہ ناصر شاہ کی اولاد میں سے کسی کو تخت سلطنت پر

بٹھائے سلطان اوسکی تفتیش کرنے لگا ۔ تو محافظ خان نے دیکھا کہ میرے سخن کا اثر نہ ہوا تو سر رزبدگوئی اور نا ملائم باتین کرنے لگا ۔ ایکدن سلطان محمود نے ایک جماعت سے رو بہ رو کہا کہ مخصص خان و اقبال خان اپنے دستور کے موافق جب سلام کو آئیں تو وہ قتل کئے جائیں اقبال خان و مخصص خان کو اس ارادہ کی خبر ہوگئی وہ سو سوار اور پیادے لیکر نواحی سراپہ میں پہنچے اور ۲۰ ربیع الثانی کو نصرت خان بن اقبال خان آسیر سے سلطان شہاب الدین کو لانے کے لئے روانہ ہوا ۔ سلطان نے محافظ خان کو عہدہ وزارت دیدیا ۔ افضل خان کو مجلس کریم اور شجاعت خان کو دستور خان کا خطاب دیکر مخصص خان و اقبال خان کے رفع کرنے کے لئے بھیجا ——— شہاب الدین خان پاس نصرت خان پہنچا وہ اوسکے ساتھ خوش خوش روانہ ہوا مگر راہ میں بیمار ہوکر مر گیا بعض کہتے ہیں کہ سلطان محمود خان کے اشارہ سے وہ مسموم ہوا ۔ مخصص خان اور اقبال خان نے اوس کے بیٹے کو ہوشنگ خان کا خطاب دیکر چتر اوسکے سر پر رکھا ۔ وہ وسط مالوہ میں آیا ۔ سلطان نے نظام خان کو دستور خان کی کمک کو بھیجا ۔ ان دونو نے ملکر ہوشنگ سے جنگ کی وہ بھاگ گیا اس احوال کے درمیان اقبال خان و مخصص خان کی عرایض آئیں کہ ہم بندگان موروثی سے سوا خیر خواہی کے کوئی امر ظہور میں نہیں آئے گا محافظ خان نے حقد و حسد کے سبب حضور سے غرض آمیز باتیں لگائی ہیں اور خاطر اشرف کو ہم بندگان کی طرف سے متغیر کر دیا ہے امید کہ محافظ خان کی نا دولت خواہی اور حرام خوری کی تحقیقات کی جاوے جس سے اصل حال حضور پر منکشف ہو جائیگا احتمال ہے کہ بعض بے غرض دولت خواہوں سے ہمارے بیان کی تصدیق کی ہو جب یہ عرایض آئیں تو بعض خدمتگاروں نے کہا کہ محافظ خان کی غرض اس افترا سے یہ تھی کہ وہ خود مستقل مہمات ملکی میں مشغول ہو اگر مخصص خان و اقبال خان یہاں ہوتے تو وزارت کی نوبت اس تک نہ پہنچتی بلکہ اسکی سعی یہ ہے کہ کسی طرح صاحبزادوں کو برروئے کار لائے اور اولاد ناصر شاہی میں سے جو محبوس ہیں سلطنت اونکے نام کرے اور خود مہمات کا ناظم سلطان محمود حضرہ [illegible] نہیں کہتا تھا اوسنے حکم دیا کہ جب محافظ خان سلام کو آئے اوسکو گرفتار کریں تحقیق کیے اوسکو سزا دی جاوے مگر محافظ خان کے ہوا خواہوں نے حقیقت حال اوسکو

مطلع کیا۔ تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھہ دیوان مین حاضر ہوا۔ بعد ایک ساعت کے سلطان محمود
نے اوسکو خلوت مین طلب کیا۔ وہ نہ گیا اور درشت جواب دیے۔ سلطان محمود غضب مین آیا
اور چند حبشی خواصون کے ساتھہ باہر آیا محافظ خان دولتخانہ سے بہاگ کر باہر چلا گیا
اور دربند بیرونی مین اوسنے علم بغاوت بلند کیا شاہزادہ صاحب خان بن ناصر الدین کو
قید سے نکال کر چتر اوس کے سر پر رکہا۔ سلطان محمود خلجی وسط ممالک مین قیام کر کے لشکر
کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ امرا مین سے اول شخص جو اوس کے پاس آیا وہ میدنی رائے
تہا کہ اپنے خویش و قوم کو لیکر پابوس ہوا۔ بعد ازان شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری
ملازمت سے سرفراز ہوا۔ پہر اوسکے پاس فوج فوج آدمی جمع ہونے شروع ہوئے۔ سلطان محمود خلجی
قوی ہو گیا۔ صاحب خان کے بعض طرفدار امرا کو خسروانہ وعدے کر کے اپنی طرف محمود نے
کر لیا۔ صاحب خان و محافظ خان نے خزانہ خرچ کر کے بہت آدمی اپنی طرفدار کر لیے
سلطان محمود خلجی شوکت و استعداد کے ساتھہ شادی آباد منڈو کی طرف روانہ ہوا طرفین سے
معرکہ رزم آراستہ ہوا۔ صاحب خان نے جرأت کر کے افواج سلطان پر بہت حملے کیے
میدنی رائے کی ایک جماعت راجپوتون نے صاحب خان کی فوج کو مار کر بہگا دیا۔ صاحب خان
قلعہ منڈو مین متحصن ہوا۔ سلطان محمود نے حوض سبین تک تعاقب کیا۔ یہان اوترکر اوس نے
صاحب خان پاس پیغام بہیجا کہ سلطنت یہ بیان ہے جسقدر مال کی تجہے خواہش ہو اور جس
ملک کے لینے کی خوشی ہو وہ تجہکو دیتا ہون تو قلعہ داری سے باز آ۔ صاحب خان قلعہ کے
استحکام پر مغرور رہا۔ اوس نے سلطان کی بات کو قبول نہ کیا تو سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا
اہل قلعہ کو تضییق مین کیا بعض امرا نے جو قلعہ کے اندر تہے اور محافظ خان سے مخالفت
رکہتے تہے سلطان محمود کو کہلا بہیجا کہ ہم فلان برج سے تجہے قلعہ مین داخل کر دینگے محافظ خان
و صاحب خان اس خبر کو سن کر اپنے جواہر قیمتی اور بہت نقود لیکر سنہ ۹۱۶ھ مین گجرات چلے گئے
یہان صاحب خان اور شاہ اسمعیل ایلچی شاہ ایران سے جہگڑا ہوا جسکی تفصیل تاریخ گجرات مین
لکہی ہے تو وہ اسیر گیا اور یہان سے کاویل مین عماد الملک پاس گیا عماد الملک اور سلطان محمود سے

درمیان مین دوستی تہی اوسنے چند دہات اوسکی جاگیر مین مقرر کردئے اور امداد فوج صیل کی
کہتے ہیں کہ صاحب خان کے بہاگنے کے بعد سلطان محمود منڈو میں آن کر امور سلطنت مین مشغول ہوا
میدنی رائے چاہتا تہا کہ علم استقلال بلند کرے اسلئے اوسنے عرض کیا کہ اقبال خان
و مخصوص خان شاہزادہ صاحب خان پاس کئی مین مکاتیب بہیجتے ہیں اور ایسے حرف و حکایت
کو درمیان لاتے ہیں کہ فتنہ خفتہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان غرض آمیز سخنون کو سچ
جانکر حکم دیدیا کہ جسوقت وہ دونو سلام کرنے آئیں قتل کئے جائیں ۔ وہ بدستور قدیم دوسرے
روز سلام کو آئے تو دونو کے بند سے بند جدا کئے گئے ۔ میدنی رائے کی تحریک سے
سلطان محمود خلجی نے بہجت خان حاکم چندیری اور دیگر امرا کو بلایا بہجت خان نے باوجود دنسبت
خانہ داری کے میدنی رائے کے خوف سے اور اس قتل کی ہیبت سے برسات کا عذر
کیا سلطان نے اوس سے اغماض کیا ۔ سکندر خان حاکم بھیلسے نے فساد مچا رکھا تہا اور
کہنڈوہ سے شاہ آباد تک تصرف کر لیا تہا ۔ اوسکے دفع کرنے کے لئے منصور خان کو بہیجا
راجہائے گونڈوانہ اور اطراف کے لشکر سکندر خان پاس جمع ہو رہے تہے اس لئے
منصور خان نے اسکا مقابلہ اپنی قوت سے باہر دیکہا تو سلطان سے حقیقت حال کو
عرض کیا میدنی رائے جو قدیمی ملازمون کی تخریب و تقبیح کے درپے تہا جواب میں کہا
کہ اقبال شاہی دشمن کی دفع کے لئے کافی ہے قدم آگے رکہنا چاہئے ۔ منصور خان
اپنے کام میں حیران تہا ۔ ناچار بختیار خان کے ساتھہ اتفاق کر کے وہ بہجت خان پاس
چندیری گیا ۔ بختیار خان بھی امرا کبار میں سے تہا سلطان اس خبر کو سنکر دو یا میں آیا
میدنی رائے کو لشکر انبوہ اور پچاس ہاتہیون کے ساتھہ سکندر خان کی مدافعت کے لئے
مقرر کیا ۔ میدنی رائے کے ساتھہ دس ہزار راجپوت تہے ۔ اوسنے سکندر خان کو
کو مکدر کیا ۔ ناچار اوسنے صلح کی اور استمالت نامہ حاصل کیا ۔ اور میدنی رائے کے
پاس آیا ۔ جاگیر قدیم اوسکو ملی میدنی رائے کے اختیارات حد سے زیادہ گذر گئے تہے
اسوقت کہ سلطان محمود باہر گیا تہا ۔ اوہانہون نے شادی آباد منڈو میں

ایک مجہول النسب کو بادشاہ بنایا سلطان غیاث الدین کی قبر پر سے چتر لاکر اوسکے سر پر رکھا
داروغہ نے مردانگی کر کے اونکے شر کو دفع کیا بہجت خان میدنی رائے کے اختیارات
سے اور سلطان کی بے بسی سے بشیر سے بشیر مخالف ہوا۔ ایک جماعت کو کالپی میں بھیجا
اور صاحب خان کو طلب کیا اور ایک عریضہ سلطان سکندر لودی کو لکھ کر دہلی بھیجا کہ کفار
راجپوتوں نے مسلمانوں پر تسلط تمام پیدا کیا ہے میدنی رائے اس طریقہ کا بزرگ ہو وہ
ملک و مال کا صاحب اختیار ہو گیا ہے اوسنے بہت سے نوکروں کو قتل کیا ہے کچھ اوسکے خوف
سے بھاگ کر ادہر اودہر پراگندہ ہو گئے ہیں سلطان محمود بادشاہ ہے اگرچہ اپنے دست
کوتہی سے میدنی رائے کے بزرگ کرنے سے پشیمان ہے لیکن وہ وہم میں ایسا گرفتار ہے
کہ ہم پر اعتماد نہیں کرتا اور نہ ہمارے پاس آتا ہے بلکہ میدنی رائے کے کہتے ہیں ایسا ہے کہ
اس بقیۃ السیف جماعت کے قتل کے درپے ہے۔ اس دیار میں احکام شریعت مصطفوی کا
رواج نہیں ہے مساجد و مدارس بے دینوں کے نشیمن ہو گئے ہیں قریب ہے کہ میدنی رائے کا
بیٹا رائے رایان سلطان کو ہٹاتے اکا کے خود اس مملکت میں فرمانروائی کرے۔
اگر عساکر منصورہ میں سے ایک فوج حضور بھیجیں کہ وہ صاحب خان کو تخت پر بٹھا دے تو البتہ
چندیری اور اور مقامات میں آپ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ گجرات سے دکن میں
صاحب خان گیا تھا۔ محافظ خان اس سے جدا ہو کر دہلی چلا گیا تھا۔ اوسکی سعی سے سلطان سکندر
لودہی نے بارہ ہزار سوار بسر کردگی عماد الملک لودہی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد کے
لیے معین کیے اور اوسکو خلعت خاصہ و خطاب سلطان محمد عنایت کیا۔ اسوقت شاہ مظفر
گجراتی بھی لشکر و فیل کے ساتھ دھار میں آیا تھا سکندر خان نے بھی علم البغاوت بلند
کر کے مملکت میں خلل ڈالا تھا غرض ایک عجب عالم تھا۔ میدنی رائے سب کے دفع کرنے کے
لیے مستعد ہوا سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے باہر لایا اور ایک راجپوتوں کی فوج کو لشکر کے
مقابل بھیجا۔ حاکم کہنڈوے و ملک لودہ کو سکندر خان سے لڑنے کو روانہ کیا۔ نواحی
دار الملک میں فوج گجرات جو آئی تھی اوسکو راجپوتوں کی فوج نے شکست دی سلطان مظفر

اوسکو بدفالی سمجھا اور الٹا اپنے ملک کو چلا گیا ملک لودہ نے بھی مقابلہ کرکے سکندر خان کو
شکست دی لیکن لوٹنے کے وقت سکندر خان کے لشکر میں سے ایک شخص جسکے عیال اسیر تھے
ملک لودہ پاس آیا اور رہا ہونے کے بہانہ سے آگے ہو کر ایک خنجر آبدار الیا اوسکے پہلو میں مارا
کہ متاع زندگی اوسکی برباد ہوئی اس واقعہ کو سکندر خان نے سنکر لشکر سلطانی کو پراگندہ
کیا اور چھبیس نامی ہاتھی پکڑے سلطان محمود نے میدنی راے کے بتصویب اس مہم کا فیصلہ
اور وقت پر ٹالا اور بہجت خان کے دفع کرنے کے لئے چندیری کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں
سنا کہ صاحب خان نزدیک آگیا ہے سعید خان نے استقبال کرکے اوسکے سر پر چتر رکھا
اور لشکر دہلی بھی عماد الملک لودھی و سعید خان و محافظ خان خواجہ سرا کے ساتھ صاحب خان
کی کومک کو آگیا ہے سلطان اس خبر کے سننے سے پریشان خاطر تھا کہ دفعتاً صدر خان و
مخصوص خان اوسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان سے جا ملے صاحب خان نے ایک
شخص محمود نام کو سارنگ پور بھیجا وہ افواج سلطان سے مغلوب ہو کر بری طرح سے بھاگا
اسی وقت میں محافظ خان کی حسن تدبیر سے عماد الملک لودھی اور سعید خان نے بہجت خان
کو پیغام دیا کہ تم سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑھواؤ اور درہم و دینار کو اوسکے سکے سے
مشرف کرو۔ بہجت خان نے اونکے مدعا کے موافق جواب نہ دیا تو اونہوں نے اوس کو بہانہ
بتا کے کوچ کیا۔ اور چودہ کرور پیچھے بیٹھے سلطان سکندر کے حکم کے موافق وہ دہلی چلے گئے ایک
روایت یہ ہے کہ چندیری میں سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر جب سلطان محمود
پاس چالیس ہزار راجپوتوں کا لشکر جمع ہو گیا تو سلطان سکندر نے اسیر خیال کرکے
اپنے لشکر کو بلا لیا بہر تقدیر سلطان محمود شادی آباد چلا آیا اور شکار میں مصروف ہوا۔
چند روز بعد اوسکو خبر لگی کہ بہجت خان و صاحب خان نے بحکومت محافظ خان مع افواج
بزرگ شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوئے سلطان نے حبیب خان و فخر الملک
کو بہت سے امیروں کے ساتھ اونکے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ حوالی ظفرآباد
میں فریقین میں جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطانی غالب آیا محافظ خان قتل ہوا۔ دہلی

لشکر کے چلے جانے اور محافظ خان کے کشتہ ہونے کے بعد بہجت خان و مخصوص خان اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے صلح کے لئے کہا۔ اوسنے قبول کیا شیخ اولیا نے سلطان سے عرض کیا۔ سلطان نے اوس کو لطائف غیبی و عنایات لاریبی سے تقصیر کیا صاحب خان کو قلعۂ اسین و قصبۂ بھیل و ہامونی تفویض کیا اور فوراً دس لاکھ ٹنکہ سپاہ کے خرچ کے واسطے اور بارہ ہاتھی انعام دئے۔ بہجت خان اور امیرون کو فرمان بھیجے استمالت نامے لکھے بہجت خان نے دو لاکھ ٹنکہ اور بارہ ہاتھی اپنے پاس رکھے۔ باقی صاحب خان کو حوالہ کئے فتنہ انگیزون نے صاحب خان کو خبر پہنچائی کہ بہجت خان تجھے مقید کرنا چاہتا ہے تو صاحب خان سلطان سکندر لودھی پاس کہ قریب تھا چلا گیا اور بہجت خان اور اور امرا استمالت نامے لکھ کر سلطان محمود پاس چلے آئے۔ سلطان نے خلعت دئیے اور ادنکو اقطاع قدیم عنایت کیں۔ سلطان محمود مظفر و منصور اپنی دار الملکت میں آیا۔ میدنی راے کی استقواب سے سلطان امیروں اور سپاہ کے سرداروں میں سے ہر روز ایک بے گناہ کو ناحق متہم و مطعون کر کے سیاست کرتا رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ سلطان کا دل تمام اطراف سے بلکہ تمام مسلمانوں سے پھر گیا۔ وہ عمال قدیم کہ سرکار غیاثی و ناصر شاہی میں مہمات دیوانی سے۔ مدی و متکفل تھے وہ معزول ہوئے اور میدنی رائے کے اعوان و انصار اونپر مقرر ہوئے۔ اس عمل سے اکثر امیر اور سردار اور نوکر شکستہ خاطر ہوئے اور اونہون نے اپنے عیال کا ہاتھ پکڑ کے وطنوں سے ہجرت کی۔ اس قلمرو میں قلعہ شادی آباد منڈو کہ دار العلم اور فضلا و مشایخ کا مہبط تھا وہ اب کافروں کا مسکن ہو گیا اور یہان تک نوبت آئی کہ فیلبانی اور دربانی بھی راجپوتون کو حوالہ ہوئی اور مسلمانون کی کنواری لڑکیوں پر راجپوت متصرف ہوئے۔ علی خان امراے قدیم مین سے حاکم شہر تھا۔ راجپوتون کے تسلط سے دلگیر ہوا اور اوسنے مخالفت کی جس وقت کہ سلطان محمود راجپوتون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا وہ قلعہ منڈو پر متصرف ہوا۔ اہل منڈو کو بھی راجپوتون کے استیلا سے آزردہ تھے اونہون نے علی خان سے موافقت کی۔ سلطان محمود اس خبر کو سنکر تعجیل کے ساتھ واپس آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور محصورین کو تنگ کیا۔ علی خان اپنے اعوان کے ساتھ قلعہ سے

نکل کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے قلعہ میں آن کر رجپوتوں کو علی خان کے تعاقب میں بھیجا۔
کہ اوس کو پکڑ کر قتل کریں بعد اس واقعہ کے میدنی رائے مطلق العنان ہوا۔ مالوہ میں تمام
امرا منصب دار اپنی جانب سے مقرر کیے سلطان کے خاصہ نوکروں میں سوا دو سو مسلمان
سواروں کے کوئی اور نہ تھا۔ راجپوتوں کے تسلط و استیلا سے سلطان محمود کو اپنی فکر ہوئی
اہل ہند کی رسم ہے کہ جس وقت نوکر کو رخصت کرتے ہیں یا مہمان کو وداع تو ان کو پان دیتے
ہیں سلطان نے ایک ظرف میں پانوں کے بیڑے بھر کے اور آرایش خان کے ہاتھ میدنی رائے
کے پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ اب آپ کو رخصت ہے میری ولایت کے باہر چلے جائیے۔ راجپوتوں
نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار راجپوتوں نے آج تک ہوا خواہی اور جان سپاری میں کوئی
تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کہ ہم سے کیا خطا
سرزد ہوئی۔ اس جواب دینے کے بعد راجپوتوں نے یہ ارادہ کیا کہ سلطان محمود کو ٹھکانے لگا دیں
میدنی رائے نے کہا کہ الحال حقیقت میں سلطنت مالوہ ہماری ہے اگر سلطان نہ ہوگا تو سلطان
مظفر گجراتی اس ولایت پر متصرف ہوگا۔ پس جس طرح ہو سکے اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی
میں سعی کرنی چاہیے۔ پس وہ سلطان کی خدمت میں آیا استعفا اور استغفار کی سلطان کو
سوا قبول کرنے کے چارہ نہ تھا۔ مگر اوس نے یہ شرط ایسی ٹھہرائی کہ کارخانوں میں جو پہلے قدیمی
مسلمان نوکر تھے اونہیں کو وہ خدمتیں حوالہ کرے اور اصلاحات ملکی میں دخل نہ دے اور
مسلمان عورتوں کو راجپوت اپنے گھروں سے باہر کریں اور دست تعدی کو کوتاہ کریں میدنی رائے
نے ان شرائط کو قبول کیا اور سلطان کی دلجوئی کی لیکن سالباہن پوربیہ جو امرائے
کلاں میں سے تھا بغاوت کی سلطان محمود نے باوجودیکہ دو سو مسلمان سواروں سے زیادہ
اوس پاس سپاہ نہ تھی اپنے مخصوصوں کے ساتھ یہ امر قرار دیا کہ جب میں شکار سے مراجعت
کروں تو میدنی رائے اور سالباہن جس وقت وہ اپنے گھروں کو رخصت ہوں پارہ پارہ کیے جاویں
سلطان نے دوسرے روز جماعت موعود کو جا بجا بٹھا دیا اور خود شکار کو گیا اور مراجعت
کر کے خلوت خانہ میں آیا۔ میدنی رائے اور سالباہن کو رخصت کیا اس جماعت نے کمین گاہ سے

سالباہن اور میدنی رائے کو زخمی کیا۔ سالباہن تو وہیں مرگیا۔ میدنی رائے کو کاری زخم نہیں لگے تھے۔ اوسکے نوکر اوٹھا کر لے گئے۔ میدنی رائے کے گھر میں راجپوت جمع ہوئے اور اوسکے لیے اجازت لڑنے کے لیئے دربار کو چلے۔ سلطان محمود میں گو عقل نہ تھی مگر تہوّر اور مردانگی میں اسکا کوئی نظیر نہ تھا۔ سولہ سوار اور چند پیادے سلطان ساتھ لیکر شہادت کی نیت سے دولت خانہ سے باہر نکل کر ہزاروں راجپوتوں سے لڑنا شروع کیا۔ ایک بڑے جوانمرد راجپوت نے سلطان پر ایک ضرب لگائی۔ سلطان نے اس ضرب کو رد کر کے اوسکے ایک شمشیر ایسی لگائی کہ اوسکے دو ٹکڑے کر دئیے۔ دوسرے راجپوت نے سلطان کے ایک برچھا مارا مگر سلطان نے تلوار سے برچھے کو چھین لیا اور راجپوت کے کمر پر دو ٹکڑے کر دئیے۔ راجپوتوں نے جب یہ شجاعت دیکھی تو وہ بھاگ کر میدنی رائے کے گھر گئے اور اوس سے جنگ کی اجازت چاہی۔ میدنی رائے نے کہا کہ سلطان نے گو میرے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے اوسکا کچھ قصور نہیں ہے۔ تم اپنے گھر جاؤ اور میری حمایت نہ کرو۔ وہ یہ جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود کشتہ ہو جائیگا تو سلاطین اطراف خصوصاً گجرات و برار و خاندیس اوسکے انتقام لینے کے لیئے قیام کرینگے۔ اوسنے راجپوتوں کی یوں تسلّی کی۔ سلطان محمود خلجی پاس پیغام بھیجا کہ اتنی مدت تک میں نے سلطان کی نمک حلالی سے خدمت کی تھی اسلیئے زخموں سے سلامت و زندہ رہا۔ اگر فی الواقع میرے مارنے سے امور سلطنت انتظام پائیں تو مضایقہ نہیں۔ مصرع: سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم + سلطان محمود نے جانا کہ ان زخموں سے وہ مریگا نہیں اور اب وہ صلح و ملائمت کرتا ہے تو اوسنے فرمایا کہ اب مجھے تحقیق ہوا کہ میدنی رائے میرا خیر خواہ ہے اور اوسنے کمال خیر خواہی سے بے اعتدال راجپوتوں کو فتنہ و فساد سے باز رکھا اور سالباہن کہ مادہ خشونت تھا اوسکا شر رفع ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب وسے آگے امور سلطنت میں خیر و خوبی کے ساتھہ مشغولی ہوگی۔ اوسکے بعد کوئی اور امر نہ ہوگا۔ میدنی رائے نے ظاہر میں خلاص و انقیاد قبول کیا اور گذشتہ کا کچھہ مذکور نہیں کیا مگر اپنے حال سے وہ خوب واقف ہوا۔ جب سلطان کی درگاہ میں ملازمت کے لیئے آیا

پانچسو مسلح آدمیوں کو ساتھہ لایا۔ اس وضع سے سلطان محمود خلجی ایسا تنگ آیا کہ شکار کے بہانہ سے اپنی محبوبہ رانی کنیا اور ایک سو سوار اور چند پیادوں کو لیکر سرحد گجرات میں پہنچا۔ سرحد گجرات کے حاکم اوس سے بہ تواضع پیش آئے اور سلطان مظفر کو اوسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے قیصر خان و تاج خان و قوام الملک وزرا و امراکو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود چند منزل استقبال کو آیا۔ ایک مجلس میں ایک تخت پر دونو بادشاہ بیٹھے۔

۹۲۴ھ میں سلطان محمود کے ساتھہ سلطان مظفر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ ارادہ مصمم سلطان مظفر نے کر لیا تہا کہ راجپوتوں کے دفع کرنیکے لئے سلطان کو تخت پر بٹھادیں۔ اسکا حال کہ سلطان نے کیونکر سلطان کو تخت منڈو پر بٹھا دیا۔ تاریخ گجرات میں مظفر شاہ کی تاریخ میں پڑہو اب سلطان محمود امور جہانبانی میں مصروف ہوا اور ضبط سلطنت میں بقدر مقدور کوشش کرنے لگا چندیری و گاگرون میدنی راے کے تصرف میں تہے۔ قاحد رایسین و بہیلسہ سارنگپور سلہدی راجپوت کے قبضہ میں تہے سلطان محمود اونکی دفع کے فکر میں ہوا۔ اول وہ قلعہ گاگرون کے لشکر لے گیا۔ میدنی راے اس مدد رانا سنگا سے ملتجی ہوا اور اوسکو بہت لشکر ساتھہ اپنی مدد کے لئے لایا۔ جس روز جنگ ہوئی سلطان محمود نے بہت راہ طے کی تہی اور رانا سے سات کروہ (۱۴ میل) اترا تہا۔ جب رانا کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے یہ سمجھہ کر کہ وہ تہکا ماندا ہوگا اپنے لشکر کو لیکر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا۔ سلطان محمود خلجی بے خبر تہا سوار ہوکر لشکر سے باہر آیا۔ امرا و سپاہ اُس کی ملازمت میں آئے۔ ہر چند آصف خان گجراتی اور امرا نے عرض کیا کہ آج لڑنے کا دن نہیں ہے مگر اوسکو عقل سے بہرہ نہ تہا اس بات کو قبول نہیں کیا۔ بے ترتیب لڑا۔ ایک لمحہ میں ۳۲ سردار اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔ آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اسکی کمک کے لئے بہیجا تہا پانسو آدمیوں کے ساتھہ مارا گیا۔ لشکر مالوہ میں سوار سلطان خلجی اور دس سوار احدی کے معرکہ میں کوئی باقی نہیں رہا۔ سلطان ان دس سوار دشمن غنیم سے جا بھڑا۔ سوار مارے گئے اور خود زخمی ہوکر اور مقید ہوکر رانا سنگا کے پاس آیا۔ راجپوتوں نے بہی اونکی بہادری کی تعریف کی۔ رانا سنگا نے سلطان کی بڑی عزت

اوسکے زخموں کا علاج کیا سلطان سے اسکا تاج لے لیا۔ اب رانا سنگا نے کمال مروت و فتوت یہ کی کہ سلطان کو ہزار راجپوتوں کے ساتھ قلعہ مانڈو میں بھیجکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔

سلطان اپنی شکست و ریخت کی مرمت میں مصروف ہوا۔ ممالک مالوہ کا بڑا حصہ امرا اور باغیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور رعایا کما حقہ اطاعت نہیں کرتی تھی۔ بادشاہی میں خلل عظیم وقوع میں آیا تھا۔ بہجت خان سیواس و بہت پرگنوں پر متصرف تہا چندیری اور گاگروں اور اور اقطاع میدنی راے نے جنگ میں غالب ہو کر لے لئے تھے۔ یہ اطاعت نہیں کرتے تھے اور ایسی ہی سرحدوں و اطراف میں اور امیر تھے جنہوں نے اپنے اندازہ سے باہر قدم رکھا تھا اسلئے سلطنت میں ضعف آگیا تھا سلطان محمود خلجی برخلاف سلطان محمود ماضی کے شمشیر پر مدار رکھتا تھا عقل و تدبیر کو اپنے پاس آنہ دیتا تھا۔

سنہ ۹۲۶ھ (۱۵۱۹ء) میں سلہدی پوربیہ کے دفع کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ اوسنے راجپوتوں کو جمع کرکے میدنی راے سے کمک لی سارنگ پور کی نواحی میں جنگ ہوئی۔ اول لشکر اسلام شکست پاکر پراگندہ ہوا مگر سلطان خلجی نے قطب کی مانند کچھہ سپاہ کے ساتھ پاے ثبات برقرار رکھا اور فرصت پاکر سلہدی پوربیہ کو بری شکست دی۔ اور تعاقب کرکے اوس کے ۴۴ ہاتھی چھین لئے۔ سارنگ پور کو اوسکے تصرف سے نکال لیا۔ سلہدی راجپوت نے اپنے اقطاع قدیم پر قناعت کرکے طاعت اختیار کی سلطان محمود نے اوسکو مغتنم جانکر دار السلطنت کو مراجعت کی۔ سنہ ۹۳۲ھ (۱۵۲۵ء) میں گجرات میں سلطان بہادر شاہ گجراتی بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ چاند خان بن شاہ مظفر گجرات سے بھاگ کر شادی آباد منڈو میں آیا شاہ مظفر کے احسان کا سلطان محمود مرہون تھا اسلئے اسنے چاند خان کی تعظیم و تکریم کی رضی الملک گجرات کے امرا معتبر سے تھا وہ بھی بہادر شاہ کی صورت خوف سے بھاگ کر آیا تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کو معزول کرکے چاند خان کو اس کا قائم مقام بنائے۔ اس نیت سے وہ آگرہ سے منڈو میں آیا تھا۔ اور چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ گیا جب بہادر شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ یہ آپ کی محبت و اخلاص سے عجب تھا کہ اس حرام خوارہ کو چھوڑ دیا کہ چاند خاں سے مشورہ کرکے

فتنہ انگیزی کے ارادہ سے بہر گڑہ گیا ہے اس دفعہ بہادر شاہ کوئی بات زبان پر نہ لایا مگر سلطان محمود خلجی کی تباہی کے درپے ہوا
دولت خلجیہ کے زوال کا وقت آگیا تہا سلطان محمود خلجی نے کچہہ اسکا علاج نہ کیا جس وقت اس بات سے خبر آئی کہ راناسانگا
اس جہان سے چل بسا اور اوسکا بیٹا رتن سی قایم مقام ہوا تو اوسنے شرزہ خان کو بہیجا جسنے چتوڑ کے بعض قصبات
تاخت و تاراج کیا۔ رتن سی واقف تہا کہ بہادر شاہ اور سلطان محمود کے درمیان رنجش ہے تو وہ لشکر
فراہم کر کے مالوہ پر بڑہا جب یہ خبر سلطان محمود کو ہوئی تو وہ اسے لڑنے چلا راہ میں یہ سنکر سارنگپور
میں گیا سکندر خان فوت ہو گیا تہا اوسکے متبنے معین خان کو کہ اصل میں روغن فروش کا بیٹا تہا
مدد کے لئے طلب کیا اور مسند عالی اوسکو خطاب دیا۔ سراپردہ سرخ کہ سلاطین کے ساتہہ
مخصوص ہے عطا کیا سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے طلب کیا اور اوسکے اقطاع قدیم پر
اور پرگنوں کا اضافہ کیا۔ سلہدی پوربیہ سلطان خلجی سے متوہم ہوا اور معین خان کے ساتہہ
اتفاق کر کے رتن سی رانا پاس گیا۔ یہاں سے بہوپت ولد سلہدی کے ساتہہ معین خان
بہادر شاہ گجراتی پاس گیا اور اپنے دل کی نعمت شکایت کو تحفہ مجلس بنایا۔ سلطان محمود
نے مضطرب ہو کر دریا خان لودہی کو سلطان بہادر شاہ گجراتی پاس بہیجکر پیغام دیا کہ آپ کے
سلسلہ کے حقوق مجہہ پر بہت ہیں۔ اب ساقبہ تہوڑی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ
حضور میں پہنچکر مبارکباد سلطنت دوں۔ سلطان بہادر نے جیسا کہ اوسکے وقایع میں
لکہا گیا ہے جواب آدمیانہ دیا۔ رتن سی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر سے ملے اور سلطان محمود
کی شکایت کی۔ رتن سی اپنی منزل کو رخص ہوا اور سلہدی سلطان بہادر کے لشکر میں
رہا وہاں سلطان محمود کے آنے کی توقع تہی سلطان محمود نے اپنے پاؤں میں آپ
کلہاڑی ماری کہ ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع
کرنے کا بہانہ بنا کے سیواس کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں شکار میں مشغول تہا کہ گہوڑے سے گرا
اور دونوں ہاتہہ اوسکا ٹوٹ گیا اوسکو فال بد سمجہہ کر فسخ عزیمت کی اور اپنے دار الملک میں
چلا آیا اور قلعہ داری کی تیاری کی سلطان بہادر نے اوسکی ملاقات سے قطع نظر کر کے
شادی آباد مندو کو روانہ ہوا۔ ہر منزل میں سلطان محمود خلجی کے نوکر فوج فوج آکر بہادر شاہ سے ملتے

نصرۃ خان حاکم دہار بھی اسے مل گیا۔ ظفرآباد نعلچہ میں بہادر شاہ آیا قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مورچل تقسیم ہوئے سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں متحصن تھا ہر شب آکے دفعۃً سب مورچالوں کو دیکھتا اور مدرسہ سلطان غیاث الدین میں سوتا جب اہل قلعہ کا نفاق اسپر کھلا تو وہ مدرسہ سے اپنے محلات میں چلا گیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا جب بعض نیک اندیشوں نے اس باب میں کہا کہ عیش و عشرت کا وقت یہ کیا ہے۔ تو اوسنے کہا کہ چہ یہ انفاس واپسیں ہیں انکو عیش و عشرت میں کاٹتا ہوں شعبان ۹۳۷ھ میں اعلام دولت بہادر افق قلعہ سے طالع ہوئے اسوقت چاند خان کہ مایہ فساد تھا دکن کو بھاگا سلطان محمود خلجی مسلح ہوکر جمع قلیل کے ساتھ روبرو آیا۔ طاقت مقاومت نہ دیکھی پھر گیا۔ ہزار سوار لے کر اہل حرم کے مارنے کے لئے دوڑا ؎

چو تخت کسی رو نہد در زوال　　بچیزے گراید کہ گردد وبال

جب وہ محلوں میں آیا تو ایک جماعت مانع ہوئی اور اوسنے کہا کہ شاہ بہادر گجراتی آپ کی ضبط ناموس میں خوب کوشش کرے گا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر چلے جائیں اور لشکر کو جمع کریں اور دشمن کی دفع کرنے میں مشغول ہوں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ لعل محل کے بام پر سلطان بہادر چڑھا اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو بلایا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر سات سواروں کے ساتھ سلطان بہادر کے پاس آیا اوسنے اوسے معانقہ کیا بیٹھنے کے بعد سلطان بہادر تھوڑی درشتی کرکے ساکت ہوا لیکن اوسکا چہرہ متغیر ہوا اور اوس نے یہ کہا کہ ہم نے امرا کو امن دیا وہ اپنے گھروں میں جائیں بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود کے تکلم میں درشتی کی شاہ گجراتی عفو کرنے کو تھا کہ اوسنے حبس کا حکم دیا۔ روز جمعہ کو شادی آباد مندو میں سلطان بہادر کا خطبہ پڑھا گیا شب شنبہ کو سلطان محمود کو پابزنجیر کیا اور اوسکو مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چنپانیر جاکر اوسکو مقید کریں۔ اثنا راہ میں دو ہزار بھیل و کولی نے منزل دھود میں آصف خان کے لشکر پر شب خون مارا اسی وقت سلطان محمود نماز سے فارغ ہوکر سویا تھا جب اوسنے یہ غوغا سنا تو بیدار ہوا بھاگنے کے ارادہ سے

اپنے پاؤں کی بیڑی توڑنا چاہتا تھا کہ نگہبانوں کو خبر ہوگئی اونہوں نے اس خیال سے کہ اسی
کے ہواخواہوں نے شب خون مارا ہو اُسے مار ڈالا۔ آصف خان نے اوسکی تجہیز و تکفین کی اور
اوسکے بیٹوں کو محمد آباد چانپانیر میں محبوس کیا۔ تھوڑے زمانہ میں سوا محمد شاہ بن سلطان ناصر الدین
کے کہ بابر شاہ کی خدمت میں تھا کوئی اس خاندان سلطنت خلجیہ مالوہ کا وارث نہ رہا اور اوس کی
دولت سلسلہ حکام گجرات میں منتقل ہوئی بہ سنہ ۹۳۷ھ اس دیار کی فرمانروائی گجراتیوں کے اختیار میں رہی
پھر دست بدست امراؤں کے ہاتھ میں گئی ۹۶۹ھ میں اکبر شہنشاہ کے ہاتھ میں آئی بزرگوں نے سچ
کہا ہے کہ دنیا ایک مکارہ ہے سیاہ چشم اور بدکارہ ہے — سفید چشم گندم نما جو فروش ہے

زوال دولت خلجیہ مالوہ و استیلا سلطان بہادر گجراتی اور اور بائین

اوپر ہم نے بیان کر دیا کہ سلطان محمود کے بعد سلطان بہادر نے مملکت خلجیہ پر استیلا پایا اور
امراء مالوہ کو جنہوں نے اطاعت کی الطاف خسروانہ سے خوشدل و مستمال کیا سلہدی پوربیہ کو اس سبب سے
کہ سب سرداروں سے پہلے ملازمت میں آیا تھا اجین و سارنگپور و رائسین اقطاع میں دئے جیسا کہ طبقہ
گجراتیوں کی تاریخ میں بیان ہوا کہ وہ سلطان بہادر کے غضب میں گرفتار ہوا اور قلعہ رائسین میں
اوسنے اپنے تئیں مار ڈالا اوسکا بیٹا بھوپت بھاگ گیا۔ بہادر شاہ نے اوجین دریا خان لودی
کو اور رائسین قائم خان حاکم کالپی کو دیا۔ اور شادی آباد اختیار خان کو دے کر خود محمد آباد
چانپانیر کو چلا گیا۔ بعد ازاں ہمایوں بادشاہ نے جب گجرات کو تسخیر کیا سلطان بہادر بندر دیپ
کو بھاگا تو ہمایوں نے اپنے نام کا خطبہ شادی آباد مندو میں پڑھایا۔ اور اپنے متعلقوں کو سپرد کیا
جسکا ذکر اپنے محل پر مذکور ہوا جب ہمایوں آگرہ تشریف فرما ہوا تو ملو خان کہ خلجیوں کے
غلاموں اور امراء کبار میں سے تھا اوسنے ایک سال میں لشکر چغتائی کے قبضہ سے قصبہ بھیلسہ
سے دریا نربدا تک ملک نکال لیا اور اپنا نام سلطان قادر شاہ رکھا اور اپنے نام کا خطبہ
پڑھوایا۔ بھوپت و پورن مل پسران سلہدی پوربیہ نے قلعہ چتوڑ سے نکل کر رائسین اور اوسکی
نواح کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سلطان قادر شاہ کی اطاعت اختیار کر کے اوسکو پیشکش بھیجی
رفتہ رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ شیر شاہ نے ایک فرمان چغتائی پر مہر لگا کے اس مضمون کا اوسکو لکھا

کہ جب سپاہ مغل دیار بنگالہ میں آئی تو طریقہ اخلاص مستدعی اس امر کا ہے کہ وہ عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہو اس نواحی میں فوج بھیج کر خلل ڈالے تاکہ مغل مضطرب ہوکر اس دیار سے باز رہیں۔ اور ہم کو کشورستانی کی فرصت ملے۔ سلطان قادر شیر شاہ کے فرمان بھیجنے سے برآشفتہ ہوا۔ اوس نے اپنے منشی سے کہا کہ اس کے جواب میں فرمان لکھ اور اوسکی پیشانی پر مہر کر۔ منشی نے یہی کیا۔ سیف خان دہلوی نے کہ اوس کا ندیم تھا اور ہمیشہ گستاخانہ سچی باتیں کہا کرتا تھا اوس نے معروض کیا کہ شیر شاہ بالفعل بنگالہ وجونپور کا بادشاہ ہے اور اسقدر سپاہ وشوکت رکھتا ہے کہ بادشاہ دہلی کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگر وہ تجھے فرمان لکھے اور اوسکی پیشانی پر مہر کرے تو سزاوار ہے۔ قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بنگالہ وجونپور کا بادشاہ ہے تو میں بھی خدا کی عنایت سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہوں۔ جب اوس نے طریق ادب سلوک نہیں رکھا تو مجھے کیا ضرور ہے کہ میں فروتنی کروں اور اوس کی حرمت مرعی رکھوں۔ جب قادر شاہ کا فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا تو وہ پیچ وتاب کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کے نشان کو کتر کر یادآوری کے لئے خنجر کے غلاف میں رکھا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی حاضری کے وقت اسکا سبب پوچھا جائیگا۔ سنہ ۹۴۹ھ میں شیر شاہ نے مملکت مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ حوالی سارنگپور میں قادر شاہ اس سبب سے کہ اُس سے لڑ نہیں سکتا تھا شیر شاہ پاس گیا اور پھر اوس کے پاس سے بھاگا تو شیر شاہ نے کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی اس مصرعہ پر یہ دوسرا مصرعہ ایک شاعر نے کہا ع قولیست مصطفیٰ را لاخیر فی العبیدی شیر شاہ نے مالوہ کو فتح کر کے اوجین وسارنگپور اور اور پرگنے شجاع خان کو اقطاع میں دیئے اور اس مملکت کا سپہ سالار بنایا۔ شجاعت خان نے جو کام اس ملک میں کئے وہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کی تاریخ میں مذکور ہوتے ہیں۔ جب سلطنت دہلی میں خلل پڑا تو شجاع خان نے ارادہ کیا کہ خطبہ وسکہ اپنے نام سے

جاری کرے مگر موت نے فرصت نہ دی سنہ ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء میں انتقال کیا۔ اوسکا بڑا بیٹا بایزید
جسکا لقب باز بہادر تھا اوسکا قائم مقام ہوا۔ اسکی مدت حکومت اول سے آخر تک
بارہ سال تھی۔ قصبہ شجاول پور کہ اوجین کے پاس ہے اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

باز بہادر کا تخت مالوہ پر فایز ہونا اور امرائے اکبری کے ہاتھ گرفتار ہونا +

شجاعت خان کے بعد حشمت و سلطنت پدری پر اسکا بڑا بیٹا بایزید مخاطب باز بہادر
متصرف ہوا۔ دولت خان اوسکے برسر مقابلہ ہوا۔ یہ بھی سلیم شاہ کے نزدیک معزز و
محترم تھا مالوہ کے سب لشکری اوسکے خواہان ہوئے میاں بایزید نے اپنی والدہ کو اپنے
عزیزوں کی ایک جماعت کے ساتھ دولت خاں پاس بھیجا کہ مصالحت ہو جائے۔ بعد بہت
گفت و شنید کے یہ امر مقرر ہوا کہ سرکار اجین مندو اور بعض اور محال پر دولت خان
متصرف ہو اور سارنگپور و سیواس و سرونج و بھیلسا وہ محال خالصہ شجاع خان
میاں بایزید سے متعلق ہوں و سرکار رائسین و بھیلسا اور محال پر کہ اس نواحی میں
واقع ہیں ملک مصطفےٰ قابض ہو۔ بعد صلح کے مقرر ہونے کے بایزید اجین کی طرف
غدر کے ارادہ سے متوجہ ہوا۔ آدمی بھیج یہ کہا کہ میاں دولت خان پاس اوس کے
باپ کی تعزیت کرنے جاتا ہوں۔ دولت خان غافل تھا وہ اوسکے ہاتھ سے مارا گیا
اسکا سر سارنگپور کے دروازہ پر لٹکایا۔ اور اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا سنہ ۹۶۳ھ / ۱۵۵۵ء کو سر پر
چتر رکھا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا۔ باز بہادر شاہ اپنا نام رکھا۔ ان مہمات کے بعد
رائسین کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مصطفےٰ خان اوسکے مقابلہ میں آیا اور چند لڑائیوں کے
بعد منہزم ہوا۔ رائسین اور بھیلسہ باز بہادر کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا بعض سردار
نے اسے سلوک ناہموار کیا تھا اوسنے اونکو گرفتار کرکے کنوئے میں ڈالدیا کہ وہ ڈوبکے
مرجائیں یا بھوک کے مارے ہلاک ہوں اور خود گونڈوانہ پر متوجہ ہوا بہت سا حصہ اوسکا
اپنے سعی و کوشش سے مسخر کیا۔ محاصرہ و محاربہ میں اوسکا ماموں فتح خاں مارا گیا

اوسکے بعد وہ سارنگپور میں آیا - یہاں اوسنے قلعہ گراکی یا گڈنگہ کی تیاری کی - جب وہ
اس نواحی میں آیا تو اوس کا مقابلہ رانی درگا دی بیوہ راجہ کرشن سنگہ نے کیا - وہ اپنے
شوہر کے مرنے کے بعد یہاں حکومت کرتی تہی - اوسنے گونڈوں کو جمع کیا - گہاٹی کے
سرے پر لڑائی لڑی - رانی کے پیادے مور و ملخ سے زیادہ تھے اونہوں نے ہر جانب و
اطراف سے آنکر باز بہادر کے لشکر کو گہیر لیا - باز بہادر نے حیران ہو کر فرار کیا -
اوسکا تمام حشم اور اچھے آدمی رانی کے ہاتہ آئے اکثر قتل ہوئے - باز بہادر بہزار
محنت و جانکاہی سے سارنگپور میں آیا - بجاے اوسکے کہ اپنی شکست کی صلاح کرتا
عیش و عشرت میں مشغول ہوا - ہندوستان میں وہ فن موسیقی میں بڑی مہارت رکہتا تہا
تعلق و تعشق پیدا کیا - عشق و عاشقی میں نام اوسکا مشہور ہوا - جب اوسکی غفلت کی
خبر شہنشاہ اکبر کو پہونچی تو اوسنے جو اوس کا حال کیا وہ اقبال نامہ اکبری میں پڑہ ہو -
سنہ ۱۰۱۸ھ ۱۶۰۹ء سے مالوہ ایک صوبہ سلطنت اکبری ہو گیا فقط

باب [illegible]

تاریخ خاندیس

ولایت خاندیس میں جو شخص اول فرمانروا ہوا ملک اجی فاروقی تہا۔ اوس کے باپ کا نام
خان جہان فاروقی تھا جسکے باپ دادا سلطان علاء الدین خلجی و سلطان محمد تغلق کے
زمانہ میں صاحب اعتبار امرا میں تھے جب خانجہان فوت ہوا تو اوسکا بیٹا ملک اجی گردش
روزگار سے کسی امارت پر نہ پہنچا۔ کمال پریشانی اور افلاس میں زندگی بسر کرتا تہا۔
آخر میں ہزار حیلہ و جبر ثقیل سے وہ سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصہ خیل میں داخل ہوا۔
ایک گھوڑا خدمت کرنے کے لئے ملا۔ تنخواہ تہوڑی تھی مشکل سے گذرتی تھی۔ مگر اس حال میں
بہی وہ نشاط و شکار سے شغل رکہتا تھا۔ سلطان فیروز شاہ منڈو میں گذر کر گجرات میں آیا۔
تو وہ ایک دن شکار کے پیچھے اپنے لشکر سے تیس چالیس میل دور چلا گیا۔ بھوکا پیاسا ہوا۔
آبادی دور تہی۔ بیتاب ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دور سے اوسکی نظر ایک سوار پر پڑی
کہ دو تازی سگ اور چند شکاری جانور ہمراہ رکہتا ہے اور صحرا میں شکار کے پیچھے پڑا پہرتا
ہے سلطان نے اوس سے پوچہا کہ تیرے پاس کچھ کہانے کو بہی ہے اوسنے کہا کہ ہاں۔ جو کچھ
موجود تہا وہ دو لشیانہ آگے لاکر رکہدیا اور ادب سے کہڑا ہوگیا۔ بادشاہ نے کہانا تناول فرمایا۔
سوار کی حسن گفتار و ادب خدمت بادشاہ کو پسند آیا۔ اوس سے پوچہا تو کون ہے اور کہاں رہتا
اوسنے معروض کیا کہ میں خواجہ جہان فاروقی کا بیٹا ہوں اور میرا نام ملک اجی فاروقی ہے
بادشاہ کے نوکران خاصہ میں سے ہوں۔ بادشاہ خواجہ جہان فاروقی کو اچھی طرح جانتا تہا۔
اوسنے اپنے کسی مقرب سے کہا کہ اسکو دربار عام میں میرے روبرو پیش کرو۔ وہ ایک روز پیش ہوا
تو بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکے دو حق مجھ پر ہیں اول حق آشنائی سابق دوم حق خدمت لائق
شکارگاہ میں اسلئے میں اسکو منصب دو ہزاری دیتا ہوں اور اقطاع تہال نیر (تال نیر)
دکرونذ کہ مملکت خاندیس میں سرحد دکن میں۔ عطا کرتا ہوں وہ ۱۳۷۰ء میں اس سرحد

اور یہاں کے انتظام میں ساعی ہوا۔ راجہ بہارجی جو اب تک سلطان فیروز کا مطیع نہیں ہوا تھا
اوسکو ضرب شمشیر سے باج گزار بنایا۔ پانچ بڑے اور دس چھوٹے ہاتھی اور تحفۂ نفیسہ اور بہت
نقود واسطے پیش کش میں لئے دکن کی روش پر ہاتھیوں کو زنجیر طلا و نقرہ سے مزین کیا اور مخمل
اور زربفت کی جھولیں اونپر ڈالیں اور نقود و اقمشہ کو اونٹوں پر لادا اور اونپر بھی زربفت
و مخمل کے بالاپوش ڈالے اور اس طرح یہ پیش کش بادشاہ پاس روانہ کی جب بادشاہ کی نظر
کے روبرو بہارجی کی پیش کش اس رنگینی اور آراستگی سے پیش ہوئی تو وہ بہت خوش حال ہوا
اور اوسنے کہا کہ جو خدمت کہ حکام دکن سے متعلق رکھتی تھی اوسپر ملک اجی سے تقدیم کی پس
اوسنے سہ ہزاری کا منصب اور خاندیس کی سپہ سالاری کا لقب اوسکو عنایت کیا۔ تھوڑے دنوں میں اوسنے
بارہ ہزار سوار منتخب کار گزار بہم پہونچائے۔ اونکے خرچ کو ولایت خاندیس کا محصول کفایت نہیں کرتا تھا
اسلئے وہ ہمیشہ گونڈوارہ اور اور راجاؤں کی ولایتوں پر تاخت کرتا تھا۔ اور اون سے پیش کش
لیتا تھا۔ یہانتک اوسکی قدر بڑھی کہ راجہ جاج نگر باوجودیکہ اسنے بعد مسافت رکھتا تھا مگر
اوس سے محبت و اخلاص کا طریقہ برتتا تھا۔ ملک اجی نے اپنی حسن تدبیر و قوت بازو سے
سلطنت کی دستگاہ بہم پہونچائی۔ سلطان کی وفات کے بعد دلاور خان نے ولایت مالوہ
سے اختصاص پایا۔ تو ان دونو کے درمیان نہایت صداقت سے اخلاص تھا اور آپس میں
یارانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے اور آپس میں اونہوں نے یہ رشتے کئے کہ ملک اجی کی بیٹی
کا نکاح ہوشنگ سے ہوا اور دلاور خان کی بیٹی کا نکاح ملک اجی کے بیٹے سے ہوا۔ جب
گجرات کا بادشاہ سلطان مظفر ہوا تو مملکت میں کچھ تھوڑا خلل پڑا۔ ملک اجی نے دلاور خان
کو پشت پناہ سمجھ کر سلطانپور اور نذربار کی مزاحمت کی۔ اور مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اٹھا دیا۔
سلطان مظفر اس وقت غزاء کفار میں مشغول تھا۔ اوس کو چھوڑکر وہ سلطانپور کی حوالی میں آیا
ملک اجی میں لڑنے بھڑنے کی سکت نہ تھی۔ اسلئے وہ تھالنیر میں متحصن ہوا۔ علماء و صلحاء نے
ان دونو کے درمیان صلح کرادی سلطان مظفر اس وقت سلطنت چاہتا تھا وہ سلاطین مالوہ
اور خاندیس سے بصلح رہنے کا آرزو مند تھا دونو میں اتحاد و صداقت پر عہد و سوگند ہوئے

مظفر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ملک اجی فاروقی نے تعمیر ملک و تکثیر زراعت میں کوشش کی آخر عمر تک کہیں سوار نہیں ہوا جب مرض موت میں گرفتار ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کیا اور خرقہ ارادت و اجازت کہ اوسکو اپنے پیر شیخ زین الدین سے ملا تھا اوسکو دیا اور قلعہ تھالنیر مع مضافات کے اپنے چھوٹے بیٹے ملک التجار کو تفویض کیے۔ روز جمعہ ۲۲ شعبان ۸۰۱ھ کو رحمت ایزدی میں داخل ہوا اور تھالنیر میں مدفون ہوا۔

صاحب فرشتہ لکھتا ہے کہ ملک اجی فاروقی اپنے تئیں خلیفہ دوم حضرت فاروق کی نسل میں جانتا تھا اور اس طرح اپنے نسب کو اونسے ملاتا تھا ملک اجی بن خان جہان بن علی خان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارضا شاہ بن ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد احمد بن محمد بن عبد اللہ بن فاروق ابن الخطاب شیخ الاسلام شیخ زین دولت آبادی کا ملک اجی مرید تھا اوسنے خرقہ ارادت پیر سے پایا تھا۔ دو سو سال کے قریب اس خاندان میں حکومت رہی اس میں یہ خرقہ ارادت بطنا بعد بطن ہر ولیعہد کے پاس رہا چنانچہ آخر تک بہادر خان فاروقی نے کہ ختم الملک تھا خرقہ پایا۔ ملک اجی کی مدت حکومت ۲۹ سال تھی +

ذکر سلطنت نصیر خان فاروقی بن ملک اجی فاروقی

نصیر خان کے عہد میں اس خاندان کی رونق زیادہ ہو گئی۔ جیسا طریقہ سلاطین کبار کا ہے اوس نے ارباب فضل و کمال کو خاندیس میں جمع کیا اونمیں سے ہر کسی کو بقدر مقدور وظائف و اقطاع دئے اوسنے سلطان احمد شاہ گجراتی سے اشارۂ سلطنت و خطاب نصیر خانی پایا باپ یہ آرزو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا مگر بیٹا اسمیں کامیاب ہوا۔ اوسنے سراپردہ سرخ لگایا اور چتر سر پر رکھا قلعہ آسیر کو آسا اہیر سے لے لیا ۔ شہر برہان پور آباد کیا قلعہ آسیر کی کہانی بڑی دلچسپ اسطرح بیان کی جاتی ہے ۔ کہ خاندیس میں ایک چوکی پہاڑ پر آسا اہیر ایک معتبر زمیندار بستا تھا سات سو سال سے اس کے باپ دادا یہیں

اپنی گائیں بھینسیں چراتے تھے چوروں سے اموال کے بچانے کے لئے پتھر مٹی کا ایک حصار بنا رکھا تھا
جب آسا اہیر کی نوبت آئی اور اوس کے مقدور کا سامان بہت بڑھ گیا پانچہزار گائیں اور
پانچہزار بھینسیں اور بیس ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریں اوسکی سرکار میں ہو گئیں اور ان
مویشیوں کی نگہبانی کے لئے اوسکے نوکروں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہو گئی گونڈوارہ اور
خاندیس کے آدمی جب محتاج ہوتے تھے تو اوسکے پاس جاتے تھے نقد و غلہ جسقدر اُن کو
درکار ہوتا تھا اوس سے قرض لیتے تھے اور ایسے ہی ان حدود کے امرا کو قرض یا اچھے
پاسبان کی ضرورت ہوتی تو اس پاس جاکر اپنا مقصود حاصل کرتے اس تقریب سے آسا
کہ جماعت اہیر یعنی گاؤ چرانیوں سے تھا مشاہیر وقت میں داخل ہوا اسکا اعتبار یہاں تک بڑھا
کہ جب ہندوؤں و مسلمانوں کے دو گروہوں میں نزاع واقع ہوتا یا کوئی عقدہ مشکل پیش آتا تو
اُسسے رجوع کرتے تاکہ وہ اپنی عقل و کیاست سے اونکو فارغ کردے۔ ملک راجی فاروقی کے
آنے سے یہاں تھوڑے دنوں پہلے مملکت خاندیس و مالوہ و برار و سلطانپور و ندربار میں
قحط عظیم پڑا۔ بڑی خلقت بھوکی مرگئی گونڈوارہ وغیرہ میں دو تین ہزار سے زیادہ گونڈ اور
بھیل زندہ نہ رہے۔ خاندیس کی رعایا بھی بڑی ہلاک ہوئی جو زندہ رہے وہ آسا اہیر
کی پناہ میں گئے آسا اہیر پاس گونڈوارہ میں غلہ کے دو ہزار انبار تھے اوسکے موکلوں نے
غلہ کا بیچنا اور اوسکی قیمت کا آسا اہیر پاس بھیجنا شروع کیا۔ اوسکی بیوی بڑی صاحب خیر
تھی۔ اوسنے شوہر سے کہا کہ خدا تعالی نے ہمکو مال دنیوی سے مستغنی کیا ہے غلہ کی قیمت کی
احتیاج نہیں ہی ایسا کام کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت میں وہ استحکام پائے آسا اہیر نے پوچھا
ایسا کونسا کام ہے۔ بیوی نے کہا کہ دنیا کا استحکام اسپر منحصر ہے کہ اس کوہ پر ایک حصار
گچ و سنگ کا بنائے اور استحکام آخرت اس میں ہے کہ ملک میں جسقدر غلہ ہے اُسکے لنگر خانے جاری
کرکے فقرا و مساکین کو پختہ طعام پہنچائے۔ آسا نے دونوں باتوں کو قبول کیا ممالک
اطراف خاندیس میں لنگر خانے جاری کئے۔ قدیمی چار دیواری کو توڑ کر گچ و سنگ سے
ایک حصار بنایا جسکا نام قلعہ آسا اہیر مشہور ہوا کثرت استعمال سے مخفف ہو کر آسیر ہو گیا

جب یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی تو اوسنے اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اس قلعہ کے استحکام پر
علم مخالفت بلند کرے خاندیس کے حاکم کو فرمان لکہا اور سرزنش و ملامت کی کہ تونے
آسا اہیر کو ایسا بے نظیر قلعہ پہاڑ پر کیوں بنانے دیا جب خاندیس کی حکومت ملک راجی فاروقی
کو ملی تو آسا اہیر اوسکے ساتھہ مریدانہ زندگی بسر کرتا تہا اور اوسکا مطیع و منقاد تہا۔ اگرچہ
ملک راجی فاروقی قلعہ آسیر کی فکر تسخیر میں رہتا تھا لیکن اسکا مرہون احسان تہا اور بسبب
ظاہر اسکی تسخیر محالات سے معلوم ہوتی تہی وہ اپنے ارادہ کو قوت سے فعل میں نہیں لایا نصیر خان
نے اوسکی تسخیر میں اپنی ساری ہمت لگائی۔ اور ابتداء حکومت میں اوسنے یہ تدبیر سوچی کہ
آسا کو پیغام دیا کہ راجہ بگلانہ و اتہور نے جمعیت بہم پہنچائی ہے اور اب میرے ساتھہ وہ سلوک
نہیں برتتے ہیں جو میرے باپ کے ساتھہ برتتے تہے اور راجہ کہیرلہ کی تحریک سے میری ولایت
میں تاخت و تاراج کرتے ہیں باپ کی وصیت کے موافق قلعہ تہالنیر پر بالک اکتفا متصور ہے
اور قلعہ تنگ دشمنوں کے نزدیک ہے اسلئے مجھے اوسپر اعتماد نہیں ہے اسواسطے میں چاہتا ہوں
کہ تو میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہہ دے تاکہ میں خاطر جمع سے دشمن کے
دفع کرنے میں مشغول ہوں اور تیرا ممنون ہوں آسا نے خوشی سے اس بات کو قبول کر لیا۔
قلعہ میں ایک مکان اونکے رہنے کے واسطے تجویز کر دیا نصیر خان نے اول روز چند ڈولیوں
میں عورتوں کو بہیجا اور اونکو سکہا دیا کہ اگر آسا کی عورتیں تم سے ملنے آئیں تو تم اونکی تعظیم
و تکریم کرنا۔ دوسرے روز دو سو ڈولیاں تیار کرکے دو سو شجاع زرہ پوش اونمیں بٹہائے
اور اونکو پیشتر بہیجا دیا اور مشہور کر دیا کہ قلعہ آسیر کو نصیر خان کی والدہ اور حرمہاء بزرگ
جاتی ہیں۔ جب ڈولیاں قلعہ کے نیچے آئیں تو آسا نے حکم دیا کہ دروازہ کہول کر دربان ہٹ جائیں
جب ڈولیاں قلعہ کے اندر مقررہ میں آئیں تو ڈولیوں سے بہادر نکل پڑے اور
تلواریں میان سے نکال کر آسا اہیر کے گہر پہنچ گئے۔ آسا اہیر اور اوسکے فرزند اپنے مہمانوں کو
مبارکباد دینے آتے تہے جب اس حادثہ کے قریب ملاقات ہوئی تو بے خبر سب قتل ہو گئے
اہل قلعہ نے جب آسا اہیر اور اوسکے فرزندوں کو کشتہ دیکہا عجز و زاری کرکے امان مانگی

اور اپنے جورو بچوں کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ کے باہر چلے آئے۔ نصیر خان نے قلعہ تلنگ میں خبر
سنی تو وہ ایلغار کر کے یہاں قلعہ میں آیا۔ اور از سر نو قلعہ کی تعمیر میں مشغول ہوا شکست و ریخت کو
درست کیا۔ اسکے ایک سو تیں سال کے بعد شیر خاں افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ
رہتاس کو اسی طریقہ سے فتح کیا تہا۔ مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر نے آسا کے اموال میں کچھہ
تصرف نہیں کیا۔ امانت کا امانت رہنے دیا۔ شہنشاہ اکبر نے حصار کی فتح کے بعد امانت کو
اپنے تصرف میں لایا۔ جب نصیر خاں کو یہ فتح بزرگ حاصل ہوئی تو شیخ زین الدین دولت آباد
سے نصیر خان کی مبارکباد پر متوجہ ہوئے۔ نصیر خان نے ملک دولت اونکی نذر کرنا چاہا
مگر اونہوں نے انکار کیا۔ مگر اونکے کہنے سے شیخ برہان الدین کے نام پر آب تاپتی کے کنارہ پر
شہر برہان پور آباد کیا۔ اور جہاں شاہ صاحب رہتے تہے وہاں زین پور آباد کیا تہوڑے
دنوں ان شہروں میں بڑی رونق ہوگئی۔ سلاطین فاروقیہ کا دار السلطنت برہانپور ہوگیا +

مثل مشہور ہے کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ نصیر خاں نے ارادہ
کیا کہ قلعہ تہالنیر کو اوسکے چہوٹے بہائی ملک افتخار کے تصرف میں تہا چہین کر اپنے ملک میں
دعوی انا لا غیری کا کرے مگر یہ امر سلطان مالوہ کی صوابدید و مشورہ بغیر انجام نہیں ہوسکتا
تہا اسلئے اوسنے برادر نسبتی سلطان ہوشنگ پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ اوسکی تجویز سے
اپنا کام شروع کیا۔ سنہ ۸۳۳ھ میں قلعہ تہالنیر کا محاصرہ کیا۔ ملک افتخار سلطان احمد شاہ
گجراتی سے ملتجی ہو کر معاونت کا طالب ہوا۔ شاہ احمد شاہ سفر کی تیاری کر کے روانہ ہونے کی
فکر میں تہا کہ غزنیں خاں ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لیکر نصیر خاں کی کمک
کو آیا۔ ابہی سلطان احمد شاہ یہ آیا نہ تہا کہ اون دونوں نے قلعہ تہالنیر کو فتح کر لیا اور ملک افتخار
کو قید کیا اور قلعہ آسیر میں بہیجدیا۔ اب انکا مغز ایسا چلا کہ سلطانپور اور نذر بار کو گجرات کے
حکام سے چہین کر مالوہ کے ماتحت کرنا چاہا۔ اس قصد و نیت سے وہ سلطان پور پہنچا اس
قصبہ کا اقطاع دار احمد حصاری ہوا اور عرضداشت احمد شاہ بادشاہ گجرات پاس
بہیجی جسمیں ساری حقیقت احوال لکہی۔ اس بات کے سنتے ہی احمد شاہ آگ بگولا ہو گیا اور

بڑی سپاہ لیکر کوچ بر کوچ کرکے رواں ہوا۔ ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اپنے
سے پہلے روانہ کیا جب دشمنوں کو لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی تو غزنین خاں اسی شب کو مندو
کو بھاگا اور نصیر خاں بھاگ کر تھالنیر میں آیا ملک محمود ترک نے کہیں باگ نہ موڑی سیدھا آیا
اور تھالنیر کا محاصرہ کیا سلطان پور میں احمد شاہ آیا نصیر خاں محصر میں پڑا اور اپنے تئیں دیکھا
کہ چڑیا کی طرح شہباز کے چنگل میں آگیا ہوں۔ احمد شاہ کے مقربوں سے ملتجی ہوا بہت روپیہ انکو
دیکر راضی کیا۔ انہوں نے مناسب وقت میں سلطان سے عرض کرکے نصیر خاں کی تقصیر
معاف کرادیں اور نصیر خانی کا خطاب دلوایا اور چتر اور سراپردہ عنایت ہوا۔ نصیر خان
نے پیشکش دی +

چند سال کے بعد احمد شاہ بہمنی نے معتمد آدمیوں کی جماعت برہان پور میں بھیجی اور اپنے
بیٹے علاء الدین کو نصیر خاں کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیا اسنے نصیر خان کو تقویت
ہوئی تھی اوس نے قبول کیا اور اپنی بیٹی زینب کو برہانپور سے احمد آباد بیدر میں بھیجدیا +
۸۳۳ھ (1429) میں راجہ کانہا رائے جالواڑہ گجرات کے لشکر سے بھاگ کر اسیر میں آیا نصیر خاں
سے امداد کی درخواست کی اوسنے کہا کہ مجھ میں لشکر گجرات سے لڑنے کی طاقت نہیں تو سلطان احمد
شاہ بہمنی سے درخواست کر میں بھی تیری سفارش کا خط لکھے دیتا ہوں۔ راجہ کانہا وہاں
گیا سلطان احمد شاہ نے نصیر خاں کی دلجوئی کے لحاظ سے بعض اپنے امرا کو کانہا کے ہمراہ کیا
وہ جالواڑہ کو روانہ ہوا گجرات کی فوج بھی اوس سے لڑنے آئی جنگ عظیم ہوئی افواج بہمنیہ کو
شکست ہوئی۔ اکثر سپاہی بھاگ گئے احمد شاہ بہمنی اوسکے تدارک کے درپے ہوا۔ شہزادہ علاء الدین
کو دلخواہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب شہزادہ دولت آباد میں آیا نصیر خان فاروقی اور
راجہ کانہا اوس کے پاس گئے۔ پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ اس دفعہ بھی لشکر بہمنیہ نے شکست پائی
نصیر خاں اور کانہا کوہستان خاندیس کی ولایت میں سے بھاگ گئے۔ جب لشکر
گجرات خاندیس کو ویران کرتا ہوا اوٹا چلا گیا تو نصیر خاں نے برہان پور میں آکر اپنی ولایت
کا بندوبست کیا ۸۳۴ھ میں نصیر خان کی بیٹی نے اپنے شوہر سلطان علاء الدین کی بد

اعلام کیا۔ اس وجہ سے نصیر خان اور سلطان بہمنی کے درمیان عداوت ہوگئی سلطان احمد گجراتی کی صوابدید سے ۸۴۲ھ میں نصیر خاں برار کی تسخیر کا عازم ہوا۔ امراء برار میں آپسمیں نفاق تھا اونھوں نے نصیر خاں کے آنے کی تمنا کی اور کہا کہ تو اولاد فاروقی سے ہے ہماری سعادت ہے کہ ہم تیری خدمت میں ہیں۔ شہید بہون خان جہان جو برار و دکن کا سپہ سالار تھا اور رکن اعظم بہمنیہ کا تھا وہ سرداروں کے نفاق پر مطلع ہوا قلعہ برنالہ میں متحصن ہوا۔ اور عرضداشت میں یہاں کا سارا حال سلطان علاء الدین کو لکھا۔ امراء مخالف نے برار میں نصیر خان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور نصیر خاں برنالہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ سلطان علاء الدین نے بہت سی قیل و قال کے بعد ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سرلشکر بناکر امراء مغل کے ساتھ نصیر خاں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ نصیر خاں نے اپنے میں ملک التجار سے لڑنے کی طاقت نہ دیکھی تو وہ مع امراء مخالف برار کے باہر چلا گیا۔ ملک التجار نے تعاقب کیا اور برہان پور کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خان فاروقی قلعہ تلنگ میں چلا گیا اور اوس نے سلطان گجرات سے مدد مانگی۔ ملک التجار عرب نے برہان پور میں آکر ان کی عمارتوں کو اکھیڑ ڈالا اور جلا دیا جب اوس نے سنا کہ لشکر سلطان پور و نندربار و سپاہ مالوہ آنے کو ہے تو وہ ایلغار کرکے تلنگ کی جانب روانہ ہوا کہ کمکیوں کے آنے سے پہلے نصیر خان سے لڑے۔ چونکہ ملک التجار عرب حوالی تلنگ میں بہت مسافت طے کرکے تین ہزار تیر انداز سوار مغل کے ساتھ خستہ و ماندہ آیا تھا۔ نصیر خاں نے کمک کا انتظار نہیں کیا بارہ ہزار سوار لیکر میدان جنگ میں گیا اور شکست پائی بیس نامی فیل ور اور اثاثہ حکومت اوسکے چھن گئے۔ بہت مشقت سے قلعہ تلنگ میں آیا غم و غصہ سے بستر رنجوری پر پڑا چند روز میں ۳ ربیع الاول سال مذکور کو مرغ روح اس کا بہشت کو اڑ گیا۔ اوسکے بڑے بیٹے عادل خان نے باپ کے تابوت کو دادا کی بغل میں تھال نیر میں دفن کیا۔ اسکی مدت سلطنت ۴۰ سال و ۶ ماہ ۲۶ روز تھی +

ذکر سلطنت میراں عادل فاروقی

میراں عادل خاں فاروقی سلطان ہوشنگ کی بہن کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد

خاندیس کی حکومت اوسکو ہاتھ لگی۔ اوسنے ملک التجار کے دفع کرنے میں توجہ کی امراے گجرات
پاس آدمی بھیجکر اونکو جلدی بلایا۔ ملک التجار نے قلعہ تلنگ کو محاصرہ کر رکھا تھا جب اوسنے
سنا کہ لشکر گجرات سلطانپور میں آگیا تو وہ دکن کو چلا گیا۔ میران عادل خان سلطنت کے کاموں
میں مشغول ہوا ۴۰ سال ۸ ماہ ۲۳ روز تک وہ سلطنت کرتا رہا کہ ۔ ذی الحجہ ۸۴۴ھ ۱۴۴۱ء میں بلدہ
برہان میں شہید ہوا۔ شہید ہونے کا سبب تاریخوں میں نہیں لکھا۔ وہ تھالنیر میں اپنے
باپ کے پہلو میں دفن ہوا +

ذکر حکومت مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی

بعد باپ کے مبارک خان نے ۱۷ سال ۹ مہینے بغیر کسی منازعت و معاندت کے خلائق خاندیس
پر ریاست کی ۱۲۔ رجب ۸۶۱ھ ۱۴۵۷ء کو اس جہان بے ثبات سے سفر کیا۔ اسکا بیٹا میران عینا
المخاطب بہ عادل خان فاروقی جانشین ہوا۔ اوسنے قصبہ تھالنیر میں دادا پردادا
کے مقبرہ میں باپ کو دفن کیا +

ذکر حکومت میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی

میران مبارک خان کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا عادل خان جانشین ہوا خاندیس میں
جیسی اوسنے فرمان روائی کی ایسی کسی اور حاکم نے پہلے حکومت نہیں کی اوسنے اطراف کے
راجوں سے باج لیا گونڈواڑہ اور گڈھمنڈل کے راجاؤں کو مطیع کیا کولی اور بھیل کی قوموں کو
چوری اور راہزنی سے باز رکھا آسا اہیر کے قلعہ سے خارج کوہ آسیر کے اوپر ایک دور
حصار بنایا اور اوسکا نام مالی گڑھ رکھا اور شہر برہانپور کے پہلو میں آب تاپتی کے کنارہ
قلعہ بنایا اور اس میں عمارات عالیہ بنائیں اکثر اوقات یہاں رہتا تھا۔ اپنے تئیں
جھارکنڈی سلطان یعنے شاہ کوہستان جھارکنڈ کہتا تھا۔ جھارکھنڈ ہندی زبان
میں اس جنگل کو کہتے ہیں کہ بہت دشوار گذار ہو جبکہ اوسکو اشتہ شاہی باپ دادا سے
زیادہ حاصل ہوا تو اوسنے غرور میں آکر پہلے طریقہ کے خلاف سلطان گجرات کی خدمت
میں پیشکش نہ بھیجی اور اطاعت کو ترک کر بیٹھا۔ سلطان محمود کو اس سرکشی پر آگاہی ہوئی

تو اوسنے سنہ ۹۰۴ھ میں گجرات کا ایک بڑا لشکر خاندیس میں بھیجا۔ امراء خاندیس بھی اول مقابلہ ومقاتلہ کے قصد سے گئے مگر بے جنگ وجدال دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر قلعہ تھالنیر واسیر میں چلے آئے۔ سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس میں بے حد خرابی پھیلائی عادل خان لڑائی اور اپنی سرکشی سے پشیمان ہوا۔ اوسنے شاہ گجرات کی اطاعت اختیار کی اور کچھی چند سالہ پیشکش دی تو لشکر گجرات اوسکی ولایت کو چھوڑ کر چلا گیا عادل خان نے ۱۴ سال ۸ ماہ ۱۳ روز خوب فراغت وعشرت کے ساتھ سلطنت کی۔ پھر ۱۴ ربیع الاول سنہ ۹۰۷ھ / ۱۵۰۱ء میں خدا کو جان سونپی اور وصیت کے موافق ملبہ برہان پور کے دولت میدان میں مدفون ہوا۔ یہ دولت میدان کسی زمانہ میں برہان پور سے ایک میل پر بادشاہوں کی تیر اندازی کا میدان تھا۔ وہاں باغ پر فضا تھا یا اب جھاڑ جھنکار ہیں اوسپر ویران پڑا ہے اور ایک کونہ میں عادل خان کی قبر ٹوٹی پھوٹی پڑی ہے +

عادل خان کی اولاد نرینہ نہ تھی اوس کا بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی مسند آرا ہوا +

ذکر حکومت داؤد خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی

داؤد خان بعد بھائی کی وفات کے بھائی کے تخت پر بیٹھا حسام علی اور یار علی مغل دو سگے بھائی تھے اونہوں نے سلطان کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا حسام علی کو ملک حسام الدین کا خطاب ملا۔ مہمات ملک ومال میں وہی معتمد علیہ ہوا +

سنہ ۹۰۹ھ / ۱۵۰۳ء میں داؤد خان نے چاہا کہ سرحد احمد نظام شاہ بہمنی بحری کے بعض پرگنوں پر متصرف ہو۔ اس معنی پر نظام شاہ مطلع ہوکر کوچ پر کوچ کرتا ہوا احمد نگر سے خاندیس کی طرف آیا۔ داؤد خان قلعہ آسیر میں تھا۔ احمد نظام شاہ تاراج وتخریب جتنی کرسکا اوسنے کی۔ داؤد خان نے مضطر وعاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے استمداد اور اعانت چاہی۔ اوسنے حق ہمسائگی کے سبب سے منظور کیا اور اقبال خان کو ایک فوج بزرگ کے ساتھ کمک کے لئے برہان پور بھیجا جب یہ سپاہ حوالی آسیر میں آئی تو نظام شاہ لشکر

مالوہ کا مقابلہ نہ کر سکا احمد نگر کو چلا گیا۔ برہانپور میں اقبال خاں چند روز مقیم رہا اور داؤد خان کو مجبور کر کے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ پڑھوایا داؤد خان نے پیشکش دیکر اقبال خان کو واپس کیا۔ داؤد خان آٹہہ سال ایک ماہ و دس روز سلطنت کر کے سنہ ۹۱۶ ۱۵۱۰ء میں فوت ہوا۔ ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے اتفاق کر کے اوسکے بیٹے غزنین خان کو بادشاہ بنایا۔ دس روز بعد ملک حسام الدین نے اوسکو زہر دیکر مار ڈالا جسکا سبب خدا ہی جانتا ہے +

داؤد خان فاروقی کا کوئی اور بیٹا نہ تہا۔ احمد نگر میں احمد نظام شاہ بحری پاس سلاطین فاروقیہ کی اولاد میں عالم خان تہا آدمی بہیجکر اوسکو طلب کیا۔ نظام شاہ بحری اور عماد الملک بادشاہ برار کے مشورہ سے عالم خان خاندیس کا بادشاہ قرار پایا اکثر امرا و سردار اوسکی خدمت میں کمربستہ ہوگئے۔ ملک لاون اوسکی بادشاہی پر راضی نہ ہوا وہ بہی اس سلطنت کے اعیان تہرک میں تہا اوسنے ملک حسام الدین کی مخالفت کی اور قلعہ آسیر پر متصرف تہا اوسمیں متحصن ہوا۔ اس وقت بیکس غزنین خان دہ روزہ حکومت کے گناہ کی سزا میں [illegible] زندان میں گرفتار ہوا تہا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی کہ دختر زادہ شاہ محمود تہا سرحد تہالنیر میں اقامت رکہتا تہا اوسنے اور اوسکی ماں نے ایک عریضہ شاہ محمود شاہ کو لکہہ کر گجرات بہیجا اوسکا مضمون یہ تہا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا۔ جہات ملکی میں اختلال کلی آیا۔ اگر اس صورت میں باپ دادا کی جائے مجہہ فقیر کو مرحمت ہو تو نہایت ذرہ پروری ہوگی۔ سلطان محمود شاہ نے اس عریضہ کو پڑہا اور خود آپ خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بہت جلد آدمی احمد نظام شاہ بحری و فتح الله عماد شاہ کے پاس بہیجے اور ایسی تضرع کی کہ وہ اپنی جمعیت کے ساتہہ بقصد اعانت برہان پور میں آ گئے۔ اثناے راہ میں شاہ محمود نے عالم خان کے اجلاس کی اور ملک لاون کی مخالفت کی خبر سنی۔ نظام شاہ و عماد الملک نے لشکر خاندیس کی دو رنگی پر اور سپاہ گجرات کی فزونی پر خیال کر کے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار عالم خان و حسام الدین کے لئے بہیجے۔ اور خود

کاویل کو چلے گئے سلطان محمود نے آصف خان اور عزیز الملک آراستہ لشکر کے ساتھہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تادیب کے لئے روانہ کئے ۔ افواج دکن اس لشکر گجرات کا حال سنکر بے اجازت ملک حسام الدین کے دکن کو روانہ ہوئی ۔ ملک لاون اور ملک حسام الدین دونو سلطان گجرات سے مل گئے ۔ اور عالم خان کو دکن روانہ کردیا سلطان محمود شاہ نے عادل خان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر برہان پور کے تخت پر بٹھایا ۔ اور مظفر شاہ کی بیٹی کا نکاح اُسّے کیا اور تین لاکھہ تنکہ اوس کو مدد خرچ کے لئے دئے جو اس زمانہ میں ۳۰۰۰۰۰ روپئے ہوتے ہیں اور ملک لاون کو خان جہان کا خطاب دیا اور جاگیر اسواس دی اور حسام الدین کو شہریار خان کا خطاب دیا ۔ اور امرا کو خطاب و جاگیریں دیکر سلطان پور کو چلا گیا +

ذکر حکومت عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب باعظم ہمایون

جب عادل خان اپنے جد مادری سلطان محمود شاہ کی امداد سے سلطنت خاندیس کا مالک ہوا تو وہ تھال نیر سے برہان پور میں آیا ۔ مہمات جہانداری میں مصروف ہوا ۔ ملک حسام الدین بھی یہاں آگیا چند روز میں خبر آئی کہ ملک حسام الدین نے پھر نظام شاہ سے اخلاص پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا حاکم بنائے ۔ عادل خان نے حسام الدین خان کو بلایا ۔ وہ اس بلانے کے بھید سے واقف تھا ۔ چار ہزار سوار لیکر برہانپور کی طرف متوجہ ہوا ۔ جب وہ اس بلدہ کی نواحی میں آیا ۔ عادل خان تین سو سواروں سے اوسکے استقبال کو گیا اور اپنی منزل میں اتارا اور خلعت دیکر رخصت کیا کہ اپنے دائرہ کو جائے پھر ملک حسام الدین کو بلایا وہ اپنے غرور و نخوت کے سبب جمعیت تمام کے ساتھہ آیا ۔ بعد ملاقات کے مشورہ کرنے کے لئے عادل خان اس کا ہاتھہ پکڑکر خلوت خانہ میں لایا ۔ اور چند پان کھلا کے رخصت کیا ۔ جب وہ کھڑا ہوا تو دریا خاں نے اوسکے ایسی تلوار ماری کہ اوسکے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ یہ مشورہ قتل پہلے سے تجویز ہو چکا تھا ۔ پھر ملک برہان عطاء اللہ گجراتی نے کہ اعظم ہمایوں کا وزیر تھا گجراتیوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ حرام زادوں کو مارو گجراتیوں نے گلوآریں سونت کر ملک ما کھا المخاطب بغازی خان اور اور سرداروں کو کہ ملک

حسام الدین کے ہمراہ تھے مار ڈالا۔ آدہی ولایت ان امیروں کے تصرف میں تہی وہ سب عادل خان
کے ہاتھ آئی۔ مملکت خاندیس گجرات کے لشکر آنے سے پہلے مخالفوں کے خس وخاشاک سے
پاک صاف ہوئی۔ عادل خان ایک دن آسیر میں جاکر فوراً پہر باہر چلا آیا اور سلطان محمود
گجراتی کو خط لکھا کہ میں ایک دفعہ قلعہ آسیر کی سیر کو گیا تہا۔ وہاں شیرخان و یوسف خان کو
جنکے تصرف میں قلعہ ہے شیطنت ونفاق سے خالی نہیں دیکھا۔ باوجودیکہ ملک حسام الدین
قتل ہوا مگر اونہوں نے اپنا نفاق نہیں چھوڑا۔ احمد شاہ بحری کو لکھا ہے کہ وہ عالم خاں کو
ساتھ لیکر چلا آئے۔ یہ دونوں مع لشکر کے سرحد پر آگئے ہیں۔ بندہ نے خان جہان و
مجاہد الملک اور امرا کے ساتھ قلعہ آسیر کا محاصرہ کر رکھا ہے اگر نظام شاہ میری ولایت
میں آیا تو میں مہمات قلعہ موقوف کرکے اُسے لڑنے جاؤنگا۔ سلطان محمود نے مضمون مکتوب پر
اطلاع پاتے ہی پانچ لاکہہ تنکہ نقد عادل خاں پاس بہیجا اور دلاور خاں و صفدر خاں
اور اور امرا کو سامان دیکر روانہ کیا۔ اور خط کے جواب میں لکہا کہ خاطر فرزند جمع رہے کہ
جسوقت احتیاج ہوگی میں خود متوجہ ہونگا۔ احمد نظام شاہ بحری شاہان دکن کے غلاموں میں
سے ہے اوسکو اسقدر زور کہاں سے حاصل ہوا کہ اوس فرزند کی ولایت میں آسکے اور مضرت
پہنچائے۔ نظام شاہ بحری کا ایلچی گجرات میں آیا ہوا تہا اوس کو بہی ڈرایا غرض احمد
نظام شاہ بحری یہ احوال دیکھکر اپنے دار الملک کو چلا گیا شیرخان و ملک یوسف سیف خان
عہد و امان لیکر قلعہ سے باہر آئے اور کاویل میں چلے گئے۔ عادل خان پاس جب لشکر گجرات
آگیا تو وہ راجہ کالنہ کی جانب متوجہ ہوا وہ نظام شاہ بحری کا مطیع تہا اوس کے بعض بلاد
و قریات تاخت و تاراج کئے۔ راجہ کالنہ نے عجز و انکسار کے ساتھ پیشکش دی عادل خان
نے لشکر گجرات کو رخصت کیا۔ آسیر میں مراجعت کی سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء میں وہ اپنے خالو کے ساتھ
شادی آباد مندو میں گیا۔ خدمات شائستہ بجا لایا۔ اس کا حال تفصیلاً تاریخ گجرات میں
لکھا ہے۔ سنہ ۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء میں عادل خان مریض ہوا اور ۱۴ رمضان کو دنیا سے انتقال کیا
۱۹ سال سلطنت کی۔ اوسکا بیٹا میراں محمد فاروقی جانشین ہوا یہ بہادر شاہ گجراتی کا

بہا سنجا بھی تھا۔

ذکر حکومت میران محمد شاہ فاروقی بن عادل شاہ فاروقی

باپکے مرنے کے بعد برہان پور کے تخت کا مالک ہوا۔ ان برسوں میں احمد نگر کے بادشاہ نظام شاہ اور برار کے بادشاہ عماد الملک میں آپس میں قلعہ ماہور اور بعض پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوا۔ میران محمد شاہ کی وساطت سے عماد الملک سلطان بہادر سے ملتجی ہوکر طالب صلاح ہوا۔ شاہ بہادر شاہ گجرات نے عین الملک حاکم پٹن کو سرحد دکن پر بھیجا کہ وہاں کے احوال پر غور کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرادی۔ شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے نظام شاہ بحری نے عماد الملک سے گرگ آشتی کرلی۔ جب عین الملک نے مراجعت کی۔ برہان نظام شاہ بحری دوبارہ قلعہ ماہور اور برار کے بعض قصبات و پرگنات پر متصرف ہوا۔ عماد الملک نے عاجز ہوکر میران محمد شاہ فاروقی سے مدد طلب کی۔ سنہ ۹۳۴ھ میں میران محمد شاہ جمعیت وہاتھیوں کو لیکر علاء الدین عماد شاہ کی مدد کو دکن میں آیا۔ یہ دونوں گوداوری کے کنارہ پر ملے۔ یہاں برہان نظام شاہ سے لڑائی ہوئی جسمیں نظام کو شکست ہوئی اور اوسکا لشکر پراگندہ ہوا۔ عماد الملک یہ سمجھ کر کہ مجھے فتح ہوگئی بے پروا معرکہ میں کھڑا ہوا۔ اور سب سپاہ لوٹ پر جھکی کچھ تعاقب میں گئی تو برہان نظام شاہ تین ہزار سواروں کی میدان جنگ میں آیا۔ اور غنیم کو لشکر جمع کرنے کی فرصت نہ دی اور دونوں کو بھگا دیا۔ عماد الملک گاویل کو چلا گیا اور میران محمد شاہ فاروقی آسیر میں آیا۔ سلطان بہادر گجراتی کو مکاتیب لکھے۔ اور امداد کی درخواست میں مبالغہ کیا تو سلطان بہادر گجراتی مع رزم خواہ سپاہ کے برہانپور میں آیا۔ میران محمد شاہ کو ساتھ لیکر ولایت برار میں گیا۔ جب جالنہ پور میں آیا تو اس ملک کی طمع میں آن کر اوسنے یہ قصد کیا کہ عماد الملک کے ہاتھ سے ملک برار کو نکال کر اپنے متعلقین کے سپرد کرے اور خود احمد نگر کو جائے اور اوسکو برہان نظام شاہ سے لیکر اپنے خطبہ و سکہ کو اس نواحی میں رواج دے۔ عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان تھا۔ اوسنے میران محمد شاہ کے سلطان بہادر

کی شکایت کی۔ میران محمد شاہ نے کہا کہ خود کردہ را علاجے نیست۔ جو کام نہیں کرنا چاہیے وہ کیا
کیا اب سوائے صبر و تحمل کے چارہ نہیں ہے۔ اتفاقاً ایسی تقریب ہوئی کہ سلطان بہادر شاہ
سے میران محمد شاہ نے کہا کہ مملکت برار سلطان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مملکت میں بادشاہ [illegible]
توقف کی ضرورت نہیں ہے۔ صلاح دولت یہ ہے کہ اس مملکت میں خطبہ شاہ کے نام کا پڑھا جائے
عماد الملک شاہ کا ملازم ہو اور شاہ اوس کو احمدنگر لے جائے۔ اور اوس کو مسخر کرے۔ سلطان کو
یہ رائے خوش آئی۔ برار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کے اور عماد الملک کو ملازم بنا کے احمدنگر
میں آیا۔ یہاں سے دولت آباد گیا جسکا حال پہلے اپنی جگہہ پر ہو چکا ہے۔ میران محمد شاہ کی تدبیر
سے سلطان بہادر شاہ نے نظام شاہ اور عماد الملک کی مملکت کی تسخیر سے درگذر کر کے
معاودت کی۔ سنہ ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں سلطان بہادر شاہ نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ
کو اوسکی تسخیر میں اپنا شریک کیا۔ بعد فتح مالوہ کے سلطان نے اوس کو رخصت کیا وہ برہانپور
میں آ گیا۔ برہان نظام شاہ نے جب سنا کہ بہادر شاہ نے مالوہ تسخیر کر لیا تو وہ نہایت مضطر ہوا
اور شاہ طاہر کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ دونوں مصادقت کے طریقہ پر چلیں۔ اسکا ذکر وقائع دکن
اور گجرات میں کیا گیا ہے کہ میران محمد شاہ کی سعی سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر شاہ
کے درمیان صداقت غائبانہ ہو گئی اور میران محمد شاہ کے کہنے سے برہان نظام شاہ برہانپور
میں سلطان بہادر سے ملاقات کرنے آیا۔ بہادر شاہ نے اوسکو چتر و سراپردہ سرخ و خطاب نظام شاہی
عنایت کیا۔ جب ہمایون بادشاہ نے گجرات فتح کر لیا تو اوسنے اپنے ایک معتمد آصف خان کو
احمدنگر میں برہان نظام شاہ بحری پاس استمالت کے لئے بھیجا اور پیشکش کا طالب ہوا اور اوسکے
بعد وہ ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہانپور گیا۔ مگر شیر شاہ کا دہلی کی طرف جانا ہمایون
بادشاہ کو مالوہ سے آگرہ کی طرف لے گیا۔ اس زمانہ میں بہادر شاہ نے گجرات کے دوبارہ
لینے کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ وہ دہلی کے افسروں کو مالوہ سے نکال دے اوس نے
یہی کیا اور ملو خان کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ یہ گجرات کی طرف سے مالوہ میں حاکم تھا اور منڈو کو
لے لیا۔ جب بہادر شاہ نے پرتگیزوں کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا اور اوسکے کوئی

نہ تہا اونسے اور اوسکی ماں نے میراں محمد شاہ فاروقی کو گجرات کا بادشاہ بنایا۔ غائبانہ اوسکے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔ اوسکا نام محمد خان تھا اب وسکے نام میں لفظ شاہ داخل ہوا اِس خاندان میں اول یہی شخص تھا جسنے خطاب شاہی پایا۔ امراے گجرات نے چتر و تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا مالوہ میں اُس پاس بھیجا اور اوسکو آنے کے لئے لکھا میراں محمد فاروقی نے تاج شاہی سر پر رکھکر گجرات کے جانے کا تہیہ کیا کہ ناگاہ مریض ہوا ۱۴۔ ذیقعد سنہ ۹۴۳ھ ۱۵۳۵ء میں دار القرار کو خراماں ہوا۔ ارکان دولت نے برہان پور میں دفن کیا۔

ذکر حکومت میراں مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

برہان پور میں میراں مبارک شاہ نے بڑے بھائی میراں محمد شاہ کے مرنے کی خبر سنی۔ میراں محمد شاہ کے کسی بیٹے کی عمر اس قابل نہ تھی کہ حکومت کے لائق ہوتا۔ اسلئے امرا و اعیان مملکت نے اوسکو حکمران بنایا۔ اوسنے خلقت کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ بہادر شاہ گجراتی نے اپنے برادرزادہ سلطان محمود شاہ کو میراں محمد شاہ کو حوالہ کیا تھا کہ اوسکو کسی قلعہ میں محبوس کرے اور اوسکے حال سے خبردار رہے۔ اب امراے گجرات نے اوسکو اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اختیار خان کو اوسکے بلانے کے لئے بھیجا میراں مبارک خان نے اس امید میں کہ امرائے گجرات مضطر و ناچار ہوکے اسکی بادشاہی اختیار کریں سلطان محمود اوسکے بھیجنے اور آزاد ہونے میں مضائقہ کیا۔ اعیان گجرات نے اس معنی کو سمجھکر خاندیس کی طرف جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا میراں مبارک خان نے خیر اندیشوں کی التماس سے سلطان محمود کو گجرات بھیجدیا۔ ان ہی سنوات میں عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلاموں میں سے تھا بھاگ کر برہان پور میں آیا میراں مبارک خان سلطنت گجرات کی امید میں اوس کا معاون ہوا عماد الملک نے دس بارہ ہزار سوار گجراتی جمع کئے دریا خاں سلطان محمود کو لیکر میراں مبارک خان و عماد الملک کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ سرحد گجرات و خاندیس پر فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ میراں مبارک خان شکست پاکر قلعہ آسیر میں آیا۔ عماد الملک منڈو کو بھاگا قادر شاہ کی پناہ میں آیا سلطان محمود نے خاندیس کو تاراج و غارت کرنا شروع کیا تو مبارک خان نے ناچار پیشکش بھیجکر صلح کی

سلطان محمود اپنی ولایت کو چلا گیا۔ بعد ایک مدت کے وہ صاحب اقتدار ہو گیا۔ اور اوس نے
سلطان پور اور ندربار میران مبارک خان کو اسلئے دئے کہ جب قلعہ آسیر میں سلطان محمود اور
میران مبارک قید تھے تو سلطان محمود نے وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالی کی عنایت سے میں گجرات کا
بادشاہ ہو جاؤنگا تو ندربار تجھکو دیدونگا۔ اوسنے اپنے عہد و قول کو پورا کیا ندربار اوس کے
تصرف میں کر دیا +

سنہ ۹۶۹ھ (۱۵۶۲ء) میں باز بہادر والی مالوہ لشکر چغتائی سے مغلوب ہو کر اور اپنی مملکت سے محروم ہو کر
میران مبارک شاہ کی پناہ میں آیا۔ پیر محمد خان حاکم مالوہ اوسکے استیصال کے قصد سے
ولایت خاندیس میں آیا۔ برہان پور تک تاخت کر کے قتل و اسیر کیا کوئی تقصیر نہیں کی خاندیس
کے دختر و پسر و وضیع و شریف مغلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ تصور میں آسکتے
ہیں وہ یہاں وقوع میں آئے۔ میران مبارک شاہ آسیر میں آیا اور تفال خان حاکم ولایت برار
کو کمک کے لئے طلب کیا۔ وہ بہت جلد خاندیس میں آ گیا۔ میران مبارک شاہ و باز بہادر دونو
اسکے ملے اور پیر محمد خان کے دفع پر متوجہ ہوئے۔ امراء و سپاہ مغل پاس اسباب بہت تہا وہ
خاندیس کے محبوبوں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول تھے محاربہ و مقابلہ پر رغبت نہیں رکھتے
تھے مراجعت پر مائل تھے۔ پیر محمد خان کو کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ امراء و سران سپاہ کے
ساتھ موافقت کرے وہ مالوہ کا عازم ہوا۔ ان سلاطین ثلثہ نے اتفاق کر کے اس کا
تعاقب کیا۔ تمام سپاہ مغل نے غنیمت کے باہر جانے کے سبب سے پیر محمد خان کی پیروی
نہ کی اونہوں نے روز و شب مسافت طے کر کے اپنے سپہ سالار سے پہلے دریائے نربدہ سے عبور کیا
تفال خان نے حوالی نربدہ میں مغلوں کے لشکر پر یلغار کی پیر محمد خان ڈوب گیا جس کا
بیان اقبالنامہ میں کیا گیا ہے مغلوں کا سارا اسباب لٹ گیا۔ باز بہادر کی مدد سے
میران مبارک خان و تفال خان مالوہ میں آئے بعد اسکے مغل کو اس ناحیہ سے باہر کیا
باز بہادر کو تخت مالوہ پر بٹھایا اور پھر وہ اپنے ملکوں کو چلے گئے۔ میران مبارک شاہ نے سنہ ۹۷۴ھ (۱۵۶۶ء) میں
۱۵ جمادی الآخر کو وفات پائی بعد ۳۲ سال حکومت کی میران محمد خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا

ذکر ریاست میراں محمد شاہ بن مبارک شاہ فاروقیؒ

مبارک شاہ نے اس سپنجی سرا سے کوچ کیا اسکا بیٹا محمد شاہ جانشین ہوا مہمات سلطنت کو بے رونق نہیں کیا - اوسکے اول سال جلوس میں چنگیز خاں گجراتی اعتماد خاں وکیل سلطنت کی تحریک سے سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے نکال کر ندربار میں آیا - اور اوسنے میراں محمد شاہ کے تھانہ کو یہاں سے اوٹھا دیا - کوئی اسکا معترض حال نہیں ہوا - اوسنے آگے قدم اُٹھایا - قلعہ تھال نیر تک پہنچا اور اوس پر متصرف ہوا - بقدر امکان اوسنے میراں محمد کے ممالک کی مزاحمت کی میراں محمد نے تفال خاں حاکم برار کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور اوس سے اتفاق کر کے چنگیز خاں کے مقابلہ و مقاتلہ کیلئے دوڑا حوالی تھال نیر میں چنگیز خان کے قریب آیا چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے ایسا خوف و رعب میں آیا کہ ایک جا کے قلب میں آیا اور زرا بہا توپ و تفنگ کو آپنے آگے لگایا - اور سارا اسباب چھوڑ کر رات کو بھروچ کی طرف بھاگ گیا - دکنیوں اور خاندیسیوں نے اوسکا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکے تعاقب میں گئے - ارابہائے آتشبازی و فیلہائے بزرگ کو تصرف میں لاکر پھر آئے - کچھ مدت تک مملکت گجرات میں فتل کلی رہا خلائق گجرات عموماً یہ جانتی تھی کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان میں سے نہیں ہے تو میراں محمد شاہ فاروقی اپنے اوپر گجرات کی شاہی منحصر کہتا تھا روپیہ خرچ کر کے بہت لشکر جمع کر لیا تہا - گجرات کے سردار بھی اوس سے مل گئے تھے تیس ہزار سوار لیکر وہ دار السلطنت احمد آباد پہ متوجہ ہوا - ان دنوں میں احمد آباد پہ چنگیز خاں متصرف تہا - اوس کے ساتھہ تامی مرزا آن ملے تھے وہ آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے باہر آیا اور لڑا اور مرزاؤں کے استظہار سے میراں محمد شاہ کو چنگیز خان نے شکست دی اور اوسکا حال ابتر کر کے آسیر کی طرف بھگا یا اور اوسکا اسباب جو رہا تھی وہ اثاثہ شوکت لیکر اپنے اسباب حشمت میں داخل کیا پھر مرزا چنگیز خان سے بگڑ کر خاندیس کو لوٹنے آئے - میراں محمد شاہ لشکر جمع کرتا تھا کہ وہ اپنا

کام بنا کے چلتے بنے بسنہ ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ع) مرتضیٰ نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے ولایت برار کو مسخر کیا اور تفال خان کو دستگیر اور مراجعت کا عزم کیا۔ اس مملکت میں سے ایک شخص نے اپنے تئیں عماد شاہیہ خاندان سے منسوب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی کی پناہ میں آیا وہ اسکے فریب میں آگیا اور چھہ سات ہزار سپاہ اوسکے ہمراہ کی اور اوسکو ولایت برار کو بھیجا اور وہاں ایک خلل عظیم پیدا ہوا۔ آخرش مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے خواجہ میرک دبیر صفہانی المخاطب بہ چنگیز خاں (یہ تعجب ہے کہ اسوقت میں احمد نگر اور گجرات دونوں کے وزیر اعظم کا ایک ہی نام چنگیز خان تھا) کی صوابدید سے میران محمد فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کردیا اور وہ برہان پور میں آیا۔ میران محمد اس کا مقابلہ نہ کرسکا قلعہ آسیر میں آیا۔ مرتضےٰ نظام شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا اور دکنیوں نے ملک خاندیس کو لوٹنا شروع کیا۔ میران محمد نے صلح کرلی اور چھہ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ ٹنکے کے ہوتی ہیں مخالف کو دیے اور لشکریوں کو راضی کیا تو اونہوں نے محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر کو مراجعت کی بسنہ ۹۸۴ھ میں میران محمد بیمار ہوکر مرگیا۔ اوس کا بیٹا حسن خان فاروقی نابالغ طفل تھا حکمران ہوا اور اسکا چچا راجہ علی خان فاروقی ابن میران مبارک خان جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں تھا۔ جب اوس نے بھائی کے مریض ہونے کی خبر سنی تو وہ آگرہ سے خاندیس کو روانہ ہوا۔ یہاں حسن خان کو معزول کرکے خود بادشاہ ہوا ✣

ذکر راجہ میران علی خان بن مبارک خان

جب خاندیس کے تخت حکومت پر راجہ علی خاں نے جلوس کیا تو ہندوستان کے معظم بلاد بنگالہ و سندھ و مالوہ و گجرات جلال الدین اکبر شاہ کے تصرف میں آگئے تھے۔ اس سبب سے راجہ علی خان نے ملاحظہ کرکے اپنے نام کے ساتھہ شاہ کا لفظ نہ لگایا۔ اور اپنے تئیں شہنشاہ اکبر کا باجگزار سمجھا اور تحفے اور ہدیے بھیجکر اپنا اخلاص اکبر کے ساتھہ ظاہر کرتا رہا۔ اوس کے ساتھہ ہی بادشاہان دکن نے

رابطہ آشنائی وخصوصیت رکھتا تھا اور ان کی خاطر کی استرضاء سے باہر نہیں جاتا
تھا وہ ایک حاکم عادل وعاقل عالم وشجاع تھا۔ کل منہیات سے اجتناب کرتا تھا۔ اکثر اوقات
حنفی مذہب کے علما وفضلا کے ساتھ مجالست رکھتا تھا۔ اور ملک کی امنیت وتعمیر میں کوشش
کرتا تھا اور امور جہانبانی میں فراغ بالی سے اشتغال رکھتا تھا۔ سنہ ۱۵۸۸ء میں مرتضے نظام شاہ
پردہ نشین ہوا۔ اوسکے وکیل السلطنت صلابت خان اور اوسکے سپہ سالار برابر سید مرتضے
میں نزاع ہوا اور احمد نگر سے چہ کروہ پر ایک جنگ ہوئی صلابت خان کو فتح ہوئی
سید مرتضے وخداوندخان و دس بارہ امرا کے ساتھ بھاگ کر برہانپور میں آئے۔ راجہ
علی خان جانتا تھا کہ یہ دادخواہوں کے طور پر اکبر بادشاہ کے روبرو جائینگے۔ اور
انتقام لینے کے لئے لشکر مغل لائینگے۔ تو وہ اونکے مخالفت کے اندیشہ میں ہوا۔ مرتضے
خان اوسکی بات کو سمجھ گیا وہ برہانپور سے آگرہ کو روانہ ہوا راجہ علی خان نے لشکر
اوسکے تعاقب میں بھیجا کہ وہ اوسکو رستہ سے پھیر لائے خواہ اس میں وہ خوش ہو
یا ناخوش جب خاندیسی سید مرتضے کے پاس پہنچے اور اوسے مراجعت کی استدعا
کی اوسنے قبول نہیں کی تو صف جنگ آراستہ ہوئی جس میں خاندیسیوں کو شکست
ہوئی۔ سید مرتضے سبزواری اور خداوندخان حبشی مظفر ومنصور آب نربدہ سے
پار چلے گئے اور جب شہنشاہ اکبر کی خدمت میں پہنچے تو اونہوں نے صلابت خان کی
شکایت کا ضمیمہ راجہ علی خان کی شکایت کو بنایا۔ اکبر بادشاہ ہمیشہ دکن کی تسخیر کی کمین میں رہتا تھا
اوسنے سید مرتضے وخداوندخان اور امراء دکنی کو اقطاع لائق ومناصب شایان سے سرفراز
کرکے امیدوار کیا۔ راجہ علی خان نے شہنشاہ کے خوف سے پیشکش بھیجکر اطاعت کا اظہار کیا
اور اپنے فعل کی معذرت کی +

سنہ ۱۵۹۴ء میں برہان نظام شاہ بحری ثانی و سید مرتضے وخداوندخان حبشی اور
تمام امراء دکن کو شہنشاہ اکبر کا حکم ہوا کہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ حاکم مالوہ پاس جائیں اور مرزا کو
حکم ہوا کہ جماعت مذکورہ کے ساتھ اتفاق کرکے دکن کو تسخیر کرے +

مرزا کوکہ اس جماعت دکنی کو اور سپاہ مالوہ کو لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا امر تفنے نظام شاہ کی طرف سے مرزا محمد تقی نظیری سرلشکر ہوکر مرزا کوکہ کی مدافعت کے لیے خاندیس کی سرحد پر آیا۔ مرزا کوکہ نے فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خاں پاس بھیجا کہ اکبر بادشاہ کی موافقت پر دلالت کرے اسی زمانہ میں مرزا محمد تقی بھی آسیر میں آیا کہ راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف لے چلے اب راجہ علی خاں متحیر تھا کہ اب کیا کروں۔ فتح اللہ سے معذرت کر کے اپنی جمعیت کے ساتھ لشکر نظام شاہ سے ملا۔ ایک مہینے کے بعد مرزا محمد تقی و راجہ علی خان تیس ہزار سوار اور ہزار توپخانہ لیکر ہنڈیہ کی طرف چلے۔ یہیں معسکر مغلوں کا تھا۔ دوسرے روز یہاں لڑنے کا ارادہ تھا کہ مرزا کوکہ دوسری راہ سے برار کی طرف روانہ ہوا سپاہ مغل بالاپور والچپور کو غارت کر کے مقیم ہوئی اوس کے تعاقب میں مرزا محمد تقی و راجہ علی خان پہنچے مرزا کوکہ نے مقابلہ و مقاتلہ میں صلاح نہ دیکھی وہ ندربار کی راہ سے اپنے لشکر سے جا ملا۔ راجہ علی خاں نے مغلوں کی سپاہ کے چلے جانے سے مرزا محمد تقی کی خاطر جمع کر کے برہان پور کو مراجعت کی اور اوسکے شکرانہ میں بہت روپیہ فقرا اور مستحقین کو تقسیم کیا۔

سنہ ۱۰۰۴ھ (1595) میں برہان نظام شاہ دوم کے مرنے کے بعد شاہزادہ مراد و خان خاناں آئے اون کے ہمراہ ہوا جنگ عظیم جو خان خاناں اور سہیل خان کے درمیان ہوئی دکنیوں کی آتش باری سے راجہ علی خاں مع اور افسروں کے سوختہ ہوا وہ برہان پور میں دفن ہوا اوس نے ۱۲ سال سے کچھ زیادہ حکومت کی۔

ذکر حکومت بہادر خاں فاروقی بن راجہ علی خان اور خاتمہ حکومت خاندان فاروقی

سنہ ۱۰۰۵ھ (1596) میں راجہ علی خاں فاروقی مر گیا تو مرزا عبدالرحیم خان خاناں کی تجویز اور اکبر شہنشاہ کے فرمان سے بہادر خاں کو خاندیس کی حکومت ملی جو خفیف العقل نا تجربہ کار تھا شراب افیون کے نشوں میں و با عورتوں کی صحبت میں رات دن بسر کرتا ناچ گانے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ملک و دولت سے غافل ہوا۔ جب سلطان مراد بادشاہ

مگر یا شاہزادہ دانیال کو صوبہ دکن ملا - اور وہ یہاں تشریف لایا تو بہادر خان کے برخلاف
باپ کے طریقہ کے کوتاہ اندیشی یہ کی کہ اسے ملنے نہ گیا اور جب اکبر بادشاہ خود تسخیر دکن کے
لیے شادی آباد منڈو میں آیا - تو بہادر شاہ اوسکے استقبال کو نہ گیا قلعہ آسیر میں متحصن ہوا
اور قلعہ داری کی تیاری کی - کمال سفاہت و بے تمیزی سے سوار سپاہ و شاگرد پیشہ و
مردم ضروری کے کہ قلعہ کی محافظت و خدمت کے لیے کام میں آئیں اٹھارہ ہزار آدمی رعیت
و بقال وغیرہ قلعہ کے اندر جمع کیے گھوڑے ہاتھی بھینسیں و بزو گوسفند و مرغ و کبوتر کو بھی
قلعہ کے اوپر لے گیا - آصف خاں بیان کرتا ہے کہ جب قلعہ فتح ہو گیا تو اسّی ہزار مرد و
زن قلعہ سے باہر آئے - اور چالیس ہزار آدمی عفونت و وبا سے ایام قلعہ بندی میں مر گئے
اسی قدر حیوانات ہر جنس کے مردوں میں شمار کرنے چاہئیں جب موکب شاہی برہانپور
میں آیا - بہادر خاں کا احوال بادشاہ نے سوچا تو خود احمد نگر نہ گیا - خان خاناں و شاہزادہ
دانیال کو وہاں بھیجا اور خود شہر میں اقامت کی اور امرا سے آسیر کا محاصرہ کرایا - ایام
محاصرہ کو امتداد ہوا - دس مہینے لگ گئے - آدمیوں اور حیوانوں کی کثرت سے قلعہ میں ہوا
بگڑی - جانور اور آدمی مرنے شروع ہوئے جس سے اہل قلعہ نہایت مضطر و مضطرب
ہوئے - اس اثناء میں اہل قلعہ کو خبر لگی کہ بادشاہ کے ساتھ ایک جماعت ہے جو طلسمات
و افسون کو جانتی ہے اوسکو حکم ہوا ہے کہ تسخیر قلعہ کا عمل شروع کرے - اور خود بادشاہ
بھی اسم اعظم کا عمل جانتا ہے وہ اوسنے شروع کیا ہے - یہ وبا و مرگ اسی کے سبب سے ہے
اس خبر سے اہل قلعہ کے ہوش حواس اڑے بیدست و پا ہوئے - اونہوں نے جانوروں
اور آدمیوں کو قلعہ سے باہر کر کے عفونت کے اسباب کو کم نہیں کیا - ہر چند محافظان قلعہ
نے افلاس و پریشانی و کمی غلہ و آذوقہ کی شکایت کی مگر بہادر خاں اونکے احوال پر
متوجہ نہوا - کار آمد و جنگی آدمی پریشان ہوئے - امراء اکبری نے قلعہ مالی گڈھ کو فتح
کر لیا - وہ قلعہ آسیر کے متصل تھا - بہادر خان باوجودیکہ ذخیرہ دہ سالہ رکھتا تھا اور خزانہ
نقود و اجناس سے پر تھا مگر اوسنے آدمیوں کو کچھہ نہ دیا - اسلیے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے

یہ ارادہ کیا کہ بہادر خاں کو مع مقربوں کے گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے حوالہ کریں بہادر خان کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ روز بروز بیماری و مردگی کی شدت ہوتی ہے۔ جانیں تلف ہوتی ہیں اسوقت غلہ و ذخیرہ و خرچ کا سپاہیوں کو دینا و باکو دور نہ کرے گا اس طرح اس بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے خلاصی نہیں ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ جان و مال کی امان مانگ کر بادشاہ کی خدمت میں جائیں قلعہ حوالہ کریں۔ بہادر خان نے اس رائے کو پسند کیا۔ خان اعظم مرزا کوکہ کی معرفت امان کا طلبگار ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو جان کی امان دی اور مال کے باب میں ساکت ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو غنیمت جانا وہ بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ قلعہ آسیر اور دہ سالہ ذخیرہ و اذوقہ خزانہ وغیرہ بادشاہ کے نوکروں کو حوالہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب اکبر آسیر کو فتح کرکے آگرہ گیا تو اوسنے فرمان بھیجا کہ قلعہ آسیر میں مسجد جامع جسکی مثل عظیم شہروں میں بھی کمتر ہے ڈہائی جاوے اور اوسکی جگہ بتخانہ بنایا جائے مگر شاہزادہ دانیال نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی غرض یہ قلعہ آسیر جسکی برابر ہندوستان میں کوئی قلعہ مستحکم و مضبوط نہ تھا آسانی سے اکبر شہنشاہ کے ہاتھ آگیا اور ۱۵۹۹ء میں سلاطین فاروقیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بادشاہ نے بہادر خان کو لاہور میں بھیجدیا۔ پہر اوسکو حکومت کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اوسکے فرزندوں کو سرکار بادشاہی سے علوفہ ملتا تہا وہ ۱۰۳۳ھ دارالخلافہ آگرہ میں اجل طبعی سے مرگیا۔ اوسکی مدت حکومت ۳ سال کچھ زائد تھی۔ اوسنے دریاء تاپتی کے کنارہ پر برہانپور کے مقابل ایک شہر بہادر پور آباد کیا تہا فقط

تمت

تاریخ
سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگالہ بھی کہتے ہیں

ملک بنگال جو اہل یورپ کے تاجران کے لئے تو فردوس بن گیا مگر اور قدیم زمانہ میں اہل دنیا کو اسکا حال معلوم نہ ہوا۔ یونانی یہاں کبھی نہ آئے۔ رومی آئے ہوں مگر انہوں نے اس ملک کا حال کچھہ نہیں لکھا۔ سترابو جو علم جغرافیہ کا باپ کہلاتا ہے وہ شکایت کرتا ہے کہ مصر سے بہت تھوڑے سوداگر گنگا تک آئے اور جو آئے وہ ملک اور اہل ملک کے حال سے جاہل رہے۔

ہندؤں کی کتابوں میں اس ملک کے قدیم راجاؤں کی فہرستیں موجود ہیں اور انکی کہانیاں افسانے لکھے ہیں۔ آئین اکبری میں فہرستیں ان راجاؤں کے ناموں کی غلط صحیح لکھی ہوئی ہیں۔ اوسمیں لکھا ہے کہ ۲۴ کہتری راجاؤں نے نسلاً بعد نسل ۲۴۱۸ سال سلطنت کی جسسے معلوم ہوتا ہے کہ بحساب اوسط سو سال تک ہر ایک راجہ نے راج کیا جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔ بعد اسکے ۹ کائتھ راجاؤں نے پسر بر پسر ۲۵۰ سال سلطنت کی پھر کوئی اور فرقہ کائتھ کا راج کرنے لگا۔ اوسکے ۱۱ راجاؤں نے ۷۱۴ سال پسر بر پسر سلطنت کی بعد ازاں کائتیوں کے ایک اور خاندان میں سلطنت منتقل ہوئی جسکے دس راجاؤں نے ۶۹۸ سال راج کیا۔ پھر ایک قوم کائتھ فرماں دہی کرنے لگی جسکے ۷ راجاؤں نے ۱۰۶ سال راج کیا غرض ان راجاؤں نے ۴۵۴۴ سال فرمانروائی کی بعد ازاں سلاطین دہلی کے ہاتھہ سلطنت آئی۔ جرجودہن کے ساتھہ پہلا راجہ یہاں کا مہابھارت کی لڑائی میں شریک ہوا تھا اور مارا گیا تھا۔ پہلے اس ملک کی دارالسلطنت شہر ندیا تھا یہ ہندؤں کا دارالعلوم تھا۔ انگریزی تاریخوں میں لکھا ہے کہ

دسویں صدی میں راجہ اودے سور سین وید کوں کے خاندان کا تھا اوسنے پانچ برہمن قنوج سے بلاکر آباد کئے ان برہمنوں کے ساتھہ پانچ کائستھ یا محرر آئے تھے سو ہی یہاں کے برہمنوں اور کائتوں کے باپ دادا ہیں۔ اودے سور کا جانشین بلال سین ہوا۔ اسکی ما اودے سور کی بیوی تھی مگر اسکا باپ دریا برہم پترا اوتار برہما کا تہا۔ مدتوں کے بعد ہندوؤنکی سلطنت کی شمع بجھہ گئی اور اوسکی جگہہ ترکوں کی سلطنت کا چراغ روشن ہوا

ذکر استیلاے محمد بختیار خلجی ولایت بہار و لکھنوتی (بنگال)

جب شہاب الدین بن سام نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کو مستقل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسنے دہلی میں اپنا قائم مقام اور سپہ سالار سلطان قطب الدین ایبک کو مقرر کیا اور اپنے دار السلطنت غزنین میں یوں کہا جب جابجا ہند میں مسلمان حاکم مقرر ہوے تو اونہوں نے اپنے علاقوں کی حدوں کو بڑہاکر اسلام کو شایع کرنا چاہا۔ محمد بختیار خلجی سپہ سالار اودہ نے ۵۹۹ھ میں اپنی قوت کا زور جنوب کی طرف لگایا۔ محمد بختیار بلاد غور و گرم سیر کے اکابر میں سے ہوا۔ اول وہ غزنین ور پہر ہندوستان میں آیا اور سلطان شہاب الدین کے امرا و کبار میں سے ملک معظم حسام الدین لعلبک تھا اوسکی خدمت میں رہ گیا۔ اور مساعی جمیلہ کے سبب سے اوسکو بعض پرگنات ملیان دوآب اور گنگا پار کے جاگیر میں ملے اوسکی شجاعت کے سبب سے کنبلہ اور بٹیالی بھی اوسکو سپرد ہوگئے۔ وہ نہایت شجاع و سخی و عاقل تہا اور اوسکی ہیئت بھی خالی غرابت سے نہ تھی۔ اوسکے ہاتھہ ایسے لنبے تہے کہ اگر وہ اونکو چہوڑ تا تو اوسکی اونگلیاں گہٹنوں کے نیچے جاتیں۔ وہ ہمیشہ ولایت بہار پر دست درازی کرتا۔ لوٹ میں بہت مال اوسکو ہاتھہ لگتا۔ تہوڑے دنوں میں اوسنے اپنا اسباب شوکت بہت بڑہالیا۔ ہندوستان میں جو غور و غزنین و خراسان کی جماعتیں آکر پراگندہ پہرتی تہیں اوسکی سخاوت کی شہرت سنکر اس پاس جمع ہوگئیں جب سلطان قطب الدین ایبک کو اسکا حال کچھہ معلوم ہوا۔ تو اوسکی تربیت میں کوشش کی خلعت و تشریف شاہانہ اوسکے لئے بہیجا محمد بختیار کو اس التفات سے بڑا استظہار ہوا۔ ممالک بہار کہ باغ دبستان کی

تھا اوسکو ہیبت غارت کی صرصر خزاں کے بے برگ و بار کیا حصار بہار کو فتح کیا یہاں کے باشندے
کہ برہمنوں کے پیرو تھے ڈاڑھی موچھ منڈاتے تھے اونکو مدرس بہار بہت رہتے تھے سنسکرت میں بہار کے معنی مدرسہ کے
ہیں اسلیئے اس ملک کا نام بہار تہا کہ وہ موضع معدن علم تہا بعد ازاں دہلی میں قطب الدین ایبک کی خدمت میں
محمد بختیار بہت اموال و غنائم لیکر گیا اور عنایات و ملاطفت شاہانہ سے سرافراز ہوا اور اوس کا مرتبہ
ایسا بلند ہوا کہ اقران اور امثال کا محسود ہوا - ایکدن سلطان کے سامنے انہوں نے کہا کہ محمد بختیار
کو یہ دعوی ہے کہ وہ فیل مست سے لڑسکتا ہے اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ وہ مست
فیل سفید سے لڑا سلطان قطب الدین نے اس خوف سے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائے انکار کیا
کریں اوسکو ہاتھی سے نہیں لڑاونگا - مگر مقربوں نے مبالغہ سے کہا تو وہ بھی اون کا
ہمداستان ہوا - دربار عام میں ایکدن امرا ہاتھی کو لائے اور عرض کیا کہ سارے
ہندوستان میں کوئی ہاتھی ایسا نہیں ہے کہ وہ محمد بختیار کے حملہ کی تاب لا سکے سلطان
قطب الدین نے محمد بختیار سے کہا کہ این گوے این میدان اگر جنگ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ
جب محمد بختیار نے یہ سنا تو غیرت و جرأت کے سبب سے انکار نہ کرسکا - اس مست ہاتھی کو
اپنے آگے فیل شطرنج سمجھا اور جا کر ایک گرز ہاتھی کے دانتوں پر ایسا جڑا کہ ہاتھی ٹوک دم
بھاگ گیا - حاسدوں کے منہ سے بھی تحسین و آفریں کا آوازہ بلند ہوا سلطان قطب الدین
نے اس مجلس میں اوسکو بہت کچھ نقد و جنس دئے محمد بختیار خلجی نے باہر آنکر جو کچھ اوسکو
ملا تھا وہ بادشاہ کے ملازموں کو دیدیا - دوسرے روز بہار و لکھنوتی اور سراپردہ سرخ و
طبل و علم اوسکو ملے - لکھنوتی اصل لکھمن وتی ہے لکشمن زبان زد خلایق لچھمن ہے کاف
سے چ بدل کر اور م گر کر لکھنوتی ہو گیا - طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ چون محمد بختیار
آن مملکت را ضبط کرد شہر نودیہ (ندیا) را خراب بگذاشت و بر موضعی کہ لکھنوتی است
دار الملک ساخت - اسکا نام گور بھی تھے قدیمی کتابوں میں آتا نہیں اس لئے اس کی
وجہ تسمیہ بتانی مشکل ہے - ابو الفضل نے لکھا ہے کہ لکھنوتی زبان زد آفاق و بعضی زبان
بگور - بدایونی اوسکو غوری سے مشتق بتاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ محمد بختیار معابد و بتخانہائے

کفار را ویران ساختہ مساجد و خوانق و مدارس کرد و دارالملک بنام خویش تعمیر فرمود کہ
گرگور نام دارد۔ بعض نے یہ وجہ تسمیہ ٹھہری ہے کہ ملک غیر آباد و پانی اور درختوں سے بھرا رہتا
وہ قبر سے مشابہت رکھتا ہے اسلیے گور نام رکھا ہے مگر البیرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وسط بنگال کا قدیمی نام گوڑ ہے اسلیے ملک کا نام پڑا اوسکی دارالسلطنت کا نام گوڑ ہوا
جسکو مسلمانوں نے اپنی زبان میں گور بنایا۔ فرشتہ میں لکھا ہے کہ لکھنوتی عبارت گور اور
بنگالہ سے دریاے گنگ تک ہے بعض کہتے ہیں کہ گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور
کے اس طرف سے بنارس تک اور دریاے گنگ کے کنارہ تک بنگالہ ہے جسکو بنگ بھی کہتے
ہیں۔ یہ ملک لکھمنہ ولد لکھمن کے پاس تھا اور اوسکا پایہ تخت نودیا تھا۔ لکھمن کی ایک عاقلہ
منکوحہ تھی جب اسکے بچہ پیدا ہونے کو ہوا نجومی نے بالاتفاق کہا کہ اگر اس ساعت میں بچہ
پیدا ہوگا تو ادبار میں اسکا زمانہ گذریگا اور اگر دو ساعت بعد پیدا ہوگا تو ایک مدت مسند شاہی
پر متمکن ہوگا تو اس عورت نے کہا جب تک نیک ساعت آئے میری دونوں ٹانگیں باندھ کر
الٹا لٹکا دو۔ اوسکو لٹکا دیا پھر ساعت مذکور میں اوسکو کھولا بیٹا پیدا ہوا مگر وہ اوسیوقت
مرگئی۔ اس لڑکے کا نام لکھمنہ کہا گیا جب وہ بڑا ہوا تو باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا
اوسنے مدتوں عدالت سے سلطنت کی۔ قاضی منہاج السراج یہ لکھتا ہے کہ منجم پنڈت
اس زمانہ کے حکما ہوگئے تھے اونھوں نے اس سے عرض کیا کہ پرانی کتابوں میں لکھا ہے
کہ فلاں تاریخ ترکوں یعنے مسلمانوں کے ہاتھ میں سلطنت چلی جائیگی۔ اور ایک شخص
جسکے ہاتھ ایسے لمبے ہونگے کہ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے ہونگے وہ یہ ملک لے لیگا ایسا شخص
محمد بختیار خلجی موجود تھا اس خوف سے بعض برہمن کامرود اور جگناتھ کی طرف بھاگے
راجہ لکھمنہ ممالکت موروثی کے ترک کرنے اور وطن اصلی سے نقل کرنے پر راضی نہیں ہوا
مگر جب محمد بختیار بہار سے ندیا کے سر پر آگیا تو وہ کشتی میں سوار ہوا۔ اور جگناتھ و کامرود
کی طرف چلا گیا اور مرگیا۔ محمد بختیار نے ندیا کو جو مابین لکھنوتی اور بنگالہ کے ہے ویران کیا
اور لکھنوتی اور بنگالہ کے بہت حصے پر متصرف ہوا اور اوسمیں خطبہ اپنے نام کا چلایا

سرحد بنگالہ پر ندیا کے عوض میں ایک شہر رنگپور آباد کیا اور اوسکو دار الملک بنایا مساجد و
خوانقاہ و مدارس اس شہر میں اور ولایت میں بجائے معابد کفار شعار اسلام کے موافق بنائے
اور اس زمانہ میں جو غنائم اوسکو ہاتھہ لگیں وہ سلطان قطب الدین پاس بھیجکر اپنے حسن اعتقاد
اور نیک ذاتی کو عالم کو ظاہر کیا جب اس ملک کا اکثر حصہ قبضہ ہو گیا تو تبت و ترکستان
کی تسخیر کا سودا ہوا محمد شیر خان خلجی کہ اوسکا سپہ سالار تھا اوسکو اس ملک میں اپنا نائب
مقرر کیا اور اپنے بھائی کو اسکا مددگار بنایا - اور انتخابی بارہ ہزار سوار لیکر ان پہاڑوں پر
گیا جو لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہیں یہاں کی خلقت تین قسم کی ہے ایک منج دوم
کونچ سوم تہارو سب کے چہرے ترکوں کے سے تھے اور اونکی زبان ترکی و ہندی کے درمیان
تھی - زمیندار منج کہ ہندوستان کا سرحد نشین تھا محمد بختیار نے اوسکو گرفتار کیا - وہ اوسکے
ہاتھہ پر مسلمان ہوا - وہ علی منج مشہور ہوا - اس کوہستان کی راہ جانستان تھی - وہ
ایک شہر ابردھن پر پہنچا اوس کے سامنے دریاو تکری بہتا تھا علی منج کی ہدایت سے
وہ قدیمی پل پر پہنچا اور اوسنے اس پل کے حفاظت کے لیئے ایک ترک امیر اور دوسرا
خلج امیر مقرر کیا اور پل کو عبور کرکے تبت میں آیا - راے کامرود نے محمد بختیار کی خبر
کو سنا تھا تو وہ اوسکے ساتھہ رفق و مدارا سے پیش آیا تھا جب اوسکو محمد بختیار کے عبور کی
خبر ہوئی تو اوسنے اپنے معتمدوں کو بھیجکر خاطر نشان کیا کہ تبت کی راہ بڑی دشوار گذار اور
سرحد پر قلعے نہایت استوار ہیں اس سال ولایت تبت کی تسخیر کو موقوف کیجئے دوسرے
سال میں سپاہ اسلام کا پیشوا میں خود ہونگا مگر محمد بختیار کا بخت برگشتہ ہو گیا تھا اوس نے
اوسکے کہنے پر ذرا خیال نہ کیا اور تبت کی طرف روانہ ہوا - پندرہ روز تک پہاڑوں میں
سفر کیا پھر سولہویں روز ایک سطح صحرا میں آیا تو ایک مملکت اوسنے آباد دیکھی لشکر اسلام نے
قلعہ و شہر کو جو نزدیک اور سامنے تھے پھر کر غارت کرنا شروع کیا - اہل تبت نے جمع ہو کر
مسلمانوں کو شہر اور قلعہ سے باہر نکال دیا - اور لڑ کر بہت مسلمانوں کو مجروح اور کشتہ کیا
وہ جوشن و برگستوان و سپر و خود لگائے ہوئے تھے سب تیر انداز تھے اور بڑی بڑی

کمانیں کہتے تھے۔ بہت ہی کم انمیں نیزہ دار تھے۔ محمد بختیار کو معلوم ہوا کہ یہاں سے پندرہ کروہ پر ایک شہر کرم سین ہے کہ پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز اُس میں موجود ہیں اور ہر روز اوسکے بازار میں پندرہ سو گھوڑے فروخت ہوتے ہیں اور دربار لکھنوتی میں جو گھوڑے آتے ہیں وہ اوسی شہر سے جاتے ہیں عساکر اسلام راہ کا تھکا ہوا اور لڑائی سے ہارا ہوا تھا اسلئے آدمیوں سے لڑائی کی جان نہیں رکھتا تھا اسلئے مراجعت کا عازم ہوا۔ اہل تبت نے راہوں کو بند کر رکھا تھا۔ آذوقہ کمتر پہنچا تھا۔ بہت محنت و مشقت اوٹھا کر اسکے کروہ میں لشکر آیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پل کی محافظت کے لئے جو دو امیر چھوڑے تھے اونمیں کچھ جھگڑا ہوا وہ چلدئیے۔ اب دریا کے عبور کے سامان کی تیاری میں بہت کوشش کی کشتیوں کی تیاری کی۔ ایک بتخانہ میں رہنے کا ارادہ کیا۔ مگر اہل تبت نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کو بت خانہ میں بند کرکے بے آب و دانہ ہلاک کرنا چاہئے محمد بختیار کو جب یہ خبر ہوئی تو نہایت حیران و پریشان تھا تدبیر کر رہا تھا کہ اوسنے دیکھا کہ ایک سوار دریا سے عبور کر گیا جسے مسلمانوں نے جانا کہ دریا پایاب ہے اہل تبت کے ہول کے مارے اس دریا میں چل پڑے وہ پایاب تھا اسلئے محمد بختیار اور سو آدمیوں کے سوا سب سوار بحر فنا میں غرق ہوئے محمد بختیار جب اپنے ملک میں دیوکوٹ میں آیا تو رنج و غم کے مارے بیمار ہوا جب پریشانی کی خبر ملک میں پہلی تو خلجیوں کے فرزند اور عورتیں اپنے عزیزوں کا حال دریافت کرنے کے لئے دیوکوٹ میں آئے جب عورتوں کو اپنے عزیزوں کے ڈوبنے کا حال معلوم ہوا تو سر راہ اور گلی کوچوں میں محمد بختیار کو وہ کوستی تھیں اور گالیاں دیتی تھیں۔ وہ اس حال کو دیکھکر اور زیادہ رنجیدہ ہوا سنہ ۶۰۲ھ میں اوسنے روح پرسے جسم کا پشتارہ ۱۵ تارہ پہ سپکا طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ علی مردان خلجی نے دیوکوٹ میں جا کر محمد بختیار کو خنجر مار کر کام تمام کیا۔ جنازہ اوسکا بہار میں گیا اور وہاں وہ دفن ہوا۔ اوسکے بعد امرا اور بادشاہان دہلی نے یہاں حکومت کی جسکا ذکر بادشاہوں کے حال میں مذکور ہوا۔

سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر سرفراز ہونا

دہلی کے بادشاہ محمد تغلق کی طرف سے بنگالہ کا حاکم قدرخان تھا اسکا ایک سلاحدار ملک فخر الدین
تہا۔ قدرخان سنارگانو میں فوت ہوا۔ ۷۳۹ھ/۱۳۳۸ء میں فخر الدین ملک پر متصرف ہوا اور اپنا
خطاب فخر الدین سلطان رکہا اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور خیل و حشم کے جمع کرنے میں
کوشش کی جب سلطان محمد تغلق کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے قدرخان حاکم لکہنوتی کو ایک
امرا کی جماعت کے ساتہہ ملک فخر الدین کی تنبیہ کے لئے بہیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو فخر الدین
منہزم ہوا۔ اور جنگل میں دور بہاگ گیا۔ اوس کے سب ہاتہی گہوڑے قدرخان کے
ہاتہہ آئے۔ قدرخان یہاں آیا اور باقی اور امرا اپنی جاگیروں میں گئے۔ برسات کا موسم
آگیا۔ قدرخان روپیہ جمع کرنے میں مشاغل اور سپاہ کے جمع کرنے سے غافل ہوا۔ اسکا
ارادہ یہ تہا کہ برسات کے ختم ہونے کے بعد سلطان پاس جاکر روپئے اشرفیوں کے ڈہیر اسکے
سامنے لگادونگا۔ فخر الدین کو بہی اس ارادہ کی خبر لگ گئی تہی۔ اوسنے مخفی آدمیوں کو سپاہیوں کے
پاس بہیجکر اس وعدہ پر سب کو اپنا بنالیا تہا کہ جب قدرخان پر فتح پاؤنگا تو سارا خزانہ
اوسکے تم میں تقسیم کردونگا۔ جب فخر الدین اپنے لشکر سمیت جنگل سے سنارگانو میں آیا تو لشکر
عاصی اور امیران باغی اوسکے ساتہہ ہوگئے اور اونہوں نے قدرخان کو مار ڈالا اور خزانہ
چہین لیا۔ فخر الدین نے وعدہ پورا کیا کہ سارا خزانہ سپاہ کو دیدیا۔ سنارگانو کو تخت گاہ
بنایا اور اس دیار کی حکومت میں مشغول ہوا۔ اور اپنے غلام مخلص خان کو بہت سا لشکر
دیکر لکہنوتی کے انتظام کے لئے بہیجا۔ علی مبارک کہ قدرخان کے لشکر کا عارض (میر بخشی)
تھا اوسنے ہمت و مردانگی کرکے اخلاص و دولت خواہی کی وجہ سے ایک جماعت کو اپنا یار
و یاور بنایا اور مخلص خان کو شکست دی اور سلطان محمد تغلق پاس فتحنامہ اور عریضہ
بہیجا کہ اگر حکم ہو تو میں ضابط لکہنوتی بنوں۔ سلطان اوس کو جانتا نہ تھا اسلئے جواب سے
ملتفت نہ ہوا۔ یوسف شحنہ دہلی کو لکہنوتی کا ضابط مقرر کرکے روانہ کیا۔ وہ وہاں
نہ پہنچنے پایا تہا کہ موت نے اوسکو آخر منزل میں پہنچا دیا۔ علی مبارک کے قبضہ میں لکہنوتی
آئی اسباب بادشاہی مہیا تہا اپنے تئیں سلطان علاء الدین کا خطاب دیا۔ اس نے

ملک الیاس ستعد لشکر رکھتا تھا سلطان علاء الدین کو قتل کیا اور خود اپنا خطاب سلطان شمس الدین
کہا اور سنہ ۷۴۱ھ میں سنارگانو پر لشکر کشی کر کے فخر الدین کو زندہ گرفتار کیا اور لکھنوتی میں لا کر
دار پر کھینچا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام پر جاری کرایا۔ مگر طبقات اکبری میں یہ لکھا ہے کہ قدر خاں کا
سلاحدار فخر الدین تھا اوس نے غدر کر کے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور خود سلطنت کرنے لگا مخلص
خاص اپنے غلام کو آراستہ لشکر کے ساتھ اقصاء بنگالہ میں بھیجا علی مبارک عارض لشکر قدر خاں نے
مخلص سے جنگ کر کے اوسکو شکست دی اسباب و حشم جو اس پاس تھا اوس پر متصرف ہوا فخر الدین
کہ نو دولت تھا آدمیوں سے اطمینان خاطر نہ رکھتا تھا۔ وہ علی مبارک سے لڑنے نہ گیا۔
علی مبارک نے سامان کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا۔ سنہ ۷۴۱ھ میں فخر الدین لکھنوتی
میں گیا جنگ میں علی مبارک کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ فخر الدین کا زمان سلطنت دو سال
اور کئی مہینے تھی +

ذکر ایالت علی مبارک المخاطب سلطان علاء الدین

علاء الدین فخر الدین کو قتل کر کے لکھنوتی میں تھا مستقر کر کے بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ملک حاجی
الیاس نے سلطان علاء الدین کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے
اختیار میں کر لیا اور علاء الدین کو مار ڈالا اور خود شاہ شمس الدین بن بیٹھا سلطان علاء الدین
کی مدت سلطنت یک سال و پانچ مہینے تھی +

سلطنت حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین بھنگڑہ

جب علاء الدین شاہ مارا گیا تو تمام لکھنوتی اور بنگالہ حاجی الیاس کے تصرف میں آیا امرا نے
اتفاق کر کے اوسکو شاہ شمس الدین شاہ بھنگڑہ کا خطاب دیا۔ اوس نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا
اسکا لقب بھنگڑہ ہے مگر وجہ تسمیہ اوسکی معلوم نہیں محمد بختیار خلجی کے بعد مسلمانوں کی عملداری
سے ولایت حاجی نگر نکل گئی تھی ـــــ افسر اور سپاہ کی دل جوئی کر کے شمس الدین نے
اوس پر لشکر کشی کی اور اس حدود میں بڑے بڑے ہاتھی اوسکے ہاتھ آئے اور اپنے
دار الملک کو مراجعت کی تیرہ سال کئی مہینے تک شاہان دہلی میں سے ایک بھی اس کا

متعرض ہوا۔ وہ کمال استقلال سے بادشاہی کرتا رہا۔ دہم شوال ۷۵۴ھ (۱۳۵۳ء) میں تغلق
فیروز شاہ ایک لشکر گران کے ساتھہ لکھنوتی پر متوجہ ہوا۔ شاہ شمس الدین تمام ولایت بنگالہ
کو خالی چھوڑ کر اکدالہ میں چلا گیا جوالی اکدالہ میں سلطان فیروز شاہ آیا۔ جنگ ہوئی بہت سے
طرفین سے آدمی کشتہ ہوئے شاہ شمس الدین بھاگ کر اکدالہ میں متحصن ہوا۔ جاج نگر سے جو
بڑے بڑے ہاتھی شمس الدین لایا تھا۔ وہ فیروز شاہ کو ہاتھ آئے۔ برسات کا موسم آیا۔
بارش کی کثرت ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی چلا گیا ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں شمس الدین نے اپنی پیشکش
سخندان ایلچیوں کے ہاتھہ بھیجی جو بادشاہوں کے لائق ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ایلچیوں کو
رخصت کیا ۷۵۹ھ (۱۳۵۷ء) میں اوسنے پھر ملک تاج الدین کے ہمراہ بھاری پیشکش سلطان دہلی
پاس روانہ کی بادشاہ نے ایلچی پر بڑی مہربانی کی اور ملک سیف الدین شحنہ کے ہمراہ تازی
و ترکی گھوڑے اور تحفے بادشاہ شمس الدین پاس بھیجے مگر یہ سفیر بہار ہی میں آیا تھا کہ سلطان
شمس الدین کا انتقال ہو گیا۔ اوس کی مدت سلطنت ۱۶ سال اور کئی ماہ تھی۔ حاجی پور
اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین شاہ

جب شاہ شمس الدین نے دنیا سے کوچ کیا تو سوم کے روز امیروں نے بڑے بیٹے کو بادشاہ
بنایا اور شاہ سکندر کا خطاب پایا عدل و داد کی نوید اوسنے دی اور بادشاہ فیروز شاہ
کی استرضاء خاطر کے لیے پچاس ہاتھی اور اقسام امتعہ بسم پیشکش بھیجیں اس وقت فیروز شاہ
بادشاہ نے ۷۶۰ھ میں بنگالہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر نے بقدر طاقت مستعد
مقاومت کی قلاع و بقاع کو مضبوط کیا سلطان فیروز شاہ ظفر آباد میں آیا سلطان سکندر
نے بھی باپ کی رسم اختیار کی حصار اکدالہ میں متحصن ہوا۔ مقاومت کی طاقت نہ تھی۔ ہر سال
پیشکش کا دینا قبول کیا جسکے سبب بادشاہ واپس گیا۔ بادشاہ ابھی رستہ ہی میں تھا کہ ۳۷
یا ۸ہر ہاتھی اور بہت سی امتعہ سلطان کی پیشکش میں بھیجے اور باپ کے آئین پر عمل کر کے تمام عمر
عیش سے بسر کی اوسکی مدت شاہی و سال چند ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بیٹے کے ہاتھ جنگ میں مارا گیا +

ذکر شاہ غیاث الدین بن شاہ سکندر شاہ

سکندر شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا غیاث الدین تخت پر بیٹھا اور باپ دادا کے طریقہ پر عمل کیا اور تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی ۷۷۵ھ میں اس دنیا سے کوچ کیا +

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ

جب شاہ غیاث الدین نے رحلت کی تو امرانے اوسکے بیٹے سلطان السلاطین کا خطاب دیکر باپ کی جگہہ تخت پر بٹھایا یہ بادشاہ شجاع و کریم و حلیم تھا اوسکے امرا و وزرا کاردان تھے انہیں اختلاف نہ تھا اطراف کے راے اوسکے مطیع رہے اور مال واجبی کے ادا کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ میں دس سال حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی اوسکی مدت شاہی ۷ سال چند ماہ بعض بتاتے ہیں +

سلطنت شمس الدین ثانی بن سلطان السلاطین

جب سلطان السلاطین دار دنیا سے دار بقا کو گیا تو امرا نے اوسکے بیٹے کو شاہ شمس الدین کا خطاب دیکر اورنگ شاہی پر بٹھایا وہ اپنی خورد سالی کے سبب خفیف العقل تھا اوسکے عہد میں کنس ہندو نے کمال شوکت و استقلال حاصل کیا تھا وہ قضا اختیار بنگالہ کا ہوگیا جب سلطان شمس الدین ۷۸۸ھ میں سر حیات سے اٹھا تو کنس نے اپنی حکومت کا علم بلند کیا شمس الدین نے تین سال چند ماہ حکومت کی +

حکمرانی راجہ کنس ہندو

راجہ کنس اگرچہ مسلمان نہ تھا مگر مسلمانوں سے ایسی آمیزش و محبت رکھتا تھا کہ بعض مسلمان اُس کے اسلام پر شہادت دیکر اوس کو دفن کرنا چاہتے تھے بہرحال اُس نے کلاہ خسروی کو سر پر رکھا چتر و اثاثہ سلطنت اوسکو ملا۔ سات سال کمال استقلال سے کامرانی بوجہ احسن کی۔ پہر عالم نیستی کی راہ ناگزیر پر چلا گیا اُسکا بیٹا مسلمان ہوکر تخت فرمانروائی پر بیٹھا +

حکومت جیت مل ولد کنس المخاطب بہ سلطان جلال الدین

کنس کے مرنے پر اوسکے بیٹے جیت مل نے ارکان سلطنت کو بلایا اور کہا کہ ملت احمدی

کی حقیقت مجھ پر کھل گئی ہے - مجھے مسلمان ہونے کے سواء کوئی چارہ نہیں - اگر مجھے شاہی کے لئے نہیں قبول کرتے تو میں اپنے چھوٹے بھائی کو سلطنت دیتا ہوں مجھے معذور رکھئے سب اہل حل وعقد نے متفق ہو کر کہا کہ ہم بادشاہ کے تابع ہیں - امور دنیوی میں ہم کو مذہب و دین سے کچھ کام نہیں ہے جیت مل نے لکھنوتی کے علماء و فضلاء کو طلب کیے کلمہ شہادت پڑھا اور خود اپنا خطاب جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا - داد اور عدل کے لوازم کو ایسا اختیار کیا کہ اپنے عہد کا نوشیروان ہوا - سترہ سال چند مہینے نہایت استقلال سے بنگالہ لکھنوتی میں سلطنت کرکے ۸۱۲ھ میں جان شیریں کو بہشت بریں کے خزانچی کے حوالہ کیا - اسکا بیٹا احمد سلطان تخت نشین ہوا +

سلطنت سلطان احمد بن سلطان جلال الدین

سلطان احمد شاہ اپنے باپ کا پیرو تھا - داد و دہش بہت کی ۸۳۰ھ کے آخر میں ۱۸ سال سلطنت کرکے مرگیا +

ناصر الدین غلام کا وارث ملک ہونا

جب سلطان احمد شاہ نے تخت کو خالی چھوڑا تو اوسکا غلام ناصر الدین جرأت کرکے تخت شاہی پر ہو بیٹھا اور بادشاہ کی تمام دولت اپنے ہم پیشوں میں تقسیم کردی تاکہ وہ اوسکے مددگار رہیں - امراء کو شمس الدین بھنگرہ کی اولاد میں سے ایک شاہزادہ ہاتھ آگیا اوسکو تخت پر بٹھایا اور غاصب سلطنت کو کوئی کہتا ہے سات روز بعد کوئی کہتا ہے کہ دو پہر بعد قتل کرڈالا -

سلطنت سلطان ناصر الدین بھنگرہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ سلاطین بھنگرہ کی سلطنت چند سال بعد مردہ ہو کر پھر زندہ ہوئی - اقبال جو اوبار سے بدل گیا تھا پھر اسکے ہماتے اپنا سایہ اس خاندان پر ڈالا - ناصر شاہ کسانوں میں ملکر زراعت میں مشغول رہتا تھا اصلا اوس کو سلطنت کا خیال نہ تھا وہ عالی جاہ بادشاہ ہوگا - اخلاق حسنہ و صفات تحسنہ رکھتا تھا - راجہ کنس اور جلال الدین

ور احمد کی سلطنت میں جو اوسکے خاندان کے لوگ چاروں طرف پراگندہ ہوگئے تھے وہ سب بہم
اس پاس جمع ہوگئے۔ سب چھوٹے بڑے اوسکی سلطنت سے خوشحال ہوئے۔ دہلی اور بنگال
کے درمیان سلاطین جونپور حائل ہوگئے تھے اسلئے ناصرالدین نے ١٢ سال بے کھٹکے سلطنت
کی ٨٣٢ھ ١٤٢٨ء میں اس جہان سے رخصت ہوا +

سلطنت باربک شاہ بن ناصر شاہ

ناصر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے بیٹے باربک کو سریر سلطنت پر بٹھایا۔ اوسکے عہد میں علما
اور سپاہ خوش رہی ہندوستان میں اول یہی بادشاہ ہے جسنے حبشی غلاموں کو تربیت کرکے
بزرگ درجہ پر پہنچایا۔ اور آٹھ ہزار کے قریب حبشی جمع کیے اور خدمات بزرگ مثل وکالت و
وزارت و امارت وغیرہ اونکو سپرد کیں گجرات اور دکن کے سلاطین نے بھی اوسکی تقلید کی
اسی گروہ کا اعتبار اور اقتدار بڑھایا۔ باربک شاہ نے ١٧ سال سلطنت کی ٨٧٩ھ ١٤٧٥ء میں
انتقال کیا۔

حکومت یوسف شاہ ولد باربک شاہ

باربک شاہ کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ بادشاہ ہوا۔ اسنے عدل و داد کا شیوہ اختیار کیا
وہ علم و فضل و کاردانی کے زیور سے آراستہ تھا۔ امر معروف و نہی منکر میں مبالغہ کرتا تھا۔
اوس کے عہد میں کسی کا مقدور نہ تھا کہ علانیہ شراب پئے اور اوسکے حکم سے تجاوز کرے
چند روز بعد ہمیشہ مسند علما کو اپنے پاس بلاکر کہتا کہ اگر تم مہمات شرعی میں کسی کی
جانبداری کروگے تو ہم میں اور تم میں صفائی نہیں رہے گی بلکہ تم کو بہت تکلیف دونگا
وہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا جن معاملات کو قضات فیصلہ نہیں کرسکتے تھے وہ خود فیصلہ
کردیتا۔ ٨٨٧ھ ١٤٨٢ء میں اوسکی زندگی پوری ہوئی۔ ٧ سال ٦ ماہ سلطنت کرگیا +

سکندر شاہ کا بادشاہ ہونا

یوسف شاہ کے مرنے کے بعد امرا و وزرا نے بغیر سوچے سمجھے شاہ سکندر کو تخت پر بٹھایا مگر
وہ سلطنت کا مستحق نہ تھا اسلئے دو پہر بعد اسکو معزول کیا اور فتح شاہ کو بادشاہ کیا +

حکومت فتح شاہ

کہتے ہیں کہ فتح شاہ عالم و دانا تھا اوسنے سلاطین پیشین کی رسوم کو اختیار کیا۔ ہر ایک امیر کی بقدر اوسکی لیاقت کے قدر و منزلت کی۔ باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں جو خواجہ سرا اور حبشی بہت صاحب اعتبار ہو گئے تھے اور بے اعتدالیاں کرنے لگے تھے تازیانہ عدل سے اونکی اصلاح کی اس زمانہ میں بلاد بنگالہ میں رسم تھی کہ ہر رات پانچہزار پائک نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے تھے۔ علی الصباح بادشاہ تخت پر بیٹھ کر انکا سلام لیتا تھا اور رخصت کرتا تھا تو دوسری جماعت حاضر ہوتی تھی۔ خواجہ سرا یوں کو جب بادشاہ نے درست کیا تو وہ پریشان ہو کر خواجہ سرا سلطان شہزادہ بنگالی پاس گئے۔ پہرہ دار آدمی سب اوسکے طرفدار تھے اور محلوں کی کنجیاں اوسکے پاس رہتی تھیں سلطنت کے صاحب داعیہ ہونے کے آثار بھی وہ ظاہر کرتا تھا۔ لوگوں نے اوسکو سلطنت کی تکلیف دی۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس زمانہ میں خواجہ جہاں خواجہ سرا اور امیر الامرا ملک اندیل امیر الامرا حبشی لشکر کے خلاصہ کو لیکر سرحد کی رایوں کے دفع کرنے کے لئے نامزد ہوئے تھے سلطان شاہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سرایوں اور پائکوں کی یاری سے ؁۸۹۶ میں فتح شاہ کو قتل کیا اور علی الصباح خود تخت پر بیٹھ کر پائکوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت ۷ سال ۵ ماہ تھی۔

ذکر حکومت سلطان باربک

جب خواجہ سرا اپنے صاحب کو قتل کر کے بادشاہ ہوا اور باربک شاہ خطاب کہا تو تمام خواجہ سرا اس پاس فراہم ہوئے اور اوسنے کمینے اور پست بہت آدمیوں کو مال پر فریفتہ کر کے جمع کیا۔ روز بروز شوکت کو بڑھایا۔ صاحب جمعیت امرا کی فکر میں ہوا مگر وہ امرا کا سر گروہ ملک اندیل حبشی تھا وہ سرحد پر گیا ہوا تھا جب اس بات کی اوس کو خبر ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح سے پایتخت پر پہنچے اور اپنے کام کو کفایت سے کرے۔ اس اثنا میں خوفی خواجہ سرا کے دل میں آئی کہ ملک اندیل حبشی کو حیلہ و تدبیر سے بلا کر مقید کرے اوسکی طلب میں فرمان صادر کیا۔ ملک اندیل اوسکو لطیفہ غیبی سمجھا اپنی خوب جمعیت کے ساتھ وہ اس پاس آیا۔ بڑی احتیاط سے

رہا بہیں آمد شد کرتا جب خواجہ سرا اوسکے دفع کرنے میں عاجز ہوا تو ایک دن مجلس کو ترتیب دیکر زیب و زینت سے آراستہ کیا اور دس بارہ ہزار آدمی اطراف و جوانب سے دار الامارة میں جمع ہو گئے۔ مجلس کمال شان و شوکت سے مرتب ہوئی تو اوسنے اول اندیل کو اپنے پاس بلایا اور بہت التفات سے پیش آیا۔ اور فرمایا کہ سلطان مرا اوسکی ایک جماعت کو میں نے مار ڈالا اور تخت پر ہو بیٹھا تو میرے اس کام پر کیا کہتا ہے تو ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا۔

ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود ‌‌‌+ سلطان شہزادہ کو یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوئی فی الفور خلعت و کمر و خنجر مرصع و چند اسپ و فیل اوسکو عنایت کئے اور قرآن کو درمیان میں رکھا اوسنے ملک اندیل سے قسم دلائی کہ وہ اوسکو کوئی آسیب نہیں پہنچائیگا۔ ملک اندیل نے قسم کہائی کہ جب تک تو تخت پر ہوگا میں مضرت نہیں پہنچاؤنگا۔ اس سبب سے کہ سب آدمی خواجہ سرا سے خونیں دل ہو رہے تھے۔ اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے ولی نعمت کے خون کے انتقام لینے میں بجد تھا۔ دربانوں سے ملکر وہ فرصت کی تلاش میں رہتا تہا۔ ایک دن وہ کافر نعمت شراب پی کر تخت پر سو گیا تو دربانوں کی رہنمائی سے حرم سرا میں ملک اندیل حبشی قتل کے قصد سے گیا۔ وہ تخت پر سوتا تہا تو اوسکو اپنی قسم یاد آگئی اس اثنا میں وہ اجل رسیدہ تخت سے نیچے گر پڑا۔ ملک اندیل اوسکو اپنی قوت طالع سمجھا چست و چالاک ہوکر اوس پر تلوار ماری شمشیر کارگر نہ ہوئی۔ بار بک ہوشیار ہوا اور اپنے تئیں ننگی تلوار سے دوچار دیکھا۔ وہ ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا وہ قوی اور عظیم الجثہ تہا۔ ملک اندیل حبشی کو کشتی میں نیچے لے آیا۔ ملک اندیل حبشی نے اپنے ہاتھوں میں اوسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑے۔ یغرش خان ترک کو کہ حجرہ کے باہر کھڑا تہا غل مچا کر بلایا۔ یغرش خان حبشیوں کی جماعت لیکر اندر آیا۔ ملک اندیل کو اوپر دیکھکر اوسکو الم ہوا اسی اثنا میں تلاش میں ہوا وہ ایک دوسرے کے پکڑنے میں مشغول ہاتھ پاؤں کے نیچے اگر چہ کوئی چیز نہیں وہ خاموش تہا ہوا بہت تاریک تہی۔ ملک اندیل حبشی نے فریاد کی کہ میں نے اسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑ رکھے ہیں اسکا جسم اتنا چوڑا چکلا ہے کہ میری پیٹھ پر ہے اسپر سے تلوار گذر کر مجھ تک نہیں آئے گی۔ اگر میں اور مجھ جیسے ہزار ولی نعمت کے

قصاص خون میں تلف ہوں تو تھوڑے ہیں یغرش خان نے آہستہ آہستہ چند زخم باربک شاہ کی
پیٹھ پر مارے - اوسنے اپنے تئیں مردہ بنایا - ملک اندیل اور یغرش خان اور حبشی باہر آئے
اور تواچی باشی حبشی سے اونہوں نے کہا کہ ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا - تواچی باشی
حبشی نے شاہ باربک کی خوابگاہ میں چراغ روشن کیا - باربک شاہ ملک اندیل کا خیال
کرکے خوف جان سے ایک مخزن میں پہلے اس سے کہ چراغ روشن ہون جا چھپا تھا -
جب تواچی باشی اس مخزن مین گیا تو باربک شاہ نے دم چرا کر اپنے تئیں مردہ بنایا
تواچی باشی نے فریاد مچائی کہ ہاے ہمارے صاحب کو غداروں نے مار ڈالا - باربک شاہ
نے اوسکو خیرخواہوں اور صدیقوں میں شمار کیا اُسنے کہا کہ چپ ہو کہ میں ابھی زندہ ہون
ملک اندیل کہاں ہے تواچی پادشاہ نے کہا کہ وہ یہ سمجھکر کہ بادشاہ قتل ہوگیا خاطر جمع
سے اپنے گھر چلا گیا - باربک شاہ نے اوس سے کہا کہ باہر جاکر فلاں فلاں امرا کو جمع کرکے
کہو کہ ملک اندیل حبشی کا سر کاٹ کے لائیں اور دروازوں کو نوبتی پیادوں کے
سپرد کرکے کہدو کہ مسلح ہو کر ہوشیار رہیں تواچی نے کہا کہ بسر وچشم اب جاتا ہوں اور
علاج کرتا ہوں باہر آنکر ملک اندیل کے کان میں چپکے سے سارا حال کہدیا - ملک اندیل نے
پھر اندر آنکر باربک کا کام خنجر سے تمام کیا - اور اسی مخزن میں لاش کو مقفل کردیا اور خانجہاں
وزیر کو طلب کیا جب وہ آیا تو بادشاہ کے مقرر کرنے کے باب میں مشورہ کیا سواے دو سال
کے لڑکے کے فتح شاہ کا وارث کوئی نہ تھا - وہ شاہی کے قابل نہ تھا کس طرح اوس کو
تخت پر بٹھاتے سب متفق ہوکر فتح شاہ کی بیوی پاس گئے اور رات کی داستان سُنائی
اور کہا کہ تیرا بیٹا ابھی بچہ ہے اوسکو کسی کے حوالہ کر کہ وہ بڑا ہوکر مہمات بادشاہی
کے سرانجام دینے کے لایق ہو - شہزادہ کی ماں اُنکی بات کو سمجھ گئی اوسنے کہا کہ مین نے
خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح شاہ کے قاتل کو جو شخص ماریگا بادشاہی اوسکو سپرد کرونگی
ملک اندیل حبشی نے اول بادشاہی سے انکار کیا - مگر امرا کے کہنے کو منظور کیا اور تخت پر
بیٹھکر فیروز شاہ اپنا خطاب رکھا - بعض کہتے ہیں کہ باربک شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی

بعض مورخ یہی بتاتے ہیں۔ باربک شاہ کے مرنے کے بعد کچھ مدت تک بنگالہ میں رسم رہی کہ جو کوئی اپنے بادشاہ کو مار ڈالے وہی بادشاہ ہوا اور سب آدمی اوسکے مطیع اور فرمان بردار ہوں اور اوسکے احوال متعارض نہوں +

سلطنت ملک اندیل حبشی المخاطب فیروزشاہ

فیروزشاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوا طریقہ معادلت اور احسان کو اختیار کیا۔ خلایق کو امن امان میں رکہا۔ اپنی امیری کے دنوں میں بڑے بڑے کام کرتے تہے اوسکی سپاہ اور رعیت نے کان نہلائے تین سال کمال استقلال سے بادشاہی کی پہر مریض ہو کر ۸۹۶ھ میں اس دنیا سے رہائی پائی +

سلطنت محمود شاہ بن فیروزشاہ

فیروزشاہ کے بعد اوسکے بڑے بیٹے سلطان محمود شاہ نے سریر سلطانی پر جلوس کیا۔ ملک و مال کے امور کا متکفل غلام حبش خان ہوا۔ اور محمود شاہ برائے نام بادشاہ ہوا۔ ایک اور حبشی جسکو سیدی بدر دیوانہ کہتے تہے ان اوضاع سے تنگ آیا حبش خان کو مار ڈالا۔ مہمات دولت کا خود متصدی ہوا پائکوں کے سردار سے متفق ہو کر سلطان محمود کو بہی قتل کیا۔ علی الصباح خود تخت پر بیٹہا اور مظفرشاہ اپنا خطاب کیا اور ان ممالک کا حاکم ہو گیا۔ سلطان محمود نے ایک سال سلطنت کی حاجی محمود قندہاری کی تاریخ میں لکہا ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا سلطان فیروزشاہ نہ تہا بلکہ فتح شاہ کا بیٹا وہ تہا۔ شاہ باربک کا غلام حبش خان تہا وہ فیروزشاہ کے حکم سے اوس کا کام کرتا تہا۔ فیروزشاہ کے مرنے کے بعد سلطان محمود تخت پر بیٹہا جب چہ سال سلطنت پر گذرے تو حبش خان کو شاہی کی ہوس ہوئی سیدی بدر دیوانہ نے حبش خان کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا

سیدی بدر حبشی مظفرشاہ

مظفرشاہ حبشی بڑا سفاک و بیباک تہا جو تعلما و صلحا و شرفا اوسکی بادشاہی سے راضی نہ تہے انکو مار ڈالا۔ اور ہندوں کی رائیوں کو کہ شاہان بنگالہ کی خصومت میں کمر بستہ رہتی تہی اونہیں بہی لشکر کشی کرکے قتل کیا۔ سید شریف کو منصب وزارت عطا کیا اور ملک و مال کا

صاحب اختیار بنایا اوسکی رہنموئی سے سوار و پیادہ کی تنخواہ کو کم کیا اور خزانہ کو بھرا۔ ایک عالم
اسنے متنفر ہوا۔ بہت سے امیر اسنے برگشتہ ہوکر ملک سے باہر چلے گئے۔ مظفر شاہ پانچہزار حبشی
اور تین ہزار افغان و بنگالی لیکر قلعہ میں متحصن ہوا۔ ایک قول کے موافق چار دن اور ایک
قول کے مطابق چار ماہ اندر اور باہر کے آدمیون میں جنگ و قتل ہوئی ہر روز بہت آدمیون
کے سر تن سے جدا ہوتے جو کوئی پکڑا ہوا سلطان مظفر کے سامنے آتا تو اوسکو قہر و
غضب مین آکر کشتہ کرتا۔ چار ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر روز مظفر شاہ شہر سے باہر
نکل کر لڑا طرفین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مظفر شاہ بہت سے امرا اور مقربوں کے
ساتھہ مارا گیا۔ حاجی محمد قندہاری کے قول کے موافق ان ایام میں سب لڑائیوں میں
اول سے آخر تک ایک لاکھہ بیس ہزار آدمی ہندو مسلمان مارے گئے۔ سید شریف
مکی نے علم شاہی بلند کیا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ مظفر شاہ سے خلقت کو نفرت
تھی سید شریف مکی اس بات کو سمجھہ گیا اوسنے پائکوں کے سردارونکو اپنا یار بنایا
اور ایک رات کو تیرہ آدمیون کے ساتھہ لیکر حرم سرا میں جاکر شاہ مظفر کو قتل کیا اور خود
علی الصباح تخت پر جا بیٹھا اور سلطان علاءالدین اپنا نام رکھا اور ملک کے کام میں مشغول
ہوا۔ مظفر شاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۵ ماہ تھی۔

سلطنت شریف مکی سلطان علاءالدین

سید شریف مکی اپنی وزارت کے دنوں میں اپنے تئیں نیک نفس لوگوں کو دکھلانا چاہتا تھا
تو خلایق کے کانون میں کہتا کہ مظفر شاہ حبشی زادہ اور بادشاہی کے قابل نہیں ہے اسمیں حیف
ہیں اوسکو سپاہ اور امرا کے باب میں نصیحت کرتا ہوں مگر سود مند نہیں ہوتی اسلیے امرا اوسکو
مشفق و مہربان جانتے تھے جب روز شاہ مظفر کشتہ ہوا امرا نے بادشاہی کے باب میں مشورہ کیا
اور سید شریف کی بادشاہی پر وہ راغب ہوئے اوسے کہا کہ ہم تمکو بادشاہ بنائیں تو تو ہمارے
ساتھہ کیا سلوک کریگا اوسنے کہا کہ جو کچھہ تمہارا مدعا ہوگا اوسی کے موافق کام کرونگا اسوقت
جو کچھہ زمین کے اوپر ہے تمکو دیتا ہوں اور جو زمین کے اندر ہے وہ میں خود لیتا ہوں غرض خاص و عام سے

مال کی طمع میں آنکر اوسنے بیعت قبول کی اور شہر گور کو لوٹنا شروع کیا۔ سید شریف مکی کو
بہت آسانی سے سر پر چتر رکھنا نصیب ہوا اوسنے اپنا خطبہ پڑھوایا اور بادشاہ باستقلال ہوا

بیت
دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار ورنہ با سعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست

چند روز بعد تاراج کو منع کیا لٹیروں نے اسکا حکم نہ مانا تو بارہ ہزار لٹیروں کو قتل کر ڈالا
تو وہ لوٹ سے باز آگئے۔ انکا مال تلاش کرکے اوس نے خود لے لیا۔ انمیں ایک ہزار ایسے سو
سونے کے تھال تھے بنگالہ اور لکھنوتی کی رسم یہ تھی کہ جو مالدار ہوتا وہ سونے کے تھال
بناتا اور اوس میں کھانا کھاتا اور جشن طوی کے روز جو سونے کے تھال مجلس میں زیادہ
لگاتا وہ زیادہ بڑا سمجھا جاتا بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رواج اب بھی ہے۔ شاہ
علاء الدین مرد عاقل و دانا تھا اصیل و نجیب امرا کی رعایت کی اور بندگان خاص کو
بھی مراتب ارجمند و مناصب بلند پر پہنچایا پایک کے پائکوں کو برطرف کیا
تاکہ اونسے مضرت نہ پہنچے حبشیوں کو اپنی قلمرو سے خارج کیا۔ اونکی شرارت اور مصاحبت
مشہور ہو گئی تھی اس لئے اونکو جونپور اور ہندوستان میں کہیں جگہ نہ ملی وہ
دکن اور گجرات میں چلے گئے سلطان علاء الدین نے مغلوں اور افغانوں
کی دستگیری کی۔ انکو عمال اور کارکن جابجا مقرر کیا۔ جسنے ملک کو قرار ہوا۔ سلاطین

سلطنت کی حاجی محمود قندھاری کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا سلطان فیروز شاہ کا
نہ تھا بلکہ فتح شاہ کا بیٹا وہ تھا۔ شاہ باربک کا غلام حبش خان تھا وہ فیروز شاہ کے حکم سے اوس کی تربیت
کرتا تھا۔ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد سلطان محمود تخت پر بیٹھا جب چھ سال سلطنت پر گذرے تو
حبش خان کو شاہی کی ہوس ہوئی سیدی بدر دیوانہ نے حبش خان کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا

سیدی بدر حبشی مظفر شاہ

مظفر شاہ حبشی بڑا سفاک و بیباک تھا جو علما و صلحا و اشراف اوسکی بادشاہی سے راضی
نہ تھے انکو مار ڈالا۔ اور ہندوؤں کی رایوں کو کہ شاہان بنگالہ کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے
اور بہت لشکر کشی کرکے قتل کیا۔ سید شریف کو منصب وزارت عطا کیا اور ملک مال کا

تو اکثر امرا افغانی بھاگ کر نصیب شاہ سے ملتجی ہوئے تھے سلطان ابراہیم کا بھائی سلطان محمود
بنگالہ میں آیا تھا۔ ہر ایک شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق پرگنات و قصبات بادشاہ نے دیئے
سلطان ابراہیم کی بیٹی جو اس ملک میں آئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح میں آئی۔
۹۳۵ھ میں بابر بادشاہ جونپور میں آیا اور اس ملک کو مسخر کیا اور بنگالہ پر قبضہ کرنے کا
قصد کیا تو نصیب شاہ نے بہت تحفے تحائف بھیجے اور عجز و نیازی ظاہر کی بابر نے وقت صلاح
دیکھ صلح کر لی اور الٹا چلا گیا۔ جب ۲ برس کے بعد ہمایوں بادشاہ ہوا اور یہ شہرت ہوئی کہ
بنگالہ کی تسخیر کا ارادہ دہلی کے بادشاہ کا ہے تو نصیب شاہ نے ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ میں اخلاص و خصوصیت
و محبت کے اظہار کے لئے ملک فرحان خواجہ سرا کے ہاتھ بہت نفیس تحفے سلطان بہادر
گجراتی پاس بھیجے۔ ایلچی کو قلعہ منڈو میں سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جس کو
سلطان نے خلعت خاص مرحمت کیا اس مدت میں نصیب شاہ باوجود دعوی سیادت ایسے
حمق و ظلم کا مرتکب ہوا کہ جس کی شرح سے سب کی خاطر مکدر ہوئی ۹۴۳ھ ۱۵۵۸ میں اوسکی عمر
تمام ہوئی یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اوس کو مار ڈالا نصیب شاہ کے
بعد سلطان محمود بنگالی نے مملکت میں استیلا پایا۔ وہ نصیب شاہ کے امرا میں تھا ۱۸ سال
سلطنت کی نصیب شاہ نے اوسے لشکر کشی [illegible]

سلطنت شریف مکی سلطان علاء الدین

سید شریف مکی اپنی وزارت کے دنوں میں اپنے تئیں نیک نفس لوگوں کو دکھلانا چاہتا تھا
تو خلائق کے کانوں میں کہتا کہ مظفر شاہ حبشی زادہ اور بادشاہی کے قابل نہیں ہے حبشیوں
میں اوسکو سپاہ اور امرا کے باب میں نصیحت کرتا ہوں مگر سودمند نہیں ہوتی اسلئے امرا اوسکو
مشفق و مہربان جانتے تھے جب مظفر شاہ کشتہ ہوا امرا نے بادشاہی کے باب میں مشورہ کیا
اور سید شریف کی بادشاہی پر وہ راغب ہوئے اس سے کہا کہ ہم تمکو بادشاہ بنائیں تو تو ہمارے
ساتھ کیا سلوک کریگا اوسنے کہا کہ جو کچھ تمہارا مدعا ہوگا اوسی کے موافق کام کرونگا اس وقت
جو کچھ زمین کے اوپر ہے تمکو دیتا ہوں اور جو زمین کے اندر دبا ہے وہ میں خود لیتا ہوں غرض خاص و عام

حکومت سلیمان کرانی بہادر

سلیم شاہ کے بعد بنگالہ اور بہار کا حاکم بالاستقلال سلیمان کرانی مقرر ہوا اور ولایت اوڈیسہ کو بھی اوسنے فتح کرلیا۔ اگرچہ اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھواتا تھا مگر حضرت اعلیٰ اپنے تئیں کہتا تھا بحیثیت جلال الدین اکبر بادشاہ کے ساتھ ملائمت کرکے تحفے ہدیئے بھیجتا تھا ۹ برس سال حکومت کی سنہ ۹۸۱ھ ۱۵۷۲ء میں مرگیا۔

حکومت بایزید افغان بن سلیمان

باپ کے بعد مسند حکومت پر بایزید بیٹھا۔ ایک مہینے کے بعد چچازاد بھائی کے بیٹے ہانسو نے اوسے مار ڈالا اور خود بھی وہ کشتہ ہوا۔ اوسکا چھوٹا بھائی داؤد خان اس کا جانشین ہوا۔

حکومت داؤد خان افغان بن سلیمان افغان

داؤد خان بعد بھائی کی وفات ولایت بنگالہ کو تصرف میں لایا اور فتنہ وفساد کو مٹایا۔ خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ شرب مدام اور اوباش مصاحبوں کے سبب سے ممالک اکبر بادشاہ کے حوالی میں مزاحمت پہنچائی (سارا حال داؤد خان کا اقبالنامہ اکبرشاہی میں لکھا ہوا ہے) کہ اسی پر سلطنت بنگالہ کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر وہ جدا سلطنت نہیں رہی فقط

بہار

تاریخ شاہان شرقی

جون پور اور ترہت میں جن بادشاہوں نے حکومت کی ہے وہ تاریخوں میں شاہان شرقی لکھے جاتے ہیں

حکومت سلطان الشرق خواجہ جہان

تاریخ مبارکشاہی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاہ فیروزشاہ کے چھوٹے بیٹے محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت اور خطاب خانجہان سے سرافراز کیا جب فیروز شاہ کا نبیرہ ناصرالدین محمود شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ء) میں خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیا اور ولایت جونپور و بہار و ترہت اوس کو حوالہ کی۔ اوسنے اس ملک کا انتظام جیسا کہ بایدوشاید کیا اور جونپور کو دارالحکومت مقرر کیا۔ اس حدود کے راجاؤں کو مطیع کیا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے جو حصار چھین لئے تھے اور اونکو خراب و ویران کیا تھا اونکو اوسنے لیکر از سرنو اونکو تعمیر کیا۔ اور کام کے آدمیوں کو سپرد کیا۔ ملک کو آباد کیا جب بادشاہ ناصرالدین محمود کی شوکت نہ رہی تو اوسنے اپنے تئیں سلطان الشرق کا خطاب دیا۔ پرگنہ گورکھپور اور بہرائچ کو مغلوب کرکے انتربید گنگا جمنا کے درمیانی ملک اور بہار کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ بنگالہ اور لکھنوتی کے حاکم جس طرح سے پہلے ہاتھی اور تحفے ہدیے بادشاہان دہلی کو بھیجتے تھے اس کے پاس بھیجنے لگے جب اس کا کام ترقی پر پہنچا تو موت نے ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں زمین کے اندر اوس کا تنزل کیا اسکی مدت سلطنت چھ سال تھی۔

سلطنت سلطان مبارک شاہ شرقی

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اسکا ارادہ تھا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کرکے سلاطین دہلی کی طرح سرپر چتر رکھے لیکن اجل نے اُسے فرصت دی وہ یہ ارمان اپنے ساتھ خاک میں لے گیا۔ اسکا متبنےٰ یعنے پسر خواندہ ملک قرنفل اسکا جانشین ہوا

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کا حال پہلے سے اور زیادہ غیر منتظم و ابتر ہو گیا تہا۔ اشراف اور
سرداروں سے اتفاق کر کے قرنفل نے اپنے تئین شاہ مبارکشاہ کا خطاب دیا اور سریر
شاہی پر بیٹھا۔ سلطان محمود شاہ دہلی کا وکیل مطلق العنان اقبال خان تہا۔ مبارک شاہ کے
استیلا کی اور دعوی شاہی کی خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا سنہ ۸۰۲ھ میں وسکے استیصال کے
لئے لشکرکشی کی۔ جب قنوج میں آیا تو شاہ مبارک شاہ بہی افغان و مغل و تاجیک و راجپوت
کی ایک جمعیت عظیم لیکر لڑنے کو آیا۔ گنگا کے کنارہ پر دونو لشکر فرد کش ہوئے۔ خیمہ و
خرگاہ کے عکس سے سطح آب قوس قزح کے رنگ دکہاتی تہی۔ درمیان میں دریا حائل تہا
دو مہینے تک دونو لشکر آمنے سامنے پڑے رہے کسی کی یہ جرأت و ہمت نہ ہوئی کہ
دوسرے پر حملہ کرتا۔ آخر کو جانبین تنگ آ کر بے مجادلہ و محاربہ اپنے اپنے مقاموں کو چلے گئے
جب شاہ مبارک شاہ جونپور میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان محمود مالوہ سے پہر کر دہلی میں
آیا۔ اقبال خان اوسکو ساتھ لیکر جونپور کی تسخیر پر پہر متوجہ ہوا۔ شاہ شرقی لشکر و سفر کا سامان
مہیا کر رہا تہا کہ اجل کے قوی دشمن نے اوسکے ملک وجود کو سنہ ۸۰۴ھ میں برباد کر دیا۔
اس کی بادشاہی کی مدت ایک سال اور چند ماہ تھی۔

سلطنت شاہ ابراہیم شرقی

مبارک شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا چہوٹا بہائی بادشاہ ہوا اوسنے شاہ ابراہیم
شرقی اپنا خطاب رکھا۔ یہ بادشاہ عقل و دانش سے متصف تہا۔ اسکے زمانہ میں ممالک ہندوستان
کے فضلا اور ایران و توران کے دانشمند کہ آشوب جہان سے پریشان خاطر تہے ارالامان
جونپور میں آئے اور اوسکے خوان احسان سے متمتع ہوئے۔ اسکے نام پر کئی کتابیں اور
رسالے لکہے گئے۔ اوسکے دو بہائی تہے جو صاحب عقل و کیاست و شجاعت اور اولوالعزم تہے
اوسکے ایام شاہی کے شروع میں اقبال خان محمود شاہ دہلی کو ساتھ لیکر جونپور کی تسخیر
کے ارادہ سے قنوج میں آیا۔ سلطان ابراہیم بہی لشکر کے ساتھ رزم و پیکار کے لیے
مستعد ہو کر گنگا کے کنارہ پر آیا۔ کچہہ دنوں دو لشکر مقابل رہے اقبال خان بہات کو

مالی میں اصلا سلطان محمود کی رائے و رویت کی طرف رجوع نہیں کرتا تہا تو سلطان محمود
شکار کا بہانہ کرکے اپنے لشکر سے باہر آیا۔ بغیر اسکے کہ شاہ ابراہیم سے پہلے کوئی اپنے آنے
کی تمنا کرتا۔ اس پاس اس خیال سے چلا آیا کہ وہ حق نمک کا خیال کرسکے اوسکی بادشاہی
قایم کردے یا اوسکی کومک کرکے اقبال خان کو دفع کردے سلطان ابراہیم شرقی نے
شاہی کی لذت ابہی چکہی تہی اور شاہی نے بہی اوسکی استحکام نہیں پایا تہا۔ محمود کے
دونو ارادوں میں سے کوئی اوسنے پورا نہ کیا بلکہ اوسکی پرسش اور دلجوئی میں ایسا
تساہل کیا کہ سلطان محمود اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور بے خبر قنوج کی جانب چلا گیا
حاکم قنوج امیرزادہ ہروی کو اسی بادشاہ نے مقرر کیا تہا اوس کو جبر و قہر سے باہر کیا اور
اس بلدہ پر متصرف ہوا تو سلطان ابراہیم شرقی اور اقبال خان نے دیکہا کہ بادشاہ
محمود شاہ نے مملکت قنوج پر قناعت کی تو اوس کو دونوں نے وہاں رہنے دیا اور ایک دہلی
دوسرا جونپور پر چل دیا۔ بعض تواریخ میں یہہ مسطور ہے کہ سلطان محمود مبارک شاہ شرقی کی
پاس آیا تہا۔ اونہیں دنوں مبارک مرگیا۔ اور ابراہیم شاہ بادشاہ ہوگیا سنہ ۸۰۸ ہجری میں واقعات
بادشاہان دہلی میں بیان ہوا ہے کہ اقبال خان کشتہ ہوا اور بادشاہ محمود دہلی گیا۔
ابراہیم شاہ شرقی کو فرصت ملی کہ سنہ ۸۰۹ ہجری میں وہ قنوج کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور
محمود شاہ دہلی سے لشکر لیکر اوس سے لڑنے آیا۔ گنگا کے کنارہ پر چند روز دونو لشکر پڑے
رہے پھر بغیر لڑے ایک نے دہلی کو مراجعت کی دوسرے نے جونپور کو سلطان محمود دہلی
میں پہنچا تو اوسنے امیروں کو اپنی اپنی جاگیروں میں بہیجدیا۔ شاہ ابراہیم شرقی نے آکر قنوج
کا محاصرہ کیا جب چار مہینے تک دہلی سے کمک نہ پہنچی تو ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے
امان مانگ کر قلعہ ابراہیم کو تسلیم کیا۔ اوسنے برسات وہیں بسر کی جمادی الاول سنہ ۸۱۰ ہجری میں
دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ عاقل اور عالی ہمت و سخی تہا اسلئے دہلی کے
امرا کبار مانند تاتار خان ولد سارنگ خان و ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اس
آکر مل گئے۔ سلطان ابراہیم شرقی کو قوت اور استظہار خوب ہوگیا تو سنبل پر متوجہ ہوا۔

اسد خان لودی سنبل کو چھوڑ کر بھاگ گیا سلطان ابراہیم نے سنبل تاتار خان کو حوالہ کیا اور
خود آگے چلا۔ گنگا پار ہونے کو تھا کہ ناگاہ مخبر اس پاس خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے
سلطان ہوشنگ کو اسیر کر کے مالوہ کو تسخیر کر لیا اور اب محمود شاہ کی مدد کو آتا ہے اور جونپور
کی تسخیر کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم نے اس خبر کو سنکر فسخ عزیمت کیا اور جونپور کو چلا گیا
محمود نے دہلی سے آکر سنبل کو لے لیا۔ تاتار خان بھاگ کر سلطان ابراہیم پاس چلا گیا
اور یہاں لشکر درست کر کے سنہ ٨١٦ھ (1413) میں دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے اپنی دار الملک سے
روانہ ہوا۔ چند کوچوں کے بعد اپنے دار العلم جونپور کو بازگشت کی اور مشایخ و علما کی صحبت
میں و تعمیر ولایت و تکثیر زراعت میں مشغول ہوا۔ پھر وہ کسی طرف سوار نہ ہوا۔ اطراف
سے آدمی جو پریشان خاطر تھے وہ جونپور میں جمع ہوئے ہر ایک پر حسب حالت اوسکی
عنایت کی۔ یہاں خادم و مشایخ و علما و سادات و نویسندے ہر حیثیت کے ایسے جمع ہوئے
کہ جونپور دہلی ثانی ہو گیا +

سنہ ٨٣١ھ (1427) میں سلطان ابراہیم پاس محمد خان حاکم بیانہ آیا۔ اوسکو آمادہ
کر کے بیانہ کی فتح کے لئے گیا۔ مبارک شاہ دہلی بھی اوسکی مدافعت کے عزم سے نواحی
بیانہ میں آیا۔ چار کروہ (۸ میل) کے فاصلہ پر دونوں نے خندق کھود کر اپنے لشکر کا حصار محکم
کیا۔ دونوں لشکروں کے طلایوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دن سلطان ابراہیم خندق سے
باہر لشکر دہلی سے لڑا صبح سے شام تک لڑائی رہی اور بازی جنگ قائم رکھکر دونوں لشکر
جدا ہوئے دوسرے روز بغیر جنگ آشتی کر کے سلطان ابراہیم جونپور چلا گیا اور مبارک شاہ دہلی
سنہ ٨٣٦ھ (1432) سلطان ابراہیم نے کالپی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ سلطان
ہوشنگ غوری بھی کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے۔ دونوں کے لشکر قریب آئے آج کل میں
لڑائی ہونے والی تھی کہ مخبروں نے خبر دی کہ بادشاہ سید مبارک شاہ بن خضر خان
دہلی سے جونپور کی فتح کو آتا ہے سلطان ابراہیم بے اختیار جونپور کو دوڑا گیا۔
سلطان ہوشنگ نے مبارک شاہ کے لوٹ کر جانے سے کالپی لے لی سنہ ٨٤٤ھ (1440) میں سلطان ابراہیم کا

بیمار ہوا اور مر گیا جیسا اوسکی حیات میں اوسے ہر شخص خوش تہا ایسا ہی اوسکے مرنیکے بعد ہر شخص اسکا ماتمی تہا۔ اوسکی مدت سلطنت چالیس سال کچہ مہینے تھی +

اسکے زمانہ کے علماء میں سے قاضی شہاب الدین جونپوری تھے جسکی بادشاہ تعظیم ایسی کرتا تھا کہ ایکدفعہ وہ بیمار ہوا تو اوسکے سر پر سے پانی کا پیالہ صدقے کر کے آپ پی لیا اور کہا کہ بار خدایا جو بلا کہ قاضی کی راہ میں ہو وہ مجھکو نصیب ہو۔ اسکے زمانہ کی تصنیفات یہ مشہور ہیں حاشیہ کافیہ مشہور بحاشیہ ہندی مصباح ومتن ارشاد نحو میں۔ بدیع البیان و فتاوی ابراہیم شاہی و تفسیر فارسی جس کا نام بحر المواج ہے اور خود اوسکی مولفات سے رسالہ مناقب سادات و رسالہ عقیدہ الشہابیہ +

سلطنت سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی

جب سلطان ابراہیم زیر خاک ہوا تو اسکا پسر رشید سلطان محمود اسکا جانشین ہوا۔ اوسنے اپنے عہد شاہی کو بوجہ احسن انجام دیا۔ باپ کے وقت سے زیادہ سپاہ و رعایا کو خوش حال کیا۔ سنہ ۸۴۳ھ میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ پاس ایک ایلچی سخندان بہیجکر یہ پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان حاکم کالپی نے جادہ شریعت سے قدم باہر رکھا اور راہ ارتداد اختیار کی قصبہ شاہ پور کو کہ کالپی سے زیادہ معمور تھا خراب کیا مسلمانوں کو جلاوطن کیا مسلمانوں کی عورتوں کو کافروں کے حوالہ کیا۔ وہ خدا اور رسول سے نہیں ڈرتا۔ آپکے ساتھ ہمارا سلسلہ مودت و رابطہ محبت سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے ابتک مستحکم ہے قاضی عقل کے حکم سے لازم ہوا کہ اس بات کو آپکی ضمیر حق پذیر پر ظاہر کروں اگر آپکو فرصت ہو تو خود اوسکی تادیب کر کے دین محمدی کو اس دیار میں مروج کریں اور نہیں اس کام کی مجھے اجازت دیں۔ سلطان محمود خلجی نے جواب میں لکھا کہ میں پہلے اس قسم کی باتیں اوسکی ذرا سنتا تھا لیکن اب آپنے اوسکو لکھا تو مجھکو اس کا یقین ہوا۔ اگر میری فوج اسوقت میدار اور لوٹ کے مفسدوں کی تادیب میں مصروف نہ ہوتی تو میں اوسکی دفع کے لئے عازم ہوتا مگر اب آپنے اسکا ارادہ کیا ہے تو مبارک ہو۔ ایلچی نے جونپور میں آکر یہ عرض کیا

سلطان محمود شاہ شرقی نے مسرور ہو کر اونہیں بجز فیل تحفہ کے طور سلطان خلجی پاس بھیجے اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خاں اس امر پر مطلع ہوا اوسنے سلطان محمود خلجی کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم کو یہ دیار سلطان ہوشنگ نے مرحمت کیا تہا۔ اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ اسپر متصرف ہو۔ فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ پر لازم ہے۔ سلطان محمود خلجی نے علی خان کو سلطان محمود شرقی کے پاس بہیجا اور اوسکو لکہا کہ نصیر خان ضابط کالپی خوف الٰہی سے اور اُس شوکت و سنگاہی کے ترس سے تائب ہوا وہ تلافی و تدارک مافات کر کے جادۂ شریعت سے قدم باہر نہیں رکہے گا اور احکام سماوی کے نفاذ میں تکاسل نہیں کرے گا۔ سلطان ہوشنگ نے اس دیار کو قادر شاہ کو عنایت کیا تہا اسکا خاندان ہمارا مطیع ہے اسلئے آپ اسکے گناہ معاف کر کے اوسکی بلاد کو آسیب نہ پہنچائیں ابہی جواب مکتوب و عریضہ علی خان نہیں پہنچا تہا کہ پہر نصیر خان کا عریضہ آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ فقیر سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آپ کے خاندان کا مطیع چلا آتا ہے۔ حال میں سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب سے ولایت کالپی پر چڑہ آیا ہے اور اس دیار پر قبضہ کر لیا ہے مسلمانوں کی عورتوں کو اسیر کر لیا ہے اور جلاوطن کیا ہے اور چندیری کو چلا گیا ہے۔ سلطان محمود خلجی نے باوجودیکہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خاں کی تادیب کی اجازت دی تہی مگر نصیر خان کی عجز و انکسار کے سبب سے ناچار ہو کر دوم شعبان ۸۴۸ھ میں اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا چندیری میں نصیر خان اسکے ملنے آیا۔ یہان سے وہ ایرچہ میں گیا۔ شاہ محمود شرقی اس خبر کو سن کر ملا تو مقابلہ کرنے کے لئے دوڑا۔ دونوں لشکر مقابل ہوئے۔ لڑائی ہوئی اور پہر لشکر اپنے دائرہ کو چلے گئے۔ آخر کو شیخ جمال الدین کی معرفت صلح ہو گئی جسکے موافق یہ قرار پایا کہ اب آئندہ بادشاہ کی اولاد کا سلطان شرقی متعرض نہ ہو اور پہر کبہی یہاں اسکا لشکر نہ آئے۔ چار مہینے بعد کالپی اور ایرچہ نصیر خاں کے سپرد کیا جائے سلطان محمود خلجی منڈو کو چلا گیا۔ سلطان شرقی جونپور میں آیا یہاں سپاہ درست کر کے اوس نے چنار کے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کی پہر قلعہ اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکو مغلوب کیا

بتخانوں کو توڑا اور خراب کیا۔ بہت سی غنیمت لیکر جونپور میں آیا۔

۸۵۶ھ ۱۴۵۲ء میں محمود شاہ نے دہلی کا محاصرہ کیا اور لڑنا شروع کیا۔ سلطان بہلول لودی دیپال پور سے دہلی میں آیا جب سلطان محمود نے دیکھا کہ دریا خاں افغان کہ بادشاہ دہلی سے روگرداں ہوکر اسکا نوکر ہوا تھا اوسنے میدان جنگ میں پیٹھ دکھائی تو توقف میں صلاح نہیں سمجھی مراجعت کی۔ اہل دہلی نے اسکا تعاقب کرکے فتح خاں ہروی کو کہ اوسکے امرائے کلاں میں تھا مار ڈالا اور سات جنگی ہاتھی چھین کر لے گئے۔

۸۶۱ھ ۱۴۵۶ء میں بہلول لودی اٹاوہ کے مغلوب کرنے کے لئے آیا۔ یہاں محمود شاہ شرقی سے اسکا مقابلہ ہوا جسکا حال بادشاہان دہلی کی تاریخ میں بیان ہوا۔ حوالی شمس آباد میں دونوں کے لشکر مقابل ہوئے۔ بہلول لودی کے چچازاد بھائی قطب خاں نے سلطان شرقی پر شب خون مارا اور وہ گرفتار ہوا۔ ابھی جنگ سلطانی تہ ہوئی تھی کہ شاہ محمود شرقی بیمار ہوا ۸۶۲ھ ۱۴۵۷ء میں مرگیا۔ اوسکی مدت سلطنت بیس سال چند ماہ تھی۔

سلطنت سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی

سلطان محمود کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بھیکن خاں بادشاہ ہوا اور سلطان محمد شاہ خطاب ہوا اور اوسنے بادشاہ بہلول لودی سے صلح کرکے یہ عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں ہو اور بادشاہ بہلول پاس جو ملک ہے وہ اس پاس رہے۔ محمد شاہ شرقی جونپور میں آیا۔ اوسکی عدم قابلیت کے سبب امراء دلگیر ہوئے۔ ماں جہاں بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری اور قہاری سے آزردہ ہوئی۔ اس اثناء میں سلطان بہلول حوالی دہلی سے قطب خاں کے چھڑانے کے لئے اٹھا پھر سلطان محمود بھی جونپور سے رواں ہوا۔ ان حدود کا زمیندار رائے پرتاب کہ پہلے سلطان بہلول سے ملا تھا۔ اب محمد شاہ کا غلبہ دیکھ کر اوسسے مل گیا۔ محمد شاہ سرستی میں آیا۔ سلطان بہلول بھی رابری میں جو سرستی کے قریب تھی آیا۔ سلطان شرقی نے سرستی سے جونپور کے کوتوال کو فرمان بھیجا کہ میرے بھائی حسن خاں کو جو والی قطب خاں پسر اسلام خاں لودی کو قتل کر ڈالو۔ کوتوال نے عرضداشت بھیجی کہ بی بی راجی ان دونوں

پاس حب محمد شاہ پاس یہ نوشتہ آیا تو اوسنے
حفاظت ایسی کرتی ہیں کہ مجھے اون کے قتل پر دست قدرت نہیں
جونپور سے اپنی والدہ کو اس بہانہ بلایا کہ میرے بھائی حسن خان سے صلح کرادو کہ میں اوسکو ولایت کا کوئی
حصہ دیدوں بی بی راجی اس فریب میں آ گئی جونپور سے روانہ ہوئی کوتوال محمد شاہ نے فرمان کے
بموجب حسن خان کو قتل کر ڈالا بی بی راجی نے حسن خان کی ماتم داری قنوج میں کی اور یہیں ٹھہر گئی
محمد شاہ شرقی پاس آئی محمد شاہ نے والدہ کو لکھا کہ اور شاہزادوں کی حالت بھی ایسی ہی ہوگی بہتر
یہ ہے کہ سب کی ماتم داری اکٹھی کر لیں ایکدن محمد شاہ بھائیوں شاہزادہ جلال خان وحسین خان
نے سلطان شہ وجلال خان اجودہنی کے ساتھ متفق ہو کر محمد شاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ بہلول
کا لشکر شبخون مارنے کا ارادہ رکھتا ہے پس حکم شاہی سے شاہزادہ حسین خان سلطان اجودہنی تیس ہزار
سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر دشمن کی سر راہ روکنے کے بہانہ سے لشکر شاہ سے علیحدہ ہوئے
اور جمنہ کے کنارہ پر جاکر ٹھہرے بادشاہ بہلول لودی نے اونکے آنے کی خبر سن کر
اونکے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی شاہزادہ حسین خان یہ چاہتا تھا کہ جلال خاں کو جو لشکر
میں رہ گیا تھا ساتھ لے اوسکی طلب میں آدمی بھیجے اس اثنا میں سلطان شہ نے
کہا کہ توقف کرنا مصلحت نہیں ہے جلال خاں پیچھے آن رہیگا وہ باگ موڑکر قنوج
کی طرف چلے اور سلطان بہلول کی فوج جو مقابلہ کے لئے آئی تھی وہ اونکی جگہ چلی گئی
شاہزادہ جلال خاں جو حسین خان کی طلب کے موافق لشکر محمد شاہ سے آیا تھا وہ جمنہ کی
طرف روانہ ہوا اور بہلول کی فوج کو حسین خان کی فوج سمجھا جب وہ نزدیک آیا تو بہلول
کی فوج نے اوسکو گرفتار کیا۔ اور سلطان کے روبرو لائی۔ اوس نے قطب خان کے عوض میں
اُسے قید کیا محمد شاہ میں تاب مقاومت نہ تھی وہ قنوج کو چلا سلطان بہلول نے آب گنگ
کے کنارہ تک اوسکا تعاقب کیا اور اوسکا کچھ مال اسباب لوٹ لیا۔ اور دہلی مراجعت کی
جسوقت حسین خان بی بی راجی کے پاس آیا۔ اور والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی
سعی سے اوسنے تخت پر جلوس کیا اور سلطان حسین شرقی خطاب ہوا۔ اور اوسنے ملک مبارک
گنگ و ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو متعین کیا کہ محمد شاہ شرقی کو آب گنگ کے کنارہ پر جا لیں

گذرگاہ پر ردکیں جب سلطان حسین شاہ کا لشکر قریب آیا تو بعض امرا کہ محمد شاہ شرقی کی ہمراہ تھی جدا ہوگئے اور مخالف سے جا ملے وہ چند سواروں کو لیکر باغ میں داخل ہوا۔ یہاں دشمنوں نے اسکا محاصرہ کیا۔ محمد شاہ بڑا تیر انداز تھا اور اوسنے تیر وکمان ہاتھ میں لئے ملکہ جہاں بی بی راجی نے اوسکے سلاحدار سے ملکر اوسکے تمام تیر وں کی پیکان نکال لئے تھے محمد شاہ نے ترکش سے جو تیر نکالا وہ بے پیکان تھا ناچار شمشیر ہاتھ میں لی۔ کئی آدمیوں کو مارا۔ ناچار محمد شاہ کے گلے میں مبارک گنگ کے ہاتھ سے ایک تیر لگا اُسی کے زخم سے مرگیا۔ سلطان حسین نے بہلول سے صلح کرلی۔ دونو نے عہد کیا کہ چار سال تک ہر ایک اپنے اپنے ملک پر قانع ہو۔ اور راے کرن اس باب کہ اُسنے پہلے محمد شاہ سے ملا تہا وہ قطب الدین خان دلاسے دینے سے سلطان بہلول سے مل گیا۔ سلطان حسین نے قنوج سے کوچ کیا اور جب حوض برمہ پر آیا تو اوسنے قطب خاں لودہی کو جونپور سے جلب کرکے سبب خلعت دیکر اعزاز واکرام کے ساتہہ بادشاہ بہلول پاس بہیجدیا۔ بادشاہ بہلول نے اوسکے عوض میں جلال خان کو تعظیم وتکریم سے خوشدل کرکے شاہ حسین شرقی کی خدمت میں بھیجدیا۔ پہر ہر ایک بادشاہ اپنے اپنے مقاموں میں چلے گئے شاہ محمد شاہ شرقی کی مدت سلطنت پانچ مہینے تھی۔

سلطنت سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی

اوپر بیان ہوا کہ سلطان حسین شاہ بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا اور سلطان بہلول سے صلح کرلی۔ اب وہ جونپور میں آیا۔ بہائی کے معاملہ سے متنبہ ہوکر تہوڑے دنوں میں جو سردار صاحب داعیہ تھے اونکو حکمت وتدبیر سے قید کیا اور تین لاکہہ سوار اور چودہ سو ہاتھی لیکر ملک اڑلیسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ راستہ میں ترہت کو ویران کیا اسمیں آبادی کا نشان نہ چہوڑا ولایت اڑلیسہ میں آیا تو اطراف وجوانب میں سپاہ کو تاراج کے لئے مامور کیا۔ راے اڑلیسہ حیران تہا کہ کیا کروں بجز عجز وانکسار وبیچارگی کے اسکا فریادرس کوئی نہ تہا سلطان کی خدمت میں وکیل بہیجا اطاعت ومال گزاری کا اظہار کیا۔ سلطان نے اس ملک کی تسخیر سے ہاتہہ اوٹھایا۔ راے نے تیس ہاتھی وسو گہوڑے بہت اقمشہ وامتعہ اور بہت نقود بہیجے۔

سلطان جونپور میں چلا آیا۔ اوسنے سنہ ۸۷۱ھ میں قلعہ بنارس کی مرمت کی وہ خراب ہو رہا تھا
اور اسی سال میں اوسنے بزرگ سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے لئے بھیجا اونہون نے
جاکر محاصرہ کیا۔ راے گوالیار طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور سلطان حسین کا مطیع ہو گیا۔
جب اوسکی شوکت و استقلال حد سے گذرے تو اوسنے اپنی بیوی کے اغوا سے سنہ ۸۷۸ھ میں
دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ بیوی اوس کی سلطان علاء الدین کی بیٹی تھی وہ دہلی کی سلطنت
کو اپنا حق سمجھتی تھی حسین شاہ ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور چودہ سو ہاتھی لے کر اوس طرف
متوجہ ہوا۔ بادشاہ بہلول نے سلطان محمود خلجی پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ امداد کے
قصد سے تشریف لائیں تو قلعہ بیانہ آپ کو دیدیا جائیگا۔ ابھی شادی آباد منڈو سے جواب آیا
تھا کہ شاہ حسین شرقی حوالی دہلی پر باتمام متصرف ہو گیا۔ سلطان بہلول نے عجز و زاری
کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاد دہلی آپ سے تعلق رکھتی ہے اگر فصیل دہلی کے گرد ملک تمہارا اپنا
کردہ میرے لئے چھوڑ دیجئے تو میں آپکے نوکروں میں داخل ہوتا ہوں اور اس بلدہ
آپکی طرف سے حکومت کرونگا۔ سلطان حسین نے اپنے غرور و تکبر کے سبب اوس کی
عرض کو نہ سنا۔ بادشاہ بہلول ناچار ہو کر اٹھارہ ہزار سوار افغان لے کر دریا کے کنارہ
پر سلطان حسین کے سامنے بیٹھا۔ دریا حائل تھا اسلئے کچھ دنوں لڑائی نہ ہوئی۔ سلطان حسین
کی سپاہ ملک کو تاخت کرنے گئی ہوئی تھی۔ شاہ دہلی نے اوسکو غنیمت جان کر [illegible]
میں جس جگہ دریا پایاب تھا وہاں سے عبور کیا۔ مخبروں نے شاہ حسین کو اوسکی خبر کی مگر وہ
غرور کے نشہ میں ایسا مست تھا کہ اوسنے کچھ نہ سنا۔ دہلی کا لشکر دریا سے اتر کر اوس کے لشکر
لوٹنے لگا حسین شاہ کی بے شعوری کے سبب امرا اور سپاہ نہایت غفلت میں تھے
وہ سراسیمہ ہوئے اور چھوٹے بڑے سب بھاگ نکلے سلطان حسین کو سوار ہو کر بھاگنے کے سوا کچھ
اور نہ بن پڑا۔ ملکہ جہان اور تمام اہل حرم گرفتار ہوئے سلطان دہلی نے حق نمک کا خیال
کر کے ان سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان حسین پاس بھیجدیا۔ لیکن ملکہ جہان جب
حسین شاہ پاس گئی تو پھر اوسکو دہلی کی تسخیر پر آمادہ کیا وہ دوبارہ دہلی کی طرف متوجہ

جب وہ دہلی سے تھوڑی دور رہا تو شاہ بہلول لودی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میری تقصیرات کو معاف کر دے اور اپنے حال پر مجھے چھوڑ دے تو میں ایک دن بادشاہ کے کام آؤنگا مگر دولت شرقیہ کا وقت آگیا تھا۔ شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز کی قدر نہ کی اور اس نعمت کو چشم حقارت سے دیکھا جواب ناصواب دیا۔ اور پیشتر سے بیشتر قدم بڑھایا جب سلطان بہلول نے مقابلہ و مقاتلہ کیا تو لڑائی کے بعد پھر شاہ جونپور کو شکست ہوئی اور پھر تیسری مرتبہ شاہ شرقی سامان کر کے آیا تو بھی ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ میں تو یہ نوبت آئی کہ شاہ شرقی گھوڑے سے گرا اور بھاگا۔ اسکا حال بادشاہان دہلی کے طبقہ میں بیان ہوا کہ سلطان بہلول لودی کے قبضہ میں جونپور آیا۔ سلطان حسین اپنی ممالک کی غایت انتہا پر بھاگا اور تھوڑی سی ولایت پر جسکا محصول پانچ کروڑ دام تھے قناعت اختیار کی اور سلطان بہلول باوجود قدرت مروت کے سبب سے اوسکا متعرض احوال نہ ہوا جونپور کی حکومت اپنے بیٹے باربک شاہ کو سپرد کی اور تمام ان ممالک پر اپنا قبضہ کیا اور انکا انتظام کیا۔ جب بہلول لودی کا انتقال ہوا شاہ حسین شاہ شرقی نے فتنہ برپا کیا اور باربک شاہ کو لشکر کے ساتھ دہلی اس ارادہ سے لے گیا کہ سلطان سکندر لودہی سے سلطنت چھین لے لیکن جب لڑائی ہوئی تو باربک شاہ کو شکست ہوئی اور وہ جونپور بھاگا۔ بادشاہ سکندر لودی نے جونپور پر قبضہ کیا اور سلطان حسین شاہ شرقی کا تعاقب کیا۔ یہی خمیر مایہ فساد تھا لڑنے کے بعد اوسکو اس گوشہ سے بھی نکالا۔ جس میں وہ رہتا تھا۔ وہ پریشان حال شاہ جلال الدین شاہ فرمانروائے بنگالہ پاس گیا۔ علاء الدین نے اوسکے لیئے اسباب فراغت مہیا کیا اور اوسکی خاطر جوئی میں تقصیر نہیں کی۔ پھر شاہ حسین نے کوئی تردد نہ کیا اس خاندان کا خاتمہ سنہ ۸۸۱ھ میں ہو گیا۔ ۱۹ سال سلطان حسین نے سلطنت کی بنگال میں چند سال زندہ رہ کر وفات پائی فقط
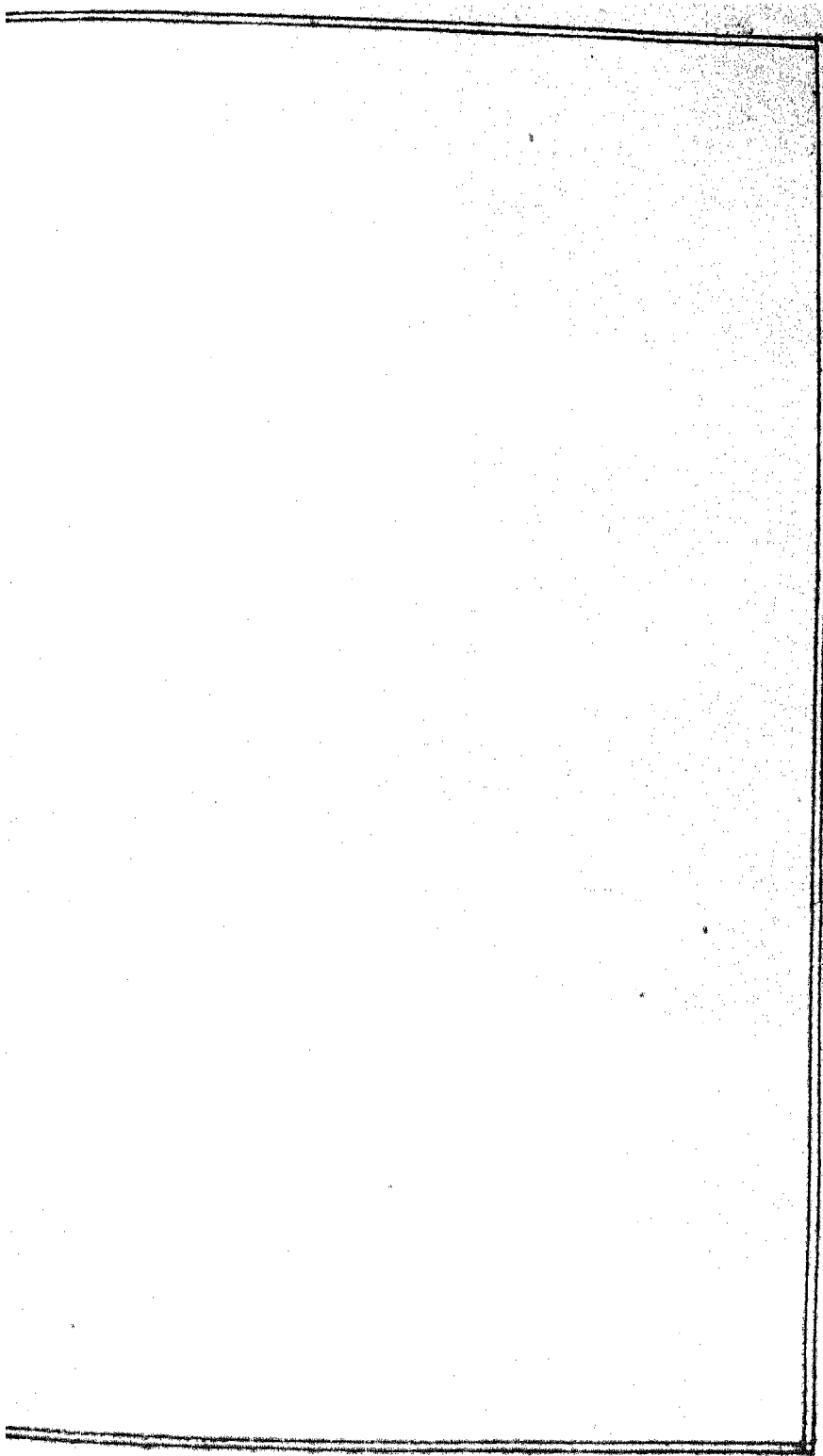
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ دکھن یا دکن

کشور ہند کی سرزمین کا بیان کرکے ہم بتاتے ہین کہ مسلمان اسکے دو حصے ہندوستان اور دکن کس طرح کیا کرتے تھے اب تک ہماری تاریخ کا زیادہ تر حصہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری کو بیان کرتا ہے اب ہم جداگانہ دکن مین بتلائینگے کہ مسلمانون نے اپنا عمل دخل کیونکر پیدا کیا اور ہندوستان کے بادشاہون سے کیا کیا اسکے معاملات اکبر کے عہد تک ہوئے —

سرزمین ہند کا بیان

خلاصہ جہان ہندوستان عجب ایک چھبیلا جوان ہے کہ شمال مین اپنے سر پر کوہستانی کلاہ کج لگا رکھی ہے اسمین شکنین ایسی ڈال رکھی ہین جنمین سے غیر قومین آئین اینہین سے بعض نے تو اسکے سر پر دھولین لگائین اور اسکے دولت و مال کو لوٹ کر سر پر جوتیان لگاتی ہوئی پھر چلی گئین بعض قومین سر سہلاتی ہوئی آئین اور اس مین اپنے تئین آباد کیا اور اسکو سرسبز و شاداب کیا۔ غرض کچھ نہ کچھ فائدہ اسکو پہنچایا۔ شمال مین تو یہ کلاہ پہن رکھی ہے اور جنوب مین اپنے پاؤن کی جوتی کی نوک سمندر مین ڈبو رکھی ہے اور اُس جزیرہ سے پابوسی کرا رکھی ہے جسمین چھوٹے سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا ہے مشرق مغرب مین سمندر سے ہم آغوشی کر رکھی ہے جیسا کہ سر کی طرف سے وہ آدمیون کو بلا کر

اپنی زمین مین آباد کرتا تھا۔ ایسا ہی اپنی ان بغلون کے تلے سے اپنے باشندون کو نکال کر لنکا۔ برہما۔ سیام۔ کمبودیا اور جزائر منطقہ حارہ مین آباد ہونے کے لئے بھیجتا تھا۔

جغرافیہ دان کشور ہند کو ایک مثلث جزیرہ نما بتاتے ہین جسکا طول بلاد مشرقی ۶۸ درجہ و ۹۶ درجے کے درمیان واقع ہے اور عرض بلاد شمالی ۳۶ درجہ ۸ درجہ کے درمیان ہے اس مثلث کا قاعدہ بڑا اسلسلہ پہاڑون کا ہے جو بلندی مین دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور جسکی دو متوازی دیوارون مین دو بڑے دریاؤن کے سلسلے مشرق اور مغرب مین بڑے جوش و خروش سے نکلتے ہین اور پہاڑون سے نیچے اُترکر اپنی آہستہ شاہانہ رفتار سے ہرطرف بہتے ہین اور ایک ہاتھ کی طرف خلیج بنگال مین اور دوسرے ہاتھ کی طرف بحر عرب مین جا ملتے ہین۔ انکے طول اتنے لمبے ہین اور وہ اس قدر زمین کو سیراب کرتے ہین کہ انکا جواب دنیا مین نہین ہے وہ بڑی بڑی فراخ زمینون کو اوپر سے مسالہ ڈھو کر بناتے ہین۔ ان دریاؤن کی جنم بھوم کا نام ہمالیہ (برف یا سردی کا گھر) ہے جسکے عرض کا تخمینہ دو سو میل اور طول کی غایت نہایت پندرہ سو میل ہے۔ ہمیشہ اسکی بلند چوٹیان برف سے پوشیدہ رہتی ہین۔ ہندوستان کے لئے یہ ہمالیہ نعمت عظمیٰ ہے۔ موسم گرما مین اسکی برف پگھلنے سے دریاؤن مین پانی بھرا رہتا ہے۔ یہ برف ہوا کی گرمی کو کم کرتی ہے۔ اسمین سے دریا بہتے ہین اور اس طرح بہتے ہین کہ ان مین سے نہرین کٹ کر ساری زمینون کو سیراب کر سکتی ہین اور قحط کی آفات کو کم کر سکتی ہین۔ قحط سے زیادہ سخت بلا ہندوستان کے لئے کوئی نہین ہے۔ خیالی حساب یہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان مین قدرتی پانی اس قدر ہے کہ اگر انسان اسکو اپنی صنعتکاری سے اپنے کام مین لائے تو اس ملک کی پیداوار کو چودہ گنا کر سکتا ہے یہ ہندو پن دانا ان داتا ایسے ہو سکتے ہین کہ اپنے جیسے چودہ ملکون کو پال سکتے ہین

گورنمنٹ کی توجہ اسپر جیسی اب ہے برابر چلی گئی تو وہ اس خیال کو حال بنادگیا
اس کشور ہند کو مسلمان دو حصون مین تقسیم کرتے تھے - ہندوستان - دکن -
ہندوستان کے یہ حصے تھے پنجاب جو سندھ اور ستلج کے درمیان ہے دہلی سے
بنارس تک ملک بہار - بنگال - اڑیسہ - انہین آخر ملکون کو مشرقی صوبے کہتے تھے
دکن شمالی اضلاع سے مشرق مین دریا نربدا سے مغرب مین دریا مہانَدی سے
جُدا ہوتا ہے اور اسکے دریاؤن کا نظام ہی جُدا ہے وہ ایک مثلثی جزیرہ نما ہے
جسکی سطح ڈھلوان ہی مغرب مین وہ ایسی بلند ہے کہ اکثر دریا عظیم اسکے مشرق کی طرف
بہکر خلیج بنگال مین بہتے ہین مغرب مین اسکے متصل پہاڑ ہین اور مشرق مین بھی پہاڑ
ہین مگر متصل نہین یہ دونو کوہستانی سلسلے مشرقی و مغربی اپنی چوٹی دودابنا پر
ملاتے ہین سلسلہ مشرقی جسکو مشرقی گھاٹ کہتے ہین اسکے پاؤن سے چند میل کے فاصلہ پر
بحر عرب ہے - دکن ایک وسیع ملک ہے وہ خط استوا سے آٹھ درجون مین پھیلتا ہے
اسکا سب سے زیادہ عرض آٹھ سو میل ہے - اسمین دریا نربدا آٹھ سو میل کے قریب
بہتا ہے مگر ایسا کوہستانی اور تیز روان ہے کہ نہ زراعت کے لئے نہ آبپاشی کے
واسطے انسان کے کام مین آتا ہے - نربدا کے جنوب مین اسکے متوازی ایک دریا
تاپتی ہی اور اسکے جنوب مین ایک اور سلسلہ پہاڑون کا ہے جسکو ست پڑا کہتے ہین
یہی دو دریا دکن کے ہین کہ خلیج بنگال مین نہین گرتے - مہانَدی غایت شمال مین ہے
گوداوری اور کرشنا بھیما - تم بدرا - کاویری یہ اور دریا ہین -

ہندؤن کی عملداری کا بیان

ہندوستان ہو یا دکن دونو کی قدیمی زمانہ کی تاریخین تاریکی مین ہین مگر خربہ
سے کشور ہند کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہوئے انسے معلوم ہوتا ہے کہ شمال ہند
مین موریا کا بڑا بنس سلطنت کرتا تھا اور دکن مین ان بنسون کا راج تھا کہ مدورا
پانڈیان غایت جنوب مین حکومت کرتے تھے انکے شمالی اور مشرقی اضلاع مین

چولا حکومت کرتے تھے اور شمال مغرب کے اضلاع مین چیرا (کیرل) سنہ پیشتر از
حضرت عیسیٰ دکن کی مملکت کی یہ صورت تھی - یہ تحقیق معلوم ہے کہ سنہ ۳۲۵ مین موریا
فرمانروا تھے اور پانڈیان میگاس تھنیز کے زمانہ مین حضرت عیسیٰ
سے سنہ پہلے موجود تھے اور یہ امر تحقیق بھی ہے کہ چولا اور کیرل (چیرا) کا
ذکر اسوکا کی کتابون مین سنہ ۲۵۰ قبل از حضرت عیسیٰ موجود ہے تو اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اس زمانہ سے پیشتر موجود تھے - مگر دکن کی سلطنت کی زبانی حکایات مین
پانڈیان و چولا و چیرا کی سلطنتون کے ذکر سے پہلے کسی اور قوم کی سلطنت کا ذکر نہین
آیا اور یہ تینون سلطنتون ہم زمانہ بیان کی جاتی ہین اور ہمکو تحقیق معلوم ہے سنہ
قبل از حضرت عیسیٰ پانڈیان کی سلطنت تھی اسلئے ہم اس زمانہ مین چولا اور چیرا کی
سلطنت کو صحیح طور پر مقرر کرسکتے ہین - کل شرقی کنارہ پر گھاٹ کے نیچے چیرا آباد تھے -
اور غالباً یہ ہے کہ کل مشرقی کنارہ کا طول تقریباً انہی سے آباد تھا مگر اس زمانہ سے پہلے
کی کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ دکن
مین کسی سلطنت کا وجود تھا یہ ممکن ہے کہ تمام ملک ویران ڈنڈکا رہا ہو یا
جس مین چند وحشی آدمی اپنے قبیلون کے سردارون کے ماتحت مین رہتے ہون
تاریخ کے طالب علمون کو یہ یاد رہے کہ جو رقبے کہ مزروعہ اور آباد ہین
وہ پہلے بالکل ویران اور غیر آباد تھے - صرف کوہستانی قطعات جنگلی اور وحشی جانورون
کے مسکن تھے - مگر یہ بھی بھولنا نہین چاہیے کہ مذہبون کے افسانون مین سلطنت کا کا
کے موجود ہونے کا ذکر آتا ہے -
اسوکا کے زمانہ سے کچھ عرصہ کے بعد مشرقی ساحل پر پلو قوم بہ تدریج ایسی بڑھی
کہ انھون نے اپنی بڑی سلطنت قائم کر لی اور تجارت کو غیر قومون کے ساتھ بڑھا لیا
چولا اور انکے ہمسایہ کی سلطنتین انسے ڈرنے لگین انکے ماہر مشرقی ساحل کنجی ورم سے
اڑیسہ کے حدود تک ملک تھا - زمانہ حال مین کوئی شہادت نہین ہے کہ جس سے معلوم

کہ کیونکہ انہون نے اپنی مجہول حالت سے الیسی سلطنت پر ترقی کی مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دکنی سلطنتون مین سے ایک عالیشان سلطنت سنہ مین تھی۔ جب شمال ہند سے چلوکا قوم نے نقل مقام دکن مین کیا ہے۔

شمالی ہند مین سنہ ۱۸۸ ۔ ۱۷۶ مین موریا بنس کے بعد سنگ بنس کا اقبال چمکا اور بعد اس کے سنہ ۷۱ قبل از ع کنوکا بنس اقبالمند ہوا۔ ان راجاؤن کا آخر راجہ مار اگیا اندھرا یا اندھربہر بنا اسکا جانشین ہوا اور سنہ ۳۱ قبل از عیسٰی سے سنہ ۴۳۶ ع تک سلطنت کی یہ بودھ تھے اور انہون امراؤتی مین سنگ مرمر کا ستوپا بڑا شاندار بنایا اسی زمانہ کے قریب یعنی پانچوین عیسوی صدی مین مغربی دکن مین چلوکا کی سلطنت کا اقبال چمکنا شروع ہوا اور قدیمی چلوکا کے متعلقات مین ان قومون کا ذکر سننے مین آیا۔ نل (غالباً ساحل مغربی کی ایک قوم) اور موریا (قدیمی موریا کی اولاد) جو کونکو کے ایک حصہ مین رہتی تھی۔ سندرکہ و ماتنگ (غالباً ہر وحشی قوم ہین یعنی اصلی باشندے کیچ چہور میسور کے گنگا اور آلوپ یا آلوو ایک قوم یا بنس جو غالباً ہر حال کے بمبئی احاطہ کے جنوب مغرب یا جنوب مین رہتا تھا۔ قدیمی چلوکا زمینین پن کیا کرتے تھے ان کے ان عطیون مین ان قومون کا بھی نام آیا ہے لاٹ (یعنی کے لاٹ دیس کے باشندے مالو (مالوہ) گرجر (گجرات) کی بعض اور قومین۔

ساتوین صدی کے شروع مین چلوکا نے اپنے تئین ان دو شاخون مین منقسم کیا۔ ایک شاخ مشرقی دوسرے شاخ مغربی۔ مشرقی شاخ نے پالو راجاؤن سے وینجی کا ملک کہ کرشنا اور گوداوری کے درمیان واقع ہے چھین لیا اور اس مین آباد ہوکر سنہ ۱۰۳۳ تک فرمان روائی کرتے رہے۔ دوسری شاخ مغربی اپنے اصلی وطن مغربی دکن مین آباد رہی۔

سنہ ۶۲۹ سے سنہ ۶۴۵ تک ایک چینی سیاح ہی وین تھسانگ نے سیاحی کی وہ اس ملک کا حال اپنے زمانہ کا اس طرح بیان کرتا ہے کہ کدمب نے آگے قدم بڑھانا

شروع کیا۔ کانچی کے فرمان وایون کو لڑ لڑکر شکستین دین اور انہونے ہمیشہ چلوکا کے اُسکے اور
ہمسایون سے فساد وعناد کا ہنگامہ گرم کیا انکا ملک دکن مین جنوب مغرب اور شمال میسور مین
تھا۔ اس زمانہ کے راشٹرکوٹ نے چلوکا کی سخت مزاحمت کی۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ یہ
راشٹرکوٹ آریا چھتری یعنی راجپوت تھے جو شمال سے مثل چلوکا کے نقل مکان کرکے
چلے آئے تھے۔ یا دراوڑی نسل کے تھے جنکو چلوکا نے مغلوب کرنے کے بعد اپنے مین ملالیا
تھا فقط راشٹرکوٹ جو لڑائیان لڑے انکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو صدیون مین یعنی سنہ ۷۵۳ء
سے ۹۷۳ء تک) مغربی چلوکا بالکل مغلوب ہوگئے اور راشٹرکوٹ کی قوت وقدرت
بہت جلد زیادہ بڑھ گئی۔ راشٹرکوٹون نے جنوب مین فتح کرنے کی کوشش نہین کی
انکو ۹۷۳ء و ۹۷۴ء مین مغربی چلوکاؤن نے بالکل غارت وتباہ کردیا۔ دفعتہً ان مغربی
چلوکاؤن کا عروج ہوگیا۔ راشٹرکوٹون کے مغلوب وتباہ ہونے سے رٹ
مہا منڈلیون کے بھی دن پھر گئے کہ انھون نے بھی اپنا جلوہ دکھایا اور اپنے خاندانون کو
۱۲۵۰ء تک صحیح وسالم رکھا اسی زمانہ کے قریب سلاہار اور سنڈا کی قومین نمودار ہوئین
اور رٹ کی طرح انھون نے بھی اپنے خاندانون کو مطلق العنان بنایا اور کئی صدیون تک
انکو قائم رکھا۔ سنہ ۱۲۱۰ء مین دیوگیری کے یدوون نے سلاہار کو تباہ کیا سنہ ۱۲۸۳ء و ۳
سنڈا کا نام نہین سنا گیا۔

گیارہوین صدی کے وسط مین دفعتہً جب چلوکاؤن کا اقبال یاور ہوا ہے اُسکے
دو تین برس پہلے کا تاریخی حال دکن کا بہت کم معلوم ہے اس صدی کی ابتدا مین مشرقی
چلوکا بالکل اس ملک کے مالک تھے جو ساحل مشرقی پر حدود اُڑیسہ سے جنوب مین پالو
ملک کی حد تک پھیلتا ہے۔ پالو کی سلطنت بڑی زبردست تھی۔ اسکا ساحل پر
قبضہ وہان سے تھا جہان وہ چلوکا سے ملتا ہے چولا کے ملک شمالی حد تک یعنی
ٹھیک کانچی کے جنوب تک چولا اور پانڈیان مین سے ہر ایک اپنی حدود کے اندر
اپنے قدم باہر نہین نکالا۔ مگر کوکن کے فرمان دہون نے قدیمی چیرا کے ملک پر

حکومت کی جو بلیا تم کے اضلاع کے مشرق مین ساحل پر تھے اگرچہ وہ مطلق العنان اور قوی تھے مگر ایک چھوٹی سی ریاست ہوئیسال بلال کی ایسی بڑھ گئی تھی کہ اُس کے حملون کا اثر اسپر بھی پہنچنے لگا تھا اور اُس نے اپنے گرد نواح کی سلطنتون کو غارت کر کے اُلٹ پلٹ کر دیا تھا۔

سنہ ۱۰۲۳ء مین چولا اور چلوکاؤن کے خاندان مین باہم شادی بیاہ کے ایسے ناطے رشتے ہوئے کہ چولا کے فرمان دہ کو کل مشرقی چلوکاؤن کی سلطنت ہاتھ لگ گئی اسکے بعد سنہ ۱۰۷۰ء اور سنہ ۱۱۱۳ء مین یہ ہوا کہ راجندر کلوتنگ جو راجہ ندکور کا جانشین ہوا تھا اُسنے چلوون کی سلطنت کو بالکل مغلوب کر کے اپنی ممالکات مین شامل کر لیا۔ راجندر نے پانڈیان کے ملک کو بھی فتح کر لیا اور فرمان رواؤن کا ایک نیا خاندان چولا پانڈیان مدورا مین قائم کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ہوئیسل بلالون نے کونگو راجاؤن کے راج کو تیس نہس کر دیا اور انکا سارا ملک لے لیا۔ جس سے دکن مین معاملات ملکی مین ایک زلزلہ پڑ گیا۔ جسکا آخر کو انجام یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے لیے چولاؤن کو سلطنت عامہ ہاتھ آگئی انکو ہوئیسل بلالون نے میسور مین گھاٹون مین روکا۔

تیرھوین صدی کے آخر مین اس آخر سلطنت نے کدمبون اور کال چوریون پر فتح حاصل کر کے اپنی سلطنت کی شان و شوکت کو بہت بڑھا لیا۔ سنہ ۱۱۹۰ء مین مغربی چلوکاؤن کی سلطنت کو کچھ تو کدمبول کے ساتھ لڑائی نے اور کچھ بلالون کی ترقی نے بالکل نیست و نابود کر دیا اس سبب سے بھی چولاؤن کی سلطنت کو رونق ہو گئی کچھ تھوڑے عرصہ کے بعد چولاؤن کے ہاتھ تلے سے شمالی ملک نکل گیا اسکو ورنگل کے گنپتیون نے لے لیا۔

تیرھوین صدی مین دکن مین تین بڑی سلطنتین تھین چولاؤن کی اور پانڈیاؤن کی اور بلالون کی۔ اول دو سلطنتین ضعیف ہوتی جاتی تھین اور تیسری سلطنت جلد جلد قوت پکڑتی جاتی تھی۔ گھاٹون سے بلال لوگ اترتے تھے اور میدانی

علوم پچ ماتھ مٹ کرتے تھے اور پرانے بتون کو تہس نہس کرتے تھے کہ دکن مین مسلمانون کی قوت کا ظہور ہوا جسنے ہندؤن کی ساری سلطنتون کو خاک مین ملا دیا اس مختصر بیان کو غور کے ساتھ پڑھو تو خوب سمجھ مین آئیگا۔

دکن اور دہلی کے مسلمانون پادشاہون کا بیان اس زمانہ تک مسلمانون کی جدا جدا سلطنتین قائم ہوئین۔ اگرچہ ہمنے دہلی کے پادشاہون کے ذکر مین انکی مہمات دکن کا بیان لکھ دیا ہے مگر اب ایک مختصر بیان ان مہمات کا تاریخ دکن مین مقدمہ کے طور پر لکھتے ہین۔ کلاچوری کے مغلوب ہو جانے کے بعد انکی سلطنت کا جنوبی حصہ ہوئے سل بلالون کے اور دوارسمدر کے یدوؤن کے ہاتھ آیا اور شمالی حصہ پر ایک اور یدو کا خاندان قابض ہوا جنہون نے آخر مین اپنا دار القرار دیوگری (مسلمانون کا دولت آباد) ٹھیرایا۔ یہان رامچند جسکو رام دیو بھی کہتے ہین ۱۲۷۱-۱۳۰۹ء مین راج کرتا تھا اور اسکی مملکت مین زمانہ حال کی احاطہ بمبئی کا سارا وسط و جنوب کا ملک شامل تھا۔ ۱۲۹۴ء مین دہلی کے پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی کے بھتیجے سلطان علاء الدین خلجی نے دکن پر حملہ کرنے کے لیئے بسم اللہ پڑھی تھی اسنے رام دیو پر حملہ کیا راجہ شکست پاکر قلعہ دیوگری مین بھاگ گیا۔ اسکا شہر سارا لٹ گیا۔ رام دیو نے صلح کا پیغام بھیجکر علاء الدین کو مراجعت پر راضی کر لیا۔ مگر اسکا بیٹا بہت سا لشکر لیکر دار السلطنت مین آ گیا پھر لڑائی ہوئی جس مین مسلمانون کو فتحیابی ہوگئی۔ پھر رام دیو نے پہلی کی نسبت سخت شرائط پر صلح کرکے فتحمندون کو مراجعت پر راضی کر لیا۔ ۱۳۰۶ء مین رام دیو نے خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ اب علاء الدین خود دہلی مین پادشاہ ہوگیا تھا۔ اسنے اپنے ایک نہایت عمدہ غلام خواجہ سرا ملک کافور کو ایک لاکھ سوار دیکر بھیجا کہ دکن کو مفتوح کرے وہ دیوگری مین آیا۔ رام دیو مین مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لیئے اسنے اطاعت اختیار کی اور ۱۳۰۷ء مین خود دہلی گیا جہان اسکا اعزاز و احترام ہوا اور اسکے ساتھ یہ فیاضی برتی گئی کہ اسکا ملک اسی کو پھیر دیا گیا وہ اپنی آخر عمر تک خراج دیتا رہا۔ ۱۳۱۰ء مین ملک کافور جب ورنگل کو فتح کرنے آیا ہے تو اسکو مہمانداری بہت تپاک سے کی

ساتھ کی۔
دکن کو پھر ۱۳۰۹ء میں سلطان علاءالدین نے ملک کافور کو بھیجا کہ ورنگل کے کہتی راجہ رودر کو
مغلوب کرے۔ رودر کا عرف پرتاب رودر دوم ہے اس مہم میں ملک کافور کامیاب ہوا
ورنگل کو اسنے فتح کرلیا۔ راجہ نے شرائط کے ساتھ صلح کرلی۔ اسکا بیان حضرت امیر خسرو
نے تاریخ علائی میں بہت اچھی طرح کیا ہے۔ دوسرے سال پھر ملک کافور دوارسمدر کے
مغلوب کرنے کے لیئے بھیجا گیا۔ یہ مستعد سپہ سالار بہت جلد دیوگری
میں گذرتا ہوا ساحل ملیبار پر پہنچا۔ اس مہم کی یادگار میں سیت بن رامیشور میں مسجد
تعمیر کی اسنے دوارسمدر کو حملہ کرکے لے لیا۔ نہایت مشہور بل بہدو کی مندر کو لوٹا اور دہلی
چلا آیا۔
۱۳۱۲ء میں دیوگری کے ہندوؤں نے پھر فساد مچایا۔ رام دیو کا بیٹا سنکر یہاں راج کرتا تھا
اسکے مطیع کرنے کے لیئے ملک کافور پھر بھیجا گیا۔ لڑائی میں پھر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور
اس میں راجہ کی جان گئی۔ چار سال بعد سلطان علاءالدین نے انتقال کیا اور ملک
کافور قتل ہوا۔
۱۳۱۶ء میں دہلی کا بادشاہ مبارک خلجی ہوا اول کام اسکا یہ تھا کہ تیسری دفعہ دیوگری
سے ہنگامۂ رزم کو گرم کرے۔ اس نے ہرپال دیو کو پکڑ لیا وہ رام دیو کا داماد تھا۔
اسکی زندہ کھال اتروائی۔ حضرت امیر خسرو نے نہ سپہر میں یہ حال مفصل لکھا ہے
کہ خسرو خان عرف ملک خسرو نے کس طرح راجہ ورنگل کو شکست دی۔ مگر تاریخ فرشتہ
میں اسکا ذکر نہیں ہے۔ مگر یہ لکھا ہے کہ راجہ تلنگ میں ورنگل میں گیا اور اطاعت اختیار
کی۔ آخر میں یہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور وہ راجہ کا تمام مال اسباب منقولہ
لے کر واپس چلے آئے۔
۱۳۲۱ء میں مبارک کو ملک خسرو نے قتل کیا اور ملک خسرو کو غازی خان تغلق حاکم لاہور
نے مار ڈالا اور وہ ارکان سلطنت کے انتخاب سے غیاث الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

سنہ ۱۳۲۱ء میں اس نے اپنے بڑے بیٹے الغ خان کو ورنگل کے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے دار السلطنہ کا سخت محاصرہ کیا۔ محصورین عنقریب فتح ہونے کو تھے کہ ایک جھوٹی بات لوگوں نے شرارت سے مشہور کر دی کہ سلطان مر گیا جسکے سبب سے سپہ سالار بھاگ گئے۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا محصورین نے سخت حملہ کر کے محاصرین کو بھگا دیا۔

سنہ ۱۳۲۳ء میں سلطان پھر پرتاب رودر دیو سے لڑا اور کامل فتح پائی ورنگل فتح ہو گیا اور راجہ مقید ہو کر دہلی بھیجا گیا۔ سنہ ۱۳۲۵ء میں سلطان غیاث الدین کی جگہ سلطان محمد تغلق بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۳۳۸ء میں دکن میں مسلمان سپہ سالار نے علم بغاوت بلند کیا اسکی سرکوبی کے لئے شہنشاہ دہلی نے لشکر کو روانہ کیا اسکے خوف سے سرکش سپہ سالار کمپلی میں بھاگ گیا جو وجیانگر کے قریب تھا۔ یہ راجہ ایسا قوی تھا کہ لشکر شاہی اسکا کچھ نہیں کر سکتا تھا اسلئے وہ مجبوراً واپس آیا۔ سرکش سپہ سالار ہوسل بلال راجہ کے پاس میسور میں چلا گیا یہاں کا راجہ آپ لشکر شاہی سے مجبور ہو رہا تھا اسلئے اس نے مغرور سرکش کی تواضع مدارات نہیں کی اسکو گرفتار کر کے اسکے آقا کو حوالہ کیا جس نے بغاوت کی سزا یہ دی کہ اسکی زندہ کھال کھچوائی۔

سنہ ۱۳۳۹ء یا سنہ ۱۳۴۰ء میں سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دار السلطنت کو دیوگری میں منتقل کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔ سنہ ۱۳۴۴ء میں تلنگانہ میں بغاوت ہوئی جسکے مٹانے کے لیئے سلطان چلا مگر راہ میں ایسا بیمار ہوا کہ دار السلطنت کو واپس آیا۔

تین برس بعد دکن میں پھر بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں مسلمانوں کے علاقوں میں آپس میں جھگڑے پیدا ہونے لگے اسکا آخری نتیجہ یہ تھا کہ دولت آباد کے حاکم نے اپنے مطلق العنانی کا اعلان کیا اور شاہی لشکر کو شکست دی اور اول خاندان بہمنیہ کی سلطنت کی بنیاد کی افتاد پڑی جسکا بیان مفصل نیچے لکھتے ہیں

وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ و احمد آباد بیدر جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہیں۔

	فہرست دکن کے بہمنی بادشاہوں کی	

نمبر	اسمائے سلاطین	مدت سلطنت	تاریخ وفات
۱	علاء الدین حسن شاہ گانگوی بہمنی۔	۷۴۸ھ / ۱۳۴۷ — ۱۳۵۸	۱۰ فروری ۱۳۵۸ء
۲	محمد شاہ اول۔	۷۵۹ھ / ۱۳۵۸ — ۱۳۷۵	۲۱ مارچ ۱۳۷۵ء
۳	مجاہد شاہ۔	۷۷۶ھ / ۱۳۷۵ — ۱۳۷۸	۱۴ اپریل ۱۳۷۸ء
۴	داؤد شاہ۔	— ۱۳۷۸	۱۹ مئی ۱۳۷۸ء
۵	محمود شاہ اوّل	۷۸۰ھ / ۱۳۷۸ — ۱۳۹۷	۲۰ اپریل ۱۳۹۷ء
۶	غیاث الدین۔	+ — ۱۳۹۷	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۷	شمس الدین شاہ۔	— ۱۳۹۷	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۸	فیروز شاہ۔	۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ — ۱۴۲۲	۱۵ ستمبر ۱۴۲۲ء
۹	احمد شاہ ولی (خانخانان)۔	۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ — ۱۴۳۵	۱۹ فروری ۱۴۳۵ء
۱۰	علاء الدین شاہ دوم۔	۸۳۸ھ / ۱۴۳۵ — ۱۴۵۷	۱۴۵۷ء
۱۱	ہمایون ظالم۔	۸۶۲ھ / ۱۴۵۷ — ۱۴۶۱	۳ ستمبر ۱۴۶۱ء
۱۲	نظام شاہ۔	۸۶۵ھ / ۱۴۶۱ — ۱۴۶۳	۲۹ جولائی ۱۴۶۳ء
۱۳	محمد شاہ۔	۸۶۷ھ / ۱۴۶۳ — ۱۴۸۲	۲۴ مارچ ۱۴۸۲ء
۱۴	محمود شاہ دوم۔ (نام کے بادشاہ)	۸۸۷ھ / ۱۴۸۲ — ۱۵۱۸	۸ اکتوبر ۱۵۱۸ء
۱۵	احمد شاہ دوم۔	۹۲۴ھ / ۱۵۱۸ — ۱۵۲۰	۱۵۲۰ء
۱۶	علاء الدین شاہ سوم۔	۹۲۶ھ / ۱۵۲۰ — ۱۵۲۰	معزول ۱۵۲۲ء
۱۷	ولی اللہ۔	۱۵۲۲ — ۱۵۲۲	+
۱۸	کلیم اللہ۔	۱۵۲۵ — ۱۵۲۷	

علاء الدین حسن گانگوی بہمنی

سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی کی اصل و نسب کے باب میں اقوال مختلف ہیں

انمین زیادہ تر جو مشہور ہین وہ نقل ہوتے ہین دار الخلافہ دہلی مین گانگوی برہمن نام
ایک منجم تھا جو شاہزادہ محمد تغلق کا مقرب تھا اسکا نوکر حسن تھا جو نہایت فلاکت سے گذران
کرتا تھا۔ ایک دن تنگی معاش سے تنگ ہوکر اسنے گانگوی سے خدمت و شغل کی درخواست
کی۔ گانگوی نے ایک بیلون کی جوڑی اور دو مزدور اور حوالی دہلی مین کچھ زمین غیر آبادی
کی انمین زراعت کرکے وہ اپنی اوقات فراغت سے بسر کرے حسن زراعت و قلبہ رانی مین
مشغول ہوا۔ اتفاق سے حسن کو قلبہ رانی مین طلائی اشرفیون سے بھرا ہوا ایک ظرف
زمین کے اندر سے ہاتھ لگا اوسکو وہ گانگوی برہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال کو
عرض کیا گانگوی نے اوسکی امانت و دیانت پر تحسین و آفرین کی۔ یہ حال گانگوی نے شہزادہ
محمد تغلق سے اور شہزادہ نے اپنے باپ بادشاہ غیاث الدین سے عرض کیا۔ بادشاہ
نے مرحمت خسروانہ سے امیران صدہ کے سلسلہ مین اسکو منتظم کیا۔ ایک دن حسن کے زائچہ
طالع کو گانگوی نے ملاحظہ کرکے کہا کہ تو صاحب اقبال و درجہ اعلیٰ پر پہنچیگا پس اب
مجھ سے تو یہ شرط کر کہ جب بخشندہ بے منت تجھے دولت عظمیٰ ارزانی کرے تو تو میرے
نام کو اپنے نام کا ایک جزو بنائے۔ تاکہ تیرے نام کی برکت سے میرا نام بھی بقاء
دوام حاصل کرے حسن نے یہ بات قبول کی ۔ ابھی دولت ملی بھی نہ تھی کہ اُسنے
اپنی مہر مین اسکے نام کو اپنا جزو نام بنا کے کندہ کرایا اب حسن گانگوی بہمنی کے نام سے
مشہور ہوا یہ بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی دعوت مین
شاہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دستر خوان اٹھ گیا تو وہ شاہزادہ
چلا گیا یہ حسن گنگوئی بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ
سلطانے رفت و سلطانے آمد۔ خدمت گار کو بھیجکر حسن کو بلایا اور شیخ نے اُس کے
حال پر بہت التفات کی اور خاص اپنی روٹی اسکو کھلائی اور کہا کہ چتر شاہی بکمال
مدت دراز اور محنت کے بعد دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن گانگوی بہمنی کو اس
بشارت سے حکومت دکن کا سودا سر مین پیدا ہوا اس لیے وہ دکن مین بہمنی کی

تقریب ڈھونڈھتا - جب بادشاہ تغلق دکن مین گیا تو حسن نے قتلغخان کی رفاقت اختیار کی
اور یہین دکن مین رہ گیا جب سلطان محمد تغلق نے امراء صدہ پر عتاب اس سبب سے فرمایا
کہ انکو گجرات مین بلایا تھا انہون نے آنے مین تاخیر کی اور دوم باغیان گجرات کو پناہ
دی انکے قتل کا حکم دیا جب یہ آواز جان خراش امیران صدہ کے کان مین آئی تو انہون
نے اپنی انجمن بنائی اور اسمین کہا کہ بادشاہ محمد تغلق بگیناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے
اور بزرگ گناہون سے منسوب کرتا ہے جب ہم اوسکی نظر کے سامنے جائینگے تو وہ
کچھ گناہ گار اور بے گناہ مین تمیز نہین کریگا ہمارے قتل کا حکم دیگا پس مناسب یہ ہے
کہ دکن سے کہین نہ جائین اور اپنے تئین گوسفند کی طرح دست و پابستہ قصاب کے حوالہ
کرین اور جان کو مفت ورائگان نہ جانے دین وہ دولت آباد چلے گئے یہان کی
رعایا بادشاہ کے غضب و کشش سے جان سے عاجز ہو رہی تھی وہ امیران صدہ سے
ملگئی - غرض ایک ایسا بڑا فتنہ اٹھا کہ جسکے علاج سے سلطان عاجز آیا - ان تمام
فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مہینے کے عرصہ مین ملک دکن جو برسون مین فتح ہوا تھا
سلطان محمد تغلق کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا اسکا سبب امیران صدہ ہوئے تھے انہون
آپس مین مشورہ کرکے کہا کہ اس قسم کے امور بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہین
ہوتے شرط عقل یہ ہے کہ اپنے ہی مین سے کسی کو بادشاہ بنائین تاکہ مہمات کی
صورت و رونق پیدا کرین -

ع

سران جملہ گفتند بالاتفاق ہم از ما نگردد یکے مرد سر	کہ بے شاہ سست امر اتفاق بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر

سب نے اسمٰعیل فتح افغان کو جو امرائے دو ہزاری سے تھا امیر الامرا سپہ سالار بنایا ناصر الدین
شاہ کا خطاب دیا - حسن گانگوہی کو خطاب ظفر خانی کا ملا - بکری ورائے باغ و مرج
و کلہر و حسن آباد و گلبرگہ - اسکو جاگیر مین ملے - حصار - گلبرگہ کا حاکم بھیرون رائے
تھا جو محمد تغلق شاہ کے معتبر نوکرون مین تھا اسکو مار کر حسن مستقل ہوا - ناصر الدین

اور محمد شاہ کی جنگ ہوئی جسمین ناصرالدین کو شکست ہوئی اور حسن گانگوہی اور تمام سرداران دکن کی
یہ صلاح ہوئی کہ جنگ صف مصلحت نہین ہے بہتر ہوگا کہ ناصرالدین شاہ حصار دولت آباد
مین چلا جائے اور حسن گانگوہی بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ گلبرگہ چلا جائے۔ اگر لشکر شاہی جس طرف
متوجہ ہو اسکی دفع مین کوشش کیجائے باقی امرا جا بجا اپنے اقطاع مین حفظ پرگنات
کرین اور ایک دوسرے کی مدد کرنے مین قصور نہ کرین بادشاہ نے عمادالملک کو حسن
گانگوہی کے پیچھے بھیجا اور خود دولت آباد فتح کرنے گیا بادشاہ کو تو اہا ضرورت کے
سبب سے دولت آباد سے مراجعت کرنی پڑی اور حسن گانگوہی تین ہزار سوار کار گذار لیکر
قلعہ احمد آباد بیدر کی طرف گیا یہان عمادالملک [illegible] لشکر گران کے
ساتھ پڑا ہوا تھا اطراف مین اپنے لشکرگاہ کے گرد خندق کھودی بیس روز تک آمنے سامنے
لشکر پڑے رہے لڑنے پر کسی کی جرأت نہ ہوئی [illegible] احمد نے کہ سلطان محمد تغلق
کے خون کا پیاسا تھا گولاس پندرہ ہزار پیادہ حسن گانگوہی کی مدد کو بھیجے ناصرالدین
شاہ نے بھی دولت آباد سے پانچ ہزار سوار مع خزانہ اسکی کمک کو روانہ کیے غرض جب
یہ سامان جمع ہوا تو عمادالملک و حسن گانگوہی کی جنگ عظیم ہوئی اور عمادالملک مارا
گیا اور اسکا لشکر پریشان ہوا کچھ قلعہ احمد آباد بیدر مین آیا بعض قلعہ قندھار کو چلے گئے
کچھ مندو کو ہزار خرابی سے پہنچے حسن گانگوہی اس فتح کے بعد بہت سامان کے ساتھ
ناصرالدین شاہ کی امداد کے لیے دولت آباد گیا جو امرا کہ سلطان تغلق کی طرف سے
دولت آباد کے محاصرہ مین مصروف تھے وہ عمادالملک کے کشتہ ہونے اور حسن گانگوہی
کے خوف سے دہلی اور گجرات کو چل دیے ناصرالدین نے حسن گانگوہی کی طرف خلقت کا
رجوع دیکھی تو جمیع امرا کو بلایا اور ان سے کہا کہ اب مین بادشاہی کے سزاوار نہین کہ
بوڑھا ہوگیا ہون عشرت و فراغت کی طرف میری رغبت ایسی ہے کہ مین ملکداری
کی پروا نہین رکھتا اول اپنا امیرون کی خاطر سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے
معذور رکھو اور دوسرے کی طرف رجوع کرو امیرون نے عرض کیا کہ جس کو آپ فرمائین

پادشاہ بنائین ہم اوسکی اطاعت کو حاضر ہین ناصر الدین نے کہا کہ حسن گانگوی تاج و تخت
کے لائق ہے یہ رائے اسکی سب خاص و عام کو پسند آئی سنہ ۷۴۸ھ مین تاج شاہی اسکے سر پر رکھا
گیا اور چتر سیاہ کہ جو خلفاء عباسیہ کا نشان ہے تیمناً و تبرکاً اسکے سر پر رکھا گیا اور
مملکت دکن مین اسکا خطبہ و سکہ جاری ہوا - علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب ہوا - کلبرگہ کا
نام حسن آباد رکھا - مگر اس چتر سیاہ کے سبب سے لوگ یقین کرتے ہین کہ اسکا مذہب شیعہ تھا -
باوجود کم آبی اور بے صفائی کے اس موضع کو اپنے لئے مبارک سمجھتا تھا اس لئے اسکو پایہ تخت
بنایا اور اپنے ممالک محروسہ کا دفتر محاسبہ گانگوی برہمن کو سپرد کیا وہ سلطان محمد تغلق کی
ترک ملازمت کرکے اُس پاس آگیا تھا - طغرائے فرامین و نقش نگین مین اس طرح سے اپنے اسم کا جزو
بنایا کہ کمترین بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن گانگوی بہمنی - مشہور ہے کہ اس سے پہلے
شہریاران اسلام کی ملازمت برہمن نہین کرتے تھے - یہی پنڈت گانگوی پہلا برہمن تھا جس نے
مسلمانون کی نوکری کی اور سنہ ۱۱۱۶ تک ممالک ہندوستان کے برخلاف دکن مین یہ رسم جاری
رہی کہ پادشاہان دکن کا دفتر اور ولایات کی محرری برہمنون کو سپرد ہوتی تھی -
علاء الدین حسن نے اپنی حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت مین اس قدر
ملک دکن کو فتح کر لیا جسقدر پادشاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین اسکے امراء کے تصرف مین تھا -
امرائے تغلق و افغان و راجپوت کہ سلطان تغلق کی جانب سے قلعہ بیدر و قندھار مین تھے انکو
لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا دونو حصارون پر اپنا قبضہ کیا - کولاس مع مضافات
رائے ورنگل سے لے لیا - اور اسکے ساتھ محبت کا طریقہ مسلوک کیا گلبرگہ مین مسجد و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہے
تھے تھوڑے عرصہ مین انکو تیار کرا لیا -
اسمٰعیل فتح جو منصب امیر الامرائی سپہ سالاری کا رکھتا تھا وہ ملک سیف الدین غوری کی وکالت
و نیابت سے ناراض ہوکر علاء الدین کے جان لینے کی فکر رہنے لگا جسکے سبب پادشاہ نے
بعد تحقیق کے اسکو قتل کیا مگر اسکے فرزندون کی تعظیم و تکریم کی جسکے سبب پادشاہ کا استقلال و
استیلا ایک ہزار ہو گیا رائے تلنگ کہ مدت سے سرکشی کر رہا تھا اور پادشاہ اس سبب سے کہ

اس نے انکی امداد کی بھی اسکی ساتھ مدارا اور مواسا رکھتا تھا وہ اخلاق پادشاہی سے متصف
ہو کر اخلاص و اطاعت کا اظہار کرتا تھا اور پادشاہ دہلی کو باج و خراج بھیجنے کا وعدہ کر لیا
تھا ہر سال خزانہ عامرہ میں بھیجا تھا جب علاء الدین حسن کا کوئی معاند و منازع کسی گوشہ میں
نہیں رہا تو اسنے امرا اور ارکان دکن کو ایک انجمن میں جمع کیا اور کہا کہ حق سبحانہ تعالے
نے مجھے ایسی بے قیاس دولت ارزانی فرمائی اور لشکر دہلی کا خلاصہ کہ ملک دکن کی حفاظت کیلیے
اس طرف آیا تھا محض عنایت یزدانی سے میرے علم کے نیچے مجتمع ہوا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے
کہ میں جس طرف توجہ کرونگا افواج فتح و فیروزی میرا استقبال کرینگی اس صورت میں بہتر یہ ہے
کہ ملک گیری میں مشغول ہوں اور حسن آباد گلبرگہ سے اپنے سمند خوش خرام کو جلوہ دوں اور
آب پونہ سے قلعہ دولی تک اور سیت بند رامیشور سے ولایت ملیبار تک اپنے تصرف میں لاؤں
اور بعد ازاں گوالیار کی جانب اپنے لشکر کو لیجاکر صوبہ مالوہ و خطہ گجرات کو اپنے خطبہ و
سکہ سے بلند مرتبہ کروں۔ ملک سیف الدین نے عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار و انہار سے
پر ہے اور ہوا میں رطوبت کو غلبہ ہے خصوصاً ایام برسات میں ہمارے لشکر کے ہاتھی
گھوڑے و شتر گاؤ اور جمیع حیوانات اس ولایت کے پرورش یافتہ ہیں کہ جنکی ہوا
کرناٹک کی ہوا کی ضد ہے اگر مدتوں تک اس ملک میں رہینگے تو انکو جینا نہایت دشوار
ہوگا۔ پادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین دفعہ وہ ممالک
پر لشکر کشی ہوئی تھی حیوانات صامت و ناطق کے دس حصوں میں سے ایک حصہ بھی سلامت
بچ کر آیا تھا۔ یہ ولایت اس قابل نہیں ہے کہ پادشاہ خود جائے بلکہ اول ایک جماعت
کرناٹک کی اس حد پر بھیجے جس کی آب و ہوا اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہے اور ان حدود
کے گردن کش راجوں نے ابتک جیسے ویسے نذرانے بھی پادشاہ کی درگاہ میں نہیں بھیجے
ہیں اور رابطۂ اخلاص کا جیسی نہیں پیدا کیا ہے وہ غازیان اسلام کی شمشیر سے مطیع
و منقاد کرے اور باج و خراج لے اور انکی طرف سے خاطر جمع کرے اور اس وقت کہ
تخت گاہ دہلی کمال بے رونق ہو رہا ہے اور مالوہ و گجرات و گوالیار امرا کے

سے خالی ہیں انکی تسخیر کے لیئے بادشاہ نہضت کرے۔ سلطان علاءالدین حسن نے ملک سیف الدین غوری کی حسن رای کی تحسین کی اور عمادالملک تاشکندی و مبارک خان جو دکن کے امراء عظام میں تھے۔ کرناٹک کی جانب روانہ کیا۔ انہون نے بیتا ولی وکری تک ملک کو خوب تاخت و تاراج کیا اور اس نواح کے رایون سے یہ چیزین لین۔ دو لاکھ اشرفی طلائی جنکا دو ہزار تولہ سونا ہوتا ہے اور جواہر و مروارید اور بہت آلات اور اسباب اور دو سو ہاتھی ہاتھی اور ایکہزار کنیز رقاص و سازندہ۔

بعدازان برسات کے شروع میں معاودت کی ملک سیف الدین غوری کے صوابدید سے سلطان نے اس لشکر کا سامان درست کرکے سنہ ۷۵۸ھ میں گلبرگہ سے دولت آباد روانہ کیا۔

بالاگھاٹ میں جب سپاہ کی موجودات لی گئی تو پچاس ہزار سوار نیزہ گذار شمار میں آئے انکو نندربار اور سلطان پور کی طرف سے مالوہ بھیجا جاتا۔ اہل گجرات نے سلطان علاءالدین کے بلانے کے لیئے اصرار کیا۔ سلطان نے یہ خیال کرکے کہ مالوہ اور گجرات جانا برابر ہے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا۔ اور خود آہستہ آہستہ پیچھے چلا جب یہ شاہزادہ قصبہ سارنی میں آیا تو شکار کے لئے جانور بہت دیکھ باپ کو بھی یہاں بلا لیا وہ یہاں آنکر شراب و کباب میں ایسا مصروف ہوا کہ اوسکو ہیضہ ہوا جس سے وہ چھ ہفتہ بیمار رہ کر ۱ ربیع الاول سنہ ۷۵۹ھ کو ۶۷ سال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت کی۔ گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کی۔

دکن میں ایک نئی سلطنت ممالک مسلمانون کی پیدا کر گیا جو ایک مرتفع کا مربع تھا جسکا ہر ایک ضلع تین سو میل لمبا تھا وہ مہاراشٹر یعنی مرہٹون کے ملک کے مشابہ تھا۔ اوسکا کوئی مخرج سمندر میں نہ تھا شمال میں دریاے نربدا اور مغرب میں مغربی گھاٹ جنوب میں دریاے کرشنا تھے مشرق میں گونڈوانہ کے جنگل اور مملکت تلنگ تھی اور مالوہ خاندیس کے واسطے سے وہ ہندوستان سے بھی پیوند رکھتی تھی یہ دونو ملک بھی دہلی کی سلطنت سے جدا ہوکر اپنی مطلق العنان حکومت جمارہے تھے۔ مالوہ نربدا کے

شمال مین تھا اور خاندیس نربدا کے جنوب مین تھا بمغرب و مشرق و جنوب مین اسکے ہندوؤن کی سلطنتین تھین اسکی تمودہ رعایا ہندو تھی اور دکن مین ہندوؤن کا اثر و رعب و داب بہت کچھ تھا -

اس سلطنت جدیدہ کا دشمن جان شرق مین تلنگانہ تھا جسکو سیاہ بتھ تھے اور جنوب مین کرناٹک تھا جو ایسا مشہور نہ تھا ان دونو ہندوؤن کی ریاستون سے ہمیشہ اسکو خوف لگا رہتا تھا کرناٹک ابھی جون بدل کر وجیانگر یون بن گیا کہ ورنگل کے شاہی خاندان کی ایک شاخ نے جنوب مین اپنے خاندان کی ریاست کو جمایا اور رحم بدراندی کے کنارہ پر وجیانگر کو بسایا آخر اپنا نام کرناٹک کے نام کی جگہ زبان زد خلائق کرایا وہ اس جزیرہ نما مین سب سے زیادہ اعلی درجہ کی سلطنت ہوگئی اسکی مملکت کرشنا سے جنوب مین سمندر سے سمندر تک تھی - یہ ریاست اسلام کا ایک ہیبت ناک دشمن تھا

بہمنی سلطنت کا دار السلطنت گلبرگہ تھا جو ورنگل سے مغرب سے ایک سو بچاس میل پر تھا اور وجیانگر سے شمال مین ڈیڑھ سو میل تھا - تحفۃ السلاطین و سراج التاریخ و بہمن نامہ دکنی مین حسن کو سلطان بہمن شاہ ایران کی نسل مین بتایا ہے اور شجرہ بھی بنا دیا ہے - یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی -

فرشتہ نے اسکے خاندان کے لیئے جو تشی برہمن کی کہانی بنائی ہے جو دل لگی سے خالی نہین مگر تشنیع سے خالی معلوم ہوتی ہے - اب ان دونو باتون مین فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ - شعرا اور مورخین نے خوشامد گوئی سے حسن کے سلسلہ نسب کا شاہان کیان تک پہنچایا فرشتہ نے اسکو ایک کہانی بنا کے ایک برہمن کا مزدور بنایا

سلطنت محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن

سلطان محمد شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا - وہ عقل و شجاعت و سخاوت سے اتصاف رکھتا تھا اس نے بادشاہ ہو کر اسباب تجمل آلات شوکت بادشاہی مین اعلی درجہ کی سعی کی نو ارچی و بیاولون کو بڑھایا اسکے سلحہ خانہ کو وہ سوا دو ہی اٹھاتے تھے

اور اسلحہ دار کہلاتے تھے۔ یکہ جوانان خاصہ چار ہزار تھے انکا نام خاصہ خیل تھا ممالک
ہر طرف دار کے خطابات مقرر کئے۔ دولت آباد کے طرفدار کا خطاب مسند عالی اور برار کے
طرفدار کا خطاب مجلس عالی اور بیدر و تلنگ کے طرفدار کا خطاب اعظم ہمایون اور حسن آباد
گلبرگہ اور بیجاپور کے طرفدار کو جو منصب وکالت رکھتا تھا ملک نائب اور جمیع ممالک
محروسہ کے سپہسالار اور امیر الامراء کا خطاب عنایت کیا۔ بلاد دکن مین یہ خطاب
مدتون تک جاری رہے جمعہ کے سوائے شب و روز وہ باپ کے تخت نقرہ پر وسط ایوان
مین پہر دن بیٹھتا تھا اور تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا کمال شوکت و صلابت
سے بار عام کرتا۔ اور لوازم جہانبانی مین مشغول ہوتا۔ جب ظہر کی اذان ہوتی وہ بیتاب
وہ تخت سے اٹھ جاتا اور مجلس ختم ہو جاتی طبیعت اسکی غیور تھی وہ تخت پدر کے سجادہ
جو نقرئی تھا دلگیر ہوتا۔ رائے تلنگ نے ایک سونے کا تخت شاہ دہلی کے لئے بنوایا تھا
وہ اس نے محمد شاہ کو دیدیا اس خاندان مین یہ تخت سو برس تک رہا اور تخت فیروزہ کے
نام سے ساری دکن مین مشہور تھا اسکی پوشش فیروزہ رنگ کی تھی اس لئے فیروزہ اسکا نام
ہوا۔ وہ آبنوس اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اسکو
جواہر سے مرصع کرتا۔ وہ تین گز لمبا اور ایک گز چوڑا تھا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار
کروڑ روپیہ اسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ محمد شاہ نے دربار عام مین اسے بچھوایا اور باپ کے
تخت کو کوٹھے مین لگا کے رکھ دیا۔ کوئی امیر اسکے سامنے بیٹھنے نہین پاتا تھا سلطان فیروز شاہ کے عہد مین
یہ تخت مدینہ بھجوا لیا گیا جہان وہ ٹکڑے ہو کر سادات مین تقسیم ہوا۔

اس نے حکم دیا کہ زر پہ سکہ لگائین اور ہر روز پانچ دفعہ نوبت بجائین بار عام کے وقت
سب آدمی زانو زدہ سر زمین پر رکھین۔ پادشاہ بہمنیہ کے انقراض کے بعد دکن
مین پادشاہون کے چند فرقے صاحب خطبہ و سکہ ہوئے مگر اصلا کسی نے زر پہ سکہ نہیں
لگایا اس پادشاہ کے سونے کے سکے چار طرح کے تھے دو تولہ سے چند ماشہ تک ان کا
وزن تھا۔ ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور چار یارون کا نام تھا اور دوسری طرف

بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت ارتسام - رایان وجیانگر (بیجانگر) و تلنگ کی
تحریک سے ہندو صراف تعصب کے سبب سے سکہ ہند محمد شاہی کو کہ بے غل و غش تھا گلا ڈالتے
تھے اور چاہتے تھے کہ وجیانگر تلنگ کے زرسکوک دکن میں رائج رہیں - جب محمد شاہ کو انکی
اطلاع ہوئی تو اُس نے چند دفعہ صرافوں کو تنبیہ کی مگر انہوں نے نہ مانا اُس نے صرافوں کو
قتل کرا ڈالا - مگر اسپر بھی مسلمانوں کے سکوں کا رواج دکن میں ہمیشہ نہیں رہا بلکہ ہندوؤں کے
سکے جنکے نام ہون اور پرتاب تھے جاری رہے - غرض زرسکوک پر دکن میں ہندو اور
مسلمان فرمانرواؤں کے درمیان بڑے جھگڑے رہے ایک دوسرے کے سکوں کو
گلاتا اور اپنے سکے چلاتا - محمد شاہ کو ترویج شریعت محمدی کا بڑا خیال تھا - اس لئے
ہندوؤں کے زرسکوک کو اپنی مملکت سے خارج کر دیا - رائے بیجانگر اور تلنگ سکو صاحب داعیہ
جانکر خائف ہوئے - ایک فرقہ امرائے اسلام کا مکہ معظمہ کو نقود خزانہ بھیجنے سے ناراض
تھا - اس خزانہ بھیجنے کی حکایت یوں بیان کی جاتی ہے -

مکہ معظمہ خزانہ بھیجنا

جب سلطان علاء الدین مر گیا تو محمد شاہ ہر شب جمعہ کو اسکی قبر پر جاتا اور ہمیشہ باپ کی
تربت پر دو سو آدمیوں سے قرآن پڑھواتا - ملکہ جہان والدہ سلطان محمد شاہ نے
اپنے تمام نقود و جواہر و زر خالصہ اپنے شوہر کی روح کی ترویج میں صرف کر دیے - ایکسال
بعد وہ حج کو روانہ ہوئی تو محمد شاہ نے چاہا کہ باپ نے جو مصلحت دنیوی کے لئے خزانے
جمع کئے تھے انکو ملکہ جہان کے ہمراہ اماکن شریفہ کو بھیجدے کہ روح پدر کی ترویج کے لئے
وہ فقراء اور مساکین میں خیرات کر دے خزانچی نے حسب الحکم صندوق طلا و نقرہ سے
بھرے ہوئے حاضر کئے وہ تولے گئے تو دکنی وزن سے چار سو من سونا اور سات سو من چاندی
وزن میں ہوا - بعض امراء اور ارباب حل و عقد نے سر گوشی کیا کہ بادشاہ دہلی فیروز شاہ
باپ جیسا اس مملکت کی انتزاع کے فکر میں لگ رہا ہے اور بادشاہوں کو ملک

لشکر و حفظ مملکت کے لیئے سوائے خزانون کے موجود رکھنے کے چارہ نہین ہی اسلئے دولت صلاح
یہ ہے کہ بقدر کفاف روپیہ ملکہ جہان کو دیا جائے اور باقی پھر خزانہ مین داخل کیا جائے کہ امور
پادشاہی مین کام آئے۔ ملک سیف الدین نے کہا کہ جو کچھ ارکان دولت نے عرض کیا حق و صدق
ہے۔ پادشاہ کے لیئے مال اور خزانہ رکھنا ضرور ہے مگر جو نقود کہ اس نیت سے خزانہ سے نکالے
گئے ہین کہ راہ خدا مین خرچ ہون مناسب نہین ہے کہ وہ پھر خزانہ مین داخل ہون
محمد شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور اُسنے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے باپ کے مال مملکت
کے لیے ایسی پادشاہی کرامت فرمائی اگر وہ چاہیگا تو میرے بھی خزانہ بغیر نگہبانی کریگا
بلکہ جہان بھر ان خزانون کے ساتھ روانہ کیا اور جب وہ واپس آئے تو خوشی کے مارے
ایک بڑا جشن کیا۔ ۷۵۳ھ مین جب ملکہ جہان کا انتقال ہوا شوہر کے پہلو مین اُس نے
آرام کیا۔ جو فرقہ اس روپیہ کے بھیجنے سے ناراض ہوا تھا اُسنے راے وجیانگر اور راے
تلنگ کو اپنے اتفاق سے تقویت دی اور محمد شاہ کے مخالفت پر ترغیب و تحریص کی
بعض امراے کبار ان رایون سے باطنا ہمزبان ہوئے۔ راے وجیانگر نے
احمد شاہ پاس آدمی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور و مدکل مع
مضافات کے کنار آب کرشنا تک وجیانگر کے رایون کے ماتحت رہے ہین اگر آپکو
ہماری ہمسائگی کی اور اپنی بقاے شاہی کی آرزو ہو تو دوستی کے ساتھ آب کرشنا
کے کنارہ تک قلاع و پرگنات مجھے دیدیجئے تاکہ تمہارے ممالک شاہان دہلی کی صدمات
سے اور میرے عساکر نہب کی آسیب سے محفوظ رہین۔ ایسی ہی راے تلنگ نے ایلچیون کو دارالملک
بھمنی مین بھیجا کہ میرا بیٹا ونایک دیو (ناک دیو) مجھ سے سرکش ہو رہا ہے اور قلعہ کولاس
یہ قلعہ سلطان علاء الدین کو پیش کش مین راے تلنگ نے دیا تھا) کے اور اسکے مضافات
کے استرداد مین عازم جازم ہے۔ صلاح دولت اسی مین ہے کہ جنگ بغیر
اس محال کو مجھے دیدین۔ تاکہ مین آپکے ساتھ موافقت مین راسخ دم اور ثابت
قدم ہوکر آپکے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن ہون۔ محمد شاہ نے

دانائی اور عاقلی کے ساتھ ان ایلچیون کی تعظیم و تکریم کی اور ڈیڑھ سال تک انکو وہان
ہی لیت و لعل مین لگائے رکھا اور رائے سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت
اساس مرقوم کرکے ہمراہ ان ایلچیون کے وجیانگر و تلنگ کو روانہ کیئے اور اس عرصہ مین
جن امیرون سے وہ متوہم تھا اور مخالفت کا گمان رکھتا تھا مستاصل کیا اور انکی جگہ اور
معتمد آدمیون کو مقرر کیا غرض ہندوؤن کو پیچھے ہی مین رکھکر اپنے تئین سب طرح سے قوی
کیا اور دربار عام کیا اور ایک پرشوکت و صلابت مجلس آراستہ کی اور وجیانگر و تلنگ کے
ایلچیون کو غایت قہر و غضب و نہایت استیلا و تسلط ... سے کہا کہ ایک مدت سے
تخت دکن میرے قدمون سے رونق پا رہا ہے میرا اقبال بلند ہو رہا ہے
اب اطراف کے رایون نے پیشکش دے دیئے ہین تمہین بھی یہی چاہیئے کہ انکی
سرکار مین جتنے کارآمد ہاتھی ہون انکی پیٹھون پر زر و جواہر و کل امتعہ و اقمشہ
لادکر جلد میری درگاہ مین بھیجدین اسلئے کہ خزانہ عامرہ کے نقود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
مین صرف ہو گئے ہین روپیہ کی ضرورت بہت ہے
جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کے پیغام اپنے حاکمون کو لکھ بھیجے تو رائے تلنگ نے
اپنے بیٹے ناگ دیو اور ناک رام کو ورنگل سے بہت سپاہ کے ساتھ کولاس مین
بھیجا انکی مدد کے لیئے وجیانگر نے بیس ہزار سوار و پیادے بھیجے سلطان محمد شاہ
نے بہادر خان ولد اسماعیل فتح کو سپہ سالار کیا اور اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی
کو لشکر [illegible] ساتھ اسکے ہمراہ کیا بہادر خان لشکر لیکر مخالف کے مقابل گیا
طرفین مین جنگ عظیم ہوئی بہادر خان کو فتح ہوئی اور ناگ دیو ورنگل تک بھاگ گیا اور
وہان کے [illegible] سے ایک لاکھ ہون اور [illegible] ہاتھی اور نفیس تحفے لیکر گلبرگہ مین
[illegible] مین سلطان محمد شاہ کرسی پر بیٹھا [illegible] تھا سوداگرون نے گھوڑے
دکھائے تھے ان مین کوئی گھوڑا اسکی سرکار و سواری کے لائق نہین تھا تو اپنے سوداگرون کو
کہا کہ ہمارے گھوڑے پادشاہون کی سواری کے لائق و قابل نہین سلطان نے گھوڑا اور

نہین ہے کہ ملک ملک پھر کر ایسے گھوڑے بادشاہون کو دکھاؤ سوداگرون نے عرض کیا کہ ہم
بندگان بادشاہی کے لیئے نہایت عمدہ گھوڑے لائے تھے مگر ناگدیو والی ویجانگر
نے خواہ نخواہ عمدہ گھوڑے چھین لیئے ہر چند ہمنے اُس سے کہا کہ ہم یہ گھوڑے محمد شاہ
بہمنی کے لیئے لائے ہین مگر اس نے ایک نہ سنی سلطان محمد شاہ پہلے ہی سے ناگدیو کی
اوضاع ناملائم سے آزردہ خاطر تھا اور اب اور زیادہ کدورت اس کی بڑھ گئی
اور ناگدیو سے انتقام لینے کے درپے ہوا تلنگ کو روانہ ہوا۔ ایک ہزار سوار کے ساتھ نواحی ویلم
مین آگیا۔ افغانون کی ایک جماعت کو ان سوداگرون کا لباس پہنایا جنکا مال
لٹا تھا وہ دروازہ پر پہنچکر شہر مین داخل ہوئے دروازون کے محافظ انکے پاس
ہتھیار دیکھ کر انکا حال دریافت کرنے لگے تو انہون نے کہا کہ مال اسباب ہمارا
لٹ گیا ہے ہم حاکم شہر سے فریاد کرنے آئے ہین غرض یہان یہ حیص بیص ہو رہی تھی
کہ محمد شاہ ایک ہزار سوار لیکر جا پہنچا اور اسنے شہر کے دروازہ کے بند کرنے کی محافظون
کو فرصت نہ دی اور محافظون کو قتل کر ڈالا اور سلطان سیدھا ارک پر پہنچا۔ ناگدیو
کو اس طرح سلطان کے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا ایک باغ مین عیش و عشرت اختیار کر رہا تھا
کہ ناگہانی یہ حادثہ پیش آیا وہ بہزار خرابی ارک مین گیا سلطان نے حصار کا محاصرہ
کیا۔ توپ و تفنگ و کل آلات حصار داری سے حصار عاری تھا غرض ناگدیو سے
کچھ نہ بن پڑا۔ ناچار وہ بھاگا مگر دستگیر ہوا۔ محمد شاہ کے ساتھ گفتار ناہموار کی تو
زبان اسکی گدی کی طرف سے نکلوا کر منجنیق مین رکھوا کر جلتی آگ مین پھینکوا دیا اور
خاکستر بنا دیا۔ پندرہ روز تک جشن اڑایا اور اس عرصہ مین اہل شہر سے [illegible]
روپیہ وصول کرکے اپنے گلبرگہ کو واپس آیا۔ جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو انہون نے
مور و ملخ کی طرح ہجوم کرکے سلطان محمد شاہ کے لشکر کو آگے پیچھے گھیر لیا۔ محمد شاہ نے
لشکر کو حکم دیا کہ سوا اور زر و جواہر کے کچھ اور نہ لین اور خیمہ و اسباب کو چھوڑ دین
محصورون کی ساتھ جو بارکش اشتر و گاؤ نہ چل سکین انکو صحرا مین چھوڑ دین [illegible]

صبح سے سہ پہر تک سفر کریں اور جس قریہ میں پہنچیں وہاں سے بقدر کفایت آذوقہ
و علف لیکر صرف کریں اور رات کو صحرا میں اتریں اور گھوڑوں سے زین نہ اوتاریں اور
ہر جماعت ہر رات کو باری باری سے ہشیاری و بیداری میں قیام کرے باوجود
اس حال کے سلطان کے چار ہزار سواروں میں سے پندرہ سو سوار سلامت اپنی مساکن
منازل پر پہنچے۔ کئی دفعہ تلنگوں اور مسلمانوں میں لڑائی ہوئی مگر مسلمانوں کو فتح
حاصل ہوئی۔ لڑائی میں ایک دفعہ سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہ ہوئی
سنہ ۷۶۲ھ میں راے تلنگ شکست سابق اور فرزند کے کشتہ ہونے سے غمزدہ ہوا
اور دہلی کے بادشاہ ملک فیروز شاہ باربک کو عرائض بھیجیں محمد شاہ کے مخبروں نے دہلی
نوشتے بھیجکر یہ اسکو اطلاع دی کہ راے ورنگل نے عرائض بادشاہ دہلی کے پاس اس
مضمون کے بھیجے ہیں کہ بندہ جادہ اطاعت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر اہل
مالوہ اور گجرات کے نام فرمان صادر ہو کہ وہ ملک دکن کو تسخیر کریں تو میں بھی راے
وجیانگر کو اپنے ساتھ متفق کر کے خدمت و جان سپاری کے لئے حاضر ہوں
جیسے بندگی اور دو تنخواہی میں کوئی تقصیر نہ ہوگی اور تھوڑی مدت میں اس خطہ کو مخالفان
وقت سے لیکر تحف و پیشکش چندین سالہ کے ساتھ حضور کی پابوسی سے مشرف
ہونگا۔ مگر اس سبب سے کہ یہ امر مشہور ہو گیا تھا کہ دکن پر لشکر کشی شاہان دہلی کو مبارک
نہیں ہے۔ ان عرائض کے جواب پر فیروز شاہ نے کچھ التفات نہیں کیا۔ اس زمانہ
کے دکن کے مشرق میں تلنگانے اور جنوب میں وجیانگر کے راے رو رہے تھے
دہلی کی سلطنت کے جوئے سے کندھا اس لیے نکالا تھا کہ دشمنوں کو اپنے دروازہ
پر زور آور کریں۔

محمد شاہ نے ملکت تلنگانہ کے تسخیر کے ارادہ سے اپنے امرا کو مع لشکر بلایا اور
کولاس میں گیا اس اثنا میں راے وجیانگر مر گیا۔ اسکا بھتیجا کرشن راؤ جانشین ہوا
راے تلنگ اسکی کمک سے مایوس ہوا۔ غرض اس نے مسلمانوں کا استقلال ایسا دیکھا

کر بہت منت سماجت کر کے ان شرائط پر صلح کی تین سو ہاتھی اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے محمد شاہ پاس بھیجدیئے اور بلدہ گلکنڈہ کو مع مضافات کے پیش کش میں دیدیا

پادشاہ نے اس فتح کے بعد چالیس روز تک عیش و عشرت کے جشن کیئے اور اپنے بیٹے مجاہد شاہ کی شادی بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کی بیٹی کیساتھ کی ان عیش و نشاط کی مجالس میں تین سو قوال دہلی سے آئے تھے وہ حضرت امیر خسرو کے اشعار بادشاہ کی تعریف میں گانے بیٹھے۔ ان اشعار اور شراب سے محمد شاہ الیا مست ہوا کہ ایک فرمان وجیانگر کے حاکم کے نام لکھواکر بھیجا کہ ان تین سو قوالون کو وظیفہ وہ دیا کرے وجیانگر کا راجہ کرشن راو نہایت مغرور و شجاع تھا وہ اس بات سے نہایت آشفتہ ہوا۔ اسنے جو شخص قوالون کے وظیفہ کی برات لایا تھا گدھے پر سوار کرا کے وجیانگر کے تمام محلون میں پھرایا اور نکالدیا اور لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور شاہان بہمینہ کے ممالک کی تسخیر کے لیئے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور تین ہزار فیل لیکر دکن کی سرحد پر متوجہ ہوا اور دریائے تم بدرا سے عبور کیا کہ مدکل اور رائے چور قلعون کو تسخیر کرے اور تاخت و تاراج کے لیئے آدمی بھیجے۔ برسات کا موسم آگیا تھا اور دریائے کشنا (کرشنا) چڑھاو پر تھا۔ کرشن راو خاطر جمع سے حصار مدکل کے نیچے آیا سرحدون کی قلعے اکثر مشرقی بادشاہون میں جنگ کے سبب ہوتی ہین یہ قلعے جن بادشاہون کو ہاتھ لگ جاتے ہین انکا تسلط و استیلا اورون پر زیادہ ہو جاتا ہے اور انکی بدولت وہ اورون سے خراج وصول کرتے ہین وجیانگر کی طرف سرحدی قلعے مدکل اور رائے چور تھے وہ دریائے کرشنا اور دریائے تم بدرا کے درمیان واقع تھے اسکو رائے چور دواب لکھتے ہین۔ یہ دواب مع قلعون مدکل و رائے چور کے بہمنیہ پادشاہون اور وجیانگر کے رایون کے درمیان میدان فساد رہا ایسے ہی تلنگ کی طرف قلعہ گلکنڈہ تھا جو حیدرآباد کے نزدیک ہے محمد شاہ نے اسکو اہل تلنگ پر اپنا خوف جمانے کے لیئے تسخیر کر لیا تھا قلعہ گیری کے لوازم میں ہر قدر سعی و کوشش کی کہ طاقت بشری مین نہین سما سکتی تھی۔ قلعہ میں آٹھ سو مسلمان تھے قلعہ کو رائے وجیانگر نے فتح کر لیا مسلمانون کو زن و فرزند سمیت مار ڈالا۔ ایک مسلمان اتفاق سے بچ رہا اس نے محمد شاہ

پاس نکر بیار احال سنایا تو اسنے اس بیچارہ کو بھی مار ڈالا اور کہنے لگا کہ جس شخص نے اتنے آدمیونکا
مرنا دیکھا ہو اسکو دیکھنا نہین چاہیئے ۔ سنہ ۷۶۷ھ مین محمد شاہ نے بھی انتقام لینے کا ارادہ کیا
گلبرگہ کی مسجد مین قرآن پر قسم کھائی کہ ان ایک لاکھ مسلمانون کی عوض مین جب تک لاکھ ہندو
قتل نہین کر لونگا شمشیر جہاد کو نیام مین نہین کرونگا نو ہزار سوار لیکے وہ دریاے کرشنا پار
گیا اور راے جیا نگر کے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے تھے ۔ محمد شاہ دریاے کرشنا کے پار گیا اور
صبح کو راے کے لشکرگاہ پر پہنچا مشرقی ملکون مین لڑائیان پہلے ایسی ہی ہوتی تھین
جیسے وحشی جانورون مین ہوتی ہین ۔ جب وہ کرشن راے کے لشکر کے قریب آیا تو اسکے آدمیون
کو سوا فرار کے اپنی سلامتی نہ سوجھی تھی سلطان جہان راے کا لشکر پہنچا تھا وہان
جاتا تھا اور خوب غارت اور قتل کرتا تھا اس نے ستر ہزار عورتین و مرد و جوان و
پیر و بندہ و آزاد قتل کر ڈالے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ دو ہزار ہاتھی تین سو ارابہ
توپ ضرب زن و سات سو گھوڑے عربی اور ایک صد سنگاسن سرکار شاہی مین
داخل ہوئے ۔ باقی غنائم پر امرا اور لشکری متصرف ہوئے ۔ سلطان محمد شاہ نے
اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانا ۔ برسات کا موسم قلعہ مدگل مین بسر کیا
جب خان محمد مع لشکر دولت آباد محمد شاہ سے آ ملا تو ایک جمعیت عظیم اسکے پاس ہو گئی اور
دشمنون کے قتل کے لیئے قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا ۔ راے کشن نے دریاے تمبدرہ
عبور کیا اور ادونی قلعہ کے باہر اترا اور یہان اپنے بھانجے کو حاکم مقرر کرکے آپ وہان کے
کے وسط مین گیا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا ۔ اور وجیانگر سے خزانہ و اسلحہ
اثاثہ شاہی طلب کیا محمد شاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا اور توپخانہ ان
کی طرف سے جنگ کی ۔ کارخانہ آتشبازی پر بڑا بھروسا کیا اب تک ان کے اندر اس کا
رواج مسلمانون مین نہ تھا ۔ ایک توپ خانہ بزرگ مرتب ہوا مقرب خان سیستانی
اور تمام رومیون اور فرنگیون کو جو بادشاہ کے ملازم تھے اسکا اہتمام سپرد ہوا
یہ مشہور تھا کہ اس ملک کے آدمی چورون کی طرح لشکر مین آکر سوتے ہوئے آدمیون کو

ضائع کرنے مین اسلئے یہ تجویز ہوئی کہ وجیانگر کے ہاتھی گلبرگہ کو بھیجدیئے جائین اور سپاہی
اسباب ضروری ہمراہ رکھین اور باقی سب اپنے بھیجدین اور طناب درطناب اتین اور توپخانہ کے
لدا ہوؤن کا ذخیرہ بنا کے ہوشیاری اور بیداری کے لوازم بجا لائین بادشاہ تم بدرہ
سے اترا اور ولایت وجیانگر مین داخل ہوا۔ کشن راؤ نے بھوج راے مل کو سپہ سالار مقرر
کیا جسنے گھمنڈ مین آکر کشن راؤ سے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ گرفتار
کرکے خدمت مین لاؤن یا اوسکے سر کو تلوار سے کاٹ کر پیش کرون کشن راے نے کہا کہ
ہر حال مین دشمن کا زندہ رکھنا منظور نہین اسکا مرنا ہر حال مین بہتر وخوشتر ہے بھوج راے نے
لشکر کو دلاسا دیا اور چالیس ہزار اور پانچ لاکھ پیادے لیکر بادشاہ سے لڑنے آیا اور حکم
دیا کہ امراء اپنی مجلس مین حکم دین کہ پنڈت کتابون کو پڑھکر خلائق کو مسلمانون کے مارنے کا ثواب
بتلائین اور انکو مسلمانون کے یہ اعمال بتلاکر اسنے لڑنے کی ترغیب وتحریص دین کہ دیوگائے کو
ذبح اور اصنام کی ہتک کرتے ہین اور بتخانون کو ڈھاتے ہین اور ہندوؤن کو قتل کرتے
ہین۔ بادشاہ پاس پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے جنمین سے دس ہزار سوار
اور تیس ہزار پیادے اور سارے آتش بازی کے کارخانے لڑنے کو گئے ۱۳ ذی قعدہ کو
صبح سے سہ پہر تک خوب جوش وخروش سے لڑائی ہوئی اور توپخانہ نے مسلمانون کو
شکست سے بچایا۔ تفنگ و توپ کی ضربون نے ہندوؤن کے لشکر کو متزلزل کیا اور ایسے
قریب نوبت تک آگئے کہ شمشیر وخنجر سے لڑائی ہوئی بھوج مل راے زخمی ہوکر بھاگا
ہندوؤن کو شکست ہوئی مسلمانون نے قتل کا بازار ایسا گرم کیا کہ عورتون اور دودھ
پیتے بچون کو بھی نہ چھوڑا۔ محمد شاہ تو ہندوؤن کے قتل کی قسم کھائے ہوئے تھا کہ
وہ تین مہینے تک کشن راؤ کے لشکر کے پیچھے پڑا پھرا اور اسکو قتل کیا۔ آخر کو کشن راؤ بھاگ
وجیانگر مین چلا گیا اور نو ہزار پیادے مداخل ومخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کئے
محمد شاہ نے وجیانگر کے نواح مین خیمہ ڈیرے ڈالے اور ہر روز شہر کے گرد جنگ ہونے
لگی۔ رات کو لشکر مین دشمن آن کر گالیان دے جاتے تھے شہر کا تسخیر ہونا بڑا مشکل تھا۔

اسکے تین طرف فصیل تھی جسمین سخت پتھر بہت بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور برج وباڑ
بے بنے ہوئے اور چوتھی طرف دریائے تم بدرا تھا جو ایسے جوش وخروش سے تیز بہتا تھا
جسمین عبور دشوار تھا۔ مطلع السعدین میں لکھا ہے کہ وجیا نگر ایک مدور شہر تھا اسکے گرد
سات فصیلیں بلا چوبہ ہم مرکز تھیں اور باہر کی فصل کے باہر ایک میدان پچاس گز کا تھا
جسمین پتھر پاس پاس گڑے ہوئے تھے۔ آدھے زمین میں ڈوبے ہوئے اور آدھے باہر ایسے کہ سوار
اور پیادے کو بہت مشکل ہے باہر کی دیوار تک جا سکتے تھے۔ سلطان محمد شاہ نے ایک ہفتہ خوب
کوشش کی کہ اس بلدہ کے اندر داخل ہو مگر کسی حیل سے میسر نہ ہوئی تو وہ حیلہ گری کو
کام میں لایا کہ اپنے تئین بیمار بنایا اور کوچ کا نقارہ بجوایا کشن رائے مسلمانوں کے قتل کے
قصد سے اور ہندوؤں کے خون کی تلافی لینے کے لیئے دار الملک وجیانگر سے نکلا۔ اور
مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے پڑا۔ راتوں کو ہندو اراہوں کے کنارہ پر آکر کہتے کہ تمہارا
پادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنوں کی دعا مستجاب ہوئی تم میں سے ایک آدمی کو
ہم زندہ نہ چھوڑینگے۔ پادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن میں سوکر چادر سر پر ڈالتا تو اہل
اردو کو پادشاہ کی زندگی پر بدگمانی اور شک ہوتا اور وہ مضطرب ہوتے خان محمد
مقرب خان جو رازدار تھے خلائق کی دلدہی کرتے اور کوچ پر کوچ کرتے۔ محمد شاہ کی یہ
تدبیر کے موافق ہوئی کشن رائے دارکان دولت اسکے اپنے دشمنوں کا حال نہایت بے تاب
سمجھ کر ساری رات شراب پیتے اور ناچ دیکھتے کہ ناگاہ سلطان نے ان پر شبخون مارا
دشمن کے بیہوش اڑ گئے وہ بھاگا دس ہزار ان میں سے مارے گئے اور کشن رائے جیانگر کو
بھاگا وجیانگر سے بیس چالیس کروہ پرے جہان مسلمان آبادی کا نام سنتے وہاں غارت کرنے
دوڑے جاتے وجیانگر کے معتبروں اور نامداروں نے جب یہ حال دیکھا تو انھوں نے
کشن رائے پر سرزنش وملامت کی اور کہا کہ تیری حکمرانی ہمارے لئے شوم ہے وہ دیوتا
سے خفا ہوئے۔ ہمارا مال اور ناموس برباد گیا دس ہزار برہمنوں کے قریب مارے ہوگئے
رعیت کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔ کشن رائے نے کہا کہ ہمیں کوئی کلام اعیان ملک

بے مشورہ نہین کیا۔ اپنی قسمت پر اختیار نہین رکھتا۔ اب جو کہو سو کرون۔ انہون نے اسے
یہ سمجھایا کہ تیرے باپ نے مسلمانون سے لڑائی چھوڑ کر سلطان علاء الدین سے صلح کی تھی تو بھی
مسلمانون سے صلح کر لے۔ کشن رائے نے یہ رائے پسند کی۔ محمد شاہ سے صلح کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے
کشن رائے سے قوالون کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا اور صلح کر لی اور ایلچیون نے اُسے
ادا کرا دیا۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ جو بات میری زبان سے نکلی تھی مین یہ نہین چاہتا
تھا کہ وہ لغو و حشو ہو کر صفحۂ روزگار پر رہے الحمد للہ کہ جو کچھ کہا تھا اسکو کرکے چھوڑا۔
مشرقی بادشاہون کی پیدا وائین ہوتی ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کیلئے
ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ جب ایلچیون نے بادشاہ کو خوش وقت
دیکھا تو کہا کہ ہم اس وقت بادشاہ کو بغایت مشفق و مہربان دیکھتے ہین اگر حکم عالی
ہو تو اخلاص کی راہ سے دو کلمے عرض کرین انکو اجازت ہوئی تو انہون نے کہا کہ کسی
دین مین روا نہین ہے کہ کسی گناہ گار کی عوض مین کوئی بیگناہ مارا جائے خصوصًا عورتین اور
بچے۔ اگر کشن رائے نے قلعہ مدکل مین مسلمانون کی ساتھ بیرا ہی کی ہو مگر اسمین فقیر اور
مساکین کا کیا گناہ ہے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ قلم تقدیر یون ہی چلی تھی اسمین میرا
کچھ اختیار نہین تھا۔ ایلچیون نے کہا کہ خدا تعالی نے ممالک دکن کا خلاصہ آپ کو عنایت کیا ہے
اور ممالک کرناٹک کرشن رائے کو۔ آپ کی مملکتیں ہمسایہ مین واقع ہین یقین ہے کہ آپکو
اور آپ کی اولاد کو برسون تک اس سرزمین کے ساتھ ہمسائگی رہیگی۔ دنیاداروں کو شائد
پھر اس طرح کے قضایا واقع ہون تو خلائق کا حال کیا ہوگا۔ خیر اندیشی و رعایا کی صلاح
حال اسکا اقتضا کرتی ہے کہ فقرا اور مساکین کے قتل کا طریقہ موقوف کیا جائے۔ سلطان
محمد شاہ اس کہنے سے متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے بعد فتح
اور معرکہ گذاری کے کسی کو قتل نہ کرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اسی شیوہ
مرضیہ پر عمل کرینگے۔ اس تاریخ سے دکن مین یہ دستور ہو گیا کہ جنگ کے بعد جو زندہ
گرفتار ہوتا وہ قتل نہین ہوتا۔ اور بے سبب رعایا و ضعفاء کا قتل عام نہین ہوتا

محمد شاہ نے گلبرگہ کو مراجعت کی پانچ روز بستر راحت پر استراحت فرمائی تھی کہ وہ دولت آباد
کو روانہ ہوا۔ اسنے اپنے تئیں بیمار بنایا تھا اس لئے اسکے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تھی
جسنے جا بجا فساد کھڑے ہو گئے تھے۔ دولت آباد لشکر و امراء سے خالی تھا۔ بہرام خان
مازندرانی جسکو سلطان علاء الدین نے بیٹا بنایا تھا۔ کونبہ دیو مرہٹہ سردار پانگان کے
اغوا سے اسنے علم مخالفت بلند کیا۔ برار کے بعض امرا نے بھی اسکے ساتھ اتفاق کیا راجہ بگلانہ
نے بھی اسکو امداد کی امید دلائی۔ ان مقدمات خام پر بہرام خان فریفتہ ہوا۔ پرگنات
و ولایت مرہٹہ کا چند سال کا خراج جو سلطان محمد شاہ کے حکم سے دولت آباد میں رکھا گیا تھا
اس پر وہ متصرف ہوا خیل و حشم میں اشتغال کیا اور اکثر بلاد و پرگنات مرہٹہ کو قبض و تصرف
میں لایا اور اپنے اعوان و انصار میں اسکو تقسیم کیا۔ بارہ ہزار سوار اور پیادے جمع
کر لیے۔ سلطان محمد شاہ نے اس خبر کو سنکر بہرام خان کو لکھا کہ تو اپنی ان حرکات بیجا
سے باز آ۔ اب تک جو کچھ تو نے قصور۔۔ کیا ہے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ بہرام خان
کو نبہ دیو سے اس امر میں مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ سلطان محمد شاہ قہار و غیور ہے ہم نے
اعمال ناشائستہ کئے ہیں۔ اسنے ہم کو کبھی جیسے امین نہیں ہونا چاہیے جس وقت
کہ قلعہ دولت آباد پر ہم متصرف ہوں۔ اور راجہ بگلانہ اور برار کے بعض امرا بھی
ہماری ساتھ ہوں تو صلاح یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مہم سے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بال
اتمام کو پہنچائیں غرض اس نے بادشاہ کی نصیحت نہ سنی۔ پہلے سے زیادہ مقابلہ
مقابلہ پر مستعد ہوا جب محمد شاہ نے مسند عالی خان محمد کو اپنے سے پہلے اس طرف
بھیجا اور خود شکار کرتا ہوا اس طرف متوجہ ہوا قصبہ پیٹھن کے حوالی میں بہرام خان و
کو نبہ دیو اور بعض متعلقین راجہ بگلانہ محمد خان کے مدافعت کے لئے آئے۔ پادشاہ بھی جب
قصبہ پیٹھن سے چار کروہ پر آیا تو راجہ بگلانہ کے متعلقین فرار ہوا اور مخالفین سے ترک رفاقت
کی۔ بہرام خان اور کو نبہ دیو بھی بغیر قتال و جدال کے دولت آباد کے قلعہ میں بھاگ گئے
خان محمد دولت آباد سے دو کروہ پر پہنچا اور محاصرہ کے فکر میں لگا تو بہرام خان اور

کو ہمہ دیو خواب مستی سے بیدار ہوئے۔ اور رات کو تغیر لباس کرکے شیخ زین الدین پاس آئے۔
اس شیخ نے اُنکو صلاح بتائی کہ سب کچھ چھوڑکر اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑکر گجرات چلے جاؤ۔
اسی مین تمہاری خیر ہے اُنھون نے یہی کیا۔ محمد شاہ جب اس امر سے آگاہ ہوا تو سرحد
گجرات تک اُنکے تعاقب مین یلغار گیا۔ مگر اُنکو نہ پکڑ سکا۔ دولت آباد مین آیا۔ دکن کے کل مشائخ
نے حاضرانہ و غائبانہ سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تہی۔ مگر شیخ زین الدین نے اس سبب سے
بیعت نہین کی تہی کہ وہ شراب پیتا تھا اور بعض اور مناہی کا مرتکب ہوتا تھا۔ شاہ نے شیخ کو
حکم بھیجا کہ میری مجلس مین حاضر ہو یا میرے خلافت کی بیعت کا نوشتہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر
بھیجے۔ شیخ نے جواب دیا کہ کسی سبب سے کفار نے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک مخنث کو
گرفتار کیا اور تینون کو بتخانہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ جو کوئی بت کو سجدہ کرے اسکو جان کی
امان دی جائے اور جو کوئی انکار کرے وہ قتل کیا جائے۔ دانشمند نے آیہ کریمہ پر عمل کرکے
سجدہ کیا اور سید نے بھی دانشمند کا طریقہ اختیار کیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین ساری عمر اعمال
ناشائستہ مین مشغول رہا ہون نہ مین عالم ہون نہ سید کہ ایسا کام کرون مجھے قتل ہونا قبول
ہے اور بت کو سجدہ کرنا منظور نہین۔ میرا قصہ بھی اس قصے کے مشابہ ہے کہ مین تیری جفا کا
مستحق ہونگا۔ مگر تیری مجلس مین حاضر نہین ہونگا نہ تیری خلافت پر بیعت کرونگا۔ محمد شاہ نے
خفا ہوکر شیخ کو شہر بدر کر دیا۔ مگر شیخ کے ساتھ اس سختی کرنے سے بادشاہ شرمندہ ہوا۔
صدر الشریف کے ہاتھ یہ مصرعہ لکھ کر بھیجا ع۔ من ز آن توام تو از آن من باش +
شیخ نے کہا کہ اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کے مراتب و مراسم کا حفظ کرے
اور ممالک محروسہ مین سے شراب خانون کو دور کرے اور سنت پدر پر عمل کرے اور
خلق کے روبرو شراب نہ پیئے فقات۔ و علماء و صدور کو حکم دے کہ امر معروف
نہی منکر مین کوشش کرین تو زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دوست نہ ہوگا اور یہ بیت
لکھی ؎
تا من بزیم بجز نکوئی نہ کنم + جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنم۔
آنہا کہ بجای ما بدیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نہ کنم

شیخ نے سلطان کو غازی کہا اس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس کو اپنے لقب میں زیادہ کیا
اور جب دولت آباد سے گلبرگہ میں گیا تو اپنے ملک میں شراب فروشی کی دکانیں بند کرا دیں
اور شریعت کی ترویج میں بڑی کوشش کی پھر شیخ اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت
جاری ہو گئی۔ اب امن و امان تھا محمد شاہ نے دکن کے جو مفسد و دزد مشہور تھے انکی بیخ کنی میں
کوشش کی اس نے اپنے ملک کے حاکموں کو حکم بھیجا کہ جو رہزن و دزد ہو اسکا سر کاٹ کر گلبرگہ بھیجدو
گلبرگہ میں سات مہینے میں آٹھ ہزار سروں کا انبار لگا۔

وجیانگر و تلنگانہ اور سب زمینداران دکن محمد شاہ کی اطاعت میں ثابت قدم رہے مال مقرری کے
ارسال میں کچھ تخلف نہیں کیا۔ سلطان نے لشکر کشی کو موقوف کیا۔

ہر سال اطراف اربعہ میں سے ایک طرف جاتا۔ اور تین چار مہینے شکار میں مصروف رہتا
اہل دکن اس بادشاہ کو نعمت عظمیٰ سمجھتے اسکے عہد میں زندگانی عیش و کامرانی سے بسر
کرتے ۷۷۶ھ میں موت نے اسکی حیات پر شبخون مارا۔ سراج التواریخ میں لکھا ہے کہ
محمد شاہی میں جسقدر خزانہ اور فیل جمع ہوگئے اسکے بعد شاہان بہمنیہ میں سے کسی کے پاس
نہیں جمع ہوئے اسکی سرکار خاصہ میں سب قسم کے تین ہزار ہاتھی تھے کسی اور بادشاہ کی
سرکار میں دو ہزار سے زیادہ نہ ہوئے اور خزانہ بھی اس قدر تھا کہ اور بادشاہوں
پاس کبھی اس سے آدھا بھی نہ ہوا۔ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ جو اس سے پہلے اور
پیچھے ہوئے۔ انمیں سے کسی نے کرناٹک کو ایسا عاجز نہیں کیا جیسا اسنے۔ اول سے آخر
تک اس نے پانچ لاکھ آدمیوں کو قتل کیا ہوگا۔ اور بلکہ کرناٹک کو ایسا ویران کیا کہ قرنوں
میں بھی وہ ابھی اصلی حالت پر نہ آیا۔ اسکی سلطنت ۱۷ سال ۷ ماہ پانچ یوم رہی۔

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

ملک سیف الدین غوری کا دختر زادہ سلطان مجاہد شاہ تھا وہ باپ کے بعد تخت پر بیٹھا
وہ قوی ہیکل تھا۔ تناسب اعضا و چہرہ خورشید کی رکھتا تھا اور اپنی تمام اقوام
میں ممتاز تھا۔ زور و تنومندی و جلادت و شجاعت میں بے نظیر تھا۔ ترکی زبان

ترکی زبان خوب بولتا تھا ترکون اور فارسی زبانون سے مصاحبت ومجالست رکھتا لڑکپن سے تیر وکمان سے میل رکھتا تھا ہر وقت شمشیر ونیزہ وخنجر کا ذکر زبان پر رہتا تھا لڑکپن مین رات کو باپ کا خزانہ توڑکر اشرفیون کی تھیلیان لے گیا اور اپنے ہمباز لڑکون مین انکو تقسیم کردیا جسپر باپنے اوسکو بلاکر چند چابک مارے۔

کشن رائے والی وجیانگر کو مجاہدشاہ نے لکھا کہ آب کشنا کر شتاع تم بدرا کے درمیان جو ممالک ہین وہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہین اور ہمیشہ فریقین کے درمیان نزاع اور گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ صلاح یہ ہو کہ ہم تم آب تم بدرا کو سرحد بنائین دریا کے اس طرف سیت بن رامیشور تمہارے پاس رہے اور دریا کے اس طرف شرقًا وغربًا ہمارے پاس اس صورت مین قلعہ بنکاپور اور اور قلاع وبلاد ہمارے ملازمون کو سپرد کرو کہ بابہ النزاع دور ہو اور مخالصت وموافقت کا طریق مسلوک ہو کشن رائے نے اسکے جواب مین لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مدکل کنار آب کشنا تک وجیانگر کے رایون کے قبضہ مین رہے ہین مناسب یہ ہے کہ آب کشنا سرحد ہو قلاع مذکور ہمکو حوالہ ہون اور ہاتھی جو سلطان محمد شاہ امرائے کنہرہ سے لے گیا ہے وہ واپس ہون تا کہ کدورت صفائی سے مبدل ہو۔ مجاہدشاہ یہ جواب سنکر لشکر کی تیاری کرنے لگا اور پانچ سو ہاتھی اور خزانہ ہمراہ لیکر آب تم بدرا سے عبور کیا۔ شکار کھیلتا ہوا قلعہ ادونی پر پہنچا۔ یہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر پر راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو سپاہ برار کے ساتھ اسکے محاصرہ کے لیئے مامور کیا امیرالامرا بہادر خان اعظم ہمایون کو مقدمہ لشکر بناکے روانہ کیا اسنے سنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ کنگاولی مین آب تم بدرا کے کنارہ پر مقیم ہے اسکی طرف وہ خود آپ چلا جب کشن رائے کو اسکے پاس آنے کی خبر ہوئی تو وہ مقابلے ومقاتلے کے لیئے مستعد ہوا۔ اس عرصہ مین زمینداران سے مجاہدشاہ کو اطلاع دی کہ فلان جنگل مین ایک بڑا زبردست شیر ہے اسنے پیادہ پا جاکر اس بہادری اور شجاعت سے شیر کو مارا کہ اسکی شہرت سے وجیانگر کے آدمیون کے دلون مین ایسا خوف وہراس پیدا ہوا کہ باوجود اسکے کہ وجیانگر سے بہت بڑا لشکر مرتب ہو کر

لڑنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا مگر وہ لڑنے کے ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ دور دست
جنگلون مین چلے جائین اگر سلطان محمد شاہ متعاقب کرے تو۔ تو بھی اور کمانداز مسلمانون
کے ہلاک کرنے مین کوشش کرین بس وجیانگر مین حاکم مقرر کر کے اسکے جنوبی جنگل کی طرف
متوجہ ہوئے مجاہد شاہ نے وجیانگر کی تعریف بہت سنی تھی وہ کوچ پر کوچ کر کے اسکی
طرف متوجہ ہوا مگر شہر کے استحکام کے سبب سے اسکی تسخیر و تخریب کے درپے نہ ہوا۔ کشن رائے
کے تعاقب مین گیا۔ کشن رائے کوہ و جنگل کے درمیان سیت بن رامیشور کی طرف روان
ہوا۔ سلطان مجاہد شاہ اسکے پیچھے چلا۔ جہان جنگل مین جاتا درختون کو کٹوا کر ایک راہ
سو گز عرض کی بنواتا۔   پانچ چھ مہینے کشن رائے کے پیچھے اس طرح پھرا۔ کشن رائے
جابجا نقل و تحویل کرتا اور اصلا مجاہد شاہ کا مقابلہ نہ کرتا۔ ہر چند دو لتخواہون اور
امیرون نے مجاہد شاہ سے عرض کیا کہ اس تعاقب کا نتیجہ کچھ نہین ہے مگر اس نے کچھ نہ سنا
اور کشن رائے کا تعاقب چھوڑا۔ کشن رائے اور اسکے فرزند و اقربا اکثر بیمار ہوئے
اطبا نے کہا کہ درختون اور پانی کے اثر سے یہ بیمار ہوئے ہین کشن رائے نے کہا کہ مین
یہ سوچا تھا کہ مجاہد شاہ کو جنگل کی آب و ہوا موافق نہین ہوگی وہ بھاگ جائیگا اب
قضیہ بر عکس ہوا مجھے بھاگنا چاہیئے ناچار وجیانگر مین وہ آیا بادشاہ سیت بن
رامیشور گیا جو وجیانگر سے چھ سو کروہ ہے مسجد جو امرائے علاء الدین خلجی نے بنائی
تھی اسکی تعمیر و مرمت کی اور بتخانون کو توڑا اور ویران کیا اور وجیانگر مین آیا۔
وجیانگر کی دو راہین   تھین ایک وسیع دوسری تنگ وسیع راہ مین دشمن کی
تیر و تفنگ اندازی پہاڑون کی کمین گاہون و سرکوب سے خوف تھا اس لیے وہ تنگ
سو راہ سے آیا اور درہ سو درہ کو اپنے چچا داؤد کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ سپرد کیا
کشن رائے   مجاہد شاہ کے جرأت پر واقف ہو کر لحظہ بلحظہ سوار و پیادون کو
مستعد کر کے لشکر اسلام کے دافعہ کے لئے بھیجتا۔ مجاہد شاہ محلات مین داخل ہوا
اور اسکو توڑ کر دریا کے اس کنارہ پر پہنچا جو اسکے اور اس حصار کے درمیان فاصل تھا

جسین کشن رائے تھا۔ یہان پہاڑ پر ایک بڑا بتخانہ شہر بنا تھا اسکو مجاہد شاہ نے توڑا
تو کشن رائے کو لوگ سوار کرا کے لڑنے کو لائے پہلے اس سے کہ دونون لشکرون مین تقارب ہو
مجاہد شاہ تاج اوتار کر اپنے شبرنگ گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنون کے ازدحام ہجوم
تماشے کو گیا ایک ہندو نے اسے پہچان کر سر پر تلوار ماری مگر وہ کارگر نہ ہوئی۔
سلطان نے اسے مار ڈالا۔ بعد ازان ایک سخت لڑائی ہوئی جسین کشن رائے کو شکست
ہوئی ابھی مسلمانون نے آسائش نہین کی تھی کہ کشن رائے کا بھائی آٹھ ہزار سوار چھ
لاکھ پیادے لیکر اپنی جاگیر سے شہر وجیانگری مین آگیا اور کشن رائے نے اپنا پراگندہ
لشکر جمع کیا اور پھر دوبارہ ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی مقربان
اور بعض اور نامور بہادر قتل ہوگئے۔ داؤد خان جسکو چھ ہزار سوار دیکر دھنہ سودرہ
کی حفاظت سپرد ہوئی تھی وہ اس لڑائی کا حال سنکر کہ دشمن کو ہر وقت تازہ کمک
پہنچتی رہتی ہے اسلئے مغلوب نہین ہوتا ناعاقبت اندیشی سے دھنہ کو خالی چھوڑ کر سات
ہزار سوار لیکر معرکہ مین آن موجود ہوا اور ایسی کارزار کی کہ تین دفعہ اسکا گھوڑا زخمی ہوا
مسلمانون کو فتح ہوئی مجاہد شاہ نے داؤد خان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ
دھنہ کو خالی چھوڑ دیا اگر وہ کفار کے ہاتھ آجائے تو کوئی مسلمان اس شہر سے
جانبر نہین ہوسکتا بعض امرا کو اُسنے دھنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا مگر مخالف اوس پر
قابض ہوگئے تھے وہ دفع نہ کرسکے انہون نے مجاہد شاہ کو اسحال سے اطلاع دی مجاہد شاہ
نے توقف مین صلاح نہ دیکھی۔ سودرہ دھنہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اسکے آنے سے
دھنہ خالی ہوا اور اپنے سارے لشکر کو دھنہ سے باہر نکالا جس شخص نے اس ملک کو دیکھا
ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا۔ ولایت کنہرہ جسکو کرناٹک بھی
کہتے ہین طول اسکا شمالا و جنوبا دریا کشنا سے سیتبن رامیشور تک ہو سو کروہ ہے اور عرض
اس کا غربا و شرقا تخمینا ڈیڑھ سو کروہ بحر عمان سے سرحد ممالک تلنگ تک ہے اور ملک کرناٹک
جنگلون اور قلعون سے بھرا ہوا ہے اکثر آدمی یہان کے کنہری زبان بولتے ہین اور

بعض لنگی اور وہ بہت شجاع و مردانہ ہوتے ہیں روز رزم میں وہ میدان میں تالیان بجاتے
ہوئے اور ناچتے ہوئے آتے ہیں مگر آخر میں ثبات قدم نہیں رکھتے سپاہ اسلام کی صولت
و شوکت انکے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ کے ان پر غالب ہوتے تھے
مملکت و سپاہ کے حساب سے رای بیجانگر شاہان بہمنیہ سے برابر بلکہ زیادہ تھا خصوصاً اسوقت
کہ سلطان مجاہد شاہ ترکتازی کر رہا تھا۔ مملکت تلنگ ہنوز بہمنیوں کے تصرف میں بالتمام
نہیں آئی تھی۔ بندر گوہ قلعہ بلگام وغیرہ کہ کرناٹک میں داخل نہیں ہیں رای بیجانگر کے
قبضے میں تھے اور ولایات تلنگ کا بہت سا حصہ اس نے تغلب کر لیا تھا اور مملکت
جو یا عجوں سے خالی تھی اسکے زیر حکم تھی۔ رائے سیلون و ملیبار اور رنیا و جزائر کے
حکام اسکے پاس اپنے سفیر بھیجتے تھے اور نفائس و طرائف بھیجکر تقرب ڈھونڈھتے تھے اور
کشن رای کے باپ دادا سات سو برس سے یہاں راج کرتے تھے اور ایک دوسرے کے اندوختہ
کو خرچ نہیں کرتے تھے اور اس مدت دراز میں کوئی حادثہ بھی نہیں واقع ہوا تھا اس
سبب سے اسکا خزانہ ساری دنیا کے بادشاہوں کے خزانہ کی برابری کرتا تھا۔
علاء الدین خلجی کے عہد میں کشن رائے کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا آبا و اجداد کے
خزائن کو ثواب ذخیرہ آخرت کی نیت سے زمینوں میں مدفون کیا تھا اور انکے
اوپر بتخانے بنائے تھے بعض خزانے کہ سر زمین سیت بند رامیشور میں دفن ہوئے
وہ سلطان علاء الدین خلجی دہلوی کو نصیب ہوئے اس ولایت کے منجموں نے پہلے سے
کہہ دیا تھا کہ یہ تمام خزانے بادشاہان اسلام میں سے ایک بادشاہ کو ہاتھ آئینگے
جسکی تفصیل اپنی جگہہ پر مذکور ہے۔ جب سلطان مجاہد شاہ نے جانا کہ بیجانگر آسانی سے
نہیں فتح ہوگا تو اس شہر سے کوچ کیا اور اپنے باپ محمد شاہ کے عہد کا پاس کیا عاجز
و مساکین کو قتل کیا بلکہ قریب ساٹھ ستر ہزار دختر و پسر ہندوؤں کے اسیر کئے۔ قلعہ
ادونی کو مجاہد شاہ کے ملازموں نے محاصرہ کر رکھا تھا وہاں وہ خود گیا اور قلعہ
گھیر لیا۔ نو مہینے تک لڑتے گئے گرمی کا موسم ختم ہو گیا تھا امید تھی کہ بے آبی کے

سبب سے اہل قلعہ مسلمانون کو قلعہ حوالہ کر دینگے مگر بارش ہو گئی اسلیے یہ امید بر نہ آئی۔
سلطان کے لشکر مین قحط غلہ کے آثار نمایان ہوئے اسہال و پیچش امعا کا مرض شائع
ہوا خلائق جان سے تنگ ہو گئی۔ مراجعت کے خواہان ہوے۔ ملک نائب سیف الدین غوری
بھی اجازت لے کر یہان آیا اس نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ اس حصار کی فتح جلد
میسر نہ ہوگی۔ وہ پندرہ قلعے ایک دوسرے کے اوپر رکھتا ہے اور ایک بلند وسیع کوہ
پر واقع ہے۔ اس سے بہتر ہوگا کہ اول دواب کے قلاع و بقاع و بندر گوہ بلگام
سے نبکاپور تک تصرف مین لائے جائین اور پھر اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی جائے۔ اس سمجھانے سے
پادشاہ نے اپنے ملک کو مراجعت کی۔ داؤد خان جسکو سلطان نے دشنام دی تھی
آزردہ خاطر ہوکر آئین شاہی کے فکر مین ہوا اور مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا۔ مجاہد شاہ کے
کوئی فرزند نہ تھا اور داؤد خان وارث ملک تھا اس لیے سب نے داؤد خان کی
پادشاہی مسلم کر لی اُس نے بھتیجے کے جنازہ کو گلبرگہ مین دفن کرایا۔ یہ واقعہ ذالحجہ
سنہ ۷۷۹ھ مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی فرمان دہی کی مدت تین سال تھی۔ حاجی
محمد قندھاری کی تاریخ سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔ مبارک ایک شخص تھا جو تنبول دار کے
مرتبہ سے قرب امارت کے درجہ پر پہنچا تھا۔ مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر
چند بدرہ زر نکال کر اپنے ساتھ کے کھیلنے والون لڑکون کو دیدیے تھے مبارک
تنبول دار نے سلطان محمد شاہ سے یہ حال عرض کیا۔ سلطان نے غصہ مین آکر چند
چابک اپنے بیٹے کے لگائے۔ سلطان مجاہد شاہ مبارک سے کینہ رکھنے لگا مبارک
تنبول کو خوف ہوا کہ کہین اس سے وہ انتقام نہ لے۔ داؤد خان وغیرہ سے وہ
ملگیا اور سلطان کو قتل کیا۔ بعض کی زبان قلم یہ کہتی ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان
تنبول دار خاصہ نے یہ کام کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک بیس برس کا جوان بڑا
قوی تھا مجاہد شاہ نے اُس سے کہا کہ آؤ کشتی لڑو وہ اسے لڑکا سمجھ کر کشتی لڑا۔ مجاہد شاہ نے جو
چودہ برس کا تھا کشتی مین اسکی گردن توڑ ڈالی وہ مرگیا اسکے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام لیا

داؤد پادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوی

جب مجاہد شاہ کی شہادت کی خبر منتشر ہوئی تو ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا
امرا نے خودسری اختیار کی بعض امرا یہ چاہتے تھے کہ چھوٹا بیٹا سلطان علاء الدین
حسن کا محمود پادشاہ ہو اور بعض امرا داؤد شاہ کو پادشاہ بنانا چاہتے تھے آخر کو
ملک نائب سیف الدین غوری کی سعی سے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں
وہی تخت فیروزہ پر بیٹھا۔ مگر مجاہد شاہ کی بہن روح پرور آغا اپنے بھائی کے خون کا انتقام
لینا چاہتی تھی۔ اس لئے باکہ نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا مقرب تھا ترغیب دی۔ اور
روز جمعہ ۲۱ محرم ۷۸۰ھ کو داؤد شاہ کو جامع مسجد میں سجدہ کے اندر اسکے ہاتھ سے قتل
کرا دیا۔ مسند عالی خان محمد نے اپنے عمزادہ کو کشتہ دیکھ کر باکہ کا بھی سر تن سے جدا کیا
ایام حکومت داؤد شاہ بہمنی ایک ماہ پانچ روز تھے۔

ذکر سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوی

داؤد شاہ بہمنی کے کشتہ ہونے کے بعد مسند عالی خان محمد نے یہ ارادہ کیا کہ داؤد شاہ
کے بیٹے محمد سنجر کو کہ نو برس کی عمر رکھتا تھا۔ باپ کا جانشین بنائے۔ جب روح پرور آغا کو
خبر ہوئی تو اس نے سنجر کو پیش کیا اور کہا کہ ایسے ناخدا ترس ظالم کا بیٹا جس نے میرے بھائی کا
خون کیا پادشاہی کے لائق نہیں ہے بلکہ محمود خان خلف سلطان علاء الدین
ہے۔ محمود خان اپنے مقتول بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا یہ پادشاہ سلیم النفس و کم آزار
و خوش خلق و عدالت آثار تھا۔ امور دنیوی میں باریک نظر رکھتا تھا عدل و داد
میں کوشش کرتا تھا ابتدائے سلطنت میں مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد سمجھ کر قلعہ
ساغر میں مقید کیا مسعود خان ولد مبارک کوکہ مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا دار
پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین کو پھر وکالت سلطنت کا خلعت دیا اسکے مشورہ بغیر
کام نہیں کرتا تھا۔ یہ وزیر اسکو ایسا مبارک ہوا کہ اسکی سلطنت میں اصلا [illegible]

کوئی فتور و قصور نہ واقع ہوا۔ رائے وجیا نگر نے رائے چور کا محاصرہ چھوڑ دیا اور باج وخراج دینا قبول کیا۔ سلطان محمود بڑا خوشخط تھا۔ قرآن خوب پڑھتا تھا۔ طبع ناظم تھی۔ علوم متداولہ سے باخبر تھا۔ عربی فارسی فصیح بولتا تھا۔ فتوح سے مسرور اور نکروہ سے غمگین نہیں ہوتا تھا۔ عمر بھر بن سوا ایک بیوی کے دوسری بیوی نہیں کی۔ خواجہ حافظ شیراز کو اُس نے بلایا۔ کشتی محمودی دکن سے اسکے لانے کے لیئے بھیجی وہ ہرموز مین اس کشتی مین سوار ہوا ابھی کشتی چلی نہ تھی کہ ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی کشتی سے اُتر پڑا پھر نہ سوار ہوا اور یہ ایک غزل لکھ بھیجی جسکا مطلع یہ ہے

دمے باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ٭ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

میر فیض اللہ انجوئی نے یہ غزل سلطان محمود کو سُنائی تو اُس نے ہزار تنکہ طلا حافظ پاس بھیجدیئے۔ سلطان محمود ایوان بزم کو میدان رزم سے زیادہ پسند کرتا تھا۔

بسے سالہا در جہان کام یافت ٭ برا و رنگ بے رزم آرام یافت

اسکے آخر عہد مین فقط یہ فساد ہوا کہ بہاء الدین تہانہ دار ساغر کے دو بیٹوں محمد و مقرب نے بغاوت کی اور ایک ہزار سوار لیکر باپ سے جا ملے۔ سلطان محمود کے لشکر نے اسکو شکست دی اور بہاء الدین کا سر کاٹا گیا۔ اسکے دونو بیٹے لڑائی مین مارے گئے ۲۱ رجب ۷۹۹ھ کو سلطان تپ محرق سے مرگیا ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کرگیا۔ وہ شرع کا ایسا پابند تھا کہ کوئی کام خلاف شرع نہین ہونے دیتا تھا اسکے زمانہ کی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عورت زنا کی حالت مین گرفتار ہوکر دار القضا مین قاضی کے روبرو آئی جب قاضی نے اس سے پوچھا کہ یہ برا کام کیون کیا تو اس نے کہا کہ اے قاضی مین یہ نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے میرا گمان یہ تھا کہ جیسے مرد کے واسطے چار عورتین حلال ہین ایسی ہی عورت کے لئے چار مرد روا ہونگے اب مجھے اصل حال معلوم ہوا پھر یہ امر ناشائستہ نہین کرونگی اس طرح حیلہ شرعی کرکے وہ عورت سزا سے بچگئی۔

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ

سلطان محمود شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا غیاث الدین سترہ برس کی عمر میں تخت فیروزہ
پر بیٹھا اور امور سلطنت میں اپنے باپ کا پیرو ہوا۔ سلطان محمود کا بہت منہ چڑھا ترکی غلام
تغلچین تھا وہ چاہتا تھا کہ منصب وکالت اسے ملے مگر سلطان غائبانہ و حاضرانہ کہتا تھا
کہ میرے نزدیک یہ امر بہت قبیح ہو کہ خلائق کے سر پر چڑھیں اسبب سے سپید ہوتے ہیں غلاموں کو
حاکم کروں اس سبب سے یہ غلام اسکے معزول کرنے کے درپے ہوا اسکی بیٹی حسن و جمال میں
معشوقہ اور ہندی علم موسیقی میں معروف تھی اسکے عشق میں سلطان کو پھنسا کر ایک دن
دعوت میں اسکو بلایا اور تنہا کر کے اسکی آنکھیں نکال لیں اور جو جو اسکے مقربوں کو دغا
سے قتل کیا اور اسکے چھوٹے بھائی شمس الدین کو بادشاہ بنا دیا اور اس اندھے کو قلعہ
ساگر میں بھیجدیا۔ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ میں یہ واقعہ ہوا غیاث الدین کی مدت سلطنت
ایک ماہ بیس روز سے زیادہ نہ تھی

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

بھائی کے عزل و حبس کے بعد شمس الدین پندرہ برس کی عمر میں مسند خلافت پر متمکن ہوا
وہ بھائی کا حال دیکھ چکا تھا اس نے فقط نام کی سلطنت پر قناعت کی۔ ترکی غلام تغلچین
کو مالک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی
شمس الدین کی ماں سلطان غیاث الدین کی لونڈی تھی اسکا خطاب مخدومہ جہان تھا
وہ ہمیشہ بیٹے کو نصیحت کرتی تھی کہ تغلچین کی برابر کوئی تیرا دولتخواہ نہیں تجھے چاہیے
کہ اسکے کہنے میں چلے اور اسکے حق میں ارباب غرض کی کوئی بات نہ سنے
تغلچین بھی مخدومہ جہان کو تحفہ تحائف بھیجکر شیریں دل بناتا تھا۔ داؤد شاہ مقتول کے
تین بیٹے تھے ایک محمد سنجر جسکا اوپر مذکور ہوا کہ روح پرور آغا نے اسکو اندھا کیا دوم
فیروز خان سوم احمد خان یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ باپ کے قتل ہونے کے وقت انکی

سات اور چھہ سال کی تھی انکا چچا سلطان محمود شاہ انکی تربیت جیسی کہ شاہزادون کی ہونی چاہیئے کرتا تھا اس وقت تک سلطان محمود کے کوئی بیٹا نہین پیدا ہوا تھا اُن بھتیجون سے اُسنے اپنی دو بیٹیان بیاہی تھین اور فیروز خان کو اپنا ولیعہد کیا تھا اور اپنے خاندان مین سکو سب سے بہتر جانتا تھا جب اسکے بیٹے پیدا ہوگئے تو سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کیا اور مرنے کے وقت فیروز خان اور احمد خان کو وصیت کی کہ اُس کی اطاعت کرین انہون نے بھی لوازم صداقت و اخلاص مین کوئی تقصیر نہین کی مگر جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین کو نابینا کیا تو فیروز خان و احمد خان کی بیویون نے جو سلطان کی خواہر اعیانی تھین اپنے شوہرون کو انتقام کی تحریص و ترغیب دی تغلچین اس بات کو سمجھ گیا وہ اسکے درپے ہوا کہ سلطان شمس الدین انکی قید کا حکم دے۔ مخدومۂ جہان سے کہا کہ ان دونو بھائیون کا دو تین روز مین فکر کرو نہین تو تیرے بیٹے کو معزول کرینگے اور تجھے کہ میری دوستی کے ساتھ متہم ہے بہت تکلیف دینگے۔ مخدومۂ جہان نے بیٹے کو چچازاد بھائیون کے قتل پر راغب و مائل کیا اس عالم مین فیروز خان و احمد خان اطلاع پاکر ساغر کی طرف بھاگ گئے یہان سدو حاکم تھا اس خاندان کا غلام بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا اُسنے انکو قلعہ مین اُتارا اور یہ حکم کیا

نظم

چنین گفت سدھو بفیروز خان	بکوشم کہ اورنگ کے خسروی
ندارم دریغ از تو مال و جان	زفرق کلاہ تو گردد قوی

سلطان شمس الدین کو اول فیروز خان و احمد خان نے لکھا کہ تغلچین کا دفع کرنا ہمارا مقصود ہے ایسے اعمال ناشائستہ اسسے سرزد ہوئے ہین کہ اس نے غیاث الدین کو اندھا کیا اور اور باتین ایسی کہ مخل ناموس ہین سب جانتے ہین اگر اسکو سزا دو تو ہم تم کو بادشاہ ماننے پر تیار ہین اگر یہ نہوگا تو یقین جانو کہ جو کچھ ہم کرسکتے ہین اسمین تقصیر نہین کرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین و مخدومۂ جہان کے بصواب دید سے جواب انکو ایسا لکھا کہ اسنے اور انکو بھڑکا دیا دونو بھائیون نے سدھو کے اہتمام سے تین ہزار پیادے بہم پہنچائے اور اس لشکر

کہ تخت گاہ کے آدمی اُنسے ملجائینگے گلبرگہ کو روانہ ہوئے جب آپ بھونرسے گذرے تو تختگاہ کے
کوئی آدمی آنکر اُنسے نہین ملا وہ ٹھیر گئے اور اُنہون نے فیروز خان کے سر پر چھتر رکھا احمد خان
کو منصب امیر الامرائی دیا۔ سدھو کو میر نوبتی بنایا۔ میر فضل اللہ انجو کو وکالت کا منصب دیا
اور ایسے ہی اسنے ہمراہیون کو منصب دئیے اور آگے چلے۔ گلبرگہ سے چار گروہ پر پہنچے تغلچین نے
خزانہ کا روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا سلطان شمس الدین کو لیکر فیروز خان کے مقابلہ کے لئے
چلا سخت لڑائی ہوئی جسمین فیروز خان نے شکست پائی اور ساغر کو روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان و
تغلچین کا استقلال اعلے درجہ پر پہنچا خلائق کی طبائع اُنسے متنفر ہوئین اور اکثر بندگان
شاہی کو فیروز خان کی طرف میل ہوا اُنہون نے فیروز خان کو پیغام دیا کہ سلطان شمس الدین
سے عہد نامہ لکھا کر تم گلبرگہ مین چلے آؤ اور فرصت کے وقت اپنا کام بناؤ تختگاہ کے
آدمی تمہارے ساتھ یکدل و یکجہت ہین۔ فیروز خان نے اپنے معتمد مخدومہ جہان
اور تغلچین پاس بھیجا عرض کیا کہ ہم بعض آدمیون کے بہکانے سے متوہم ہوئے تھے تو ایسے
امور کے مرتکب ہوئے تھے اپنے کئے سے پشیمان و شرمسار ہین اگر سلطان سے
امان نامہ حاصل کرو تو ہم دونو بھائی دار الخلافہ مین آکر سایہ عاطفت شاہی مین
زندگی بسر کرین۔ بادشاہ نے استمالت نامہ عہود و مواثیق کے ساتھ بھیجا۔
دونو بھائی گلبرگہ مین آگئے۔ فیروز خان اپنی حکمت و فطرت سے محل کے اندر گیا۔ اور
سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابزنجیر کیا باہر کچھ آدمیون مین لڑائی ہوئی فیروز خان
ارکان دولت دیوانخانہ مین آنکر تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا سلطان شمس الدین کو
اندھا کر کے قلعہ بیدر مین بھیجا۔ سلطان غیاث الدین کو بلا کر تغلچین کو اسکے حوالہ کیا اُس نے
باوجود نابینائی کے اپنے ہاتھ سے ایک ضرب شمشیر سے اُسے قتل کیا سلطان فیروز
سے شمس الدین نے اجازت لیکر مکہ معظمہ گیا۔ پانچ ہزار فیروز شاہی اشرفیان اور اور تحائف اسکے
پاس ہر سال بھیجے جاتے تھے مدینہ منورہ مین وہ سنہ ۸۱۷ھ مین فوت ہوا اسکی مدت سلطنت
پانچ مہینے ستائیس دن تھی۔

ذکر سلطنت فیروز شاہ بہمنی

بہمن نامہ دکنی و فتوح السلاطین منظوم سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ
اور شاہان بہمنیہ سے امتیاز رکھتا تھا اور اسکے سبب سے اس خاندان کی شہرت ہوئی جہانگیر
کی رائے اپنی لڑکی کو سوائے ابنائے جنس کے نہین بیاہتے تھے اسکی دختر سے بیاہ کیا۔
اور اپنے ایام دولت مین چوبیس لڑائیاں لڑا اور اس کے عہد مین سلطنت بہمنیہ زیادہ
وسیع ہو گئی قلعہ بنکاپور و خلاصہ مملکت تلنگانہ باب اسلام کا مسخر ہوا۔ یہی اول پادشاہ
دکن تھا جس نے تاج مرصع کو دستار کی صورت کا بنا کے سر پر رکھا۔ پادشاہوں
کی خوشتر و بہتر صفت سخاوت ہے اسمین کوشش کرکے اسنے اپنا نیک نام یادگار
چھوڑا۔ محرمات سے سوا استماع نغمہ و شراب پوشیدہ پینے کے کسی اور محرمات کے پاس
نہین گیا۔ اکثر متبرک روزون مین وہ صوم و صلاۃ مین مصروف رہتا کوئی فریضہ اس
سے فوت نہوتا اور ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ ان دو منہی شرعی سے دلگیر و آزردہ ہون
مگر مجھے ذکر حق مین نغمہ مشغول کرتا ہے اور میرے نفس مین کوئی فتنہ شراب نہین برپا کرتی۔
خدا سے امید ہے کہ وہ میرے ان دو گناہون کو معاف کردیگا اسکو عورتون کے جمع
کرنے کا بڑا شوق تھا علماء و فضلاء سے اسنے کہا کہ چار اصیل عورتون سے زیادہ
نکاح نہین ہوسکتا اسکا علاج کیا ہے انمین سے بعض نے کہا کہ ہمیشہ چار بیویون مین
سے ایک کو طلاق دیکر دوسری کرلے بعض نے کچھ اور راہ بتائی مگر اسکی طبیعت کے
موافق کوئی نہ آئی۔ وکالت پناہ میر فضل اللہ نے متعہ کی سجھائی اسکو یہ بات بہت
پسند آئی۔ ایک وزمین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا۔ حاجی محمد قندھاری نے لکھا ہے
کہ یہ پادشاہ متشرع قرآن شریف کا پاؤ سپارہ ہر روز لکھتا تھا خدا کی پرستش کرکے
احوال مخلوق کی پرسش مین مصروف ہوتا تھا رات کو دو دو تین تین پہنیے علماء و مشائخ
و شعراء و قصہ خوانون و افسانہ گویون و ندیمون و خوش طبعون مین اپنی طبیعت کو
شگفتہ رکھتا تھا وہ مراتب شاہی کو الگ کرکے ایک جماعت کے ساتھ برادرانہ سلوک

سلوک کرتا تھا اُن سے کہتا تھا دیوانداری کے وقت مین تخت پر بیٹھتا ہون پادشاہ
ہوتا ہون اور ناچار شاہانہ خلق کے ساتھہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و صلابت فرمانروائی
کی دلون مین جگہہ رہے اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہون اور جب اور وقتون مین تمہاری
ساتھہ مجالست کرتا ہون تو اپنے تئین تم مین سے ایک شمار کرتا ہون جسطرح تم اس مین
بےتکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور باتین کرتے ہو میرے ساتھہ بھی یہی طریقہ سلوک رکھو
تاکہ مین پادشاہی اور غیر شاہی دونو سے حظ وافر اٹھاؤن اور ان آدمیون کو
اجازت دیدی تھی کہ شبنشینی کے وقت جسوقت چاہین آئین جسوقت چاہین جائین
مجلس مین جو کچھہ کھانا پینا چاہین وہ پادشاہی نوکرون سے طلب کرین۔ سوا دو باتون کے
جو جائز نہین وہ یہ ہین ایک کاروبار دنیوی کی کوئی بات نہ کہین اسکو دیوانداری کے
وقت پر موقوف رکھین۔ دوم ایک دوسرے کی غیبت بدگوئی نہ کرین۔

سلطان فیروز شاہ ہر سال بندرگوہ و دابل و چیول سے اطراف مین جہاز بھیجتا تھا اور
حکم دیتا تھا کہ ہر ولایت کے تحف و امتعہ لاؤ۔ اور کہا کرتا تھا کہ سب تحفون سے بہتر تحفہ
ہر مملکت کا اسکے صاحب کمال آدمی ہوتے ہین پس پادشاہ کو ایسی سعی کرنی چاہیے کہ
ہر ولایت کے صاحب کمال اپنی سرکار مین جمع کرے اس وجہ سے بہت مشہور مشہور آدمی
اسکے دربار مین جمع ہو گئے تھے اس پادشاہ کو اکثر زبانین آتی تھین ہر ولایت کے آدمیون
سے انکی زبان مین گفتگو کرتا تھا قوت حافظہ ایسی تھی کہ ایک دفعہ مین بات یاد
ہو جاتی تھی اور پھر وہ بھولتی نہ تھی۔ متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا کبھی کبھی خود بھی
شعر کہتا تھا۔ کبھی عروجی کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا۔ ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین
اسکے نام پر لکھی ہے۔ اسکو اکثر علوم مین خصوصاً تفسیر و اصول و حکمت نظری و طبعی مین
مہارت تمام تھی اصطلاحات صوفیہ سے باخبر تھا۔ ہفتہ مین تین روز شنبہ و دوشنبہ
و چہارشنبہ کو وہ کتب ذیل کا درس دیتا تھا۔ زاہدی۔ شرح تذکرہ ریاضی مین
شرح مقالید کلام مین۔ تحریر اقلیدس ہندسہ مین و مطول ملا سعد الدین علم معانی

وہان مین اگر کسی روز دن کو درس کی فرصت نہ ہوتی تو رات کو طالب علمون کو بلاکر
پڑھاتا۔ اسی بادشاہ نے اپنے خاندان اور سیدون مین بیاہ شادی کا رشتہ پیدا کیا۔
فیروز شاہ کو پری پیکر عورتون سے بڑی رغبت تھی اسنے ستلج کے کنارہ پر ایک شہر
فیروز آباد آباد کیا اور اسمین باغات اور عمارات نہایت پر تکلف بنائے اور مشابہ محل شاہی
اور ہر ایک محل ایک ایک حرم کو دیا۔ عورتون کی کثرت و ازدحام سے اندیشہ کرکے ایسے ضابطے
مقرر کیے کہ اپنے زندگی بھر ان سے تجاوز نہین کیا اسکے قوانین مین سے ایک قانون یہ تھا
کہ جن محلون مین زنان خاصہ تھین انمین سے ہر ایک محل مین تین کنیز خدمتگارون سے زیادہ نہ ہوتی
تھین اور وہ انکی ہمزبان ہوتی تھین عربی کلام کا بڑا شوق تھا۔ کسی محل مین سلطان
محمود شاہ کی بیٹی رہتی تھی اسکا اول نمبر رہتا تھا بعد اس کے عربی محل کا جسمین تو عورتین
عرب و حجاز و مصر اور اسکے حدود کی رہتی تھین اور فصاحت و بلاغت مین کمال رکھتی تھین
اور تمام حبشی و حبشی زاد عورتین خوش شکل و عربی زبان آنکر ملازم رہتین اس محل مین جو عورت
عربی زبان نہین جانتی تھی جانے نہ پاتی کہ کہین اور زبانون کے مخلوط ہونے سے
عربی زبان مین خلل نہ پڑے جب انمین سے کوئی عورت مرجاتی تھی تو اسکی عوض مین
عرب سے اور عورت بلالی جاتی تھی۔ ایسی ہی عجم کی تو عورتین ہوتی تھین اور انکے نوکر چرکس و
ترک و روس و گرجی و فارسی زبان ہوتی تھین یہی حال ترک و فرنگ و خطا و افغان و راجپوت
و بنگالی و گجراتی و تلنگی و کنہری مرہٹی وغیرہ عورتون کا تھا سلطان ان سب کی
زبانین جانتا تھا۔ ہر روز ایک محل مین جاتا اور انکے ساتھ زندگانی ایسی بسر کرتا کہ ہر محل کی
عورتین یہ سمجھتین کہ ہمکو ہی بادشاہ زیادہ دوست رکھتا ہے وہ انجیل اور توریت کو بھی پڑھ
سکتا تھا ہر مذہب کے علماء اس پاس رہتے تھے اور وہ انکی روش سے واقف تھا۔
جب فیروز شاہ نے خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا تو اپنے بھائی احمد خان کو خانخانان کا
خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنۃ مقرر کیا
اور ملک نائب کا خطاب دیا اور بہت سے برہمنون کو صاحب اختیار کیا۔ مورخین بالاتفاق

کرہ وجو بعض کرامایان ہندوان کرالا داکو ہمیدی و صاحب سراج التواریخ وغیرہ بغیر
صرف چند لڑائیون کا حال شرح و تفصیل سے لکھا ہے اور باقی میں خاموش ہیں الغرض ایک جیجہ کیلئے
بیجانگر کے والی دیو رائے تیس ہزار اور نو لاکھ پیادے کیا نداز اور تفنگ انداز کے ساتھ
اسلام کی طرف اس قصد سے متوجہ ہوا کہ مدگل اور رائچور اور دوآب کرشنا تمبدرا
درمیانی ملک ہے کے ماہین بعض پرگنات و قصبات کے تسخیر کرے جب سلطان فیروز کو
یہ خبر ہوئی تو ساغر میں اس نے بارہ ہزار سوار جمع کئے اول اس کے ساغر کے زمینداروں
میں سے ایک زمیندار کو اور سات آٹھ ہزار کولیون کو گرفتار کر کے قتل کیا وہان سے خاطر
جمع ہوئی برار اور دولت آباد کا لشکر اس پاس آ گئے دیو رائے کی مدافعت کے لئے
کوچ کرنے کو تھا کہ اس پاس ناگاہ یہ خبر آئی کہ نرسنگہ والی قلعہ کھرلا نے حکام منڈو و
آسیر کی امداد سے اور رائے بیجانگر کی تحریک و تحریص سے ملکات برار میں آکر حوالی قلعہ
ماہور تک تاخت و تاراج کی ہے اور بہت مسلمانوں کی اہانت کی اور انکو اذیت
دی اور انپر بیداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اس سبب دولت آباد اور برار کا
تمام لشکر اس فتنے کے دور کرنے کے لئے مامور کیا اور خود بارہ ہزار آدمیوں سے
دیو رائے کی تادیب کے لئے روانہ ہوا برسات کا موسم تھا آب کشنا طغیانی پر تھا
دیو رائے دریا کے اس طرف خیمہ و خرگاہ لگا کر مسلمانوں کے عبور کا مانع ہوا سلطان
فیروز شاہ نے ارکان دولت اور سران سپاہ سے مشورہ کیا تو کسی نے ایسا جواب
نہ دیا کہ سلطان کی تشفی خاطر ہوئی مگر قاضی سراج نے کہ نامور امیروں میں تھا اس نے عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو سراج اپنے معتمد اقارب کے ساتھ دریا سے عبور کر کے کسی حیلہ سے
لشکر میں جاتا ہوں پا کر سکتا ہوں اپنے تئیں رات کو دیو رائے یا اسکے بیٹے
کے خیمہ میں پہنچکر اسکو اپنے خنجر و کتارہ سے مار ڈالوں بشرطیکہ جب دشمن کی لشکر گاہ
میں شور و غل بلند ہو تو چار پانچ ہزار سوار خاطر جمعی سے دریا سے عبور کر کے دریا کو ہندوؤں
سے خالی کر لیں پھر بادشاہ بھی بفراغت تمام و خصموں کا کچھ ڈر نکالے سلطان فیروز شاہ نے

اس بات کو مان لیا اور تھوڑی مدت مین دو سو ٹوکرے گائے کے چمڑے سے منڈھوا کے تیار کرائے قاضی سراج نے سات جوان ساتھ لئے جو اسکے ساتھ بایک دل و یکجہت تھے فقیرون کا لباس پہن کے دریا سے عبور کیا اور دیو رائے کے لشکر مین آئے اور خرابات خانہ مین فروکش ہوئے اور ایک پاتر پر عشوہ پر عاشق ہوئے۔ اتفاقاً اسی روز شام کے قریب یہ پاتر آراستہ ہوکر جانے کو ہوئی تو قاضی نے اپنی بیصبری اور بیقراری ظاہر کی کہ اے محبوب جفاکار کہان جاتی ہے اور اپنی جدائی سے میری رگ جان قطع کرتی ہے۔ پاتر نے کہا کہ رائے زادہ نے آج ایک بڑا جشن کیا ہے اور مجھے حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ قاضی نے کہا کہ مین تیری جدائی مین کیونکر زندہ رہونگا مجھے بھی ہمراہ لیچل اس نے کہا کہ اس مجلس مین سوا اہل طرب و نغمہ کے کسی اور کو جانا نہین ملتا قاضی نے کہا کہ جو نغمہ ساز تیرے پاس ہین میرے پاس بھی ہین اور سوائے ان کے اور چیزین میرے پاس ہین کہ دیو رائے کے سامنے ظاہر کرونگا۔ پاتر نے تمسخر سے اپنا مندل اسکے روبرو رکھدیا کہ بجاؤ قاضی نے مندل بجایا اور وہ گایا تو پاتر نے کہا کہ تیرا ساتھ لیجانا میری عزت و حرمت کا سبب ہے۔ پس قاضی اور انکے یار پاتر کے ساتھ رائے کی بارگاہ مین جاکر مجلس مین داخل ہوئے وہان خوب ناچ گانا ہوا۔ قاضی نے ایک عورت کے ساتھ زنانہ لباس پہن کر خوب بازیگری کی یہان کے دستور کے موافق مسخرون کے طور پر دو ننگی کٹارین لیکر بازی کرتے ہوئے رائے زادہ کے پاس گئے اور جلدی سے قاضی نے رائے زادہ کے سینہ و شکم مین کٹارین بھونک دین اور پانچ چھ ہمراہی اسکے جو باہر کھڑے تھے وہ داخل ہوئے۔ ہندو شراب کے نشہ مین ایسے مست پڑے تھے کہ انہون نے انکو زخمی کیا اور چراغ بجھادیے اور سراپردہ کو شگاف کرکے باہر چلے آئے اور ایک گوشہ مین لشکر اسلام کے عبور کے انتظار مین کھڑے ہوئے۔ دشمن کی انجمن مین اکثر آدمی شراب کے نشہ مین مست پڑے تھے وہ ہوش مین نہ تھے سراسیمہ و حیران ہوگئے لشکر مین غل شور پڑا۔ رات اندھیری تھی۔ کوئی کہتا تھا کہ مسلمانون پادشاہ دس بارہ ہزار سوارون سے دریا سے عبور کرکے چلا آیا

اور دیورائے اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا بعض کہتے تھے کہ مسلمانون کے لشکر نے شب خون
مارا ہے طول و عرض مین پانچ فرسنگ سے زیادہ مین سپاہی اور امرا اپنی جگہہ پر مستعد ہو کر
کہ خیمون سے باہر نہین نکلے - یہان تک مسلمانون کے تین چار ہزار سوار لنگرون مین بیٹھ
اور گھوڑون کو تیرا کر دریا پار ہو گئے - دریا کے کنارہ پر دشمن کے پیادے جو ہوشیاری
سے محافظت کرتے تھے وہ مسلمانون کے عبور کرنے سے اور اردو کے غوغا سے بیہمت
و پیا ہوئے اور بھاگ گئے - صبح کو سلطان فیروز شاہ نے بھی دریا سے عبور کیا اور
دشمن کے لشکر پر تاخت کی - دیورائے کا لشکر متفرق ہو گیا تھا اور بیٹے کے کشتہ ہونے
سے اسکے عقل و ہوش برجا نہ تھے وہ بیٹے کی لاش اوٹھا کر صبح کو بھاگ گیا سلطان
نے چاہا مگر تا ملک اسکا تعاقب کیا چند جگہہ مقابلہ و مقاتلہ کا اتفاق ہوا میر فضل اللہ
انجوی وکیل شاہی کی سعی و نیکو خدمتی سے فتح و ظفر ہوئی اور ہندوؤن کے کشتون کے
پشتے لگ گئے - جب دیورائے قلعہ مین متحصن ہوا تو جنگ صف موقوف ہوئی اور
سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجوی شیرازی کو ممالک جنوبی
کفار کی تاخت و تاراج کے لیئے بھیجا انہون نے نہب غارت مین کوئی دقیقہ
فرو گذاشت نہین کیا بے حساب لڑکے لڑکیون کو اسیر کر کے مراجعت کی ان مین برہمنون
کی لڑکیان دو ہزار سے زیادہ تھین تو صاحب اعتبار برہمنون نے دیورائے سے
عرض کیا جمیع ممالک کے امرائے اور ہمنے اتفاق اس بات پر کر لیا ہے کہ جسقدر زر
کا حکم ہوگا ہم دیدینگے خدا کے واسطے رائے دیو مسلمانون سے صلح کرو کہ بندگان
کی رستگاری ہو جائے - دیورائے نے انکی درخواست کو منظور کر لیا ایلچیون کی آمد و رفت
شروع ہوئی - بہت گفت و شنید کے بعد امیر فضل اللہ انجوی کی کوشش سے یہ بات
قرار پائی کہ دس لاکھ ہون تو خزانہ عامرہ مین داخل کرین اور ایک لاکھ ہون میرزا
کو حق السعی کی عوض مین دین - بند قیدی آزاد ہون - اور یہ بات قرار پائی کہ ایک
دوسرے کے دہات اور رعایا کی مزاحمت کوئی نہ کرے - قیدی آزاد ہوئے

زر مذکور وصول ہوا۔ فیروز شاہ گلبرگہ مین آیا۔
سنہ ۸۰۲ھ مین نرسنگ کی گوشمالی کے قصد سے برار کی طرف توجہ ہوئی جب سلطان شکار
کھیلتا ہوا ماہور مین آیا تو یہان کا مقدم جو نرسنگ کے بھروسے سے سرکش ہو رہا تھا امان
مانگ کر سلطان کی پابوسی سے مشرف ہوا اور بیٹون سمیت اوسکے ہمراہ ہوا۔ سلطان
ماہور مین ایک مہینے پانچ روز مقیم رہا یہان سے چل کر حوالی کھرلہ مین آیا۔ نرسنگ صاحب
تھا تمام کوہستان گونڈواڑہ اور بہت سے ملک اسطرف کے اوسکے متعلق تھے اس نے
خاندیش مالوہ کے آدمی بھیجکر وہان کے فرمانرواؤن سے امان طلب کی مگر انھون نے اسکو
جواب شافی نہین دیا۔ نرسنگ نے اسپر بھی مقابلہ کا ارادہ کیا۔ خان خانان اور سید
فضل اللہ انجو اسسے لڑنے گئے۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ہندوؤن نے غلبہ کر کے لشکر اسلام کو متفرق
کیا کسی شخص نے میر فضل اللہ سے جھوٹ موٹ کہدیا کہ خانخانان مارا گیا جس سے مسلمانون
کا لشکر پراگندہ خاطر ہوا مگر میر فضل اللہ نے خانخانان سے ملکر کوسل رائے ولد نرسنگ رائے
کو مغلوب و اسیر کیا اور مخالفون کو قلعہ کھرلہ تک تعاقب کر کے بھگایا۔ دس ہزار سوار و
پیادے ہندوؤن کے قتل کیے۔ قلعہ مین نرسنگ بہزار خرابی داخل ہوا لشکر اسلام نے محاصرہ
کیا۔ دو مہینے کے بعد اہل قلعہ کا حال زبون ہوا۔ امان مانگی۔ میر فضل اللہ نے کہا کہ
جبتک صلح نہ ہوگی کہ نرسنگ رائے سلطان کے پاس نہ آئیگا آخر وہ ایلچپور مین سلطان فیروز
کی خدمت مین گیا۔ سلطان نے اوسکی بیٹی سے بیاہ کیا اور چالیس ہاتھی اور پانچ من سونا
اور پچاس من چاندی اور تحائف لیکر قلعہ کھرلہ کی تسخیر سے ہاتھ اٹھایا اور نرسنگ کو
رخصت کیا اور سلطان گلبرگہ مین آگیا۔ نرسنگ رائے گونڈوانہ کا فرمان روا تھا۔ اور
کوہستان ست پڑہ پر قلعہ کھرلہ اسکا دار الحکومت تھا۔ ست پڑہ کا سلسلہ نربدہ کے
جنوبی کنارہ پر ایسا واقع ہے جیسا کہ شمالی کنارہ پر کوہستان بندھیا چل اس قلعہ
کھنڈر اب تک شہر بدکوکر قریب موجود ہین۔
سنہ ۸۰۱ھ امیر تیمور کی خبر آئی کہ اسکا ارادہ ہے کہ تختگاہ دہلی کو اپنی کسی بزرگ اولاد کو ۱۳۹۸ - ۹۹ء

دیدے کہ جمیع ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے۔ اور اگر ضرورت ہو تو دوبارہ
خود پھر یہاں آئے۔ سلطان فیروز شاہ نے حزم و پیش بینی سے امیر تقی الدین محمد داماد میر
فضل اللہ انجو کو مولانا لطیف اللہ سبزواری کے ساتھ تحائف و نفائس دیکر دریا کی راہ سے امیر
تیمور کے پاس بھیجا اور ایک کتابت جو اتحاد و اخلاص سے خبر دیتی تھی روانہ کی۔ جب وہ
امیر تیمور کی آستان بوسی سے مشرف ہوئے تو اسنے بہت اکرام کیا۔ ان ایلچیوں
نے امیر تیمور سے عرض کیا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی درگاہ عالم پناہ کے ایک چھوٹوں میں سے
ہے اور مخلص دولت خواہوں میں اپنے تئیں شمار کرتا ہے اسکا ارادہ ہے کہ جس وقت حضور
دار الخلافت دہلی کی طرف توجہ فرمائیں یا کسی شاہزادہ کو اس دیار کے لیے نامزد کریں تو وہ
دکن سے دہلی کا عازم خدمت گذاری کے لیے ہو اور کوئی شائستہ خدمت بجا لائے۔
امیر تیمور اس حسن اخلاص سے خوش حال ہوا کہ اسنے باوجود بعد مسافت کے اسکا اظہار کیا
اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمنے دکن و مالوہ و گجرات کی شاہی فیروز شاہ کو دی اور
چتر اور جمیع لوازم شاہی کی اجازت دی اور اسکے منشور فرمان میں کہا جسمیں اوس کو
فرزند خیر خواہ لکھا اور خلعت و کمر و شمشیر بھیجے۔ گجرات و مالوہ و خاندیس کے بادشاہوں نے
فیروز شاہ کی اس ہوشیاری سے اندیشہ کر کے اسکی خدمت میں اپنے ایلچی بھیجے اور لکھا کہ
ہم سب بھائی ہیں چاہیے کہ سب باہم متفق رہیں کہ بادشاہ دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہیں
فرمان تیمور جبکہ عمل میں نہ آیا مگر اس نے ان بادشاہوں کو لکھا کہ انہوں نے پہلے وجیانگر
سے خصومت و آشنائی پیدا کی اور مخفی پیغام بھیجا کہ جس وقت تم کو کمک کی احتیاج ہو تو
اطلاع دو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لائینگے اس سبب سے راے وجیانگر نے
سلطان فیروز شاہ سے اپنے سلوک کو متغیر کیا تین چار سال سے باج و خراج مقرری نہ ادا
کیا۔ ظاہر میں شاہان مالوہ و گجرات و خاندیس اطاعت برتتے تھے۔ مگر باطن میں برخلاف
[illegible] فیروز شاہ نے صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب میں شدت نہ کی اور
[illegible] موقع کا منتظر رہا۔ ایک ساہوکار کی لڑکی سرمایہ آشوب ہوئی اور فتنہ پیدا

بیدار کر دیا اور سلطان فیروز شاہ کو کام رو آگیا اسکی تفصیل ملا بیدری نے یہ لکھی ہے کہ ولایت
مدگل میں ایک نہایت مفلس ذلیل زرگر کے گھر میں ایک لڑکی پرتھال نام نہایت حسین پیدا ہوئی
ماں باپوں نے چاہا کہ برادری میں اسکی چھوٹی عمر میں شادی کریں مگر لڑکی نے نہ مانا۔
اس اثناء میں ایک دانشمند برہمن کہیں سال کو جیانگر سے کاشی جاتا گیا تھا یہاں سنار کے
گھر میں مہمان ہوا اس پنڈت نے اس لڑکی کو جنتر و منتر و منڈل بجانا سکھا دیا اس لڑکی کو
اس فن سے نہایت مناسبت تھی ایک سال کے بعد یہ برہمن وجیانگر گیا اور اس لڑکی
کے حسن و جمال و علم موسیقی کے کمال کا چرچا کیا دیو راے نے سُنا۔ برہمن کو اس لڑکی کے
لانے کے لئے بھیجا مگر لڑکی نے وجیانگر کے جانے سے انکار کیا۔ برہمن وجیانگر واپس گیا تو
رام دیو نے پانچ ہزار سوار اور بہت سے پیادے بھیجے کہ زرگر کی لڑکی پرتھال کو پکڑ لائیں مگر لڑکی
خبر پا کر ایک روز پہلے کہیں بھاگ گئی دیو راے کے لشکر نے اس جانے میں سلطان فیروز شاہ
کے مملکت پر بہت دست درازی کی اور بہت سے قریوں و قصبوں کو خاک سیاہ کیا
فولاد خان ان حدود کا ضابطہ اس لشکر سے لڑا اور اسکو شکست دیکر دو ہزار ہندو
کو قتل کیا اس خبر کو سُنکر موسم سرما کے آغاز میں سنہ ۸۰۹ھ میں بڑی شان و شکوہ سے سپاہ کو
لیکر وجیانگر کو روانہ ہوا۔ رام دیو متحصن ہوا۔ فیروز شاہ نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو کر
اسکو فتح کرے مگر کرناٹکیوں نے مسلمانوں کو شہر میں نہ لینے دیا اور سلطان فیروز شاہ کو تیر سے
زخمی کیا۔ خانخانان نے وجیانگریوں سے جنگ کی بازی تمام اٹھائی اور فیروز شاہ وجیانگر
کے مقابلہ سے ہٹ کر ایک ہموار اور مسطح میدان میں آگیا اور وجیانگر کی شہر سے قطع نظر
کی امیر الامرا خانخانان میاں سادھو سر نوبت کو دس ہزار سواروں کے ساتھ
وجیانگر کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے لیے بھیجا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو
لشکر برار کے ساتھ قلعہ بنکا پور پر مامور کیا وہ کرناٹک کے مشہور قلعوں میں سے تھا
اور خود لشکر کے گرد حصار اسے توپ و ضربزن کا لگا کر کمال ہوشیاری سے دیو راے
کے مقابل میں بیٹھا۔ اس مدت میں مسلمان اور ہندوؤں کے درمیان اکثر لڑائیاں

ہوئیں۔ اور سب میں سلطان فیروزشاہ کو فتح ہوئی اس سبب دیورائے نے شاہان گجرات
و مالوہ پاس ایلچی بھیجے اور مدد کی طلب کی۔ چار مہینے تک دیورائے کے مقابل میں سلطان کا
احمد خان خانخانان کرناٹک کی بلاد عظیم میں تاخت و تاراج کرتا رہا اور امیر فضل اللہ انجو نے
فرصت پاکر قلعہ بنکاپور کو مع توابع و مضافات کے جبر و قہر سے مسخر و مفتوح کر لیا اور میاں
سدھو کے حوالہ کر کے پادشاہ پاس چلا آیا احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب
کر کے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیاں اسیر کر کے بہت غنیمت لے کر بھائی کے پاس چلا آیا پھر دیورائے
کے مقابلہ میں احمد خانخانان اور قلعہ ادونی کے تسخیر کے واسطے امیر فضل اللہ انجو بھیجے گئے۔ ملک
کرناٹک میں اس قلعہ سے زیادہ کوئی اور قلعہ مستحکم نہ تھا۔ دیورائے کو ادھر یہ خبر وحشت اثر
پہنچی ادھر وہ گجرات و مالوہ اور خاندیس کی امداد سے ناامید ہوا اب حیران تھا کہ کیا
کروں۔ ناچار صلح کا پیغام دیا اور ان شرائط پر صلح ہوئی کہ دیورائے اپنی بیٹی سلطان سے
بیاہے اور دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس نامی ہاتھی اور دو ہزار کنیز و غلام
گانے و بجانے و ناچنے والے پیشکش کرے قلعہ بنکاپور کو وہ اہل ایمان کے قبضہ میں ہی ہو گو جہیز
وسعی میں حساب میں لگائے کہ پھر اس قلعہ کے باب میں کوئی گفتگو نہ ہو۔ اگرچہ اب تک اہل
کرناٹک بیٹی لڑکی اپنے ابنائے جنس سے غیر کو نہیں بیاہی تھی اور انکو یہ بات نہایت مکروہ معلوم
ہوتی تھی مگر بضرورت اس امر کو اختیار کیا طرفین سے شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام
سے ہوئیں۔ چالیس روز تک بیجانگر سے سلطان کے خیمہ گاہ تک کہ سات فرسخ پر تھا رستے کے
دونو طرف دکانیں لگائی گئیں ہندو مسلمان ہنرمندوں نے اس مسافت میں انواع نعمت کا
بازار لگایا۔ لولیوں اور بازیگروں نے جو کچھ وہ جانتے تھے اسکے دکھانے میں کوئی بات اٹھا
نہیں رکھی احمد خان خانخانان و میر فضل اللہ انجو دامادی کے قاعدہ کے موافق بیجانگر گئے
اور سات روز بعد دلہن کو مع جہیز کے لشکر شاہی میں فیروز پادشاہ پاس لائے۔ رائے اور
پادشاہ میں ملاقات کی ٹھیری۔ دولہا دولہن و خسر سے ملنے چلے۔ تین فرسخ تک مخمل
و اطلس مشجر کا فرش بچھایا گیا۔ رائے دیو اور پادشاہ عنان در عنان چلے۔ جب شہر

دونو طرف سے عورتوں اور لڑکوں نے طلا و نقرہ کے پھول نثار کئے - سارے رستہ امرا و سپاہی و رعیت نے پادشاہ پر نچھاور کی رسم ادا کی - دولھا دلہن دونو ایک نہایت پر تکلف مکان میں اترے - رخصت کے وقت دیورایے ۱۵ فرسخ فیروزشاہ کی ہمراہ آیا - کنھری زبان میں چند محبت کی باتیں کہکر رخصت لیکر چلا گیا - پادشاہ اس سے رنجیدہ ہوگیا کہ وہ لشکر تک ساتھ نہ گیا اور اس نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ انتقام لیا جائیگا جب یہ خبر دیورایے کو پہنچی تو اس نے بھی کلمے ناخوش کہے - غرض اس شادی نے دلوں میں صفائی نہیں پیدا کی - سلطان فیروزآباد میں آیا مدکل میں ایک جماعت بھیجکر پرتہال کو مع مادر و پدر بلایا - اس لڑکی میں اس سے زیادہ خوبیاں دیکھیں جو سنی تھیں پادشاہ نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں اس لڑکی سے کیا شادی کروں اپنے بیٹے حسن خان کہ نوجوان تھا شادی کردی اور اوسکے ماں باپوں کو روپیہ دیا اور قریہ جس میں وہ رہتا تھا معافی میں دیا -

سنہ ۸۱۰ھ - سلطان نے کہ ریاضی دان تھا حکم دیا کہ بالا گھاٹ دولت آباد میں رصد بنائی جائے اور حکیم حسن گیلانی کو اسکا اہتمام سپرد ہو مگر اس حکیم کے جلد مرجانے سے یہ کام ناتمام تھا سنہ ۸۱۵ھ میں شکار کا بہانہ کرکے گونڈواڑہ میں گیا وہاں سے تین سو کے قریب ہاتھی لیکر اور اس مملکت کو خوب لوٹا اور اپنے مرکز دولت میں چلا آیا - فیروزآباد میں اس نے سنا کہ دہلی کی جانب سے ایک سید عالی مقام میر سید محمد گیسو دراز دکن سے تشریف لائے احسن آباد گلبرگہ کے حوالی میں پہنچے ہیں - سلطان فیروزشاہ تو حکیم طبیعت تھا وہ انکی طرف ملتفت نہیں ہوا مگر احمد خان خانخاناں انکا سچا معتقد ہوا - اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انکے کلام متصوفانہ سے محظوظ ہوتا - سنہ ۸۱۸ھ میں جب فیروزشاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو کہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کیا اور سید محمد گیسو دراز سے بھی استدعا کی کہ اس کے حق میں دعائے خیر کرکے فاتحہ پڑھیں انہوں نے جواب دیا کہ جب آپنے اسکو پادشاہ بنایا تو دعائے خیر و فاتحہ کی کیا ضرورت - ہے مگر سلطان نے بھی دعا کے لئے اصرار کیا تو انہوں نے

ہونے سے بہت ضعیف کیا - مریض ہوا - ملک کے سارے کام دو غلام ہشیار عین الملک
اور بیدار نظام الملک کے ہاتھ مین دیدئیے - اُنہون نے احمد خان کی اور مناع سے معلوم
کیا کہ احمد خان خانخانان سلطنت کا داعیہ رکھتا ہے - اُنہون نے بادشاہ سے کہا کہ تیرے
بیٹے حسن خان کی دارائی اس وقت تک نہین قائم ہوگی کہ تیرے بھائی احمد خان کی
شوکت سے ملک خالی ہوگا سلطان کو گیسو دراز کا قول بھی یاد تھا اسلئے احمد خان کے اندھا
کرنے کا ارادہ کیا احمد خان مطلع ہوکر اپنے فرزند علاء الدین کو ساتھ لیکر سید محمد
گیسو دراز کے گھر گیا اور اُن سے مشورت کی اُنہون نے اپنی دستار کھولکے آدھی باپ
اور بیٹے کے سر پر باندھ دی اور سلطنت کا مژدہ سنا دیا فاتحہ پڑھی اور تھوڑے
ایک طبق مین کھانا کھایا - دوسرے روز احمد خان چار سو مسلح جوان لے کر گھر سے نکلا کہ
راہ مین اسکے دوست خلف حسن بصری نے اس طرح سلام کیا جیسے کہ بادشاہون کو کرتے
ہین احمد خان نے کہا کہ تو جلد اپنے گھر مین چلا جا ایسا نہ ہو کہ میری آشنائی کے
سبب سے گزند پہنچے - خلف حسن بصری نے کہا کہ فراغت و آسائش کے وقت جلیس و ندیم
اور محنت تعب مین بیوفا ہونا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک تن
مین جان اور بدن مین رمق باقی ہے قسم ہے کہ مین تیری رکاب سے جدا ہون -

بیت

سری کہ از تو جدا بردہ باد چو زلف ٭ دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

جیسی کہ بادشاہون کو بزرگ نوکرون کی ضرورت ہوتی ہے ایسی ہی بندگان
حقیر کی بھی حاجت ہوتی ہے - جو کام سوزن کا ہوتا ہے وہ نیزہ سے نہین ہوسکتا
جو کام کہ قلمتراش سے نکلتا ہے وہ شمشیر سے نہین ہوسکتا اگر آپ مجھے اپنے گزین
بندون مین داخل کرین تو خدمات شائستہ بجا لاؤن خانخانان نے اُسے
ہمراہ لیا اور کہا کہ اگر بادشاہی مجھے ہاتھ آئی تو تو میرا سہیم و قسیم ہوگا - جب یہ شاہ
عین الملک و بیدار نظام الملک مین چار ہزار سوار اور چند فیل احمد خان کے

تعاقب مین آئے۔ اُس نے رفیقون کی قلت اور دشمنون کی کثرت کے سبب چاہا کہ وہ
ملک مین چلا جائے اور وہان امرا کو اپنا طرفدار بنائے۔ مگر خلف حسن بصری اس ارادہ کا
دافع ہوا اور احمد خان کے سر پر تاج رکھا اور گلبرگہ و بیدر و کلیانی مین آدمیون کو
بھیجکر بادشاہی ملازمون اور اوباشون اور بیکارون کو دلفریب وعدے کرکے
احمد خان کے علم کے نیچے جمع کر دیا اور احمد خان نے لڑائی سے پہلو تہی کرکے گلبرگہ کے
حوالی مین جا بجا گشت کیا۔ ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نے کمک منگا کر
احمد خان کو تنگ کیا سلطان کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور احمد خان پاس ایک ہزار۔
اتفاقاً بنجارے دو ہزار گاؤ غلہ کے لیکر ولایت برار سے حوالی کلیانی مین فروکش ہوئے
اور ایسے ہی سوداگران لاہوری آشوب راہ کے سبب کلیانی مین ٹھہرے ہوئے تھے
ان پاس تین سو گھوڑے تھے۔ بنجارون کے بیلون اور سوداگرون کے گھوڑون
پر سپاہیون کو بٹھاکے حسن بصری نے احمد خان کے لشکر کی صورت بنا دی اور
میدان جنگ مین انکو اس طرح شمار کیا کہ مخالفون کو یہ معلوم ہوا کہ احمد خان سے امرا
آن کر ملے ہین اس طرح نظام الملک اور عین الملک کو شکست دی۔ بادشاہ خود بھی لڑنے
آیا۔ مگر احمد خان کا کچھ بھی نہ کر سکا بادشاہ پر ضعف طاری ہوا اور بیہوش ہو گیا اسکے
مرنے کی خبر مشہور ہو گئی چھوٹے بڑے امیر احمد خان سے جا ملے۔ عین الملک و نظام الملک
فیروز شاہ کو پالکی مین ڈال کر قلعہ مین لیگئے احمد خان نے قلعہ کو گھیر لیا۔ قلعہ پر سے توپ
اسپر چلی ایک گولہ اسکے خیمہ مین آن کر پڑا جس سے اسکے بعض مقرب ہلاک ہوئے جب یہ خبر سلطان
کو ہوئی تو اسنے حسن خان سے کہا کہ بادشاہی لشکر و امرا کی موافقت سے ہوئی ہے
اب سلطنت تیرے چچا کی ساتھ کر دیا ہے صلاح ملک یہی ہے کہ بہادر نزاع نہ کیا
جائے وہ خرابی اور فنا کا سبب ہے مجھکو اسکی اطاعت کرنی چاہیے۔ قلعہ کا دروازہ
کھول کر احمد خان کو بلایا وہ بھائی کے سرہانے آیا اور پاؤن پر سر رکھکر زار زار رویا
سلطان نے بشاش ہو کر کہا کہ الحمد للہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے بادشاہ دیکھا بادشاہی کا

استحقاق اور قابلیت سلطنت تجھ ہی میں ہے یہ شفقت پدری کا سبب تھا کہ میں اپنے پسر کو ولیعہد کروں اور میں حتی المقدور کوشش کروں اب میں تجھ کو خدا کو اور حسن خان کو تجھے سپرد کرتا ہوں جب تک جاگو اور مہمات سلطنت میں مشغول ہو میں چند روز کا مہمان ہوں مجھے نہ بھولنا پانچویں شہر شوال ۸۲۵ھ کو تاج جو بھائی نے مخترع کیا تھا اس نے سر پر رکھا اور تخت فیروزہ پر بیٹھا اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی رکھا اور خطبہ و سکہ دکن میں اپنے نام کا جاری کیا۔ ۱۵ کو فیروز شاہ مر گیا اور ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز سلطنت کر گیا۔ یہ بھی کتابوں میں پڑھنے میں آیا کہ احمد شاہ نے شیر خان اپنے بھانجے کی تحریک سے فیروز شاہ کا دم گھونٹ کر مار ڈالا۔

ذکر سلطنت احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ بہمنی نے بادشاہ ہو کر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب اس لئے دیا کہ وہ پہلے تجارت پیشہ تھا فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد میں بھیجا کہ وہ عیش و آرام میں زندگی بسر کرے مگر شہر سے چار کوس سے پرے نہ جائے وہ بھی عیاش تھا اس نے سوائے عیش کے دوسری طرف خیال نہ کیا۔ چچا کی حیات تک خوب اسکی زندگی بسر ہوئی مگر اسکے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد میں مقید ہوا اور وہیں مر گیا۔

احمد شاہ لشکر کشی کے قوانین سے اور فرمانروائی کے آئین سے خوب ماہر تھا وہ تخت پر بیٹھتے ہی فیروز شاہ کی شکست کے بہر کے لئے دیو رائے سے انتقام لینے میں مصروف ہوا اور سارا سامان تیار کیا چالیس ہزار سوار جرار نامدار معرکہ گذار لیکر کرناٹک کو چلا۔ دیو رائے بھی بہت لشکر لیکر ارباب اسلام کی استیصال کے لئے روانہ ہوا اور تنگ بھدرا (تم بدرا) کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا سلطان بھی یہاں دیو رائے کے مقابل میں آیا۔ اس پاس دس لاکھ تو پچی و کماندار تھے عالم خان ولودی خانج ولاور خان افغان دس ہزار سوار لیکر دریا سے پار گئے یہ اتفاق کی بات ہے کہ دیو رائے ایک نیشکر کے باغ میں سوتا تھا وہاں بادشاہی آدمی باغ کو لوٹنے گئے اور وہاں دیو رائے کے سر پر نیشکر کا گٹھا رکھ کر لائے فرصت پاکر بھاگ گیا احمد شاہ بھی شکار کو گیا تھا۔ دیو رائے جان بچی ہزاروں پائے سمجھ کر کچھ نہ بولا جب کچھ راہ چلا تو

سلطان محمد شاہ کے عبور کرنے کا اور دیورای کو غائب ہونیکا غل مچا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے
کی سپاہ متفرق ہوئی اور بادشاہ کی سپاہ لوٹ پر جھکی۔ لشکر سے زیادہ تر شیرین اشیا
لوٹنی لگی دیورائے کو فرصت ملی اور بھگوڑون کی طرح وہ بھاگا دوپہر کے بعد وہ اپنا
اپنے مقربان کے پاس پہنچا اور تاج سر پر رکھا جب اسکے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو سپاہ
پھر جمع ہوئی مگر دیورائے اس واقعہ کو جنگ کے لئے نیک فال نہ سمجھا۔ قلعہ بیجانگر مین
جاکر متحصن ہوا۔ احمد شاہ بیجانگر پر ملتفت ہوا اور رائے کے ملک کے اندر گھسا جہان
گیا وہان بخلاف قرارداد سلطان محمد شاہ کے زن و فرزندون کو اسیر کرکے شمشیر تلے
لایا اور رحم و شفقت کو ایک طرف رکھدیا جب بیس ہزار ہندوؤن کا قتل قلمبند ہوتا تو
تین روز مقام کرتا اور بڑی بڑی جشن کرتا تھا۔ شادیانے کے نقارے بجواتا بتخانون کو توڑتا
معابد کو ڈھاتا۔ گائو کو ذبح کراتا۔ چار بت روئین گلبرگہ بھیجے کہ محمد گیسو دراز کے
آستان خانہ مین زمین مین نصب کئے جائین۔ تاکہ وہ زائرون کی لگد کوب مین
آئین۔ قضارا ایک دن سلطان لشکرگاہ سے شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے جہان
گیا وہ لشکرگاہ سے دور ہو گیا پانچ چھ ہزار ہندوؤن نے آپس مین عہد کرکے قسم کھائی
تھی کہ عند الفرصت فدویانہ سلطان کے پاس پہنچکر اسکو ہلاک کرینگے اور انتقام لینگے
وہ گھوڑون پہ سوار ہوکے سلطان کے پیچھے پڑے۔ سلطان کے ساتھ دو سو مغل
تیرانداز جانورون کے پیچھے چلے گئے۔ یہ ہندوؤن کا لشکر سلطان نے دیکھا تو وہ بھاگا
اور اسے ایک چار دیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ و گوسفندون کے لئے جنگل مین بنا
بنائی تھی دکھائی دی سلطان بہت جلد اس طرف چلا کہ راہ مین آب شکستہ
آ پایا۔ اسکے گذرنے مین توقف ہوا کہ دشمن قریب آگئے انہون نے دو سو
دکنی بادشاہی زخمی کئے قریب تھا کہ سلطان کے بھی بندوق لگی ہوئی کہ سو مغل
تیرانداز سوار آگئے اور انہون نے اپنی تیراندازی سے دشمن کو روکا کہ سلطان
آب شکستہ سے گھوڑا جستاکر چار دیواری مین پہنچ گیا سوارون نے دیوارون پر دمدمہ

تیر اندازی شروع کی ان تھوڑے آدمیوں اور پانچ چھ ہزار ہندوؤں کی
لڑائی ہونے لگی کہ عبدالقادر سلحداروں کا سردار دو تین ہزار خاصخیل کے سپاہی لیکر اُن موجود
ہوا اُس نے ہندوؤں کو مار کر بھگا دیا اور ایک ہزار کو قتل کیا پانچ سو مسلمان مارے گئے
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ سلطان بیجانگر میں آیا اور اسکے تسخیر کی
تدبیر میں لگا اور محصورین کا ناک میں دم کیا۔ دیو رائے نے اپنی خلاصی عجز میں دیکھی۔
ہاتھیوں پر خراج چند سالہ لاد کر بھیجا یا اور اُس سے صلح ہو گئی۔ سلطان اپنی
دارالسلطنت کو چلا گیا ٭

اس سال میں قحط عظیم پڑا جس سے احمد شاہ کی شاہی کو خلائق نے اپنے لئے شوم جانا
وہ استسقا کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے مینھ برسا۔ اس کرامت پر لوگوں نے
اسکو ولی کا خطاب دیا۔ اس نے اس قحط کے دور کرنے کے لئے اپنے خزانوں کو خالی کیا
اور بھوکوں کا پیٹ بھرا۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ ۸۲۸ھ میں احمد شاہ کی خلاف رائے تلنگانہ نے رائے بیجانگر سے
اتفاق کیا تھا اسلئے شاہ نے کل ملک تلنگ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور گلکنڈہ میں آکر
خان اعظم عبداللطیف کو برسم منقلا بھیجا اور خود ایک سو بیس فرسخ روانہ ہوا اس اثنا میں
ورنگل کا فتحنامہ اس پاس آگیا۔ رائے ورنگل نے سات ہزار تلنگیوں کو ساتھ لیکر خان اعظم کا مقابلہ
کیا اور کشتہ ہوا ورنگل مسلمانوں کے قبضہ میں آیا سلطان ورنگل میں آیا کل خزائن و دفاین
کہ رائے کے باپ دادا نے جمع کئے تھے اور جنکو بڑی مشکل سے سلطان محمد تغلق کے ہاتھ سے بچایا تھا
وہ بے مشقت احمد شاہ کے ہاتھ آگئے وہ گلبرگہ چلا آیا۔ خان عالم عبداللطیف نے تین چار مہینوں
میں اکثر بلاد تلنگانہ پر تصرف کیا اور بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

۸۲۹ھ میں قلعہ ماہور کہ سلاطین بہمنیہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا ایک ہندو زمیندار کے پاس تھا صلح
اور پیمان سے لیلیا اور خلاف عہد کرکے زمیندار کو پانچ ہزار آدمیوں سمیت مار ڈالا اور انکی لڑکیوں
لڑکوں کو پکڑکر مسلمان کیا حصار کلم کو لیکر معدن الماس پر جہاں تھی تصرف کیا وہ حاکم گونڈوارہ

ایلچپور میں رہا۔ قلعہ گاویل کو از سر نو بنایا۔ قلعہ نرنالہ کی مرمت کی اس سے مقصود اسکا یہ تھا
کہ ملک خاندیس مالوہ و گجرات کہ صاحب قران امیر تیمور نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت
کیے تھے ایلچپور میں رہ کر تدبیر و تزویر سے لے لے اور بعد ازاں بیجانگر کو تسخیر کرے
یہ بات ہوشنگ شاہ والی شادی آباد مندو کو معلوم ہو گئی۔ نرسنگھ حاکم قلعہ کھیرلہ
بہمنیوں کا باجگذار تھا اسکو ہوشنگ شاہ نے اپنی موافقت و متابعت کی ہدایت کی
نرسنگھ نے اسے قبول نہ کیا تو ہوشنگ شاہ نے اسپر دو دفعہ لشکر بھیجا اور دونو دفعہ وہ شکست
پاکر پریشان حال الٹا آیا۔ تیسری دفعہ ہوشنگ شاہ نے غصہ میں آکر اپنے معتمد امراء کی جماعت
کو روانہ کیا اور انہوں نے اسکی مملکت میں بڑی خرابی مچائی اسکے بعض پرگنوں پر
متصرف ہوا۔ نرسنگھ نے لشکر جمع کرنا شروع کیا تو ہوشنگ خود اس طرف کا عازم
ہوا۔ نرسنگھ نے بتاریخ ۸۳۲ھ میں احمد شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ
ان دنوں میں ہوشنگ والی مالوہ نے لشکر بیقیاس جمع کیا ہے اور اس نواح کی ملک گیری کا
قصد کیا ہے اس زمانہ سے کہ میں فیروز شاہ کا مطیع ہوا ہوں حکام اطراف مجھے آپکے
منسوبوں میں سے جانتے ہیں۔ آپ اپنے بندوں کی معاونت و امداد میں سعی
فرمائیں اور فریاد رسی کریں۔ سلطان نے اس ساعت میں عبد القادر حاکم برار کو حکم
بھیجا کہ لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کرو اور خود دشمنا کے بہانہ سے ایلچپور
میں گیا۔ ہوشنگ شاہ نے بتاخت و تاراج کے کھیرلہ کا محاصرہ کیا اور لاف و گزاف بکنا
شروع کیا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھیرلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ علماء نے سلطان سے
کہا کہ اب تک ایسا نہیں ہوا کہ شاہان بہمنیہ نے مسلمانوں سے جنگ کی ہو آپ بدنامی نہ کریں
کہ سب لوگ کہیں گے کہ کفار کی حمایت کرکے مسلمانوں سے جنگ و محاربہ کیا۔ سلطان ہوشنگ کے
لشکر سے جیسے گروہ پھر کھڑا رکھے اس کلام نے اسپر اثر کیا۔ ابھی ماہولون کے ارادہ
میں یہ ایلچی پہنچا تھا کہ دشمنوں نے کوچ کیا ہوشنگ شاہ اس کلام سے آشفتہ ہوا اس نے
کہ پادشاہی لشکر میں پندرہ ہزار سوار تھے اور اس پاس تیس ہزار وہ بھی روانہ ہوا۔ احمد شاہ

علما سے کہا کہ جو مجھپر واجب تھا وہ مین نے کیا اور اس بے ناموسی کو قبول کیا کہ کل کوچ کرکے
دریا کے کنارہ پر مقیم ہوتا ہون جو میرے مقابل مین آئیگا اس سے لڑونگا بموجب حدیث کے خون اُسکا
اوسکی گردن پر ہوگا۔ علمانے اس تجویز کو پسند کیا اپنی فوج کو آراستہ کیا ہوشنگ شاہ نے
سپاہ لے کر ہوشنگ پاس آدمی بھیجا جس نے اس سے کہا کہ نرسنگ اس جانب کے متعلقین مین سے
محبت کا اقتضا یہ ہے کہ اپنی ولایت کو چلے جاؤ اور ہم بھی علما کے کہنے سے اپنے
ملک کو جاتے ہین۔ دونو مین ایک جنگ عظیم ہوئی اور ہوشنگ کو شکست ہوئی اسکے دو ہزار آدمی
قتل ہوئے —

اسکے حرم مع دو لڑکیون کے مقید ہوئے جنکو احمد شاہ نے نہایت اعزاز سے ہوشنگ شاہ پاس
بھجوا دیا۔ نرسنگھ مع اپنے بیٹوں کے احمد شاہ کی خدمت مین آیا اور شاہ کو کھیرلہ مین لے گیا
اور دعوت بڑی دھوم سے کی ایک تختہ الماس یاقوت و مروارید عدن پیش کش مین دیئے
تاریخ مالوہ مین یہ لکھا ہے کہ احمد شاہ نے کھیرلہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ نرسنگھ نے ہوشنگ شاہ حاکم
مالوہ کو امداد کو بلایا اس سبب سے ان دونو پادشاہون مین لڑائی ہوئی۔
اسی یورش مین جب سلطان حصار بیدر مین آیا تو اس نے یہاں ایک پر فضا صحرا و میدان
دیکھ کر شہر آباد کیا جسکا نام (احمد آباد) بیدر رکھا اور قلعہ بنایا۔ یہاں سے بہتر آب و ہوا
کہین اور ملک دکن مین نہ تھی۔ پانچ ہزار سال ہوئے کہ شہر بیدر رایان دکن کا پایہ تخت تھا
یہاں کا راجہ بھیم سین تھا جسکی بیٹی دمن پر مالوہ کا راجہ نل عاشق ہوا تھا فیضی کی مثنوی نل دمن
مشہور ہے۔ ملا آذری جو اس پادشاہ کے عہد کا بڑا شاعر تھا اسنے اپنے بہمن نامہ مین اس
شہر و قلعہ کی بہت تعریف لکھی ہے —
احمد شاہ نے عاقبت اندیشی سے اپنے بیٹے علاء الدین کا عقد نکاح نصیر خان
حاکم آسیر کی بیٹی سے کیا۔ حاکم خاندیس نے بھی اسے غنیمت جانا کیونکہ گجرات کے حاکمون
سے ہمیشہ خوف مین رہتا تھا۔
۸۳۲ھ مین خلف بصری کو سپہ سالار دولت آباد مقرر کر کے حکم دیا کہ کوکن زمین کو

چوساحل دریائے عمان پر واقع ہے باغیون سے پاک صاف کرے اس نے
تھوڑے دنون مین کل مفسدون کا علاج آشتی سے کردیا اور جزیرہ مہائم کو تسخیر
کیا وہ شاہان گجرات کے قبضہ مین تھا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اس خبر کو سنکر اپنے
بیٹے ظفرخان کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ شاہ دکن نے اپنے بیٹے علاء الدین کو بھیجا خلف حسن
بصری سے شاہزادہ ظفرخان کی سخت لڑائی ہوئی طرفین کے دو ہزار آدمی مارے گئے
دکنیون کو شکست ہوئی جب سلطان احمد شاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ لشکر لے کر
گجرات پر چڑھا گجرات اور دکن کے لشکر آمنے سامنے اترے مگر لڑائی نہ ہوئی علما نے
بیچ مین پڑکر صلح کرائی کہ دونو اپنے اپنے ملک پر قبضہ و تصرف رکھین ایک دوسرے
کے ملک کی طمع نہ کرین۔ تاریخ الفی مین ذکر ہوا ہے کہ گجراتیون کے لشکر مین سلطان
احمد شاہ تھا اور جزیرہ مہائم مین دکنیون کی شکست کے پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ سنہ ۸۳۵ مین
خبر آئی کہ محمود خان ولد حاکم گجرات کسو تصرف کے سبب سے ولایت ندربار مین مقیم ہوا اسلئے
احمد شاہ دکنی اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی بھی ایلغار کرکے ادھر آیا دکنیون نے
اصلاح مراجعت مین دیکھی چار منزل پیچھے ہٹے گجراتی بھی معاودت کے عازم ہوئے اتنی
کے کنارہ پر فروکش ہوئے جاسوس دوبارہ خبر لائے کہ دکنیون نے بغاوت کرکے قلعہ تبول کا
محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی تبول پر الٹے آئے ایک دن صبح سے شام تک دونو لشکر پھر دوسرے
روز دونو اپنے ملک کو چلے گئے۔

سنہ ۸۳۶ مین ہوشنگ شاہ نے دکنیون و گجراتیون کو آپس مین لڑتے ہوئے دیکھا تو وہ فوج
پالکو ولایت نرسنگہ پر لشکرکش ہوا اور نرسنگا لڑائی مین مارا گیا اور ہوشنگ شاہ کے قبضہ مین
قلعہ کھیرلہ آگیا جب سلطان احمد شاہ نے اسطرف لشکر کشی کی تو نصیر خان والی اسیر راہ
ہوا اور اسنے ان دو بادشاہون مین لڑائی نہ ہونے دی اور آپس مین لکھے پڑھے اقرار
ٹھیرا کہ قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ پاس رہے اور ایک بیرار سلطان احمد شاہ بہمنی پاس رہے
جب احمد شاہ کی سلطنت پر بارہ سال اور دو ماہ کی مدت گذر گئی تو ۲۸ رجب

اُس کی شمع حیات بجھ گئی۔ خلاصہ اسکی سلطنت کا یہہ ہی کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھتے ہی وجیانگر کے
راجہ سے لڑا اور اسکو شکست دیکر باجگذار بنایا اور ورنگل کے راجہ سے لڑا جسکا انجام یہہ ہوا
کہ ملک تلنگانہ بالکل مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اس نے شہر احمد آباد بیدر کو آباد کیا اور ۲ فروری
۱۴۳۵ء کو مر گیا۔

ذکر سلطنت علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

باپ کے پیچھے احمد آباد بیدر کے تخت پر سلطان علاء الدین بیٹھا۔ دلاور خان افغان کو کیل
شاہی اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل مقرر کرکے انکو امور مملکت شاہی پر ترقی دی کیا اور
عماد الملک ایک دکھنی سال جسکی ساری عمر سلاطین بہمنیہ کی خدمت میں گذری تھی امیر الامرا
مقرر کیا۔ رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج نہیں دیا تھا اسلئے عماد الملک اپنے بھائی شاہزادہ
محمد خان اور خان جہان کو اُسکے وصول کیلئے بھیجا۔ اُنہوں نے جاکر ولایت کھیڑہ میں تاخت و تاراج
اور قید کرنا شروع کیا تو رائے وجیانگر نے مضطر ہو کر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو
لونڈیاں رقاص خوش سراور اور چیزیں شاہزادہ محمد خان کو دیکر واپس کیا۔ دکن کے
فتنہ پرداز مشہور آفاق ہیں اُنہوں نے جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے حوالی میں آیا تو
اُسکو یہہ سمجھایا کہ سلطان احمد شاہ نے تجھے شریک سلطنت کیا تھا۔ مناسب ہی کہ سلطان
علاء الدین شاہ ان دو کاموں میں سے ایک کام کرے یا تو تجھکو مسند فرمانروائی پر
اپنے پہلو میں برابر بٹھائے اور باتفاق امور سلطنت کو سرانجام دے یا ممالک کے دو حصے کر دے
ایک پر وہ متصرف ہوا اور دوسرے پر تو قابض ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہی کہ یہیں
بیٹھ کر آدھے ملک پر قبضہ کرلے۔ شاہزادہ اس فریب میں آگیا عماد الملک غوری اور خواجہ
جہان کو اپنے ساتھ متفق کرنا چاہا جب وہ نہ ہوئے تو دونوں کو قتل کر ڈالا اور وجیانگر کی دولت
جو بیدر میں آئی تھی اُسے خرچ کرکے سپاہ بہت بھرتی کرلی مدکل ورائچور و شولاپور و تلنگ
کو ملازمان شاہی سے چھین لیا۔ سلطان علاء الدین بھی لشکر لے کر بھائی سے لڑنے گیا
دونوں بھائیوں میں لڑائی ہوئی۔ سلطان علاء الدین کو فتح ہوئی اور اکثر امراء دستگیر ہوگئے

شاہزادہ محمد خان کوہ و جنگل میں چلا گیا۔ سلطان احمد آباد بیدر میں آیا۔ امراء کی منت کی تقصیرات معاف کی اور انکو بند و زنجیر سے آزاد کیا اور مکتوب نصیحت آمیز بھیجکر بھائی کو بلالیا۔ دوسرا بھائی داؤد خان ملک تلنگ میں مرگیا تھا اسکی قطاع رائچور و مدکل محمد خان کو دیدی اس نے بقیہ اپنی ساری زندگی عیش و آرام سے بسر کی۔

سنہ ۸۰۲ھ میں دلاور خان کو کوکن کی سرکشون کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ سرائے سنکل و سنگیسر نے جزیہ و خراج دینا قبول کیا۔ دلاور خان نے سرائے سنگیسر کی لڑکی کو جو خوش شکلی و حسن صورت و موسیقی دانی میں مشہور تھی سلطان کے لیے لایا۔ سلطان کی وہ منظور نظر ہوئی اور زیبا چہرہ اسکا خطاب ہوا۔ دلاور خان اس علت میں ماخوذ ہوا کہ اس نے رایان کوکن سے رشوت لے کر سرکشون کا استیصال نہیں کیا اس نے انگشتر وکالت کو واپس کیا اور بالاسے اپنے تئین بچایا۔ دستور الملک خواجہ سرا کو اسکا منصب ملا جسکی زشت خلق سے خلائق کی جان تنگ ہوئی بادشاہ کے بیٹے ہمایون نے اسکو کسی کام کو کہا تھا اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ ایسے کام مجھے تعلق رکھتے ہیں آپ کو اسکی سعی کرنی مناسب نہیں ہے شہزادہ نے دستور الملک کو قتل کرا دیا اور قاتل کو اپنی سفارش و حمایت سے بچا لیا۔

سنہ ۸۰۴ھ میں زوجہ سلطان آغا زینت مخاطب جہان نے اپنی باپ نصیر خان کو زیبا چہرہ کی استیلا کی اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی۔ نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوگیا۔ سلطان احمد شاہ گجراتی کے بھتوانے سے وہ ملکت برار کی تسخیر کا عازم ہوا مخفی آدمیون کو بھیجکر امراء برار کو طمع دیکر اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ انہوں نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق کی اولاد میں سے ہے اگر ہم اسکی نوکری کر کے مخالفون سے شمشیر زنی کرینگے تو غازی یا شہید ہونگے۔ غرض الغوض نصیر خان کو بلایا وہ بے توقف دو ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر آیا۔ بادشاہ نے اسکی امداد کے لیے بھیجے تھے ہمراہ لے کر علاقہ برار میں آیا۔ [illegible] [illegible] کہ نصیر خان پاس جا کر کہ نصیر خان جہان کو اسکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو وہ قلعہ تالنیر میں جا کر متحصن ہوا

اور حقیقت حال سلطان علاء الدین کو لکھی کہ یہان کے امرا و نصیر خان سے ملگئے اور بیجا پور تک انھون نے خطبہ اسکا پڑھوایا اور قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان نے خلف حسن بصری ملک التجار دولت آباد کے سرلشکر کو اس یورش کے لیئے متعین کیا خلف بصری نے عرض کیا کہ امراے دکنی اور حبشی رشک و حسد کے سبب نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابناے جنس سے جنکو وہ غریب (پردیسی) کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین آئین اسلیئے حضور امراے مغل میری ہمراہ کرین اور کسی ایک حبشی و دکنی کو اس کام مین دخل نہ فرمائین خدا سے امید ہے کہ سب کام اچھی طرح سر انجام پائین۔ سلطان نے تین ہزار مغل تیرانداز کہ سب خاصہ خیل تھے اور امراے عرب اس خدمت پر مامور کیئے۔ خان جہان قلعہ پرنالہ سے اس لشکر مین آملا۔ گھاٹ روہنکھیر پر خاندیسیون کی ساتھ انکی لڑائی ہوئی نصیر خان کو شکست ہوئی وہ برہان پور بھاگ گیا اور لشکر کے جمع کرنے مین مشغول ہوا خلف حسن بصری بھی برہان پور پہنچا۔ نصیر خان کے پاؤن اسکے سامنے نہ جمے وہ قلعہ تلنگ مین بھاگ گیا۔ خلف بصری نے خاندیس کو خوب غارت کیا اور شہر برہانپور عمارات شاہی کو جلایا اور اکھیڑا اور تلنگ تک ایلغار کر کے چار ہزار سوارون کے ساتھ پہنچا۔ نصیر خان بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ سے دو کروہ پر لڑا۔ خاندیسیون کو شکست ہوئی نصیر خان کے مردم معتبر اور بیرار کے امرا و باغی کشتہ ہوئے خلف حسن بصری ستر ہاتھی اور توپخانہ لیکر احمد آباد بیدر مین آیا۔ یہان سے دولت آباد گیا سلطان نے حکم دیدیا کہ داہنی طرف غریبان (پردیسی) اور بائین طرف دکنی اور حبشی بیٹھا کرین اس لیئے جب دکنیون کو موقع ملا انھون نے پردیسیون کو قتل کیا جسکی تفصیل آگے آوے گی۔

دیو رائے نے پنڈتون اور ارکان دولت سے کہا کہ سلطنت کرناٹک کچھہ ممالک بہمنیہ سے کم نہین ہے اور خیل و حشم ہمارا انکی جمعیت سے زیادہ ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اکثر ہندو مغلوب ہوتے ہین پنڈتون نے تو اپنی لکھا لکھائی کہ ہماری پوتھیون مین پہلے لکھا ہوا ہے کہ مسلمانون کا تسلط ہوگا۔ یہ کل جگ ہے۔

بعض ارکان دولت نے کہا کہ مسلمانون کو فتح دو سبب حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ ان کے

گھوڑے چابک اور دوڑنے والے اور کمان بھی جو ہیں برخلاف کے ہمارے تو بالکل برہنہ اندام و کم قوت
دوم اسکے ہمیشہ میں تیر انداز بہت ہیں اور ہمارے لشکر میں کم ہیں۔ سنکر دیورائے نے حکم دیا کہ
مسلمان نوکر رکھے جائیں اور انکو اقطاع و جاگیر خوب دی جائیں اور بیجانگر میں مسجد بنائی جائے
اور شعار اسلام کا مزاحم کوئی نہ ہو اور قرآن شریف رحل پر رکھ کر روز میرے سامنے لایا جاوے
تاکہ مسلمان اسکو سلام کریں اور ہندوؤں کو بھی حکم دیا کہ وہ تیر اندازی سیکھیں اسکے پاس [illegible]
سوار اور اٹھارہ ہزار پیادے تھے۔ اب اس نے آئندہ حکم دیا کہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے بھرتی ہوں
اس حکم کے بعد اسکے اہل دیوان دس ہزار مسلمان سوار اور ساٹھ ہزار ہندو سوار کہ علم تیر اندازی
سے خالی نہ تھے اور تین لاکھ پیادے ترتیب دیکر دیورائے کی نظر کے روبرو لائے۔ اب اسکو سلاطین
بہمنیہ کے ملک کی تسخیر کی ہوس ہوئی ۸۴۷ھ میں اس نے آب تنگ بھدرہ گذر کر قلعہ مدگل کو فتح کر لیا
اور اپنے بیٹوں کو قلعہ رائے چور و بنکاپور کے محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود اس نے آب کشنا-
(کرشنا) پر قیام کیا اور ساغر و بیجاپور تک اسکے آدمی پہنچے تاخت و تاراج کی۔ سلطان علاء الدین
نے بھی اپنا لشکر پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادوں کا جمع کیا جسکے ساتھ توپخانہ و آلات حرب
بہت با عظمت و شوکت تھا۔ دیورائے کوچ کرکے قلعہ مدگل میں آیا اور سلطان کی
جنگ کے واسطے سپاہ مامور کی۔ سلطان مدگل سے چھ کروہ پر مقیم ہوا۔ خلف بصری ملک التجار کو
دیورائے کے فرزندوں کی تادیب کے لئے بھیجا۔ خان زمان سرلشکر بیجاپور و خان اعظم سرلشکر
برار و تلنگ کو دیورائے کے لئے تعین کیا۔ ملک التجار نے دیورائے کے بڑے بیٹے کو زخمی
کرکے معرکے سے بھگا دیا اور بنکاپور پر متوجہ ہوا ابھی وہ وہاں آیا نہ تھا کہ دیورائے کا چھوٹا
بیٹا محاصرہ کو چھوڑ کر باپ پاس چلا گیا۔ دو مہینے تک مدگل کے قریب باہر مسلمانوں اور
ہندوؤں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اول دفعہ ہندو غالب ہوئے پھر مسلمان بڑی جنگ کے
غالب ہوئے دیورائے کے آدمی فخر الملک اور اسکے بھائی کو پکڑ کر لیگئے۔ سلطان علاء الدین
نے دیورائے کو لکھا کہ اگر دونوں میں کسی ایک کو مارو گے تو ایک ایک کی عوض میں لاکھ ہندوؤں کو
قتل کرونگا۔ دیورائے نے اپنے آدمی بھیجے کہ اگر سلطان عہد کرے کہ پھر [illegible]

لشکر کشی نہین کریگا تو مین عہد کرتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجتا رہونگا اور فخر الملک کو اسکے بھائی کو حوالہ کرونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہدنامہ لکھکر بھیجدیا اس نے فخر الملک اور اسکے بھائی کو چھوڑ دیا۔ بعد ازان دونونے علم مراجعت بلند کیا نہ سلطان نے کرناٹک پر لشکر کشی کی نہ رایے دیو نے خراج کے ادا کرنے مین التوا کیا۔

سلطان نے احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا کمال لطافت صفائی سے تیار کرایا اور چند قریہ وقف کئے کہ انکا محصول بیمارون کی دواؤن اور غذاؤن مین صرف کیا جاے۔ ہندو و مسلمان طبیب علاج کرین۔ قضات امین و محتسب جا بجا اکثر شہرون مین مقرر کئے۔ باوجودیکہ وہ خود شراب پیتا تھا مگر حکم دیا کہ نہ کوئی شراب بیچے نہ جوا کھیلے۔ قلندرون دریوزہ خوارون کے گردن پر طوق آہنین پہناکے اُن سے شہر کا گوہ موت اُٹھوایا اور سنگ گل کا کام کرایا اور بغذ سیاست فرمایا کہ لوگ متنبہ ہوکر معیشت مین مشغول ہون یا اسکی قلمرو سے باہر چلے جائین جو شراب پیتا اسکو سزا دیتا خواہ کوئی ہو۔ چنانچہ اُسنے اس حرکت پر سید محمد گیسو دراز کے رشتہ دارون مین سے ایک کو سر بازار کھڑا کرکے دو سو تازیانے لگوائے وہ جمعہ کو منبر کے نیچے کھڑا ہوکر وعظ سنتا۔ بتخانون کو توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ اور زناردار و برہمن وغیرہ سے باتین نہین کرتا اور مہمات دیوانی مین انکو دخل نہ دیتا۔ جب بیجانگر کی یورش سے واپس آیا تو عیش و عشرت مین ڈوب گیا۔ امور کلی و جزوی و مہمات ملکی و مالی نوکرون کے حوالہ کین۔ قریب ایکہزار کے حسین عورتین سراپردہ مین جمع کین اور دریا کے کنارہ پر ایک نعمت آباد باغ بنایا۔ اسمین بادہ لعل فام اور دلبران سیم اندام اور مطربان شیرین کلام سے رات دن شغل رکھتا تھا چار پانچ مہینے مین ایکدفعہ سلام عام لیتا۔ دکنیون نے اسے گھیر لیا میان من اللہ دکنی وکیل شاہی مستقل ہوئے شاہ قلاع ساحل کی تسخیر کا عازم ہوا۔ ساحل پر ملک کوکن جسکو اب کوکن کہتے ہین وہان کے راجہ راہزنی اور بحری قزاقی کیا کرتے تھے۔ مغربی گھاٹ اور بحر ہند کے درمیان ملک انکے پاس تھا۔ انکا ملک بہت دشوار گذار اور بیماری کا گھر تھا وہ شمالین مینجی تک اور جنوب مین گوہ تک پھیلتا تھا خلف حسن بصری ملک التجار کو سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار عرب کے

ساتھ اس خدمت پر مامور کیا۔ ملک التجار نے قصبہ جاکنہ میں کہ بلدہ جنیر کے قریب تھا۔ اپنا
نشیمن بنایا اسکا قلعہ تعمیر کرایا اور دفعہ دفعہ کرکے کوکن کو لشکر بھیجا اس طرف کے راجاؤن کو زیر
کرنا پھر جو اجل آئی تو خود اس صوبہ پر توجہ کی اور ایک حصار کو جو سرکہ کے پاس تھا محاصرہ
کرکے جبر و قہر سے سر کیا سرکہ کو مجبور کیا کہ کیا اسلام اختیار کرے یا تلوار کے نیچے سر رکھے سرکہ نے
مکر و عذر کا طریقہ اختیار کیا اور یہ معروض کیا کہ میرے اور راے سنگا کے درمیان [illegible]
وہ قلعہ کنہ بابہ کے حوالی میں رہتا ہے اگر میں حلقہ اسلام میں آجاؤنگا اور وہ اپنے قصر
دولت میں متمکن رہیگا تو آپ کی مراجعت کے بعد مجھپر زبان طعن دراز کریگا اور میرے ملک پر
جسمین میرے باپ دادا قرنوں سے حکومت کرتے چلے آئے ہیں متصرف ہوگا سب عزیزون
اقارب میرے مجھ سے منحرف ہو جائیں گے۔ اگر آپ اس جانب تشریف فرما ہون تو تھوڑی
توجہ سے اسکا ملک آپکے قبضہ میں آجائیگا ان حدود کو مجھے عنایت کیجیئے یا اُسکا سر تن
سے جدا کرکے اسکی مملکت کو کسی اپنے امیر کو دیجیئے تو بندہ کلمہ طیبہ پڑھنے کو موجود
اور ہر سال خراج خزانہ عامرہ میں فلان مقدار کا داخل کرنے کو حاضر ہے۔ ملک التجار نے
کہا کہ وہان جانے کی راہ بہت تنگ ہے اور وہان تک پہنچنا نہایت دشوار
ہے سرکہ نے کہا کہ میں ایسی راہ پر لیجاؤنگا کہ جنگل میں کوئی خار دامن کو آزار
نہین پہنچائیگا۔ اور کل مقصود ہاتھ آجائیگا۔ ملک التجار نے دشمن کے قول کا اعتبار کرلیا۔
سنہ [illegible] میں اس سمت کا عازم ہوا۔ اکثر دکنی و حبشی نفاق کے سبب جدا ہوگئے
اور ملک التجار کی ہمراہ جنگل میں پہلے سرکہ ملک التجار کو دو روز تو فراخ راہ پر لایا لیکن تیسرے
روز وہ مکر ایسی راہ پر لے گیا کہ ہول و شیر زیادہ دیدہ۔ اس راہ سے گزرتے
پڑتے یا سر نگل کر ایک جنگل میں آئے جسکے تین طرف پہاڑ اور ایک طرف خلیج۔ ملک التجار کل
خوض میں گرفتار تھا۔ ہر چند سعی کرتا تھا کہ وہی ترتیب قاعدہ کے ساتھ مرتب رکھے
اس مرتبہ میں چلیں مگر اسکا کہنا کچھ سود مند نہ تھا اسکے تھکے ماندے لشکری جو آئے وہ کسی درخت کے
تلے آرام لینے اُس جنگل میں خیمہ [illegible] جگہ نہ ملی کہ دو تین آدمی پہلو بہ پہلو استادہ ہوں

کہ اس مین رات اسقدر کیجا بے ایسے وقت مین کہ سپاہی اپنے حال مین گرفتار تھے سرکرنے پہ
سر فروشی کی کہ خود درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا۔ راے سنگھ کو پیغام بھیجا کہ مین نے
ایسا موٹا شکار تیرے دام مین پھنسا دیا ہے۔ اب جو کچھ تو کر سکتا ہے کر۔ راے سنگھ نے
تیس ہزار توپچی و کماندار و خنجر گذار سب طرف سے جمع کیے اور سرکہ بھی اپنی جمعیت
کے ساتھ اُس سے ملگیا۔ آدھی رات گذری تھی کہ درون غارون کی اطراف جو آسیب
جنگل مین وہ آگئے اور انہون نے درختون کے نیچے سات آٹھ ہزار مسلمانون کو
چھری و خنجر سے گوسفندون کی طرح ذبح کیا۔ ہوا کے چلنے سے درختون کے پتون کی
ایسی کھڑکھڑ ہوتی تھی کہ مقتولون کے فریاد و نالہ کی آواز ایک دوسرے کے پاس نہین پہنچتی تھی
ہمسایہ کے احوال سے ہمسایہ واقف نہ ہوتا تھا۔ شب کی ظلمت اپنی دہشت و وحشت ایسی
دکھا رہی تھی کہ ایک دوسرے کی فریادرسی نہین کر سکتا تھا۔ ملک التجار کے سر پر دشمن
جا پہنچے اسکو اور پانچ سو سیدون کو کہ مدنی و کربلائی و نجفی تھے قتل کیا جو تھوڑے سے زندہ
بچے وہ بہت مشقت اٹھا کر جنگل سے باہر نکلے اور امراء دکن کی ایک جماعت نے جو ملک التجار
کے ساتھ جنگل مین نہین گیا تھا اُس سے کہا کہ تمہارا حال بہت پریشان ہی مناسب یہ ہے
کہ اپنی جاگیرون کو چلے جاؤ اور سامان کر کے جلد چلے آؤ۔ دکنی اور حبشی جو لٹے تھے وہ
اپنی اقطاع کو چلے گئے اور مغلون نے کہا کہ ہماری جاگیرین دور واقع ہین۔ ہم بے حکم
بادشاہی کے نہین جائینگے بلکہ قصبہ چاکنہ مین کہ ملک التجار کا نشیمنگاہ ہی اور بہت نزدیک
ہے وہان جائینگے اور قرض وغیرہ لے کر اپنا سامان کرینگے اور پھر جلد آئینگے وہ چاکنہ مین
چلے گئے۔ اس وقت بعض ناعاقبت اندیش مغلون کی زبان سے نکل گیا کہ دکنیون کے
امراء کے نفاق سے ملک التجار اور سادات وغیرہ کشتہ ہوئے جب ہم قصبہ چاکنہ مین
پہنچینگے تو حقیقت حال عریضہ داشت مین لکھ کر درگاہ شاہ مین بھیجینگے یہ خبر دکنیون کو
پہنچی انہون نے پیشدستی کر کے مکر و حیلہ کی راہ سے بادشاہ کو لکھا کہ ملک التجار ایک سید بدنہاد اسکی
کی رہنمونی سے اور سادات اور تمام مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین گیا —

ہر چند ہم خیرخواہون نے اسکی قباحتین خاطرنشان کین مگر تقدیر نے اسکی آنکھون پر ایسا
پردہ ڈال دیا تھا کہ اسنے اصلا ہم دولتخواہون کی بات پر التفات نہین کیا جسکے سبب سے
جو ہوا سو ہوا۔ بعد ملک التجار کے مرنے کے جیسے مغل و سادات و خاصہ خیل کے امرا نے
کہا کہ دولتخواہی کے لئے مناسب یہ ہے کہ بادشاہ سے سرکشی نہ کرو ہم طلب ہین اور اتفاق کرکے
سرگروہ اے سنگیسر سے انتقام لین انہون نے قبول نہین کیا سرکشی کی اور گالیان دین
اور کلام ناخوش زبان پر لائے قصبہ چاکنہ مین چلے گئے انکے اوضاع سے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ وہ چاہتے ہین قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر راجایان کوکن سے موافقت کرین اور علم بغاوت
بلند کرکے فتنہ قوی اٹھائین۔ اس عریضہ کو شیر الملک دکنی پاس کہ مغلون کا دشمن جانی تھا بھیجا
اسنے بادشاہ کے روبرو اسکی جو مسیحی کی تھی یہ عریضہ پیش کیا اور ملک التجار کے قتل ہونے کا
اور پردیسیون کے تمرد کا بیان قبیح صورت مین تقریر کیا۔ سلطان غیظ و غضب مین آن کر
سعادتکو جو ہمیشہ شیر الملک دکنی و نظام الملک بن عماد الملک غوری کہ پردیسیون کے خون
کا پیاسا تھا اور انکے ہتیلاء و تفوق سے آزار اٹھایا تھا قصبہ چاکنہ کے امرا کے قتل کیلئے
اور وہ بہت لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوا۔ سادات عرب و عجم وغیرہ کے امرا کو اس بات کی اطلاع
ہوئی تو وہ اتفاق کرکے حصار قصبہ چاکنہ مین متحصن ہوئے اور اپنی عرضداشت جو اپنی
بیگناہی کے اظہار پر مبنی تھی احمدآباد و بیدر ارسال کی لیکن انکی عرضداشت اثناء راہ مین
مشیر الملک دکنی کے ہاتھ لگی اسکو پرزے پرزے کر ڈالا اور دارالخلافت نہ پہنچنے دیا پھر
جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو انہون نے عرضداشتین براہ کوکن اپنے قدیمی ہندو ملازم
نوکرون کے ہاتھ بھیجین مگر انہون نے بھی رستہ جنگل کے سبب سے مشیر الملک دکنی کو وہ عرضیان
دیدین اسنے اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدیا اور راہون کا انتظام پہلے سے زیادہ کیا
اس حالت مین سادات حیران تھے۔ ناچار سب پردیسی امرا نے اتفاق کرکے قلعہ داری
سامان قلعہ کا انتظام کرنے لگے اور مدافعت کے درپے ہوئے جب یہ خبر شیر الملک دکنی کو پہنچی تو اسنے
دکنی ملک کوکن مین بھیجے اور انہون نے یہ فتنہ اٹھایا تھا انکو اپنی مدد کو بلایا اور جنبیل و

بے شمار پیادے جمع کیے اور قصبہ چاکنہ کی طرف آیا اور اسکو احاطہ کرکے محصورین کا ناک مین دم
کیا دو مہینے تک لڑائی رہی اور دکھنیون کی عرضداشتین برابر بادشاہ پاس پہنچتی رہین کہ پردیسی
مخالفت و حرامخوری مین راسخ و ثابت قدم ہین سلطان گجرات سے مدد طلب کرنی چاہتے ہین
قلعہ اسکو دیدین۔ دکھنی صاحب دخل تھے وہ ان عرضداشتون کو اپنے حسب المدعا سلطان کے روبرو
پیش کرکے جواب مین متواتر فرامین بھجواتے تھے کہ باغی طاغی پردیسیون کی جماعت کے قلع وقمع
مین ایسی کوشش کرو کہ وہ اورون کی عبرت کا سبب ہو۔ پردیسیون کی عرائض اکثر بہت محنت و
مشقت سے دار الخلافہ مین پہنچتی تھین تو انکے جواب مین لکھ دیتے تھے کہ ہمنے سلطان کے پاس انکو
بھیجین وہ بسبب قہر و خشم کے جواب پر ملتفت نہین ہوتا۔ پردیسیون نے دیکھا کہ دولتخانہ کا حال
یہ ہوا اور آذوقہ کم ہو گیا ہے تو یہ قرار دیا کہ اپنے زن و فرزند کو ایک جنگی جماعت کے ساتھ قلعہ مین چھوڑین
اور خود اتفاق کرکے باہر نکلین اور ایلغار کرکے احمدآباد بیدر کو روانہ ہون اور سلطان سے عرض
حال کرین مشیر الملک و نظام الملک دکنی اور امرا جب انکے اس ارادہ پر مطلع ہوئے تو انہون
نے کہا کہ اگر پردیسی ایسا کرینگے اور ہم انکا تعاقب کرینگے تو ایک جماعت کثیر ہم مین سے جب تک
قتل نہ ہو جائیگی ہم انپر غالب نہ ہونگے اور مقصود ہمارا کہ صحرا مین اس جماعت کا قتل عام
کرین عمل مین نہ آئیگا پس انہون نے پیغام دیا کہ ہم پیغمبر کی امت ہین اور اسلام کا دعوی کرتے
ہین اور تم مین اکثر سادات ہین اس لئے ہمنے تمہاری اور تمہارے فرزندون کی بیکسی پر رحم کرکے
سلطان سے عرض کرکے یہ حکم دلا دیا ہے کہ وہ تمکو جانی اور مالی آزار نہین پہنچائیگا۔ تمکو اجازت
دیتا ہے جہان چاہو چلے جاؤ اور اس مضمون کا جعلی فرمان بناکر کھولا اور اسپر واللہ باللہ
کرکے قرآن شریف اور خدا کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ تمکو کوئی جانی و مالی آزار نہین پہنچائینگے
پردیسیون نے جو ڈھائی ہزار تھے جنمین بارہ سو سادات صحیح النسب تھے دشمنون کے قول پر
اعتماد کیا اور اہل و عیال و اسباب مال کے لیئے وہ مرکب بار کش نہین رکھتے تھے قلعہ سے باہر
انکی تلاش کرنے لگے مشیر الملک دکنی و نظام الملک قلعہ مین آئے اور تین روز تک وفای عہد
کیا اور کچھ انکو تصدیع نہین پہنچایا۔ مگر چوتھے روز انہون نے پردیسیون کے امراء رؤساء کو ضیافت بہانا

قلعہ کے اندر طلب کیا۔ قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کے سوا ایرانیون
کے سارے امرا اور مشاہیر قریب تین سو کے قلعہ مین حاضر ہوئے۔ جب سر خوان پر بیٹھ کر
کھانے لگے تو دکنیون کی جماعت کہ مسلح کمین مین بیٹھی ہوئی تھی ان عہد شکنون کے
اشارہ کرتے ہی کنارون سے تلوارین لے کر نکل پڑی اور سارے پردیسیون کو پانی
کی جگہ شربت شہادت پلایا چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جا بجا کھڑے تھے اور غدر کے منتظر تھے
وہ پردیسیون کے خیمہ و خرگاہ پر آگئے۔ از قسم مذکر ایک سالہ سے لے کر صد سالہ تک قتل کیے
بارہ سو سید صحیح النسب اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار معصوم طفل ان ظالمون نے قتل کر ڈالے مغلون
کے طائفہ مین سے قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کہ پردیسیون کے
اردو سے ایک گروہ جدا تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر جیسے تھا اور اپنی عورتون
کو مردون کا لباس پہنایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ مشیر الملک دکنی و نظام الملک
غوری نے دو ہزار سوار بسر کردگی داؤد خان کے انکے تعاقب مین بھیجے اور رعایا اور جاگیردارون
کو حکم بھیجا کہ انکی راہ روکین کہ یہ جماعت حرام خور ہین جو اخلاص و خیر خواہی کا دم بھرتے
ہین انکو چاہیے کہ وہ انکو قتل کرین اور انکے گھوڑے اور مال لوٹ لین اور کسی موضع پر آرام و قرار
نہ لینے دین۔ قاسم بیگ صف شکن اور امرا تین سو آدمی چلے جاتے تھے اور دکنی
جو ان سے لڑتے تھے ان سے وہ بھی لڑتے تھے اور راتون کو جنگل مین اترتے تھے قصبہ
حوالی مین داؤد خان نے انکے سر راہ کو نہایت تنگ پکڑا اور حسن خان جاگیردار بیر کو لکھا
دیا کہ لوگ سلطان کے حرامخور ہین تجھے چاہیے کہ اپنے لشکر کے ساتھ انکے دفع کے لیے مستعد
ہوا اور ان حرامخوارون کے تن سے سر جدا کرکے ہم اور تم سلطان پاس بھیجین۔ قاسم بیگ
اور حسن خان مین سابق کی آشنائی کا سابقہ تھا اور معارک بیجانگر مین اس نے اس
کو کمک کرکے دشمن کے ہاتھ سے خلاص کیا تھا اس نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ حرامخوار ہوتے
تو گجرات کی سرحد مین کہ تین روز کی راہ ہے کیون نہ چلے جاتے اس لیے حسن خان
کی کمک سے داؤد خان مایوس ہوا۔ لیکن ندہ لشکر قاسم بیگ سے مل گیا تھا۔

قریب ڈھائی ہزار سواروں کے اس پاس جمع ہو گئے تھے وہ داؤد خان سے لڑا داؤد خان کے دو تیر لگے اور وہ مر گیا۔ دکنیوں نے یہ حال دیکھ کر اور مخالفوں کے قتل میں کوشش کی اور انکو تنگ کیا کہ اس اثنا میں حسن خان نزدیک آگیا تو دکنی داؤد خان کا جنازہ لیکر قصبہ چاکنہ چلے گئے اور قاسم بیگ قصبہ بسر سے باہر آیا حسن خان سے اتفاق کر کے بادشاہ کو عرضداشت لکھی اور ساتھ اس عرضداشت کو سنکر قاسم بیگ صف شکن کی طلب میں خان بھیجا — غرض اور پردیسی جو تلوار سے بچے تھے پادشاہ پاس گئے اس نے انکا حال دریافت کیا۔ فوراً مصطفیٰ خان کی گردن اڑوائی جو پردیسیوں کی عرضی پادشاہ پاس نہیں پہنچا تا تھا اور اسکی لاش کی تشہیر شہر میں کرائی۔ قاسم بیگ کو ملک التجار کی جگہ دولت آباد و جنیر کا سرلشکر مقرر کیا اور قرا خان کرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو منصب ہزاری دیا اور از سر نو پادشاہ پردیسیوں کی تربیت پر متوجہ ہوا اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو صاحب خل کیا مشیر الملک دکنی و نظام الملک غوری کے گھروں کو ضبط کیا اور حکم دیا کہ انکو مع بہت سے امراء دکن کے طوق و زنجیر ڈال کر پیادہ پا قصبہ چاکنہ سے دار الخلافہ میں لائیں اور اور پردیسیوں کے مخالفوں کو سخت سزائیں دیں۔ یہ حال ہم نے تاریخ فرشتہ سے نقل کیا ہے جو خود پردیسی اور شیعہ تھا اس لئے اس نے اس واقعہ کو نمک مرچ لگا کے مبالغہ سے لکھا ہے۔

[illegible]ھ میں ملا آذری جو اس پادشاہ کا مقتدا تھا اور ایام شاہزادگی میں بادشاہ سے الفت بہت رکھتا تھا اسکی تحریر سے وہ ایسا موثر ہوا کہ اس نے شراب سے توبہ نصوح کی اور از سر نو اس دکنی جماعت کو جو پردیسیوں کے قتل میں شریک تھی سیاست کی اور دولتخواہی کی خدمات بزرگ سے دکنیوں کو معزول کیا۔

[illegible]ھ میں شاہ کا ساق پا مجروح ہوا تھا اس سبب سے وہ گھر سے کمتر باہر آتا تھا اکثر اوقات اسکے مرنے کی خبر منتشر ہو جاتی تھی یہاں تک کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا داماد جلال خان کہ سید جلال بخاری کی اولاد سے تھا اور ملک تلنگانہ میں

سرکار تلنگانہ میں اقطاع رکھتا تھا۔ پادشاہ کی موت کا یقین کر کے گرد نواح کے بہت سے
دبا بیٹھا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو جو سلطان احمد شاہ بہمنی کا دختر زادہ تھا تقویت دیکر
ولایت پر تسلط کیا۔ خان اعظم بھی مر گیا تھا اسلئے تلنگانہ کے اکثر امرا سکندر خان سے متفق ہو گئے
تھے اور اس مملکت کا پادشاہ اسکو بنانا چاہتے تھے سلطان علاء الدین نے باوجود
حضار لشکر کو فرمان دیا کہ لشکر کشی کا تہیہ کریں۔ جلال خان کو جب پادشاہ کی حیات
پر آگاہی ہوئی تو وہ خود تلنگانہ میں آیا اور سکندر خان کو ماہور کی جانب بھیجا تا کہ سلطان
جانب توجہ کرے اسکے دوسری طرف خلل عظیم پیدا کر کے دوسرے کی کمک پر مستعد ہو

بجو نانک اور برار کے درمیان ہے سکندر خان نے جمعیت کی سلطان ہر چند قبولنا مہ بھیجا
مگر وہ موثر نہ ہوتا تھا۔ اسواسطے کہ شہزادہ محمد خان کی بغاوت میں سکندر خان دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی کسی وجہ سے سلطان کے مستحق خاطر نہیں ہو لے دیتی تھی۔ یہاں تک کہ
محمود شاہ خلجی مالوی کو پیغام دیا گیا کہ سلطان علاء الدین بیمار ہو کر مدت ہوئی کہ مر گیا
دیگا ہوں نے اسکے مرگ کو اپنے مقاصد کی وجہ سے مخفی کر رکھا ہے وہ چاہتے ہیں کہ بزرگان
مملکت کو پایۂ بزرگی سے گرا دیں اگر آپ اس طرف عزیمت کریں تو مملکت برار و
نزاع و جنگ آپکے قبضہ میں آ جائیگی۔ سلطان محمود شاہ خلجی نے اس بات کو یقین کر
اور والی آسیر و برہانپور کے مشورہ سے دکن کا سفر کیا۔

سنہ ۸۶۰ھ میں بڑے شان و شکوہ سے روانہ ہوا سکندر خان ایک ہزار سوار وں کے ساتھ
مل گیا سلطان علاء الدین نے خود لڑنے جانے کا عزم فسخ کیا اور خواجہ محمود
گاوان کو جلال خان سے لڑنے کے لئے مقرر کیا لشکر برار کو حاکم برہانپور کی باز
کے لئے رکھا۔ میسر بیگ صف شکن سر لشکر دولت آباد کو پہلے روانہ کیا اور خود
بیجاپور و خاصہ خیل کے ساتھ پالکی میں بیٹھ کر سلطان محمود سے جنگ جدال کے لئے
ماہور سے پانچ کروہ پر اترا۔ جب سلطان محمود شاہ کو معلوم ہوا کہ شاہ دکن
ہے اور لشکر کے ساتھ مستعد رزم ہے تو وہ آدھی رات کو اپنے ملک کو چلا گیا

امرائے عالیشان مین سے ایک کو مدد کے بہانہ سے سکندر خان کے ہمراہ کیا اور اُس سے کہدیا
کہ اگر سکندر خان پھر دکنیون سے لڑنے کا ارادہ رکھے تو تمام اسکے ہاتھی گھوڑے اور اثاثہ
شوکت لیکر منڈو مین چلے آؤ سکندر خان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ مالویون سے
جدا ہوکر تلنگانہ کی طرف دو ہزار افغان اور راجپوتون کے ساتھ چلا۔ اس وقت خواجہ
محمود گاوان نے قلعہ تلنگانہ کو گھیر رکھا تھا۔ سکندر خان کسی حیلہ سے قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔
خواجہ خود اسے یہ چاہتا تھا اس نے پہلے سے اور زیادہ اہل قلعہ کی جان ضیق مین کی۔
باپ بیٹون نے جلدی سے سلطان سے امان نامہ طلب کرکے قلعہ کو خواجہ کے حوالہ کیا
اور خواجہ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین گئے اور انکو تلنگانہ پھر جاگیر مین ملگیا سلطان
دار السلطنت مین چلا آیا۔

سنہ ۸۶۲ھ مین سلطان علاء الدین بہمنی نے اُسی درد پا کے مرض سے علم فنا بلند کیا
اسکی مدت سلطنت ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز تھی۔

کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا فارسی خوب جانتا تھا
فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی کبھی کبھی روز جمعہ و عیدین کو مسجد جامع مین بھی جاتا تھا اور منبر
پر بیٹھکر خود خطبہ پڑھتا تھا اور اس القاب سے اپنی ستائش کرتا تھا السلطان العادل الکریم
الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی
بہمنی۔ ایک تاجر عرب تھا اُس نے گھوڑے بیچے تھے جنکی قیمت ادا کرنے مین اہل دیوان بہانے
بناتے تھے۔ یہ تاجر سادات کے کشتہ ہونے سے بھی آزردہ تھا وہ منبر کے پایہ کے نیچے
آیا جب منبر پر سلطان کلمات مذکور زبان پر لایا تو عرب نے نزدیک جاکر کہا لا واللہ
لا عادل ولا کریم ولا رحیم ولا رؤف ایھا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ و تتکلم بہذا
الکلمات علی منابر المسلمین۔ اس کہنے سے شاہ متاثر ہوا اور زار زار رویا اور اُسی وقت
گھوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نہ پائینگے جنہون نے
مجھے دنیا و آخرت کا یزید پلید نام بنایا ہے۔ پھر وہ گھر مین جاکر باہر نہین نکلا اس کا

جنازہ ہی نکلا۔

جب سلطان علاء الدین مرنے کو ہوا تو امراء و وزراء کی توقع کے خلاف ہمایون شاہ ظالم کو جسکے اوضاع سے خلائق متنفر تھی اپنا ولیعہد کیا۔ ابھی بادشاہ مرا نہ تھا کہ ولیعہد کے خوف سے نظام الملک و ملک دولت آبادی وکیل السلطنت اور اسکا بیٹا دونو گجرات بھاگ گئے اور سلطان ہمایون کے غیظ سے بچ گئے۔

ذکر سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاء الدین بہمنی

جب سلطان علاء الدین تخت سے تختہ پر آیا تو اسکا بڑا بیٹا ہمایون شاہ مشہور ظالم گھر میں تھا امراے کبار سیف خان و ملو خان نے سلطان کی وفات کو مخفی رکھا اور بے توقف اسکے چھوٹے بیٹے حسن خان کو تخت پر بٹھایا۔ خلائق ہمایون شاہ کے گھر لوٹنے اور اسکے قتل کے لئے گئے ہنوز نو[illegible] پہنچا۔ ہمایون شاہ اسی سوار جبہ پوش لیکر نکلا جنمیں سکندر خان بھی تھا اور لشکریون کو جو بار کا اور حسن خان کی حمایت میں گئے یہ انکے پیچھے گیا اور ایک جمعیت عظیم کے ساتھ دیوانخانہ میں چھوٹا بھائی تخت سے اترا بدن میں رعشہ آگیا اسکو پکڑ لیا سیف خان کو ہاتھی کے پانو میں باندھ کے شہر و بازار میں پھرایا اور امیرون کو قید کیا۔ ملو خان لڑتا ہوا نکل گیا اور کرناٹک میں پہنچا۔ ہمایون شاہ تخت پر بیٹھ کر بالاستقلال بادشاہ ہوگیا۔ اپنی رائے کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب دیا اور وکیل السلطنتی اور طرفدار بیجاپور مقرر ہوا ملک شاہ کو خواجہ جہان کا خطاب ملا اور تلنگ کا طرفدار ہوا اور عماد الملک غوری کا برادرزادہ کو نظام الملک کا خطاب منصب ہزاری ہوا اقطاع تلنگ سے مخصوص کیا گیا نایب بیگی سکندر خان بن جلال خان نہایت دلگیر ہوا وہ ایام شاہزادگی میں شاہ کا ہمدم تھا سپہ سالاری تلنگ کا امیدوار تھا۔ وہ بے حکم باپ پاس بلکنڈہ میں چلا گیا اور جلال خان نے ناچار بیٹے کے سبب علم مخالفت بلند کیا۔ بادشاہ نے خانجہان حاکم برار کو اسکے دفع کے لئے مامور کیا۔ تلنگ میں سکندر خان نے اسپر فتح پائی۔

ہمایون خود تلکنڈہ کے باہر آیا سکندر خان نے اسپر شب خون مارا اور نقصان پہنچایا
صبح کو ہمایون قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سکندر خان سات آٹھ ہزار افغان حبشی
دکنی سوار مقابل لایا۔ ہمایون شاہ نے کہلا بھجوایا کہ ولینعمت سے لڑنا مبارک نہین ہوتا تجھ
جیسے بہادر کا خراب ہونا حیف ہے مین تیرا گناہ بخشتا ہون دولت آباد مع جس
پرگنہ کو کہے گا مین جاگیر مین دیدونگا۔ سکندر خان نے جواب دیا کہ اگر تو پسر زادہ
احمد شاہ ہے تو مین بھی اسکا دختر زادہ ہون مملکت مین تیرے ساتھ شریک ہون
تلنگ مجھے دیدے یا آمادہ جنگ ہو۔ لڑائی ہوئی سکندر خان نے ہمایون کے ہر حملہ کو ہٹا دیا کہ
ملک التجار کا لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان لشکر تلنگ لیکر آگئے کہ ان سب نے ملکر
سکندر خان کو مار ڈالا اور اس کے لشکر کو بھگا دیا خواجہ جہان نے تلکنڈہ کا محاصرہ کیا
جلال خان نے بیٹے کے مارے جانے کے ایک ہفتہ کے بعد جانا کہ اب ان سے زیادہ کوئی میرا
فریادرس نہین ہے۔ بادشاہ کا پابوس ہو کر محبوس ہوا اس نے چند روز کی حیات کو
غنیمت جانا۔

ہمایون شاہ کو جب اس جھگڑے سے فرصت ملی تو قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کے درپے ہوا
وہ تلنگی زمینداروں کے پاس تھا خواجہ جہان نے اسکا محاصرہ کیا۔ مردم تلنگانہ
بہ تنگ ہو کر راے اڑیسہ صاحب شوکت رایون کے پاس چلے گئے اور دکنی مدد لیکر
پھرے اور ایک طرف سے راے اڑیسہ اور اسکی سپاہ نے دوسری طرف سے لشکر
تلنگ و قلعہ نے خواجہ جہان کی سپاہ پر حملہ کیا اور لشکر اسلام کو شکست دی اور خواجہ
جہان اور امراے بھاگ کر ورنگل مین ہمایون شاہ پاس پہنچے خواجہ جہان نے
جان سے سچ نہ بولا اور اپنی مصلحت کے لئے جھوٹ بولا اور اس نے کہا کہ نظام الملک
غوری کے سبب سے یہ واقعہ ظہور مین آیا ہمایون نے اسی وقت نظام الملک کو
مار ڈالا اسکے اقارب و عشائر محمود خلجی مالوی کے پاس چلے گئے اور خواجہ جہان
ترک کو ایک قلعہ مین محبوس کیا اسکا ارادہ تھا کہ دیورکنڈہ پر پھر لشکر کشی کرے

کر جاسوسون نے یہ خبر دی کہ یوسف ترک کہل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو
زندان سے نکالکر قصبہ بیر کی طرف لے گئے ہین۔ اس شہزادہ نے جاکر بیر پر قبضہ کر لیا تہ
جمادی الآخر سنہ ۸۶۶ھ ہمایون دار الخلافہ مین آیا اور ظلم برپا کیا اور جو کچھ دل مین آیا
وہ کر گذرا اول انہین ہزار آدمیون کو قتل کیا جنکہ شہر کی حفاظت سپرد تھی کہ انہون نے کیون
شہزادہ کو قید خانہ سے باہر جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنین مین بند کرکے ہر روز
ایک عضو کو کاٹتا تھا اور اسکو کہلاتا تھا وہ اسی قفس مین فوت ہوا۔ پھر آٹھ ہزار سوار اور
پیادے بے شمار بھائی کے دفع کرنیکے لیے متعین کیے صحراے بیر مین خان اتفاق کے قریب جنگ واقع
ہوئی شاہ حبیب اللہ وزیر جلالۃ الملک کے سبب سے شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی
ہمایون شاہ کے غضب جبلی نے جلوہ دکھایا۔ تمام امرا او رسلحدارون جو یورش مین لڑنے
ہمراہ تھے خزانہ اور جنگی ہاتھیون سمیت قصبہ بیر کی جانب روانہ کیے اور انکے زن و فرزند
کوتوالون کے حوالہ کیا کہ مبادا وہ روگردان ہون اور شہزادہ حسن سے نہ ملجائین اس دفعہ
حسن خان کو شکست ہوئی وہ بیجانگر کا عازم ہوا۔ وہ خستہ و بدحال سات آٹھ
سو سوارون کے ساتھ حوالی بیجانگر مین پہنچا۔ یہان کے تہانہ دار سراج خان جنیدی
نے جسکا خطاب خواجہ معظم خان تھا یہ مکر و دغا کی کہ حسن خان کو پیغام دیا کہ یہ ملک آپ
سے تعلق رکھتی ہے ان حدود کا طرف دار خواجہ جہان گاوان تلنگ مین ہے اور یہ ملک
خالی ہے اگر اس دیار مین آپ تشریف لائین تو مین متعہد ہوتا ہون کہ بیجانگر راجہ گلکی کا ملک
اور سپاہ آپ کی مطیع و منقاد ہوگی حسن خان نے اپنے امرا کی صلاح سے اس بات کو
منظور کر لیا او رقلعہ مین جسکی دیوار گلی تہی چلا آیا سراج خان جنیدی نے سلام کرنے
کے بہانہ سے اس کوشک کو جسمین یہ سب حضرات تھے محاصرہ کیا دوسرے روز ارادہ کیا
کہ انکو پکڑ کر ہمایون شاہ پاس بھیجے شاہ حبیب اللہ تو لڑکر شہید ہوا باقی سب بھاگ کر
دہولی سنجو خاکروب بھی گرفتار کرکے ہمایون شاہ پاس احمد آباد بیدر مین بھیجدیے
اب ہمایون شاہ نے بازار سیاست گرم کیا۔ احمد آباد بیدر کے بازارون مین

سُولیان پھانسیان نصب کرائین اور جابجا مست ہاتھیون اور سب شہر کے درندون
کو چھوڑا اور کہین جگہ دیگون مین تیل اور پانی کو جوش دیا اور خود قصر دیوانخانہ پر بیٹھا مجرمان
کو شیر سے پھڑوایا۔ پھر اور امیرون کی گردن اُڑوائی اور انکے زن و فرزند کی وہ فضیحت
کی کہ جسکا بیان حسن ادب سے دور ہے پھر شاہزادہ کے سات سو متعلقین کو جنکو اس معاملہ کی
اصلا خبر نہ تھی یہان تک اسکے بورچی   و دیگ شولی کو بازار مین بھیجا کسی کو بھوکے
شیر نے پھاڑا کسی کو مست ہاتھی نے مسلا۔ کوئی جلتے ہوئے پانی اور کھولتے ہوئے تیل
مین ابلا۔ صاحب تاریخ محمود شاہی لکھتا ہے کہ مین نے ہمایون بادشاہ کے
مقربون سے سنا ہے کہ جب ورنگل مین شہزادہ حسن کی خبر ہمایون نے سنی ہے تو
اسپر خشم و غضب ایسا مستولی ہوا تھا کہ کبھی اپنے کپڑے پھاڑتا تھا کبھی زمین و فرش کو
دانتون مین لیا پکڑتا تھا کہ لب و دہن اوسکے مجروح ہو جاتے تھے اور جب احمد آباد بیدر
مین آیا جسکے جور و جفا کے سامنے حجاج ظالم نوشیروان معلوم ہوتا تھا۔ اکثر
شاہزادے اور وارثان مملکت کہ قلاع و گوشہ و کنار مین پڑے۔ فقر و فاقہ پر قناعت
کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ وہ تمام خلائق سے بدگمان تھا۔ اصلا ظلم مین
تخفیف نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ اسکے غضب کا شعلہ مسلم و کافر کو ایکطرح جلاتا تھا اور اسکے قہر کا دلال
مجرم و بے گناہ کو ایک نرخ پر بیچتا تھا اسکی سیاست کا جلاد ایک جرم پر ایک قبیلہ کو
قتل کرتا تھا اسکے خشم و کینہ کی آگ خشک و تر کو جلاتی تھی۔ آدمیون کے عیال و فرزند
کو وہ گرفتار کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوتا تھا۔ اُنھون کو راستہ مین سے اپنے پاس پکڑوا کے
بلواتا تھا اور اپنا مُنہ کالا کرکے انکو شوہرون کے پاس بھیجتا تھا۔ ارکان دولت
جب اس پاس جاتے تھے تو اپنے زن و فرزند سے رخصت ہو کر جاتے تھے۔ اور
ضروری وصیت کر جاتے تھے۔ آخر کو یہ ظالم بیمار ہوا اور اپنے بڑے بیٹے
نظام شاہ کو ولیعہد کیا جس کی عمر آٹھ برس کی تھی وہ سنہ ۸۶۵ھ مین مر گیا لیکن صحیح
یہ ہے کہ ہمایون شاہ نے   مرض سے شفا پائی شہاب خان خواجہ سرا کے

حبشی نے عورتون سے سازش کی۔ ایک رات وہ شراب کے نشہ مین سوتا تھا کہ ایک
حبشن نے اسکے سر پر لاٹھی ایسی ماری کہ وہ اسی ضرب سے ہلاک ہوگیا نظیری شاعر نے
جسکو اس نے قید کیا تھا اسکی تاریخ مین یہ قطعہ کہا ہے۔

قطعہ

ہمایون شاہ مرد و رست عالم	تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون
جہان پر ذوق شد تاریخ وفاتش	ہم از ذوق جہان آرید بیرون

مدت شاہی پر شور و شرش سہ سال و شش ماہ و شش روز بود۔
ایسے ظالم کی سلطنت کا تین سال تک رہنا تعجبات سے ہے۔

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ فوت ہوا۔ اسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی جو بہت خوبصورت تھا آٹھ
سال کی عمر مین تخت دکن پر جلوس فرما ہوا۔ اسکی مان زن عاقلہ تھی اور معاملات
ملکی و مالی سے واقف تھی۔ ہمایون کے وصیت کے موافق وہ خواجہ جہان
ترک اور ملک التجار گاوان کی بے مشورت کوئی کام نہ کرتی تھی اور ان دونون
کے سوا وہ کسی کو دخل نہین دینے دیتی تھی۔ ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک
وزیر کل اور طرفدار بیجاپور مقرر کیا تھا اور خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور
طرفداری تلنگ پر سرافراز کیا۔ ایک عورت ماہ نو کی معرفت تمام معاملات کی
گفتگو والدہ شاہ سے ہوتی۔ یہ تینون آدمی ہمایون کی ظلم و ستم کی تلافی کرتے
تھے لیکن اطراف کے ہندو مسلمان حاکمون نے جب سنا کہ تخت گاہ دکن پر ایک
طفل نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ازبسکہ ظلم و ستم سے
امرا اور سپاہ کی خاطر خستہ و مجروح ہے اور اسکی اصلاح ممکن نہین ہوئی تو
اول راے مملکت اڈیسہ اور راے تلنگ نے زمیندارون کے ساتھ اتفاق

اتفاق کرکے راجمہندری کی راہ سے تسخیر دکن کے عازم ہوئے اور ولایت اسلام پر
لشکر غارت کی جاروب سے رفت و روب شروع کی۔ ولایت کو اس تک معموری کا
نشان نہین باقی رکھا۔ والدہ نظام شاہ و خواجہ جہان ترک و ملک التجار محمود گاوان نے
اتفاق کرکے انکے دفع رفع مین توجہ کی اور چالیس ہزار لشکر پایہ تخت مین جمع کیا۔ احمد آباد
بیدر سے دس کوس پر طرفین کے لشکر مقابل ہوئے۔ راے اڑیسہ کا ارادہ تھا کہ مملکت کو
مسلمانون کے قبضہ سے نکال کر شاہ دکن سے خراج و باج لے اور مراجعت کرے مگر
ابھی اس نے اس بات کو ظاہر نہین کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے آدمی بھیجکر راے
اڑیسہ کو پیغام دیا کہ شاہ جوان تخت چاہتا ہے کہ دیار جاجنگر و اڑیسہ و اور یار لشکر کشی
کرکے انکو مسخر و مفتوح کرے اب تم نے خود کام کو آسان کر دیا کہ اس جانب مین آ گئے
یہ خوب بات ہوئی۔ اس صورت مین تم خوب جان لو کہ جبتک خراج نہ قبول کروگے اور
بلاد اسلام سے جتنے جو زر لیا ہے واپس نہ دوگے ایک آدمی تمہارا سلامت نکل کر جانے
نہ پائیگا اس پیغام کے ساتھ ہی محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ کہ جہاد کے قصد سے ہمراہ
ہوا تھا ایک سو ساٹھ سوارون کا مسلح و مردانہ لشکر ساتھ لیکر نظام سے جدا ہوا اور
راے اڑیسہ اوڈیا کے مقدمہ پر جسمین دس ہزار پیادے اور چار سو سوار تھے حملہ کیا صبح سے
دو پہر تک مردی اور مردانگی کی داد دی مسلمانون کو فتح ہوئی راے اڑیسہ اوڈیا بھاگ کر
اپنے لشکر مین گئے۔ رات کو لشکر سمیت بھاگ گئے۔ خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود
گاوان نے تعاقب کیا اور دو تین ہزار ہندو مار ڈالے۔ آخر کو بعد بہت سی قیل و قال کے
راے اڑیسہ و اوڈیا نے پانچ لاکھ تنکہ خزانہ شاہی مین داخل کئے نظام شاہ مظفر و منصور
احمد آباد بیدر مین آیا

ابھی بیدر مین اسنے اچھی طرح آرام نہین لیا تھا کہ خبر آئی کہ نظام الملک غوری کے اغوا سے
سلطان محمود خلجی پے در پے کوچ کرکے دیار دکن مین چلا آتا ہے امراے دکن نظام شاہ کو
لیکر مندو کے لشکر سے لڑنے چلے۔ جب تین فرسخ کا فصل دونون مین رہا تو نظام شاہ نے دس ہزار

سوار میمنہ میں نامزد کیے اور اسکا سرانجام خواجہ محمود گیلانی کو سپرد کیا۔ فوج میسرہ نظام الملک
کو حوالہ کی اور خود گیارہ ہزار اور سو ہاتھی لے کر قلب میں ٹھیرا اور فوج کا اہتمام خواجہ جہاں
ملک شاہ ترک کو تفویض کیا۔ سلطان محمود خلجی بھی اٹھائیس ہزار سپاہ کی تین فوجیں بنا کر
معرکہ جنگ میں آیا۔ صفوں کا آپس میں مقابلہ ہوا۔ ملک التجار نے پیش دستی کر کے خلجی کے میسرہ پر حملہ
کی اور اسکے سردار ظہیر الملک کو مار ڈالا۔ منڈو کے لشکر کو شکست عظیم ہوئی۔ وہ گروہ ہوا اپنے
اسکا تعاقب کیا اور لشکر خلجی کو لوٹ لیا اس وقت کہ سپاہی لوٹ میں مصروف تھے۔
سلطان محمود دو ہزار سوار لے کر نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ خواجہ جہاں ترک
کہ فوج کے قلب کا سردار تھا اس نے یہ کھوٹا کام کیا کہ نظام شاہ کی باگ موڑ کر بیدر کی طرف
متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ ملک التجار نے فتح حاصل کی تھی مگر نظام شاہ کی [illegible] سے یہ
فتح شکست ہو گئی اور جو سپاہی لوٹ میں مصروف تھے وہ میں مارے گئے۔ مگر جہانگی خواجہ جہاں
کے مکر و غدر کو ملاحظہ کر کے قلعہ بیدر کی حراست ملو خان کو سپرد کی اور خود نظام شاہ کو لیکر
فیروز آباد میں چلی گئی۔ سلطان محمود نے بیدر کے دروازہ تک تعاقب کیا اور بیرون قلعہ کو
بالکل غارت کیا اور قلعہ کے اسباب تسخیر میں مشغول ہوا۔ نظام شاہ نے بوقت جنگ کو گیا
تو حقیقت واقعہ کو صحیفہ اخلاص میں لکھ کر سلطان محمود گجراتی کی خدمت میں بھیجا۔ جب اس نے
فیروز آباد میں دم لیا تو بھاگی ہوئی سپاہ اس پاس جمع ہوئی۔ خواجہ جہاں کو ایک انبوہ
لشکر کے ساتھ سلطان محمود کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اور اسی حال میں یہ خبر آئی کہ سلطان
محمود گجراتی سرحد دکن پر اسی ہزار سوار لیکر پہنچا ہے۔ سلطان محمود نے اپنے میں مقاومت
کی قوت نہ دیکھی تو وہ ستھویں دن گونڈواڑہ کی راہ سے منڈو کی طرف لوٹا
خواجہ جہاں نے تین چار منزل تک تعاقب کر کے بازگشت کی۔ شاہ مالوہ کی مراجعت کے
وقت راہ گونڈواڑہ قلب تھی ہر منزل میں اسپر شدت درازی ہوتی تھی۔ کم آبی
کی وجہ سے بھی چند ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ پانی کا پیالہ اگر دو ٹنکہ کو بھی ملجاتا
وہ ارزان سمجھا جاتا تھا۔ سلطان محمود خلجی کی یہ حرکت بیداد سے خالی نہ تھی۔

اسلیئے اسکا نتیجہ سوا نشامت کے کچھ اور نہ ہوا۔ جب وہ صحرا مین آیا تو گونڈوانہ کے راجاؤن کو جنہوں نے شائستہ خدمات کین تھین بے گناہ مار ڈالا۔
سنہ ۸۶۷ھ مین سلطان محمود خلجی نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا۔ نظام شاہ جنگ کے لیئے مستعد ہوا اور سلطان محمود گجراتی سے مدد مانگی۔ جب سلطان خلجی دولت آباد کی سرحد مین آیا تو۔ جاسوسون نے خبر دی کہ سلطان محمود گجراتی آیا ہے تو لشکر مندو نے اپنی راہ چھوڑ کر نالکنڈہ کی طرف کوچ کیا اور گونڈوانہ کی راہ سے مندو مین مراجعت کی نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کی عنایتون کا شکریہ ادا کیا سلطان راہ سے پلٹ کر احمد آباد گیا۔ اسی سال کی ذیقعدہ کے مہینے مین نظام شاہ مریض ہوا اور مر گیا اس کی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تھی۔

ذکر شاہی محمد شاہ بن ہمایون شاہ

ہمایون شاہ کے تین بیٹے ملکہ جہان سے تھے ایک نظام شاہ جسکا اوپر بیان ہوا دوم محمد شاہ سوم احمد شاہ نظام شاہ نوجوان مر گیا اس کی جگہ محمد شاہ دس سال کی عمر مین تخت پر بیٹھا باوجود صغر سن کے وہ لوازم عدل و انصاف مین سعی کرتا تھا اسکی فرمان روائی کے زمانہ مین کافہ خلائق امن و امان مین آسودہ رہی امور جہانبانی مین ارباب دول سے مشورت کرنے کا طریقہ اس نے اختیار کیا اسمین ظاہری بزرگی کے ساتھ باطنی بزرگی بھی تھی اس لئے اپنا خطاب محمد شاہ رکھا اور اپنی رائے صائب و فکر ثاقب پر کار کا مدار رکھا جو کچھ مہم دولت اسکے صحیفۂ خاطر پر نقش کرتا تھا اسکو صواب سمجھ کر بہ مقدم جانتا تھا اس لیئے انتظام ممالک اور اسباب حشمت اسکے ایام دولت مین اس مرتبہ پر پہنچا کہ پہلے کسی پادشاہ کے عہد مین وہ نہ پہنچا تھا اس نے ہزار ترکی غلامون کو تربیت کیا اور انمین جو بڑے لائق تھے انکو مرتبہ بلند اور مناصب ارجمند پر سرافراز کیا انمین سے عماد الملک کو کاویل اور نظام الملک کو جنیر اور خداوند خان کو ماہور اقطاع مین دیئے

سابق کی طرح قلعون کی فتح پر بجبر و اظہار اطاعت اور ارسال تحف و ہدایا پر اکتفا نہین
کرتا تھا۔ بلکہ اسکی ساری توجہ اس طرف ہوئی تھی کہ وہ قلعے خاص تصرف مین آجائین
فی الحقیقت طبقہ بہمنیہ کی سلطنت کا خاتمہ اسی پر ہوگیا۔ سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ
کے عہد مین مملکت مین جو فتنہ و آشوب اٹھا تھا اسکو اسنے مٹا دیا۔ امور مملکت اور
سلطنت مین جسجگہ کوئی فتور راہ پاتا وہ اسکی توجہ سے صلاح پذیر ہوجاتا جب مملکت کا
انتظام کرچکا تو ارکان دولت کے التیام قلوب پر متوجہ ہوا۔ خواجہ جہان نے سلطان
محمود خلجی کے واقعہ مین اس خاندان کی بنار دولت کی تخریب مین سعی کی تھی اس کے
سوائے اپنے خزانون مین دست تصرف و تغلب دراز کیا تھا۔ بادشاہ نے اُن کو
اپنے دولتخانہ کے آگے قتل کرا دیا اور ملک نظام الملک حاکم جنیر کو قلعہ کھیلنہ کی تسخیر کے لیے بھیجا
کہ وہ منڈو کے حکام سے تعلق رکھتا تھا۔ نظام الملک جا کر اترا۔ مخالف بھاگ کر قلعہ مین
گئے۔ اسکے سپاہیون نے قلعہ کے دروازہ تک تعاقب کیا۔ اہل قلعہ کو جب نظام الملک کی
شوکت پر اطلاع ہوئی تو انھون نے امان مانگی۔ نظام الملک نے آدمیون کو امان کا
اور انمین سے ہر ایک کو رخصت کے پان دیتا تھا کہ ایک شخص نے اسکو خنجر لگا کے شہید کیا
اسکی اولاد ارشد عادل خان و دریا خان تھے۔ انھون نے قلعہ دارا اور تمام اہل قلعہ کو
قتل کیا اور اپنے ایک معتمد کو قلعہ حوالہ کیا اور باپ کی نعش لیکر محمد شاہ پاس گئے بادشاہ
نے انکو باپ کا منصب و اقطاع دیدیے۔

۸۷۵ھ کے شروع مین راے سنگمیسر کھیلنہ کی تعذیب تادیب کوکن کی قلعون کی تسخیر کے لیے
محمود گاوان بھیجا گیا۔ ان رایون نے مسلمانون کے مارنے اور لوٹنے کے لیے تری مین
کشتیان مقرر کر رکھی تھین اور خشکی مین بھی مسلمانون کی ایذا و مضرت کے لیے بہت فتنے
اٹھاتے تھے جب انھون نے سنا کہ محمود گاوان انکی خبر لینے آتا ہے تو انھون نے آپس مین
عہد کیا اور مسلمانون کے قتل کرنے کو بہشت مین جانا جانا اور بڑے گھمنڈ سے گھاٹ
(کرلیوہ) کی راہون کو بند کیا۔ محمود گاوان نے گھاٹ کے نیچے آن کر اس کو

مگر اس کو منگل رائے دریا کے مینجی نے تخت سے اتار دیا۔ اسلئے جب خبر سلطان محمد شاہ کو عریضہ لکھا
کہ رائے اوریا فوت ہوا اب وقت ہے کہ آپ اس دیار میں لشکر بھیجکر اس ولایت کو لے لیں اور ہم بھی ہر برس
میں بالا خراج اس ملک کا ادا کیا کرونگا سلطان محمد شاہ ہمیشہ ملک اوڑیسا راجمہندری و کنڈبیر کی
تسخیر کے فکر میں رہتا تھا یہ منصوبہ اسکے حسب دلخواہ تھا۔ اسنے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر
کا جد ہے اور شاہان بہمنیہ کے غلاموں میں سے ہے نظام الملک کا خطاب دیکر اوریسا بھیجا ہمبیر
اسکے لشکر دونوں کی منگل رائے سے خوب لڑائی ہوئی۔ بہت کوشش و کشش کے بعد منگل رائے کو
شکست ہوئی دوسرے روز ہمبیر کو اوریسا کا تخت و تاج ہاتھ لگا اور مملکت موروثی پر متصرف
ہوا۔ راجمہندری اور کنڈبیر کو نظام الملک فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت میں آیا اسکو
خلعت خاص عنایت ہوا اور تلنگانہ کا سرلشکر مقرر ہوا۔ شاہان بہمنیہ کا دستور سلطنت یہ تھا
کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص عنایت نہیں ہوتا۔ انہیں دنوں میں فتح اللہ
عماد الملک کہ شاہان عماد الملکیہ کا جد ہے برار کا سرلشکر ہوا اور یوسف عادل خان
سوائی دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔

یوسف عادل خان کو بادشاہ نے قلعہ ویراگھرہ کی تسخیر کے لئے اور قلعہ انتور کے
استخلاص کے لئے بھیجا کہ وہ سلاطین لودھیوں کے زمانہ میں ایک مرہٹہ کے تصرف میں آگیا
تھا۔ یوسف عادل خان نے قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے لئے مقرر کیا
اور دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو ویراگھرہ کو بھیجا۔ انتور کے ہندوؤں نے تو جنگ
امان مانگ کر قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ حوالہ کیا۔ جیپال رائے راجہ ویراگھرہ پانچ
مہینہ تک لڑا اور پھر اپنے تئیں دریا خان کے حوالہ کیا یوسف عادل خان یلغار کرکے
قلعہ میں آیا قلعہ کے خزائن و دفائن وامتعہ وتحف نفیسہ پر متصرف ہوا۔ یہاں کے
کلان تروں ومتعدموں پر نوازش کی پھر قلعہ اپنی پر متوجہ ہوا یہاں کے
لئے جھگڑا بپا بھی مرا تھا اطاعت اختیار کی قلعہ اور سارا اپنا اسباب حشمت عادل خان
کو حوالہ کیا۔ رائے زادوں کو قلعہ اور سارا مال اسباب بخشا لیکن یہ دیا اور وہ امرا ر شاہ

یوسف عادلخان بادشاہ کی خدمت میں آیا اسکا مرتبہ ایسا اعلی ہوا کہ اقران و امثال کا
رشک ہوا۔ ۸۵۵ھ میں وجیانگر کے راجہ اور بھلے کی تحریک سے کیتنہ قلعہ بلگوان کا رائے اور بیجاپور کا
سپہ سالار جزیرہ گوہ کی تسخیر کے لیئے عازم ہوئے۔ محمد شاہ نے سران سپاہ کو حکم دیا اور
خود شکار کھیلتا ہوا گیا اور رائے پرکتنہ حصاری ہوا۔ یہ حصار نہایت استوار اور سنگ سے
بنایا گیا ہے۔ خندق اسکی پرآب ہے اور یہ ایک پہاڑ کے سامنے کھنچی ہوئی ایسی ایسی بنی ہوئی
محکم ہیں کہ کوئی آفریدہ آسانی سے قلعہ کے اندر نہیں جا سکتا۔ سلطان محمد شاہ نے اس قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ رائے پرکتنہ نے امان مانگی اور کہا کہ میں بندۂ پرگناہ درگاہ ہوں عذر خواہ
آتا ہوں۔ سلطان نے اپنی اظہار قدرت اور دلاوروں کی عبرت کے سبب اسکی التماس
کو نہیں قبول کیا اور عزم جزم کیا کہ اس حصار کو جبر و قہر سے مسخر کرے آتش بازوں کو اپنے
پاس بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ میں اس قلعہ کے برج و بارہ
کو اڑا دو اور لشکر کے جانے کی راہ پیدا کر دو۔ خواجہ یوسف عادل خان نے کہا کہ خاکریز
کرنا اور خندق کا بھرنا تیرا کام ہے جس وقت ضرب دیوار حصار کو توپ و ضربزن
سے ڈھائیں اس روز خندق بھری ہوئی ہو کہ لشکر فراغت سے جائے اور رخنہ سے
قلعہ میں آئے۔ خواجہ دن کو چوب سنگ خاک خندق میں ڈالتا رات کو اہل قلعہ نکال کر
لیجاتے خواجہ نے مداخل و مخارج کے روکنے کے لیئے ایک دوسری دیوار حصار کے دو
دیواروں کے آگے کھڑی کی اور مورچل تقسیم کیئے سرکوب بنائے و نقب لگائے۔
اب تک دکن میں انگارہ اج نہ تھا نقب کے اڑانے سے قلعہ میں رخنے ڈالے۔
رائے پرکتنہ کے آدمیوں نے ان رخنوں پر کھڑے ہو کر لڑنا شروع کیا۔ وہ ہزار بادشاہی
آدمی مارے۔ محمد شاہ نے خود جا کر ان رخنوں پر سے دشمن کے سپاہی ہٹائے
اور حصار اول پر متصرف ہوا۔ قلعہ دوم کے لیئے مشغول تھا کہ رائے پرکتنہ تغیر لباس
کر کے قلعہ کے اندر سے سلطان محمد شاہ کے مورچل میں آیا اور اس پاس پہنچا۔ زمین خدمت
پر بوسہ دیا اور گردن میں دستار ڈالی۔ معروض کیا کہ رائے پرکتنہ ہوں

مع فرزندون کے خاکبوس ہونے آیا ہون۔ اب چاہو مجھے بخشو یا مارو۔ آپکو اختیار ہے۔ بادشاہ نے
اسکا جرم معاف کیا اور امان دی اور سالک البرار مین منتظم کیا۔ سلطان قلعہ دیکھکر اور راجہ
دیکھکر اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا۔ بادشاہ کی والدہ مخدومہ جہان اس یورش مین ہمراہ
تھی اسی کے سبب سے کل کاروبار شاہی کو رونق تھی وہ مرگئی اسکا جنازہ بیدر کو بھیجا گیا
بادشاہ بیجاپور آیا۔ یہان کی آب ہوا اسکو خوش آئی۔ عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ یہان سے
یہین کا بسنا چاہتا تھا اتفاقاً اسی سال مین تمامی دکن مین امساک باران ہوا۔ بیجاپور کے
کنوئین تمام خشک ہوگئے اس لئے ناچار سلطان دار الملک احمد آباد بیدر مین آیا دوسرے
سال بھی مینھ نہ برسا اکثر آدمی مرگئے۔ ملک بہت جگہ ویران ہوگیا۔ تلنگانہ مالوہ و مرہٹ
و جمیع ملک وسیعہ مین ہیچ تک نہ بویا گیا سال سوم مین بارش ہوئی۔

بہمن نامہ مین لکھا ہے کہ جب قحط اور وبا سے آدمیون کو نجات ہوئی اور دکن کی آبادی
کے آثار نمودار ہوئے۔ کندنیر کے اہل قلعہ نے اپنے حاکم کو مار ڈالا وہ ظالم و فاسق تھا اور
بھیم راے اوریا کو قلعہ دیدیا جو سلطان محمد شاہ کا دست گرفتہ تھا۔ بھیم راے نے اپنے
معتبر آدمی راے اڑیسہ پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ مملکت تلنگ کے استرداد کے تم در پے
ہوا اور چاہتے ہو کہ وارثون کے تصرف مین ملک موروثی آجائے ایسا وقت پھر نہین ہاتھ
آئیگا ہمسائگی کا حق بجالاؤ اور ان حدود مین آجاؤ۔ دکن مین بسبب قحط کے کوئی
لشکر باقی نہین رہا۔ مملکت تلنگ آسان طور سے لیکر اس مخلص کو عنایت کرو اور جو اسمین
مین قلعہ کندنیر مع مضافات کے آپ متصرف ہو۔ راے اڑیسہ اسکے دم مین آگیا
اور اسنے اپنی حد سے باہر قدم رکھا دس ہزار سوار اور آٹھ سات ہزار پیادے جمع
کیے اور راے جاج نگر کو بھی کمک کے لئے ساتھ لیا اور مملکت تلنگ مین آن موجود ہوا
نظام الملک بحری حاکم راجمندری اس جماعت کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اسنے
اور ان حالات کی کیفیت و چگونگی کو لکھکر بادشاہ پاس بھیجا۔ محمد شاہ سپاہ کو
ایک سال کی تنخواہ دے اور اسکو ساتھ لیکر اس طرف روانہ ہوا وہ راجمندری کی

حوالی مین آیا تو میر نے صلاح جنگ مین شی دیکھی وہ قلعہ کند نیر مین حصاری ہوا اور راے اڑیسہ
آب جہندری سے گذر کر اپنی ولایت کی طرف دریا کے کنارہ پر بیٹھا کشتیان اسکے تصرف
مین تھین اور پانی کا عرض بہت تھا اسلیئے محمد شاہ کنار آب پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کرکے چلا
عبور نہین کر سکتا تھا جب اسنے عبور کا سامان کشتی وغیرہ کا کر لیا تو راے اڑیسہ اپنے
دار الملک کو چلا گیا۔ [illegible] مین محمد شاہ دریا سے عبور کرکے دار الملک اڑیسہ مین گیا۔ اور
خرابی مملکت مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی۔ راے اڑیسہ چونکہ ملک کی انتہا پر سامنے ملک کو
خالی چھوڑ کر چلا گیا تھا اس لئے محمد شاہ نے چھہ مہینے یہان توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
بقدر امکان دار و گیر اور شکنجہ سے بہت مال تحصیل کیا۔ راے اڑیسہ نے پیغام دیا کہ مین عہد و
شرط کرتا ہون کہ پھر تلنگ کے زمینداروں کی کمک و مدد نہین کرونگا اور بہت سے تحفے
اور ہاتھی نذر کے لئے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ ان ہاتھیون کے سوا جو بھیجے مین اپنے
آپکے خاص مجلس کے ہاتھی بھیجدو تو مین ہدیۃ التماس کو قبول کرونگا۔ راے کو اگرچہ یہ
ہاتھی جان سے زیادہ عزیز تھے مگر مجبوراً بھیجدیئے۔ سلطان نے مراجعت کی راہ مین ایک
قلعہ کوہ پر دیکھا اہل قلعہ سے پوچھا کہ کس کا قلعہ ہے تو انہون نے جواب دیا کہ یہ راے
اڑیسہ کا قلعہ ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ جو اسپر نظر ڈال سکے بادشاہ کو اس کہنے
پر غصہ آیا۔ جنگ پر آمادہ ہوا ہیبت سے اہل قلعہ گشتہ ہوئے راے اڑیسہ نے محمد شاہ
کو کہلا بھجوایا کہ یہ جماعت صحرائی مین تھی بے ادبی پر مین معافی مانگتا ہون آپ یون
مشہور فرمائین کہ قلعہ فتح کرکے مین ہر ایک سپاہی کو عطا کرتا ہون۔ سلطان کو امر
مستحسن پیغام خوش آیا ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد وہ کند نیر مین آیا اسکو محاصرہ
کیا پانچ چھہ مہینے کے بعد راے نے قلعہ و شہر امان مانگ کر سپرد کیا۔ بادشاہ نے شہر و قلعہ
کی سیر کی اور ایک بڑا بتخانہ توڑا اور چند برہمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا بتخانہ
کی جگہ مسجد اسی روز بنوانی شروع کی اور ایک منبر چوبی بنوا کے مسجد مین [illegible]
اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور دوگانہ شکر ادا کیا۔ غازی کا لقب اپنے [illegible]

لقب مین بڑھایا۔ خاندان بہمنیہ مین یہی بادشاہ پہلا تھا جسنے برہمنون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا پہلے بادشاہون نے گو برہمنون کے قتل کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ خود قتل کیا ہو
محمد شاہ نرسنگہ کے ملک کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ یہ راجہ قوی ہیکل و عظیم الجثہ تھا۔
لشکر و مال کی کثرت مین مشہور تھا ولایت کرناٹک و تلنگانہ کے درمیان اسکا مقام تھا
اس طرف کے سواحل سمندر پر مچھلی پٹن تک ملک اڑیسہ کے ماتحت تھا اور اسنے فرصت پاکر
ضرب شمشیر سے راے وجیانگر کا بہت سا ملک دبالیا تھا بہت مستحکم قلعے بنائے تھے۔ اکثر
زمیندارون کو برانگیختہ کرکے مدد کرتا اور شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا مچواتا
امراے سرحد اسکا مقابلہ نہین کرسکتے تھے اس لیے اکثر بادشاہ کو اسکی شکایت لکھا
کرتے بادشاہ نے اثناء سفر مین پہاڑ پر ایک قلعہ ویران دیکھا جو بادشاہان دہلی کے
آثار مین سے تھا اسکو خواجہ نے ایسا جلد بنوا دیا کہ بادشاہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور
اس نے کہا کہ یہ خدا کا فضل و کرم محض ہے کہ ایک شاہی اور ریاست نعق دی۔ دوم اخم
بھیجا تو کر لباس پنا جامہ اتار کر اسکو پہنایا اور اسکا جامہ خود پہنا۔ آجتک یہ کسی کتاب
مین پڑھنے مین نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو اس قلعہ کو کسی عمدہ
سپرد کرکے ہر جگہ قتل و غارت کرتا ہوا چلا جب کونڈہ پلی پہنچ آیا تو ایک جماعت نے اسمین
عرض کیا۔ یہان سے دس روز راہ پر ایک بتخانہ ہے کنچی اسکا نام ہے در و دیوار
زر و جواہر سے آراستہ ہین اور لآلی و گوہر سے پیراستہ۔ اب تک شاہان اسلام
مین سے کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین بلکہ اسکا نام بھی نہین سنا غرض محمد شاہ نے اس بتخانہ کو جبر
و قہر آلے لیا اور اسکو تاراج کرکے شہر کنچی مین ایک ہفتہ قیام رکھا۔ ملک حسن نظام الملک
بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ نرسنگہ کے ایلا
کو بھیجا خود مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے ملک مین تھا گیا اور ان حدود کو تسخیر کیا اور کندا
مین مراجعت کی۔ خواجہ محمود گاوان کی اب کم بختی آئی۔ محمد شاہ کے عہد مین ملک
بہت وسیع ہو گیا تھا اسلئے سلطان علاء الدین حسن گانگو بہمنی کی ضوابط مین خواجہ

دخل دیتا اور بادشاہ کو دلائل معقول سے سمجھایا کہ نیز عمل کراتا انہیں سے ایک یہ تھا کہ پہلے
مملکت کی چار قسمتیں تھیں جب خواجہ نے اسکو آٹھ قسمتوں میں منقسم کیا اور آٹھ سرلشکر جنکو یہاں کی
اصطلاح میں طرفدار کہتے تھے مقرر کیے مملکت برار کی دو قسمیں کیں کاویل فتح اللہ خان
عماد الملک کو دیا ماہور خداوند خان حبشی کو سپرد کیا۔ دولت آباد یوسف عادل خان
کو جنیر اور بہت سے محال آنند اور رباہین دمان دلبن بندر گوہ و ڈنگوان فخر الملک
کو کہ خواجہ جہان ترک کے خویشوں میں تھا۔ بیجاپور بہت سے اسکے ممالک سے ہور تک
اور رائچور و مدگل خواجہ جہان کا وان کو ارزانی کیے حسن آباد گلبرگہ سے تا قلعہ نل درگ
شولاپور دستور دینار کو حوالہ کیا وہ حبشی خواجہ سرا تھا اور باقی تمام مملکت تلنگانہ کی ملک
حسن نظام الملک بحری پاس تھی۔ اسکی دو قسمیں کیں راجمندری و کلکنڈہ و مچھلی بندر وغیرہ
اور دیگر مواضع بہت سے اعظم الملک کو دیے اور ورنگل کی حکومت اعظم خان ولد
سکندر خان بن جلال خان کو دی۔ ہر ایک اطراف تلنگانہ میں سے بہت سے قصبات
و پرگنات کو خاصہ خزانہ شاہی کے تحت تصرف میں بنایا۔ دوم سلطان حسن علاؤالدین
گانگوی کے زمانہ میں دولتخانہ کی رسم یہ تھی کہ جو شخص مملکت پر سرلشکر ہوتا تھا تمام قلعے
اس طرف کے اسکے تصرف میں ہوتے تھے۔ اور جس شخص کے مقرر کرنے کی مصلحت وہ دیکھتا تھا
اسکے حوالہ کرتا تھا۔ طرفدار حبشی کو نند دیو و بہرام خان و سکندر خان تین قلعوں سے شہا
برکشی کا داعیہ کرتے تھے اسلیے خواجہ نے اسکو شرائط حزم سے بعید سمجھکر مقرر کیا کہ قلعوں
میں سے ایک قلعہ طرفدار پاس رہے اور قلعوں کے امرا اور منصبدار بادشاہ کی طرف سے
مقرر ہوں چنانچہ قلعہ دولت آباد جنیر و بیجاپور و حسن آباد و گلبرگہ و ماہور و کاویل و ورنگل
و راجمندری آن حکام موقوف ہوئے جو بادشاہ نے مقرر کیے۔ سوم ضوابط گانگوی میں
یہ تھا کہ ملک تلنگانہ پہلے زمانہ میں شاہان ہند کے قبضہ میں نہیں آیا تھا یہ مقرر تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون
اور پنجہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ سے دیا جاتا تھا لیکن۔ تمام ملک تلنگانہ کی تسخیر کے بعد یہ مقرر ہوا کہ پانصدی
کو ایک لاکھ بیگھہ زمین ہون اور پنجہزاری کو دو لاکھ پچاس ہزار ہون پہنچا کریں —

جاگیر جو اس طرح دی جاتیں اگر انکا حاصل ایک لاکھ سے کم ہوتا تو خزانہ بادشاہی سے
کمی کو علاوہ پہنچائیں اور اگر امرا تعداد مقرری سے ایک سپاہی کم رکھیں تو ان سے
اسکی بازیافت کریں ان ضوابط سے لشکر و ولایت کا انتظام و رفاہیت خلائق کما ینبغی
ظہور میں آئی امور سلطنت میں رونق عظیم نمودار ہوئی مگر یہ ضوابط اس جماعت کے موافق
نہ تھے کہ صاحب اعیان تھے انھوں نے خواجہ پر کمر عداوت چست کی خواجہ اسکو سمجھتا تھا مگر
اپنے صاحب کی دولتخواہی پر اس کی توجہ تھی اسلیئے وہ پروا نہیں کرتا تھا۔ خواجہ و
یوسف عادل خان میں پدری اور فرزندی کی نسبت تھی۔ آپس میں نہایت اخلاص
رکھتے تھے اس وقت یوسف عادل خان فرنگ سے لڑنے کو گیا ہوا تھا۔ دشمنوں کو یہ وقت
غنیمت تھا ظریف الملک و مفتاح حبشی اور ہندی غلاموں نے خواجہ کے ایک حبشی غلام
جو اسکا مہردار تھا دوستی و خصوصیت پیدا کی اسکو بہت دولت دیکر یار بنایا شراب
کے نشہ میں اس سے ایک سفید کاغذ پر مہر کرالی پھر یہ دونو ملک حسن نظام الملک بحری کے
پاس گئے اُس نے ایک سفید کاغذ پر سرائے اُسیہ کو خواجہ کی طرف سے یہ لکھا کہ سلطان محمد شاہ کے
شراب پینے سے اور ظلم سے مستغرق ہیں آپ کی ادنیٰ توجہ سے دکن مسخر ہو جائیگا اسلیئے
کہ راجہ ہندی اور اس سرحد میں کوئی سردار لائق نہیں ہو جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ
بے مانع و مزاحم ولایت دکن میں آئیں اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہیں ہیں میں
بھی ہر طرف علم خلاف بلند کرونگا۔ شاہ کے دفع کرنے کے بعد مملکت دکن کو ہم تم
برابر تقسیم کرینگے۔ یہ جعلی کتابت ملک حسن نظام الملک بحری نے بادشاہ کی نظر کے
سامنے گذرانی۔ سلطان خواجہ کی مہر کو پہچانتا تھا سراسیمہ ہوا ملک حسن نظام الملک
نے اور حرفش بہانیں بنا کے اسکے غصہ کو ایسا بھڑکایا کہ وہ بے اختیار ہو گیا حقیقت
حال دریافت کئے بغیر خواجہ کو بلا کر قتل کروا دیا۔ خواجہ کو لوگوں نے جانے سے
کہا تھا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

بیت

چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست	خوش ہمے باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند

حاکم تلنگانہ نے اپنے تئین مطلق العنان گولکنڈہ مین کیا بعض لڑائیان بیجاپور اور برار کے
لشکر دکن سے بھی پادشاہی لشکر سے ہوئین - ۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود شاہ کی زندگی
ختم ہوئی - اسکی سلطنت بڑی پر اختلال تھی باوجود تزلزل و انقلابات کے ۳۷ سال ۲۰ روز
رہی اسکی سلطنت مین چار فریق - ترکی - حبشی - دکنی - مغل تھے جنکے سردار آپس مین کٹ کٹ کے
مرے اور تمام فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ خاندانون کی سلطنت کی بنیاد پڑی مسلمانون
کی جو ایک سلطنت تھی وہ نہ رہی اسکے پانچ ٹکڑے ہو گئے وہ سب اپنے زورون کو ہندوؤن کے
مقابلہ مین یکجا نہین جمع کر سکتے تھے - یون سمجھنا چاہیئے کہ اس زمانہ مین دکن ایک مربع تھا
جسکے مرکز مین ایک چھوٹی سلطنت تھی اور اسکے چارون کونون پر بڑی بڑی سلطنتین تھین
بیدر سلطنت کے مرکز مین تھی اور بیدر کے شمال مین احمد نگر اور برار اور بیدر کے جنوب مین
بیجاپور و گولکنڈہ اسکا مفصل حال آئندہ آتا ہے -

سلطنت احمد شاہ

محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۴ھ مین ملک برید نے اس خیال سے پادشاہ بنایا کہ
اسکے پاس مملکت قلیل تھی اور اسکے نوکر تین چار ہزار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کا خوف
تھا کہ وہ احمد آباد کی طمع نہ کرین - احمد شاہ نے باپ کا طریقہ اختیار کیا کہ نرگس و لالہ کی طرح
بے قدح و پیالہ نہ رہتا - امیر برید نے اسکے لیے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کر دیا تھا
کسی کو اسکے پاس پھٹکنے نہین دیتا تھا - جتنا خرچ اسکو دیتا تھا وہ اس کو کفایت نہین کرتا تھا
اسلیئے اسنے تاج بہمنیہ جو چار لاکھ ہون قیمت کا تھا ٹکڑے کرکے بیچ ڈالا -
امیر برید نے بہت آدمیون کے ٹکڑے اڑائے کہ تاج کے ٹکڑون کا پتا لگے مگر اس کا ذرہ
بھی ہاتھ نہ آیا - احمد شاہ دو سال ایک ماہ کے بعد ۹۲۷ھ مین ہیضہ سے یا اجل طبعی سے
مر گیا -

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا
بعد بہت فکر کے اسی سبب سے جو اوپر مذکور ہوا علاء الدین کو تخت پر بٹھایا - یہ

شہزادہ جانتا تھا کہ شراب نے میری خاندان کی سلطنت کو برباد کیا ہے اسنے شراب سے پرہیز کیا ہوش سے کام کیا امیر برید کی جان کا قصد کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ کی شاہی کے بعد معزول و محبوس ہوا اور جلدی سے مرگیا —

شاہ ولی اللہ بہمن بن سلطان محمود شاہی

شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین سال تک امیر برید کی مٹھی میں رہا اور نان و جامہ پر قناعت کرتا رہا۔ گھر میں قید رہا امیر برید نے اسکی منکوحہ سے میل کیا۔ بادشاہ کو مار ڈالا منکوحہ پر متصرف ہوا —

کلیم اللہ بہمن

جب کلیم اللہ تخت پر بیٹھا تو بجز نام کے خاندان بہمنی میں بادشاہی نہیں رہی تھی ۹۳۲ھ میں بابر کابل سے ہندوستان میں آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز اس پاس بھیجیں شاہ کلیم اللہ نے بھی عرضی بھیجا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حسب تقلب یا عدم تدبیر سے قدیمی نوکروں نے اطراف و جوانب دکن کو غصب کر لیا ہے اور اس و تنخواہ کو محبوس رکھتے ہیں اگر حضرت اس طرف قدم رنجہ فرمائیں تو بندہ با اخلاص اس گرفتاری سے نجات پائے مملکت برار و دولت آباد و بندگان درگاہ کو سپرد کروں مگر اسکا اثر اس سبب کچھ مرتب نہ ہوا کہ ابھی بابر بادشاہ کو ہند میں استقلال نہیں حاصل ہوا تھا منڈو و گجرات درمیان میں تھے یہ راز فاش ہوا ۹۳۳ھ کلیم اللہ بیجاپور میں آگیا وہاں اسکے ماموں اسمٰعیل نے اسکے گرفتار کرنے کا قصد کیا تو وہ احمدنگر گیا یہاں برہان نظام شاہ نے اسکا اعزاز و اکرام اس خیال سے کیا کہ اسکو روکش بناکے احمدآباد و بیدر کو مسخر کرے جس وقت کلیم اللہ اسکی مجلس میں جاتا دست بستہ اسکے سامنے کھڑا ہوتا اسپر شاہ طاہر نے لعنت ملامت کی نظام الملک نے اسکا بلانا مجلس میں موقوف کیا وہ انہیں سالوں میں اجل طبعی سے یا زہر سے مرگیا بعد کلیم اللہ کے کوئی شخص خاندان بہمنیہ میں سے برائے نام بھی بادشاہ نہیں ہوا اس کے

بعد یہ پانچ فرقے نمودار ہوئے - عادل شاہیہ - نظام شاہیہ - قطب شاہیہ - عماد شاہیہ - برید شاہیہ جنکا آگے مفصل بیان آتا ہے -

تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور

یوسف عادل شاہ ۸۹۵ھ ۱۴۹۰ء - اسمٰعیل عادل شاہ ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء - ملّو عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ء -
ابراہیم عادل شاہ ۹۴۱ھ ۱۵۳۵ء - علی عادل شاہ ۹۶۵ھ ۱۵۵۷ء - ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۸ھ ۱۵۷۹ء -

یوسف عادل شاہ

یوسف عادل شاہ کے خاندان کی داستان اسکے شاہزادہ ثابت کرنے کے لیے تاریخ فرشتہ مین یہ لکھی ہے کہ عادل شاہیون کا خاندان روم کے سلاطین عثمانیہ کی نسل سے ہے - یوسف کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ مین مرگیا اور اسکا بڑا بیٹا سلطان تخت نشین ہوا اسکے جلوس کے بعد ہی ارکان دولت نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ سلطان مراد کے عہد مین ایک شخص مصطفیٰ پیدا ہوا اور اس نے دعویٰ کیا کہ مین سلطان ایلدرم بایزید کا بیٹا ہون جسکے سبب ایسے فتنے برپا ہوئے کہ آل عثمان کے ارکان دولت مین تزلزل آگیا ہوتا اس لئے مناسب ہے کہ اولاد ملوک مین سے سوائے ولی عہد کے کوئی قید حیات مین باقی نہ رہے تاکہ اس فتنہ سے اور فتنے نہ پیدا ہون سلطان نے اسلئے حکم دیا کہ اسکے بھائی شاہزادہ یوسف کا دم گھوٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے لئے باہر لے جائین - جب مان سے یوسف کو مانگا تو اس نے ایک دن کی مہلت اسکے حوالہ کرنے کے لیئے حاصل کی خواجہ عمادالدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوہ سے مان نے ایک غلام جو یوسف کا مشابہ تھا خریدا اور دوسرے روز یوسف کی جگہ اسکو حوالہ کیا جسکا دم گھوٹ کر یوسف کا جنازہ بنایا گیا اور خواجہ کو یوسف غلامی مین دیا گیا مگر تاریخ روم شہادت دیتی ہے کہ سلطان مراد کا ایک ہی بچہ تھا وہ قتل کیا گیا اور جب اسکی مان کی مامتا بھڑکی تو قاتل اسکے پاس بھیجا گیا جسکی بوٹیان اسنے اڑوا کر کتون کو کھلائین یہ واقعہ یقین کے قریب معلوم ہوتا ہے

اسلئے فرشتہ کی داستان پر ایہ صدق سے معرا معلوم ہوتی ہے خواجہ عماد الدین نے اس بچہ شاہزادہ کو اپنے وطن سا وا میں اپنی بچوں کے ساتھ تربیت و تعلیم کیا۔ اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی خبر پاکر اس پاس اسکے کوک غضنفر کو بھیجدیا۔ یوسف سولہ برس کی عمر تک ساوا میں تھا اسلئے وہ ساوی کہلاتا ہے علوم النافع سوالی کبھی پڑھیں اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بتاتے ہیں کہ وہ لکڑی اور تلوار میں فن میں سب سے سوا تھا —

۸۶۴ھ میں یوسف سفر ہند کا عازم ہوا ہرمز میں کشتی میں سوار ہوا اور بندر مصطفیٰ آباد دابل کے ساحل پر اترا۔ یہاں عماد الدین کرجستانی تجارت میں مشغول تھا یوسف اسکے ساتھ احمد آباد و بیدر کی طرف گیا۔ ہم اقلیمی کے سبب سے وہ خواجہ محمود گاوان گیلانی سے خصوصیت رکھتا تھا اسلئے کہ اعمال گیلان کرجستان سے ہے خواجہ محمود نے یوسف کی حسن صورت و سیرت اور خط و سواد و موسیقی دانی و آداب سپاہگری میں لیاقت دیکھ کر اسکا حال نظام شاہ بہمنی اور اس کی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور اسکی اور ایک اور چرکس غلام کی قیمت خواجہ عماد کو بادشاہ سے دلوا دی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ ترکی غلام تھا۔ جس نے اپنے خاندان میں غلامی سے شاہی پیدا کر دی —

محمود گاوان نے مخدومہ جہان کے استصواب سے عزیز خان میر آخور کے حوالہ کیا وہ اس خاندان کا ترکی غلام تھا۔ عزیز خان بوڑھا تھا اس نے میر آخوری کے تمام کام اس کو سکھائے وہ فوت ہوا تو یوسف کو اسکی جگہ بادشاہ نے مقرر کر دیا اور منصب صدی پایا اور اصطبل کی ریاست پر سرافراز ہوا اسکی اور بہمن نولیسندہ کی نوبت تو اس عہدہ سے وہ مستعفی ہو گیا نظام الملک کی مجلس میں گیا کوئی ترک امیر اس سے بڑا نہ تھا اور اپنے حسن سلوک سے اس جگہ پر پہنچا کہ نظام الملک اس کو اپنا بھائی کہتا تھا اور بغیر اسکے ایک لمحہ اس کو چین نہیں پڑتا تھا۔ جب برار کا طرفدار نظام الملک مقرر ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہو گیا اور عادل خان کا خطاب اس کو ملا —

جنے تاریخ شاہان بہمنیہ میں لکھا ہے کہ نظام الملک نے ایک سال میں قلعہ کھرلہ فتح کیا تھا کہ وہ ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور یوسف عادل شاہ نے اپنی شجاعت کی کمر مضبوط

کرکے دشمنون کے ہجوم کو متفرق کیا اور قلعہ کو محفوظ کرکے ہاتھیون اور غنائم کو خود بادشاہ
کی خدمت مین لایا۔ شاہ کو اسکی خدمت پسند آئی اسنے ہزاری امرا مین اسکو داخل کیا
بڑھتے بڑھتے امرائے عظیم الشان مین ہوگیا اور بیجاپور کا طرفدار ہوگیا اس نے
لشکر خوب جمع کیا۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کی وفات کے بعد بہمنیہ سلطنت مین بہت
زیادہ ہرج مرج ہوا تو اس نے سپاہ کی ترتیب مین کوشش کی اور اکثر مغلون اور ترکون کو
پایہ تخت احمدآباد و بیدر سے شاہانہ وعدے کرکے بلایا اور مناصب جلیلہ پر مقرر
کیا روز بروز اسکی قوت و مکنت زیادہ ہوئی ۸۹۵ھ مین یا ۸۹۶ھ مین بحکم
السیف لمن غلب الملک لمن غلب بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چتر شاہی
لگایا اور تمام پردیسیون اور ترکون نے جو پانچ چھ ہزار تھے اسکی شاہی کو تسلیم کیا۔
یوسف عادل شاہ نے بہت سے قلعے جو امرائے سلطان محمود کے تصرف مین تھے اپنے زور بازو
سے فتح کیے اور آب بھورہ (بھیما) سے بیجاپور تک اور دریائے کرشنا سے رائچور تک اپنے
قبضہ مین لایا اور اپنے نام مین لفظ خانی کو شاہی سے تبدیل کیا اور اپنا نام عادل شاہ
یوسف عادل شاہ کو خطبہ پڑھوانے اور سر پر چتر لگانے سے قاسم برید ترک کے سینہ مین
حسد پیدا ہوئی وہ بیجاپور کی شاہی کے فکر مین رہتا تھا۔ ۸۹۸ھ مین جبکہ نگر کا حال یہ
تھا کہ ہمراج (تمراج) وزیر وجے نگر نے سلطنت کو غصب کر لیا تھا۔ سیوا رائے کی
اولاد برائے نام راجہ کہلاتی تھی اسکو قاسم برید نے لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی
نے قلعہ رائچور اور مدکل کو جمیع مضافات کے ساتھ تم کو بخشش کیا تم کو چاہئے
لشکر کشی کرکے اسکو تسخیر کرلو اور ایسے ہی بہادر گیلان کو جو بندر گوا اور تمام سواحل
جسکو کوکنی اپنی اصطلاح مین کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر یوسف عادل شاہ
کے ملک کی تاخت و تاراج کی ترغیب دی۔ اسکے بموجب تمراج اور راجہ زادہ
(کمر عمر راجہ) سپاہ لیکر روانہ ہوا اور دریائے تنگ بھدرہ سے عبور کیا اور قلعہ رائچور
اور مدکل کو لے لیا اور ملک کے خراب کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ اور

بہادر گیلانی نے بھی فرصت پاکر جام کھنڈی کو یوسف عادل شاہ کی عملداری میں
سے نکال کر تصرف کر لیا اسی اثنا میں ایک جماعت نے جو محرم اسرار تھی عادل شاہ کے
دشمنوں کے خیالات اسکے کان میں پہنچائے اور اضطراب ظاہر کیا اس نے ان کی تسلی
کی کہ جمیع امور میں حضرت ارواح مقدسہ ائمہ معصومین و مشائخ صوفیہ سے استعانت کی ہے
اور کرتا ہوں یقین ہے کہ خدا مجھ کو مظفر و منصور کریگا اور میں نے عہد کیا کہ اگر اس عقدۂ مشکل
سے نجات پاؤں تو انشاءاللہ تعالیٰ خطبہ جاری کراؤں اور مذہب شیعہ کو رواج دوں ان
حسن تدبیر سے قلعہ رائچور و مدگل کا خیال چھوڑ کر رامراج اور رائے سے راہ دست صلح کی
وہ اور ممالک کی تسخیر و نہب و غارت سے دست کش ہو کر بیجانگر کو چلے گئے اور آخر بہادر
گیلانی کو جبر و قہر سے حوزۂ مملکت سے نکال دیا اور مصلحتاً اس وقت وہ جام
کھنڈی کے استرداد کے درپے نہ ہوا اور قاسم برید ترک کی تادیب کے سر ہوا آٹھ
ہزار سپاہ جس میں اکثر مغل و ترک تھے لے کر احمد آباد بیدر کی طرف کوچ کیا قاسم برید ترک نے
ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی وہ خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کے ساتھ
اتفاق کرکے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے نکلا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے میمنہ و میسرہ
و قلب کو آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کی جانب جو دار الخلافہ سے پانچ کروہ پر تھا
روانہ ہوا۔ یوسف عادل شاہ صف آرا ہوا میمنہ میں دریا خان تھا۔ میسرہ میں فخر الملک
ترک و قلب میں وہ خود اور غضنفر بیگ دررفقا تھی ایک ہزار مغل تیر انداز کے
ساتھ طرح میں تھا کہ جہاں کمک کی ضرورت ہو وہاں جائے۔ لڑائی ہوئی
مگر اس لڑائی میں قاسم برید نہ تھا تو غضنفر بیگ نے کہا کہ جنگ کا سبب قاسم برید تھا
جب وہ خود معرکہ میں نہیں ہے تو اس حال میں آپس میں جنگ کرنا اپنے تئیں خراب کرنا ہے
چاہیئے کہ باہم صلح کر لی جائے۔ طرفین کے آدمیوں نے آجا کے صلح کرا دی اور
لشکروں نے اپنے اپنے مقام میں مراجعت کی لیکن عادل شاہ کا ناظم عامی جس نے

عادل شاہ کے ایام امیری اور شاہی کی تاریخ لکھی ہے بطریق اجمال اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ لڑائی حوالی للدروگ میں واقع ہوئی۔ ملک احمد نظام الملک بحری اس معرکہ میں تھا اور سلطان محمود بہمنی کے ساتھ خواجہ جہان دکنی تھا۔ شاہ اور قاسم برید کو فتح ہوئی یوسف عادل شاہ بیجاپور کی جانب چلا گیا اور ملک نظام الدین بحری اور بہادر گیلانی سے اسنے مصالحت کرلی۔

تخت گاہ و جاگیروں میں امرا ایک آپس میں فساد ہوا جس سے ہرج مرج واقع ہوا یوسف عادل شاہ بیجاپور سے انتظام کے عزم سے رائچور کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں عیش و عشرت اور مستانہ نوشی میں ایسا مصروف ہوا کہ دو مہینے تک سخت بیمار رہا اس کی جگہ غضنفر بیگ توپخانہ میں سلطنت کا کام کرتا تھا۔ خلائق میں اس کا مرنا مشہور ہو گیا۔ جب یہ خبر اطراف میں پہنچی تو شاہ ہمراج والے زاد سپاہ کثیر لے کر رائچور کی طرف روانہ ہوئے۔ غضنفر بیگ اور تمام سرداران سپاہ اس خبر کو سنکر خائف ہوئے اور عادل شاہ کے لئے دعائیں مانگنے لگے وہ اچھا ہوگیا اس نے ساٹھ ہزار روپیہ خیرات میں تقسیم کیے اور بہت سا روپیہ ساداتین مسجد تعمیر کرنے کے لیے اور خیرات کرنے کو بھیجا۔

اس اثنا میں خبر آئی کہ ہمراج تنگ بھدرا سے اتر کر بیجاپور کو چلا آتا ہے۔ عادل شاہ نے اپنی سپاہ کو جمع کیا تو وہ آٹھ ہزار سوار و پیادہ دو سو ہاتھی چھوٹے بڑے تھے۔ غضنفر بیگ مرزا جہانگیر۔ داؤد خان لودی اسکے بڑے شمشیرزن امرا تھے۔ اسنے انکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ خدا اس سپاہ جنگجو و تنا خو کو فتح دیگا۔ بہتر ہوگا کہ دشمن سے لڑنے چلوں اسنے سفر کیا اور ہمراج کے لشکر کے پاس آ گیا۔ میمنہ کو امرا پر تقسیم کیا۔ خرم و احتیاط کے سبب لشکر کے گرد خندق بنائی کئی روز تک لشکر یونہیں آمنے سامنے پڑے رہے جب [illegible] کو لڑائی شروع ہوئی عادل شاہ کے پانچ سو آدمی مارے گئے اور باقی لشکر پراگندہ ہوا۔ عادل شاہ حیران تھا کہ کیا کروں کچھ سوجھتا نہ تھا داؤد خان کہ سلحداروں میں تھا عرض کیا کہ میں تنہا جنگ میں دشمنوں کی جانب میں گرفتار ہو گیا تھا وہاں سے بھاگ کر آیا ہوں سارا لشکر لوٹ میں مصروف ہو رہا ہے اگر حملہ ہو تو نہایت سود مند ہوگا بادشاہ نے بھی سپاہ کو جمع کرکے لڑائی شروع کی ہمراج

اپنی ساری سپاہ کو جمع کر کے ستر ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور تین سو ہاتھی
لے کر لڑنے کو کھڑا ہوا۔ اس پر عادل شاہ نے ایسی زبردستی سے حملہ کیا کہ ہیمراج کے پاؤں لڑائی
میں نہ جمے اور بھاگ گیا۔ دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور سات لاکھ ہون (دو کروڑ روپیہ مانند
حال) اور بہت سے جواہر اور قیمتی غنائم فتحمند کے ہاتھ آئے۔ ہیمراج اور راے بیجانگر دونوں
بیجانگر کو بھاگ گئے۔ لڑائی میں راے ایسا زخمی ہوا تھا کہ وہ تین دن میں مر گیا اور ہیمراج سلطنت کا مالک بن گیا
مگر اس غضب پر اس لئے قادر ہوا کہ اس سبب سے عادل شاہ کو فرصت ملی کہ اس نے رایچور اور مدگل کو
آسانی سے تسخیر کر لیا اور اپنے معتمدوں کے سپرد کر کے مظفر و منصور بیجاپور کو چلا آیا۔ مسعود خان کہ ایک
امیر جلیل القدر عادل شاہ کی خدمت میں رہتا تھا یہ بیان کرتا ہے کہ جب راے بیجانگر نے عادل شاہ کو شکست دی
تو وہ ایک بلندی پر چڑھ گیا اور طبل جنگ بجوایا جس سے پراگندہ سپاہ جمع ہوئی۔

تین ہزار پرانی ترکی سپاہ جمع ہو گئے اس وقت اسنے براہ حیلہ ہیمراج کو پیغام دیا کہ راے بیجانگر بزرگ
بادشاہ ہیں ابھی جنگ سے پشیمان ہوں اگر میری تقصیر کا عذر قبول ہو اور مجھ اپنے منسوبوں میں
تصور فرما کے اس ملک کو مجھ حوالہ کریں تو میں ہمیشہ دولت کی اطاعت پر چلونگا۔ ہیمراج اسکے دم
میں آگیا اور اسکی درخواست کو قبول کر لیا وہ صلح اور اقرار عہد کے لیے راے بیجانگر اور
تین ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر دریا کے کنارے پر بیٹھا۔ یوسف عادل شاہ جو سوار ہو کے پہنچا دو سو آدمی
ساتھ لے کر اسکے نزدیک گیا اور مقصد کی چند باتیں کیں اور جھوٹے ظاہری لوازم بجا لایا اور
اسکے آگے چلا۔ اور نفیر سرنج جو جنگ کے روز کے سوا کسی دن نہیں بجائی جاتی اس کو
بجوایا اسکی آواز کو سنکر عادل شاہ کا لشکر ہیمراج کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ اور راے بیجانگر یوسف
کے قریب غافل تھے۔ کچھ مقابل ہو کر زخمی ہوا اپنے بیٹے [illegible] کو اسکے تیروں کا سپر بنایا۔ ہیمراج اور
ہیمراج کو بھاگنے کی صلاح دی ان بھاگنے میں بیجانگر کے ستر امیر مارے گئے۔

عادل شاہ نے دشمنوں کے چند نفر کو اپنے ہاتھ سے مجروح و بے روح کیا۔ دشمن کو جمع ہونے
کی فرصت نہ دی وہ خزانہ و ہاتھی گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ فتح کے بعد سو کھاپ بہادر کو
بہادر خان کا خطاب امارت سے سرافراز کیا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون عطا
کئے۔ قلعہ مدگل و رایچور کی فتح کے لئے مامور کیا اس نے چالیس روز میں حسن تدبیر سے ان کو

[illegible]

انکو تسخیر و مفتوح کیا۔ عادل شاہ اپنے مرکز دولت میں آیا۔ اس فتح سے عادل شاہ کی بہت
و شوکت کی بہت شہرت ہو گئی۔ ان غنائم میں سے بعض نہایت عمدہ تحائف اس نے شاہ محمود
بہمنی کی خدمت میں بھیجے۔

اب یوسف عادل شاہ اس فکر میں تھا کہ قلعہ جام کھنڈی کو بہادر خان گیلانی کے قبضہ
سے نکالے اسی ارادہ سے کوچ کرنے کو تھا کہ شاہ محمود گجراتی نے ایک ایلچی تیز زبان چرب دست
شاہ محمود بہمنی پاس بھیجا جسنے آکر کہا کہ ایک جہاز نا معلوم جا رہا تھا اسکو بہادر گیلانی کے آدمیوں
نے گرفتار کر لیا ہے۔ اگر تم اس قطاع الطریق کو دفع نہیں کر سکتے تو ہمکو اطلاع دو کہ ہم اپنے
کسی سردار کو بھیجکر اسکو نیست و نابود کریں۔ محمود شاہ نے قاسم برید کی رہنمونی سے یوسف
عادل شاہ سے بہادر گیلانی کے دفع کرنے کے لئے کمک مانگی یوسف عادل شاہ تو یہ خود
چاہتا تھا اس نے پانچ ہزار انتخابی سپاہ بسرکردگی کمال خان دکنی شاہ کی مدد کو بھیجی۔ بہادر
گیلانی جام کھنڈی کے حوالی میں اسلئے آیا ہوا تھا کہ وہ عادل شاہ کے ارادہ سے واقف
تھا۔ شاہ بہمنی دریائے کرشنا سے پار ہو کر اس طرف متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی بلگوان کیطرف گیا
شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا۔ دو مہینے کے بعد قلعہ ان کو مسخر ہوا۔ قاسم برید کی صلاح
سے وہ قلعہ کمال خان دکنی کو اس نے دیدیا کہ وہ یوسف عادل شاہ کا تھا۔ بہادر
گیلانی ادھر ادھر بھاگتا پھرا اور ایک لڑائی میں مارا گیا۔ یوسف عادل شاہ نے بادشاہ
کو بیجاپور میں بلا کر دس روز تک مہمان رکھا اسکی ضیافت شاہانہ کی اور بڑی بڑی بہا
پیشکش دی جسمیں بادشاہ نے ایک ہاتھی لیلیا اور باقی پیشکش واپس کی اور مخفی کہلا بھیجا
کہ یہ چیزیں میرے پاس نہیں رہینگی سب قاسم برید لیلیگا بہتر ہے کہ بطریق امانت کے
رکھو۔ جب مجھکو اسکے تسلط سے خلاص کروگے تو مجھکو دیدینا۔ اگرچہ یوسف عادل شاہ اس
امر پر قادر تھا کہ قاسم برید کو دفع کرے مگر اس نے اپنی صلاح دولت دیکھکر یہ جواب
دیا کہ ایک بار نظام الدین بحری و فتح اللہ عماد الملک کے بیعت پذیرفتن ہوگا جب حضور
[illegible] میں تشریف فرما ہوں دو تین متفق کیجئے میں بھی وہاں حاضر ہونگا اور علاج کرونگا

شاہ اس نوید سے بمقتضائے اس مصرع کے ع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است مسرور ہوا
یوسف عادل شاہ نے پوشیدہ رخصت کے وقت شاہ پاس پانچ ہزار ہون پہنچا دیں قاسم
برید ترک و قطب الملک ہمدانی کو لائق پیش کش دیکر خوش کر کے واپس کیا۔

۹۰۰ھ میں دستور دینار خواجہ سرائے حبشی گلبرگہ ساغر (ساگر) الند اور دریائے بھیورا
(بھیما) اور تلنگانہ کے درمیان اور قلعے و پرگنے تصرف میں رکھتا تھا اس نے یہ چاہا کہ
میں بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہو جاؤں اس لیے اس نے ملک احمد نظام الملک سے
رابطہ آشنائی استوار کیا اور پیغام بھیجا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ
کے استظہار سے مملکت برار کو اپنے قبضہ اقتدار میں رکھتا ہے اور شاہی کر رہا ہے کیا ہو اگر آپ
کی عنایت اعانت سے یہ دوست صادق الاخلاص منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ
ہو۔ ملک حسن نظام الملک نے دستور دینار کو اپنا فرزند بنایا تھا امداد اسکی لازم جانی۔
دستور دینار نے ان ممالک میں خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا اور دار الخلافہ کے تصرف سے
قصبات و مواضع نکال لیے اور قاسم برید کے آدمیوں کو نکال باہر کیا قاسم برید نے مضطرب
ہو کر شاہ سے کہا یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کی۔ یوسف عادل شاہ نے
کشور خاں کو امرائے عمدہ کے ساتھ مدد کو بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں خود آتا تو ملک
نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی مدد کے لئے کوشش کرتا اور جھگڑا طول پکڑتا۔ میں اس
سبب نہیں آیا جسقدر جلد ممکن ہو پہنچیں۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ خواجہ جہان دکنی احمد نگر کا خلاصہ
لشکر لیکر بہت جلد آرہے ہیں اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سرانجام سفر کر رہا ہے اگر
ضرورت ہو تو دستور دینار کی کمک کو جائے۔ یوسف عادل شاہ بھی یلغار کر کے اپنے لشکر
سے جا ملا اور قاسم برید ترک کو جلد بلا کر ساتھ لیا اور دستور دینار سے لڑنے پر تیار ہوا
دستور دینار اپنے آٹھ ہزار سوار خاصہ و ملک احمد نظام الملک و خواجہ جہان دکنی کے بارہ ہزار
سوار لیکر میدان جنگ میں آیا اور بہادرانہ لڑا مگر شکست پائی اور مقید ہوا۔ بادشاہ
اسے قتل کرتا مگر یوسف عادل شاہ نے سفارش کر کے جان بچا دی اور جاگیر گلبرگہ

دستور دینار کا خود مختار ہونا اور یوسف عادل شاہ سے لڑ کر مقید ہونا۔

دلوا دی اور خود بادشاہ سے رخصت لے کے بیجاپور چلا آیا اور باقی امرا بھی اپنی مسکن کو گئے
سنہ ۹۱۲ھ میں یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی سے کہ ابھی گہوارہ میں جھولتی تھی اپنے
بیٹے شاہزادہ احمد سے بیاہ کی خواستگاری کی اور یہ قرار پایا کہ شادی گلبرگہ میں ہو
محمود شاہ اور عادل شاہ دونوں اس طرف چلے ان حضرت کے آنے سے دستور دینار متفکر
ہوا اس وقت عادل شاہ نے شاہ پاس مخفی پیغام بھیجا کہ میرا اور بادشاہ کی دولت خواہوں
میں دستور دینار کے پرگنات کے سبب سے فاصلہ ہو گیا ہے اگر جناب کو قاسم برید ترک
کا دفع کرنا منظور ہے تو ان پرگنات کو میری جاگیر میں دیدیجئے کہ اس بہانہ سے اپنی فوج
سپاہ وہاں رکھوں کہ بوقت فرصت ایلغار کرکے پہلے اس سے کہ ملک احمد نظام بحری خبردار ہو
قاسم برید ترک کا کام تمام کروں شاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور اس محال پر
تصرف کیا اور قاسم برید کی پناہ میں دستور دینار چلا گیا جب یوسف عادل شاہ کے ساتھ
قطب الملک ہمدانی متفق ہوا تو قاسم برید خائف ہو کر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی
اور ایک اور جماعت امرا ہندی کو ساتھ لیکر اور شاہ کی رفاقت چھوڑ کر الند میں چلا گیا
عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ساتھ لیکر انکے سر پر چڑھا اور گنجوتی میں سخت لڑائی لڑا
اور غالب ہوا۔ امرا منہزم ہو کر اطراف کے قلعوں میں بھاگ گئے جنگ گاہ میں ایک
غالیچہ پر محمود شاہ اور عادل شاہ نے بیٹھ کر یہ قرار دیا کہ سال آئندہ میں نظام الملک بحری
و عماد الملک سے اتفاق کرکے لشکر کشی کریں اور قاسم برید ترک کو مستاصل [illegible] ملک الیاس ایک
لڑائی میں مارا گیا تھا۔ یوسف نے اسکی جاگیر اور اسکا منصب اسکے بڑے بیٹے میاں محمد کو
دیا اور عین الملک کا خطاب پایا اور شاہ کو وداع کرکے دار الخلافہ بیجاپور میں آیا
دوسرے سال یوسف عادل شاہ دستور دینار کے استیصال کے درپے ہوا اور [illegible]
لشکر کشی کی ملک احمد نظام الملک بحری [illegible] کی طرح دستور دینار کی کمک پر پہنچا
یوسف عادل شاہ بیدر چلا گیا اور قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک [illegible]
[illegible] ملک احمد نظام الملک بحری کو اس اندیشہ سے کہ فساد طول نہ کھینچے نزاع کو دور

احمد نگر میں چلا گیا۔ دوسرے سال یوسف عادل نے یہ سوچا کہ نظام الملک سے دوستی پیدا کرکے توسیع
ملک میں سعی کرے۔ اسنے نظام الملک کے پاس ایلچی بھیجا کہ مملکت دکن ایک چھوٹی سی سرا ہے
اسمیں ان سب حکام کی گنجایش نہیں۔ جب تک فرصت ہو آئیے باہم دولت آباد و دیگر
کالنہ و پونا و چاکنہ پر قابض ہوں۔ اور میں قلاع دستور دینار و عین الملک پر متصرف ہوں
اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو بقبضہ میں لے اور قطب الملک ہمدانی ملکات تلنگ پر
متصرف ہو اور تخت گاہ بیدر مع مضافات قلیل کے تمام برید ترک کو متعلق ہو۔ ہم سب باہمی
کمال اتحاد و یگانگی رکھیں اور کوئی جھگڑا نہ ہونے دیں۔ حکام دکن کا حال اس وقت یہ تھا کہ دولت
بہمنیہ میں تزلزل آگیا تھا۔ سوء و ادبار کی لہریں اپنے اپنے استحکام و تقویت میں کوشش کرتے تھے
جو جہاں تھا وہاں اپنی گردآوری میں لگا ہوا تھا اور اپنے سوا دوسرے کو نہیں سمجھتا تھا اور
دوسرے کے آگے سر جھکانا نہیں گوارا تھا۔ چنانچہ دس امیر جدا جدا اپنی اپنی سلطنت جمائے تھے
(۱) یوسف عادل شاہ بیجاپور میں (۲) ملک احمد نظام الملک جنیر میں (۳) فتح اللہ عماد الملک
برار میں (۴) قطب الملک ہمدانی تلنگانہ میں (۵) بہادر گیلانی بیجاپور کی جانب غرب کے
دریائے شور تک پرگنات بزرگ مانند ... و کلہر و کہیر و قلاع متین مثل پنالہ و گووہ اسکے مرنے
کے بعد محمود شاہ بہمنی کے حکم سے یہ ملک السبین عین الملک کو دئیے گئے اسکے بعد اسکے بڑے
بیٹے میاں محمد عین الملک کے لیے مقرر ہوئے (۶) دستور دینار اپنے قبضہ قدرت میں رکھتا
تھا۔ بیجاپور کے جنوبی طرف میں نہر بہیوارہ اور پائے تخت بیدر کے درمیان۔ ان دونوں کو
خارج کرکے اسکے ملک پر یوسف عادل شاہ مالک ہو گیا تھا۔ ملک احمد نظام الملک بحری کے
ہمسایہ میں دو آدمیوں نے علم استقلال بلند کیا تھا (۷) ایک خواجہ جہان دکنی نے دو اسکے بھائی
زین خان نے کہ قلعہ پرینڈہ و شولاپور اور ان دونوں قلعوں کی اضلاع کا مالک تھے دوسرا زین الدین علی
جو کہ پونہ و چاکنہ و چار گونڈہ اور قلعہ دیبا راجپوری پر متصرف تھا۔ قلعہ و ولایت دولت آباد
(۸) دو بھائیوں ملک وجیہہ و ملک اشرف کے پاس تھے اس ولایت کے حکام کو ملک احمد
نظام الملک بحری نے خارج کر دیا تھا جسکا ذکر کیا جائیگا اور برار میں (۹) خداوند خان

خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا مہکر و نومار و کلم و قلعہ ماہور اپنے تصرف میں رکھتا
تھا اسکو عماد الملک نے مستاصل کیا (۱) پائے تخت بیدر میں خود قاسم برید ترک استیلا و استقلال
لکھتا تھا ۔ القصہ بعد رسل و رسائل و قرار و مدار کے یوسف عادل شاہ نے اول فرمان
یمین الملک کی طلب میں بھیجا وہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ بیجاپور میں آیا اور یوسف عادل شاہ
کو اس نے سلام اس طرح کیا جیسا بادشاہوں کو کرتے ہیں عادل شاہ نے بھی اسکو خلعت دیا۔
غرض یمین الملک نے یوسف عادل شاہ کی بادشاہی کو مان لیا۔
اس تقسیم ملک کے قرار و مدار میں دستور دینار اپنی شاہی سمجھتا۔ اس نے امیر برید کو جو اپنے باپ
قاسم برید کا جانشین وزارت محمود شاہ پر ہوا تھا لکھا کہ آپ اپنے باپ کی طرح میری امداد میں
سعی بلیغ اور کوشش فرمائینگے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی مدد کے لیے بھیجا
دستور دینار دریائے بھیما (بہیما) کے کنارہ پر فروکش ہوا تھا۔ خواجہ جہان دکنی اپنے بھائی
زین خان اور پانچ ہزار سواروں سمیت خواجہ دینار سے مل گیا جب اخبار یوسف عادل شاہ
کے کان میں پہنچے تو اس نے وہ خزانہ جو وجیا نگر سے حاصل کیا تھا لشکر میں بیدریغ خرچ کیا
اور سارا لشکر لیکر ملک دینار کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے لشکرگاہ سے ایک فرسنگ
آن پہنچا اور ایک الشو ملازم دستور دینار کے پاس بھیجا کہ وہ اسکو اطاعت و انقیاد کی ترغیب
دے اور سمجھائے کہ وہ یمین الملک کی طرح ہماری اطاعت کرے تو وہ مسند امارت و حشمت پر
متمکن رہیگا اور اگر نادانی اور تبہکاری سے ہمارا کہنا نہیں مانیگا تو ذلیل خوار ہوگا۔
دستور دینار نے اس پیغام کو نہیں مانا اور اس نے چھ ہزار سوار حبشی یوسف عادل شاہ کے
لشکر ہراول سے لڑنے کو بھیجے۔ انہوں نے شکست پائی اور بہت سے ان میں مارے گئے اور
سارے ہاتھی دشمنوں کے ہاتھ میں گئے دوسرے روز صبح کو یوسف عادل شاہ خود لڑنے گیا
سخت لڑائی ہوئی دستور دینار کشتہ ہوا اور لشکر شکستہ۔ غضنفر بیگ بھی اس لڑائی میں
تیر سے زخمی ہوا اور تین روز کے بعد مر گیا۔ یوسف عادل شاہ کو اس رضاعی بھائی کے
مرنے کا از حد رنج ہوا۔ دستور دینار کے تمام ملک گلبرگہ و ساغر و ساگر اور

سارے قلعوں پر قبضہ کیا اور بیجاپور میں آیا۔ جہانگیر و حیدر بیگ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچایا۔ انہوں
نے اس لڑائی میں بڑی مردانگی اور شجاعت دکھائی تھی۔

(یوسف عادل شاہ کا مذہب شیعہ کو رواج دینا)

بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجۂ اعلیٰ پر پہنچا۔ ایک بات جو مدت سے
اسکے دل میں تھی اسکا ظہور ہوا۔ ۹۰۸ھ میں ایک مجلس عظیم ترتیب دی اور مرزا جہانگیر قلی و
حیدر بیگ وغیرہ کو کہ شیعہ مذہب کے امراء تھے سید احمد ہروی اور اسی مذہب کے اور
علماء کو بلایا اور انسے کہا کہ عالم رویا میں آنحضرت نے مجھے مژدہ سلطنت سنایا تھا اور
فرمایا تھا کہ جب تجھے سلطنت نصیب ہو تو حضرت سادات اور اہلبیت کے محبوں کو معزز و
مکرم رکھنا اور مذہب ائمہ عشرہ کو تقویت دینا۔ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ مجھے
بادشاہت کریگا تو مذہب شیعہ کو رواج دونگا اور منابر کو القاب ائمہ معصومین سے زین
کرونگا۔ جس وقت کہ تمراج [illegible] اور بہادر گیلانی نے میری مملکت کے دونو طرف
آشوب و غوغا مچایا تھا اور قریب تھا کہ مملکت میرے ہاتھ سے نکل جائے تو مجھکو اپنے عہد کے
وفا کرنے کا اثر معلوم ہوا تھا اور میں نے واقف الضمائر سے عہد کیا کہ مہمات سے
فارغ ہونے کے بعد مذہب شیعہ کی ترویج میں کوشش کرونگا۔ اب آپ صاحب
اس باب میں کیا کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مبارک ہو بسم اللہ۔ بعض نے حزم و احتیاط کی
شرائط کی رعایت کرکے یہ کہا کہ ابھی سلطنت کی بنا تازی پڑی ہے۔ شاہ محمود
بہمنی کہ وارث ملک ہو، موجود ہے جو پاک اعتقاد سنی ہے۔ ملک احمد نظام الملک بحری و فتح اللہ
عماد الملک و امیر برید سنی موجود ہیں اور سپاہ کے اکثر سردار حنفی مذہب رکھتے ہیں
اسلئے اس امر سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ ایسا برپا نہ ہو کہ اسکا تدارک ہو سکے
یوسف عادل شاہ نے متامل ہوکر کہا کہ جب میں اپنے وعدہ کو ایفا کرتا ہوں تو
خدا تعالیٰ میرا حامی و حافظ ہوگا۔ اسی زمانہ میں ایران سے خبر آئی کہ شاہ اسمعیل صفوی
نے ائمہ عشرہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور شیعہ مذہب کو رواج دیا۔ یوسف عادل شاہ
اس خبر کو سنکر بڑا خوش ہوا۔ روز جمعہ ماہ ذی الحجہ سال مذکور کو مسجد جامع قلعہ

ارک بیجاپور میں حاضر ہوا نقیب خان کہ مدینہ کے سادات عظام سے تھا منبر پر چڑھا اور اذان
میں اس نے ان اشہد علیاً ولی اللہ پڑھایا اور بعد ازان ائمہ اثنا عشر کے نام کا خطبہ پڑھا
اور باقی صحابہ کا نام نکال ڈالا اول شخص یوسف عادل شاہ ہے جسنے کشور ہند میں ائمہ اثنا عشر
کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا۔ باوجود اس حال کے کمال ضبط و ہوشیاری کی تھی
کہ جہاں شیعہ کی یہ مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی حقارت کا لفظ صراحۃً یا کنایۃً
زبان پر جاری ہوتا اس سبب سے شیعوں اور سنیوں کے درمیان تعصب بالکل زائل ہو گیا تھا علماء
مذہب جعفری و فضلاء حضرت حنفی و شافعی شیر و شکر کی طرح ملے رہتے تھے انہوں نے بساط
مباحثہ و منازعت کا تہ کر کے اٹھا رکھا تھا۔ اس بیت کے مضمون پر عمل کیا۔

اگر آن بہتر و این بہتر است ✤ چو مطلق نداند برو بہتر است

مساجد و معابد میں ہر ایک اپنی طرز و آئین کے موافق اپنے اپنے معبود کی عبادت کرتا اور
اپنے مذہب کی فضیلت پر زبان دراز نہ کرتا۔ اکابر درویش و مشائخ اہل یقین و عابدین اس ملک
سجادہ نشین کو کرتے اور اس نظام اور انتظام کو دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ جب یوسف عادل شاہ
نے مذہب شیعہ کو رواج دیا بمقتضاء الناس علیٰ دین ملوکہم بہت سے امرا نے مذہب شیعہ
اختیار کیا بعض ایک سنیوں نے مثل میان محمد عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی
نے کدورت و نفرت کا اظہار کیا قریب تھا کہ وہ فتنہ اٹھائیں کہ یوسف عادل شاہ نے
رفق و ملائمت لکم دینکم ولی دین یا تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا
دین ہے کی آیت انکے خاطر نشان کی اور فتنہ کو دفع کیا۔ سنہ ۹۱۰ھ میں عین الملک بھی منحرف
ہو کر سپہ سالاری سے معزول کیا جاگیر قدیم اسکی لے لی اور اسکی عوض میں پرگنہ
ربکوی بیلگام دیدیا۔ امیران حنفی مذہب کو مطلع کر دیا کہ وہ اپنی اقطاع میں اپنے
طریق پر اذان دین اور کوئی شخص اہل سنت کے مذہب کا مزاحم نہ ہو باوجود اسکے
اس نے حزم و ہوشیاری سے ہر امیر و بہتر و منصب رکھنے کے لئے مخبر مقرر کر رکھے تھے کہ ان کے
حال پر مطلع ہو کر اسکو خبر کرتا رہے۔ اس زمانہ میں ملک احمد نظام الملک بحری نے

اور امیر برید کہ مذہب سنی میں کمال تعصب رکھتے تھے اس معاملہ کے سبب یوسف عادل شاہ
سے رنجیدہ ہوئے اور دو نوں مستعد ہو کر اسکے ملک پر لشکر کشی کی اور اول امیر برید
پرگنہ گنجوتی اور بعض دیگر پرگنات و قصبات پر جو پیشتر و نیار سے لئے گئے تھے متصرف ہوا
ملک نظام الدین نے بیجاپور میں آدمی بھیجکر قلعہ نلدرگ کو کہ ایک حصار کہنہ تھا مانگا۔
یوسف عادل شاہ نے باوجود کہ انتظام سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو سخت جواب
دیا۔ گنجوتی کو جاکر اپنی [illegible] قبضہ میں لایا [illegible] محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم سے تین آدمی
حکام دکن بھیجکر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی و ملک نظام
احمد بحری سے مدد چاہی۔ [illegible] عماد الملک کہ سب میں ایک [illegible] کے بہم [illegible]
رکھتے تھے انہوں نے توحید رکھتے تھے۔ قطب الملک ہمدانی [illegible] شیعہ تھا اور اس
مذہب کا رواج صدا سے چاہتا تھا مگر اقتضا وقت اور ارادے تلنگ کی تکلیف کے سبب
بیدر [illegible] کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک احمد نظام الملک نے خواجہ جہان دکنی
حاکم پرینڈہ و زین خان حاکم قلعہ شولاپور سے اتفاق کیا اور بارہ ہزار سوار اور توپخانہ
لیکر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوئے اور [illegible] الملک سے محمود شاہ بہمنی بھی لشکر تلنگ کے
ساتھ اور امیر برید کی ہمراہ چلا۔ جب جمعیت عظیم ہوئی تو یوسف عادل شاہ نے اپنے بیٹے
شہزادہ اسمٰعیل کو کہ پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور امرا کے ساتھ بیجاپور بھیجا اور
دریا خان و فخر الملک ترک کو گلبرگہ کے انتظام کے واسطے روانہ کیا اور خود عین الملک
گیلانی اور چھ ہزار سوار لیکر بیجاپور کی طرف گیا۔ جہاں گیا ملک تباہ و خاک سیاہ کرکے
اٹھا۔ ملک احمد نظام الملک نے دیکھا کہ میرا ملک برباد ہو رہا ہے تو اس نے شاہ کو مع کل
سپاہ کے ساتھ لیا اور یوسف عادل شاہ کے پیچھے پڑا۔ یوسف عادل شاہ ملک کو غارت
کرتا ہوا دولت آباد گیا اور وہاں سے برار میں آیا۔ فتح اللہ عماد الملک آن حضرت
کے تعاقب سے گھبرا تھا اس نے کہا کہ او ملک احمد نظام الملک حنفی مذہب ہیں دو دین کو
بہانہ بناکے مجھے برباد کرینگے۔ محمود شاہ سے لڑنے کی تاب تو انائی نہیں ہے کہ صلاح و مشورت

یہ ہو کہ یوسف عادل شاہ اپنے کیے سے پشیمان ہوا اور مذہب رفض سے احتراز و اجتناب
کرے اور بظاہر مجھ سے رنجیدہ ہو کر برہان پور چلا جاوے۔ تاکہ مجھے فرصت ہے کہ میں قطب الملک
ہمدانی کی معرفت اس عادل کی اصلاح کروں یہ رائے یوسف عادل شاہ کو پسند آئی اس نے
بیجاپور پر پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنیٰ عشر موقوف ہو کر خطبہ چار یار پڑھا جاوے۔ اور خود عماد الملک
سے بظاہر رنجیدہ ہو کر برہانپور چلا گیا فتح اللہ عماد الملک نے اپنے خویشوں میں سے کسی
ایک کو ملک احمد نظام الملک بحری پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید کو یہ داعیہ ہے کہ عادل شاہ
ٹھکانے لگا کے ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہو جاوے تو وہ پانچ حصہ جو سطح زمین پر بادشاہ
سلطان کی پناہ میں خزانہ ہمیشہ یہی کام کرتا ہے تو کوئی شخص اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا
اگر ولایت بیجاپور اسکو نصیب ہو گئی تو ہم کو اور ہماری اولاد کو دکن میں سکونت ممکن نہ ہوگا
ہم سپاہی ہیں ہمکو دوسروں کے ملت و مذہب سے کیا کام ہے قیامت کو ہر شخص اپنے اعمال
میں گرفتار ہوگا۔ باوجود اس کے یوسف عادل شاہ نے تبرے سے اور افضلیت کے مذہب باطل
سے استغفار کی ہے اور آدمی بیجاپور بھیجا ہے کہ وہ انکے شعار کو منع کرے میرے نزدیک صلاح
یہ ہے کہ بادشاہ کو لشکر کشی کرنے کی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تعلیم نہ سکھائیں اور ہر شخص اپنے
مسکنوں کو چلا جاوے۔ ملک احمد نظام الملک اور قطب الملک ہمدانی نے عماد الملک کی صوابدید سے
آدھی رات کو اپنے ممالک کو کوچ کیا۔ وہ اس جماعت کی ایک سفید تھا۔ جب صبح ہوئی تو شاہ
امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی کو دیکھ حیران رہ گئے۔ فتح اللہ عماد الملک پاس آدمی
بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے لئے مدد طلب کی اس نے ان کو توجیہہ و ذلیت و لعل میں رکھا اور
یوسف عادل شاہ کو مخفی پیغام بھیجا کہ اب وقت مراجعت ہے وہ عماد الملک پاس ہوا کی
طرح اوڑکر آیا۔ دونوں سردار فوجیں آراستہ کر کے شاہ اور امیر برید سے لڑنے کو تیار ہوئے تو مخالف
مضطرب ہو کر سب اسباب چھوڑ احمد آباد بیدر کو بھاگے۔ یوسف عادل شاہ نے شاہ کے لشکر
کو لوٹا اور عماد الملک کو رخصت کیا اور خود بیجاپور میں آیا اور پہلی طرح سے خطبہ اثنا عشریہ
پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے رواج میں کوشش کی۔ عین الملک گیلانی اور کمال خان دکنی

وفخر الملک ترک کو طرح طرح کے الطاف سے سرافراز کیا سید احمد ہروی کو تحفۂ برکات
کے ساتھ شاہ اسمٰعیل صفوی پاس بھیجا۔
سنہ ۹۱۵ھ میں بندر گووہ میں پرتگیزبے خبر چلے آئے۔ یہان حاکم کو غافل پایا وہ قلعہ کے
اندر آگئے۔ بہت مسلمانون کو قتل کیا جب یہ خبر یوسف عادل شاہ کو پہنچی تو وہ
تین ہزار منتخب خیل دکنی و پردیسی ساتھ لیکر بیجاپور سے ایلغار کرکے پانچوین دن
صبح کو قلعہ گووہ پر آیا اور پرتگیزون کو جو دروازہ کے محافظ تھے قتل کیا اور قلعہ کے
اندر داخل ہوا تو پرتگیز جو کمال غفلت مین پڑے تھے بیدار ہوئے اور فرصت پاکر کشتیون
مین بیٹھکر بھاگ گئے اور جنگی اہل آئی تھی وہ مسلمانون کی تلوار تلے آئے گووہ پر مسلمانون کا
قبضہ ہوا۔ بادشاہ نے قلعہ معتمد آدمیون کو سپرد کیا۔
فیراسوز پرتگیز اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ البوکورک نے گووہ پر حملہ کیا۔ یا قوت نے جو
جابجا کا رہنے والا تھا مقابلہ کیا اور آخر کو امیر علی نے ۲ فروری سنہ ۱۵۱۰ھ کو گووہ حوالے
کیا پرتگیزون نے توپون کا ذخیرہ وہان خوب پایا۔ مگر مئی مین کمال خان
جو اسمٰعیل عادل شاہ کا جرنیل تھا پھر یہ شہر محاصرہ کرکے لے لیا معلوم نہین کہ ان دو نو بیانون
مین کون سچا ہے۔
یوسف عادل شاہ نے بیس سال و دو ماہ باستقلال سلطنت کی بیجاپور مین مرض
سوء القنیہ مین مبتلا ہوا سنہ ۹۱۶ھ مین اس جہان فانی سے راہی جاودانی ہوگیا۔
تاریخ وفات اسکی ؎ گفتا نماندہ شہنشاہ عادل۔
شاہ طاہر ہروی جسنے یوسف عادل شاہ کی خدمت مین اپنی عمر عزیز صرف کی تھی وہ
کہتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو روزگار کا تجربہ بہت تھا سخاوت و حلم مین موصوف
شجاعت و عدالت و انواع احسانات مین معروف ۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا
علم عروض و قافیہ مین وقوف رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین سرآمد روزگار تھا طنبورا اور عود خوب
بجاتا تھا۔ اہل فن کا اعزاز و اکرام کرتا تھا۔ ہمیشہ اس کی مجلس مین متقدمین کے اشعار

پرتگیزون کا گووہ فتح کرنا اور یوسف عادل شاہ کا پھر ان سے لے لینا۔

یوسف عادل شاہ کی وفات اور خصائل و عادات

پڑھے جاتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا۔ عیش اور امور طرب کو معظمات امور شاہی کے ساتھ جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت سے غافل نہ ہوتا ہمیشہ ارکان دولت کے عدل و داد امانت و دیانت کی ستائش کرتا تاکہ ان کو ان صفات کی طرف میل ہو اور ان کی نسائم اخلاق سے مملکت کو صفا و طراوت ہو۔ صولت و سطوت میں اور قوی ہیکل ہونے میں ابنا روزگار میں ممتاز و مستثنیٰ تھا حسن و جمال میں کمال رکھتا تھا۔ وہ ایران و توران عربستان و روم میں نامے بھیجکر ہنرمندوں و جوانوں و شجاعوں کو اپنے پاس بلاتا تھا اور انکی تربیت ایسی کرتا تھا کہ وہ راضی و شاکر ہو کر اسکے سایۂ حمایت میں زندگی بسر کرتے تھے قلعۂ ارک بیجاپور کو کہ پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا توڑ کر گچ و سنگ کا بنایا۔

یوسف عادل شاہ ایک دفعہ حوالی پرگنہ اندا پور میں گیا وہاں اسنے سنا کہ امرائے شاہ بہمنی میں مکندراے مرہٹہ اور اسکا بھائی تھا اور لشکر کے قریب ہے وہ جمعیت کی ساتھ بھاگ کر فلاں کوہستان میں چلے گئے ہیں وہ شاہ کے حکم سے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادے لے کر اس جماعت پر متوجہ ہوا انہوں نے اطاعت نہیں اختیار کی تو انپر دست درازی کی سارا اسباب و اموال انکا غارت کیا عیال و اطفال عورت و مرد اسیر کئے انمیں ایک بیٹی مکندراؤ مرہٹہ کی بہن تھی نہایت زیرک و دانا تھی اسکی صورت نہایت خوب حسن نہایت مرغوب یوسف عادل شاہ نے اس عورت کو جو سولہ برس کی تھی مسلمان کر کے نکاح کیا اور بوجی خاتون کا خطاب دیا۔ اس سے چار لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں بیٹا اسمٰعیل تھا۔ تین بیٹیاں تھیں ایک مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجۂ شیخ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی جو محمود شاہ بہمنی کے نکاح میں آئی —

بلحاظ ان لینے سے اسکی سلطنت کی وسعت کا خیال ذہن میں آتا ہے کہ بیاہ کرشنا دریا اسکی مشرقی حد تھی۔ جنوبی سرحد پر تم بیدا ندی تھی اور گودہ سے بنبئی تک سمندر مغرب میں تھا اور خاندیا دریائے نربدا اسکے شمال میں تھا —

	اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ	

یوسف عادل شاہ کی اولاد اور بیوی —

عادل شاہ کی وسعت سلطنت

جب یوسف عادل شاہ دنیا سے اٹھ گیا تو اسکا بیٹا اسمٰعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھ گیا
ابھی اسکی عمر ایسی نہ تھی کہ وہ مہمات سلطنت کا انصرام کرسکتا اسلیئے اختیار امور رعایت
جمہور کمال خان دکنی میر نوبت کو مفوض ہوئے اور تمام کام سلطنت کے اسکے قبضہ اقتدار میں
آگئے۔ کمال خان وزیر دکن سلطان محمود بہمنی کے امرائے کبار میں سے تھا یوسف عادل شاہ
نے اوسکو عہد و پیمان سوا اور دلاسا سے اپنے پاس بلا کر میر نوبت کے منصب سے سرفراز
کیا تھا اور جنگ معراج (مراج) میں نہایت شجاعت و مردانگی ظہور میں آئی تھی جس سے
اسکی عزت زیادہ ہوگئی تھی اور وہ امیران بزرگ میں سے ہوگیا تھا اور یوسف عادل شاہ
نے اپنے مرض الموت کے زمانہ میں وکالت کا عہدہ اسکے پہلے منصب پر اضافہ کر دیا تھا
دریا خان فخر الملک مرزا جہانگیر و حیدر بیگ ورامرا کو موافقت و معاونت کے باب میں
مبالغہ سے وصیت کی تھی اسلیئے ان امرا نے اسکو بزرگ جانا اور مطلق العنان کیا سب
مہمات ملکی و مالی میں اسکی طرف رجوع کرتے کمال خان نے ابتدا میں نیک افعال و اعمال
اختیار کیئے خلفاء کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے شعار کو برطرف کیا وہ خواص و عوام کے
دلون کو ہاتھ میں رکھتا اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم میں تقصیر نہ کرتا اور خاندان
نظام شاہیہ و عماد شاہیہ و قطب شاہیہ و برید شاہیہ سے مدارا و مواسا رکھتا۔ اور جیسے کہ دانا
عاقل کام کرتے ہیں ایسے ہی امور شاہی میں وہ انتظام کرتا۔

گووہ سے جب یوسف عادل شاہ چلا آیا تو پرتگیزون نے قلعہ گووہ کا محاصرہ کیا
اور تھانہ دار کو بہت روپیہ رشوت کا دیکر اسکو اسمٰعیل شاہ کی ابتدا سلطنت میں فتح
کرلیا۔ کمال خان نے پرتگیزون سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ پر اکتفا کریں اور
اسکے قصبات و قریون کے مزاحم نہ ہون۔ پرتگیزون نے اس شرط کا ایفا کیا کہ
سلطنت عادل شاہیہ کے حوالی میں کوئی مزاحمت انہون نے نہین کی۔

اسی سال میں دریا خان و فخر الملک نے انتقال کیا انکے جاگیرین کمال خان نے اپنے فرزندان
اور قرابتیون کو دیدین اور ہر ایک کے واسطے ایک قبہ اور درگاہ بنادی مرزا جہانگیر

میرزا احمد بیگ کی اقطاع میں سے بھی چند پرگنے کتر کر اپنے اعوان و انصار کو حوالے کئے
غرض جو کوئی فوت ہوتا یا کسی گناہ میں متہم ہوتا تو اسکی جاگیریں اپنے منسوبوں کو دیتا
اس طرح اپنی مکنت و قوت کو بڑھا کر فرمان روائی کا سودا ہوا۔ یہ زمانہ ایسا آگیا تھا کہ
شاہان دکن کے امرا اس طرز کو نیک جانتے تھے کہ بادشاہوں کو دور کرکے خود بادشاہ بنیں
ان ہی دنوں میں یہ حرکت دکن کے حکام عظام پر مبارک ہوئی کہ نفر اپنے خداوندوں پر مسلط
ہوئے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی عنان اپنے ہاتھ میں لیتے۔ سب سے اول ان باتوں
کی ابتدا ہیمراج (ہمراج) نے کی کہ راجہ وجیانگر کے راجہ سیورائے کے بیٹے پر استیلا پیدا
کیا اور جب وہ بالغ ہوا تو اسکو زہر دیکر ہلاک کیا اور اسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا آلہ
بنایا اور جب یوسف عادل شاہ سے اس نے ہزیمت پائی تو اسکو بھی مار ڈالا اور اکثر لڑائی کو
طے کیا اور اپنے دل کی تمنا پوری کی قاسم برید ترک نے اور امیر دکن محمود شاہ بہمنی
کو مار کر بتدریج خطبہ و سکہ کو تغیر کرکے اپنے نام کا کیا۔ ان باتوں کو کمال خان اپنی
آنکھوں سے دیکھ چکا تھا تو اس نے یہ سبق سیکھا کہ جب اسکا اسباب شوکت و حشمت مرتب کیا
تو امیر قاسم برید کا متوسل و ہمداستان ہوا اور اس کو پیغام دیا کہ اس آپ کی دوستی نے
ایک طرح کی استعداد شاہی حاصل کی ہے احمد نگر میں ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے اور
فتح اللہ عماد شاہ والی برار بیقصا ہے جوانی عیش و طرب میں مشغول ہے آپ کو چاہیے
کہ اس مخلص کی اعانت کرکے حکام دکن کی سلک میں منتظم کریں اور بندہ کو فرمان بجا لانے
تصور کرکے اپنی توسیع ملک میں کوشش کریں اس سے بہتر فرصت کا وقت پھر نہ آئیگا —
امیر قاسم برید ترک مدتوں سے اس بات کو چاہتا تھا انہیں عہد و پیمان کے بعد یہ بات
قرار پائی کہ قاسم برید تو وہ ولایت لے لے جو مسعود دینار پاس تھی اور باقی ولایت
بیجاپور کو کمال خان دکنی میر نوبت اپنے تصرف میں لائے اور اسمعیل عادل شاہ کو گوشہ
یا سیر وج کرے اور قلعہ شولاپور کہ خواجہ جہاں دکنی کے بھائی زین خان پاس ہے
اس پر بھی کمال خان دکنی متصرف ہو اس مقصد کی ابتدا یوں ہوئی کہ امیر قاسم

بڑھانے کے لیے ہر رقم کو سہ چند کر دیا۔ جو ہزاری تھا اسکو سہ ہزاری کر دیا حکم دیا کہ گورہ راوت کو
نکالدیں گورہ راوت دکنیوں کی اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں کہ جب اس کی ضرورت ہو تو
وہ گھوڑوں پر سوار مسلح موجود ہوں اس اصطلاح میں برگی سوار دکنی و حبشی اس میں موجود تھے
اسلئے اپنے اعوان و انصار کو بلا کر اپنی تخت نشینی کے لیے مشورہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا کہ اس کا
کوئی مانع نہیں ہے جسقدر اس میں جلدی ہو بہتر ہو۔ کمال خان دکنی نے بہت سے نجومیوں کو طلب کیا
اور جلوس کی ساعت کا استفسار کیا۔ نجومی نے بہت تامل کے بعد کہا کہ اس مہینہ کے پندرہ دن
حسب حال نہیں آپ پر بہت سخت ہیں سولھویں روز آپ تخت پر بیٹھیں کمال خان ان نجومیوں کے
کہنے سے ڈر گیا اور قلعہ ارک میں چلا گیا۔ اس سے زیادہ مستحکم کوئی مکان محفوظ نہ تھا اور بخار اور درد سر کا
بہانہ کیا اور حکم دیدیا کہ جسکو کچھ کام ہو وہ میرے بیٹے صفدر خان پاس جائے۔ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ سولہویں
روز اسمعیل عادل شاہ معزول ہوگا اور کمال خان تخت نشین ہوگا

یہ خبر سنکر بولوجی خانم نے یہ تدبیر کی کہ محل میں ایک بڑھیا رہتی تھی وہ کمال خان کو سارے
محل کی خبر جا کر سنایا کرتی تھی اسکو بلایا اور شفقت اور دلسوزی سے کمال خان کی نسبت
محبت کی باتیں بنائیں اور اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ دو تین روز سے بیمار ہے اس سبب سے
میری خاطر مشوش و بیقرار ہے بارہ ہزار ہون لے جا اور اسکے سر پر سے صدقے اتار کر فقیروں
میں تقسیم کر دے جب یہ بڑھیا چلی تو اسکو بلا کر کہا کہ یوسف ترک کا ارادہ حج کا ہے اسکو
ہمراہ لے کر کہلا بھیجیو کہ کمال خان اسکو پان دے کر رخصت کرے اور پروانہ اپنی مہر لگا کے
دیدے کہ کوئی حاکم بندر اسکا مزاحم نہ ہو اور اس خدمت کی عوض میں اس نے بہت سا کچھ
بڑھیا کو دیدیا۔ بڑھیا یوسف ترک کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی۔ کمال خان کی خدمت میں
پہنچی۔ خاتون جہان کی مشفقانہ باتیں اسنے دو ہزار ہون اور ان ہونوں کو تصدق کرنا
اور یوسف ترک کے حج کی اجازت کا ذکر کیا۔ کمال خان بولوجی کی عنایت سے خوش ہوا
بہت خوش ہوا اور یوسف کو بلایا جب وہ اسکو پان دینے لگا تو اس نے ایک خنجر ایسا مارا کہ وہ اسی
وقت مر گیا۔ کمال خان کی ماں نے اس حال پر اطلاع پا کر بڑھیا کو اور یوسف کو

مروا ڈالا۔ اور اپنے آدمیون کو قتل و اضطراب سے منع کیا۔ کمال خان کو زندون کی طرح عرف
قصر مین تخت پر بٹھایا اور خیل و حشم خاصکو قصر کے نیچے کھڑا کیا اور اپنے بیٹے صفدر خان کو بلایا
اور اسکو سمجھایا کہ اسمٰعیل عادل شاہ اور اسکی مان کو قتل کرکے باپ کا انتقام لینا چاہیے اور
تخت شاہی پر جلوس کرنا۔

صفدر خان کی عمر اس وقت پچیس سال کی تھی جو آدمی قلعہ مین موجود تھے وہ اسکے ساتھ
لیے اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ بوبوجی نے یہ گمان کیا کہ یوسف ترک کا کام تمام ہوا اور
کمال خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوگئی اور وہ اسکے درپے ہوا اسکے دفع کرنے کے لیے
مستعدانہ ہمت کی۔ دیوانخانہ کے پہرہ چوکی مین دو سو مغل موجود تھے جنکا افسر [illegible] اور ترک
مین سو دکنی و حبشی بھی تھے ان کو خواجہ سندل خواجہ سرا کو بھیجکر بلایا اور بوبوجی نے پس پردہ
ان کو سمجھایا کہ اسمٰعیل خان کو کمال خان مارنا چاہتا ہے اور خود بادشاہ بننا۔ اس صورت
مین جس کسی کو دولتخواہی اور نمک حلالی منظور ہو حتی المقدور دشمنون کے دفع مین کوشش کرے
اور دشمنون کی کثرت سے اندیشہ نہ کرے۔ عنقریب یاران نمک کے سبب سے انکی جماعت کو تفرقہ
ہو جاویگی۔ جس کسی کو جان عزیز ہو اور وہ اس دولت خداداد کو نہ چاہتا ہو وہ مختار ہے جہان
چاہے چلا جاوے۔ الغرض دو سو مغل اور تین سو حبشی دکنی ازرہ صدق و اخلاص عمارت
شاہی مین داخل ہوئے اور باقی نے بیوفائی کی اور صفدر خان کو جا ملے۔ بوبوجی کے ارشاد سے آغا
محمد اسمٰعیل عادل شاہ نے مردانہ لباس پہنا اور تیر و کمان ہاتھ مین لیے اور شاہزادہ کے
ساتھ پشت بام محل پر کہ بہت مرتفع تھا آئین اور مغلون کو اوپر بلایا اور [illegible]
حوال کیا اس عرصہ مین صفدر خان جمعیت عظیم کے ساتھ نزدیک آیا دروازہ توڑنے کا حکم دیا
مغل تیر پھینکتے تھے اور عورتین پتھر تو قلعہ کے اندر ایک بڑا غوغا ہوا اور مین گھیرا [illegible]
رومی بھاگ [illegible] لیکن [illegible] پیچھے کیا انکو [illegible] ڈال عورتون نے [illegible] کھینچ لیا صفدر
کا ہنگامہ جنگ گرم ہوا تو اسکی مان نے توپخانہ بھیجا ابھی توپخانہ آیا نہ تھا
کہ محل کی عورتون نے مغلون کو چھپا دیا تو صفدر خان نے یہ گمان کیا کہ وہ بھاگ گئے

واقعہ کمال خان کی تدبیر اور صفدر خان پسر کمال خان کا مارا جانا۔

تو انہوں نے دروازہ کو توڑنا شروع کیا۔ اندر سے کوئی مزاحم نہ ہوا۔ صفدر خان خوشی خوشی اندر گیا تو عورتوں کے اشارہ سے مغلوں نے اللہ اللہ کا نعرہ مارکر تیر و تفنگ چھوڑے۔ صفدر خان کی آنکھ میں تیر لگا۔ سراسیمہ ہوکر اس دیوار کے نیچے آیا جہاں اسمٰعیل عادل شاہ کھڑا ہوا تھا اس نے ماں کی اشارہ سے ایک پتھر صفدر خان پر پھینکا جس سے اسکا بھیجا نکل پڑا۔ مخالفوں نے اپنے سردار کو کشتہ دیکھا تو وہ کمال خان کے گھر گئے اسکو مرا ہوا دیکھا تو وہ قلعہ کا دروازہ کھولکر بھاگ گئے۔ اور کمال خان کے دوست آشنا رشتہ دار یہ حال دیکھکر صرصر کی طرح اڑ گئے۔ انھوں نے اپنے کاکا یوسف کو دفن کیا اور بہت روپیہ صدقہ خیرات میں دیا اسکے قتل کے روز ہر سال بادشاہ قبر پر جاتا۔ دوسرے روز انھوں نے تخت پر جلوس فرمایا اور اس ہنگامہ کا حال لکھکر شاہان اطراف پاس بھجوایا۔ ملوجی نے کمال خان کے سب متعلقین کے جرموں کو معاف کردیا اور خلعت نذر دیکر معزز کیا اور جن لوگوں نے اس ہولناک واقعہ میں اسکا ساتھ دیا تھا بقدر حالت ہر ایک پر نوازش فرمائی۔ اور جو سردار کمال خان کے جور و جفا کے سبب دور چلے گئے تھے انکو استمالت نامے بھیجکر بلوایا۔ اس حادثہ عظمی میں انہوں نے قسم کھائی تھی کہ سوا مغلوں کے کسی کو نوکر نہیں رکھونگا۔ اس قسم کو اسنے پورا کیا۔ اپنے عمال اور کارکنوں کو حکم دیا کہ ہماری فتح مغلوں کی بدولت ہوئی۔ دکنی و حبشی و مغل زادہ کو نوکر نہ رکھیں۔ بارہ برس تک اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی۔ مغلوں نے اتفاق کرکے اپنے فرزندوں کے لئے کہا۔ انکی درخواست قبول ہوئی اور یہ بھی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغان نوکر رکھے جائیں۔ مگر حبشی و دکنی کسی طرح نوکر نہ ہوں یہ قاعدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک چلا گیا۔ بعضے ذکر کیا ہے کہ امیر برید نے کمال خان کی حیات میں عادل خان کے بہت سے ممالک اپنے تصرف میں کرلئے تھے۔ کمال خان کے قتل کے بعد مرزا جہانگیر کو جو احمد نگر سے برگشتہ ہوکر یوسف عادل شاہ کی خدمت میں آیا تھا اور اقطاع حسن آباد گلبرگہ پائی تھی اس نے امیر برید کے چارسو آدمیوں کو تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد ساغر جہانگیر کو لے لیا اور ان حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفوں سے پاک صاف کیا

اور امیر برید کے بھائیوں کو کہ دکن میں شجاعت میں مشہور تھے قتل کیا۔ امیر برید اس خبر کو
سنکر زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا۔ محمود شاہ بہمنی کی زبان سے خود اس نے
والیان دکن کو نامے لکھے اور انہیں اس قدر مبالغہ اور الحاح کیا کہ نظام شاہ بحری و سلطان
قلی قطب شاہ و علاء الدین عماد شاہ نے لشکر کمک کے لیے مقرر کیا۔ امیر برید نے ان لشکروں
کے جمع ہونے کے بعد امیر برید سنہ [illegible] بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا جہاں گیا وہاں پائمال
کیا۔ شاہ محمود بھی امیر برید کے ہمراہ تھا۔ اسمٰعیل نے استقبال نہیں کیا اور دم بخود تھا کہ بادشاہ
اللہ پور میں آگیا۔ اللہ پور کو یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کے قریب آباد کیا تھا اور اس نے
محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ جنمیں اکثر مغل تھے
شہر سے باہر آیا۔ ایک سخت جنگ ہوئی۔ امیر برید اور اسکے لشکروں نے ہزیمت
پائی اس بلائے عظیم میں شاہ محمود بہمنی اور اسکا بیٹا شہزادہ احمد اپنے گھوڑے سے گر کر گرفتار
ہو گئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے تواضع کے سبب چند گھوڑے و ہاتھی حاضر کئے اور ان
کو سوار کرا کے چاہا کہ بیجاپور میں لے جائے اور امیر برید کے تسلط سے نجات دلائے۔ مگر
بادشاہ نے یہ بات قبول نہ کی اور اللہ پور میں رہ کر اپنے زخموں کا علاج کیا اور
اچھا ہونے کے بعد بی بی ستی سے جسکی منگنی یوسف عادل شاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی
اپنے بیٹے احمد شاہ کا نکاح کیا اور اسمٰعیل نے بادشاہ کو پانچ ہزار مغلوں کو حفاظت کے
لیے ساتھ کر کے بیدر پہنچا دیا۔ امیر برید سمجھا کہ یہ سوار مجھ سے ہی لڑنے آئے ہیں وہ
اسباب شاہی و خزانہ لیکر اپنے قلعہ کو چلا گیا۔ محمود شاہ بہمنی نے ناچ و رنگ و شراب میں
چند دن بسر کئے۔ جب اسمٰعیل بادشاہ کا لشکر بیدر سے چلا گیا تو امیر برید تین چار
ہزار سواروں کے ساتھ ایلغار کر کے شہر میں آ کر بدستور سابق اپنے سارے
اختیارات حاصل کر لیے۔ محمود شاہ بہمنی کو تو امراء کے تسلط کی خو ہو گئی تھی
وہ چنداں آزردہ نہ ہوا اور جو اسباب عیش و عشرت امیر برید نے مہیا کر دیا
اس پر قانع ہوا۔

سنوات سابق مین شاہان ہند کی خدمت مین شاہ صفوی کے ایلچی آئے تھے۔ رلے وجیانگر اور شاہ گجرات نے انکی تعظیم وتکریم کی اور انکو تحفے دیکر ایران کو روانہ کیا۔ شاہ محمود بہمنی نے بھی ایلچی کو شہر مین بہت عزت کے ساتھ اُتارا تھا اور حسب دلخواہ اُس کو رخصت کرنا چاہتا تھا لیکن امیر برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب سے دو برس تک ایلچی کو رخصت نہ کیا ایلچی نے بہ تنگ ہوکر غائبانہ اسمٰعیل عادل بادشاہ کو شکایت نامہ لکھا اسمٰعیل عادل شاہ نے محمود شاہ بہمنی اور امیر برید کو لکھا کہ ایلچی کو اتنے دنون تک رخصت نہ دینا حسن ادب سے بعید ہے اگرچہ امیر برید کو یہ لکھنا شاق گذرا۔ مگر ایلچی کو رخصت کیا وہ اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس آیا اس نے الہ پور مین اُتارا اور اسکو بندر مصطفےٰ آباد دابل سے روانہ کیا۔ شاہ ایران نے اپنا ایلچی ابراہیم ترکمان کو بھیجا اور اسکے ہاتھ ایک مکتوب ارسال کیا جسمین القاب مجلس السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ تھا لفظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان سے نکلا اسمٰعیل عادل شاہ نہایت شادمان ہوا اور کہا کہ اب ہمارے خاندان مین شاہی آئی اور ایلچی کو بیجاپور مین اوتارا اسوا فقت لباس کے لیے حکم دیا کہ تمام منصبدار وہ سپاہ دوازدہ ترکی کا تاج سرخ سر پر رکھے جو کوئی تاج پوش نہ ہو گا اسکا سلام نہین لیا جائیگا اس سے بارہ گوسفند جرمانہ لیا جائیگا۔ تاکہ وہ شخص دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے اسکے سر پر سے بازار مین دستار اوتار لی اور بازاری آدمی اسکو کچھ برا کہین اس سبب سے کسی مسلمان سپاہی کا یارا نہ تھا کہ بے تاج شہر مین آتا جاتا اور یہ بھی حکم تھا کہ جمعہ اور عیدین کے دنون اور تمام متبرک ایام مین شاہ ہر بر اسمٰعیل شاہ صفوی کے لئے فاتحہ سلامتی پڑھی جاوے۔ یہ حکم ستر برس تک جاری رہا

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ رلے چور اور مدکل دوابہ کو یوسف عادل شاہ رلے وجیانگر کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین لایا تھا مگر کمال خان دکنی کی فساد انگیزی کے سبب اسمراج (رامراج) پھر دوابہ رائچور پر متصرف ہوا ۹۲۱ھ تک اسمٰعیل عادل شاہ کو اسکے استخلاص کی کچھ فکر نہ ہوئی مگر جب اطراف وجوانب سے امرا اُس پاس جمع ہوگئے اور امیر برید کے تصرف سے ممالک کو نکال لیا تو برسات مین قلعہ رلے چور اور مدکل کے

خلاصی کے لئے بیجاپور سے کوچ کیا۔ ہمراج کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ دریائے کرشنا کے کنارہ
پر آیا اور اس نے یہاں پچاس ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادے جمع کئے اسمٰعیل عادل شاہ بھی دریا کے
مقابل سات ہزار تاج پوش سوار و کچھ سات خیمہ زن ہوا باوجود غنیم کی روز کے مقابلہ و مجادلہ کے
اس نے اتفاق کیا جس وقت میں بیٹھ کر بدمست شراب کے وہ چلا۔ ایک ندیم نے نشہ میں دلکش آواز سے یہ شعر
پڑھا ع خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز ۔ پیشتر زانکہ شود کاسۂ سر خاک انداز
بادشاہ نے فوراً بزم عیش مرتب کی اور پری پیکروں کا ناچ شروع کرایا شراب کے نشہ میں
بدمست ہوا۔ اس میں دریا سے عبور کرنے کا فکر ہوا ارکان دولت سے پوچھا کہ اس درنگ کا
سبب کیا ہے انہوں نے معروض کیا کہ تین سو ٹوکرے چمڑے چڑھے ہوئے موجود ہیں باقی اور
چند روز میں موجود ہو جائیں گے۔ غرض وہ اپنی بے عقلی اور نشہ کی حالت میں کشتیوں اور ہاتھیوں پر
دریا سے پار لشکر کو لے گیا اور صف جدال کو گرم کیا۔ دو ہزار آدمی اس کے لشکر میں تھے۔ اور
دشمن کی جمعیت تیس ہزار سوار اور پیادے دو لاکھ سے کم نہ تھے دشمنوں میں سو ایک ہزار آدمی مرد
اور جنگ کے اسپہ لار وجیانگر نے شربت فنا پیا۔ مگر مسلمانوں کا لشکر ضرب توپ و تفنگ اور
آلات آتشبازی سے عاجز ہوا اس کے پندرہ سو آدمی مارے گئے اور جو بچے وہ سراسیمہ ہو کر بھاگے
مجبور تھا کہ دریا سے اتریں انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈالے سیروں بہادر اور امرا ہمراہ گئے
اسمٰعیل عادل شاہ نے ہاتھی دریا میں ڈالے۔ اسمٰعیل کا فیل ... سے پار اترا باقی ہاتھی اور گھوڑے
اور آدمی بحر فنا میں غرق ہو گئے۔ ایسا کمتر تاریخ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بادشاہ لشکر بے صف
اور ایسے قوی خصم کے مقابل میں جا کر ابتر ہوا اور کئی نیک خواہوں کو قتل کرا آپ اس خرابی سے
نجات پائے۔ اسد خان کے مشورہ سے شاہ بیجاپور گیا اور قسم کھائی کہ جب تک قلعہ رائچور و
مدگل کے کنگرہ پر لشکر فتح نہ ہوگا مجلس نشاط کے پاس نہ جاؤں گا۔ اس نے اس قسم کو پورا کیا رائچور
اور مدگل کو فتح کر کے شراب پینا شروع کیا اب اسے وجیانگر کے مغلوب کرنے کے لئے نظام شاہ
بحری کا محبت و وداد ہوا اور سلطان یوسف عادل شاہ کی بیٹی یعنی اپنی بہن کا نکاح
نظام الملک سے کیا قرار یہ پایا تھا کہ صد لاپور جو شولاپور مشہور ہوا اور ساڑھے پانچ

جو زین خان سے لئے گئے ہیں وہ مریم سلطان کے جہیز میں دئے جا ہیں مگر اسمٰعیل عادل شاہ نے
انکے دینے میں توقف کیا اس لئے اس خوشی کا اثر کچھ مرتب نہ ہوا بلکہ دشمنی بڑھ گئی۔

دوسرے سال نظام شاہ نے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے اتفاق کرکے لشکر کشی کی
اور شولاپور میں آکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور امیر برید کو بھی کمک کے لئے بلایا۔ اسمٰعیل شاہ اگرچہ
جانتا تھا کہ دشمنوں پاس چالیس ہزار سوار ہیں مگر وہ دس ہزار سوار لے جا کر لڑنے گیا۔ اور دونوں
لشکروں میں جنگ ہوئی۔ نظام شاہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا۔ اسد خان لاری
نے اسکا تعاقب کیا اور اسکا علم و دولت چھین لیا۔ سارا بنگاہ لوٹ لیا۔ چالیس ہاتھی اور توپخانہ
عادل شاہیوں کو ہاتھ لگا۔ یہ اول لڑائی تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور دولت نظام شاہیہ
کے درمیان ہوئی۔ مابہ النزاع شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنے تھے۔

لڑائی اول نظام شاہ کو شکست

سنہ ۹۳۰ھ میں برہان نظام شاہ بحری نے علاء الدین عماد شاہ سے جنگ کی اور شکست دی
دوسرے سال امیر برید سے متفق ہو کر پہلے شکست کے خبر کرنے کے لئے بیجاپور آیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ
اسی ہزار سوار لے کر لڑنے گیا سخت لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بھی نظام شاہ نے معرکہ جنگ میں
پیٹھ دکھائی۔ اسد خان لاری نے حوالی قلعہ پرندہ تک اس کا تعاقب کیا اور بہت سے ہاتھی
فیل چھین لئے۔

لڑائی دوم

سنہ ۹۳۱ھ میں علاء الدین عماد شاہ سے اپنی چھوٹی بہن خدیجہ سلطان کا نکاح کر دیا جس کے
سبب سے انکے درمیان دوستی و یگانگت ہو گئی۔

نکاح خدیجہ سلطان

سنہ ۹۳۵ھ میں ولایت برہان نظام شاہ پر بہادر شاہ گجراتی مستولی ہوا حسب الالتماس
برہان نظام شاہ کے اسمٰعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون ہمراہ امیرانِ
کے اسکی کمک کو بھیجے۔ جب بہادر شاہ گجراتی دکن سے چلا گیا اور لشکر مذکور نے بیجاپور میں
مراجعت کی تو اسمٰعیل عادل شاہ کو سنایا کہ امیر برید ترک ان امراء سے جو
برہان نظام شاہ بحری کی رفاقت میں لڑائی میں گئے تھے کہتا تھا کہ میری اعانت
کرو تاکہ میں بیجاپور جا کر اسمٰعیل عادل شاہ کو مقید کروں۔ اور ولایت کو برادرانہ

قسمت کرون اس لئے اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر برید کی تادیب کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۳۰ مین برہان نظام شاہ بحری پاس کاردان ایلچی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ امیر برید کے
مکر و کید حد سے زیادہ گذرے آپ خوب جانتے ہین کہ اُس نے کئی دفعہ سلطان قلی قطب شاہ
سے اور وجیانگر کے رایون سے دمساز ہو کر فتنے برپا کئے ہین اور اس مخلص نے تغافل کر کے اس کے
گناہون کو معاف کر دیا ہے لیکن ان ایام مین اسکے دفع شر کو واجبات عقلی و مہمات شرعی
سے جانتا ہون۔ گرگ سے ملائمت کرنی مار سے مدارا کرنا عقل سے بعید ہے۔

قطعہ

نکند از درندگی توبہ	گرگ تا نشکنند دندانش
کے کند مار ترک زخم زدن	تا نکوبند سر بہ سندانش

میری رائے ہے اگر آپ بھی اسکے ہمداستان ہون تو تادیب کی رخصت دیجئے تاکہ
اسکی تنبیہ احسن وجہ سے کی جائیگی اس مدت مین برہان نظام شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کی
امداد کا شرمندۂ احسان تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے خاطر جمع ہوئی نہ
تھی اسلئے اُس کی موافقت کی اور کہا کہ جسمین آپ کی خوشی ہو اسمین میری خوشی ہے
پس ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور گئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ دس ہزار سوار لیکر احمدآباد بیدر
کی طرف دوڑا۔ امیر برید ترک بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ آنکھون سے بھی کم دکھائی دیتا
تھا تاہم بیدر مین اسکا وزیر تھا اس کے مشورہ سے قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی
اور فرزندون کو سپرد کی اور خود قلعہ اودگیر مین چلا گیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے بیدر کو چارون
طرف سے گھیر لیا اور سب سمتون مین نقب مورچے لگائے امیر برید کے آدمی بھی انکو
خوب لڑتے۔ امیر برید کے بیٹے نے بارہ ہزار دکنی مسلح و مکمل کئے اور قلعہ سے نکل کر صف قتال
آراستہ کی۔ اور علی برید کے تین بھائی تھے جنمین سے ہر ایک ایک لشکر کی برابر سمجھا جاتا
تھا انمین سے ایک تو مرزا جہانگیر تھی کی لڑائی مین گلبرگہ مین مارا گیا تھا دو بہادر
لڑکر کام مین آگئے۔ اس اثنا مین اکی طرف سے سلطان قلی قطب شاہ کی افواج شہود

ہوئیں۔ اسد خان لاری ان سے لڑنے کے لئے مامور ہوا سید حسن عرب امیر برید کی
سپاہ کے سامنے سید حسن عرب بجائے خوب جنگ ہوئی۔ اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی۔
دشمن کے چار ہزار آدمی مارے گئے اسد بیگ لاری نے قلعہ کا محاصرہ پہلے سے بیشتر کیا اور
اسکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید اس خبر کو سنکر مضطر ہوا علاء الدین
عماد شاہ سے متوسل ہوا کہ وہ آن کر میری سابق و لاحق تقصیرات کو معاف کرائے۔
علاء الدین عماد شاہ اس سبب کہ ماہری اور ماہور اسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے اس نے امیر برید
کی طلب و اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ بنایا۔ وہ اسمعیل عادل شاہ کی خاطر
سے اودگیر میں جہاں امیر برید تھا نہیں گیا بلکہ لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ پر
اوترا۔ عماد شاہ نے اسمعیل سے ملاقات میں کہا کہ میری غرض یہاں آنے سے صرف آپ
کی ملاقات تھی اب مجھ کو امید ہے کہ امیر برید کے تقصیرات جو اندازہ سے باہر ہیں آپ
معاف فرمائینگے۔ اسمعیل عادل شاہ نے کہا کہ اس جنگ میں میرے قدیمی بہادر بہت مارے
گئے ہیں جبتک میں انکا انتقام نہ لے لوں آپ صلح کے لئے تکلیف نہ فرمائیں بعد ازاں
یہ دونوں بادشاہ ایک ہفتہ تک جشن کرتے رہے پھر عماد شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب
امیر برید نے دیکھا کہ عماد شاہ کی ملتمس نہ ہوئی تو وہ اودگیر سے دوڑ کر عماد شاہ کے
پاس گیا کہ اب جس طرح ہو سکے صلح کرا دے مگر اس نے کہا کہ جبتک حصار احمد آباد بیدر حوالہ
نہ کروگے صلح نہیں میسر ہوگی۔ امیر برید کو یہ بات گراں معلوم ہوئی وہ اپنے لشکر
میں گیا اور قوی دشمن سے نہ ڈرا عیش و طرب میں مشغول ہوا۔ چند آدمیوں کے سوا
کوئی پاسبانی نہیں کرتا تھا سب نوکر ہارے تھکے چین و آرام کرتے تھے جب اسمعیل عادل شاہ
کو یہ خبر ہوئی کہ اپنے لشکر میں امیر برید آگیا ہے تو اس نے اندھیری رات میں اسد خان
لاری کو حکم دیا کہ شب خون مارے جب امیر برید کے لشکر کے حوالی میں وہ آیا۔ اور
کسی متنفس کی آواز نہ سنی تو اس نے چند جاسوس خبر لانے کے لئے بھیجے انہوں نے خبر دی
کہ کوئی شخص حفاظت ہوشیاری سے نہیں کرتا امیر برید اور اس کے پاسبان مست

بے ہوش پڑے ہیں ہم انکی تلواریں اور دستاریں اپنے اس قول کے ثبوت ثابت کرنے کیلئے
لائے ہیں۔ اسدخان لاری پانچ سو سوار اور پچاس پیادے لیکر امیر برید کے دربار میں گیا
وہاں دیکھا کہ شراب کے سبو ہر طرف ٹوٹے پڑے ہیں اور پاسبان بنگ بوزہ و شراب
میں مست ہو کر سو رہے ہیں۔ خود وہ امیر برید کے خیمہ میں گیا وہاں اندر باہر سے
بھی بدتر حال تھا امیر برید پلنگ پر مست و مدہوش پڑا تھا اور کو تولیاں ناچنے والیاں
نے قیمتیں کپڑے پہنیں نہیں سے وہ اوندھے سیدھے پڑے تھے اسدخان اس جہاندیدہ
و حاذق کاردان کی چارپائی اٹھا کر لے چلا اور اپنی فوج میں آیا۔ ابھی آدھی رات
باقی تھی اسنے کہا اگر قتل و تاراج میں مشغول ہوتے ہیں تو مسلمان اور کافر کی تمیز
نہیں ہوگی۔ صبح تک مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر ضائع ہوگی اب گوہر مقصود
ہاتھ آگیا ہے مناسب یہ ہے کہ شبخون نہ ماریں اس کافر کو بادشاہ پاس لیچلیں غرض
وہ امیر برید کے پلنگ کو لے کر چلے رستہ میں اوسکو کچھ ہوش آیا تو اسنے جانا کہ
جن مجھے اٹھائے لیئے جاتے ہیں فریاد مچائی۔ اسدخان لاری نے اسکو تسلی دی کہ یہ
جن کی سپاہ نہیں ہے۔ بندہ اسدخان لاری ہے پھر اسنے تمام قصہ بیان کر کے اس کو
سرزنش و ملامت کی۔ کہ تیرے سر پر دشمن پڑا ہوا ہے تیرا یہی وبال ہوا اس کو
شراب پینے کے کیا معنے ہیں؟۔ اسنے کچھ جواب نہ دیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے دربار
میں پا دست و گردن بستہ پیش کیا گیا اور دو گھنٹے تک دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔
متقدمین و متاخرین کی تصنیفات میں ایسا واقعہ عجیب پڑھنے میں نہیں آیا کہ کسی
شخص صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ میں سے اس حال سے دشمن لیجائیں اور اس کی سپاہ
اور خیل غفلت سے کچھ کام نہ کریں۔ اسمٰعیل عادل شاہ اس سے نہایت آزردہ تھا
اسکے قتل کا اشارہ کیا۔ جلاد تلوار نکالے ہوئے اس کی طرف گیا وہ بہت
گڑگڑایا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے اور تمہارے باپ کی خدمت میں بے ادبیاں
اور گستاخیاں بہت کی ہیں۔ اب میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے

اور اپنے واجب القتل ہونے پر خود گواہی دیتا ہون اگر آپ مجھ جان کی امان دین تو قلعہ
احمد آباد بیدر دیتا ہون جسکے کنگرے پر کسی صاحب قدرت نے ابتک تسخیر کی کمند نہین ڈالی
ہی اور اسکے ساتھ خزانے اور دفینے حوالہ کرتا ہون اسمعیل شاہ نے بحکم العفو زکاۃ الظفر امیر برید
کی بات کو مان لیا امیر برید نے اپنے بیٹون پاس آدمی بھیجا کہ قلعہ حوالہ کردو۔ انہون
نے باپ کو جواب دیا کہ تو بڈھا سترا بہترا ہوگیا ہے چند روز تیری زندگی کے باقی
ہین انکے لئے ایسا قلعہ ہاتھ سے نہین دیا جاسکتا۔ غرض انکی یہ تھی کہ دفع الوقت کرین بیکے
پیچھے باپ پاس ایک معتمد بھیجا کہ اگر اُس کی جان بغیر قلعہ دئیے کسی طرح نہ بچ سکے تو ہم اس
قلعہ کو اس کی جان پر سے صدقہ کرینگے امیر برید دل مین تو مطمئن ہوا۔ مگر ظاہر مین
بیٹون کی شکایات کی تو پھر دوبارہ اسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور مست ہاتھی آیا کہ
اسکے پاؤن تلے اُسے ڈالین تو امیر برید نے کہا کہ مجھے اس بچہ پاس بھیجا کر کہ اکرین کہ مین اپنے
بیٹون سے خود باتین کرون۔ غرض سخن بیٹون سے باتین کرکے اس شرط پر قلعہ حوالہ کرادیا
کہ انکی عورتین اور فرزند دروازہ سے باہر بغیر کسی زدوکوب و تلاشی کے چلی جائین یہ
عورتین اپنے برقعون مین بہت دولت و جواہر شاہان بہمنیہ چھپا کے لیگئین قلعہ مین
اسمعیل عادل شاہ آیا اور شکر الٰہی بجالایا اور شاہان بہمنیہ کی مسند پر بیٹھا۔ شاہزادہ فولاد خان
اور ابراہیم خان کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ پاس بھیجدیا اور جو کچھ
دولت اس کے ہاتھ آئی تھی وہ سب تقسیم کردی۔ اسمعیل عادل شاہ نے بیجاپور مین جاکر
امیر برید کو احمد آباد بیدر اس شرط سے دیدیا کہ قلعہ کلیان قندہار اسکے اہل کارون کو
سپرد کردے۔ امیر برید نے ان قلعون کی کنجیان نہ حوالہ کین تو ۹۳۲ھ مین اسمعیل عادل شاہ
ان قلعون کی تسخیر کا عازم ہوا مگر برہان نظام شاہ کی سفارش سے وہ اس ارادہ
سے باز رہا۔

برہان نظام شاہ و اسمعیل عادل شاہ کی ملاقات

جب برہان نظام شاہ کی سلطان بہادر سے خاطر جمع ہوئی اور خطاب شاہی اور
چتر پایا تو اس نے اسمعیل عادل شاہ کو پیغام دیا کہ بہادر گجراتی نے مملکت برار اور

اچھا یا ہو سپید مجھے دکنے میں بیٹرا وار دولت یہ ہے کہ میرے کو کہنے سے آپ باہر ہوں
حال اور مستقبل کو ماضی پر خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانیں اسمٰعیل عادل شاہ
نے ایلچی کو رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ میدان جنگ میں آئیں۔ غرض برہان نظام شاہ بھی تیس ہزار
سوار اور توپخانہ اور امیر برید کو ساتھ لے کر اسمٰعیل بادشاہ کی سرحد پر آیا۔ اور یہ بھی بارہ ہزار
سوار لے کر اس سے لڑنے گیا اسد خان لاری نے صف جنگ کو آراستہ کیا نہایت سخت جنگ
ہوئی قاعدہ ہے کہ ایک غالب دوسرا مغلوب ہوتا ہے اسمٰعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی پھر
ان دونوں میں آپس میں صلح ہو گئی کہ سلطان قلی قطب شاہ و برہان نظام شاہ بحری و
علاؤ الدین عماد شاہ اپنی اپنی ولایت پر متصرف ہوں اور باہم یک دل و یک زبان رہیں
سنہ ۹۳۸ھ میں اسمٰعیل بادشاہ نے امیر برید کو اپنا طرفدار بنایا اور اسکو ساتھ لیکر تلنگ کو روانہ
ہوا۔ تلکنڈہ و تلنگ کے شہروں و قلعوں میں کہ جو سرحد پر واقع ہیں اسکا محاصرہ کیا۔
سلطان قلی قطب شاہ خود تو اپنی دار الحکومت گولکنڈہ سے نہیں ہلا مگر اہل حصار کی حمایت
کے لیے بہت پیادے اور سوار بھیجدیے۔ اسد خان لاری اور اہل تلنگ کے درمیان
بھی لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ اسد خان کو فتح ہوئی قریب تھا کہ حصار فتح ہو کہ اسمٰعیل عادل شاہ
بیمار ہوا اکلبرگہ کو روانہ ہوا کہ روز چہارشنبہ ۱۶ ماہ صفر سنہ ۹۴۱ھ کو موت آ گئی۔
امیر سید احمد ہروی سے منقول ہے کہ اسمٰعیل بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا وہ اپنی علو ہمت
سے ملک کے دخل و خرچ کو نہ دیکھتا اور [illegible] اغماض کا طریقہ رکھتا۔ کبھی فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔
ہمیشہ علماء و فضلاء و شعراء سے صحبت رکھتا انکی مراعات کو واجب جانتا۔ علم موسیقی و علم شعر
میں مہارت رکھتا۔ وفائی تخلص کرتا۔ کسی نے سلاطین دکن میں سے اسکی برابر شائستہ لطائف
سخن نہیں کہا۔

ملو عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ

اسمٰعیل عادل شاہ کی وصیت کے موافق ملو عادل خان اسکا جانشین ہوا۔ وہ
تخت پر بیٹھتے ہی شر بخبر اور استماع نغمہ میں مصروف ہوا اور بیہودہ بازی میں راتدن

گذارنے لگا وہ کام کرنے لگا کہ بادشاہوں کو سزاوار نہیں ہے ساری خلقت اس سے متنفر ہو گئی
متقی و بزرگ آدمیوں کے پسروں کو خواہی نخواہی پکڑوا بلواتا ایک دن یوسف ترک سخت
دیوان کے بیٹے کو طلب کیا۔ باپ بیٹے کے جانے کا مانع ہوا تو ملو ایسا غضب میں آیا کہ ایک
کو بھیجا کہ اسکے بیٹے کو قہر و جبر سے پکڑ لائیں اور اگر یوسف شحنہ دم مارے تو سر اسکا تن سے
اڑا دیں یوسف شحنہ امرائے تلنج پوش میں سے تھا اس لئے ملو کا آدمیوں کی خوب تادیب کی
عوض یولوجی دادی اور اسد خان لاری اور یوسف شحنہ کی کوشش سے ملو عادل شاہ کھول
ہوا اور ابراہیم عادل شاہ اسکا بھائی فرمان روا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ

لکھتے ہیں کہ ابراہیم عادل شاہ بڑا شجاع تھا اور بے باک ایسا تھا کہ سیل کی طرح نشیب و فراز
نہیں دیکھتا تھا جیسا قہر و غضب میں اسکا شہرہ تھا ویسا ہی حلم و خلق میں وہ بلند آوازہ تھا
جب سے خزانہ شاہی کی کنجی اسکے ہاتھ میں آئی تھی اجل تک لشکر کشی و صف آرائی میں
مشغول رہا ع ملک را گر قرار خواہی داد + تیغ را بے قرار باید کرد + پر اسکا
عمل تھا۔ اس نے وہ نظام شاہیوں سے لڑا اور ہر لڑائی میں وہ موجود تھا اس نے اپنے
باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا خطبہ سے ائمہ اثنا عشریہ کے نام نکال ڈالے اور حضرت امام
ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا طائفہ امامیہ کے شعار کو برطرف کیا تاج دوازدہ ترک کو
اس زمانہ میں سپاہ شیعہ کا شعار تھا اسکو حکم دیا کہ کوئی سر پہ نہ رکھے اور پردیسی امرا میں
سوا اسد خان لاری اور خوش کلامی آقا رکنی اور شجاعت خان کرد کے سب کو موقوف
کر دیا۔ اور امارت سے معزول دکنی و حبشی انکی جگہہ مقرر کئے۔ نظام شاہیوں اور
عماد شاہیوں کی طرح کورہ روا ت کیا
تین ہزار پردیسی نوکر خاصے کہ ہمیشہ ملازم درگاہ رہتے تھے انمیں سے چار سو کو نوکر رکھا
اور باقی سب کو موقوف کیا وہ پراگندہ ہو کر گجرات و دکن و احمد نگر میں چلے گئے

ابراہیم عادل شاہ [illegible]

وہ پراگندہ ہو کر گجرات و دکن و احمد نگر میں چلے گئے۔ ایک اور بڑا تغیر یہ تھا کہ حساب کتاب و دفتر
جو فارسی زبان میں تھا اوسکو موقوف کیا اور اسکی جگہ مرہٹی میں حساب مقرر اس خیال سے
کیا کہ تمام دہات کے محاسبین اور مال کے کاموں کے افسروں و خزانچیوں کی زبان مرہٹی
تھی۔ اس بادشاہ کے عہد کا واقعہ عظیم یہ ہے کہ سنی و شیعہ کے باہمی فساد کے سبب مرہٹوں کا
اقبال چمکا۔ ہندو بالکل احمد نگر و بیجاپور کے شاہوں کے ایسے مغلوب ہو گئے کہ سر نہیں اٹھا
سکتے تھے۔ انکا راج دیہات کا انتظام اور رعیت بنگیا تھا۔ مگر مرہٹوں کی ملازمت
پر مسلمان اعتماد کرتے تھے یوسف عادل شاہ نے بارہ ہزار پیادوں کا افسر ایک مرہٹی
کو مقرر کیا۔ بعد اسکے ان کو دیسیوں میں ملازمت کے صیغہ میں بڑا حصہ ملا مسلمان انکو
برگی کہتے تھے۔ انکے لڑنے کی وضع ایسی تھی کہ وہ دشمنوں پر تاخت و تاراج خوب کرتے
تھے۔ رات کو دشمنوں کے لشکر میں چوروں کی طرح جاکر جانداروں کی جانوں کا نقصان
بہت کرتے تھے۔ اس بادشاہ نے بہت دفعہ دشمنوں کی غارت گری کے لیے انکو بھیجا تھا
رامراج والی وجیانگر بھی آدمیوں کو بھیجکر اکثر مغلوں کو بہتال کے ساتھ اپنے پاس لاتا تھا

ابراہیم عادل شاہ کی عہد سلطنت میں وجیانگر کی سلطنت تہ و بالا ہوئی۔ اس میں
بڑی بڑی سازشیں اور بہت خونریزیاں ہوئیں جنکی داستان بڑی ہولناک ہے اس میں
وہ انقلاب ہوا جو ہندوؤں کی سلطنت میں اکثر ہوتا ہے کہ راجہ کے خاندان سے دوسرے
کے خاندان میں سلطنت منتقل ہوتی ہے نہایت قدیم زمانہ سے ایشیائی شاہی خاندان میں
بلا کی مار چلی آتی ہے کہ انکی سلطنت آپس میں ہوتی اور ایک دوسرے کے خون کے
پیاسے ہوتے ہیں اور وہ سلطنت کو برباد کر دیتے ہیں۔ کبھی آپ ملک کے مالک ہو جاتے
ہیں۔ کبھی غیروں کو مالک بنا دیتے ہیں۔

دیورائے کا وزیر تما (تیما) تھا۔ جب دیورائے مر گیا تو اسکا بیٹا کوئی اتنا بڑا نہ تھا کہ
وجیانگر کے راج کا کام کاج کر سکتا۔ تما نے اسکے ایک چھوٹے بچے کو تخت پر بٹھایا اور اسکے نام
سے خود سلطنت کرنے لگا۔ جب اس لڑکے میں سلطنت کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تو اوسکے

بیجانگر کی سلطنت میں انقلاب ۔ ۱

دیورائے کا وزیر ۔ ۲

مار ڈالا۔ اسی طرح تین بچون کو بعد ایک دوسرے کے تخت پر بٹھایا اور گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ کسی کا مقدور نہ تھا جو کچھ دخل دیتا۔ ثماکی مٹھی میں سارا خزانہ تھا سپاہ پر وہ حکمران تھا۔

اس اثنا میں ثما نے اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیوراے کی بیٹی سے کیا جس سے رامراج کو تخت نشینی کا حق ایک طرح کا پیدا ہوا۔ ثماکی ساری سازشوں کا جزو اعظم یہ امر ہوا آخر کو رام راج راجہ ہوا۔ اور بھاگے تارک مکانوں میں بکنیا۔ دون کا قتل ہوا شاہی خاندان کے تمام ذکور قتل ہوئے۔ گرساد و لوح نربل اور ایک بچہ جس کی ننھیال اس خاندان میں تھی بچ گئے۔

رام راج تخت پر بیٹھ گیا اور کوئی اسکا مانع و مزاحم نہیں ہوا۔ اگر وہ امرا اور اعیان سلطنت کے ساتھ وہ سلوک برتتا جو راجاؤن کو چاہیے تو عمر بھر راج کرتا مگر اسکا دماغ ایسا آسمان پر چڑھا کہ امرا کے ساتھ نخوت سے پیش آیا۔ جس سے انکو ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ انہون نے اس غاصب کو معزول کر کے راجہ کے خاندان میں سے کسی کو راجہ کرنا چاہا۔

اب رام راج کی سلطنت اور جان دونو معرض خطر میں آئین اس نے اپنے تئین اس طرح بچایا کہ امرا کی درخواست کے موافق راجہ کے خاندان میں سے ایک بچہ کو تخت پر بٹھایا اور لڑکے کے ماموں کو جسکا نام سوج نربل راج تھا اور جنون سے خالی نہ تھا اتابک کے درجہ پر مقرر کیا اور اس طفل کی پرورش اسکے سپرد کی اور اس سے عہد و پیمان کر لیے خود اس نے امراے سرکش کو تباہ کیا اور کوئی اثر انکا باقی نہیں رکھا اور اپنے غلامون میں سے ایک کو قوی کر کے بیجانگر اور راے ناد کو اسکے حوالے کیا اور خود ان بلوون کے استیصال میں مصروف ہوا جو اسکی شاہی کے مانع تھے اور آراستہ سپاہ لے کر اطراف ممالک میں گیا اور کئی ایک سرکشوں کو مستاصل کیا۔ ان اطراف کے حصارون میں سے ایک حصار کا محاصرہ کیا محاصرہ کو طول ہوا جو روپیہ ساتھ لایا تھا وہ سب اوٹھ گیا اس لیے اپنے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکھ ہون وہ بھیجدے۔ غلام نے جو خزانہ کھولا تو اسکی آنکھیں کھل گئیں کہ وہان جواہر اور خزانے بے شمار نظر آئے۔ دل میں اس نے علم بغاوت بلند کیا اور سپاہ

ابھی بالے کو گھر سے نکال کر راجہ بنایا اسکے ماموں اور بھوج ترمل راج کو اپنے ساتھ متفق کر کے
اپنے تئین وزیر بنایا اور تجمل و حشم کے تیار کرنے مین مشغول ہوا۔ وہ رائے کہ رام راج
سے خائف تھے بہت جلد آن کر وارث ملک سے مل گئے۔ بیجانگر مین ایسا جمعیت عظیم کی
بھوج ترمل راج نے اس غلام کو اس بہانہ سے مارڈالا کہ وہ رام راج کا یار و مددگار ہے
اعتماد کے قابل نہین ہے رام راج سے صلح چاہتی ہے۔ رایون نے آپس مین پڑ کر یہ تجویز
کی کہ پائے تخت بیجانگر جو رائے کی اولاد پاس ہے وہ بہ دلایت کہ رام راج کے تصرف مین
بالفعل ہے وہ اس پاس رہے اسپر رام راج دم بخود ہو رہا۔ رائے ابھی ابھی ریاستون کے
لئے رائے ترا وکے دیوانہ ماموں کو سروری کا خبط ہوا اسنے خواہرزادہ کا دم گھونٹ
کر مارڈالا اور خود مسند شاہی پر جو بیٹھا اور غرور و نخوت کو اپنا پیشہ بنایا اور چھوٹون بڑے
امیرون کے ساتھ بدمعاشی شروع کی۔ امرا نے اس سے متنفر ہو کر رام راج سے ابواب
دوستی کشادہ کئے اور اسکے آنے کی درخواست کی۔ جب بھوج ترمل راج کو اس امر کی اطلاع
ہوئی تو اسنے پچاس لاکھ ہون نقد اور تحائف ابراہیم عادل شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور
کمک کی التماس کی اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا۔

۹۴۲ھ مین ابراہیم عادل شاہ بیجانگر کی طرف روانہ ہوا۔ رام راج نے ابراہیم عادل شاہ
کی لشکر کشی کا سبب معلوم کر کے مکر و تزویر سے یہ تدبیر کی کہ ایک نامہ بھوج ترمل راج
کو لکھا جسمین اپنی اطاعت کا اور دینے کی پشیمانی کا اظہار کیا تھا اور یہ پیغام تھا کہ اگر سپاہ
اسلام اس مرز و بوم مین قدم رکھیگی تو انکے گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے ہمارے گھر
بار سب ویران ہوجائینگے اور شاہان بہمنیہ کے زمانہ کی طرح سب امیرون اور غریبون کے
گلے اسیر و دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ معتمد آدمی ابراہیم عادل شاہ پاس
بھیجکر مراجعت کے لئے التماس کرو اسکے بعد بندہ آئندہ فرمان بری کے لئے موجود
ہے بھوج ترمل راج بھی اسکا با ور تھا۔ وہ رام راج کے دم مین آگیا اور چوالیس لاکھ ہون
نقد اپنے وعدہ کے موافق ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر معاودت کی التماس کی

ابراہیم عادل شاہ کی غرض فقط ہوج ترمل راج کی رفاہیت تھی اس لئے اسنے مبالغ مذکور
لیکر مراجعت کی ابہی وہ دریاے کرشنا سے اترنے نہ پایا تھا کہ رام راج اور کل امرا نقض عہد
کرکے باد و برق کی طرح بیجانگر میں آتے اور تمام اندرونی خیل حشم کو جو شہر کی محافظت کرتے
تھے بعض کو طمع زر دیکر اور بعض کو تہدید کرکے ہوج ترمل راج سے برگشتہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ
اسکو گرفتار کرکے انکے حوالہ کریں تاکہ اس سے راے زادہ کے خون کا قصاص لیا جاے - اس
صورت میں ہوج ترمل راج نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اور فرار کی راہ مسدود ہے تو
اسنے تمام گھوڑوں کی کونچیں کاٹیں اور ہاتھیوں کو اندھا کیا۔ جواہر جو از قسم یاقوت و
الماس و زبرجد وغیرہ قرنوں کے اندوختہ تھے چکیوں میں انکو پیس کر ریزہ ریزہ بنایا اور خاک میں
ملایا جو وقت دروازہ بانوں نے دروازوں کو کھولا اور رام راج شہر میں آیا ہوج ترمل راج
نے اپنے سینہ میں خنجر مار کر اپنے تئیں ہلاک کیا تو رام راج بے منازعت بیجانگر کے تخت پر بیٹھا

ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال پر آگاہ ہوکر اسد خان لاری کو تمام لشکر کے ساتھ
قلعہ ادونی کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اس اثنا میں رام راج کا بھائی وینکٹادری سوار اور
پیادے لیکر اسد خان لاری کے مدافعہ کے لئے آیا۔ اسد خان محاصرہ چھوڑ کر اس سے
لڑنے گیا۔ حرب و ضرب کے بعد اسد خان نے معرکہ سے عنان موڑی اسکا تعاقب سات
فرسنگ تک دشمنوں نے کیا اتنے میں رات ہوگئی لشکر منہزم کے لشکر سے ایک فرسنگ پر
وینکٹادری آن کر سو رہا کہ اسد خان لاری نے چار ہزار سوار لیکر اسپر شبخون مارا -
اول دشمنوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر مسلمانوں کے تیروں کی ضرب سے
دشمنوں نے فرار پر قرار اختیار کیا - بیجانگریوں کے بڑے ہاتھی وینکٹادری کے زن و
فرزند وغیرہ اسد خان کے ہاتھ لگے - وینکٹادری نے اپنے پراگندہ سوار و پیادہ جمع
کرکے اسد خان کے لشکر سے چند فرسنگ پر اپنا خیمہ گاہ بنایا اور اپنے عریضہ میں کیفیت
واقعہ لکھکر رام راج پاس بھیجا کمک طلب کی اسنے لکھا کہ ابھی مجھے اطراف کے راجاؤں
سے فرصت نہیں ہے جس طرح تجھ سے ہوسکے اسد خان لاری سے صلح کرکے اپنے

زن و فرزند کو خلاص کرلے۔ غرض اسنے اسد خان سے صلح کرلی۔ ابراہیم عادل شاہ نے لکھوڑ
ہاتھی جو لڑائی میں ہاتھ لگے تھے وہ اسد خان لاری کو دیدیئے اور اسکے قدر و جاہ کے پایہ کو
بلند کیا۔ اس سے یوسف شحنہ دیوان کو منصب وکالت اور میر جملگی رکھتا تھا اسکو اسد خان
لاری پر رشک و حسد پیدا ہوا اُسنے بادشاہ سے خلوت میں عرض کیا کہ اسد خان
لاری اتحاد و یگانگی کے سبب برہان نظام شاہ سے اخلاص رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ
قلعہ بلگوان (بلگام) [illegible] اسکو نت کر [illegible] ساتھ گوش ہے۔ ابراہیم عادل شاہ نے جھوٹ
سچ کی تحقیق نہیں [illegible] بات کو یقین کر لیا اور [illegible] کہ شاہزادہ علی کی ختنہ میں
اسکو بلگوان سے بلا کر مقید کرنا چاہیئے مگر یہ بات کھل گئی جب اسکی طلب کا فرمان
جاری ہوا تو اسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور نہ آیا تو پھر اسکے مسموم کرنے کا ارادہ ہوا
اسکا اثر بھی کچھ مرتب نہ ہوا پھر یوسف ترک شحنہ کو بلگوان کے ہمسایہ میں جاگیر دی گئی
کہ بوقت فرصت وہ اسکو تزویر و حکمت سے اسیر و دستگیر کرے۔ غرض اس طرح اسد خان
لاری اور یوسف ترک شحنہ میں سخت جنگ ہوئی جسمیں اسد خان لاری کا پلہ بھاری
رہا۔ یوسف ترک شحنہ ابتر و پریشان بھاگا۔ اظہار التفات کے لیئے ابراہیم عادل شاہ نے
یوسف ترک شحنہ کو مقید کیا اور اسد خان لاری کو لکھا کہ اس کی بے ادبی سے ہماری
خاطر نہایت آزردہ ہے۔ تم اسکو جو چاہو سزا دو۔ اسد خان لاری معاملہ سے خبر
رکھتا تھا اس نے لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی ہے امید عفو ہے۔

۹۳۲ھ میں برہان نظام شاہ امیر برید کو ہمراہ لیکر احمدنگر سے چلکر جوالی پرندہ میں
خواجہ جہان دکنی سے ملا اور ساڑھے پانچ پرگنے زین خان کے کہ شولاپور کے تحت میں
تھے عادل شاہیہ آدمیوں کے قبضہ سے نکالے گئے اور خواجہ جہان دکنی کے آدمیوں کے
حوالے کیئے جب برہان نظام شاہ بلگوان (بلگام) کے حوالی میں آیا تو اسد خان چھ
ہزار سواروں کے ساتھ اس سے لڑا جس سے برہان نظام شاہ منتشر ہوا اور اسنے خارج
کی آگ مملکت عادل شاہیہ میں بھڑکائی۔ علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان لاری کی

اسد خان لاری کی [illegible]

برہان نظام شاہ کی [illegible]

مصافی ابراہیم عادل شاہ سے لڑائی وہ اس پاس چلا گیا۔ سلطان ابراہیم نے اسکو گلے لگایا اسکا منصب جاہ زیادہ کیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ امیر برید کا انتقال ہوا۔ شاہ طاہر نے واسطہ بن کر صلح کرا دی نظام شاہ نے ساڑھے پانچ پرگنے شولاپور کے عادل شاہیوں کے حوالے کئے اور ہر ایک اپنے مقام کو چلا گیا۔

نظام شاہ ثانی

سنہ ۹۴۵ھ میں ابراہیم عادل شاہ نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ برہان نظام شاہ شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنوں کے نکلجانے کی غیرت کے مارے استراحت اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اسنے رامراج و جمشید قلی قطب شاہ سے لطائف الحیل کے ساتھ اتفاق کیا اور علی برید اور خواجہ جہان دکنی کو ساتھ لیا اور ساڑھے پانچ پرگنوں پر متصرف ہوا قلعہ شولاپور کا محاصرہ کیا اور ولایت کی سرحد کو خراب کیا۔ کئی دفعہ ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ کو شکست دی جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک سے ولایت بیجاپور پر لشکر کشی کی اور پرگنہ کاکنی میں ایک حصار نہایت مستحکم بنا کے ولایت گلبرگہ تک بیدر متصرف ہوا اور قلعہ تیگیر کا محاصرہ کیا۔ ویسے ہی برہان نظام شاہ کی ولایت سے رامراج اپنے بھائی وینکٹادری کو سپاہ گران کے ساتھ قلعہ رائچور کی تسخیر کے واسطے تعین کیا۔ ابراہیم شاہ نے دیکھا کہ اسکی مملکت کی کشتی چار موجہ بلا میں گرفتار ہوئی سب سمتوں سے طوفان بلا آ گھیرا تو بحر حیرت میں غوطہ کھایا۔ اسد خان لاری کو بلگان (بیلگام) سے بلا کے پوچھا کہ حقیقت میں برہان نظام شاہ دشمن ہوا اور سب اسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوئے ہیں۔ اول برہان نظام شاہ کے فتنہ کا انتظام کرنا چاہیے پھر اوروں کے دفع کرنے کا علاج کرنا چاہیے۔ برہان نظام شاہ کا علاج یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنے جو باعث نزاع ہیں اسکو دیدئے جائیں پھر نہایت فروتنی اور تواضع کے ساتھ ایلچی رامراج کو بھیجنا چاہیے اور پھر اور رایوں پاس بھی تحائف ایلچیوں کے ہاتھ بھیجنا چاہیے کرناٹک کے سلاطین تھوڑی تواضع سے بہت خوش ہو جائینگے اور دوستی کا دم بھرنے لگینگے خصوصاً رامراج کہ جسکا اپنا ملک ابتک خلل سے خالی نہیں۔ اور اطراف کی سلطنتوں سے

بازار سیاست کو گرم کیا اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ شہزادہ عبد اللہ مشکل سے بھاگ کر
بندر گووہ مین گیا اور پرتگیزون سے پناہ مانگی انہون نے اسکی عزت و احترام مین کوشش کی
ابراہیم عادل شاہ کسی ظاہری تقصیر بغیر اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور سمجھا کہ یہ سب مفسدے
اتفاق سے ہوئی ہین۔ اس پاس پروانہ التفات وغیرہ بھیجنی کی جو رسم تھی اسکو برطرف کیا۔
اسد خان لاری نے یہ عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجا۔

ع چہ شد چہ شد کہ بدینسان رمیدۂ از من ✤ چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدۂ از من

اس بے اعتنائی کا سبب کیا ہے اور اس بے التفاتی کی وجہ کون ہے ع

گر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن ✤ ور نہ بے موجب نشاید دوستان آزردنی

ارباب غرض نے جو کچھ میری تقصیرات کو آپ کے کان تک پہنچایا ہے مین ہر ایک بات کو
سہو و خطا اعتراف کرون۔ مگر تہمت سے متحیر ہون اور گرگ یوسف کی طرح بے گناہ ہون جو کچھ
وہ میری نسبت کہتے ہین نہ وہ میری زبان پر گذرا نہ میرے دل مین آیا نہ میرے عقیدہ مین
ہے مضرت اعداسے بچنے کے لیئے بندہ اپنے حصن مین رہا اور حضور کی خدمت مین نہ حاضر
ہوا اس بات کو کوتاہ نظر آدمیون نے میری حرامخوری سمجھا اگر حضور بر اہم ولطف سے مجھے
حاضری کے لیئے اشارہ فرمائین تو مین دشمنون کی مخذولی و شرمندگی کے لیئے حضور کی خدمت
مین حاضر ہون ابراہیم عادل شاہ نے پھر اسپر التفات کیا اور اسکے متعلقین کو اچھی طرح
بحال رکھنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ عبد اللہ کا فساد دگر ہوا جسکے سبب انکے بھیجنے مین التوا ہوا
شہزادہ عبد اللہ کا قصہ اس طرح ہے کہ جب وہ بھائی کے جلا وغضب سے بھاگ بندر گووہ
مین گیا اور پرتگیزون نے اسکو اپنے سر پر بٹھایا تو بیجاپور کے بعض آدمیون کے اغوا سے انکے
برہان نظام شاہ بحری و جمشید قطب شاہ سے خصوصیت پیدا کی اور مدد کی التماس کی
وہ ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان لاری کی رنجش سے واقف تھے یہ اسکے معزول کرنے
اور شہزادہ عبد اللہ کے نصب کرنے پر متفق ہوگئے۔ اور ولایت بیجاپور پر متوجہ ہوئے
اور پرتگیزون نے ہاں آدمی بھیجکر شہزادہ عبد اللہ کو بلایا کہ بیجاپور کے تخت پر بٹھائین پھر ان

کہ سیف عین الملک نے کہا کہ جس فوج میں چتر ہو اس سے لڑنا نہیں چاہیئے تو ایک سید معز و
مرتضیٰ انھون نے کہا کہ چتر جنگ نہیں کرتا اس نے لڑنے کے لیے گھوڑا اٹھایا اور دشمن کو
شکست دی اور ابراہیم عادل شاہ کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑی کہ رام راج کو ساٹھ لاکھ
ہون تحفہ بھیجیں۔ اسنے اپنے چھوٹے بھائی وینکٹادری کو دشمنون کے دفع کرنے کے لیے بھیجا
سیف عین الملک نے اسپر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ وینکٹادری کو جب یہ ارادہ معلوم
ہوا تو اسنے سب چھوٹے بڑون کو حکم دیا کہ ایک پارچہ چوب جسکا طول ساڑھے دس گز ہو لیکر
اسکے سرے پر لتے تیل میں بھگو کر لگاؤ اور رات کو جسوقت غوغا برپا ہو سب چوبون کو روشن
کردیں۔ سیف عین الملک کو اسکی خبر نہ ہوئی اوسنے صلابت خان کو اور دو ہزار سوارون کو
لیکر شبخون مارا تو بیجانگریون نے ان لکڑیون کو روشن کرکے رات کا دن بنا دیا اور ہزار آدمیونکو
مارا اور سیف عین الملک و صلابت خان کو بھگایا۔ سیف عین الملک لشکر نظام شاہیہ کی طرف
انہیں دنون میں ابراہیم عادل شاہ امراض متضاد۔ ناسور۔ بواسیر۔ ذرب الامعاء۔
تپ مطبقہ۔ دوران سر میں گرفتار ہوا جس طبیب کے علاج سے کچھ اثر مرتب نہ ہوتا اسکو
مار ڈالتا۔ اس سبب سے یہان تک نوبت پہنچی کہ اسکی ولایت کے سارے حکیم جلاوطن ہو گئے
اور دوا فروشون نے اپنے پیشہ کو ترک کرکے دکانیں بند کردیں وہ دو سال تک بیمار
رہا ۹۶۵ھ میں مرگیا۔ اس کی شاہی ۲۴ سال چند ماہ تھی اسکی اولاد میں دو بیٹے
علی و طہماسپ تھے۔ علی ولیعہد تھا اور طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا۔ ایک
بیٹی مہتاب بی بی علی برید کی زوجہ اور دوسری بیٹی ہدیہ سلطان مرتضیٰ نظام شاہ
کی منکوحہ تھی۔

ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ باپ کا مذہب چھوڑ کر شیعہ سے سنی ہوا تھا۔ علی عادل شاہ باپ
کا مذہب ترک کرکے سنی سے شیعہ ہوا وہ باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا۔ وہ بیجاپور
سے باہر جہان بادشاہ ہوا تھا وہان قصبہ شاہ پور آباد کیا۔ اسنے دادا پر دادا کے

طریقے کے موافق خطبہ ائمہ اثنی عشری کا پڑھوایا اور اذان میں لفظ علی ولی اللہ کا بڑھایا
اور ولایتوں سے علما و فضلا اور ارباب کمال کو بلایا اسکو باپ سے ورثہ میں خزانہ
ڈیڑھ کروڑ ہون کا ہاتھ آیا تھا وہ تھوڑے دنوں میں خلق کو دیدیا۔
اول سال جلوس میں اس نے قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہیون کے ہاتھ سے نکالنا
چاہا اسلئے اس نے رام راج سے اتحاد کو ایسا بڑھایا کہ جب رام راج کا بیٹا مرگیا تو اسکی
تعزیت کے لئے خود گیا۔ ۹۶۵ھ میں بیجاپور میں واپس آیا اور حسین نظام شاہ پاس ایلچی
بھیجکر پیغام دیا کہ دونوں قلعے شولاپور اور کلیان کے عنایت کیجیے اور دوستی و اتحاد کو محکم
کیجیے۔ نہیں تو میرے لشکر کے کوچ سے رعایا خراب ہوگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔
حسین نظام شاہ نے اس پیغام پر درشت سخن کہے۔ علی عادل شاہ نے اپنے علم کا رنگ زرد
تھا اسکو نظام شاہیون کی طرح اسکا رنگ سبز بنایا اور ۹۶۶ھ میں رام راج کو کمک کیلئے
بلایا۔ احمد نگر کی طرف اس نے کوچ کیا۔ حسین نظام نے قلعہ کلیانی دیکر علی عادل شاہ سے
صلح کرلی۔ رام راج اور علی عادل شاہ اپنے اپنے دار الملک کو چلے گئے۔ حسین نظام شاہ نے
قطب الملک سے اتحاد پیدا کیا تو علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے استعانت لی اور
وہ پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لیکر بیجاپور کو چلا۔ قطب الملک کا قاعدہ تھا
کہ وہ جانب غالب کا طالب تھا وہ رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا۔ یہ دیکھکر
حسین نظام شاہ احمد نگر کو چھوڑ کر بھاگا۔ علی عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا تو وہ جنیر میں
چلا گیا۔ تینوں بادشاہوں نے احمد نگر کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف ملک غارت کرنے
کیلئے آدمی بھیجے۔ بیجانگر کے ہندوؤں نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اکھیڑا اور جلایا
مساجد میں گھوڑے باندھے اور انکی چھتوں کو جلایا۔ مصاحف کو جلایا۔

نظام شاہیون سے لڑائیان

ابیات

ہمہ شہر و بازار احمد نگر	شد از صدمہ قہر زیر و زبر
ہمہ کشتہ شد خلق چار پاے	نماند اندران شہر چیزی بجاے

محاصرہ نہایت سختی سے ہوا۔ محاصرین نے خوب اسکا مقابلہ کیا۔ وہ اس امید مین تھے کہ
برسات دشمنون کو پرے ہٹا دیگی۔ انکی امید پوری ہوئی کہ جب مینھہ برسنے لگا تو
آذوقہ اور غلہ مین کمی ہوئی۔ قطب شاہ محصورین کی مدد غلہ سے کرتا تھا۔ علی عادل شاہ
نے محاصرہ کو چھوڑا اور پانچ چھہ منزل چلا تھا کہ کشور خان نے بیجانگر کے ہندون کا استیلا
دیکھ کر علی عادل شاہ سے کہا کہ شولاپور کا محاصرہ اس وقت مناسب نہین ہی اس لئے
کہ اگر وہ مفتوح ہوگا تو یقین ہے کہ رام راج ہمکو نہین دیگا بلکہ وہ ملک مین طمع کرکے
فتنہ عظیم اٹھائیگا بہتر ہوگا کہ شیخ عزیمت کرکے نلدرک مین قلعہ نہایت مستحکم بنائین
اور اسکے استظہار سے بتدریج قلعہ شولاپور کو فتح کرین۔ علی عادل شاہ نے اس تجویز
کو مان لیا اور قلعہ کی دیوارین گچ و سنگ سے برسات مین بنائین اور اسکا نام شاہ درک
رکھا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو رخصت ہوئے۔

دفعہ اول مین عادل شاہ نے جو حسین نظام شاہ بحری سے تنگ آکر رام راج
سے مدد طلب کی تھی تو یہ عہد تھا کہ عداوت دینی کے سبب سے اہل اسلام کو
مضرت جانی نہ پہنچائین اور مستورات دستگیر نہ کرین اور مساجد کو خراب نہ کرین مومنون
کے ننگ و ناموس کے متعرض نہ ہون لیکن اسکے خلاف ان سے ظہور مین آیا۔ احمد نگر
مین ہندون نے مسلمانون کی تخریب و تعذیب مین اور انکی حرمت کی ہتک مین کوئی
دقیقہ نہین چھوڑا جسکا اوپر بیان ہوا۔ انہون نے مسجدون مین اترکر بت پرستی
کی۔ باجے بجائے گانے گائے۔ علی عادل کو یہ باتین ناگوار ہوتین مگر انکے منع
کی قدرت نہ تھی وہ تغافل کرتا تھا سوائے اسکے رام راج مسلمان بادشاہون
کو جزو ضعیف جانتا تھا انکے ایلچیون کو اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اگر عنایت کرکے انکو ملاقات کو بلاتا تو بیٹھنے
نہین دیتا تھا۔ انکو خود سوار ہوکر پیدل یا بر رکاب کچھ دور لے جاتا تھا۔ اور بہت
انتظار کے بعد انکو سوار ہونے کا حکم دیتا دوسری دفعہ جب لشکر کا کوچ نلدرک
کی طرف ہوا ہے تو رام راج کے سپاہی مسلمانون سے استہزا اور تمسخر کرتے تھے

اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب وہ تم بھدرہ پر آیا تو اسنے اپنی سپاہ کثیر
ونیکنا دری کے ماتحت عادل شاہیہ و قطب شاہیہ ممالک کی تسخیر کے لئے بھیجی اس وجہ
سے کہ دونو نظام شاہ کو اپنا دشمن جانتے تھے اور اسکی مقاومت کی طاقت نہین
رکھتے تھے ناچار ہر ایک نے اپنے ملک کا کچھ حصہ اسکو دیا اور نہایت فروتنی کے ساتھ
صلح کی علی عادل شاہ نے تو وارث اتگیر اور باگری کوشاہ دیکر صلح کی اور ابراہیم
قطب شاہ نے قلعہ کویل کنڈہ اور بابچل اور گھنپورہ ونیکنا دری کو دے کر سر پر سے بلا کو
ٹالا۔ رام راج کا استیلا بڑھتا گیا اور وہ عادل شاہیہ ملک کو دباتا رہا۔ علی عادل شاہ
انتقام کے درپے ہوا خردمندان صاف رائے اور وزرائے عقدہ کشا مثل محمد کشور خان
و شاہ ابو تراب شیرازی نے معروض کیا کہ آپ نے جو بیجانگر کے ہندوؤن کے زیر کرنے
کا ارادہ کیا ہے وہ عین صواب ہے لیکن یہ بات جبتک نہین بنیگی کہ اہل اسلام شاہان
دکن باہم اتفاق نہ کرینگے رام راج پاس لشکر و حشم بہت ہو اور اس کی مملکت کا محصول
سانبند گاہون سے اور بہت سے قلاع و بلاد سے قریب بارہ کروڑ ہونون کے آتا
ہے اور اسکی صولت و سطوت لوگون کے دلون مین بیٹھی ہوئی ہے ایسے شخص سے تنہا
مقابلہ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ان بادشاہون کے درمیان آپس مین ایلچی
دوڑے اور سب کے نزدیک یہ امر مسلم ہوا کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت
و اتحاد کو مسلوک رکھین تاکہ قوی دشمن کے ہاتھ سے بچین اور سلطنت محفوظ رہے
اور کرناٹک کے سارے راجہ جو بیجانگر کے رائے کے مطیع ہین انکا دست استیلا ممالک اسلام
کے دامن سے کوتاہ ہوا اور بہت قوی اور دلیر رام راج کے شر سے رعیت کو جو
خدا کی امانت ہے محفوظ رکھین وہ بار بار اس ملک مین آکر نہایت خیرہ ہو گیا ہے
غرض سب نے اسپر اتفاق کیا حسین نظام شاہ بحری نے علی عادل شاہ سے اپنی
بیٹی چاند بی بی کا نکاح کیا اور قلعہ شولاپور جہیز مین دیا۔ غرض شاہان دکن مین
باہم اتحاد پر قسم و عہد ہو گیا۔ اب علی عادل شاہ نے رام راج پاس ایلچی بھیجکر

پرگنہ انیگری و ناگرکوٹ اور قلعہ رائے چور و مدکل کو طلب کیا۔ رام راج نے ایلچی کو درشتی سے
بیجانگر سے نکالدیا تو علی عادل شاہ نے حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ و علی برید
کو ہمراہ لیکر جہاد کا ارادہ کیا ۹۷۲ھ مین وعدہ کے موافق چارون بادشاہون نے
حوالی بیجاپور مین ملاقات کی اور ۲۰ ماہ جمادی الاول کو یہان سے لڑنے کے ارادہ سے
کوچ کیا اور کئی روز مین تالی کوٹ مین پہنچے۔ اس لڑائی کا نام مسلمانون کی تاریخ مین
تالی کوٹ کی لڑائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر بادشاہون کا قصد مقام یہان تھا
ورنہ لڑائی کرشنا کے جنوبی کنارہ پر یہان سے بیس کوس پر واقع ہوئی ہے۔ راجے
بیجانگر کو ان سلاطین کے اتفاق کی اور انکے آنے کی خبر ہوئی تو اصلا اسکو تزلزل
نہ ہوا اور کوئی بات فروتنی کی زبان پر نہ لایا۔ بلکہ ان کے ساتھ جنگ کو بہت
آسان کام سمجھا۔ اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھیون اور
ایک لاکھ پیادون کے ساتھ بھیجا کہ آب کرشنا پر پہنچ کر گھاٹون کو بند کرے اور پھر پیچھے
بھائی وینکٹادری کو بہت لشکر کے ساتھ روانہ کیا انہون نے اہل اسلام کے گذرنے
کے لئے گھاٹون کو روکا۔ رام راج نے اطراف کے رایون کو اپنے ساتھ لیا۔ اور
سپاہ بیکران کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہر معبر پر دیوار کھینچکر آتشبازی لگا رکھی تھی۔ اہل
اسلام نے یہ تجویز کی کہ اپنے مقام سے تین منزل پرے ہٹے تو ہندوؤن نے جانا کہ وہ
کسی اور معبر سے عبور کرینگے تو وہ اپنے مقام سے ہٹ کر انکے سامنے آئے۔ مسلمانون
نے پھر کر اس معبر سے جہان سے گئے تھے عبور کیا اور یہان سے پانچ کروہ پر رام راج
کا لشکر تھا وہان لشکر اسلام آیا شاہان اسلام نے دوسرے روز بارہ علم بارہ
اماموں کے کھڑے کئے اور صفین باصفا آراستہ کین میمنہ مین علی عادل شاہ وغیرہ
مین علی برید و ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے زیب و زینت
دی اور آتشبازی کے ارابون کا ذخیرہ باندھا اور قاعدہ و دستور کے موافق
جنگی فیلان مست کو جا بجا کھڑا کیا۔ رام راج نے بھی صف آرائی کی میمنہ مین تمراج کو

ابراہیم قطب شاہ کی برابر کھڑا کیا۔ اور میسرہ مین وینکٹادری کو علی عادل شاہ کو مواجہ
مین مقرر کیا اور قلب مین خود حسین نظام شاہ بحری کے روبرو کھڑا ہوا اور دو ہزار ہاتھی اور
ایک ہزار ارابہ توپخانہ کو جا بجا ترتیب و قاعدہ سے لگایا۔ جب دوپہر ہوئی سنگھاسن پر
رام راج بیٹھا جب سب لوگون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کہا تو اسنے کہا کہ ان بچہ
اطفال مین سواری اسپ کی احتیاج نہین ہو یہ جماعت اب بھاگتی ہی غرض بہم
اسلام و ہنود کے لشکر تیغ و تیر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے لڑائی نے
کئی پلٹے کھائے۔ مگر آخر کار مسلمانون کو فتح ہوئی اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ کر
لایا اور نظام شاہ نے اسکا سر اڑا دیا۔ رام راج کا لشکر بھاگا مسلمانون کے لشکر نے اسکا
تعاقب کیا۔ اس قدر ہندوؤن کو مارا کہ کئی کوس تک زمین انکے خون سے سرخ ہوگئی اور
بیجانگر سے دس کروہ تک اسکا پیچھا نہ چھوڑا اس قدر زر و جواہر ہاتھ آیا کہ بحر و کان کی طرح
اس لشکر اسلام مستغنی و بے نیاز ہو گیا ہر شخص کو غنیمت مین جو کچھ ہاتھ لگا تھا وہ
اسکو دیدیا۔ مگر ہاتھی اس سے لے لیا گیا۔ بعضون نے تھانے لکھ کر اطراف مین تا سعدون تک
بھیجدیئے حوالی بیجانگر تک لشکر اسلام نے جا کر بڑی بڑی عمارات کو مسمار کیا اور بتخانون
اور کاشانون کو ڈھا کر زمین کا ہموار بنایا۔ بہت سے بلاد اور قریون کو ویران کیا بعد
ازان وینکٹادری برادر رام راج جو معرکہ سے جان سلامت لے گیا تھا اور ایک کونہ مین
چھپا ہوا تھا اس نے آدمی بھیجکر اپنی زاری اور عاجزی کو ظاہر کر کے تمام قلاع و بقاع
عادل شاہیہ و قطب شاہیہ واپس کئے اور نظام شاہ بحری کو اس طرح خوش کیا یہ تینون
نے اپنی مسند دولت کو مراجعت کی۔

غرض سنہ ۹۷۲ھ مین سے تالی کوٹ پر ایسی لڑائی ہوئی کہ اس نے دکن مین ہندوؤن کی
سلطنت کو مردہ کر دیا۔ بیجانگر کا راج پھر نہ بنا۔ اس مین یہ شکست کبھی نہ آئی کہ
وہ مسلمانون کی سلطنت کی مزاحمت کرتا۔ بیجانگر ایسا خراب اور ویران ہو گیا
تھا کہ وینکٹادری نے اسکی تعمیر مین مصلحت نہین کی اور شہر پنکنڈہ مین اپنا دار السلطنت

سیزر فریڈرک جو شہر وجیانگر مین اس لڑائی کے دو برس بعد آیا وہ یہ بیان کرتا ہے کہ راماراج کو جو شکست ہوئی تو اسکا سبب یہ تھا کہ دو مسلمان سپہ سالارون نے عین ہنگامہ جنگ مین اس سے دغا کر کے اُلٹے اسے لڑنے لگے (ان سردارون کا نام نہ بتانا اس بیان کو پایہ صداقت سے گراتا ہے) شہر کو چھ مہینے تک مسلمان لوٹتے رہے اور سب جگہ گڑے ہوئے خزانے ڈھونڈھتے رہے۔ مکان کھڑے تھے مگر خالی تھے دار السلطنت وجیانگر سے پن کنڈہ مین منتقل ہو گیا تھا۔ شہر مین باشندون کا پتا نہ تھا وہ بن مین چلے گئے تھے۔ شہر کے گرد ملک مین چورون کا ایسا غلبہ ہو گیا تھا کہ سیزر فریڈرک کو مجبوری چھ مہینے وجیانگر مین مدت مقررہ سے اور زیادہ رہنا پڑا۔ جب وہ گوہ کو چلا تو اسکو ہر روز چورون کو کچھ بھینٹ دینی پڑتی تھی۔

سیزر فریڈرک کا بیان

راماراج کی وفات کے سو برس بعد وجیانگر کی تاریخ کو برہمنون نے بالکل معکوس کر دیا انھون نے ایسی کہانیان گھڑ دین جنمین مسلمانون کی فتح کا کہین ذکر نہین اور بلکہ یہ بیان ہوتا ہے کہ وجیانگر کے راجے وہ ملازم تھے اور اسکے حکم سے اپنی اپنی ریاستون مین حکومت کرتے تھے انمین سے ایک ہاتھیون کا دوسرا گھوڑون کا تیسرا پیلون کا چوتھا چھتر کا سردار تھا۔ مگر آگے اسکی کچھ تفصیل نہین ہے۔ یہ بھی عجیب [illegible] بے تکی کہانی ہے۔

برہمنون کا بیان

حسین نظام شاہ دکنی فوت ہوا اسکا ولیعہد بڑا بیٹا مرتضی نظام بحری جانشین ہوا علی عادل شاہ کو فرصت ملی کہ وہ جنوب مین اپنی سلطنت کو وسعت دے وہ ایک سپاہ لیکر قلعہ اناگندی کی طرف چلا تاکہ اناگندی مین تراج بسر راماراج کو پن کنڈہ مین مسند نشین کرے اور وینکٹادری کو معزول کرے جو قوی ہو کر راماراج کا جانشین اسکے بیٹے کو محروم کر کے ہو گیا تھا یون اپنا مطلب حاصل کرے کہ اناگندی کو حاصل کرے اور وجیانگر پر خود متصرف ہو وینکٹادری کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے مرتضی نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایون کو لکھا کہ یہ

ممالک حسین نظام شاہ بحری نے مجھے عنایت کی تھی مگر اب علی عادل شاہ اسکی طمع کرتا ہی
اور چاہتا ہے کہ خود لے لے۔ اب میں امیدوار ہوں کہ آپ حمایت کرکے دستگیری
فرمائیں اور اس بلا سے چھڑائیں۔ خونزہ ہمایوں نے باستصواب ملا عنایت اللہ مرتضیٰ
نظام شاہ کو لیکر بیجاپور کی طرف لشکرکشی کی اور جاکر محاصرہ کرلیا۔ ناچار علی عادل شاہ نے
اسکندری سے بازگشت کی اور بیجاپور میں چلا آیا جسکے سامنے دشمن کا لشکر موجود تھا۔
چند روز تک اس شہر سے باہر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار خونزہ ہمایوں نے مصلحت دیکھی
اور بیٹے کو لیکر احمدنگر چلی گئی۔

دوسرے سال ۹۷۳ھ خونزہ ہمایوں کے التماس سے علی عادل شاہ نے نظام شاہ کی تحریک
پر کی ولایت پر لشکرکشی کی اور اس ملک کو لوٹ مار کرکے بیجاپور میں آیا اور اس شہر
ایک حصار کی اینٹ اور سنگ سے بنانے کی بنیاد کی۔ محمد کشور خان کے اہتمام سے وہ تین سال
میں تمام ہوا۔ اس سبب سے کہ خونزہ ہمایوں کی حکومت سے اور اسکے بھائیوں کی
بے اعتدالیوں سے نظام شاہ کی سلطنت کی رونق شکستہ ہوئی تو علی عادل شاہ کو
بعض ممالک نظام شاہیہ کی ہوس ہوئی۔ محمد کشور خان کو اسد خان لاری کا منصب علم دیا۔
اس علم پر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی اور ۹۷۴ھ میں اسکو بیس ہزار سواروں کے ساتھ
سرحد نظام شاہیہ کی طرف مامور کیا۔ اس نے سرحد پر بعض پرگنات قصبہ کہنج تک قبضہ کیا۔
امرائے نظام شاہی اسکی مدافعت کے لیے آئے۔ انکو اس نے قصبہ کور میں شکست دی اور
یہاں پرگنات کے ضبط کے لئے ایک قلعہ نہایت مضبوط بنایا اور اسکا نام دھارور (دھارور)
رکھا اور اسکو توپ و ضرب زن و بان و تفنگ سے بھر دیا اور اس مملکت سے دو سال کا
محصول اٹھایا اور قلاع و بقاع کی تسخیر میں کوشش کر رہا تھا۔ ناگاہ مرتضیٰ نظام شاہ ۹۷۶ھ
میں اپنی ماں کے استیلاء سے خاطر جمع کرکے دفع مضرت پر متوجہ ہوا۔ محمد کشور خان نے قلعہ کو
آلات آتشبازی سے درست کیا۔ عین الملک اور انکس خان و نور خان کو علی عادل شاہ
نے اسکی مدد کے لئے بھیجا تھا وہ ان سے متفق ہوکر اسباب رزم کے تہیہ میں مشغول ہوا۔

لیکن یہ جماعت کمال نامردی سے یا نفاق کے سبب جیسا کہ محمد کشور خان کا تھا بغیر لڑے متفرق
ہو گئی۔ اور محمد کشور خان نے کہا کہ ہم کو مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے جنگ کرنے کی تاب نہیں
ہم احمد نگر میں جا کر پایۂ تخت نظام شاہیہ میں خلل ڈالتے ہیں تا کہ مرتضیٰ نظام شاہ مضطر
ہو کر قلعہ داری سے ہاتھ کھینچے اور ہمارے پیچھے دوڑے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے قسم کھائی
تھی کہ وہ رکاب سے پاؤں نہیں اتاریگا۔ جبتک قلعہ نہیں فتح کر لیگا۔ اس نے قلعہ پر تیروں کا
مینھ برسایا۔ ایک تیر محمد کشور خان کے لگا اور اسی وقت ہلاک ہوا اور قلعہ مرتضیٰ کو ہاتھ
لگ گیا اور علی عادل شاہ سے اس نے اپنے تمام پرگنے چھین لئے۔ خواجہ میرک دبیر
اصفہانی کہ جسکو آخر میں خطاب چنگیز خانی ملا وہ عین الملک اور نور خان کی جانب احمد نگر
آیا۔ اس نواح میں سخت جنگ ہوئی جس میں خواجہ میرک فتحیاب ہوا اور عین الملک قتل
اور نور خان دستگیر ہوا اور لشکر ابتر ہو کر بیجاپور میں آیا۔ اس سال میں عادل شاہ کو
لشکر کو صدمہ عظیم پہنچا اور اس کی تمام سعی و کوشش نابود ہو گئی۔

انہیں مہینوں میں علی عادل شاہ نے قلعہ گووہ کی استخلاص کے لئے اور پرتگیزوں کے
برباد کرنے کے لئے کوچ کیا بہت سے آدمی مارے گئے اور بے نیل مرام بازگشت کی
شاہ ابو الحسن کی رہنمونی سے قلعہ ادونی کی تسخیر کا عازم ہوا اور انکس خان کو آٹھ ہزار سوار
اور پیادے و توپ خانہ دیکر اس طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کا والی رام راج کی
طرف سے تھا مگر وہ خود مختار صاحب سکہ ہو گیا تھا وہ مدافعت کے درپے ہوا۔ کئی
دفعہ انکس خان سے لڑا۔ لڑائیوں میں مغلوب ہوا۔ ناچار وہ قلعہ میں گیا اور حصار
جب محاصرہ کو طول ہوا تو امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ یہ قلعہ ایک قلہ کوہ پر واقع تھا۔
بہت رفیع و وسیع تھا۔ خوشگوار پانی کے چشمے اس میں تھے پہلے کے آبا وا
سے جو تخت وجانگر پر راجہ قدیم بیٹھتا تھا وہ شاہان اسلام کے خوف سے اس کا
استحکام کرتا تھا چنانچہ اسکے گیارہ حصار تھے۔ علی عادل شاہ اس قلعہ کو فتح کر کے اور
قلاع و بقاع کی تسخیر میں لگا اور خواجہ میرک چنگیز خان سے سرحد پر اس نے

موافقت کرکے یہ قرار دیا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری تو ولایت برار پر متصرف ہوا اور
علی عادل شاہ ممالک بیجانگر ملک برار کی مقدار کے موافق اپنے تصرف میں لائے۔
تاکہ ایک دوسرے کی ولایت باعتبار وسعت کے زیادہ نہ ہو جائے۔

سنہ ۹۸۱ھ میں قلعہ ترکل کہ پہلے کرشن دیو رام راج کے عمال میں اسکے ہاتھ سے نکل
گیا تھا اور رام راج کے مرنے کے بعد وجیانگر کے ایک سپاہی ونکٹی لیسو راے نے اسکو
اپنے لئے فتح کیا تھا سات مہینے کے محاصرہ کے بعد ونکٹی لیسو راے نے قلعہ کو اور
اپنے تئیں حوالہ کیا علی نے اسکو بہت عزت سے رکھا پھر شاہ قلعہ دھاروار کی تسخیر کا
عازم ہوا یہ کرناٹک کے مشہور قلعوں میں سے ہے اس وقت رام راج کے ایک
امیر کے پاس تھا جیسا کہ پہلے ... قلعہ ... کو دیا تھا اور اب اس نے بہت قوت
و شوکت حاصل کی تھی مصطفیٰ خان اردستانی امیر جملہ وکیل السلطنت تھا اسکی سعی سے
چھ مہینے میں یہ قلعہ فتح ہو گیا اور بادشاہ نے سات مہینے یہاں قیام کرکے اسکے حواشی و
حوالی کو باغیوں کے خس و خاشاک سے پاک کیا اب مصطفیٰ خان کی تحریک سے بادشاہ نے
بنکاپور کی تسخیر کے لئے جنبش کی یہاں رام راج کا قبول دار ویلپ راے حاکم تھا جس نے
قلعہ بنکاپور پر قبضہ پاکر قلعہ جات ... کو ... کرکے زمینداروں کو اور ان قلعوں کو اپنا
محکوم بنا لیا تھا تو وہ بادشاہ کے آنے کی خبر سنکر قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنے بیٹے کو
ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادے جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا تاکہ فرصت کے
وقت لشکر اسلام کے آگے پیچھے تاخت کرکے انکے پاس غلہ اور آذوقہ پہنچنے نہ دیں اور ملکانا
برا اور رام راج کو عریضہ لکھوا ان کو بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیٹے جو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کی اس سے نادم و پشیمان ہوں اور اپنے گناہ کا مقر و معترف ہوں اس
وقت کہ بادشاہ اسلام بنکاپور کی تسخیر کا عازم ہوا ہے اگر اب میرے جرائم کو معاف
فرمائیں اور خود میری امداد کو اس طرف آویں یا بالفعل اسلحے کبار کو میری کمک کے لئے
بھیجیں تو یقین ہے کہ سپاہ اسلام کی دستبرد سے میں امن میں ہوں اور میں عہد کرتا ہوں

کر اسکے بعین ہمیشہ مطیع رہونگا اور کبھی نافرمانی نہین کرونگا اور ہر سال فلان مقدار کا مال
خزانہ مین داخل کرتا رہونگا دیکشادری نے جواب دیا کہ تو رام راج کے مقربون مین سے
تھا تیرے جو سرکشی و تمرد کی شامت سے اور امرا کی مخالف اور سرکش ہو کر ملک پر متصرف
ہوئے شاہان اسلام نے بلدہ بن کندہ (بلکنڈری) اور چندرگری مجھے دئے ہین جن کے
حفظ و ضبط سے عاجز ہون - اگر تو چاہے کہ سونے چاندی و جواہر و مروارید دینے سے
صلح ہو جائیگی تو ہمین قبول نہ کرنا اور اگر صلح کسی صورت سے منظور ہے تو تجھے چاہئے کہ جس طرح سے
بن سکے جوالی و حواشی کے رایون کو اپنے سے بیزار اور ناخوش کرے اور وہ تیرے ساتھ
کے ساتھ اتفاق کرکے وقت ہوئے مسلمانون کے لشکرگاہ کے گرد تاخت و غارت کرکے
انکو چین نہ لینے دین اور راتون کو اپنے پیادون کو چورون کے طور پر انکے لشکرگاہ مین
بھیجین کہ جوان کو انسان حیوان ملے اسکو کنارون سے بیجان کرین پس اس
باب مین فرامین ان رایون کے نام لکھے ہین جو تیرے ہمسایہ ہین ... رہتے ہین
اگر وہ انکو مانینگے تو تیری تقویت اور مدد مین سعی کرینگے فہو المراد وہ اپنے لئے کام کرینگے
ورنہ یقین ہے کہ قلعہ بنکاپور چھین جانے کے بعد ارباب اسلام اور قلعون کو تسخیر کرینگے
اگرچہ اس جواب سے سب کو ملال طاری ہوا لیکن بضرورت کے سبب سے اس نے
وارث ملک کے ارشاد کے موافق قلعہ جرہ - چندرگری اور قلعون کے رایون کو اپنے
ساتھ متفق کیا کہ ایک جتھے کی ہیبت نہج مذکور کے موافق عمل مین لائین - اس سبب سے
عادل شاہ کے لشکر مین غلہ کا قحط ہوا ہر رات کو فریاد و چیخ کر چورون نے ان
آدمیون کو مارا کرنا ایک کے پیادے کہ رات بھاگی کچھ تدبیر نہین کرسکتے تھے اور تھوڑے تھوڑے
کی طرح مین برہنہ ہوتے تھے اور اپنے بدن پر تیل ایسا ملتے تھے کہ کوئی انکے بدن کا
پھسلنے کے سبب سے پکڑ نہین سکتا تھا جہان انکو فرصت ملتی وہ جاکر گھوڑون اور
آدمیون کو جو سامنے آتا قتل کر ڈالتے اور ... بھاگ جاتے ہر چند شاہی لشکر کے آدمی
انکے شر کو دفع کرتے مگر کامیاب نہ ہوتے - محاصرہ اٹھنے کو تھا کہ ناگہان نے قحط کا

اور چورون کا علاج اس طرح کیا کہ امرائے برگی کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا
کہ وہ دشمن کے لشکر کے مقابل ہو کر کسی کو لشکر اسلام کی راہون کی مزاحمت نہ کرنے دین۔
اور آٹھ ہزار سپاہی لشکر مین ایک ایک کر کے فاصلہ پر مقرر کر دیئے کہ جہان تک طاقت بشری ہو
لشکر کی محافظت مین قیام کرین۔ اور کہین غفلت کے سبب سے چور لشکر مین گھس آئے تو جو اور
لشکر مین غل غپاڑہ ہو تو کسی چور کو زندہ باہر نہ نکلنے دین رات کو کوئی سپاہی لشکر
سے باہر نہ جاتا۔ جو چور لشکر مین داخل ہوتا وہ جان سلامت باہر نہ لے جاتا۔ اسطرح
چورون کی شرارت سے بالکل عافیت ہوئی اور مخالف کے لشکر کے آسیب سے نجات ہوئی
اور غلہ اور لشکر کی تمام ضروریات اطراف و جوانب سے اس قدر آئین کہ سب چیزون کی
نہایت ارزانی ہو گئی۔ ایک سال تک مرا برگی اور سیر طلب اور اورا اور رائیون سے سخت
لڑائیان ہوتی رہین۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ ارباب اسلام خاطر جمع کر
قلعہ کو گھیرے رہے۔ ہر روز لشکر قلعہ کے ابواب دخول و خروج کے بند کرنے مین تقصیر نہین
کرتے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشبازی مین کچھ کسر نہین رکھتے۔ اس اثنا مین سیر طلب اجل طبعی
سے مر گیا۔ اس سبب سے اہل قلعہ دل شکستہ ہو گئے اور طلب غمناک ہوا محاصرہ پر سترہ
مہینے گذر گئے۔ ذخیرہ مین کمی ہوئی۔ ان حدود کے رہنے والے بھی بہ تنگ ہو کر اپنے اپنے گھر
چلے گئے۔ اہل حصار نے شاہ سے جان و مال و اہل و عیال کی امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔
جب کرناٹک مین گیا بادشاہ قلعہ مین آیا اس نے اذان بطریق مذہب امامیہ دلوائی
اور بتخانہ عظیم توڑ کر اسکی جگہ مسجد کی بنیاد کا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا۔ مصطفیٰ کو خلعت خاص عنایت
کیا اور اس طرف کے بہت سے پرگنے اور قصبات اس کی جاگیر مین دیئے۔
بادشاہ نے بنکاپور کی فتح کے بعد چار مہینے مین مملکت بنکاپور کا جیسا کہ چاہیئے انتظام کیا۔
اور بعد ازان قلعہ مین آنکرنٹ طرو انبساط مین مشغول ہوا۔ مصطفیٰ خان کو بیس ہزار
سوار و خزانہ و توپ خانہ و فوجخانہ دیکر قلعہ چیرہ و چندر گوئی کی تسخیر کے لیئے بھیجا۔ جب
مصطفیٰ قلعہ چیرہ پر آیا تو یہان کے رائے نے اطاعت قبول کی اور باج و خراج دینا قبول کیا

یہان سے وہ چندر کوٹی گیا۔ یہان کا راجہ مقابلہ کے لئے تیار ہوا مصطفیٰ خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور امرائے بَرگی کو بھیجا کہ جو لوگ اہل قلعہ کی مدد کے لئے آتے ہین اُنکا مقابلہ کرے۔ چودہ مہینے مین قلعہ کو بستہ مین طوعًا و کرہًا تسخیر کیا اور علی عادل شاہ بیجا پور سے اس قلعہ مین آیا۔ یہان تین مہینے رہ کر بیجا پور مین آیا مصطفیٰ خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اُسکو حوالہ کی اور حکم دیا کہ جس وقت کسی فرمان پر اہل دیوان کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجا پور سے چندر کوٹی مین بھیجا جاے اگر اُسکا مضمون مصطفیٰ خان کے نزدیک معقول ہوا اور وہ تجویز اُسکو مقبول ہو تو وہ مہر بادشاہ کی کرکے دار الملک مین بھیجدے ورنہ موقوف و معطل رکھے۔

دوسرے سال مصطفیٰ خان کی عرضداشت آئی کہ پہلے پہاڑ پر قلعہ چندر کوٹی بنا ہوا تھا اور اب وہ دامن کوہ پر سطح بنایا گیا ہے بادشاہ قلعہ کے پرانے مقام کو آنکر ملاحظہ فرماے اگر قدیمی مقام پسند کرے تو قلعہ وہان بنایا جاے بادشاہ آیا اور اُس نے وہ مقام پسند کیا قلعہ ایک سال مین تیار ہوا اور بادشاہ پھر اسکو دیکھنے گیا۔ شنکر نایک بادشاہ کی ملاقات کو آیا اور اُس نے درخواست کی کہ میرے ملک کی سیر فرمائے علی عادل شاہ نے اسکی درخواست قبول کی اور چندر کوٹی مین اپنی سپاہ چھوڑ کر مصطفیٰ خان اور پانچ ہزار سپاہ کو ایک قلعہ کوہ مین گیا۔ یہ قلعہ کوہستان مین واقع ہے جسمین درختون کا ہجوم ہے کہ اُسکے جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ ایک سوار سے زیادہ نہین جاسکتا۔ اس جنگل مین اکثر آدمی دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہان ہوئے بادشاہ نے لوگون کے کہنے سے اس جگہ کا قلعہ شنکر نایک کو دیدیا اور خود چندر کوٹی مین چلا آیا مصطفیٰ خان نے دو تین روز بعد کہا کہ بڑی مشکل سے شاہ سے بازگشت کی اجازت دلائی ہے اگر اپنی بہبود اور بھلائی چاہتے ہو تو سب رایون سے اتفاق کرکے باج خراج دینا قبول کرو۔ بادشاہ کی خاطر سے ان ممالک کے قلاع کی تسخیر کا ارادہ دور کراؤن جو کہ بیجا نگر کا بادشاہ [illegible]

اور بعض والیان ملک سٹ نگر ناٹک کے کہنے سے پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ اور
پیش کش مین ساڑھے ست لاکھ ہون دینے اور ہر سال ساڑھے تین لاکھ ہون خراج
دینا قبول کیا ہر ایک کو خلعت شاہانہ دیا گیا اور وہ اپنے گھرون کو رخصت ہوئے
اور خراج محصولی ادا کرتے رہے اور محقق مصطفی خان کو بھی اپنی سلامتی اور نجات کے لیئے
جو انکی عنایت اور توجہ پر موقوف تھی تین ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت زبرجد
اور جواہر دیتے رہے۔ کہتے ہین کہ عادل شاہ نے ان رایون کو رخصت کے وقت
خلعت دیئے تھے۔ تو رانی ہیرو دیوی بھیرو دیوی اور رانی ... کے لیے زنانہ خلعت دیئے
تو ان سورما عورتون نے ان خلعتون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم صورت مین
عورت ہین لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکھتی ہین جو مردون کا
لازمہ ہے۔ شاہ انکی اس بات سے نہایت خوشحال ہوا اور ان کو مردانہ خلعت عطا
کیئے یہ دو نو رانیان قرنون اور مدتون تک بطناً بعد بطن اس دیار مین حکومت کرتین
اور اس دیار کی یہ رسم ہو گئی کہ عورتین ہی پادشاہ ہوتین شوہر انکے امرا اور خدمتگارون
مین ہوتے اور پادشاہی امور مین کچھ دخل نہین دیتے۔

علی عادل شاہ نے اپنے ایک معتمد بدری پنڈت کو اس طرف کا دیوان مقرر کیا اور مصطفی خان
کو اس صوبہ مین صاحب اختیار کیا اور سارا ملک اسکی اقطاع مین دیا اور منصب وکالت و
امیر جملگی فضل خان شیرازی کو دی اور وہ بیجاپور مین آیا مصطفی خان پادشاہ کا خیر خواہ تھا
ہمیشہ اسکی مملکت بڑھانا چاہتا تھا ان حدود کا انتظام کرکے پادشاہ کی خدمت مین اپنی
اپنا ایک معتمد علی خان بھیجا کہ بن کنڈہ دار السلطنت لے کر ناٹک تسخیر کی ترغیب دے یہ التماس
اسکی عین مدعا شاہ کا تھا۔ اس نے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ بہ تمامیت تجمل کے بیجاپور سے
چلا اور اس سے مصطفی خان مع لشکر کرناٹک و امرائے برگی کے حوالی بنکاپور مین ملا اور
بلکنڈہ (بن کنڈہ) کی سمت چلا۔ وینکٹادری مین پادشاہ سے لڑنے کی طاقت نہ تھی وہ اس
مقام کو اپنے ایک معتمد کو سونپ کر اور خزانہ ہاتھی و اثاثہ سلطنت لے کر چندر گیری مین چلا گیا

علی عادل شاہ پن کنڈہ مین پہنچا اور قلعہ اور شہر کی اطراف کو گھیر لیا تین مہینے کے بعد
قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جاوے کہ وینکٹا دری نے اٹھ لاکھ ہون اور پانچ بڑے ہاتھی
ہندیا ہتم ناٹک امیر اعظم برگی پاس بھیجدیئے اور اسے پیغام دیا کہ تو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کر ۔ ہندیا ہتم ناٹک نے یہ حرامخوری کی کہ چار ہزار سوار لیکر اپنے مورچے چلا گیا
اور اردوے شاہی کے حوالی مین مزاحمت کرنے لگا اور اسکے اشارہ سے دو ہزار امراے برگی
نے بغاوت کی اور اپنے پانچ ہزار سوار اس پاس بھیجدیئے انہون نے لشکر شاہی کا ناک مین
نہایت تنگ کیا۔ چورون کی طرح آدمیون کا مارنا شروع کیا۔ غلہ کی رسد کی راہین بند
کین ناچار بادشاہ الٹا بیجاپور مین آگیا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ امراے برگی سرکشی کرکے
اپنے اقطاع پر متصرف ہوئے جو سرحد بیجانگر پر واقع تھے تو اس نے مرتضی خان انجو جو
سیف عین الملک کا جانشین تھا بھیجا۔ وہ تین ہزار سوار تیر انداز اور کچھ دکھنی اور حبشی امرا کو ساتھ
لیکر چلا۔ ایک سال مین مرتضی خان و برگیون مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب و مغلوب
متمیز نہین ہوتا تھا طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ آخر الامر مصطفی خان نے جو بنکاپور
مین تھا کلیجان کو بھیجکر بادشاہ پر زبانی پیغام بھیجا کہ چورون کے مقابل لشکر بھیجنا اسکو
خراب کرنا ہے اور حزم سے دور ہے اب مناسب یہ ہے کہ بلطائف الحیل برگیون کو
بیجاپور مین بلائے اور جس بات کے وہ شرا[illegible] ہون وہ انکے ساتھ کیجئے بادشاہ نے
اسکی یہ رائے پسند کی اور [illegible] اور اسکے دوستون کو بھیجا کہ وہ انکو بلا لائین
ہندیا ہتم ناٹک نے امرا کو بہت سمجھایا کہ تم نے اس وقت کہ ساری سلطنت رام راج
کی علی عادل شاہ پاس منتقل ہو جاتی مخالفت کی ہے اور اسکو دولت سے محروم
کیا ہے اب محال ہے کہ ایسا بڑا گناہ بادشاہ کی خاطر سے محو ہو جاوے اور پھر ہمکو
ہماری خدمتین اور جاگیرین ملجائین غالباً مسلمان ہمکو فریب دے کر بیجاپور لیجاینگے
اور اپنا انتقام لینگے۔ اس سمجھانے پر بھی اکثر امرا بیجاپور چلے گئے اور ہندیا ہتم ناٹک
انکی رفاقت سے جدا ہو کر بلدہ پنکنڈہ مین وینکٹا دری کا ملازم ہو گیا۔ کچھ دنون کے

بادشاہ نے ان امرا پر مہربانی کی پھر بموجب اس مضمون کے

نے زد انش بود سکون فرنگ	سنگ در دست و مار بر سر سنگ	

عمل کیا اور انہین سے اکثر امرا کو مار ڈالا۔

۹۸۷ھ ۱۵۷۹ع مین اس سبب سے کہ بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اپنے بھائی طہماسپ بیٹے ابراہیم عادل شاہ ثانی کو ولی عہد کیا۔ اس بادشاہ کو ایک خواجہ سرا نے جسکو خلوت مین اس بات کے لئے بلایا تھا ۲۳ صفر کی رات کو مار ڈالا۔ شاہ جہان شد شہید تاریخ وفات ہے۔ بیجاپور مین اسکو دفن کیا اسکا مقبرہ روضہ علی کے نام سے مشہور ہوا خواجہ سرا قصاص مین مارا گیا۔

علی عادل شاہ کے عہد مین اکبر شہنشاہ کے ایلچی دو دفعہ آئے۔ ایک ایلچی اسکے مارے جانے کے وقت موجود تھا۔ بیجاپور مین جامع مسجد۔ حوض شاہ پور اور فصیل شہر اور بہتی ہوئی نہر کہ سب آدمیون پر سبیل تھی اسکے زمانہ کی یادگار ہین

ابراہیم عادل شاہ ثانی

علی عادل شاہ کی وفات کے بعد ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینون کی تھی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ کامل خان نے کچھ دنون کام اچھا کیا مگر پھر چاند بی بی کو اپنی بے ادبی سے خفا کر دیا اس لئے کشور خان ولد کمال خان کو اسکے عہدہ کے لئے بلوایا۔ جسنے بیخبر کامل خان کو آ کر مار ڈالا۔ چاند بی بی کی امداد سے حاجی کشور خان کل سلطنت کے کام کرنے لگا۔

انہین دنون مین بہزاد الملک ترک پر نوبت مرتضیٰ نظام شاہ نے پندرہ ہزار سوار لیکر عادل شاہ کے سرحد کے بعض پرگنون کو فتح کیا۔ حاجی کشور خان نے بعد سخت جنگ کے اسکو شکست دی بہزاد الملک بھاگ گیا۔ ہاتھی اور اسباب غنیمت بہت ہاتھ لگے۔ حاجی کشور خان نے چاند بی بی سے مشورہ لے کر سو ہاتھیون کے قریب جو

علی عادل شاہ کی وفات

جو امرا کو نظام شاہ و کے لشکر سے ہاتھ لگے تھے طلب کیے۔ سب امیرون نے انکے
دینے سے انکار کیا اور مشورہ کرکے چاند بی بی کو عریضہ بھیجا کہ وہ مصطفیٰ خان کو بنکاپور سے
بلاکر مہمات سلطنت اسکو حوالہ کرے۔ جب حاجی کشور خان کو یہ اطلاع ہوئی تو اسنے
سازش کرکے بنکاپور مین سید مصطفیٰ کو شہید کرادیا۔ جب یہ خبر چاند بی بی کو پہنچی تو وہ سادات
کو جان کی برابر عزیز رکھتی تھی اسنے کشور خان کی عداوت پر کمر چست کی۔ کشور خان
نے چند روز بعد چاند سلطان کے حق مین یہ بہتان و افترا باندھے کہ وہ ہمیشہ اس طرف کے
اخبارات اپنے بھائی مرتضیٰ نظام کو لکھ بھیجتی ہے اور ملک عادل شاہ کی ملک کی تسخیر کی
ترغیب دیتی ہے اسلئے اُس کو زبردستی پالکی مین ڈال کر قلعہ ستارہ مین بھیجدیا۔ اسکے بعد وہ
حد سے زیادہ مغرور ہوگیا اور میان بدو دکنی کو جسکا خلاص و کیا تھی پر اسکو بڑا بھروسا
تھا سرحد کا سر لشکر مقرر کیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لشکر کے حبشی افسرون کو دغا سے
گرفتار کرکے شاہ درگ مین قید کرے۔ یہ خبر ان امیرون کو بھی ہوگئی جنکے پکڑنے کے لئے
جال بچھایا گیا تھا انہون نے میان بدو کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اخلاص خان حبشی نے
یہ بہانہ بنایا کہ بیجاپور سے یہ خوش خبری آئی ہے کہ خدا نے مجھکو بیٹا دیا ہے اس خوشی
مین جشن شادی مرتب کیا۔ اور تمام امرا و میان بدو کو بلایا۔ میان بدو اخلاص خان
کے خیمہ مین گیا اور گرفتار ہوگیا۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ جس چال سے وہ اورونکو
پکڑنا چاہتا تھا اسی چال سے وہ خود پکڑا گیا اور اُس کے پانوں مین زنجیرین پڑین
اسی روز سارے امرا بیجاپور کو روانہ ہوئے۔ عین الملک اور انکس خان اپنی جاگیرون
کو چلے گئے۔ جب کشور خان نے سنا کہ یہ سازش اُسکے برخلاف ہوئی ہے تو اُس نے
مقابلہ کرنے کا خیال بالکل چھوڑا۔ لوگون کے دلون مین قدر پیدا کرنے کے واسطے اُسنے
بادشاہ کی دعوت اپنے گھر مین کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب وہ بیجاپور کے
کوچہ و بازار مین جاتا تو عوام عورتین اور بڑھیا مین پکار پکار کر اسکو نفرین کرتین کہ
یزید فرزند رسول کا قاتل ہے اس نے چاند بی بی کو قلعہ مین قید کیا ہے۔ جب

کشور خان نے جب تاکہ خاص و عام کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی ہے اور امراء حبشی بھی
ایک منزل پر آ پہنچے ہیں تو وہ بادشاہی جواہرات و خزانہ اور چار سو سوار لیکر اس طرح احمد نگر
کی طرف بھاگا جیسے کوئی جانور دام سے نکل کر بھاگتا ہے یہاں آنے پر معلوم ہوا کہ
ارکان دولت نظام شاہی اسکے یہاں رہنے کو پسند نہیں کرتے ہیں تو وہ گلکنڈہ دار السلطنت
قطب شاہیہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں ایک شخص نے سید مصطفی کے انتقام میں اسکو خنجر سے مار ڈالا
امراء حبشی بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر
سرفراز ہوا اور کل مدار اختیارات اسکو ملے۔ چاند سلطان ستارہ سے بیجاپور میں آگئی
اخلاص خان نے خود شاہ کی محافظت اور ترتیب بدستور اسکے سپرد کی اور چاند بی بی
نے پیشوائی کا منصب افضل خان شیرازی کو سپرد کیا اور پنڈت بیجو کو منصب استیفا کا
دیا اور مستوفی ممالک بنایا۔ چاند بی بی کو غریبوں یعنی پردیسیوں پر توجہ تھی اس لئے
اخلاص خان نے متوہم ہو کر افضل خان اور بیجو پنڈت کو مار ڈالا اور بعض اور پردیسی
امراء کو قید کیا اور حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کے سرانجام میں
مصروف ہوا۔ عین الملک کو اسکی جاگیر سے بلایا جب وہ آیا تو امراء ثلاثہ مذکور
اسکے استقبال کو گئے جنہوں نے تنہا اسکو گرفتار کیا مگر جب شہر میں آیا تو ایسا زنگ دیکھا
کہ وہ خود بھی جاگیر کو بھاگا اور ان قیدیوں کو چھوڑ گیا۔ ان باتوں سے تخت گاہ
میں ہرج مرج واقع ہوا۔ شاہان دکن یہ حال دیکھ کر عازم تسخیر مملکت ہوئے
برہان الملک نے سید مرتضی امیر الامراء برار سے اتفاق کر کے اول قلعہ شاہ درگ کا
محاصرہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی رہتی اور قلعہ کو فتح کے لئے ہر طرح کے حیلہ و تزویر
کی تدبیر چلائی۔ مگر محمد آقا پردیسی تھانہ دار قلعہ کے آگے کچھ تدبیر نہ چلتی اس نے بہت سوں کو
محاصرین کے مار ڈالے۔ چار مہینے محاصرہ میں لگ گئے اور کچھ نہ ہوا تو اسے چھوڑ کر
چالیس ہزار سوار لے کر بیجاپور کے باہر خیمہ زن ہوا لڑائی شروع کی بیجاپور میں اس وقت
دو تین ہزار سپاہ شاہی تنخواہ دار تھے مگر فرمان شاہی سے عین الملک اور اخلاص خان

ساٹھ ہزار سوار خاصہ خیل لیکر موجود ہوئے لڑائیان ہوئین۔ قلعہ کی دیوار بھی جس کو گرا دی تھی
بہزاد الملک سے سید مرتضٰی سپہ سالار نہایت آزردہ تھا وہ اسکے کامون مین اپنی تدبیر سے
خلل ڈالتا تھا بیجاپور کے لوگون کو اتنی فرصت دلا دی کہ انہون نے قلعہ کی دیوار
بنا لی۔ اس سبب سے کہ ملک کے اشراف اور امرا حبشی غلامون کی حکومت سے
راضی نہ تھے اور انکے قول و فعل پر اعتماد نہین کرتے تھے اور بیجاپور مین نہین آتے تھے
تو صاحب دخل حبشیون نے مصلحت وقت دیکھکر چاند بی بی سلطان سے عرض
کیا کہ ہم غلام ہین اور اشراف و اعیان ملک ہماری حکومت و ریاست سے آزردہ
ہین تو صلاح دولت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کسی اصل نجیب کو مہمات ملکی و مالی حوالہ
کی جائین چاند بی بی نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو امیر جملگی کا منصب عطا کیا اس نے
امرا کی سپاہ بلاکر امرا عظام کو ایسا خوف دلایا کہ وہ بیجاپور سے اپنے ملکو گئے
محمد قلی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کو سپاہ دیکر عادل شاہی ملک پر تاخت کرنے کو
لیے بھیجا اس نے چند پرگنے اور قصبے لے لئے۔ مگر اخلاص خان اور دلاور خان حبشی
نے آنکر گلبرگہ مین ایسا ہنگامۂ جنگ برپا کیا کہ مخالفون کو شکست دی اور انکے
پندرہ ہاتھی چھین لیے۔ اس فتح سے دلاور خان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ منصب وکالت
اور امیر جملگی حاصل کیجئے اس خیال سے وہ اخلاص خان سے خوب لڑا اور شہر
مین خوب توپ و تفنگ چلے۔ حیدر خان تھانہ دار دلاور خان کا طرفدار ہوا
اور ہلیل خان نے اخلاص خان کی حمایت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دلاور خان نے
اخلاص خان کو گرفتار کرکے اندھا کر دیا۔ غرض اب دلاور خان بڑا صاحب
اختیار ہو گیا اور اسنے اپنے بیٹون کو بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین
لگا دیا اس نے ایک لاکھ پردیسی اور ساٹھ ہزار حبشی سپاہ مین رکھکر باقی
کو عادل شاہ کی قلمرو سے نکال دیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے
حکم سے محبوس ہوا تھا۔ اول کور کیا۔ پھر شہید کیا اور امور ملکی و مالی مین چاند بی بی کا

ہاتھ ایسا کوتاہ کیا کہ کوئی اُسکو نہ پوچھتا تھا اور مذہب امامیہ کی جگہ مذہب اہل سنت کو
رواج دیا۔ سنہ ۹۹۰ سے سنہ ۹۹۸ تک آٹھ سال کچھ دنوں سارے اختیارات شاہی اپنے
ہاتھ میں رکھے۔ جب اس نے مہمات کو حسب دلخواہ دیکھا کسی طرف کوئی معاند اور مزاحم
نہیں رہا تو بلبل خان کو بھیجا کہ راجاؤں سے مال اور خراج مقرری وصول کرے چونکہ وہ
سیوناک حاکم [illegible] کو ساتھ لے کر لشکر نایاب ضابطہ قلعہ گرور کے سر پر جا چڑھا وہ اطاعت
نہیں کرتا اور خراج نہیں دیتا تھا اسکے آدمیوں نے بلبل خان کو قید کر لیا جب لشکر نے
سردار لشکر گرفتار دیکھا تو وہ بھی پریشان ہوا۔ بلبل خان ایک گھسیاری کے گھاس کے
گٹھے میں چھپ کر قید سے نکل آیا۔ دلدار خان نے خراج و باج کی تحصیل کو اور وقت
پر چھوڑا اور نظام شاہیوں سے خصوصیت اور آشنائی پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۹۲ میں مرتضیٰ نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا جو
ابراہیم عادل شاہ کی بہن تھی اپنی دلہن کے ساتھ چاند بی بی بھی اپنے بھائی
مرتضیٰ نظام شاہ سے ملنے گئیں۔

سنہ ۹۹۵ میں جب بادشاہ بالغ ہوا تو اسکی شادی ملکہ جہان ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے
ہوئی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی دیوانگی کے آثار نمایاں تھے
اس نے اپنے بیٹے میران حسین شاہ کو قتل کرنا چاہا مگر بعض امرا نے ابراہیم عادل شاہ
ثانی کو احمد نگر بلا کر اسکی حمایت سے اسکے بہنوئی میران حسین شاہ کو تخت پر بٹھایا اور
مرتضیٰ نظام شاہ کو قید کیا۔ میران حسین شاہ نے یہ نادانی کی کہ اپنے باپ مرتضیٰ
نظام شاہ کو مار ڈالا جس پر ابراہیم شاہ خفا ہو کر احمد نگر سے بے ملے بیجاپور چلا آیا۔
بلبل خان حبشی کو دو ہزار سواروں کے ساتھ راجایان ملیبار سے باج و خراج کی
تحصیل کے لئے بھیجا تین سال کا محصول اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اسپر چڑھ گیا تھا
جمال خان مہدوی دولت خانہ نظام شاہیہ پر مسلط ہوا اور بدعتی مذہب مہدویہ
کو رواج دیا اور پردیسیوں اور اوروں کی استمالت کی۔ جب ابراہیم عادل شاہ کو

اسکی خبر ہوئی تو اس نے دلاور خان کے استصواب سے دولتخانہ نظام شاہیہ کی
اصلاح کے لیے سنہ ۹۹۷ھ میں سفر کیا اور جمیل خان کو تاکید سے طلب فرمایا۔ دلاور خان
قلعہ شاہ درک سے باہر قریب ایک ماہ کے پڑا رہا مگر جمیل خان نہ گیا تو وہ احمدنگر
کی جانب روانہ ہوا۔ جب جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ پندرہ ہزار سپاہ
اور توپ تفنگ لیکر اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ لڑنے آیا اور قصبہ اشتی کے حوالی میں ایک
قلب جگہ میں اترا۔ چند روز گذرے مگر برسات کے سبب لڑائی نہیں ہوئی۔ جمال خان
مضطرب و پراگندہ ہوا اس نے صلح کو جنگ سے بہتر جانا اور ایک جماعت کو وسیلہ بناکر
اس شرط پر صلح ہو گئی کہ اس نے خدیجہ جہان زوجہ میران حسین مقتول کو جو ابراہیم عادلشاہ
کی بہن تھی مع پچھتر ہزار ہون کے بھیجدیا۔ جمیل خان بھی آگیا اور باج و خراج جو ان
حدود سے لایا تھا پیش کیا دلاور خان کو جمیل خان سے اسکے دیر آنے کے سبب سے
عداوت ہو گئی تھی۔ جمیل خان نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے
جو اس ملک میں توقف کیا وہ بالضرورت تھا جس وقت فرمان طلب پہنچا میں رایان
کرناٹک سے باج و خراج وصول کر رہا تھا اگر چلا آتا تو سارا روپیہ محصول کا مارا جاتا
اور یہ مبلغ گراں قدر وصول ہوئے اگر دلاور خان شاہ درک میں پندرہ روز توقف
کرتا تو اسکا کچھ حرج نہ تھا پھر وہ میرے لشکر کے ساتھ ولایت نظام شاہ میں داخل ہوتا
تو اکثر قلاع و بقاع فتح ہو جاتے۔ باوجود اسکے میں اپنے گناہ کا معترف ہوں حضور
معاف فرمائیں بادشاہ نے اسکا عذر قبول کرلیا دلاور خان بھی اس پر بگڑا ہر چند
کرنے لگا مگر آخر کو اس نے جمیل خان کو اندھا کر دیا جس سے بادشاہ آزردہ ہوا۔
جب میران حسین نے باپ کی مکافات میں شربت ممات پیا تو اسمعیل بن برہان نظام
شاہ احمدنگر کے تخت پر بیٹھا تو چاروں طرف سے لشکر گراں اور حشر فتن نے ملک کو گھیر
امن امان کی جگہ کو آفت و مخافت نے لے لیا یہاں سے رفاہیت کے قافلے
اور سلامت کے کارواں چل پڑے۔ فتنہ جانسوز کے شرارے غریب دلوں کے

دامنوں کو لگنے لگے۔ وضیع و شریف یکسان ہوگئے جمال خان مہدوی نے جلاف و
اوباشوں کی جماعت جمع کی وہی امور مالی اور ملکی کا متصدی ہوا۔ برہان نظام شاہ
اپنے بھائی یعنی نظام شاہ کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت
میں چلا گیا تھا اب اس نے اپنے بیٹے کی جلوس کی خبر سنی تو انتزاع سلطنت کے درپے
ہوکر یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کی لشکر دکن میں جاکر . . . .
خواہی نخواہی ملک موروثی اسکو دلاوے مگر اب رائے اسکی بدل گئی اس نے اکبر شاہ سے
عرض کیا اگر لشکر بادشاہی اپنی ہمراہ لیجاؤنگا تو اسبب امرائے نظام شاہی مجھسے
رمیدہ خاطر ہو جاوینگے اور میرے پاس نہیں آئینگے اگر حکم ہو تو تنہا اس حدود میں جاؤں
اور ان امرا کو مطیع بناؤں اور سرشت و ملاطفت سے ولایت موروث پر متصرف ہوں
بادشاہ نے اس بات کو معقول جان کر رخصت فرمائی اور یہ شرط ٹھہرائی کہ جب ملک آبا
واجداد پر تم کو استیلا ہو تو ملک برار جسکو تفال خان نے ہماری پیشکش میں دیا تھا
وہ تم بھی دینا برہان شاہ نے منظور کر کے اسکو قبول کیا اور دکن کی طرف روانہ ہوا اور
راجہ علی خان فاروقی خاندیس کے استصواب سے خواجہ نظام استرآبادی کو قلندروں کا
لباس پہنا کے امرا دربار میں بھیجا کہ انکو اطاعت پر دلالت کرے اور عہد و پیمان کر کے
قسم لے۔ وہ ان امرا میں آیا تو بعض نے اطاعت کا اقرار کیا اور بعض نے انکار جہانگیر خان
حبشی حاکم سرحد برار نے سبب مہدویہ کی ترویج سے جمال خان کی دولت کا زوال
چاہتا تھا اسنے عریضہ خواجہ نظام کی معرفت برہان شاہ کی تشریف آوری کے لیے
لکھا اسکے ہمراہ سے برہان شاہ چند آدمیوں کے ساتھ برار میں آیا جب وہ مسکن جہانگیر میں آیا
تو ملاقات کے وقت عجب اتفاق یا از روئے نفاق انمیں جنگ واقع ہوئی۔ جہانگیر خان کو
فتح ہوئی۔ برہان شاہ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے ہند کی طرف بازگشت کر کے
ہندیا میں آیا۔ راجہ علی خان کو حقیقت واقع پر مطلع کیا اور جمال خان اور سرکش
امرا کے دفع کرنے کے لیے اور مملکت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے مشورہ کیا تو اسنے بہم

صلاح بتلائی کہ اگر اکبر شاہ سے لشکر کی مدد طلب کیگا تو سلاطین دکن تجھ سے رنجیدہ ہو جائینگے
اور جمال خان سے متفق جس سے کام کو طول ہو جائیگا اور معلوم نہیں کہ یہ معاملہ دس برس میں بھی
میں بھی فیصلہ ہو یا نہ ہو اور مجھ میں اتنا مقدور نہیں کہ جمال خان سے جنگ کے لیے لشکر آراستہ
کروں اور تجھ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھاؤں میرے نزدیک صلاح کار یہ ہو کہ تو اپنے سب کاموں کو
ابراہیم عادل شاہ کے مفوض کرے کہ یہ امر بغیر اس کی توجہ کے صورت پذیر نہ ہوگا۔ برہان شاہ
نے ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ ابراہیم عادل شاہ مہربان ہو کر امداد
کے درپے ہوا ۔ ۵ ربیع الاول ۹۹۹ھ میں جمال خان مہدویہ کے استیصال کے لیے اور
برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھانے کے لیے روانہ ہوا۔ شاہ درگ میں آیا اشراف
اور اعیان ملک کے نام فرامین جاری کیے کہ ہمارا ارادہ ہو کہ برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت
پر بٹھائیں اور اسمٰعیل کو اٹھائیں۔ باپ کے ہوتے کم عمر بال بچے کے امر پادشاہی کا متکفل ہونا
ارباب جاہ کو مستحسن نہیں معلوم ہوتا۔ تم کو چاہیے کہ برہان نظام شاہ کی دولتخواہی سے عدول
نہ کرو جب بادشاہ شاہ درگ سے دارسنگ میں کہ برار کی سرحد ہے آیا برہان شاہ اور
راجہ علی خان کو اپنے آگے بڑھنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہم نے امراء برار کو برہان شاہ
کی اطاعت کے لیے بمقتضاء وقت نوشتے بھیجے ہیں اب تم دونو سرحد برار پر آ کر
انکو بلا لو۔ وہ جمال خان سے ٹوٹ کر تم سے ملجائینگے۔ جمال خان جانتا تھا کہ یہ مشہور ہو گیا
ہو رہی ہیں اسنے امجد الملک مہدوی کو کہ برار کا سر لشکر تھا لکھا کہ سلاطین اطراف میری بیخ کنی
سے استیصال کے درپے ہیں ایک پادشاہی و مہمات دنیوی کے سبب دوم دینی سبب کہ وہ چاہتے
ہیں کہ مذہب مہدویہ کو جس نے مشقت سے رواج پایا ہے درہم برہم کریں۔ بس مردمی اور
یکجہتی کی شرط یہ ہو کہ شجاعت کرکے امراے برار کو جس طرح جانو دلاسا دیکر برہان شاہ سے
ملنے دو اور سرحد برار پر بیٹھ کر برہان شاہ کو ملکت برار میں نہ داخل ہونے دو اور اگر
راجہ علی خان آتے ہی کچھ سرکشی کرے تو ہم بھی اعلام جنگ بلند کرکے انھیں نظام شاہ کی
دولتخواہی میں تقصیر نہ کریں میں عنقریب دلاور خان سے صلح کرکے تمہاری مدد کو آؤن گا

پھر اُس نے دلاور خان کو نامہ بھیج کر صلح کے باب میں مبالغہ کیا جب اسکا اثر کچھ اُس پر مرتب
نہ ہوا تو اُسنے نظام شاہی خزانون کا منہ کھول دیا اور زر و سیم کے مقناطیس سے خواص و عوام کی خاطر
کو جذب کر لیا اور بڑا بھاری لشکر جمع کیا اور اسمٰعیل نظام شاہ کی ملازمت میں احمد نگر سے جنگ کے قصد
سے دارسنگ کی طرف کوچ کیا اور لشکر عادل شاہی سے سات کروہ پر آن پہنچا پھر دلاور خان
پاس اپنے آدمی بھیجکر نہایت تضرع اور تملق اور چاپلوسی کی دلاور خان نے پھر اسکے مدعا کو رد
کیا جمال خان اپنے کام میں سراسیمہ تھا کہ دلاور خان سے خوشامد گویوں نے کہا کہ جمال خان
چاہتا ہے کہ مہدویوں کی جماعت لے کر بھاگ کر ناکے دون کے جنگل میں چلا جاے - اسنے اس
بات کو باور کر لیا اور یہ ارادہ کیا کہ جمال خان کو جا کر پکڑ لے یا بھگا دے - اسی زمانہ میں
جمال خان سے امراے حبشی میں ابھنگ خان برگشتہ ہو کر عادل شاہی لشکر میں آیا اور
ابراہیم عادل شاہ سے رخصت لے کر بیر کی راہ سے برہان شاہ پاس گیا - جمال خان نے
جانا کہ روز بروز امرا اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو وہ اور زیادہ مضطر ہوا اور کوچ کیا -
اور کہیں قریب ہی ان اترا جہان آب کندہ پہاڑون کے درمیان تھا اور جگہ تنگ تھی اور
لشکر کا انتظام ہو سکتا تھا دلاور خان اس کوچ کو فرار سمجھ کر اپنے بادشاہ کی اجازت
کے بغیر تیس ہزار سوار لیکر جمال خان کے لشکر کے پاس پہنچا - بادشاہ کے آدمی نے آنکر اس سے
کہا کہ سامان جنگ درست نہیں ہے آج نہ لڑنا کل لڑنا - مگر اسکو اپنی سپاہ کی کثرت اور
ہاتھیوں پر ایسا غرور تھا کہ اُسنے بادشاہ کی بات ماننے میں عذر کیا اور کہا کہ میں ابھی
جمال خان کے ہاتھ پاؤن باندھ کر لاتا ہوں یہ کہہ کر اُس نے جمال خان کے لشکر کو سب
طرف سے گھیر لیا اب جمال خان نے دیکھا کہ اسکا فریاد رس کوئی تلوار کے سوا نہیں ہے
پانچویں جمادی الاول کو لشکر کو مرتب کر کے میدان جنگ میں آیا ہنگامہ جنگ گرم ہوا
امراے کبار عین الملک اور انکس خان و عالم خان جانتے تھے کہ دلیل خان کے اندھا کرنے
سے اور اسکے بے حکم جمال خان سے لڑنے سے دلاور خان بادشاہ کے دل سے اُترا ہوا
ہے تو وہ شکست کا بہانہ بنا کے دارسنگ کو بھاگ گئے اور دلاور خان کو تنہا بلا کے

سنہ [illegible] میں چھوڑ کے سخت جنگ کی۔ جمال خان کو فتح ہوئی اور تین سو ہاتھی ہاتھ آئے۔ دلاور خان
بھی ورنگل کو اور جمال خان بھی ورنگل کی جانب روانہ ہوا۔ اتنے عرصہ میں راجہ بیجانگر
اور برہان شاہ اور امرائے برار ملک احمد نگر کی طرف گئے۔ جمال خان انکی طرف گیا جس سے وہ
بہت پریشان ہوئے اور عماد الملک اور بعض اور امراء مہدویہ کو جو جنگ کرنے میں نہ تھے مقید
کر کے قلعہ آسیر میں بھیج دیا۔ اب لشکر عادل شاہی نے بھی جمال کے پیچھے کوچ کیا اور آٹھ ہزار سوار
بہرجی کو جمال خان کے لشکر پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس سفر میں دلاور خان
بادشاہ کے ساتھ بہت بیباکانہ اور گستاخانہ باتیں کرتا تھا اسلئے بادشاہ نے اسکے ہاتھ سے
فراغت پانے کا ارادہ کیا۔ وہ اس خبر کو پا کر سلامت احمد آباد بیدر کو چلا گیا۔ وہ حنفی مذہب تھا
کوئی بادشاہ کو حنفی مذہب جانتا تھا کوئی اسکو مثل عادل شاہ کے بھتیجا جانکر شیعہ مذہب جانتا
تھا۔ عادل شاہ نے اسکو شیعہ سمجھا اور اہل سنت نے جو کمال تعصب رکھتے تھے اپنے تئیں شیعہ بنا کے
موذنوں سے یہ اذان ولائی کہ اشہد ان علیا ولی اللہ۔ اسپر بادشاہ خفا ہوا۔ بیجاپور
میں بدستور اہل سنت کی طرح اذان ہوئی۔ انہیں دنوں میں برہان شاہ کی فتح کی اور
جمال خان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی بہت نامے لکھے گئے۔

دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے برہان نظام شاہ پاس چلا گیا اور اس نے برہان
شاہ کو سمجھایا کہ شاہ درگ اور شولاپور کے قلعوں کو تسخیر کرے۔ سنہ [illegible] ابراہیم عادل شاہ کے
بیٹا پیدا ہوا اور دو مہینے کا زندہ رہ کر مر گیا۔ مگر برہان نظام شاہ نے نہ تہنیت دی نہ
تعزیت کی اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ کو برہان نظام شاہ سے ایک گونہ کدورت
پیدا ہوئی۔ دلاور خان کی تحریک و تجویز سے غرہ جمادی الثانی سنہ [illegible] میں برہان نظام شاہ
نے عادل شاہ کے ملک میں نہب و غارت شروع کی اور قصبہ منگلویڑہ میں جو بیجاپور سے [illegible] کوس پر
ہے وہ ایک قلعہ بنایا جسکو ابراہیم شاہ نے یہ کہا کہ یہ قلعہ بنانا اسکا ایسا ہے کہ جیسے لڑکے
خاک بازی میں عمارت بناتے ہیں اور خود ڈھاتے ہیں۔ غرض کہ بادشاہ نے برہان نظام شاہ
سے لڑنے کا کچھ سامان نہیں کیا اور موسم برسات تھی کہ اس ملک کی خیر الفصول ہوتی ہے

تو دلاور خان نے ابراہیم عادل شاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آپکے دشمن قوی ہوتے جاتے
ہیں آپ کو جلد اسکا علاج کرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اب تک مین مرد عزیز
کی قدر نہیں جانتا تھا اب مجھ کو معلوم ہوا کہ تیرے بغیر مہمات سلطنت کسی وجہ سے رونق
نہیں پائینگی و معاملہ برہان شاہ سے مجھے فراغ تیری رائے عقدہ کشا کے بغیر نہیں ہوگا۔
غرض دلاور خان حبشی اس عہدہ سے بادشاہ کی خدمت مین آیا کہ کوئی جانی مالی نقصان
اسکو نہ پہنچایا جائیگا بادشاہ نے اسکو آتے ہی اندھا کیا اور اپنے وعدہ کے ایفا کی یہ حجت شرعی
گھڑی کہ آنکھو نکالنا مالی اور جانی نقصان نہیں ہے بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے مرار
برگی برہم سنقا سے چھ سات ہزار سوار ان کے ساتھ برہان شاہ کی طرف بھیجے اور شعبان
مین رومی خان کو سر لشکر بنا کر دس ہزار سوار ان اور بہت خزانون کے ساتھ نظام شاہ
ل شکر کے دفع کرنے کے لیئے روانہ کیا بعد اسکے الیاس خان سرنوبت کو تین ہزار سوار ان کے
ساتھ بھیجا مرار برگی سے برہان شاہ نے کئی دفعہ شکست پائی۔

برہان شاہ کے لشکر مین قحط و وبا سے بہت آدمی مر گئے۔ برہان شاہ نے
شولاپور کے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ابراہیم عادل شاہ نے رومی خان اور الیاس خان کو اسطرف
روانہ کیا لڑائی ہوئی اور سپاہ عادل شاہ کو فتح ہوئی برہان شاہ کو شکست ہوئی۔
اس واقعہ کے بعد برہان شاہ کی سرکار مین خلل عظیم واقع ہوا سفر کثیر العمر کی شادی
ایام اسکی سپاہ بھاگنے لگی اور امرائے حبشی و دکنی اسکے بیٹے اسمٰعیل کو اسکی جگہ بادشاہ
بنانے کا ارادہ کرنے لگے برہان نظام شاہ کو احمد نگر جانا جب نصیب ہوا کہ ابراہیم
عادل شاہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ برہان نظام شاہ نے جو قلعہ منگلسر مین بنایا تھا
اس کو خود اس نے مسمار کیا۔

سنہ مین بادشاہ نے مجھی خان ولد بزرگ کمال خان کو ملیبار کی جانب تحصیل باج و
خراج کے لئے بھیجا۔ کنکن کے جو سرداران مین بڑا تھا اور آٹھ ہزار پیادے و سوار اسکے
زیر حکم تھے وہ مجھی خان سے آکر ملا اور راوان نے ضبط کر دینا دری اور اسب تا با لا

اور بہرہ دیوی اور کھیلی وزیر تھے وہ مملکت لے گئے بکر و خادرسے متوحش تھے اور سرنگ اسلام کے لئے ہر دلیری ظاہر کرتے تھے بیس ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر ان حدود کے کوہستان میں چلے گئے اور باج و خراج دینے سے انکار کیا۔ ربیع الثانی ۹۹۸؁ میں انسے لڑائی ہوئی تین روز تک معرکۂ رزم گرم رہا۔ غالب و مغلوب تمیز نہ ہوتا تھا لیکن ان راجوں میں آپس میں تفرقہ ہوا ہر ایک اپنے دار القرار میں گیا اول فوج شاہی نے قلعہ جرہ کو محاصرہ کرکے ادیب ناک کو مطیع کیا دو تین روز میں قلعہ سیوادی کو دہنکا ودی کے قبضہ میں نکالے لیا اور قلعوں کی تسخیر اور راجوں کی تادیب ہو رہی تھی کہ بگلوان کے فتنے کی خبر منتشر ہوئی اور تیجن خان ملیبار سے بھیجا ہوسکن بلا لیا گیا۔

برہان شاہ کے دو بیٹے اسمٰعیل و ابراہیم تھے جنمیں شہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ اسمٰعیل تین برس کا تھا بھائی کے ساتھ رہا کرتا جب بڑا ہوا تو قلعہ بگلوان میں مقید ہوا۔ ابراہیم عادلشاہ نے اسکے پاؤں کو زنجیر سے نکال دیا اور قلعہ میں اسکے لئے سامان عیش مہیا کر دیا ہزار ہون ماہوار کر دیا اور ہمیشہ اس پر طرح طرح کی عنایتیں کرتا رہا اسکے لئے دنیا کے سارے عیش موجود تھے مگر وہ قلعہ سے باہر نہیں جانے پاتا تھا۔ اب اس نے کوتوال و قلعہ کیان اور بعض امرائے شاہی کو اپنا طرفدار بناکر کھلی بغاوت اختیار کی بھائی نے اسکو لکھا کہ انکسار کے ساتھ اعتذار کرو اور اپنی تقصیرات کے تدارک میں مشغول ہو تو حو لطف برادرانہ اور مراحم خسروانہ تم پر کرونگا تمہیں اسکے سے تیرا سر کچلونگا جب بادشاہ کا رسول نعم عالم کریم اسلیح قطب عالم کی اولاد میں تھا بگلوان میں آیا تو اسمٰعیل نے اُسے قید کیا جواب سراب کی مانند بے صواب بھیجا اور برہان شاہ سے اعانت چاہی وہ تو یہہ چاہتا تھا اُس نے اسمٰعیل کو لکھا کہ تم کو یہ کام کرنا چاہیے کہ اول امرائے کبار بیجاپور کو کسی ڈھب سے اپنا یار بنانا چاہیے خصوصاً عین الملک کو جسکی جاگیر بگلوان کے قریب ہو عین الملک نے نقاق کا پیشہ اختیار کیا کہ ظاہر میں شاہ کا خیر خواہ معلوم ہوتا تھا اور باطن میں وہ شہزادہ کی مدد کرتا تھا بادشاہ نے الیاس خان کو طلیع

چھ ہزار سواروں کے ساتھ بلگوان روانہ کیا اس نے قلعہ کو جاکر گھیر لیا۔ پادشاہ کے
حکم سے عین الملک نے بھی جاکر وہاں اپنا مورچہ جمایا مگر پوشیدہ شہزادہ کو غلہ
اور آذوقہ پہنچایا جب یہ حال اسکا پادشاہ کو معلوم ہوا تو اسکو بہانہ بناکے اپنے پاس بلایا
اور اسکی بہت خاطر کی اور اسکو اپنی جاگیر پر رخصت کیا وہ رکری میں آیا یہاں آنکر
شہزادہ کی امداد غلہ اور آذوقہ سے کی ان دنوں میں حیات خان کوتوال بیجاپور
الیاس کے پاس گیا تھا اسنے مراجعت کے وقت پرگنہ رکری میں عین الملک کو بڑے آڑے
ہاتھوں لیا اور حرامخوری کا الزام لگایا جس سے عین الملک نے حیات کو پا بزنجیر کیا اور یہ
سمجھکر کہ آخر کو دامان کو پیچھے نہیں چھپا سکتے اسلئے چاروں طرف احکام بھیجے کہ شہزادہ
کی اطاعت کرو اور برہان شاہ کو بھی اسنے بلایا کہ بغیر آپ کی توجہ کے انھیں سے سرا
نجام نہیں کیا جا سکتا برہان شاہ نے پہلے حقوق اور عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھا
اور امداد کا نامہ مہر لگاکے بھیجدیا چاروں طرف ملک میں بدنظمی نے پاؤں پھیلائے
لیکن چند رایوں نے سرکشی کی۔ الیاس خان و رومی خان دشمنوں کے ساتھ موافقت
کرنے سے متہم ہوئے اور امارت سے معزول و مقید ہوئے۔ پادشاہ نے امرا کی
طلب میں چاروں طرف فرمان جاری کئے۔ عالم خان دکنی آیا۔ عین الملک نے بلگوان کو
پادشاہ کے لشکر سے خالی پایا۔ الخش خان کو بہت روپیہ دیکر دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے جمع کئے اور بلگوان میں گیا۔ برہان نظام شاہ کا بھی انتظار نہ کیا اور اسمٰعیل شاہ
سر پر چتر رکھ دیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے حمید خان حبشی کو سرلشکر کیا۔ حمید خان
بہت جلد بلگوان گیا عین الملک نے اس سے درخواست کی کہ وہ شاہزادہ کی اطاعت
کرے حمید خان نے کہا کہ میں جنگ کے ارادہ سے نہیں آیا بلکہ شہزادہ کی اطاعت کے
لئے آیا ہوں اگر اب برہان شاہ کا انتظار نہ کرکے شہزادہ کو لیکر میرے پاس چلے آئیں
تو یقین ہے کہ گوہر مقصود بے زحمت و مشقت و بے منت غیر ہاتھ لگ جائے۔
حمید خان کو جلد میں عین الملک گیا اسنے برہان شاہ کا انتظار نہ کیا جو پوشیدہ

جو پرینده میں آگیا تھا۔ چند منزلوں کے طے کرنے کے بعد ایک میدان میں حمید خان وارد ہوا اسسے ملاقات
ہوئی اسنے اسکو بادشاہ بنایا وہ خاطر جمع اور دل جمعی شراب میں مشغول ہوا کہ حمید خان نے
نزدیکان نے گرد توپ ضربزن و تفنگ سے آتشباری شروع کی جسکا انجام یہ ہوا کہ عین الملک کا
سر کاٹا گیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا گیا اور وہ توپ میں اڑایا گیا اور شہزادہ [illegible]
برہان نظام شاہ جو پرینده میں شہزاده کی اعانت کو آیا تھا احمد نگر واپس گیا۔
جب بادشاہ کو بیگوان کے سرکشوں سے فراغت ہوئی تو اور سرکشوں کی فکر ہوئی اگرچہ
کسی کو محبوس کسی کو معزول کیا۔ گھر کے چوروں کو نکالا اور آستین کی آگ کو بجھایا۔ [illegible]
کرناٹک کے کسی راجہ نے قلعہ چندر کوٹی کو ابراہیم عادل شاہ کے اہلکاروں سے چھین لیا تھا۔
وجیانگر کے راجہ کو یہ فکر تھا کہ ابراہیم عادل شاہ ضرور اس قلعہ پر لشکر کشی کریگا۔ علی شاہ
پسر عین الملک باپ کے مرنے کے بعد اس کے پاس آیا تھا اس نے راجے کو صلاح دی کہ
برہان شاہ والی احمد نگر سے اتفاق کیجیے اور آپ اس طرف سے اور وہ اس طرف سے
عادل شاہ کے قلعوں اور ملکوں پر متصرف ہوں۔ راجے نے یہ رائے پسند کی۔ برہان شاہ
اور راجے میں یہ امر قرار پایا کہ راجے قلعہ بیکاپور و مدگل پر متصرف ہو اور برہان شاہ قلعہ شولاپور
شاہ درگ کو اپنے تصرف میں لائے۔ برہان شاہ نے مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار بنا کر شولاپور
اور شاہ درگ کے فتح کرنے کے لیے بھیجا۔ جب یہ سپہ سالار پرینده کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ
ابھی راجے وجیانگر نے جنبش بھی نہیں کی اسلیے یہاں توقف نہیں کیا اور قریوں قصبوں
کو لوٹا۔ افضل بہادر نے زیاده دست درازی کی تھی وہ مارا گیا اس عرصہ میں برہان
نظام شاہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکی جگہ ابراہیم نظام شاہ جسکی ماں حبشن تھی بادشاہ
ہوا اس سبب سے امرائے حبشی کا اعتبار زیاده ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم نظام شاہ
کے لشکروں میں سخت جنگ ہوئی جس میں ابراہیم نظام شاہ مارا گیا۔ ان دونو خاندانوں
میں ہمیشہ جوتی پیزار رہی۔ باقی حال اس بادشاہ کا اور اسکے خاندان کا تاریخ مغلیہ میں
اکبر شاہ کے بیان میں لکھا جائیگا۔

پادشاہ محمود بہمنی بالغ ہوگا تو اسکو حوالہ کرینگے لیکن ملک احمد نے اول پیر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
چھ مہینے محاصرہ رہا اہل قلعہ نے تیغ و کفن گلے میں ڈال کر اپنے تئیں ملک احمد کے حوالہ کیا۔ ملک احمد
نے ان سے پنج سالہ خراج وصول کیا اور بعد ازاں قلعہ جوند۔ لوہ گڈھ۔ تونگات کوری
تکونہ۔ کنڈانہ۔ پینسکوجا۔ پورندھر۔ بھوپ۔ جودھن۔ مرنجن۔ گھڈ۔ درگ۔ ماہولی۔ پالی کو
جبراً و قہراً مسخر کیا اور کانکن پر بالکل قبضہ کر لیا۔ قلعہ دنڈا راجپوری کی تسخیر میں مصروف تھا کہ اپنے
باپ کے قتل کی خبر سنی تو وہ محاصرہ چھوڑ کر جنیر میں آیا اور اپنے باپ کا لقب اپنے اوپر اطلاق
کیا تو وہ احمد نظام الملک بحری مشہور ہوا اور تھوڑے دنوں میں قصبہ بیر اور سیوگاؤں و
پٹن وغیرہ کے حوالی کا ایسا ضبط کیا کہ اس کی مملکت میں مقتضائے طبیعت مذہب امن کا تعرض جو
دیا۔ اور کاہ رباے کاہ پر سے دست تصرف اٹھا لیا تھا ان تشبیہات سے مطلب یہ ہے کہ کوئی
شخص دوسری چیز کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا تھا گو وہ مقتضائے طبیع ہو یعنی کوئی کسی پر دست
درازی نہیں کر سکتا تھا۔ ایام شباب میں اور راجہ کے ساتھ کنڈانہ میں اور ابتدائی میں لڑنے
سے اسکی شجاعت و مردانگی ایسی عالمگیر ہوگئی تھی کہ ہر چند سلطان محمود امیروں منصبداران
و علمداروں کو اسکے تسلط و استیلاء کے دفع کرنے کے لئے نامزد کرتا تھا مگر ان میں بعض قوت و
توانائی نہ ہونے کے سبب سے اور بعض عاقبت اندیشی اور دردمندی کی جہت سے اس
قبول نہیں کرتے تھے احمد نظام الملک نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا نصیر الملک گجراتی
کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالش حاکم چاکنہ پاس اپنا آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مجھے تمہاری
ہمسائیگی منظور ہے اسلئے میں آپ کو اپنی دولت میں شریک کرتا ہوں اس نے بات
کو قبول کیا اور اسکا مطیع ہو گیا۔
احمد نظام شاہ کے استیصال کے لئے شیخ مودی عرب بہادر الزمان بارہ ہزار سوار لیکر جنیر
کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نظام نے اپنے اہل و عیال کو جنیر کے قلعہ شیوڑی میں بھیجا اور خود لشکرگاہ کی
قریب آیا اور اپنی سپاہ کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کے سبب جنگ سے محترز ہوا۔
اور شیخ زین الدین علی کے انداد و اطوار سے یہ دریافت کیا کہ شیخ مودی عرب کے لشکر کے

چاہتا ہے تو وہ لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کر کے قصبہ جاکنہ مین جو زین الدین علی کا مسکن
مقام تھا یلغار کر کے رات کو پہنچا وہان کوئی آدمی محافظت مین مشغول نہ تھا اور قلعہ کی دیوار پر
زینے لگائے اور سب سے اول قلعہ مین وہ آیا اور سترہ آدمی اسکے پیچھے آ گئے چارون طرف سے قلعہ مین
سکے سوار آ گئے اہل قلعہ غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اسکے سپاہی سات سو بیدرانہ
قتل ہو گئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا نصیر الملک بھی تین ہزار آدمی ان سمیت شیخ مودی سے دو دفعہ
الجھا اور اسکو شکست دی مگر تیسری دفعہ مین شکست فاش پائی اور ظریف الملک پاس بھاگ
گیا۔ احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے فارغ ہو کر شیخ مودی کے لشکر پر کشت و خون مارا
جسمین شیخ مودی عرب بہت دکنیون اور حبشیون کے ساتھ مقتول ہوا اسکا خیمہ و خرگاہ غنیمت
انتقال نظام شاہ بیگ کنت اسباب بیجا کا سبب تھا احمد نظام جنیر مین آیا اس خبر کے سننے سے سلطان
محمود آشفتہ ہوا عظمت الملک کے ساتھ سترہ امرا نامدار اور لشکر جرار کو جنیر کے لئے نامزد
کیا۔ احمد نظام احمد آباد بیدر یلغار کر کے اور دروازہ بانون سے سازش کر کے شہر مین رات
کو گیا اور اپنے باپ کے سب متعلقین کو پالکیون مین سوار کرا کے جنیر کو روانہ کیا اور خود تمام امرا کے
زن و فرزند کو پکڑ کر باہر چلا آیا اور قلعہ پرینڈہ کو چلا امرا کے زن و فرزند کے حفظ و ناموس مین
نہایت کوشش کی۔ امرا حوالی قصبہ بیر مین اسکے نزدیک آ گئے اور پیغام دیا کہ ہم اس سبب سے کہ تو نے
ہمارے حفظ ناموس مین سعی کی اور اپنی اولاد کی طرح انکو رکھا تیرے ممنون ہین لیکن شرط مردی کا
مقتضا یہ نہین ہے کہ او باشون اور چورون کے طور پر ہمارے سامنے سے بھاگ کر عورتون کا
متعرض حال ہو اور جو کام کبر و فرقی کے مذہبون مین درست نہ ہو تو اسکا مرتکب ہو۔ احمد
نظام نے اس پیغام پر اسیرون کے اہل و عیال کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیج دیا اور خود قلعہ
پرینڈہ کی طرف چلا اس اثنا مین سلطان محمود کا فرمان آیا جس مین امرا کو یہ سرزنش کی گئی
کہ ملک احمد بحری تو بحری کی طرح دراز دستی کرتا ہے اور تم اسکے خوف سے خیمہ و خرگاہ آشیانو
مین اسکے جنگل میں مرغ جان کے بچانے کے لئے گھستے ہو۔ اگر تم اس باغی کو گرفتار کر کے درگاہ
مین لائے تو بہتر ورنہ یقین جانو کہ تم قہر و غضب شاہی مین گرفتار ہو گے اور اپنے

احمد نظام شاہ کا ارادہ ملک بڑھانا

وجیہ دولت آباد کا تھانہ دار تھا اور ملک اشرف حاکم ولایت تھا انہوں نے ان حدود کا ایسا
انتظام کیا تھا کہ دولت آباد کے متمرد اور قطاع الطریق جو شہرہ آفاق تھے انکو سلطان پور
اور نندربار کی سرحد تک اور بگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ سوداگر بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔
رعیت ان سے راضی و شاکر تھی اور ولایت معمور و آبادان تھی۔ جب سلطنت بہمنیہ
میں خلل پڑا تو مرہٹوں کے ایک امیر نے قلعہ کو بتغلب لیلیا تھا اس نے بھی راہزنی سے احتراز
کرکے اطاعت قبول کی۔ یہ دونو بھائی ملک نائب کے حق تربیت کو پہچانا کرکے احمد نظام شاہ
سے دوستی رکھتے تھے انہوں نے بھی اتفاق سے بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ بیاہ دیا جسکے
سبب سے مصادقت مواصلت سے مستحکم ہوئی۔ جب انکے لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام شاہ نے اسکا
نام موتی رکھا جو خود اسکا نام لڑکپن میں تھا ملک اشرف کو بھائی سے ایسی عداوت ہوئی
کہ اس نے اسکو مع بھتیجے کو مار ڈالا اور حکام بیدر و بیجاپور و برار سے محبت و وداد پیدا کیا سلطان محمود
گجراتی سے عرائض و تحائف بھیجکر اپنے تئیں منسوب کیا۔ زینب فریاد کرتی ہوئی بھائی پاس پہنچی
بھائی نے اسکو دلاسا دیا اور سنہ ٩٠٣ھ میں جنیر سے لشکر و جمعیت کے ساتھ دولت آباد
کی طرف روانہ ہوا جب بیکلاپور کے حوالی میں اپنے باغ میں آیا تو قاسم برید کے ایلچی اس پاس آئے
کہ یوسف عادل خان نے احمد آباد بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اگر آپ دولت آباد کے ارادہ کو ترک
کرکے اس طرف آئیں تو میں آپکے ساتھ دولت آباد کی تسخیر میں سعی کرونگا۔ احمد نظام شاہ
احمد آباد بیدر چلا گیا اور جو کچھ کام اس نے کیا وہ واقعات سلطان محمود میں بیان ہوا۔ پھر
احمد نظام شاہ دولت آباد آیا دو مہینے تک محاصرہ رکھا جب اسکا جبر و قہر سے لینا دشوار
معلوم ہوا تو جنیر کو چلا گیا۔ اثناء راہ میں قصبہ بیکلاپور (بھنگار) میں جو دولت آباد و جنیر کے
بیچ میں ہے ایک شہر بنانے کا ارادہ کیا کہ اسکو دار الملک بنائے اور ہر سال جب خریف و ربیع
میں غلہ کے کٹنے کا وقت آئے تو دولت آباد لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے۔ اور
دولت آباد کے اندر آدمیوں کو قوت لایموت سے عاجز کرے۔ سنہ ۹۰۰ھ میں منجموں سے
نیک ساعت پوچھ باغ نظام کے مقابل سینا ندی کے کنارہ شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر

احمد نگر ۹۰۰ھ

اسکا نام احمد نگر رکھا اور وہ دو تین سال مین بڑا شہر ہو گیا اور ہر سال دو دفعہ لشکر نظام بحری
دولت آباد پر تاخت و تاراج کر کے زراعت کو خراب غلہ کو غارت کرتا اور رعایا کے گھر جلا کر
خاک سیاہ بناتا۔

وقائع نظام شاہ بحری مین جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ کے عہد مین تصنیف کیا
ہے اور تمام کرنے سے پہلے مر گیا ہے وہ لکھتا ہے کہ احمد نظام شاہ بحری کی دولت کا آوازہ
جب دور و نزدیک حکام نے سنا تو عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے
احمد نظام شاہ سے اتحاد پیدا کیا اور ہزار آدمیون کی کمک ہر سال مقرر کی کہ وہ ہمیشہ دولت آباد
کے سفر مین نظام شاہ کے لشکر کے ہمراہ ہوا کرین اور اس کی تسخیر مین کوشش کرین اور اس نے فتح اللہ
عماد الملک سے بھی دوستی کر کے برخلاف اپنے آبا و اجداد کے سلطان محمود گجراتی سے مخالفت
کی اور ہر سال جو مال بھیجا کرتا تھا وہ موقوف کیا سلطان محمود بیگڑہ [illegible] مین سیر کو نکلا تو
ملک اشرف حاکم دولت آباد نے فرصت پا کر اپنے آدمی اسکی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ
کے تسلط کی اور قلعہ کے محاصرہ کرنے کی اور خرابی ولایت کے شکایت کی اور اسکو بلایا۔
سلطان محمود قلعہ دولت آباد کی کمک مین لشکر عظیم جمع کر کے دکن کی طرف متوجہ ہوا جب وہ
سلطان پور اور نندربار کے قریب آیا تو عادل خان فاروقی نے احمد نظام شاہ کو کمک کے لیے
بلایا وہ دولت آباد کا محاصرہ چھوڑ کر پندرہ ہزار سوار اپنے ساتھ برہانپور مین آیا اور
عماد الملک بھی برار کا لشکر لیکر کمک کو آن موجود ہوا۔ سلطان گجرات قلعہ آسیر کے قریب آیا تو
احمد نظام شاہ کے حکم سے میان احمد نصیر الملک نے اُس سے مراسلت شروع کی اور اسکا ایک
مقرب کو لکھا کہ ہر چند احمد نظام شاہ کا ملازم بندہ ہو۔ مگر مدتہا نمک ال گجرات ہی
مین گذری ہی اور مین وہین پلکر بڑا ہوا ہون اس نمک کی دولتخواہی میری گھٹی مین پڑی
ہی تعجب ہی کہ سلطان کشورستان امور جزئیہ کے لئے اپنے نفس نفیس سے ایسی مہمات شاقہ
کا مرتکب ہو حاکم برہانپور کے ایک امیر کی برابری لشکر و جمعیت مین نہین کر سکتا ہے
مقابلے کے لئے آنا خصوصاً اس وقت کہ دکن کا جوان بخت بادشاہ و سپاہ صف شکن یکجا ہو

اُس کی مظاہرت اور معاونت کے لیئے آیا ہو آپ از روے اخلاص و دولتخواہی سلطان سے
عرض کریں کہ صلاح دولت اس میں ہے کہ اتنا مسافت کو تاہ کریں نصرت و ہزیمت مشیت
حق میں ہوتی ہے اگر سلطان کو نصرت نصیب ہوئی تو خلقت یہ کہیگی کہ سلطان محمود نے جنود ما عدو
سے تھوڑے آدمی پر غلبہ پایا اور اگر معاملہ منعکس ہوا تو بدنامی قیامت تک رہیگی۔ یہ نوشتہ جب
سلطان کے روبرو پیش ہوا تو وہ صلح و جنگ میں متردد ہوا۔ نظام شاہ نے سلطان گجرات کے فیل
بحری سال کے فیلبان کو بہت سیم و زر دیکے یہ قرار دیا کہ فلان اندھیری رات میں کہ شاہ سپاہ
اپنے خیمہ و خرگاہ میں آرام کریں تو اس ہاتھی کو لشکر میں چھوڑ دینا اس شب موعود میں نظام شاہ
نے کچھ اونٹوں کے لشکر کی طرف پانچہزار پیادے کہ وہ توپچی و کماندار و بانداز اور پانچہزار سوار تیر انداز
روانہ کیئے کہ کمینگاہ میں بیٹھیں اور جب لشکرگاہ میں شور و غوغا ہو تو اطراف سے آنکر تفنگ و بان
دشمنوں پر چلائیں۔ یہ لشکر دشمن کے لشکر کے حوالی و اطراف میں چھپ کر ہو بیٹھا جب آدھی
رات ادھر اور آدھی رات ادھر ہوئی تو فیل بحری سال کو چھوڑا جسنے لشکر میں غل غپاڑہ ہوا
کمینگاہ سے پیادہ اور سوار نے غل کیا اور نفیر و نقارہ بجاکر تیر و تفنگ و بان چلانے شروع کیئے۔
امرائے گجرات لشکر دکن و خاندیس کے شور کے سبب خاطر میں نہیں لاتے تھے خیموں میں خواب غفلت
میں پڑے سوتے تھے وہ اس غل و شور سے بیدار ہوئے اور سراسیمہ ہو کر سواری پر آمادہ ہوئے
فیل بحری سال نے سراپردہ شاہی کے پیچھے آکر اُس سراپردہ نے شیون و غوغا کیا تو سلطان
محمود چند معدود آدمیوں کے ساتھ تین کروہ پر بھاگ گیا امرائے گجرات نے فوجوں کو آراستہ
کرکے جنگ کی۔ دکنیوں نے اپنی لشکرگاہ میں مراجعت کی۔ اعیان لشکر سلطان کو فتح کی مبارکباد
دینے آئے تو اسکو سراپردہ میں نہ پایا تو سب امرا یہ بہانہ بناکے کہ ہوا میں تعفن ہے پادشاہ
پاس چلے گئے پھر فریقین میں صلح ہو گئی اور انہوں نے اپنے اپنے مسکنوں کو کوچ کیا۔
گجرات کے مورخوں نے اس جنگ کا حال بشرح و بسط سے نہیں لکھا اس میں انکے سلطان
کی ہیٹی ہوتی تھی یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ بیان جھوٹا ہے یا سچا ہے۔
نظام شاہ نے دولت آباد کا پھر سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور ملک اشرف نے سلطان محمود

گجراتی کو عریضہ لکھا کہ احمد نظام شاہ کا تسلط و استیلا بڑھتا جاتا ہے اگر حضور تشریف لائیں تو
اس بلا سے مجھ کو بچا لیں تو میں قلعہ میں آپکا خطبہ پڑھواؤں اور سال بسال باج و خراج خزانہ عامرہ
میں داخل کروں سلطان اہل دکن کی تادیب و گوشمالی کرکے پہلے ہی گجرات کو لوٹ جانا چاہتا
تھا وہ دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ احمد نظام شاہ محاصرہ کو چھوڑ کر احمد نگر کی طرف چلا
ملک اشرف نے محاصرہ کی ضیق سے نجات پائی اور سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا اور ہر سال خراج
بھیجنا قبول کیا۔ سلطان نے عادل خان سے بھی چند سال کا خراج وصول کیا اور اپنے ملک
میں گیا۔ جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی تو سال کے آخر میں دولت آباد کی طرف بجرح فی ترتیب
سے گیا۔ ملک اشرف نے جو سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا تھا اور اس سے ملاقات کی تھی تو اہل حصار
اس سے متنفر ہو گئے تھے اور احمد شاہ نظام کو مخفی عرائض بھیجتے تھے کہ ہم آپ کے بندے ہیں اور آپکو
خداوندی کے لئے لائق جانتے ہیں۔

معتقد اور دولت خواہ ہیں آپ تشریف لائیے اور ہماری جانفشانی دیکھئے احمد نظام شاہ دو
تین ہزار سوار لیکر دولت آباد میں آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف کو قلعہ کے لشکر کا حال معلوم
تھا جس میں رہتے تھے غم و غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز میں مر گیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں احمد نظام شاہ
کے حوالہ کیں اس نے قلعہ کی سیر کی اور اس کی ضروری مرمت کی اسکو اپنے معتمد کو سپرد کرکے احمد نگر
کو مراجعت کی اور باغ نظام میں ایک حصار گل و سنگ سے بنایا اور اس کے اندر عمارات عالیہ
کی بنیاد ڈالی اور اس میں دلکش تصویریں سرخ و زرد و نگین کی مانند بنائیں اور ان سنوات میں
سمندر کے کناروں کے قلعوں کو بالکل مسخر کیا۔ راجہ کالنہ و بگلانہ سے پیشکش لی اور اپنا
باجگذار بنایا۔

سنہ ۹۱۳ھ میں داؤد خان فاروقی مر گیا اسکی جانشینی کے لئے ایک جھگڑا اٹھا ہوا ملک حسام الدین
مغل جو اس وقت ملک کا ایک عمدہ امیر تھا اسنے احمد نظام شاہ کی مدد سے عالم خان کو تخت
سلطنت پر بٹھانا چاہا اور محمود شاہ گجرات نے اپنے بھانجے میران عادل خان پسر حسن خان
کو مسند شاہی پر جلوہ افروز کرنا چاہا۔ اس مطلب کے لئے شاہ گجرات نے خاندیس کی

طرف کوچ کیا اس عرصہ میں ملک لادن تیسرا تخت کا دعویدار کھڑا ہوا اسکے پاس قلعہ
آسیر تھا اس نے دونوں شاہوں کی اطاعت سے انکار کیا احمد نظام شاہ اور
عماد الملک حاکم گاویل برہان پور میں آگئے و حقیقت حال پر آگاہ ہوئے اور انہوں نے
سنا کہ سلطان محمود گجراتی تال نیر میں تاپتی کے کنارہ پر آگیا ہے تو ان میں سے ہر ایک نے
چار چار ہزار سوار ملک حسام الدین کی کمک کے لئے مقرر کرائے اور خود دونوں گاویل
گاویل میں چلے گئے اور یہاں سے احمد نظام شاہ دولت آباد کو چلا گیا شاہزادہ عالم خان
خاندیس سے بھاگ کر احمد نظام شاہ پاس چلا آیا۔ جب سلطان محمود نے مراجعت کی تو نظام شاہ
نے سلطان محمود کو بذریعہ کتابت درخواست کی کہ شاہزادہ عالم خان میری جانب میں التجا
لایا ہے میں متوقع ہوں کہ آسیر و برہان پور کی ولایت کا کچھ حصہ اسکو بھی عنایت ہو۔
سلطان محمود جو نظام شاہ سے آزردہ تھا اس نے ایلچی سے درشتی کی۔ اور کہا کہ
سلاطین بہمنیہ کے غلام زادہ کی کیا مجال ہے جو سلاطین سے برابر کی کتابت کرتا ہے اور
اپنی گلیم سے قدم باہر رکھتا ہے اگر اپنے اوضاع سے نادم و تائب نہ ہوگا تو عنقریب
گوشمالی پائیگا احمد نظام شاہ اس بات کو دل کر چکا ہو رہا اور عالم خان کو ساتھ لیکر
احمد نگر چلا گیا۔
۹۱۴ھ میں نصیر ملک کہ اسکی دولت کا رکن تھا مر گیا اور اس کی جگہ کمل خان حبشی مقرر ہوا
دو مہینے کے بعد وہ خود بیمار ہوا اور شاہزادہ برہان کو اس نے ولیعہد کیا جسکی عمر سات
برس کی تھی امراء سے اسکی اطاعت کا عہد و پیمان لیا پھر وہ مر گیا۔ انیس برس سلطنت
کر گیا اس بادشاہ کی عادت تھی کہ جب سوار ہوتا تو دائیں بائیں طرف نہیں دیکھتا
کہ مبادا کسی نامحرم عورت پر نگاہ جا پڑے۔ قلعہ گاویل کی فتح میں ایک عورت نہایت
حسین قیدیوں میں تھی جب یہ رات کو ہمصحبت ہونے کے لئے اس پاس آئی تو
اسکی زبانی جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر اور مادر و پدر اسیر ہیں تو اسکو چھوڑ کر
اس عورت کو حوالہ کیا یہ اسکی عادت تھی کہ جو شخص میدان رزم میں لوازم شجاعت

کچھ فرو گذاشت نہ کرتا تو سب سے زیادہ اس کی قدر کرتا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ بادشاہ جو شکار
ہوتے ہیں انکو دشمنون کے شکار کے واسطے جوان بہم پہنچانے چاہئین بادشاہ کو شمشیر بازی کا
شوق تھا اور شمشیر بازی کا علم خوب جانتا تھا قاعدہ ہے کہ بادشاہ کے ہنر کی جانب خلق متوجہ ہوتی
ہے چھوٹے بڑے سب اس فن میں وقت صرف کرتے جیسے کہ بادشاہ اسلام میں کتب خانے ہوتے
ہیں ایسے سارے دکن میں شمشیر بازی کے ورزش خانے بن گئے لوگ کسی کام کو اس سے بہتر
نہیں جانتے تھے ہر مجلس و انجمن میں سوا اسکے کسی اور بات کا چرچا نہ تھا اب ہوائے دکن کا اقتضا
فتنہ خیزی ہے۔ ہر ایک شمشیر زنی میں یکتا سمجھا جاتا اور اپنی برابر دوسرے کو نہ جانتا
جب آپس میں جھگڑا ہوتا تو احمد نظام شاہ پاس مرافعہ ہوتا اور وہ حکم کرتا کہ میرے سامنے
مدعی اور مدعا علیہ شمشیر بازی کریں جو اول شمشیر حریف کو لگائے وہ بہتر ہوگا دیوانخانے
میں دو جماعت کی جماعتیں آنے لگیں دو تین آدمیون کی لاشیں روز دیوانخانے سے نکلنے لگیں
تو بادشاہ اس سے متنفر ہوا اور اس نے کالا چبوترہ مقرر کر دیا۔ اس رسم کو انگریزی
میں ڈیول کہتے ہیں جسکا رواج تمام یورپ میں کثرت سے ہے مگر ہندوستان میں دکن میں
اسکی ابتدا یہیں ہوئی اور اسکا نام یکبیک رکھا گیا بادشاہ کا حکم تھا کہ جب دو آدمیون
میں یکبیک ہو تو کوئی اسکا ہوا دار اس میں دخل نہ دے انکو سب کو خواہ باہم شمشیر زنی
کرنے دے تاکہ ان میں ایک غالب ہو دوسرا مغلوب ہو اور جو کوئی اس جنگ یکبیک کی
ہوس کرے اور کشتہ ہو تو اسکا قصاص نہیں لیا جاتا۔ نہ اسکی کچھ پرسش ہو یہ بدعت دکن کے
مسلمانون کو ایسی مرغوب ہوئی کہ احمد نگر سے سلاطین ہندوستان کی وساطت سے جمیع بلاد
دکن میں اس نے سرایت کی بلکہ شائع و رائج ہو گئی اور اس عمل شنیع کی برائی دلون سے
ایسی محو ہو گئی کہ اب ممالک دکن کے طالب العلم و مشائخ و ملوک و امرا و شعرا میں اس
یکبیک کو کرتے ہیں اور اسکو مشیت الہی اور مناسبت میں اعظم جانتے ہیں اور اگر انکے
فرزند یکبیک کریں تو شاہ عمران میں نام ان داخل ہوتے اور اپنے سر پر فخر کرتے ہیں
محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ سنہ ... میں بندہ بیجاپور میں تھا

مشاہدہ کیا کہ سید مرتضیٰ و سید حسن کہ دو بھائی نجیب الطرفین تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ
کے سامنے انکی عزت تھی اور دکن کے معقول آدمیوں میں ان کو لوگ جانتے تھے انکے اور تین جوان
سے جو دکنی تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور دکن میں معمر و مردم شناس میں شمار ہوتے تھے کسی
ادنیٰ بات پر بازار کے درمیان جھگڑا ہوا اول سید مرتضیٰ کا بیٹا کہ بیس سال کا جوان تھا
باپ کی حمایت میں ایک دکنی سے لڑا اور قتل ہوا۔ سید مرتضیٰ نے بیٹے کو کشتہ دیکھا تو
دوسرے دکنی سے لڑا وہ بھی بیٹے کی طرح معدوم ہو گیا۔ جب سید حسن نے بھائی اور بھتیجے کا حال
دیکھا تو وہ بھی ان تینوں دکنیوں میں سے ایک سے لڑا اور فنا ہوا ان تینوں سیدوں
کی لاش بازار سے نہیں اٹھی تھی کہ وہ تین دکنی جنکو مقتولوں کے ہاتھ سے زخم کاری لگے تھے
انہوں نے قالب عنصری سے روح کو مرغ سپہر کی طرح بسبب بقیہ عداوت ایک لحظہ میں چھ گھر
ماتم خانہ بنگئے۔ فی الواقع دکن کے مسلمان شمشیر بازی اور نیکی میں بینظیر و بے مثل تھے اور
انکے ساتھ کوئی شمشیر بازی نہیں کر سکتا تھا۔ جب تک کہ کوئی اس فن میں مشاق نہ ہو۔ اسکی
حکایت یہ ہوئی کہ اکثر دکن کے آدمی روز زمین پر شمشیر کی ورزش کرتے تھے جسکے سبب سے
اسپ سواری۔ تیر اندازی و نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری تھے پس جنگ
فوج میں تخصیص مخالف دکنی نہ ہو عاجز ہو کر بزبونی سے زبون تر ہو جاتے تھے
اور خانہ و کوچہ و بازار کی جنگ میں شیر درندہ کی مانند مردانہ ہوتے تھے۔
بادشاہان بہمنیہ کی دولت کے جاتے رہنے کے بعد کل سلاطین نے جنہوں نے دکن میں حکومت
کی اس فعل قبیح کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کی بلکہ اسکی ترویج میں سعی کی لیکن ابراہیم
عادل شاہ ثانی کے عہد میں معاملہ کی تخفیف ہوئی یہ عمل زشت کسی سلطنت میں اور
کسی عہد میں نہ تھا اب امید ہے کہ بادشاہان کامل و حاکمان عادل کی برکت سے
بالکل زائل ہو جائیگا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے اس میں تخفیف کر دیا۔

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری

برہان نظام شاہ بحری جسکو مروج مذہب اثنا عشری کہتے ہیں سات سال کا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہی ہندو نژاد ہنچو سے شرمائے نہ تھے۔ پاتری پر اس لیے
جھگڑے ہوئے کہ انکے باپ دادا برہمن اسکے کلکرنی تھے اس فتح کے بعد برہان نظام شاہ نے احمدنگر
میں راجعت کی اور بمقتضاء جوانی آمنہ ایک کنچنی پر عاشق زار ہوا اور اس سے نکاح کیا اور
حرم میں اسی کو بزرگ بنایا اس نے اسکو شراب پر لگایا۔ مکمل خان دکنی جو عاقل تھا اس نے
وزارت سے استعفا دیا اور بادشاہ نے منظور کیا اور اسکے بیٹے کو امیر کبیر بنایا اور شیخ جعفر
دکنی کو پیشوائی کا منصب۔ مکمل خان اب دارالخلافہ گوشہ نشینی میں وفات کی۔ سنہ ۹۲۸ھ میں احمدنگر
میں شاہ طاہر تشریف لائے اور اس نے مذہب شیعہ کی ترویج کی اسکا ذکر بہت ہو چکا تھا۔
بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اسکے خاندان میں سے کسی ایک کے ساتھ کر دیا۔

سنہ ۹۳۰ھ میں قلعہ شولاپور سے باہر برہان نظام شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات
ہوئی اور بی بی مریم دختر یوسف عادلشاہ کا نکاح برہان نظام شاہ سے ہوا۔ اسد خان
بلگوانی نے عہد کیا کہ قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز میں دیا جائیگا اسلئے برہان شاہ نے اس قلعہ کا
مطالبہ کیا اسمٰعیل عادلشاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی اصلاً خبر نہیں۔ اگر کسی نے وعدہ کیا
نادرستہ ایسی بات کی ہو تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ برہان نظام شاہ خفا ہو کر احمدنگر میں
چلا آیا۔ بی بی آمنہ اور حسین نظام شاہ نے بی بی مریم کے ساتھ سلوک بُرا ہوا کئے کہ صورت
اس طرح گذری کہ اسمٰعیل عادلشاہ نے نظام شاہ کے سفیروں کو جو بیجاپور میں رہتے تھے کہا کہ
کسی پاتر کو سلاطین کے فرزندوں پر مسلط کرنا حزم و رسالت سے بعید ہے۔ برہان نظام شاہ
کے کان میں یہ بات پہنچی تو مباحثہ نے ایک طول پکڑا اور راجہ امیر برید اور عماد الملک کو اپنے
ساتھ متفق کیا۔

سنہ ۹۳۵ھ میں لڑائی کا ارادہ ہوا اور توپ خانہ لیکر قلعہ شولاپور کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا اسمٰعیل عادل شاہ
تو تیار ہوا تیر انداز لیکر اٹھ آیا۔ سرحد پر فریقین سے ایسی لڑائی ہوئی جسکے تصور سے دل ڈر
جاتا ہے۔ اول علاء الدین عماد الملک اسد خان بلگوانی سے شکست پاکر بے توقف کاویل کو
بھاگا برہان نظام شاہ بھی ہوا کی گرمی کی شدت سے پالکی میں پڑ کر احمدنگر کو سدھارا

پاتری کی بربادی

عماد الملک اور برہان نظام شاہ کی لڑائی

سنہ [illegible]ھ میں اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے برید شاہ نے سلطان قلی قطب شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ پاتری کو نظام شاہ کے تصرف سے نکال لیا مخدوم خواجہ جہان اور امیر برید کو برہان شاہ ساتھ لیکر پاتری کی طرف گیا اور دو مہینے میں توپ ضرب زنون کی ضرب سے قلعہ کو گرادیا اور اسکو فتح کرلیا اور اس قلعہ کی بنیاد میں نمک بھر کر پھینک دیں اور پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا اور اپنے برہمن بھائی بندون کو پرگنہ پاتری دیدیا اس پرگنے سے شہنشاہ اکبر تک بطنًا بعد بطن انکا تعلق رہا۔ برہان نظام شاہ نے بہادر سے جاکر قلعہ ماہور کو خداوند خان حبشی سے چھین لیا۔ پھر ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا پھر عماد الملک میں لڑنے کی سکت نہ تھی برہان پور گیا۔

سلطان محمد شاہ فاروقی اس کی کمک پر آمادہ ہوا اور اس کے ساتھ وہ نظام شاہ کی جنگ پر متوجہ ہوا جب دونو پاس پہنچے تو ایک جنگ صعب ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ پریشان برہان پور کو بھاگ گئے اور نظام شاہ انکے تین سو ہاتھیون اور خیمہ و خرگاہ اور سلطنت کے تمام کارخانون پر متصرف ہوا اور اکثر ملک برار کو اپنے اختیار میں کرلیا۔ عماد الملک اور محمد شاہ نے سلطان بہادر بادشاہ گجرات سے مدد طلب کی سلطان بہادر نے انکی امداد کو فتوحات غیر متناہی سے تعبیر کیا۔

[illegible]ھ میں وہ سلطان پور و نذر بار کی راہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا نظام شاہ نے مضطرب ہوکر دہلی کو بابر بادشاہ پاس عریضہ بھیجا جس میں یہ فقرہ لکھا کہ رجا بلطائف عواطف الہی واثق است کہ عنقریب جنبیدن اقبال مژدہ توجہ جنود ظفر قرین و سعادت قران با استقبال عادی این حدود بہ مسامع مجبتان برسانند و منتظران فرح بخش مسرت رسان بشارت قل جاء الحق و زہق الباطل از اطراف و اکناف این دیار نشہ گردانند تا منتظران امیدوار و معتقدان خدمت گار با قبال تمام استقبال نمودہ مقصود حاصل نمایند + ایسے ہی خطوط اس نے اسمعیل عادل شاہ و سلطان قلی قطب شاہ کو لکھے سلطان قلی تو کچھ کے ہندوؤن سے لڑرہا تھا اس نے عذر کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب غریب زادہ اپنے لشکر سے منتخب کرکے ساتھ لئے اور امیر برید کو

نظام شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر برادر آپ امداد کے باب میں مروت
و یاری کی شرط بجا لائے لیکن جب تک خود اس طرف تشریف نہیں لائینگے مجھے اس ورطہ سے خلاصی میسر نہ
ہوگی عادل شاہ نے جواب دیا کہ رائچور کے نواح میں بیجانگر کے ہندو گھات لگائے بیٹھے ہیں
جہاں میں نے بیجاپور سے حرکت کی تو وہ دریا کرشنا سے عبور کرکے میری مملکت پر تاخت
کرینگے اب میں پانچ سو بہادر مسلح سوار دو اسپہ بسرکردگی حیدر الملک قزوینی کی ہیلی کمک پر امداد
کرکے روانہ کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ فتح سے مسرور ہوگے اب برہان شاہ کو عادل شاہ کے آنے
کی امید نہ رہی تو اس نے شیخ جعفر کو معزول کیا اسکی پیشوائی سے رعیت و سپاہ آزردہ و
دلگیر تھی کنور سین برہمن کو جو عقل و فراست و امانت و دیانت سے متصف تھا پیشوائی کا
خلعت دیا اور اسکی صوابدید سے جیسے احمدنگر میں آیا ۔ بقدر قدرت و امکان [illegible]
لشکر فراہم کیا اور اس کے ساتھ لشکر دکن لیکر دولت آباد کی طرف چلا اور لشکر گجرات کے
مقابلہ میں مسیل پر کوہستان کے اندر تین مہینے نہایت ہوشیاری سے پڑا رہا اور دشمن کے
لشکر کو شبخونوں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیوں سے ستاتا رہا پھر ایک بڑی لڑائی ہوئی برہان
نظام شاہ کو شکست ہوئی ۔ اس لئے میران محمد خان فاروقی اور عماد شاہ کی معرفت صلح
چاہی اور ہاتھیوں اور قلعوں کو جو اس نے لڑائی میں لے لئے تھے واپس دینے کا وعدہ کیا
یہ دونوں شاہ خداوندخان کی منزل میں گئے اور اس سے کہا کہ ہمارا مقصود سلطان کی
مدد سے یہ تھا کہ پاتری اور ماہور کو نظام شاہ کے قبضہ سے نکال لیں اور اسکی عوض میں ہم
اور احمدنگر میں اسکا خطبہ پڑھوائیں اور ہر سال تحف و ہدایا بھیجا کریں اب یہ معلوم ہوتا
ہے کہ سلطان کو یہ طمع ہے کہ اس ملک کو ہمارے ہاتھ سے نکال لے خداوندخان [illegible]
نیکخواہ خلائق نے کہا کہ یہ کام تم نے خود کیا ہے ۔ جس وقت شاہان دکن یک جہت ہوکر اپنی
منازعت کو دور کرینگے تو انکا بھلا ہوگا ۔ یہ شاہ اسکے مقصود کو سمجھکر مجلس سے آئے اور عمادالملک
نے ایسے موقع سے بہت نفع اٹھایا اور قلعہ دولت آباد کے اندر [illegible] پاس بھیجا اور برسات کے شروع
میں گجرات چلا گیا ۔ برسات کے آنے سے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی اور امرا بھی

مگر گوہر سین کے سمجھانے سے اسنے جانا منظور کیا اور سات ہزار سوار اور شاہ طاہر کو ساتھ لیکر
برہان پور چلا اور اُس نے خواجہ ابراہیم اور محمد باقر شیخ اویس (درخشی نویس) کو آگے پہلے
میران محمد شاہ پاس بھیجا کہ وہ یہ مقرر کریں کہ پیشکش کیا دی جاویگی اور ملاقات کیونکر ہوگی۔
موضع جاکند بوی میں برہان پور کے نزدیک برہان شاہ اور میران محمد شاہ کی ملاقات
ہوئی اسنے کہا کہ یہ مقرر ہوا ہے کہ سلطان تخت پر بیٹھے اور ہم سلام کھڑے ہو کر کریں۔
میران شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت میں بلایا اور کہا کہ ہرگز نہ ہوگا کہ فلان تخت پر
بیٹھے اور ہم سلام کرکے کھڑے رہیں بہتر ہے کہ فسخ ارادہ کیا جاوے۔ شاہ طاہر نے کہا
کہ دنیا داری کی شرط یہ ہے کہ ایک روز صلاح دولت کے لیے نہایت فروتنی اختیار
کی جاوے جیسے برسوں کامرانی کی مسند پر فراغت و شوکت سے بیٹھکر زندگانی بسر کیجاوے
شاہ طاہر نے یہ تدبیر بھی عرض کی کہ ایک قرآن شریف میرے پاس امیر المومنین علی کے
ہاتھ کا لکھا ہے جسکی خبر سلطان بہادر کو جب ہوئی ہے وہ بہت اسکا خواہان ہے خداوند خان
سے اس بات کا ذکر کرکے ملاقات کے روز قرآن شریف کو ساتھ لیجلینگے تو سلطان بے اختیار
ہوکر تخت سے اُتر کر استقبال کریگا۔ برہان شاہ اس سے نہایت خوش ہوا۔ دوسرے روز
صبح کو میران محمد شاہ اور شاہ طاہر ملاقات کے لئے چلے جب لشکر شاہی کے قریب آئے
تو شاہ طاہر نے قرآن شریف کو سر پر رکھا اور برہان شاہ کے ساتھ سراپردہ میں داخل ہوا
کہ سلطان کی نظر دور سے اُنپر پڑی تو خداوند خان سے پوچھا کہ یہ شاہ طاہر کے سر پر
کیا ہے خداوند خان نے عرض کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ کا مصحف لکھا ہوا
ہے۔ سلطان بے اختیار تخت سے اُتر کر استقبال کو دوڑا اور مصحف پر تین مرتبہ بوسے
دیئے اور آنکھوں کو لگایا پھر کھڑے ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں
پوچھا کہ کیسے ہو اور کیا حال ہے اُس نے فارسی میں جواب دیا کہ جناب کا نیازمند ہوں اور
دولت بادشاہ سے خوشحال۔ سلطان تخت پر آیا اور برہان شاہ و شاہ طاہر و
محمد شاہ سامنے کھڑے ہوئے۔ سلطان بہادر شاہ طاہر کے کھڑے رہنے سے

مضطرب تھا اسکو بیٹھنے کو کہا تو شاہ نے معذرت کی کہ بندہ کو نظام الملک لکھا تھا نسب نوکر
آقا کی ہمسری شرط ادب یہ نہیں کہ وہ کھڑا رہو اور میں بیٹھ جاؤں سلطان نے ناچار ہو کر برہان
نظام کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی شاہ طاہر نے اوسکو ہاتھ پکڑ کر اوپر بٹھایا اور خود نیچے
بیٹھا برہان شاہ سے فارسی زبان میں سلطان بولا کہ اس عرصہ میں انقلاب ایام کی سختیوں کو
کس طرح گذارا اور روزگار کی ناسازگاری کو انتہا پر پہنچایا۔ برہان نظام شاہ نے عرض
کہ جس دربار کا خاتمہ اقبال پر ہوا اور جس فراق کا انجام وصال پر ہو اسکے اختتام کی حلاوت
پچھلے دکھ اور ابتدا فراموش ہوا الحمد للہ کہ جو کچھ سالہا دراز میں مجھ پر گذرا اسکی تلافی اس
لحظہ کی حلاوت کرتی ہے۔ سلطان نے میران محمد شاہ سے کہا کہ تو نے سنا کہ برہان الملک
نے کیا جواب دیا اسنے کہا کہ میں دور تھا اس لئے نہیں سنا سلطان بہادر نے پھر ان سوال
جواب کو بآواز بلند کہا شاہ طاہر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اثر سلطان کی التفات کا
ہے امید ہے کہ روز بروز عنایت و شفقت زیادہ ہوتی رہیگی سلطان بہادر نے کمر خنجر و
شمشیر مرصع کہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے تھا کھول کر برہان نظام شاہ کی کمر میں اپنے
ہاتھ سے باندھی اس وقت تک برہان شاہ کے نام میں لفظ شاہ کا اطلاق نہیں کیا تھا
سلطان نے کہا کہ خطاب نظام شاہی مبارک ہو پھر اس کو اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرایا
اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تجھکو گھوڑے پر چڑھنا خوب آتا ہے تو میرے سراپردہ کے گرد
پھیر۔ اسنے دکن کی روش پر گھوڑے کو سراپردہ کے گرد پھرایا۔ سلطان بہادر نے
اس کی تعریف کی اور کہا کہ ایسا سوار ہے جسکے خوشتر نہیں معلوم ہوتا اشارہ کیا
چتر سفید آفتاب گیر جو بادشاہ مندو سے لیا تھا وہ اسکے سر پر رکھا اور میران محمد شاہ
اور خداوند خان کو حکم دیا کہ اسی طرح سوار سر پر چتر رکھے ہوئے سراپردہ سے لیجاؤ
اور اسکے دائرہ میں سلطان محمود خلجی کا جو سراپردہ ہے وہ لگا کے اس میں اسکو اتار
غرض بڑی شوق سے ملاقات کا جشن ہوا پھر برہان نظام شاہ کو احمد نگر کو رخصت
کیا۔ اب بادشاہ گجرات اور برہان شاہ میں بالکل منافرت کا غبار دور ہوا تو

کو زمین پر گر ا بھی لگ حُسن تدبیر سے برج جیتنے کے عرصہ میں تین قلعے بے جنگ کے ان ہاتھوں سے لے لئے جو ابتک کبھی نظام شاہیوں کے مطیع نہ ہوئے تھے۔

سنہ ۹۳۵ھ میں اسمٰعیل عادل شاہ نے قلعہ کلیان (کلیانی) و قندھار کی فتح کے ارادہ سے بیجاپور سے کوچ کا حکم کیا امیر برید نظام شاہ سے ملتجی ہوا اور حمایت کا طالب۔ نظام شاہ نے مغرورانہ خط عادل شاہ کو لکھا جسمیں ان قلعوں کی فتح سے منع کیا۔ عادل شاہ نے اسکو سخت و سست جواب لکھا کہ اس طرح کا سلوک تم سے ہرگز مشاہدہ نہ ہونا چاہیے تھا سبب کیا ہے کہ احمدنگر کی ویرانی کو اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے نامناسب فقرے مرقوم کئے ہیں۔ اگر بادشاہان ہندو کے چتر پر اور کہنہ سراپردوں پر اتنا غرور کرتے ہو تو اسکی گنجایش نہیں ہے اگر خطاب شاہی پر تفاخر کرتے ہو تو تم سے زیادہ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ مجھکو شہنشاہ ایران نے کہ فرزند پیغمبر آخر الزمان ہے خطاب شاہی دیا ہے تم کو سرخیل گجراتی سے مرتبہ ملا ہے۔ اگر ایسے امور سے تو پشیمان ہو تو یہ بھی سعادت ہے ورنہ ننگی تلواریں لیکر باغ نظام سے میدان میں آؤ اور عادل شاہی ہاتھوں کا زور دیکھو نظام شاہ جنگ کا سامان تیار کرکے عادل شاہ کی سرحد پر آیا اور فریقین میں نائرہ قتال بالا ہوا طرفین کے مردان مرد اور معرکہ نبرد کے دلیر میدان میں آگئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان سے معرکہ کی خاک کو خون سے کیچڑ بنا دیا۔ احمدنگر کے لشکر کو شکست ہوئی اسکے دو تین ہزار آدمی مارے گئے سارا اسباب غارت ہوا طرفین سے آدمیوں نے بیچ میں پڑکر دونوں بادشاہوں کی ملاقات سرحد پر سنہ ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) میں کرادی اور یہ مقرر ہوا کہ نظام شاہ ملک برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو فتح کرے اور دکن کو دونوں مساوی حصوں میں تقسیم کرلیں انہیں دنوں میں اتفاق سے اسمٰعیل عادل شاہ کی اجل آگئی کل مقدمات یونہی اکارت گئے۔

سنہ ۹۴۴ھ میں شاہ طاہر کی دلالت و ارشاد سے برہان شاہ کو اہل بیت کی محبت میں غلو ہوا۔ خطبہ میں سے اصحاب ثلاثہ کا نام خارج کیا۔ بارہ اماموں کے علم کا

رنگ سبز تھا اسنے بھی اپنے علموں اور چتر کا رنگ سبز کیا تبرائیوں کا وظیفہ مقرر کیا کہ کوچہ
بازاروں و مساجد معابد میں خلفاء راشدین اور انکے پیرؤں پر لعن طعن علی الاعلان
کریں امراء کبار حنفی مذہب اپنی کشتوں کے خوف سے یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ
جو آرزو دین اپنی ساتھ قبر میں لے گئے تھے اور کسی طرح نہ بر لا سکے تھے اس میں برہان نظام شاہ
کامران ہوا۔ گو ان اطوار کے مشاہدہ سے ملا پیر محمد استاد اور بعض علماء برآشفتہ
ہوئے اور احمد نگر میں غوغا و شور مچا ہیبت سے متعصب سب [illegible] ملا پیر محمد نے گھر میں ہوا اور
شاہ طاہر کی نسبت کہا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اس سید کو کہ دل
دکن کی بلا ہو۔ کہاں سے لایا آپ نے بادشاہ کو گمراہ کیا اب تدبیر یہ ہو کہ شاہ طاہر
کو مارنا چاہیے اور برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ عبدالقادر کو بادشاہ بنانا چاہیے
غرض یوسف عادل شاہ کے قصہ کی طرح دین کے واسطے خلائق کا ہجوم ہوا ملا پیر محمد کی ہمراہ
بارہ ہزار سوار و پیادہ قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ محاصرہ کا قصد کیا اور شاہ طاہر کو مع
فرزندوں ان کے موکلوں کے سپرد کیا برہان شاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے حکم دیا
کہ قلعہ کے دروازے بند کیے جائیں اور قلعہ کے برج و بارہ سے توپیں ماری جائیں
مگر شاہ طاہر نے دل ہو و ساطت کیا کہ باہر جا کر لڑنے میں تامل نہ [illegible] بادشاہ باہر گیا
اور اس کے نقیبوں نے بآواز بلند کہا کہ جو دولتخواہ ہے وہ شاہ کے چتر و علم کے نیچے آوے
اور جو حرامخور ہو وہ ملا پیر محمد پاس جا کر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے غرض نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ ملا پیر محمد مقید ہوا اور فتنہ فرو ہوا برہان شاہ نے مذہب کی ترقی
کے لیے اہل سنت کے [illegible] شیعہ ہوں کو دیے اور قلعہ احمد نگر کے مقابل میں
چار دیواری دو گج و سنگ سے بنائی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور
چند دہات اسکے خرچ کے لیے وقف کیے [illegible] روز وقت چاشت کھانا آش
سیدوں کو ملتی تھی۔ شاہ طاہر نے اطراف و اکناف سے محبان اہل بیت بہت
جمع کیے اور ان کو ظاہر کر بلا کر بھجوایا۔

برہان شاہ و ابراہیم عادل شاہ کی لڑائیاں

جب احمد نگر میں شیعہ مذہب کا چرچا ہوا اور تبرا ہونے لگے خلفائے راشدین پر لعن طعن کی زبان دراز
کی تو سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے
مذہبی خیال سے آپس میں یہ قرار دیا کہ لشکر کشی کر کے ملک احمد نگر کو آپس میں تقسیم کر لیں
جب برہان نظام شاہ کو اس جماعت کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو اس نے ہمایون
بادشاہ پاس اپنا ایلچی اسحاق خان کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ حضور گجرات پر
لشکر کشی فرمائیں بندہ خدمت کے لئے حاضر ہو لیکن شیر شاہ کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہو گیا
اس لئے اس درخواست کا ثمر کچھ نہ ہوا۔ اسحاق خان پھر آیا۔ برہان شاہ نے سلطان
گجرات اور شاہ برہان پور کو تو التفات رسمی اور ارسال تحائف سے راضی کر لیا
اور ابراہیم عادل شاہ نے جو چند پرانے ملازم برطرف کئے تھے انکو نوکر رکھ لیا اور انکو
انقطاع خوب دیئے اور انکے اشتعال سے بیجاپور پر لشکر کشی کی تیغ و سنان کی تحریک کے
بعد برہان شاہ غالب آیا۔ عادل شاہ بھی قبول اور بیدر تو بجاپوروں پر متصرف ہوا اور
احمد نگر چلا آیا اس فتح سے اسکی بڑی شہرت ہوگئی چار سال میں ان دونوں بادشاہوں
میں بہت لڑائیاں واقع ہوئیں اور ہر دفعہ برہان شاہ غالب آیا۔

برہان نظام شاہ کی بیجاپور پر چڑھائی

جب ۹۵۰ھ میں بیجاپور میں اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان
رنجش ہوئی برہان شاہ اور امیر برید اتفاق کر کے بیجاپور کی طرف چلے۔ برہان شاہ
نے اس بات کو خوب مشہور کر دیا کہ اسد خان نے بلگام کی بابت مجھے طلب
کیا ہے تاکہ قلعہ بلگوان مجھ حوالہ کر دے یہ بات کچھ لگتی لگا لی تھی اس لئے ابراہیم عادل شاہ
کو اسد خاں کی طرف سے .... وہم زیادہ ہو گیا
اور وہ بیجاپور سے باہر نہ نکلا برہان شاہ نے شولاپور کے حوالی میں زین خان کے
ساڑھے پانچ پرگنے (پرگنے) پر قابض ہوا اور خواجہ جہان دکنی کو وہ دیئے۔ اور
آگے بڑھا اور بلگوان کی جانب متوجہ ہوا اور ولایت مرچ و کلہر وہاں وہاں
کو لوٹا اور چلا آیا اور آبادی کا نشان مٹایا۔ اسد خان نے تہمت کی شہرت کے

سبب برہان شاہ سے موافقت کی اور چھ ہزار سوار لے کر برہان شاہ سے مل گیا۔ اور
عادل شاہ پاس گیا برہان شاہ کی تدبیر چل گئی وہ بیجاپور گیا۔ عادل شاہ میں تاب
مقاومت نہ تھی وہ آب بہورہ دیہات سے عبور کرکے گلبرگہ چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا
محاصرہ چند روز کیا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا تو وہاں سے گلبرگہ میں
چلا گیا تھوڑے عرصہ میں عماد شاہ حاکم برار اسکی کمک کو آگیا جب برار کی سپاہ
برہان نظام شاہ کے لشکر کے قریب آئی تو چند روز میں اسد خان کو موقع ملا کہ وہ برہان نظام شاہ
کو چھوڑ کر عماد شاہ سے جا ملا جس وقت اسد خان برار کی سپاہ سے ملا اسی وقت برہان نظام شاہ
مع امیر برید احمد نگر کو بھاگا۔ برار اور بیجاپور کے سپاہیوں نے احمد نگر تک اسکا تعاقب کیا
تو انہوں نے اپنے میں مقابلہ و مقاتلہ کا مقدور نہ دیکھ کر دولت آباد حصن حصین میں پناہ
لی۔ یہاں امیر برید شاہ کی اجل آگئی تو برہان نظام شاہ نے صلح کر لی اور شولاپور کے
ساڑھے پانچ پرگنے جو اس یورش میں لوٹے تھے ابراہیم عادل شاہ کو دیدیئے۔
... میں جمشید قطب شاہ کے پاس شاہ طاہر کو تخت نشینی کی تہنیت کے لئے گلکنڈہ بھیجا
تو جمشید نے اسکی بڑی خاطر تعظیم کی برہان شاہ نے انتقام کے سبب نقض عہد کیا اور رام راج
والی بیجانگر اور قطب شاہ کو ممالک عادل شاہیہ کی تسخیر کی تحریص کی اور خود شولاپور کو فتح
کی۔ عادل شاہ نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے اس کے ملک پر یہ طوفان آنے والا ہے تو شولاپور کے
ساڑھے پانچ پرگنے نظام شاہ کو دیدیئے اور رام راج کو بھی سب طرح راضی کرکے الٹا پھیر دیا
... میں برہان نظام شاہ رام راج کے استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔
اور ابراہیم عادل شاہ اسکے مقابلہ کے لئے بیجاپور سے روانہ ہوا قصبہ ... کے نزدیک
اسکو معلوم ہوا کہ بھیما ندی کے مشرقی کنارہ پر ایک مستحکم مقام میں برہان نظام شاہ مقیم ہے
ندی سے پار جانا ناممکن تو وہ مقابل کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ بارش کے سبب تین ... دو
... آمنے سامنے بیکار پڑے رہے ندی بیچ میں حائل تھی آخر کو ابراہیم عادل شاہ
انتظار دیکھتے دیکھتے تنگ آگیا وہ ندی سے کسی وجہ سے پار گیا اور نظام شاہیوں پر حملہ کیا

اور انکو شکست دی، چتر و علم و فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کو بھاگ گئے۔ ڈھائی سو ہاتھی اور
ایک سو ستر توپیں ابراہیم عادل شاہ کو ہاتھ آئیں۔ اس نے دشمنوں کو اپنے ہاتھ سے مارا
وہ اس فتح کو اسد خان کے سبب جانتا تھا اسلئے اس نے اسکی جاگیر بڑھائی اور منصب زیادہ
کیا۔ اب برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور اپنی موافقت
پر دلالت کی۔ علی برید نے موافقت سے انکار کیا۔ اس سبب سے برہان نظام شاہ نے اسکی ملک
قلعوں کی تسخیر کا ارادہ کیا اول قندھار کا محاصرہ کیا۔ علی برید نے اس خطر پر قلعوں کی حفاظت کی ابراہیم عادل شاہ کو بند
کیا کہ وہ اسکی امداد کرے۔ عادل شاہ لشکر لیکر علی برید آیا اور ان دونوں نے برہان نظام شاہ کو دیکھا ایک کوس پر لڑائی ہوئی
اور ان دونوں کو شکست ہوئی۔ برہان نظام شاہ نے فیل و اسباب ان سے کر لئے اور قلعہ و دیگر ......
کو جا کر محاصرہ کیا اسکو تسخیر کر کے قلعہ قندھار کو محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ اور علی برید پھر
برہان نظام شاہ سے لڑے اس دفعہ بھی دونوں کو شکست ہوئی انکے بہت سے ہاتھی اور گھوڑے
احمد نگریوں کے ہاتھ لگے۔
۹۴۹ھ میں قلعہ قندھار کو فتح کر کے برہان نظام شاہ احمد نگر میں آیا تو ابراہیم عادل شاہ کے
مقربوں نے اس سے درخواست کی کہ بادشاہ کی قہاری اور بد خوئی سے ہماری جان عذاب
میں آ رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ عبد اللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ میں نظر بند ہے
لے آئیں اور بادشاہ بنائیں اور یہ کام حضرت کی توجہ بغیر میسر نہیں ہوگا۔ برہان نظام شاہ جمشید
قطب شاہ کو ساتھ لے کر عادل شاہ کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ حسب اتفاق اس زمانہ میں اسد خان
بلگوان میں بیمار ہوا۔ برہان شاہ نے اصل مقصود کو تعویق میں ڈالا اور اس فکر میں ہوا کہ اس
قلعہ پر کسی حیلہ سے متصرف ہو۔
ہم نے اسکا حال پہلے لکھا ہے کہ اسد خان مرگیا اور ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا
جب یہ قلعہ برہان شاہ کو ہاتھ نہ آیا تو وہ احمد نگر میں آیا۔ ۹۹۱ھ / ۱۵۴۲ء میں شاہ طاہر کا انتقال ہوا
اسکی جگہ قاسم بیگ حکیم اور پھر پاس بیگ کو صاحب دخل اور محل اعتماد بنایا اور عادل شاہ کی ایسی
باتیں بنائیں کہ عادل کی امداد سے اس کی رائے منحرف ہو گئی اور پھر وہ خواجہ جہان

فتح حاصل کرین عین الملک نے قبول کیا اور بھوپال رائے نے مبلغ مذکور اسکو دیئے کہ عید کے
پہلے کے بہانے سے لشکر کو دیدیجے یہی ہوا کہ لشکر اپنے دیوار و در کو توڑ کر باہر گیا اور
دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ کر اسکی دیوار کو ہم کر انگلیون سے ڈھا دیا اور ایک دفعہ قتل
اور کشش مین کوشش کی۔ عادل شاہی آدمی کمال غفلت مین پڑے تھے سب چھوٹے
بڑے بھاگ گئے۔ عادل شاہ عید کا غسل کر رہا تھا کپڑے پہننے کی بھی فرصت نہ ملی کہ بھاگ
گیا۔ اسکے چتر و علم اور بہت اسب و فیل و توپ خانہ نظام شاہیون کے ہاتھ آیا اور پچھلی
شکست کی تلافی ہوئی۔ اسی وقت قلعہ کلیان بھی آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس شکست کے بعد
عادل شاہ اپنے ملک سے نکل کے دشمن کے ملک مین آیا۔ بیدر اور پرینڈہ کو خراب کیا۔ اور
بے خبریون کے قلعہ پرینڈہ کو لے لیا اور خواجہ جہان کے آدمیون کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف
ہوا۔ ایک دکنی کو یہ قلعہ سپرد کر کے بیجاپور کو مراجعت کی۔ جب نظام شاہ کو اسکی خبر ہوئی
تو قلعہ کلیان اپنے کسی معتمد کو حوالہ کر کے پرینڈہ کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ دو منزل پر
پہنچا تو ... یہان کے تھانہ دار کو گھڑیال کی آواز سے معلوم ہوئی کہ نظام شاہ کے لشکر کی
آواز ہے تو قلعہ چھوڑ کر وہ بھاگا اور آدمی بھی بھاگ گئے۔ نظام شاہ نے دوسرے روز قلعہ
لے لیا اس نے خواجہ جہان دکنی کو حوالہ کیا۔ پرینڈہ و پرینڈہ سے ایک ہی [illegible] چلا گیا
[illegible]۔ برہان نظام شاہ کی سپاہ نے ولایت بیجاپور کے بڑے حصہ مین گشت کیا اور
کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا اور قلعہ رائچور کے حوالی مین رام راج اور برہان نظام شاہ
کی ملاقات ہوئی اور یہ آپس مین قرار پایا کہ دونون اپنی سلطنت کو بیجاپور کے ملک کو
فتح کر کے بڑھائین۔ رام راج دریاے کرشنا کے جنوب مین رائچور اور مدگل اور اُن کے
مضافات کو فتح کر لے اور برہان نظام شاہ شولاپور اور گلبرگہ کو تسخیر کرے۔

شولاپور کا محاصرہ کیا گیا اور تین مہینے کے بعد جبر و قہر سے فتح ہوا۔ برہان نظام شاہ
گلبرگہ کو کوچ کرنے کو تھا کہ اس نے سنا کہ رام راج نے رائچور اور مدگل کو فتح کر لیا اور بیجانگر
چلا گیا تو برہان نظام شاہ بھی احمدنگر مین چلا آیا۔

۹۶۱ھ میں برہان نظام شاہ نے رام راج سے دوستی پیدا کی اور بیجاپور کی طرف چلا۔ ابراہیم عادل شاہ میں اس سے مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اس لئے وہ پنالہ میں چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو فتح کر لیتا۔ مریض ہوا اور احمدنگر میں آیا اور مر گیا۔ زندہ اولاد یہ چھوڑ گیا حسین و عبدالقادر۔ جنکی ماں امینہ تھی شاہ علی جنکی والدہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی اور شاہ حیدر کہ خواجہ جہان دکنی کا داماد تھا۔ میران محمد باقر بیجاپور میں اور شہزادہ سلطان محمد خدا بندہ بنگالہ میں فوت ہوا۔ مدت سلطنت قریب ۴۵ سال۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

حسین نظام شاہ اپنے باپ کا جانشین تیرہ سال کی عمر میں ہوا اسکا سگا بھائی عبدالقادر اور بھائیوں کو لیکر دارالسلطنت سے چلا گیا اور دولتخانہ کے آدمیوں کے دو فریق ہو گئے ایک فریق میں غریبان (پردیسی) اور حبشی حسین نظام شاہ کے طرفدار تھے دوسرے فریق میں دکنی ہندو مسلمان عبدالقادر کے جانبدار رہے مگر آخر کو عبدالقادر کا فریق شکست کھا کر حسین نظام شاہ سے مل گیا اور عبدالقادر بھاگ کر عمادالملک والی برار کی پناہ میں چلا گیا۔
شاہ علی اور میران محمد باقر اپنے ماموں ابراہیم عادل شاہ پاس بیجاپور چلے گئے اور شاہ حیدر پرندہ میں اپنے خسر خواجہ جہان دکنی کے پاس چلا گیا۔ خسر یہ چاہتا تھا کہ عادل شاہ کے استظہار سے داماد کو احمدنگر کا بادشاہ بنائے اس لئے نئے بادشاہ کی تعزیت کی نہ مبارکباد دی اس لئے حسین نظام شاہ نے غصہ میں آ کر اسکو عتاب آمیز خط لکھا تو وہ حیران تھا اس میں نہ اظہار مخالفت کا حوصلہ تھا نہ ملازمت میں اپنی سلامت جان کا جواب ناصواب لکھا تو حسین نظام شاہ نے جا کر قلعہ پرندہ کو محصور کیا اہل حصار شام تک لڑے مگر آخر کو نظام شاہ نے اسے فتح کر لیا اور وہ قلعہ ان کے رخنوں کو بند کر کے احمدنگر چلا گیا اس واقعہ سے ابراہیم عادل شاہ نے شاہ حیدر اور خواجہ جہان کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اور حسین نظام شاہ سے لڑنے قلعہ شولاپور کو گیا جسکو برہان نظام شاہ نے

حسین نظام شاہ اور ابراہیم عادل شاہ کی لڑائی۔ [illegible]

فتح کیا تھا اس اثنا میں حسین نظام شاہ نے عماد شاہ والی برار سے اتحاد پیدا کیا
اس نے سات ہزار سوار اسکی امداد کو بھیجدیئے وہ اس لشکر کو لیکر شولاپور کو ابراہیم عادل شاہ
کے محاصرہ سے اٹھانے کے لئے چلا دو نوں لشکر خوب لڑے سیف الدین عین الملک جو نظام شاہ
کی نوکری چھوڑ کر عادل شاہیوں کا نوکر ہو گیا تھا اس نے عماد الملک اور بعض امرای
نظام شاہی کے لشکر کو پراگندہ کر دیا اور فوج خاصہ نظام شاہیہ پر حملہ کر کے اس کے بیشتر کو
متزلزل کر دیا اور اس کے چتر و علم کی طرف متوجہ ہوا۔ بہادران نظام شاہی اسکی
مدافعت پر متوجہ ہوئے۔ چار سو نامی سواروں کو قتل کیا۔ عین الملک کا قاعدہ تھا
کہ جب اسکا کام تنگ ہوتا تو وہ معرکہ میں پیادہ ہو کر لشکریوں کو جنگ پر تحریص و
ترغیب دیتا اس لڑائی میں بھی وہ گھوڑے سے اتر کر مقابلہ کے لیے اپنی سپاہ کو ترغیب
دیتا تھا کہ کوتاہ بین آدمیوں نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا کہ سیف عین الملک مکر و
حیلہ کی راہ سے بیجاپور میں آیا تھا۔ اب اس نے گھوڑے سے اتر کر نظام شاہ کو سلام
کیا تھا۔ عادل شاہ نے اس بات کو یقین کر لیا۔ سپاہ کو یہاں لڑائی میں چھوڑا اور
خود بیجاپور چلا گیا۔ باقی حال وقائع عادل شاہیہ میں لکھا ہے کہ کس طرح اس کا
گلا گھوٹ کر مارا ہے۔ قبول خان عین الملک کی عورات کو لیکر ابراہیم قطب شاہ کے
پاس گلکنڈہ میں گیا اسکے ساتھ پانسو سوار تھے اس نے کئی جگہ امراء نظام شاہی کو لڑ کر
شکست دی۔

جب ابراہیم عادل شاہ کا انتقال ہوا تو حسین نظام شاہ اور قطب شاہ نے گلبرگہ میں
ملاقات کی اور یہ قرار دیا کہ اول متفق ہو کر گلبرگہ کو مسخر کریں اور پھر اشتگیر کو انہوں نے
گلبرگہ کا محاصرہ کیا اور توپوں کی مار سے قلعہ کے برج و بارہ کو ہلا دیا مصطفیٰ خان
اردستانی نے جو قطب شاہ کا جملۃ الملک تھا اپنے شاہ سے کہا کہ حسین نظام شاہ
جبار اور بے اعتدال و عہد شکن ہے اگر قلعہ گلبرگہ کو وہ فتح کر لیگا تو ہم کو قلعہ اشتگیر کے
فتح کرنے سے منع کریگا۔ بہتر ہے کہ اس کی تقویت میں کوشش نہ کرو اور ایسا نہ کرو

کہ عادل شاہ پر اسکو برتری حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خاں کے کہنے پر عمل کیا
اور رات کو اپنے خیمہ و خرگاہ اکھیڑ کر اپنی مملکت کی راہ لی اس سے حسین نظام شاہ کو
لڑائی میں ایسی دقت پڑی کہ اس نے احمد نگر میں مراجعت کی۔ ملا عنایت اللہ نظام شاہ
اور قطب شاہ کے درمیان اتحاد اور انقطاع کا واسطہ تھا وہ حسین نظام شاہ کی جباری
اور قہاری کے سبب گولکنڈہ میں بھاگ آیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے جانشین علی عادل شاہ
نے رام راج اور ابراہیم قطب شاہ سے دوستی پیدا کی۔ ادھر حسین نظام شاہ نے عماد الملک
والی برار سے از سر نو اتحاد پیدا کیا۔ یہ دونوں بادشاہ جین کو داوری کے کنارے
سنیت میں ملے۔ عماد الملک کی بیٹی کا نکاح حسین نظام شاہ سے ہوا۔

اسی سال میں حسین نظام شاہ نے محمد استاد نیشاپوری اور چلپی رومی خاں کو
قلعہ ریوڈنڈا (کھنڈہ) کی فتح کے لیے بھیجا۔ یہ قلعہ پرتگیزوں نے سمندر کے کنارے
پر بنایا تھا اور یہاں سے وہ اپنی حد سے قدم باہر رکھ کر مسلمانوں کو ستاتے تھے
پرتگیزوں نے اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کی اور آئندہ کے لیے عہد و پیمان کیے۔ کہ
مسلمانوں کی مزاحمت نہیں کرینگے حسین نظام شاہ نے اس سال کے آخر میں
.... تین چار مہینے کے اندر قاعدہ گاہ خاندیس میں اور
کئی قلعے اور فتح کیے اور اپنے آدمیوں کے حوالے کیے۔

اس زمانہ میں بیجانگر اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے والیان نے مل کر نظام شاہ
کے ملک پر تاخت کی اور قلعے کلیانی اور شولاپور طلب کیے۔ شاہ حسن خاتم بیگ
نے حسین نظام شاہ کو صلاح دی کہ ہم میں ان تین بادشاہوں سے لڑنے
کی تاب و توان نہیں ہے اسلئے عادل شاہ کو قلعہ کلیانی کو دے کر صلح کرلیں۔
حسین نظام شاہ نے کہا کہ جس قلعہ کو میرے باپ نے ضرب شمشیر و مردانگی سے لیا ہو
مجھے اس کو دشمن کو دیتے ہوئے ننگ و عار آتا ہے۔ شاہ حسن نے کہا کہ ہر وقت
کا ایک تقاضا ہوتا ہے وہ وقت لینے کا مقتضی تھا یہ وقت دینے کا مقتضی ہے

پادشاہون کو اور اہل دنیا کو اس قسم کے امور بہت پیش آتے ہین حسین نظام شاہ اس معمہ سے آشنا نہ ہوا۔ یہان تک لڑاکر ان تین بادشاہون کی سپاہ ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے احمد نگر کے گرد جمع ہوگئے۔ نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر جو مٹی کا بنا ہوا تھا اور خندق اُس کے گرد تھی آذوقہ اور آلات آتش بازی اُسکے گرد دھر دیا مردم جنگی کو حوالہ کرکے خود خزانہ و اہل عیال لیکر پٹن کی جانب روانہ ہوا تاکہ عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو اپنی ساتھ متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے۔ اتفاقاً خان جہان برادر امیر برید نے عماد الملک پاس جاکر مدار علیہ ہوگیا تھا عادل شاہ کی تحریک سے عماد الملک کو نظام شاہ کی مدد کرنے سے منع کیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادے لیکر ولایت نظام شاہ کی تخریب کے درپے ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اُس سے لڑنے کے لیے بھیجا ملا اور خان جہان نے ایسی شکست پائی کہ عماد الملک کو منہ دکھانے کی جگہ نہ رہی عادل شاہ کی خدمت میں گیا اب سب شاہون نے احمد نگر کا محاصرہ کیا ابراہیم قطب شاہ اپنی عاقبت اندیشی سے نہین چاہتا تھا کہ حلی عادل شاہ اس قلعہ کو لیکر نظام شاہ پر فائق ہوجائے۔ اُس نے اپنے مورچل سے قلعہ کے آدمیون کے لیے آنے جانے کی راہ کھول رکھی تھی اور اہل قلعہ پاس سامان مایحتاج بھیجے دیتا تھا۔ اور ملا عنایت اللہ کو اس وقت قطب شاہ کا ملازم تھا اور اُس کے امور مین بڑا دخل رکھتا تھا وہ اہل قلعہ سے دوستی رکھتا تھا اور اپنے اخلاص ور دولتخواہی کی عرائض حسین نظام شاہ کو بھیجتا تھا اس قسم کی باتین چھپی نہین رہ سکتین رام راج اور عادل شاہ مطلع ہوئے اور انہون نے قطب شاہ سے پرخاش شروع کی وہ بہت جلد گلکنڈہ مین اور ملا عنایت اللہ قلعہ احمد نگر مین چلا گیا اور یہان سے پٹن مین حسین شاہ کی ملازمت مین گیا۔ خان جہان کی شکست کے بعد عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا بناکر خوب جمعیت کے ساتھ نظام شاہ کی کمک پر بھیجا تھا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہنچا اور اُس نے غلہ و آذوقہ کی رسد کو بند کردیا رام راج اور عادل شاہ کے لشکرون مین غلے کا قحط پڑا۔ دونو

مجبور ہو کے قصبہ پسنی میں آگئے اور یہاں یہ ٹھیری کہ ایک دستہ سپاہ پرندہ کو اور دو سرا اوسکو جاوے اور وہاں سے آذوقہ کا سامان کرکے احمد نگر کا محاصرہ کرے۔

حسین نظام شاہ نے قاسم بیگ اور ملا عنایت اللہ کو رام راج پاس صلح کے لئے بھیجا۔ ان تین شرطوں پر صلح منظور ہوئی۔

اول حسین نظام شاہ علی عادل شاہ کو قلعہ کلیانی دے۔

دوم جہانگیر خان کو جس سے ہمارے لشکر کو بڑی مضرت پہنچی تو ہمارا دشمن ہو مار ڈالے

سوم حسین نظام شاہ رام راج پاس ملنے آئے اور اسکے ہاتھ سے پان لے (جب پان ہاتھ سے دیا جاتا ہے تو دینے والا بڑا گنا جاتا ہے اور جب وہ سونے چاندی کے تھال میں رکھا جاتا ہے تو مساوات مراد ہوتی ہے۔) حسین شاہ نے اپنی حفظ دولت کے لئے ان شرائط کو منظور کیا اور اس نے یہ بیہودگی کی کہ مصلحت ملک کے لئے اپنے جانی دوست کو قتل کیا۔ عماد الملک کو اپنے ملک کو وداع کیا حسین نظام شاہ خود رام راج کے لشکر میں آیا۔ رام راج نے اسکی کچھ تواضع نہ کی اور جیسے ہی نظام شاہ سے دست بوسی کی حسین نظام شاہ اسکے غرور سے نہایت برآشفتہ ہوا اور اس کی ایذا کے لئے اپنا طشت و آفتابہ منگا کر اپنے ہاتھ دھوئے۔ رام راج نے یہ دیکھ کر پیچ و تاب کھائے اور کنٹری زبان میں کہا کہ اگر یہ مہمان نہ ہوتا تو اس کی سر انگشتوں کو کاٹ کر اسکی گردن میں لٹکاتا۔ رام راج نے بھی اپنا طشت آفتابہ منگا کے ہاتھ دھوئے۔ حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کی پیش کش میں دیا اس نے کنجیان علی عادل شاہ پاس بھجوا دین۔ حسین نظام شاہ نے احمد نگر میں جاکر قلعہ کہ اینٹ اور مٹی کا بنا ہوا تھا توڑا اور اسکا دائرہ بڑا بنا کر گچ و سنگ سے بنوایا اور ایک خندق وسیع و عمیق اسکے گرد کھدوائی۔

سنہ [illegible] میں اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح جمال الدین حسین بن شاہ حسن سے کیا دریا عماد الملک مرگیا۔ اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک چھوٹی عمر میں باپ کا قائم مقام ہوا۔

سنہ [illegible] میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کلیانی کے ہمسایہ میں ملے یہاں یہ بات

بنت حسین نظام شاہ کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور دونو بادشاہ قلعہ کلیانی
کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ پہلی طرح عادل شاہ اور رام راج بڑا لشکر لیکر اس
طرف بھیجے گئے اور برہان عماد الملک کو حسین نظام سے بہ سبب جہانگیر خان کے مارنے
کے رنجش ہو گئی تھی وہ علی برید سے اتفاق کرکے عادل شاہ سے ملا حسین نظام شاہ
نے محاصرہ چھوڑ کر قلعہ دستہ مین اپنے بیٹے اور داماد کو بھیجا اور سات سو ارابہ توپ
ضرب زن اور پانچ سو ہاتھی لیکر قطب شاہ کے ساتھ دشمن سے چھ کوس پر آیا
دوسرے روز رام راج کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ عادل شاہ اور برید شاہ
سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ برسات کا موسم نہ تھا مگر ایسا ابر آیا اور ایسا برسا کہ
ہوا اور دشت مین پانی پانی ہو گیا اور ندی و نالے چڑھ گئے۔ آدمی اور ہاتھی
اور گھوڑے اور گاڑیان ایسے حیران ہوئے کہ لشکریون نے ہتھیار پھینک دئے ارابے کیچڑ
مین پھنس کر رہ گئے دوسرے روز صبح کو برگی کے گھوڑون نے قطب شاہ کو بھگا دیا۔
اور مرتضی نظام بھی سات سو توپون مین سے جو میدان جنگ مین لایا تھا ۴ توپین
لیکر بھاگا اس شکست سے احمد نگر کی سلطنت کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے اس لئے ۶۶۰
توپین ایک جنگ مین چھنوائین انمین ایک برنجی توپ تھی جو اب بیجانگر مین ہے۔
ایسی بڑی برنجی توپ دنیا مین کہین نہین ہے اسکا وزن ۱۱۲۰ من ہے اور محیط
قطر چار فیٹ ۴۔ انچ ہے اور پندرہ فٹ لمبی ہے اور اس کے سوراخ کا قطر ۲ فیٹ ۴۔ انچ ہے
اس کو رومی خان نے برہان شاہ کے عہد مین ڈھالا تھا اسکا سانچا رومی خان
کے مقبرہ مین پڑا ہوا ہے۔ تیسرے روز وہ توپین بھی جو چند باقی رہی تھین
چھوڑ کر احمد نگر کو بھاگا اگرچہ اسکے ساتھ ایک ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے۔ مگر وہ چتر و علم
مرتفع کئے ہوئے کمال تحمل و وقار سے جاتا تھا اسکی چارون طرف پانچ چھ ہزار
سوار تھا اور جاتے تھے مگر انکا یہ حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اسپر حملہ کرین اور اس شیر بیشہ
شاہی پر نظر ڈالین وہ نماز کا ایسا مقید ہو گیا تھا کہ وقت پر نماز پڑھتا تھا ظہر کی

نماز کا وقت آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اتر کر نماز پڑھوں تو ارکان دولت نے کہا کہ اس وقت
گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھنی شرعاً درست نہیں ایما و اشارہ سے سوار ہی نماز پڑھو
اُسنے کہا کہ خدا نہ کرے کہ میں اس وضع سے نماز ادا کروں اسلئے اتر کر نہایت اطمینان
سے نماز پڑھی۔ دشمنوں کی سپاہ میں کہ اضعاف و مضاعف تھی یہ ور کھڑی دیکھتی تھی
آگے نہ آئی تھیں جس نظام شاہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنی کمر کو چست باندھے ہوئے دیکھا
شیعہ مذہب میں ایسے لباس سے نماز درست نہیں تو کھول کر پھر نماز دوبارہ پڑھی اور گھوڑے پر
کس کر سوار ہوا ال التعاقب نے کہا کہ جب ہم اس وقت میں کچھ کام نہیں آیا تو اور وقت
کیا کام کرینگے پس سب نے ایک آدمی اس پاس بھیجکر کہا کہ شجاعت سے تم ہم سب
التعاقب ہو باز رہو کہ ذات اشرف کو کوئی گزند نہ پہنچے جس نظام شاہ دولت
بھیجا اور مرتضیٰ شہزادہ کو ساتھ لیکر احمدنگر میں آیا اور قطب شاہ کو وداع کیا جب
احمدنگر میں آیا تو اس نے سنا کہ عادل شاہ و رام راج و برہان عماد الملک و
علی برید کوچ بر کوچ کرتے ہوئے اس طرف آتے ہیں تو اپنے قلعہ کو ذخیرہ و مرد جنگی
و آلات آتشبازی سے مضبوط کیا اور خود جنیر چلا گیا۔ کل دشمن احمدنگر میں آئے
پہنچا کر کے ہندوؤں نے مساجد اور منازل کو ویران کیا جو مسجدیں ان کی تھیں ان کو گروں
کی تھیں انکو ویران کیا مسلمانوں کو آزار پہنچایا اور عورتوں اور بچوں کی بے ناموسی کی
عادل شاہ ان باتوں کے سننے سے غمزدہ ہوا مگر منع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا
آخر رام راج سے کہا کہ اس قلعہ کا محاصرہ اول کو بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے بہتر ہے
کہ یہاں سے کوچ کر کے نظام شاہ کے پیچھے پڑیں رام راج اس پر راضی ہوا
علی برید و برہان عماد الملک کو مراجعت کی اجازت دی۔ عادل شاہ اور
رام راج جنیر کی طرف گئے جس نظام شاہ جب آگاہ توجہ سے واقف ہوا تو بارہ
امیروں کو جیسے کہ رستم خان حبشی دسنباجی وغیرہ تھے دو تکہ حکم دیا کہ مخالف کے لشکر
کے آگے پیچھے غارتگری کریں اور غلہ و رسد اور اسباب معیشت کو دشمنوں پاس

کسی طرح نہ پہنچنے دین اور خود جبیرت ایک ندی کے پل کی طرف کہ کوہستان مین واقع
تھی روانہ ہوا۔ رستم خان قصبہ بکانوں کے نواح مین مخالفون کے پاس پہنچکر غلہ و آذوقہ کے
وصول کا مانع ہوا اس اثنا مین کہ علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور اس کی فوج اسکے
مخالفون کی ہمراہ جا چکی تھی رستم خان نے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ ضعاف
ضعیف تھی حملہ کیا اور علی عادل شاہ کے کئی لوگون کو قتل کیا اور خود بھی دو ہزار آدمیون کے ساتھ
کشتہ ہوا جو زندہ بچے وہ پریشان حال بھاگ گئے لیکن رستم خان کی جرأت دیکھ کر بیجاپور
اور بیجانگر والون کے بھی ہوش اڑ گئے برسات کا موسم نزدیک آگیا تھا رام راج اور
عادل شاہ پھر احمدنگر گئے۔ رامراج ندی سین کے کنارہ اور اس کے اطراف مین اترا تھا
اور علی عادل شاہ اس سے دور خیمہ زن ہوا۔ دونو اس مین متردد تھے کہ اپنے ملکون کو جائین
یا احمدنگر کا محاصرہ کرین اس اثنا مین احمدنگر کے شمال مین مینہ برسا اور رات کو ایک
سیل عظیم آئی جس مین بیرون ان کو اور تین سو ہاتھیون کو جن کے پیرون مین زنجیرین بندھی ہوئی
تھین اور بارہ ہزار آدمیون کو جنکا نام رامراج کے دفتر مین درج تھا بہا کر لے گئی
اور بحر فنا مین غرق کیا رامراج اسکو بدشگونی سمجھکر اپنے ملک کو گیا۔ علی عادل شاہ
نے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کیا رامراج سے کہا کہ اس قلعہ کا نام پسند ہو تو
رام درگ رکھون اس نے منظور کیا۔ رامراج نے برسات کا بہانہ بنا کے قطعہ اودگیر کا
استقامت کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ کے چند پرگنون کو دبا لیا اور بیجانگر چلا گیا
علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ میر مرتضی خان انجو کے حوالہ کیا اور اپنی جگہ پر
چلا گیا۔ میر مرتضی خان قرب جوار کے سبب گاہ و بیگاہ ولایت شولاپور کو تاخت و
تاراج کرتا تھا حسین نظام شاہ اس بات کو عادل شاہ کی تحریک سے سمجھا اس نے قلعہ
شولاپور کو مستحکم کیا اور غلہ کی بارہ ہزار گونین قلعہ کو روانہ کین۔ مرتضی خان کو جب یہ خبر
لگی تو اس نے اکراد و برگی کو لیکر ایلغار کی اور پرینده اور شولاپور کے درمیان آتش
قتال روشن ہوئی امرائے نظام شاہی کو شکست ہوئی اور ... دس ہاتھی چھین گئے

اور شاہ تقی اسیر ہوا - امرا برگی اس فتح سے مغرور ہو کر تاراج میں مشغول ہوئے
اور غلہ کی گونیوں کو آگ لگائی یا لوٹ کر لے گئے - مرتضیٰ خان نے ہاتھی بیجاپور کو بھیجے
اس اثنا میں ایک حبشی غلام بچہ قیدیوں میں تھا اور وہ ایک شخص کے ساتھ ہاتھی
پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے رونا شروع کیا - مرتضیٰ خان نے اُس سے پوچھا کہ تو کیوں
روتا ہے اگر تو یہاں رہنا چاہتا ہے تو ہم تیری خاطر کرینگے اور اگر اپنے صاحب
پاس جانا چاہتا ہے تو ہم تجھے قید سے آزاد کرتے ہیں اس نے کہا کہ میں اپنے
صاحب پاس جانا چاہتا ہوں - وہ رہائی پا کر شاہ محمد باقر اور بھاگے ہوئے
امیروں پاس گیا اور اُن سے کہا کہ سارے عادل شاہی آدمی لوٹ میں
ہوئے ہیں - مرتضیٰ خان تھوڑے آدمیوں کے ساتھ فلان مقام پر کھڑا ہے اُس کو
اپنے ہاتھیوں کی عوض میں پکڑ لو شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار آدمی لیجا کر مرتضیٰ خان
کو معرکہ میں زندہ دستگیر کر لیا اور پاؤں میں زنجیریں ڈال کر احمدنگر بھیجدیا -
حسین نظام شاہ دوبارہ غلہ کی بارہ ہزار گونی خود لے کر شولاپور کے قلعے میں آیا
یہ آنا جانا اسکا دس روز میں ہوا پھر صلح ہو گئی طرفین کی سرحد پر قیدیوں کو
لا کر چھوڑ دیا - اس طرف سے شاہ تقی اور اس طرف مرتضیٰ خان رہا ہوئے پہلا
احمدنگر دوسرا بیجاپور گیا -

بعد ان واقعات کے حسین نظام شاہ نے لڑائی جھگڑوں اور خودرائی کو
چھوڑا - ملک و سلطنت کو صائب رایوں کے حوالے کیا - وقائع عادل شاہیہ
میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ دو لتخواہوں کی سعی سے سلاطین نامدار کے درمیان
عداوت صداقت سے بدل گئی اور علی عادل سے چاند بی بی بنت حسین
نظام شاہ کا عقد نکاح بندھا -

سنہ ۱۵۶۴ء میں جس طرح سے کہ علی عادل شاہ کی داستان میں بیان ہوا کہ
چار سلطان شاہان احمدنگر و بیجاپور و بیدر و گولکنڈہ نے رام راج

سلاطین اسلام کا اتفاق اور رام راج رائے وجیانگر سے لڑائی

رائے وجیانگر کے استیصال کے لئے اتفاق کیا۔ دکن مین ہر رائے انا و لاغیری کا ڈنکا
بجارہا تھا۔ ان چارون بادشاہون کے لشکر نے متفق ہوکر دریاء کرشنا سے عبور
کیا اور قصبہ بیکری مین جو کرشنا سے بارہ میل پر ہے خیمے ڈالے۔ رام راج ستر ہزار
سوار اور نوے ہزار نو لاکھ پیادے جنگی جنمین اکثر توپچی و تیر انداز تھے بیجانگر سے
ساتھ لیکر چلا مسلمانون کو اسکے لشکر کی حشمت و شوکت سے وہم پیدا ہوا اور وہ
اس پر راضی تھے کہ عادل شاہ اور قطب شاہ کا ملک جو اس نے لیا ہے واپس
دیدے اور آیندہ عہد کرے کہ پھر مسلمانون کی مزاحمت نہ کریگا۔ مگر رام راج کی
ہستی ابھی آگے کیا سمجھتا تھا اُس نے سب سے صلح کرنے سے انکار کیا اُسنے اپنے بھائی
وینکٹادری کو دو لاکھ پیادون اور پچیس ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ میسرہ مین
علی عادل شاہ سے مقابلہ کرے اور اپنے دوسرے بھائی یتم راج کو بیس ہزار
سوارون اور دو لاکھ پیادون کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے
میمنہ مین لڑنے کو بھیجا اور خود پندرہ ہزار منتخب سوارون کے ساتھ جو اُس کی
کمک کو ہمسایہ کے راجون نے بھیجے تھے اور ایک ہزار ہاتھی اور پانچ لاکھ پیادون
کے ساتھ قلب مین حسین نظام شاہ سے لڑنے کے لئے مقیم ہوا اُس نے اپنے بھائی کو
حکم دیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ گرفتار کرے کہ انکو ساری عمر لوہے کی
زنجیرون مین جکڑا رکھون اور ہراول مین و یسار کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا سر تن
سے جدا کرکے لائے۔ سلاطین اسلام نے غزا و جہاد کے قصد پر کمر باندھی اور
کثرت اعدا سے خوف نہین کیا۔ عادل شاہ نے میمنہ مین اور قطب شاہ
و علی برید نے میسرہ مین اور نظام شاہ نے قلب مین قیام کیا اور ہر ایک نے
دوازدہ امام کے اعلام مرتفع کئے اور نقارۂ جنگ بجایا۔ حسین نظام شاہ
نے چھ سو ارابہ توپ تین قطارون مین اپنے آگے رکھے۔ اول قطار دو سو
بڑی توپون کی دامن بامین طرف سب سے آگے تھی اور اسکے پیچھے دوسری

فیلبان سمجھ گیا اور اس نے راملراج کو ہاتھی کی سونڈ سے اوپر کھینچ لیا اور رومی خان پاس لے گیا۔ رومی خان نے نظام شاہ پاس بھیجا۔ نظام شاہ نے اسے پہچان کر سر کو تن سے جدا کیا اور نیزہ پر سر کو چڑھا کر ہاتھی پر مرتفع کیا اور دشمن کے لشکر کے سامنے بھیجا۔ بیجانگر کے لشکر نے یہ سر دیکھا تو اسے فرار کیا اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک جو بیجانگر سے دس کوس پر ہی تعاقب کیا۔ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور غنیمت بے حساب مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ سلاطین اسلام نے فقط ہاتھی اس غنیمت میں سے اپنے ہیوں کے لئے باقی مال جو جس کے ہاتھ آیا وہ اسکے پاس رہنے دیا۔ سلاطین نے اپنے اپنے مقامات کو مراجعت کی حسین نظام شاہ نے احمد نگر میں کیا رہ روز کے بعد افراط شراب اور کثرت جماع سے اس دنیا کو وداع کیا اس کی تاریخ وفات ہے آفتاب دکن شد پنہان +

حسین نظام شاہ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں چار بیویوں سے تھیں۔ بی بی خونزہ ہمایوں سے دو بیٹے مرتضیٰ و برہان تھے اور دو لڑکیاں چاند بی بی زوجہ علی عادل اور بی بی خدیجہ منکوحہ جمال الدین حسین انجو اور سریہ کے دو بیٹے شاہ قاسم و شاہ منصور اور دو لڑکیاں آقا بی بی زن میر عبد الوہاب اور بی بی جمال زوجہ ابراہیم قطب شاہ تھیں۔ مدت سلطنت ۱۱ سال۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ۔

ابو المظفر مرتضیٰ حسین بن حسین نظام شاہ پادشاہ ہوا اس کی ممالکت کا دائرہ فراخ ہوا اور مذہب اثنا عشری کا رواج کمال کو پہنچا۔ سادات اور اہلبیت کے محب پہلے سے زیادہ معزز و مکرم ہوئے۔ برار کو فتح کر کے اسکے دماغ میں خبط ہوا اور سولہ برس تک گوشہ نشین رہا ایک دو خدمتگاروں سے زیادہ اپنے پاس وہ نہیں رکھتا مہمات شاہی ارکان دولت کو سپرد تھیں جب کوئی عمدہ کام ہوتا تو عرضداشت لکھ کر خادم کے ذریعہ سے اندر بھیجتے پادشاہ اسکا جواب معقول لکھ کر بھیجدیتا ایسی مثال اکثر تاریخ کی کتابوں میں نہیں آئی کسی پادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور اس کی مملکت میں خلل نہ پڑے۔

پادشاہ عنفوان جوانی میں ملک و مال کے کاموں میں مشغول ہوا چھ سال تک مہمات
شاہی کی ذمہ دار اسکی ماں رہی اُس نے اپنے بھائیوں عین الملک اور تاج خان کو علم
اور اپنے خواجہ سرا ے اعتبار خان کو امرا ے کبار بنا دیا۔ ملا عنایت اللہ کو پیشوا بنایا
وہ ہر روز پردہ کے پیچھے بیٹھتی اور قاسم بیگ حکیم کے صوابدید سے امور ملکی و مالی کا
سرانجام کرتی۔ مرتضیٰ نظام شاہ اپنے لہو و لعب میں مشغول تھا مہمات سلطنت میں اصلا
دخل نہ دیتا خونزہ ہمایون شاہ قراقوینلو پادشاہ آذربائجان کی اولاد میں تھی۔
مرتضیٰ نظام شاہ کا حال یہ تھا تو علی عادل شاہ نے بلدہ الی گنڈی و بیجانگر پر جو دار الملک کرناٹک
لشکر کشی کی اور یہ چاہا کہ تاراج و انہدام راج کو بن کندہ
میں راجہ بنائے اور الی گنڈی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے فرزندان رو ا تھا کا
ماتحت بناتے۔ اس سبب سے دستگاہ ری حاکم بن کندہ نے مضطرب ہو کر مرتضیٰ نظام
شاہ و خونزہ ہمایون کو عریضہ لکھا اور کمک طلب کی۔ خونزہ سلطان نے لشکر اور
جوان بیٹے کو لیکر بیجاپور پر لشکر کشی کی اور علی عادل شاہ کو مجبور کیا کہ وہ الی گنڈی
کو چھوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت کو آیا۔ لڑنے کا ارادہ تھا کہ طرفین سے خیر اندیش آدمی بیچ میں
صلح کرانے میں کوشش کی کہ دو ہم مذہب پادشاہوں میں باہم منازعت مروت سے
دور ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحت ہو۔ صلح ہو گئی۔ خونزہ ہمایون احمد نگر
آگئی۔ دوسرے سال مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے
تفال خان سے کہ وہ بیجانگر کی یورش میں شریک نہیں ہوا تھا عوض لینا چاہا۔ وہ برہان
عماد شاہ کا وزیر اغلظ تھا اور برار کی سلطنت کو اُس نے غصب کر لیا تھا۔ ان دونوں کا
لشکر برار میں گیا اور ملک کو غارت و تباہ کرکے برسات کے موسم کے سبب سے الٹا پھر
آیا۔ اس مراجعت میں علی عادل شاہ نے فریب سے احمد نگر کے نوجوان شاہ کو گرفتار
کرنا چاہا تھا مگر خونزہ ہمایون کو اسکی اطلاع ہو گئی تو وہ دفعۃً رات کو خیمہ اکھیڑ کر چل گئی
اور دریا جوان دو لشکروں کے درمیان حائل تھا وہ ایسی طغیانی پر آیا کہ وہ [illegible]

کو اس نے جدا کیا اور وہ نظام شاہی احمد نگر میں آگیا۔

۹۷۵ھ میں علی عادل شاہ نے نظام شاہ کی بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا قلعہ
کندانہ کو کہ جس پر قبضہ بیجاپور کا تھا اسکے لشکر کو ملا کر فتح کر لیا پھر کشور خان کو
سرحد پر بھیجا خونزہ ہمایون نے کئی سرداروں کو اسکی مدافعت کے لئے مامور کیا
انہوں نے حوالی قصبہ ... میں شکست پائی پریشان حال ہو کر احمد نگر میں آئے کشور خان
نے دھارور کو ... اور ... محصول جو ... کے قریب تھا وصول کیا اور
فتح کی جگہ پر ایک قلعہ ... بنایا۔ خونزہ ہمایون نے اپنے بھائیوں اور
عزیزوں کو نظام شاہی آدھا ملک جاگیروں میں دیدیا تھا اور وہ سپاہیوں کے
حال پر متوجہ نہیں ہوتے تھے تو کشور خان کا تسلط کم نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے شاہ
جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم و شاہ احمد و مرتضیٰ خان جو مرتضیٰ نظام شاہ کے
مصاحب تھے وہ سلطنت کے اوضاع و اطوار کو دیکھکر دلگیر ہوئے اور خلوت میں خونزہ
کی شکایت کی شاہ نے جواب دیا کہ سلطنت کی کل خلائق والدہ کی جانب ہے میں
اکیلا تسلط کو کس طرح دور کرسکتا ہوں انہوں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو فرہاد خان اعتماد خان
و حبشی خان کہ حبشیوں کے امرا ہیں کو اپنے ساتھ متفق کرکے اسکے تسلط کا علاج
کیا جائے۔ نظام شاہ نے اس امر کو قبول کر لیا۔ امرائے مذکور ہمداستان ہو کر سلام
کے بہانہ سے قلعہ میں آگئے اور عرض کیا کہ ہم فلان فلان حاضر ہیں اگر فرمان ہو تو
محلوں اور خواجہ سراؤں کو بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کریں نظام شاہ اس بات
پر راضی ہوا۔ شاہ جمال الدین حسین و شاہ احمد و مرتضیٰ خان اس کام کے سرانجام
کے لئے تیار ہوئے بسبب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ
کو حرم میں طلب کیا۔ نظام شاہ کو گمان ہوا کہ اسکی ماں کو اس مشورہ پر اطلاع
ہو گئی ہو وہ مجھے سلطنت سے معزول کرنے کے لئے بلاتی ہے اس لئے اس نے ماں
پاس جاکر اپنی خلاصی کے لئے کہدیا کہ فلان فلان اتفاق کرکے مجھے قید کرنا چاہتے ہیں

خونزہ ہمایون کا اختیار اور اسکا معطل ہونا۔

خونزہ ہمایون کو یہ علم ہوا تو شام کے وقت پردہ کے پیچھے بیٹھی اور شاہ جمال الدین حسین
کو پکڑ کر مقید کیا اور امیر جو سازش میں شریک تھے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے پھر انکو خونزہ ہمایون
نے بلایا جو پہلے آئے کچھ نہ آئے۔

شاہ نے کشور خان کے فتنہ دور کرنے کے واسطے خونزہ ہمایون اپنے بیٹے مرتضیٰ نظام شاہ
کو لیکر احمد نگر سے باہر آئی پھر امرای خونزہ ہمایون کی شکایت کرکے اسکے مقید کرنے کی
منظوری شاہ سے حاصل کی حبشی خان حوالی سراپردہ میں پہنچا خونزہ ہمایون واقف تھی
کہ کیوں وہ آتا ہے اس نے برقع پہنا اور ترکش و شمشیر و خنجر کمر سے باندھی اور گھوڑی
پر سوار ہوئی حبشی خان نے آگے جاکر کہا کہ بادشاہ کا حکم ہو کہ تو اور عورات کیطرح
گھر میں بیٹھ کر جہات میں دخل نہ دے۔ خونزہ ہمایون نے کہا کہ او غلام تیری کیا مجال
ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے حبشی خان نے چاہا کہ اسکا بازو پکڑ کر گھوڑے سے نیچے اتارے کہ
اس نے خنجر نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا کہ حبشی خان نے اسکا ہاتھ ایسا مروڑا
کہ خنجر گر پڑا عین الملک اور تاج خان نے اپنی بہن کے چھڑانے کی کوشش نہیں کی وہ آگے
پیچھے کو حبشی خان نے خونزہ کو پالکی میں ڈال کر بادشاہ پاس بھیجا اس نے شیوگون کے
حوالہ کیا امرا جو بھاگ گئے تھے وہ اپنے منصب و جاگیر پر بحال ہوئے اور عین الملک
اور تاج خان پکڑے گئے۔

قلعہ دھارور (دھارور) کی طرف شاہ کشور خان کے استیصال کے لئے گیا اور ابراہیم
قطب شاہ سے امداد طلب کی مگر ہنوز یہ کمک نہ آئی تھی کہ کشور خان کشتہ ہوا۔ اور
قلعہ مفتوح۔ اس قلعہ کا فتح ہونا بھی ایک عجیب واقعہ ہے اس لئے اسکی شرح کی جاتی
ہے جب مرتضیٰ نظام شاہ دھارور سے ایک منزل پر پہنچا کھانے پکوانے میں مصروف
تھا کہ اس اثنا میں کشور خان کا جاسوس آیا اور ایک کاغذ سربمہر دیا جسکو نظام شاہ
پڑھ کر بہت آشفتہ ہوا اور اسی گھڑی سوار ہوکر کہا کہ میں اس گھوڑے پر سے نہیں
اترونگا جب تک قلعہ مسخر نہ ہو۔ جب قلعہ کے نزدیک آیا تو دروازہ پر خانخانان

و مرتضیٰ خان نے معروض کیا کہ قلعہ گیری کا طریق یہ نہیں ہے کہ ابھی گرد راہ کو جھاڑا نہو
کہ ایسے محکم قلعہ کو فتح کریں ۔ نظام شاہ نے کہا کہ خدا کی توفیق سے دروازے کے
پاس جا کر اسکو تیغ و تبر سے توڑ کر قلعہ میں داخل ہوتا ہوں اگر میری اجل نہیں آئی
تو مجھکو کوئی گزند نہیں پہنچیگا اور اگر آئی ہے تو اس سے کنارہ کرنا بے فائدہ ہے ۔ جب
دولتخواہوں نے یہ حال دیکھا تو اسکو ہتھیار لگانے کو کہا کہ سنت آنحضرت ہے تو اسنے
جوشن پہنا اور تیر و کمان کو ہاتھ میں لیا اور روانہ ہوا ۔ غرض توپ تفنگ تیراندازی
کا ہنگامہ گرم ہوا کشور خان کے ایک تیر لگا اور وہ فوت ہوا نظام شاہ کو قلعہ ہاتھ
آیا اور شکر الٰہی بجالایا ۔

کشور خان کے واقعہ کے بعد عین الملک اور نور خان امرا اور بزرگ عادل شاہی
احمدنگر کی طرف چلے ۔ امرائے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان کے
پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ بسرکردگی خواجہ میرک دبیر کے انسے لڑنے کو چلے جب
فریقین میں معرکہ جنگ گرم ہوا تو خواجہ میرک نے چالیس بادشاہی ہاتھیوں پر علم سبز بلند
کئے اور چار سو خاصہ خیل کو علم سبز دے کر یہ شہرت دی کہ نظام شاہ آگیا عین الملک اور
نور خان نے متحقق نظام شاہ کے آنے کو یقین کیا اور بھاگ گئے خواجہ میرک نے تعاقب کر کے
عین الملک کو قتل کیا اور نور خان کو زندہ دستگیر کیا اور مظفر و منصور نظام شاہ کی خدمت
میں آیا اس عرصہ میں قطب شاہ بھی نظام شاہ پاس آگیا تھا اب دونو بادشاہ
بیجاپور کی تسخیر کے ارادہ سے عادل شاہ کی ولایت میں آئے شاہ ابو الحسن کہ
عادل شاہ کا میر جملہ تھا اس نے نظام شاہ سے ملاقات کر کے اسکو سمجھایا کہ ابراہیم
قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ سے خشونت کرنی حزم
اور دور اندیشی سے بعید ہے اگرچہ بظاہر قطب شاہ تمہارے ساتھ ہے لیکن خفیۃً وہ اوروں
سے ملا ہوا ہے ایک کتابت نفاق آمیز اسکی کہ عادل شاہ کو اسنے لکھی تھی دکھا دی
غرض باتیں بنا کر اسکو ایسا سمجھایا کہ نظام شاہ نے امرا و سرداروں کو قطب شاہ کی [illegible]

اور تادیب کے لیے نامزد کیا۔ قطب شاہ گولکنڈہ مین بھاگ گیا اسکا لشکر گاہ
نظام شاہیون نے لوٹ لیا۔

پرتگیزون نے قلعہ ریواڈنڈا (ریگنڈہ) کو بہت مستحکم بنا لیا تھا اور اسپر مغرور ہوکر
اپنی حد سے قدم باہر رکھا تھا مسلمانون کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کی
اہانت کرتے تھے اور اذیت پہنچاتے تھے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سنہ مذکور مین قلعہ
ریواڈنڈہ کی کہ بندر چیول کے قریب ہے کوچ کیا اور جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ پرتگیزون نے
مدافعہ و مجادلہ کے علم اٹھائے۔ دو سال تک گاہ و بیگاہ پرتگیزون اور مسلمانون
مین لڑائیان ہوتی رہین اور توپ و تفنگ اور حقہ باروت سے اکثر فریق مسلمانان
کشتہ ہوتے تھے۔ ہر لشکر کے ہر گوشہ مین آوازہ نوحہ و زاری بلند ہوتا اور تکفین
و تجہیز سے فرصت نہ ملتی اسکا سبب یہ تھا کہ امرائے دکنی سوداگر پیرانہ کمال بے
شرائط قلعہ گیری نہ بجا لاتے اور خاک بیرون قلعہ سے بادہ بناتے۔ یہ چاہتے تھے کہ
نزدبانون کو لگا کے قلعہ پر چڑھ جائین اور اندر کے آدمیون کو زبون کرکے تسخیر
کرین۔ پرتگیزون کو آتشبازی مین مہارت کامل تھی وہ بھلا یہ صورت کب واقع
ہونے دیتے تھے۔ اس قدر وہ باروت کے حقے مارتے تھے کہ مسلمان الامان
پکارتے تھے آخر الامر یہ تجویز ہوئی کہ اہل قلعہ کے ابواب دخول و خروج مسدود کیے
جائین کہ اسباب معیشت ان پاس نہ پہونچنے پائے۔

اس سے پرتگیزون کو اضطراب ہوا کہ قلعہ کو خالی کرکے اور بنادر کی طرف بھاگ
جائین لیکن بعض پرتگیز اسکے مانع ہوئے اور اُنہون نے کہا کہ سلطان کا مال جو
سوداگرون پاس قلعہ کے اندر ہے اسکو قلعہ کی محافظت مین خرچ کرین اگر اس
سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اور بنادر مین فرار اختیار کرین۔ امرائے نظام شاہی
خصوص خلاص خان و فرہاد خان حبشی کو بہت نقد و جنس اور مسند اور شراب
پرتگالی رشوت مین دیتے ہر شب کو ایک افسر آزوقہ اور کالا حباس پرتگیزون کا

پہنچا دیتا اور دفعہ مظنہ کے لئے چوبین نردبانین حصار کی دیوار پر لگا کے لڑنے کا
حکم دیتے تھے اور انگریز آلات آتشبازی سے مسلمانون کو مار کر پرے ہٹاتے تھے
شاہ جمال الدین حسین وکیل سلطنت جوانی کی مستی مین مہمات ملکی اور مالی مین دل نہ لگا
اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا - مرتضیٰ نظام شاہ طول ایام محاصرہ و محنت سفر سے
اکتا گیا - اس اثنا مین مسلمانون کی ایک کشتی فرنگیرون نے پکڑ لی اور اوسکے اسباب
و اموال پر متصرف ہوئے اور مسلمانون کو اسیر کر لیا - انمین دو جوان غریب حبشی تھے
ایک رستم خان دوسرا شیر خان انکو سپاہی سمجھکر قلعہ کے برج و بارہ پر کھڑا کرتے
اور مسلمانون سے لڑنے کا حکم کرتے وہ بھی مجبور ہو کر اہل اسلام پر تیر و تفنگ لگاتے
وہ ایک تدبیر سے قلعہ سے بھاگ گئے - مرتضیٰ نظام شاہ نے انکو خلوت مین بلا کے
اہل قلعہ کی قوت و ضعف کا حال پوچھا ان دو غریبون نے بلاملاحظہ جو کچھ حال نفس الامر مین تھا
تفصیل سے عرض کیا کہ فرنگیز کمال فراغت سے رہتے ہین - یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ وہ
گھرے ہوئے ہین اس لئے کہ اسباب معیشت انکو پہنچا رہتا ہے ہر شب اطراف قلعہ
سے امرائے حبشی - دکنی - ان سے زر کے صندوق لیکر غلہ و روغن و برنج
و گوسفند اور جو کچھ اہل قلعہ کی خواہش ہوتی ہے پہنچاتے رہتے ہین اور دن کو ..
جنگ زرگری کرکے نامراد آدمیون کو لڑوا دیتے ہین - میرک دبیر انکا ہمزبان
نہین ہے - نظام شاہ دیون مخالف و موافق پر مطلع ہوا اس لئے خواجہ میرک سے
مشورہ کرکے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور احمدنگر مین آیا تو خواجہ میرک کو خطاب چنگیز خانی
اور وکیل السلطنت کا منصب دیا چنگیز خان کی سعی سے نظام شاہ اور عادل شاہ
کی ملاقات سرحد پر ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین اس
قدر ممالک فتح کرے کہ وہ محصول مین برابر ملک برار و بیدر کے محصول کے ہون
اور مرتضیٰ نظام شاہ ولایت برار کو تفال خان کے قبضے سے اور بیدر کو علی برید
کے تصرف سے نکال لے اور قطب شاہ کو اپنی حالت مین چھوڑے اور کسی جانب

پھر دونوں بادشاہ اپنے دار الملکوں میں گئے۔ قلعہ پواونڈا میں جو نقص ان دنوں
تھا اس کی اصلاح یہ کی گئی کہ تین ہزار غریب (پردیسی) ترکش دار نوکر رکھے گئے
۹۶۹ھ میں ملا حیدر کاشی تفال خان پاس بھیجا گیا اور اسکے ہاتھ نوشتہ گیا کہ عماد الملک
ہمارا برادر طریقت تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک وارث ملک
ہوتا ہے جب تک وہ لڑکا تھا بجز پرورش تھا کہ سرانجام ملک کا متصدی ہوکر اسکی
پرورش کرتا اب وہ بالغ ہوگیا ہے اسکا گھر میں محبوس رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونے کے
کیا معنی۔ اس نامہ کے پہنچتے ہی اسکے کہنے اور حکم سے تجاوز نہ کرے اور مہمات ملکی اور
مالی کو برہان الملک سے رجوع کرکے اپنے تئیں بالکل بیدخل کرے اگر یہ نہ کیا تو پھر
دیکھو گا کہ کیا برا حال ہوتا ہے تفال خان نے مضطرب ہوکر اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک
سے صلاح لی اضطراب کو ایسی صلاح دی کہ وہ حرف صلح بجز ملامت زبان پر
نہ لایا اور ملا حیدر کو رخصت کیا۔ نظام شاہ نے ایلچپور کی طرف کوچ کیا۔ ایک سخت
لڑائی ہوئی جہانگیر خان کی بہادری سے تفال خان اور شمشیر الملک دونوں
شکستہ سلاح و شکستہ کمر ایلچپور کو بھاگے جہانگیر خان دو سو ستر ہاتھی مع اسکے لشکر
مظفر و منصور نظام شاہ کے پاس آیا اپنے رہا کے لئے استمالت نامے ملک برار
کی چاروں طرف بھیجے سب نے اطاعت کا اظہار کیا زمینداروں اور مقدموں اور
تھانہ داروں نے دربار میں آن کر خلعت پائے۔ نظام شاہ بموجب فتح سے آگے
بڑھا تفال خان اور شمشیر الملک جنگ کے پاس نہ آئے جنگل میں گئے نظام شاہ نے
انکا تعاقب کیا جنگل جنگل پھرتا ہوا تھک کر تفال خان اور اسکا بیٹا ایسے جنگل میں جا کے
کہ کوئی راہ گریز نہ تھی قریب تھا کہ وہ گرفتار ہو جاتا کہ [illegible] مانند دیوانے کے ایک سید
مجذوب تھا نظام شاہ کی راہ روک کر کھڑا ہوگیا اور کہا بارہ اماموں کی قسم
کہ دوازدہ امام کی محبت میں جب تک تم کو بارہ ہزار ہون نہ دے لے تو
آگے قدم نہ بڑھانا۔ نظام شاہ نے اپنے ہاتھی کو اسکے آگے کھڑا کیا سید کا اصل

تب پوچھا چنگیز خان و امین الملک کو اشارہ کیا کہ اس سید کو بارہ ہزار ہون
دین چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے ہے منزل پر پہنچ کر ہون دیدونگا
یہانتک توقف کرنا صلاح نہین ہے کہ اب لشکر مین تفال خان اور شمشیر الملک کے
خزانہ اور اسپ و فیل سب کے اختیار ہو جاینگے نظام شاہ نے کہا کہ اگر تفال خان
مجھے ملکت برار کی بادشاہی ملتی ہے تو مین دوام کے لئے جو مجھ سے مانگا گیا ہے
بے دئیے قدم نہ اٹھاؤنگا۔ چنگیز خان نے سید سے کہا کہ بہت مشقت کے بعد آج کا دن
نصیب ہوا ہے کہ غنیم گرفتار ہوا اور خزینہ بادشاہ سے کھلے کر روپیہ مجھے پہنچ گیا
پہ میرا کام ہو گا تو مجھے بھی آپ کو روپیہ بھیجونگا سید نے کہا کہ کبھی برسون کے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے مین اس قدر جانتا ہون کہ نقد
کو نسیہ پر فروخت کرنا نہین چاہیئے چنگیز خان نے جلدی کے لئے گھوڑے ہاتھی
بڑی بڑی قیمتی پیش کرکے سید صاحب سے کہا کہ آپ گرو رہن رکھیے روپیہ بھیجکر
آپ سے چھڑا لیے جاینگے سید صاحب نے کہا کہ ان کو خود بیچکر مجھے عنایت کیجیے
آیندہ نہ مین تجھے دیکھونگا نہ تو مجھے دیکھیگا چنگیز خان نے عقلمندون کے ہاتھ
ان کو بیچ کر سید کو قیمت دی مگر اس توقف مین تفال خان فرصت پاکر اسی
روز برہان پور کو چلا گیا۔ نظام شاہ نے سرحد خاندیس مین میران محمد شاہ
حاکم ولایت خاندیس کو لکھا کہ تفال خان ہمارے لشکر سے بھاگ کر تمہارے ملک
مین آیا ہے اسکو آپ پناہ نہ دین اور اپنے ملک سے نکال دین تو آپ کی
دانائی اور دور اندیشی ہے ورنہ ہمارا لشکر آپ کے دیار مین اسکے تعاقب
مین آئیگا جس سے وہ زیر و زبر ہوگا۔ میران محمد شاہ نے اس نوشتہ کو بجنسہ تفال خان
کو دکھایا تو اسکا مضمون سمجھکر وہ دوسری راہ سے ولایت برار مین آیا۔ اور
جلال الدین محمد اکبر شاہ کو عریضہ لکھا کہ مین حضور کے لشکریون مین سے ہون
ان دنون مین حکام دکن نے اپنی مذہبی موافقت کے سبب سے اتفاق کرکے

اس مملکت کو میرے تصرف سے نکال لینا چاہتے ہیں بندہ ولایت برار کو حضور کی پیشکش
میں دیتا ہے۔ امرائے سرحد کو مامور فرمائیں کہ ان حدود میں آکر آسیر قابض ہوں
تاکہ مخلص سر کو قدم بنا کر حضور کا قدمبوس ہو۔ اور انکے شر سے محفوظ ہوں یہ عریضہ
جو انہیں دنوں آیا تھا کہ تفال خان قلعہ پرنالہ میں اور شیر الملک قلعہ کاویل میں چلا گیا
نظام الملک نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا تفال خان کا عریضہ اکبر شاہ پاس گجرات
میں پہنچا اس نے نظام شاہ کو لکھا کہ تفال خان بندگان درگاہ میں سے ہے اور
برار کی ولایت ہمارے ملازموں سے متعلق ہے تم کو چاہیے کہ اس ولایت کے
تسخیر سے اور پرنالہ کے محاصرہ سے ہاتھ اٹھاؤ اور تفال خان کے متعرض حال
نہ ہو۔ نظام شاہ نے اس تحریر پر التفات نہ کیا۔ اکبر بادشاہ کی توجہ اس وقت
مہم بنگال کی طرف تھی وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا لیکن نظام شاہ سے قلعہ مسخر
نہ ہو سکا بہت اسپر سر مارا اسکے بیٹا پیدا ہوا اسکی صورت کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا صاحب خان کے عشق میں گرفتار ہوا اس نے مراجعت کی صلاح
دی طول سفر سے بھی دلگیر تھا قریب تھا کہ تین سال کی محنت برباد جائے
کہ اس اثنا میں ایک افغان تاجر ہندوستان سے آیا چند گھوڑے اور سلاح
لاہور سے لایا چنگیز خان سے کہا کہ لاہور سے گھوڑے تفال خان کے
لئے لایا ہوں۔ اگر اجازت پاؤں تو قلعہ کے اندر جا کر ان کو بیچوں یہ اجازت
دینا آپ کی مروت سے بعید نہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ میں ایک شرط کی
اجازت دیتا ہوں کہ قلعہ سے مراجعت کرکے نظام شاہ کی نوکری کرے
اور تجارت چھوڑ دے تیرے چہرے سے عقل و کیاست و شجاعت ٹپکتی ہے
میں اور تو اس لائق ہے کہ بادشاہ کا نوکر ہو۔ تو جمع خاطر میں آگیا اس نے
کہا کہ یہ بات ہو تو میری بڑی سعادت ہے چنگیز خان نے کہا کہ نظام شاہی
ملازمت تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے تجھے چاہیے کہ نظام شاہ کی نوکری

میں تقصیر نہ کرے جس روز وہ قلعہ میں جانے کو ہوا تو اُس نے ایک معتمد کو لباس تجارت پہنا کے اور
اوسکو مبلغ خطیر دیکر اُس کے ہمراہ کیا کہ قلعہ کے عمدہ محافظوں کو روپیہ دیکر نظام شاہ کا
طرفدار بنائے اور اُن سے کہے کہ قلعہ کو چھوڑ کر نظام شاہ پاس چلے جاؤ غرض اس حکمت سے
کوئی تفال خان پاس نہ رہا اسد خان رومی خان نے قلعہ کا ایک برج اڑا دیا۔
۹۸۲ھ میں قلعہ میں چنگیز خان گیا۔ تفال خان بھاگ گیا اس فتح کی تاریخ فاتح ملک
برار ہوئی۔ غرض نظام شاہ نے عماد الملک کو جو تفال خان کی قید میں قلعہ پرنالہ میں تھا
مع تفال اور اسکے فرزندوں اور برار کے عماد الملک کے کل وارثوں کو ایک قلعہ میں مقید کیا
تھوڑے زمانہ میں یہ سب اجل طبعی سے یا دوسری طرح سے عالم فانی کو چلے گئے اور انکا
کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے ملک برار کو اپنے آدمیوں
میں تقسیم کیا اور بیدر کی فتح کو چلا۔ محمد شاہ فاروقی نے فرصت پا کر برہان عماد الملک کے
دایہ زادہ کو دریا عماد الملک کا فرزند قرار دیکر چھ ہزار سواروں کے ساتھ برار روانہ کیا
جب وہ حوالی سرحد میں آیا تو سات ہزار قدیمی نوکر جو گوشوں میں چھپے پڑے تھے اُس پاس جمع
ہوئے اور انہوں نے نظام شاہی تھانوں کو اٹھا دیا۔ مگر نظام شاہ نے سید مرتضیٰ کو
بھیجا جس نے برہان عماد الملک جعلی کا نام نشان تک مٹا دیا میران محمد شاہ فاروقی جو
سرحد پر لشکر لئے بیٹھا تھا آسیر میں چلا گیا۔ نظام شاہ نے برہان پور تک بہت خرابی مچائی
چنگیز خان قلعہ آسیر کی سیر کو دو ہزار سوار خاصہ کی ساتھ جنمیں اکثر بردیسی تھے روانہ ہوا
محمد شاہ نے اپنے امرا کو سات آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ اسکے مدافعت کے لئے بھیجا۔
لشکر خاندیس چنگیز خان سے لڑا اور اسکو شکست دی نظام شاہ بھی برہان پور سے یہاں
آیا اور مملکت خاندیس کو خوب لوٹا مارا۔ قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا محمد شاہ نے چھ لاکھ مظفری
شاہ کو اور چار لاکھ چنگیز خان کو دیکر سر سے بلا کو بیدر پر ٹالا۔ شاہ مرزا اصفہانی
صاحب ابراہیم قطب شاہ و نظام خان کے لشکر گاہ میں اس مقصد سے گیا کہ وہ بیدر پر حملہ
کرنے کو میں نہ کرے اور مطالب حاصل کرنے کے لئے اُس نے چنگیز خان کو دو لاکھ ہون حوالہ کئے

کرنیدہ کو اپنے بندگان دولتخواہ میں شمار کرکے جو دستور العمل میں نے اپنے خط سے لکھا ہے بھیجا
ہو اُسپر عمل کریں اور اس خیرخواہ کے کالبد کو کربلا بھیجیں سید مرتضیٰ و شاہ علی و صلابتخان
و مرزا محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری و قاضی بیگ طہرانی کی کارآمد آدمیوں میں شمار
کریں اور انکے احوال سے غافل نہوں اور جسقدر کہ پردیسی میری سرکار میں ہیں انکو اپنے
سلحداروں میں جمع کریں۔ یہ عریضہ اور دستور العمل سید حسین کے ہاتھ میر مرتضیٰ نظام شاہ پاس
بھیجا اور پلنگ پر تکیہ لگایا اور دوسرے دن صبح کے وقت جسم سے جان کا تعلق جدا کیا —
دکن کی فتنہ انگیز میں دولت خواہوں کو ستانا نہیں عماد الدین محمود خواجہ جہان
کاوانی خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفیٰ خان اردستانی جو اکثر باتوں میں ممتاز تھے
ناحق اس مملکت میں ضائع ہوئے —
چنگیز خان کے ترکہ میں شاہ مرزا کے ہاتھ کے لکھے رقعے جن میں بیار خط نکلے جنسے چنگیز خان کا پاک
صاف ہونا ثابت ہوا تو نظام شاہ کو چنگیز خان کے تلف ہونے سے ندامت ہوئی
مگر اب اس سے کیا ہوتا تھا اُس نے غصہ میں آکر شاہ مرزا کو لشکر سے باہر نکلوا دیا اور احمد نگر
میں الغرض اُس نے دنیا کے ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ اسنے احمد نگر کے امرا اور رؤسا کو بلا کر کہا
کہ اکثر اتفاق ہوا اور دیکھا تو کہ مجھ میں بادشاہی کی قابلیت نہیں ہے کیونکہ مجھ میں اس قدر حالت
نہیں ہے کہ عدل کو ظلم سے اور ظلم کو عدل سے تمیز کرسکوں اکثر اوقات ظلم کو عدل کی صورت
بناتا ہوں جسکی حقیقت مجھے آخر میں معلوم ہوتی ہے میں اپنی حکومت اور بادشاہی سے
بیزار ہوں اب میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ فردائے قیامت کو کہ روز جزا ہے تم سے
شہادت طلب کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ رسول آخر الزمان کا فرزند ہے وکیل مطلق اپنے
اپنا کیا ہے کہ بمقتضائے شریعت و عدالت خلائق سے سلوک کرے اور اصلاح معاملات اور
مخاصمات میں قوی کی جانب کو ضعیف پر ترجیح نہ دے اور حق کو منظور رکھے۔ اگر کسی پر جیسا
کوئی ظلم ہو اُسکی تحقیق کرے اور کل قیامت کو مجھ سے پوچھیں کہ تیرے عہد میں ایسا ستم واقع ہوا
تو غافل اور بیخبر تھا تو میں جواب دونگا کہ مجھکو اس طرح کے کاموں میں دخل نہ تھا۔

میرے وکیل مطلق قاسم بیگ سے پوچھا جائے اور اگر وہ اس مشکل کام کو تنہا نہ کرسکے تو اس میں امین الملک مرزا محمد تقی و قاسم بیگ کو اپنے ساتھ متفق و شریک کرلے اور نجات کی کوشش کرے۔ میں قہر اور عذاب الہی سے ہراساں ہوں اور چنگیز خان کی نسبت جو امر وقوع میں آیا اس سے پشیمان ہوں میں چاہتا ہوں کہ مدۃ العمر گوشہ عزلت میں بیٹھوں اور عبادت حق میں مشغول ہوں۔ یہ کہہ کر وہ احمد نگر میں عمارت بغداد میں گوشہ نشین ہوا۔ صاحب خان کے سوا کوئی اس پاس نہیں جا سکتا تھا۔ دو تین مہینے کے بعد عزلت کا ست ایسا چڑھا کہ بدیہ سلطان والدہ میران حسین اور سب عورتوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ شاہ قلی کو جو شاہ طہماسپ نے برہان نظام شاہ پاس بھیجا تھا اور صلابت خان کا خطاب تھا قلعہ کا دروازہ اسکو سپرد کیا۔

۱۰۰۰ھ میں اکبر بادشاہ شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ میں آیا۔ صلابت خان نے صاحب خان کی معرفت بادشاہ کو خبر دی کہ اکبر بادشاہ دکن کی جانب چلا آتا ہے تو نظام شاہ نے توقف پالکی میں سوار ہو کر سو آدمیوں کے ساتھ دولت آباد کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں چند روز توقف کیا کہ احمد نگر کا لشکر پانچ چھ ہزار خاصہ خیل آگیا اس لشکر کو لے کر وہ اکبر بادشاہ سے لڑنے چلا امرا اسکو بہت منت کر کے روکنا چاہتے تھے کہ اکبر بادشاہ مالوہ کی سرحد میں شکار کھیل کے اپنے دار الملک کو لوٹ گیا۔ نظام شاہ اس خبر کو سن کر مسرور ہوا اور دولت آباد میں آیا اور پھر احمد نگر میں جا کر عزلت نشین ہوا۔ صاحب خان کے خویش و قرابتی منصب پر پہنچے اور انکو بڑی بڑی جاگیریں ملگئیں۔ بادشاہ کو برسات کے موسم میں صاحب خان دولت آباد لے گیا۔ یہاں مشائخ کی قبروں کی زیارت سے بادشاہ کو اور جوش پیدا ہوا۔ جامہ درویشانہ پہن کر صبح کو وقت امام رضا کی زیارت کے قصد سے روانہ ہوا۔ صاحب خان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ تین کوس نکل گیا تو ایک سپاہی نے اسکو پہچان کر ارکان دولت کو خبر کی وہ اسکے پیچھے دوڑے گئے اور بڑی منتیں کرکے اوسکو لائے ایک مہینہ تک اپنا فقیری لباس پہنا اور تاج و تخت کے ترک کا ذکر

۱۰۰۰ھ [illegible]

کوشش کرتا رہا جب قاضی بیگ نے اس سے پوچھا کہ بادشاہ سے نفرت کا سبب کیا ہے
تو اس نے کہا کہ اس دنیائے فانی سے نفرت کا سبب ظاہر ہے اس کی محبت و الفت کا
سبب پوچھنا چاہئے۔ جب اس نے دیکھا کہ ارکان دولت اسکے مانع ہیں تو وہ احمدنگر میں
باغ بہشت میں عزلت نشین ہوا صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کی اکثر اوقات
مست و تین ہزار دکنی اور باشوں اور ہاتھیوں کو لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار میں
پھرتا اور لڑکوں اور لڑکیوں کو زبردستی بھلے مانسوں کے گھروں سے نکال لاتا۔
اور افعال قبیحہ کرتا ایک دن سید صحیح النسب میر مہدی کی لڑکی کو زبردستی پکڑ لیا
جسکی حفاظت میں اس سید کی جان گئی - صاحب خان کا نام حبشی تھا کبھی کبھی
لوگ اور بادشاہ اسکو حسین خان کہتے تھے اس نے حسین خان سخت کمان ترشیزی
سے جو برار کے امرا میں سے تھا کہا کہ اپنا نام بدل ڈالے ورنہ میں گوشمالی کیجائیگی حسین خان
نے اس بات کو نامنظور کیا جس پر ایک نزاع شروع ہوئی اور صاحب خان فیل مست پر سوار
ہوا اور پانچ چھ ہزار پیادے لے کر حسین خان کے گھر پر چڑھ گیا حسین خان نے
ایک تیر ایسا صاحب خان کے ہاتھی کی پیشانی پر مارا کہ سوفار تک بیٹھ گیا - ہاتھی
چنگھاڑتا ہوا درختوں میں بھاگا صاحب خان باغ میں گیا اور باہر آیا اور اس نے
کہا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ کل غریبوں (پردیسیوں) کو مار ڈالو - واقعہ طلب
حبشی دکنی تو یہ بات چاہتے تھے ایک ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا صاحب خان
نے بادشاہ سے جا کر کہا کہ پردیسیوں نے ہجوم حضور کے قصد کیا ہے وہ شہزادہ برہان شاہ
کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں نظام شاہ جھوٹ سچ کی تحقیق کے لئے باغ سے باہر آیا
افواج غریب کو مسلح و مکمل دیکھا تو اس نے صاحب خان کے کہنے کو سچ جانا تو وہ ہاتھی
پر سوار ہوا اور اس نے لشکر کو حکم دیا کہ غریبوں کو قتل کرو - یہ غریب بادشاہ کو دور سے
سلام کر کے قطب شاہ پاس چلے گئے - جو کچھ پردیسی چھپ چھپا کر باقی رہے انکو حبشیان
اور اس کے بھائیوں نے مار ڈالا جب اسکی بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے صلابت خان کو

حکم دیا کہ وہ صاحب خان کو خواہی نخواہی شہر سے باہر کرکے خوبیوں کو آزار پہنچانے
دے۔ صلابت خان نے صاحب خان کو اہانت کے ساتھ شہر سے باہر نکالدیا تو وہ
صلابت خان کی جان کے درپے ہوا۔ اعیان سلطنت میں سے ایک جماعت اس کی
مدعی ہوئی کہ قاضی بیگ نے دو لاکھ ہون نقد اور ایک لاکھ ہون کے جواہر خزانہ سے
نکال لئے ہیں۔ حکم ہو تو اس سے بازیافت کیا جائے۔ نظام شاہ نے اپنے خط سے لکھا کہ
جس وقت کسی نے خیانت کی ذلت کو اپنے لئے قرار دیا ہوا اور ہمارے خزانہ سے کچھ
جیفہ دنیا کی طمع کی ہو تو اسکا واپس لینا اس سے کمال بیہودگی ہے جسنے اس کو یہ
بخش دیا چاہیے کہ اس کو مع اہل و عیال و مال کشتی میں بٹھا کے وطن کو روانہ کردو
عہدہ داروں نے اس حکم کی تعمیل کی صاحب خان پر صلابت خان نے ایسی سختی
کی کہ وہ احمدنگر سے باہر چلا گیا اور بیدر کے حوالی میں پہنچا۔ وہاں کے آدمیوں نے
اسکی جماعت کو پریشان کردیا۔ بادشاہ کو اسکی مفارقت کب گوارا تھی خود اسکی مدد میں
پھر کر اسکو منانے گیا اس نے کہا کہ میرا وصال بادشاہ کو ان دو شرطوں سے حاصل
ہوسکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان کو حضوری درگاہ سے دور کریں۔ دوم شہر بیدر
کو علی برید سے لیکر میری جاگیر میں دے دیں۔ نظام شاہ اس پر والہ و شیدا تھا
اس نے دونوں شرطیں منظور کرلیں صلابت خان کو تو بیر اسکی جاگیر میں بھیجدیا اور بیدر کی
تسخیر میں مصروف ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ سے کمک مانگی اس نے ہزار سوار مدد کو
بھیجدیئے۔ اس عرصہ میں خبر آئی کہ شہزادہ برہان جو قلعہ میں محبوس تھا اس کا خروج
ہوا وہ احمدنگر پر متوجہ ہوا ہے۔ نظام شاہ نے مرزا یادگار کندی اور سرلشکر ابراہیم
قطب شاہ کو سات آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ بیدر کے محاصرہ کے لئے چھوڑا۔
اور خود صاحب خان کے ساتھ احمدنگر کو روانہ ہوا۔ چند روز بعد لشکر عادل شاہی
احمدآباد بیدر کے حوالی میں آیا۔ قطب شاہ کے آدمی جو بہانہ طلب تھے وہ گلکنڈہ
کو روانہ ہوگئے مرزا یادگار ترک محاصرہ میں مشغول رہا۔ شہزادہ برہان حوالی

احمد نگر مین آیا۔ صاحب خان سے جو دس بارہ ہزار آدمی ہزار رکھتے وہ اشتعال کرنے
اس سبب نظام شاہ نے مضطر ہو کر صلابت خان کو بلایا جس سے صاحب خان پھر
رو گشتہ گیا۔ نظام شاہ نے شہزادہ برہان کو لشکر برہان پور بھگا دیا اور آپ قلعہ مین
انکہ پہر گوشہ نشین ہوا سید مرتضیٰ سر لشکر برار کو حکم دیا کہ صاحب خان کو تسلی دیکر عزت
کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدے اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے مار ڈالے اور اسکا
گھوڑا اور ہاتھی ہمارے پاس بھیجدے۔ صاحب خان نے بحری خان قزلباش کی بیٹی
سے نکاح کی درخواست کی تو بحری خان نے کہا کہ مرغ فروش کے لڑکے کو کیا مناسب ہے
کہ امرا سے رشتہ و پیوند پیدا کرے اس سبب اس نے بحری خان پر حملہ کیا وہ بھاگ
کر جالنہ مین چلا آیا۔ سب امرا نے ملکر صاحب خان کو مار ڈالا اور سید مرتضیٰ نے
نظام شاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے ایک جماعت کو بھیجا کہ وہ صاحب خان کو تسلی دیکر حضور مین
روانہ کرے وہ بیوقوف لڑنے کھڑا ہو گیا اور کشتہ ہوا بعد اسکے صلابت خان بغیر
کسی معارض و معاند کے مہمات سلطنت کا متکفل ہوا اور چند سال استقلال سے گذاری
اس مدت مین دو تین دفعہ اکبر بادشاہ کے ایلچی احمد نگر مین آگئے اور ہر دفعہ خوشنود
گئے۔ صلابت خان کے عہد مین امنیت و ضبط کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تجار
بفراغت آمد و رفت کرتے تھے اس نے خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ
اصفہانی اور آدمیون کو لشکر و حشم دیکر حکم دیا کہ سارے ملکون مین گشت کیا کرین اور
جسپر دزدی کا اطلاق ہو خواہ وہ ایک کوڑی کی ہو بے پرسش قتل کر ڈالین خود
اس نے آبادانی ملک و رباغ و بوستان و قصبات کے احداث مین کوشش
کی اور عالی شان عمارات بنائین۔ کہتے ہین کہ اسکے عہد وکالت مین پانچ لاکھ
درخت اسنے اعلی کر مدتون رہتے ہین مملکت نظام شاہ مین زیادہ ہوگئے اور
باعث اسکے ذکر خیر کے ہوئے صلابت خان نے ملک قمی اور ملا ظہوری کی بہت
قدر شناسی کی اور وظائف اور انعامات دیئے۔

۹۸۸ھ / ۱۵۸۰ء میں علی عادل شاہ شہید ہوا اور اسکا بھائی ابراہیم عادل شاہ نو برس کی
عمر میں نائب مناب ہوا اس سال میں صلابت خان نے نظام شاہ کو سمجھایا کہ اسکی تسخیر بہت
آسان ہو۔ نظام شاہ نے اپنے چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بنا کے اور امیر الامرا
سید مرتضیٰ کو لشکر برار کے ساتھ سرحد عادل شاہ پر روانہ کیا۔ جب قلعہ شاہ درگ کے پاس
گئے تو امرائے عادل شاہی پانچ چھ کوس پر انکے مقابلہ کو گئے ایک مہینہ تک لشکر دونوں کے ایک
دوسرے کے سامنے پڑے رہے جب امرائے عادل شاہی کو معلوم ہوا کہ سپہ سالار بہزاد الملک
سے سید مرتضیٰ آزردہ خاطر ہو وہ اپنی فوج سے اسکی کمک نہیں کریگا تو وہ رات باقی تھی کہ
روانہ ہوئے صبح کو ترشح باران تھا دشمن کی فوج کمال غفلت سے اپنے ڈیروں میں
بیٹھے تھے بہزاد الملک خوش گوار ہوا مجلس شرب کو آراستہ کئے ہوئے تھا جب اس نے دشمنوں کی
دمامہ و نفیری کی آواز سنی تو وہ گھبرا کر لشکر سے باہر گیا اور لشکر اسکا بغیر جنگ ہوئے بدتر
ابتر حال سے منہزم ہوا۔ سید مرتضیٰ نے صلابت خان کو لکھ بھیجا کہ بہزاد الملک نے جنگ میں
جلدی کی اور دوستوں کے آنے کا انتظار نہ کیا اس لئے اسپر یہ صدمہ پہنچا انشاء اللہ تعالیٰ اس
وجہ سے تدارک کیا جائیگا۔ صلابت خان نے اسکے نام پر سر لشکر ہونے کا فرمان بھیجدیا
جس سے وہ خوش ہوگیا اور حشم کے جمع کرنے میں کوشش کی۔ اس تاریخ ابراہیم قطب شاہ
مرگیا اسکا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا اس نے ۹۸۹ھ میں قطب شاہ کا لشکر جو
نظام شاہ کی ہمراہ تھا وہ متفرق ہوگیا۔ سید نے شاہ مرزا اصفہانی سے جو قطب شاہ کا
وکیل السلطنت تھا موافقت کرکے محمد قلی قطب شاہ کو بلایا اور قلعہ شاہ درگ کا محاصرہ
کیا چار پانچ مہینے تک چاروں طرف سے جنگ کی مگر جب یہاں جنگ میں ناکامی ہوئی
تو محاصرہ چھوڑ کر بیجاپور کی راہ لی۔ اور وہاں جاکر انہوں نے اسکا محاصرہ کرلیا پھر کچھ
مدت کے بعد وہ بیجاپور کی فتح سے مایوس ہوکر تو قطب شاہ اپنے ملک کو چلا گیا
اور سید مرتضیٰ و بہزاد الملک بیدر ملک کو گئے اسکا مفصل حال پہلے سال ۹۹۰ھ میں بیان ہوچکا ہے۔
سید مرتضیٰ اور صلابت خان میں باہم ایسی عداوت ہوئی کہ لڑنے کی نوبت

بھیجدولت آباد مین بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ کی لڑکی شولاپور پہنچے تو جشن شادی کر
عروس داماد پاس جائے اور نہین یہ کام معطل موقوف رہے۔ اس اثنا مین اکبر بادشاہ
کے لشکر کی خبر مالوہ مین آنے کی پہنچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل کیا ؎

کار ہا این گنبد گردان کند — چہ کند ہمت مردان کند

دشمن کی مدافعت پر کمر باندھی مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار لیکر
مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مرزا محمد تقی برہان پور گیا اور راجہ علی خان سے ملاقات کی اور
اسکو اپنے ساتھ متفق کیا۔ جب عزیز کوکہ نے یہ سنا تو شاہ فتح اللہ شیرازی کو
راجہ علی خان پاس بھیجا تاکہ وہ دکن کے لشکر کی ساتھ موافقت نہ کرے اور اکبر شاہ کے
لشکر سے متفق ہو۔ یہ بات نہ ہوئی۔ شاہ فتح اللہ بے نیل مقصود عزیز کوکہ پاس
گیا ان دنون مین عزیز کوکہ اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان جو شکر رنجی
تھی انہین اعلیٰ درجہ کا نفاق تھا مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان لشکر دکن کی ساتھ ہنڈیہ
مین عزیز کوکہ کے مقابل آئے چند روز لشکر مقابل رہے۔ عزیز کوکہ نے ضعف جنگ مین
صلاح نہ دیکھی جیسر کی راہ سے وہ براڑ مین آیا۔ اور ایلچپور و بالاپور کو غارت
کیا اور جب مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے اسکے تعاقب مین آئے تو اُسنے
ندربار سے ولایت مالوہ کو مراجعت کی۔ راجہ علی خان برہان پور چلا گیا۔ اور
مرزا محمد تقی احمد نگر مین آیا۔

ان دنون مین قاسم شاہ قلی نے کہ صلابت خان کا دست گرفتہ تھا بادشاہ
کے مزاج مین بڑا دخل پیدا کیا اور بادشاہ سے جو دو ہاتھی کہ امرائے عظام کی
ہاتھ آئین تھین — طلب کین بادشاہ نے صلابت خان کو ان کے
دینے کا حکم دیا اس نے اصل ہاتھی نہ دئے انکی نقل ہاتھی بنا کر دے دین
قلی خان نے اسکی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے صلابت خان کو
حکم دیا کہ میرے تمام جواہر فلان مکان مین میرے ملاحظہ کے لیے سجائے جائین

جب جواہر رکھے گئے تو وہ پادشاہ آیا اور ان میں گول مالا اُن کو نہ پایا تو کل جواہرات
کو فرش میں لپیٹ کر آگ لگا دی اور چلا گیا امرا نے فوراً آگ بجھا کے تمام جواہر نکال
لئے صرف موتیوں کو نقصان پہنچا اس حرکت کو شاہ کی دیوانگی اور جنون پر حمل کیا اس
تاریخ سے شاہ کا لقب دیوانہ مشہور ہوا۔

صلابت خان کا قید ہونا۔

نظام شاہ سے مولیوں نے یہ عرض کیا کہ ارکان دولت حضور کی پردہ پوشی سے
دلگیر ہیں چاہتے ہیں کہ . . . . . . آپ کے بیٹے میران حسین کو پادشاہ بنائیں اسلئے
بیٹے کے مارنے کا ارادہ نظام شاہ نے کیا۔ مگر صلابت خان کے سبب بیٹا کسی طرح ہاتھ
نہ آتا تھا کہ اس اثنا میں ابراہیم عادل شاہ نے دلاور خان حبشی کے مشورہ سے
لشکر رزم خواہ سرحد نظام شاہ میں بھیجا اور پیغام دیا کہ شہزادہ میران حسین کو عروس
تسلیم کیا تو وہ پالکی میں سوار کرکے واپس بھیجدی جائے۔ صلابت خان نے جواب
دیا کہ ان دونو باتوں میں سے ایک بات نہیں ہوگی جبتک قلعہ شولاپور حوالہ نہ کیا
جائیگا صلابت خان کی اس بات سے عادل شاہ دشمن ہوگیا اور اوسکا محاصرہ
کیا۔ نظام شاہ نے جانا کہ صلابت خان کے سبب یہ ہوا اس لئے اس سے رنجیدہ ہوا
اور اس کو کہا کہ حرام خور نمک حلال خور صلابت خان نے کہا کہ میں آپکا بندہ با
اخلاص ہوں نظام شاہ نے کہا کہ میں تیری نافرمانی سے آزردہ ہوں اور تیرے
حبس و قید کی قدرت نہیں رکھتا ہوں صلابت خان نے معروض کیا کہ آپ کوئی
قلعہ مقرر کیجیے میں خود پا بزنجیر ہو کے قلعہ میں جا کر خاطر اقدس کا غبار مٹاتا ہوں
نظام شاہ نے کہا کہ قلعہ ٹنڈا راج پور میں جانا چاہیئے اس سادہ مزاج نے فی الفور
گھر میں اپنے پانوں میں زنجیر ڈالی اور پالکی میں بیٹھکر اپنے متعلقوں کو مامور کیا کہ
مجھے قلعہ ٹنڈا راج پور میں محبوس کریں ہرچند دوستوں اور رشتہ داروں نے منع کیا
کچھ فائدہ نہ ہوا۔ صلابت خان کی قید کے بعد نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم
کو اور وزارت مرزا محمد تقی نظیری کو دی اور حکم دیا کہ عادل شاہ سے صلح کریں۔

جب مرزا خان کی بدخوئی سے میران حسین باپ کو مارکر صاحب اختیار ہوا اُس کی عمر سولہ برس کی تھی اسکو مرزا خان چاہتا تھا کہ گھر مین بیٹھا رہے اور جمیع مہمات کا خود پیر وکار ہو لیکن میران حسین تُند طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور ناعاقبت اندیش تھا اس لئے یہ صورت نہ ہوئی دایہ زادون اور ہمسایون کو اسنے امارت کے منصب دیکر مقرب بنایا اور لہو ولعب مین لگا رات ان کو اوباشون اور رذالون کے ساتھ احمد نگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا اور حالت مستی مین تیر و تفنگ و شمشیر سے جو نظر آتا اُسی کو مار ڈالتا۔ جعفر مقربون نے میران حسین سے کہا کہ مرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضی نظام حسین کو قلعہ شنیر سے طلب کیا ہے اور اپنے گھر مین چھپا رکھا ہے اگر فرصت کے وقت آپکو معزول کرکے اس کو بادشاہ بنائے میران حسین نے خائف ہوکر مرزا خان کو موکلون کے حوالہ کیا دوسرے روز اسکو معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط تھی پھر مرزا خان کو مقرب معزز کیا مرزا خان نے اپنی طرف سے خطرہ دور کرنیکے لئے میران حسین سے کہا کہ وارثان مملکت فتنہ و فساد کا سبب ہوتے ہین صلاح دولت یہ ہے کہ شاہ قاسم کو مع آل و اولاد کے قتل فرمائے میران حسین نے اس درخواست کو قبول کرکے ایک آن مین پندرہ شہزادون کا خون اپنی گردن پر لیا۔ الٰمس خان و طاہر خان کہ میران حسین کے برادر رضاعی تھے میران حسین سے مستی و ہوشیاری کی حالت مین مرزا خان کی شکایات کرتے وہ پر حذر ہوکر کبھی کہتا کہ مین اسکو پکڑ کر اس تلوار سے مار ڈالونگا اور کبھی کہتا کہ مین فلان ہاتھی کے پاؤن تلے اسکو مسلوا ڈالونگا۔ مرزا خان نے اپنے تئین بے تاج و تخت بادشاہ سمجھا اور میران حسین کے قلع و قمع مین مصروف ہوا اُس نے بادشاہ کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے مصاحب آقا میر کا بُرا حال ہے عیادت کے لئے اُسکو بلایا وہ تنہا چلا آیا۔ مرزا خان نے اسکو مقید کیا اور برہان نظام شاہ کے دو بیٹون اسمٰعیل و ابراہیم کو لوہ گڈھ کے قلعہ سے احمد نگر مین بلایا اور ان مین اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا بادشاہ بنایا کہ ایک بارگی قلعہ کے باہر جمال خان

میران حسین نظام شاہ کی بری عادتین اور ظلم اور قتل —

مسافر کو بھی رسوائی سے مارا اور انکے گھرون کو جلا کر خاک سیاہ کیا جن آدمیون کا سر آسمان سا تھا انکو مار کے زمین کا پیوند کیا۔ وہ دوشیزہ جو اپنا منہ مہر و ماہ سے چھپاتی تھین انکے جھونٹے پکڑ کر مستون کی بزم مین لائے چوتھے روز مرزا خان کو جنیر سے پکڑ لائے اول ہتھوگدے پر سوار کر کے شہر مین پھرایا اور اسکے پارچے کر کے بازار مین لٹکائے بعض امیرون کو توپ مین اڑایا کہ انکے چیتھڑون کا پتا نہ لگا۔ سات ہزار مین ایک ہزار غریب مارے گئے اس اشعار مین فرما دشمان حبشی کہ امرائے کلان مین تھا ایسی جہانگیرت آیا تو اس نے دکنی اجلاف و اوباشون کی سیاست کی تو فتنہ کم ہوا اور کچھ غریب کہ حبشیون اور دکنیون کی آشنائی کے سبب سے چھپے ہوئے تھے بچ گئے۔ میران حسین شاہ کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تھی۔ کتب تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پدر کش کی مدت سلطنت زیادہ نہین ہوتی اس لئے ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے کہ ؎ مرد پدر کش پادشاہی را نشاید • دگر شاید بجز دہ سہ نپاید • جمال خان نے اسمٰعیل شاہ کی پادشاہی قبول کر لی اور سارے اختیارات شاہی خود لے لئے۔

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی

مرتضی نظام شاہ کے وقائع مین مذکور ہوا ہے کہ برہان نظام شاہ قلعہ لہاگڑ دلوہ گڈھ مین محبوس تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے یا دیوانہ ہو گیا ہے اور مہمات سلطنت کا سرانجام نہین کر سکتا قید سے نکلا اور بھائی سے لڑ کر شکست پائی اور اکبر بادشاہ پاس چلا گیا اس وقت دکن مین اسکے دو بیٹے تھے ایک ابراہیم دوسرا اسمٰعیل۔ ابراہیم کی ماں حبشن تھی اسکا رنگ کالا تھا۔ صورت ظاہری سے پسندیدہ بھی نہ رکھتا تھا اور اسمٰعیل کی ماں کوکنی عالی خاندان تھی۔ اسمٰعیل مین سیرت و صورت کی خوبیان تھین۔ صلابت خان نے دونوں کو قلعہ لہاگڑ مین محبوس کیا تھا۔ جب مرزا خان نے میران حسین کو معزول کیا تو ان

جمال خان [illegible]

دو بھائیوں کے سوا کوئی اور وارث مملکت نظام شاہی میں موجود نہ تھا ان لوگوں نے
کو قید خانہ سے بلایا باوجودیکہ ابراہیم بڑا تھا مگر مرزا خان نے حکمرانی کے تخت پر اسمٰعیل کو
بٹھایا۔ پہلے لکھا گیا کہ جمال خان مہدوی نے اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی۔ مہمات
شاہی کی باگ اپنے اقتدار کے ہاتھ میں لی اور فرقہ مہدویہ کی تربیت میں ہمت صرف
کی اسمٰعیل کو جو خورد سال تھا اپنے مذہب میں لایا اور خطبہ اثنا عشریہ کو برطرف کیا۔ مہدویہ کا
اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان میں سنہ ۹۰۱ کے
آخر میں دعویٰ کیا کہ میں بلسان شرع مہدی موعود ہوں جنکو بعض نادر سلاطین
کہ مہدی آخر الزمان میں قرار دیتے ہیں اس میں موجود تھے اسکے قول کی تصدیق
کی جسکا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے تھوڑے زمانہ میں ہندوستان کے اطراف و جوانب
سے طائفہ مہدویہ جمع ہوا اور اسمٰعیل نظام شاہ کو قید کی اور جمال خان کو
اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طائفہ نے شمشیر زنی اور جان نثاری کی۔ ابتدا میں صلابت خان
سرحد برار میں جو قلعہ کھرلہ میں محبوس تھا میران حسین کی خبر کشتہ ہونے کی سنکر خروج
کیا اور امرائے برار اس کے گرویدہ ہوئے اور مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے
وہ جمال خان کے استیصال کے قصد سے احمد نگر پر متوجہ ہوا دلاور خان نے بھی
ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بیجاپور کو
روانہ ہوا جمال خان اول اسمٰعیل کو لیکر صلابت خان سے لڑنے آیا اور دریا گوداوری
کے کنارہ جنگ میں لشکر اسکو مار ان پور تک بھگا دیا۔ وہاں سے پھر کر عادل شاہیوں
سے لڑنے آیا طرفین کے لشکر دشتی میں تھے۔ پندرہ روز تک دونوں لشکر پڑے رہے
کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا آخر کو ان شرائط پر صلح ہوئی کہ
چاند بی بی زوجہ میران حسین نظام مقتول کی بیوہ کو پالکی میں سوار کرکے بیجاپور
میں بھیجدے اور نظام شاہ کی سلطنت دو لاکھ ستر ہزار ہون ۲۷۰۰۰۰
نعل بہا میں دے خرچ جنگ جمال خان یہ دیکر احمد نگر میں آیا۔

اسی سال کے بعد رمضان کے دن جو پردیسی کہ فرہاد خان کی شفاعت سے زندہ بچے
تھے اور تین سو سے زیادہ نہ تھے انکو جمال خان نے نکال دیا وہ بیجاپور مین جاکر نوکر ہوگئے
۹۹۹ھ مین صلابت خان نے جسکی ستر سال کی عمر تھی۔ جمال خان سے قول نامہ (امان نامہ)
حاصل کرکے آسیر برہان پور سے احمد نگر مین آیا اور نوکری قبول نہین کی۔ اور قصبہ تولی کام
مین کہ اسکا آباد کیا ہوا تھا اقامت اختیار کی اور مرنے کا منتظر تھا کہ اس سنہ مین موت
آگئی اور حقیقی قتل سے ایک بیٹا چھوڑا۔ جب اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اسمعیل نظام شاہ
تخت پر بیٹھا تو اس نے برہان نظام شاہ کو بنگش سے کہ سندھ و کابل کے درمیان ہے بلایا
یہان اسکی جاگیر تھی اور اس سے کہا کہ احمد نگر کی سلطنت تجھے ازروئے استحقاق پہنچتی ہے ہم نے
وہ تجھکو دی جسقدر لشکر اسکی تسخیر کے لئے درکار ہو لیجا اور بیٹے کو معزول کر اور مملکت موروثی
کے لئے توجہ کر۔ برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی سپاہ ہوگی تو دکن کے آدمی مجھ سے
متوحش ہونگے اور متردد اور عناد کرینگے اگر حکم ہو تو سرحد دکن پر تنہا جاؤن اور اہل دکن کو اپنی طرف
مائل کرون اور ملائمت اور نرمی سے مملکت موروثی پر متصرف ہون۔ بادشاہ نے اس رای
کو پسند کیا اور دکن کو رخصت کیا اور پرگنہ ہنڈیہ مین اسکو جاگیر دی۔ راجہ علی خان حاکم
آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی مداومت مین تقصیر نہ کرے۔ جب سرحد دکن پر وہ
ہنڈیہ مین آیا تو ولایت نظام شاہ کے زمینداروں اور سرداروں کو قول نامے دکن کی
رسم کے موافق بھیجے۔ سب نے اخلاص و یکجہتی کا اظہار کیا اور اسکو بلایا۔ برہان شاہ ولایت
برار مین آیا۔ جہانگیر خان حبشی جسنے بہت اپنا اخلاص اس کے ساتھ ظاہر کیا تھا وہ اپنے
عہد و پیمان سے پشیمان ہوا اور اتفاق و وفاق کو نفاق سے بدلا۔ اس سے لڑنے کھڑا ہوا۔
برہان شاہ شکست پاکر ہنڈیہ مین چلا آیا۔ رات دن جمال خان کے استیصال اور ملک
موروثی کی اخذ کی ادھیڑبن مین لگا رہتا۔ ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علی خان اسکے
معاون ہوئے تو وہ ہنڈیہ سے برہان پور مین آیا۔ جمال خان پاس بھی دس ہزار کے
قریب طائفہ مہدویہ جمع ہوا اس نے سید امجد الملک مہدویہ سرلشکر برار کو لکھا کہ

وہ اس حدود کے امرا کو راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے لیے معین کر کے اور جمال خان خود
احمد نگر کی سپاہ لیکر عادل شاہیوں کی مدافعت کو گیا اور قصبہ دارسنگ کے قریب لاور خان
حبشی سے جنگ کی اور اسکو شکست دی اور تیس ہاتھی اسکے چھین لئے۔ ابھی وہ دارسنگ میں تھا کہ
اس پاس خبر آئی کہ عادل شاہ اور راجہ علیخان کی کوشش سے امرا برار برہان شاہ کے مطیع
ہو گئے اور برہانپور کی سرحد میں اس سے آن ملے اس خبر پر جمال خان باوجود شوکت
حشمت کے برار کو روانہ ہوا عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا اور امرائے برار کو نامور کیا کہ سب
جگہ اسمعیل نظام شاہ کے لشکر کے گرد تاخت کرتے تھے آذوقہ کو اس میں نہ پہنچنے دیں اس سبب سے
جمال خان کو بہت آدمی چھوڑ کر برہان شاہ پاس چلے گئے۔ جمال خان روہنکھیڑ کے گھاٹ
پر پہنچا جسکو برہان شاہ کے آدمیوں نے بند کر رکھا تھا تو وہ دوسری راہ سے نہایت
صعوبت اٹھا کر برہان شاہ کے لشکر پاس گیا اس راہ میں پانی کم اور ہوا گرم زیادہ تھی
جمال خان اور اسکے آدمیوں نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ انکو خبر ملی کہ تین کوس پر پانی بہتا
ہے۔ جمال خان پانی کی امید میں یلغار کرکے تشنہ و بدحال وہاں گیا۔ وہاں پہلے ہی
سے راجہ علیخان و برہان شاہ اترے ہوئے تھے تو پھر وہ اسی صحرا میں گیا کہ [illegible]
تھا وہاں ایک نخلستان میں کچھ پانی مل گیا اور جب [illegible] برہان شاہ اور راجہ
علیخان سے جا لڑا۔ مہدویوں کو فتح ہو جاتی لیکن جمال خان کی پیشانی پر ایک گولہ
لگا جس سے وہ مر گیا تو اسمعیل نظام شاہ مع امرا بھاگ گیا۔ امرائے برہان شاہ نے انکا
تعاقب کیا۔ یاقوت خان اور خداوند خان نے سرکشی سے [illegible] خان کو بیجاپور میں لیجانا
چاہا انہیں گرفتار کیا۔ برہان شاہ احمد نگر میں بادشاہ ہوا۔ راجہ علیخان
رخصت کیا اسمعیل نظام شاہ نے دو سال سلطنت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں قلعہ لوہگڑھ میں محبوس تھا اور
جاگیر اس پاس ایسی تھی کہ بفراغت زندگی بسر ہوتی تھی ان دنوں میں کہ صاحبخان

بے اعتدالی کرنے لگا اور اوسکے اوضاع کے سبب سے مرتضیٰ نظام شاہ سے امرا اور لشکر متنفر ہوئے
اور صاحب خان کے ستانے کے لیے نظام شاہ بیدر گیا تو امرا نے فرصت پاکر برہان شاہ
کو عرائض لکھیں کہ تیرا بھائی دیوانہ ہوگیا ہے بادشاہی کے قابل نہیں ہا اگر تو قلعہ سے باہر
آئے تو ہم سب تیری خدمت کے لیے موجود ہیں۔ برہان شاہ حاکم قلعہ اس سے سازش
کرکے باہر آیا اور جینیر کے پانچ چھ ہزار سوار اُسکے ساتھ ہوئے اور چتر اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر
حوالی بیدر میں نظام شاہ کو پہنچی تو وہ جلد برہان سے ایک روز پیشتر تین سو
آدمیوں کے ساتھ قلعہ احمد نگر میں آیا

عوام الناس یہ کہتے تھے کہ وہ زندہ نہیں ہے اُنکے گمان دور کرنے کے لئے وہ ظہر کے وقت
ہاتھی پر سوار ہوکر بازار میں پھرا۔ ایک دوا فروش۔ خواجہ ابن سمنانی سے یہ لطیفہ ہوا
کہ اُس نے اُس سے پوچھا کہ کوئی دوا تیرے پاس ایسی بھی ہے کہ دیوانگی کو مفید ہو اُس نے
کہا کہ ہاں ہے۔ تو نظام شاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں دیوانہ ہوں کہ بطریق مشائخ
گوشہ نشین ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ بادشاہی کروں یا میرا بھائی دیوانہ ہے
کہ بے سبب مجھکو خرخشہ میں گرفتار کیا ہے اور مجھسے لشکر کشی کی ہے۔ دوا فروش نے کہا
کہ برہان شاہ دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے مشفق و مہربان بھائی سے
لڑتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہیں جانتا۔ نظام شاہ نے ایک ہزار ہون اسکو انعام
میں دئیے۔ آٹھ سال کے بعد وہ اپنے آدمیوں کو دکھائی دیا تھا وہ اپنے آدمیوں اور
شاگردوں کو پہچان کر اُن سے باتیں کرتا تھا وہ شہر کی سیر کرکے قلعہ میں گیا دوسرے روز
صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت میں اُترا۔ نظام شاہ کی سواری کی خبر سنکر
اکثر آدمیوں نے برہان شاہ کی رفاقت چھوڑی اور احمد نگر گئے۔ ظہر کے وقت
نظام شاہ پہلے روز کی طرح ہاتھی پر سوار ہوا۔ قلعہ سے باہر نکلا۔ دس ہزار سوار اُس کے
چتر کے نیچے جمع ہوئے۔ صلابت خان کو سرلشکر مقرر کیا وہ ہشت بہشت کے قریب
برہان شاہ سے لڑا۔ برہان شاہ کو شکست ہوئی وہ بیجاپور چلا گیا۔ دو سال بعد

بعض امرا کی طلب سے وہ درویشون کے لباس مین احمد نگر مین آیا اُسکے احوان انصار نے مقرر کیا کہ فلان روز اُسکو پادشاہ بنائینگے اور نظام شاہ کو معزول کرینگے۔ مگر صلابت خان کو اُس کی خبر ہو گئی اس نے ان امرار کی جماعت کو گوشتہ کیا جنہون نے یہ سازش کی تھی۔ برہان شاہ گجرات ہوتا ہوا اکبر پادشاہ کی خدمت مین چلا گیا اسنے اول شش صدی کا منصب پایا۔ جب خان اعظم عزیز کوکہ دکن پر لشکر کشی کے لئے نامزد ہوا تو برہان شاہ کو ہزاری منصب ملا۔ عزیز کوکہ نے بعض امرا کی مراجعت کی تو برہان شاہ ہمراہ صادق محمد خان کے افغانون کے لڑنے کے لئے مامور ہوا۔ آپ نے ایک تعلقہ کا ال مرہ ہوا۔ اور ولایت بنگش اسکو اقطاع مین ملی جب اُس کا بیٹا اسمٰعیل احمد نگر مین پادشاہ ہوا تو اکبر پادشاہ نے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جسکا بیان وہ یہ ہوا مقتضا ومن طلب شئیا

وجدا وجد آخر عمر مین صاحب تخت و تاج ہوا —

مذہب مہدویہ جسکا رواج اسکے بیٹے کے عہد مین ہو گیا تھا اس نے خارج کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسکو قتل کرو اور انکا مال و اموال ضبط کر دو۔ اسکی تھوڑی مدت مین اس ملک مین اس مذہب کا نشان تک نہ رہا اور سابق کی طرح مذہب اثنا عشری نے رواج پایا۔ منبرون پر خطبہ اثنا عشری پڑھا گیا۔ اس وقت لتوان کا جو مرزا خان کی عدوان نعمت سے جلا وطن ہو گئے احمد نگر مین آئے اور یہ بلدہ اہل کمال جلوہ گاہ ہوا۔ دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے قہر کے خوف سے احمد آباد کو بھاگا تھا یہان آیا اسکو اقطاع لائق عنایت ہوئی۔ عادل شاہ کے مزاج کے موافق یہ حرکت نہ تھی اُس نے پیغام بھیجا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی اسکی مقتضی ہے کہ ہم دوستون کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن ہون اور شک و بدی مین شریک بیگانگی کو راہ نہ دین۔ آپ کے یہ عجیب ہے کہ اس دولت خانہ کے غلام حرام خور کو جو اپنی سرکار اشرف کا جگہ دیکر مقرب درگاہ بنائین۔ وظیفہ برادری اور طریقہ حق گذاری منظور کرکے دوستون کی خاطر کا پاس کرو اور اسکو دوام دولت کا سبب سمجھو اور ایسا کام کرو کہ ابن جانب

خوشنودی کا سبب ہو۔ برہان شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور وحشت آمیز و فتنہ
انگیز باتیں کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عادل شاہ دشمن ہو گیا اور اس نے
ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان کی خامی و نادانی سے جو
تین سو ہاتھی نظام شاہیوں کے ہاتھ آئے ہیں دوستی کو مرعی رکھکر میرے پاس بھیجدیجئے
اور تغافل و اہمال میں اپنا نقصان نہ سمجھو اور ابھی بدانجامی سے اندیشہ کیجئے۔ برہان شاہ
اس پیغام سے اور زیادہ ناراض ہوا اور لشکر کی حاضری کا حکم دیا باوجودیکہ امرا کو اس سے
نفاق تھا مگر وہ کوچ پر کوچ کرکے عادل شاہ کی ولایت میں آگیا۔ عادل شاہ نے اس کی
حقیقت کچھ نہ جانی اور وہ بیجاپور سے روانہ ہوا اور برہان شاہ منگلسر میں دریا بہورہ
(بھیما) میں آگیا۔ یہاں سے آگے بڑھنا مصلحت نہ جانا دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ بنا کر یہاں
تک عادل شاہ کی ولایت پر متصرف ہونے کا ارادہ کیا کہ یہ قلعہ ان کے درمیان سرحد ہو
یہاں سے بتدریج شولاپور اور شاہ درگ بھی مسخر و مفتوح کیا جائے۔ عین گرمی میں آب
بہورہ سے جو پایاب تھی جا بجا دست بہ ہندوں نے عبور کیا اور اس جگہ پر کہ قدیم الایام
سے قلعہ تھا اور مدت گذرنے سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا وہ پایہ بہ پایہ جلدی میں قلعہ بننا
شروع ہوا۔ بیجاپور سے کوئی لشکر انکی مدافعت کے لئے نہیں آیا اس لئے وہ خاطر جمعی سے
اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ برسات کا موسم قریب آیا اور دغدغہ یہ تھا کہ بھیما ندی چڑھ جائیگی
اور بیچ میں قلعہ اور برہان شاہ کے لشکرگاہ کے درمیان حائل ہوگی اور مردم عادل شاہی
جبر و قہر سے اس پر متصرف ہونگے ابھی قلعہ ناتمام تھا کہ دروازوں کو نصب کرکے اسکو توپ و
ضرب زن وغیرہ سے بھر دیا۔ بہت روپیہ خرچ کرکے برسات کے موسم میں اسکے ختم کر لینے
میں کوشش کی اس اثنا میں کہ دلاور خان نے یہ تصور کرکے کہ عادل شاہ عہد
برآنہ ہوگا اور مجھ جیسے کی فراست کا محتاج ہے۔ یہ چاہا عادل شاہ سے قولنامہ لیکے
بیجاپور جائے اور پھر پہلی طرح حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے۔ عادل شاہ یہ بات خدا
سے چاہتا تھا۔ برہان شاہ نے اسکو جانے سے منع کیا مگر مفید نہ ہوا اور وہاں جانے

اور بہرو قید و تین ہزار دکنی قتل کیے۔ برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیوں کے کشتہ ہونے سے خوش
تھا لیکن بحسب ظاہر رنج کا اظہار کرتا تھا۔ فرہاد خان و شجاعت خان حبشی بہت سے امرائے دکن کے
ہمراہ جیسے وہ امین اور مطمئن نہ تھا اور ان پاس دس ہزار سواروں کے قریب تھے اس جانب روانہ
کیا تاکہ اس مصرعہ کا مضمون ہوئے ہیچ ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔ اس سبب سے
کہ بیلہ بسین اور دمن سے کنایتین گجرات و دکن کے ہر طرح طرح کے آدمی ریوا دنڈا میں پہنچے
تھے۔ بہادر خان گیلانی کو سرلشکر کیا اور پردیسی امرا کے ساتھ بنادر پر نامزد کیا۔ جب
بہادر خان یہاں آیا اور چہارشنبہ ۱۸ شوال سال مذکور کو ایک ہزار پرتگیزوں اور بہت سے
فرنگیوں نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیوں اور دکنیوں نے جو قلعہ کھوالہ کے نامزد تھے کشش و
کوشش میں تقصیر نہ کی اور پرتگیزوں کے علم کو نگونسار کیا اور سو پرتگیزی اور دو سو ہندوستانی
پرتگیزوں کو قتل کیا۔ اسکے بعد ریوا دنڈا کا ایسا تنگ محاصرہ کیا کہ قلعہ کھوالہ کی جانب سے مدد کو
پرتگیزوں تک پہنچنے نہ دیتا تھا اور قریب تھا کہ پرتگیز تنگ ہو کر جلا وطن ہوں کہ ناگاہ برہان شاہ
نفس امارہ کا گرفتار ایسا ہوا کہ غلمان و نسوان کی معاشرت و مخالطت کا حریص ہوا اور حکم
دیا کہ جہاں کوئی عورت میری خدمت کے لیے شائستہ ہو خواہ خاوند والی ہو یا نہ ہو
میرے شبستان میں حاضر کرو۔ یہ بات اسکی خاص و عام کو پسند نہ آئی اس سبب سے وہ متنفر ہو گئے۔
اس نے یہ سنا کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بڑی خوبصورت ہے وہ امرا معتبرین سے تھا
اسکو طلب کیا شجاعت خان نے بھیجنے سے انکار کیا اسکو قلعہ کے اندر حوالات میں بھیج دیا۔
اسکی بیوی کو جبر و قہر سے بلا بھیجا اور جیسی اسکی تعریف سنی تھی اسکو نہ پایا اس لئے اسکو واپس
بھیج دیا۔ مگر شجاعت خان نے اس خبر کو سنکر اپنے پیٹ میں خنجر مارا اور مر گیا اس قصہ کی شہرت
ہوئی۔ فرہاد خان اور جمیع امرا اکثر اہل برہان شاہ کی اوضاع سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کی
محافظت اور پرتگیزوں کے ساتھ لڑنے میں اچھی طرح کوشش نہیں کی یہ چاہنے لگے کہ
درست ملے تو احمد نگر فرار ہوں اور بغاوت کرکے برہان شاہ کو دفع کریں پرتگیزوں کے
ساتھ جہاز بنادر سے ریوا دنڈا کے قریب آگئے انمیں بڑے بہادر پرتگیز اور اسباب

جدال و قتال تھا شب تار میں حصار کھولے گئے اور ریوڈنڈا میں پہنچ گئے۔
۱۷ ذی الحجہ چار ہزار کے قریب پرتگیز اس حصار پر متوجہ ہوئے۔ تیج خان دکنی راے
قلیل سپاہ کے ساتھ قلعہ سے باہر پڑے تھے وہ خواب سے سراسیمہ ہو کر اٹھے اور قلعہ میں
بھاگے۔ فرہاد خان دلگیری کے سبب سے پہلی سی محافظت نہیں کرتا تھا اور دروازہ بانون
نے دیہون کی آمد و رفت کے لئے دروازہ کھلا رکھا تھا سپاہ فرنگ کہ بھگوڑون کے
پیچھے چلی آتی تھی اسنے ہجوم کر کے دروازہ بند کرنے دیا۔ تیج خان اور ان کے
کے پیچھے پیچھے وہ قلعے میں آ گئے اور قتل کرنا شروع کیا۔ فرہاد خان و سید خان اس غوغا
غوغا ستکر صبح کی شکر خوابی سے بیدار ہو کر اٹھے باوجودیکہ پرتگیزوں سے ...
لشکر مضاعف تھا مگر غفلت کی شامت سے انکی مدافعت میں مشغول ہو کر حیران و
مبہوت کھڑے ہو گئے۔ پرتگیزوں نے انکو بھیڑوں کی طرح ذبح کیا۔ ایک گھنٹہ میں تین
بارہ ہزار آدمی مار ڈالے قلعہ کو توڑ پھوڑ کر کل توپیں ضرب زن و مال و اموال پر متصرف ہو گئے
فرہاد خان زخمی تھا وہ اسیر ہوا اور باقی کل امرا مارے گئے۔ برہان شاہ نے ان اخبار کو
اور اس جماعت کے کشتہ ہونے کو وہم میں فتح سمجھا اور اس نے پرتگیزوں پر التفات
شروع کی۔ مرتضیٰ خان انجو و شیخ عبدالسلام عرب و احمد بیگ و قربان خان خلیفہ
عرب اور ذکی بہادر و خواجہ اشرف و در النہری وغیرہ کو امارت کے منصب پر مشرف
کیا اور چاہتا تھا کہ بندر چیول کی طرف اسکو بھیجے پرتگیزوں کو مستاصل کرے کہ ناگاہ
برادر عادل شاہ جو قلعہ بلگاؤن میں تھا۔ برہان شاہ سے طالب مدد ہوا اور وعدہ کیا
کہ اگر وہ تخت گاہ پر قابض ہو گا تو اکثر حصہ سرحد و قصبات و قلعہ شولاپور حوالہ کریگا
برہان شاہ اس طمع میں آگیا اور اس نے کہا کہ اول میں اس کام کو سرانجام کروں
بعدہ پرتگیزوں کو مستاصل کروں۔ پرتگیزوں کی موت امر واقعہ کو یوں بیان کرتے
ہیں کہ تین سو آدمی جہاز میں سے اور دو سو آدمی ساحل سے آئے اور قلعے کے آدمی
ملا کر کل پندرہ سو فرنگستانی اور اسی قدر ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان

سپاہیون نے مسلمانون پر حملہ کیا اور دس ہزار آدمی مار ڈالے فرہاد خان ظالم مع اہل و عیال
اسیر ہوا اور اسکی لڑکیان عیسائی ہو گئیں اور پرتگال گئیں ۵۷ تو ہین ہاتھ لگیں)

ماہ ربیع الاول ۱۰۰۳ھ برہان شاہ احمدنگر سے باگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ
پرینڈہ کے حوالی میں عادل شاہ کے بھائی کے گرفتہ ہونے کی خبر سنی کمال خجالت و انفعال کے
ساتھ پھرا اس کدورت و غصہ سے اور اسکے علاوہ اور کلفتون سے بیمار ہوا۔ عادل شاہ نے
اس سبب سے کہ اسکے بھائی شہزادہ اسمٰعیل کی امداد کی تھی برہان شاہ سے خاطر آزردہ ہو امرائے
سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ میں جا کر غارت گری میں تقصیر نہ کرین۔ برہان شاہ نے
دنگیادری راجہ کرناٹک سے یہ مقرر کیا کہ تو اس طرف سے قلعہ بنکاپور پر لشکر کشی کرے۔ میں اس طرف
سے قلعہ شولاپور پر لشکر بھیجتا ہون اور اسکو مسخر و مفتوح کرتا ہون راجہ کرناٹک نے اس بات کو
قبول کیا برہان شاہ نے غرہ جمادی الاول سال مذکور کو مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار بنا کر اور
کل امرا پردیسی اور دس بارہ ہزار سوار ساتھ کر کے امرائے برگی کی مدافعت کے واسطے اور
ولایت عادل شاہ کی خرابی کے لئے روانہ کئے اور کہا کہ میں مرض سے شفا پانے کے بعد لشکر
برار کو ساتھ لیکر آتا ہون۔ مرتضیٰ خان جب حوالی قلعہ میں آیا تو اس نے اودناک بہادر امرا
برگی کے مقابلہ میں بھیجا۔ یہان برہان شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور اودناک بہادر
کشتہ ہوا۔ برہان شاہ اس خبر کو سنکر غم و غصہ سے اور زیادہ بیمار ہوا رفتہ رفتہ مرض نے طول کھینچا
و اسہال خونی و تپ محرقہ میں مبتلا ہوا اور ایکبارگی صاحب فراش ہوا اپنے بڑے بیٹے
ابراہیم کو ولیعہد کیا۔ اسمٰعیل کو اس سبب سے اُڑا دیا کہ مہدوی مذہب رکھتا تھا اور پردیسیون کا
دشمن تھا۔ اخلاص خان اس خبر سننے سے دلگیر ہوا وہ اسکی سلطنت چاہتا تھا اور یہ چاہتا تھا
کہ پردیسیون نے یہ کام کیا ہے اس نے لشکر مرتضیٰ انجو میں مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت
ہوا۔ اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے زمانہ کی طرح کل پردیسیون کو مار کر انکا مال و اسباب لوٹ
لو۔ مرتضیٰ خان اس خبر سے مستشرب ہوا و بعض امرائے غریب کے ساتھ احمدنگر گیا اور برہان شاہ
پاس پہنچ گیا بہادر خان گیلانی شاہ کی موت کا یقین کر کے بعض امرائے غریب کے ساتھ بیجاپور —

برہان شاہ کی عادل شاہ کی امداد و برہان شاہ کی وفات -

سے شاہ درگ میں آیا۔ اخلاص خان کی رائے یہ تھی کہ عادل شاہ سے محاربہ کیجیے۔ میاں منجھو
اس رائے کو پسند نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارا حبشی گروہ بے سامان اور بے سر انجام
ہے اور امرا جیسے کہ چاہئیں مطیع و متفق نہیں ہیں مناسب یہ ہے کہ شکستہ و بد رکے اس پاس
بھیج کر صلح کر لیں اور خاطر جمع سے ملک و مال و دولت کو درست کر کے اکبر بادشاہ سے مقابلہ کریں
اخلاص خان الجیف و الاحمق تھا وہ اس بات کو نہیں قبول کرتا تھا اور شاہ درگ کی
طرف لشکر کشی پر اصرار کرتا تھا۔ نظام شاہ کا میل خاطر بھی اسی طرف تھا۔ میاں منجھو نے سکوت
اختیار کیا۔ بادشاہ اس طرف متوجہ ہوا۔ میاں منجھو نے اتمام حجت کے لیے کہہ بھیجا کہ عادل شاہ
اپنی مملکت میں بیٹھا ہے اسکی سپاہ نے اب تک ہمارے ملک کی مزاحمت نہیں کی یہ صلاح
دولت نہیں ہے کہ ہم اسکی مملکت میں داخل ہو کر سلسلۂ نزاع کی تحریک کریں اب تک وہ صلح
پر قائم ہے۔ صلح کر لو۔ لیکن ابراہیم نظام شاہ بہت شراب پینے لگا تھا ایک لحظہ ہوشیار
نہیں ہوتا تھا۔ اس نے میاں منجھو کی بات پر کان نہ لگایا۔ ولایت عادل شاہ میں قدم
رکھا۔ عادل شاہ کا سر لشکر حمید خان تھا اس پاس میاں منجھو نے پیغام بھیجا کہ بادشاہ
ہمارا خورد سال بے تجربہ ہے اور اس شریر جماعت کے پنجہ میں گرفتار ہے جو دائرہ انسانیت سے
خارج ہیں۔ دائم الخمر ہونے سے عقل باقی نہیں رہی ہے ذی الحجہ کا مہینہ ہے اس مہینے میں جدال
قتال حرام ہے جنگ کو موقوف رکھو۔ شاید ہم اسکو نصائح و مواعظ کر کے جنگ کے ارادہ سے
باز رکھیں۔ حمید خان نے اس بات کو قبول کیا۔ نظام شاہ کی سر راہ سے کنارہ کیا اور
دائیں طرف ایک کوس پر اترا۔ نظام شاہ نے حمید خان کو مقابل میں نہ دیکھا تو شراب کے
نشہ میں زبونی پر حمل کیا اور حمید خان سے جا لڑا۔ خوب لڑا مگر جان شیریں اسکی گئی
اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ میاں منجھو سب سے پہلے احمد نگر میں گئے اور بارہ سال کے لڑکے
احمد کو اس گمان سے کہ وہ نظام شاہ کے خاندان سے ہے دولت آباد سے بلا کر چتر
اسکے سر پر رکھا اور شہزادہ بہادر کو جو ابراہیم شاہ کا طفل شیر خوار تھا اسکے قلعہ
جوند میں جنیر میں محبوس کیا۔ ابراہیم نے چار ماہ سلطنت کی۔

ابراہیم نظام شاہ کی عادل شاہ سے لڑائی

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ پادشاہ ہوا تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی
سے نہین ہے۔ اخلاص خان اور اور امرا اسکے معزول کرنے کے درپے ہوئے اس داستان
کی توضیح یہ ہے کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری اس جہان سے وداع
ہوا حسین نظام شاہ اسکا ولیعہد ہوا اور اسکے بھائی (۱) سلطان محمد خدا بندہ (۲)
شاہ علی (۳) محمد باقر (۴) عبد القادر (۵) شاہ حیدر
یہ سمجھ کر اپنی مملکت موروثی مین رہنا اپنی جان کا کھونا تھا اس لیے وہ ملک ہندوستان
کی اطراف مین چلے گئے ایک مدت مدید کے بعد مرتضی نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص شاہ طاہر نامی دکن
مین آیا اور اُس نے بیان کیا کہ فلان تاریخ ملک بنگالہ مین محمد خدا بندہ فوت ہوا اور مین
اسکا حقیقی بیٹا ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی مین پناہ لینے آیا
ہون۔ ارکان دولت خصوصاً صلابت خان نے اسکے احوال کی تفتیش کی مگر طول عہد
اور تغیر اوضاع کے سبب سے حق و باطل کی تمیز مین عاجز ہوئے نہ اسکی تصدیق ہو سکی نہ
انکار۔ حزم و احتیاط کی وجہ سے کہ کہین اوباش و عوام اس پاس جمع ہو کر فتنہ انگیزی
نہ کرین اسکو ایک قلعہ مین محبوس کیا اور ایک معتمد آدمی برہان شاہ ثانی پاس تحقیق کے لیے آگرہ
بھیجا۔ وہ اس وقت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت مین تھا اس سے بیان کیا گیا
کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہتا ہے کہ مین سلطان محمد خدا بندہ کا بیٹا ہون اور شاہ طاہر
میرا نام ہے آپ کو خدا بندہ کا حال خوب معلوم ہوگا۔ بتلائیے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔
اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد خدا بندہ میرے ہی گھر مین مرا ہے اور اسکی تمام اولاد
و اثاث جنکے نام فلان فلان ہین میرے پاس موجود ہین اگر کوئی شخص اپنی غرض
کے لیے سلطان محمد خدا بندہ کے بیٹے کا ہمنام بتائے تو محض غلط اور افترا ہے جب
صلابت خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُسنے یہ سمجھ کر کہ اس شخص کی شہرت
ہو گئی ہے کہ وہ خدا بندہ کا بیٹا ہے عوام الناس کے دل سے اس بات کا خاطر نشان

کرنا کہ وہ بیٹا نہین ہو بہت مشکل ہے اسلیئے اسکو قلعہ مین حبس تک اسیر ہونا چاہیئے کہ اجل طبعی آئے چنانچہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ ایک بیٹا احمد نجھو رہ گیا جسکو منجھو نے دھوکہ مین آخر بادشاہ بنایا۔ اخلاص خان اور تمام امرا حبش اس مقدمہ کے سبب سے میان منجھو سے برگشتہ ہوے اور انہون نے کالا چبوترہ پر صف قتال آراستہ کی۔ میان منجھو نے قلعہ کی برج پر احمد شاہ کے سر پر تاج رکھ کر کھڑا کیا اور میان حسن کو سات سو آدمیون کے ساتھ دشمنون کے دفع کرنے کے لیئے باہر بھیجا۔ فریقین مین کارزار عظیم ہوئی طرفین سے ایک جماعت کثیر قتل ہوئی حبشیون کی توپ کا ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر لگا جس سے غل شور مچا۔ میان حسن نے دشمنون کا غلبہ دیکھا تو کارزار سے باز آن کھینچا اور قلعہ مین آیا جس سے اخلاص خانیون کا استیلا بڑھا وہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب سے سپاہ و مور و ملخ کی طرح جمع کرلیے گئے اور آنے جانے کا رستہ بند کیا اور دولت آباد کے حاکم پاس آدمی بھیجا کہ آہنگ خان حبشی و حبشی خان کو کہ برہان شاہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک قلعہ مین محبوس تھے بھیجدے دولت آباد کے تھانہ دار نے انکی اعانت کرکے بھیجدیا۔ اور اس سبب سے کہ تھانہ دار نے بہادر شاہ کو میان منجھو کے حکم بغیر انکو دیا نہین آنہون نے اتفاق کرکے ایک طفل مجہول النسب احمد نگر کے بازار مین سے پکڑ کر نظام شاہ کے دودمان سے منسوب کیا اور سکہ و خطبہ اسکا جاری کیا اس تقریب سے دس بارہ ہزار سوار آن پاس جمع ہوگئے اس سے میان منجھو و محصورین حیران ہوئے۔ سلطان مراد و لد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھ کر گجرات بھیجا اور التماس کیا کہ قدم رنجہ فرمائیے۔ شاہزادہ کو دکن کی تسخیر کے واسطے باپ نے مامور کیا تھا وہ تو خود یہ چاہتا تھا کہ ایسی تقریب ہاتھ آئے جلد لشکر لیکر احمد نگر کو چلا۔ لیکن ابھی یہ عریضہ گجرات پہنچا نہ تھا کہ امرائے حبشی مین مناصب و اقطاع پر جنگ باہم شروع ہوئی اور ایک دوسرے کے قتل مین کوشش کرنے لگا بعض امرائے دکن جو ان کے ساتھ تھے وہ متنفر ہو کر میان منجھو سے آن ملے اس لطیفہ غیبی سے حیات تازہ اور دولت بے اندازہ حاصل ہوئی۔ ۵ محرم سنہ ۱۰۰۴ھ کو اس نے نمازگاہ کی

اخلاص خان اور میان منجھو کی لڑائی

میان منجھو کا شاہزادہ مراد سے مدد مانگنا

بھر دیے گئے اسکے سوراخون کو گچ و سنگ سے بنایا تھا اور جب جمعہ کو ظہر کی نماز کے بعد انکے اڑانے
کا ارادہ تھا کہ خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تھا ترحم کرکے اندھیری رات
مین قلعہ کے اندر گیا اور اہل قلعہ کو نقب کے مقامات بتلا دیئے اور سپاہ مغل کے ارادہ سے اطلاع
دی کہ وہ کل ان نقبون کو اڑا دینگے نقبون کا پتا جہان محمد خان نے بتلایا تھا وہان
چاند بی بی کے حکم سے سب چھوٹے بڑے کھودنے مین لگے جمعہ کے دوپہر تک دو نقبون کو دریافت
کرکے باروت نکال لی اور نقبون کے پیدا کرنے مین مصروف تھے شہزادہ و صادق محمد خان
نہین چاہتے تھے کہ خانخانان کے نام فتح ہو شہزادہ کے حکم سے امرائے اکبری سوائی خانخانان کے
قلعہ کے پاس آئے اور نقبون مین آگ لگا دی اور پچاس گز کے قریب دیوار گرائی اس دیوار کے گرد
جو آدمی تھے وہ سنگ خاک کے نیچے ہلاک ہوئے اور جو دور تھے وہ فرار پر تیار ہوئے رخنہ
کو خالی دیکھ حصار کے خالی کرنے پر آمادہ ہوئے مگر چاند بی بی نے برقع اوڑھا اور
سلاح جنگ کو لگایا اور برہنہ شمشیر در دست اپنی خدمت کے آدمیون کو ساتھ لیکر
اس رخنہ کے پاس آئی جب اہل قلعہ نے اس عورت کی یہ ہمت دیکھی تو مرتضی خان و
آہنگ خان و شمشیر خان وغیرہ چار گوشہ و کنارے سے نکل کر آگئے شاہزادہ اور
مرزا و نقبون کے اڑنے کے منتظر تھے اور وہ خالی ہو چکی تھین اس سبب اہل قلعہ کو
فرصت ملی کہ توپ و تفنگ ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر لگا کے
اسکو بلند و رخ بنا دیا جب اور نقبون کے اڑنے سے مایوس ہوئے تو سپاہ مغل
اس رخنہ پر لڑنے آئی - اندر باہر کے آدمی خوب لڑے اکبری لشکر کے آدمی اتنے مرے کہ
خندق مردون کی لاشون سے بھر گئی رات ہو گئی قلعہ نہ فتح ہوا صادق محمد خان
اور شہزادہ دلگیر ہو کے اپنے خیمون مین گئے - چاند بی بی کا خطاب اس شجاعت
و مردانگی کے سبب چاند سلطان ہوا اس نے رات مین اس رخنہ کو گل و سنگ سے
دو تین گز اور بلند بنا لیا اس عرصہ مین سہیل خان دکن کے لشکر کو لیکر بیدر مین
آگیا تھا اسکو نوشتہ بھیجا گیا جسمین غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار و قلت ذخیرہ آذوقہ کا

سال بیت گیا اتفاقاً جو جاسوس کہ اس نوشتہ کا حامل تھا وہ مغلوں کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا اسکو محمد صادق خان اور خانخانان پاس پہنچایا۔ انہوں نے ایک خط سہیل خان کو لکھا کہ ہم مدت سے آپ کی توجہ کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ یہ قضیہ جو مناقشہ رفع ہو جس قدر جلد آؤ گے بہتر ہوگا اس خط کو مع چاند سلطان کے نوشتوں کے قاصد کی ہمراہ بھیجدیا۔ سہیل خان ان نوشتوں کے پہنچتے ہی کوہستان مانک دون سے قلعہ احمد نگر کی طرف آیا مغلوں کے لشکر میں تھوڑا گھوڑے دبلے ہوئے شاہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے مجلس مشاورت جمع کی سب کی رائے اس امر پر قرار پائی کہ اس وقت سپاہ دکن سے جنگ کو موقوف کرکے چاند سلطان سے اس شرط پر صلح کرلینی چاہیئے کہ وہ ولایت برار بادشاہ کی پیشکش میں دیں باقی ولایت اس پاس حسین شاہ کے زمانہ کے مطابق رہیگی۔ سید مرتضیٰ کی معرفت اس طرح صلح ہوگئی شاہزادہ اور خانخانان ماہ شعبان میں برار کو روانہ ہوئے سہیل خان اور ان کی سپاہ احمد نگر میں داخل ہوئے۔ میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ پہلی طرح سے احمد نگر کا بادشاہ رہے آہنگ خان نے احمد شاہ کو نکال کر میان منجھو کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور جو لوگ تھانہ دار باہر تھے آدمی بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا قلعہ کے اندر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ میان منجھو فتنہ اٹھانا چاہتے تھے کہ ابراہیم عادل شاہ نے احمد شاہ کو اچھی جاگیر اپنے علاقہ میں دیدی اور میان منجھو کو اپنے امراء میں داخل کرلیا۔ یوں فتنہ کو مٹا دیا۔ احمد شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی۔

بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ ثانی

چاند سلطان نے اپنی کوشش سے بہادر شاہ کو صاحب افسر کیا اور محمد خان کو پیشوا بنایا اس نے زمانہ کی رسم و عادت کے موافق اپنے استحکام میں کوشش کی اور اپنے اعوان و انصار کو مناصب رجمند پر سربلند کیا اور آہنگ خان اور شیر خان کو حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا اور امرا یہ حال دیکھ کر دل تنگ ہوئے اور اطراف میں چلے گئے۔ چاند سلطان اپنا زوال دیکھ کر مضطرب ہوئی

عادل شاہ سے التجا کی ایسے وقت میں کہ دشمن قیمتی کمین میں بیٹھا ہے اور اس مرد لشکر خانہ کی آدمی سرکشی کر رہے ہیں اور ہر گھڑی فتنہ آشوب کھڑا کیے ہوئے ہیں۔ محمد خان نے سلطنت کو غصب کر لیا ہے اگر حضرت اس جماعت کی گوشمالی نہ فرمائینگے تو عنقریب یہ مملکت بھی اکبر بادشاہ کی سلطنت میں داخل ہوگی۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو اس مطلب کے لئے احمد نگر روانہ کیا اور اسکو ہدایت کر دی کہ چاند سلطان کی مرضی کے موافق کام کرنا ۱۰۰۴؁ھ میں سہیل خان دوبارہ احمد نگر میں آیا محمد خان قلعہ میں متحصن ہوا اور اسکے قلعہ میں آنے کا مانع ہوا۔ سہیل خان نے چاند سلطان کی تجویز سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور چار مہینے اسمین صرف ہوئے محمد خان نے خانخانان سے جو گجرات میں تھا کمک طلب کی کہ آپ آئے اور ملک لے لیجئے قلعہ کے آدمیوں کو جب اسپر اطلاع ہوئی تو وہ اس سے پھر گئے اور اسکو مقید کرکے چاند سلطان کے حوالہ کیا۔ چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت دیکر بیجاپور کو رخصت کیا۔ اسکو اثناء مراجعت میں دریا بہا کے کنارہ پر راجہ پور کے حوالی میں معلوم ہوا کہ امرائے اکبری نے نقض عہد کیا ہے کہ قصبہ پاتری وغیرہ پر متصرف ہوئے ہیں جو مملکت برار سے خارج ہیں۔

یہاں آکے توقف کیا اور عادل شاہ کو حقیقت حال پر مطلع کیا چاند سلطان اور آہنگ خان بھی مغل کے نقض عہد پر مطلع ہوئے اور بہت جلد بیجاپور کمک کی طلب کے لئے آدمی بھیجے کہ وہ ان مغلوں کو دکن سے نکالے۔ عادل شاہ نے سہیل خان کو سپہ سالار بنا کے مغلوں سے لڑنے کا حکم دیا قطب شاہ نے عادل شاہ کی پیروی کرکے مہدی قلی سلطان کو لشکر تلنگ کے ساتھ سہیل خان پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی ساٹھ ہزار سوار برار کو روانہ ہوئے اور قصبہ سونی پت میں توقف کرکے سامان جنگ تیار کیا۔ خانخانان سپہ سالار مغل قصبہ جالنہ میں مقیم تھا۔ دکنیوں کا ہجوم دیکھ کر لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ خود بادشاہ پور میں شاہزادہ پاس آیا اور حقیقت حال کو معروض کیا وہ چاہتا تھا کہ میرے نام پر فتح ہو۔ شاہزادہ نے

چاند سلطان کا عادل شاہ سے مدد مانگنا اور سہیل خان کا جانا اور

اور اس کے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور میں چھوڑا اور کل امرائے اکبری راجہ علیخان
برہانپوری بیس ہزار سواروں کو ساتھ لیکر دکنیوں سے لڑنے کے لئے گئے گوداوری کے
کنارہ پر دونوں لشکر پندرہ روز تک بے حرکت پڑے رہے ماہ جمادی الاول سنہ ۱۰۰۵ھ کو
دن چڑھے جنگ کی صفیں آراستہ ہوئیں عصر کے وقت لڑائی شروع ہوئی۔ سہیل خان نے
راجہ علیخان و راجہ جگناتھ کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہلاک کیا لیکن امرائے نظام شاہی
و قطب شاہی اکبری سپاہ کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے بھاگے سہیل خان نے
افواج خصم کے مقابلہ اور مقاتلہ کو اپنے اوپر فرض جانا بعد شب کے وقت سپاہ خصم کے
میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اور ایسی اونکو شکست دی کہ مقام جنگ سے ان کو
شاہپور تک سپاہ کے ساتھ شہزادہ کے پاس بھگا دیا۔ صادق محمد خان کا ارادہ
ہوا کہ شہزادہ کو اس ملک دکن سے باہر لیجائے۔ خانخانان نے باوجود لشکر کے
تفرقہ کے رات کو میدان جنگ میں تھوڑی سپاہ کے ساتھ پانوں جمایا کہ دوسرے
روز سہیل خان پر غالب آیا اور اسکو شاہ درگ بھگا دیا اور امرائے نظام شاہی
و قطب شاہی جو پہلے روز بھاگے تھے وہ ابتر و پریشان ہو کر احمدنگر اور حیدرآباد
کو چلے گئے وہ بھی جان بچی ہزاروں پائے۔ خانخانان نے اس فتح کے بعد قلعہ نرنالہ
اور کاویل کی تسخیر کے لئے ایک جماعت کو بھیجا برار کے یہ قلعے مشہور تھے۔ خود
جالنہ پور میں اقامت کی۔ شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان بخاری کی
تحریک سے خانخانان پاس پیغام بھیجا کہ فرصت کا وقت ہے کہ احمدنگر کو جاکر تسخیر
کریں اور مملکت نظام الملک پر متصرف ہوں۔ خانخانان نے جواب دیا کہ مقتضائے
وقت صلاح یہ ہے کہ اس سال برار میں رہ کر اسکے قلعوں کو مفتوح کریں۔
اور جب یہ مملکت کما حقہ ضبط میں آجائے تو اور جگہ اعلام تسخیر کو بلند کریں۔
یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ تھا۔ اسی سبب خانخانان اور شہزادہ میں
رنجش ایسی بڑھ گئی کہ اکبر شاہ تک شکایت ان کی نوبت پہنچی خانخانان کو

بادشاہ نے طلب کیا اور ابو الفضل کو دکن کا سپہ سالار بنا کے بھیجا اور مرزا یوسف کو
اسکا شریک کیا۔ سنہ ۱۰۰۷ھ میں خانخانان بادشاہ پاس گیا۔ آہنگ خان پیشوا نے
چاند سلطان کی عداوت میں شدت کی اور یہ ارادہ کیا کہ چاند سلطان کو
کسی قلعہ میں مقید کرکے بہادر شاہ کو اپنے اختیار میں کر لے اور پھر انا ولا عنبری کا کوس
بجائے۔ چاند سلطان نے اسکے اس ارادہ پر اطلاع پاکر قلعہ کا دروازہ اُس کو
لئے بند کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر ارکان دولت سے اتفاق کرکے دیوانداری
کا کام کرے۔ آہنگ خان نے چند روز اطاعت کی اور پھر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اکثر
اوقات طرفین میں لڑائی ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ نے حسب بھیجا کہ ہر چند چاہا کہ اُن
میں صلح ہو مگر کسی طرح یہ صورت نہ ہوئی۔ آہنگ خان کا استقلال حد سے زیادہ ہوا
شہر کو خانخانان کے وجود سے خالی دیکھا۔ میں برسات کے موسم میں کہ دریائے گوداوری
خوب چڑھا ہوا تھا اور شہزادہ کی طرف سے کمک پہنچنی دشوار تھی ایک سرداروں کی
جماعت کو قصبہ بیر کی طرف بھیجا اس قصبہ کا حاکم شیر خواجہ چھ کوس پر اُنسے لڑنے آیا۔
سخت جنگ کے بعد زخمی ہوا شکست پائی اور قصبہ بیر میں جاکر متحصن ہوا اور اکبر بادشاہ
کی خدمت میں عریضہ لکھا جسمیں کمینوں کے تسلط کی اور شیخ ابو الفضل فہامی و سید کیو
کی کمک نہ پہنچنے کی شکایت ایسے فقروں لکھی کہ بادشاہ نے ابو الفضل کو بلا لیا۔ اتفاقاً
ان دنوں شہزادہ مراد شراب زیادہ پینے سے شاہپور میں مر گیا۔ اکبر بادشاہ نے
اسکی جگہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے شاہزادہ دانیال کو اور خانخانان کو احمد نگر کی فتح
کے لئے بھیجا۔ ابھی یہ سرحد دکن پر پہنچنے نہ پائے تھے کہ ابو الفضل کے لکھنے سے خود بادشاہ
سنہ ۱۰۰۸ھ میں دکن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ نہنگ خان نے احمد نگر کا محاصرہ چھوڑا
اور پندرہ ہزار سوار و پیادے ساتھ لیکر جے پور کوٹی گھاٹ پر قبضہ کرنے اور
وہان لڑنے کے لئے گیا۔ جب شہزادہ اور کل امراء کو اسکی خبر ہوئی تو اس
گذرگاہ کو چھوڑ کر قریہ مسوری کی طرف سے کہ صحرای وسیع ہے احمد نگر کے قصد سے چلے

آہنگ خان سراسیمہ ہو کر سب اسباب چھوڑ کر جنیر کو بھاگ گیا شہزادہ اور امرائے مغل
احمد نگر پہنچے اور بطریق سابق محاصرہ کیا مورچال آدمیوں میں تقسیم کیے اور نقبیں لگا کر
اور سرکوب بنائے کہ جلد قلعہ فتح ہو۔ چاند سلطان نے حمید خان خواجہ سرا سے
کہ قلعہ میں بڑا افسر تھا کہا آہنگ خان اور سرداروں نے نقض عہد کیا اور ایسی کوشش
بے اعتدالی کی کہ اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ قلعہ بھی چند
روز میں فتح ہو جائیگا حمید خان نے کہا کہ گذشتہ گذشت بالفعل صلاح کیا ہے
جو کچھ رائے صواب نما کا اقتضا ہو اسکا حکم ہو تا کہ اُس پر عمل ہو۔ چاند سلطان نے
کہا کہ صلاح یہ ہے کہ شہزادہ دانیال کو قلعہ تسلیم کیا جائے اور جان و عزت و ناموس کی
امان مانگ کر اور بہادر شاہ کو ساتھ لیکر جنیر چلے جائیں اور انتظار دیکھیں خدا کیا دکھاتا ہے
جب حمید خان نے اہل حصار کو طلب کر کے فریاد کی کہ چاند سلطان امرائے اکبری کی
ہمزبان ہو گئی ہے اور چاہتی ہے کہ قلعہ انکو سپرد کیا جائے دکنیوں نے حرم سرا میں
جا کر چاند سلطان کو شربت شہادت چکھایا۔ اعیان دولت اکبری نے سرنگیں
اڑا کر اور قلعہ کی دیوار گرا کر قلعہ میں دخل کیا۔ اطفال اور زنان جوان کو اسیر کیا اور
حمید خان اور سب اہل قلعہ کو سوا بہادر شاہ کے قتل کیا سرکار نظام شاہی کے نقود
و جواہر و نفائس پر شہزادہ دانیال متصرف ہوا اور قلعہ اپنے معتمدوں کو سپرد کر کے
اور بہادر شاہ کو ساتھ لیکر برہان پور میں بادشاہ پاس گیا امرائے نظام شاہی نے
مرتضیٰ ولد شاہ علی کو پادشاہی سے منسوب کر کے پرینڈہ کو دار السلطنت بنایا
بہادر شاہ نے اس زمانہ تک کہ قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا تین سال اور چند ماہ سلطنت

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان شاہ اول

جب اکبر بادشاہ برہان پور سے آگرہ تشریف فرما ہوا تو نظام شاہ کے نوکروں میں
سے دو آدمی جو خیل و حشم نہیں رکھتے تھے مگر ہمت بلند کی برکت سے امرائے کبار میں ہو گئے تھے
انہوں نے سلطنت نظام شاہیہ کو بالفعل سپاہ مغل کے آسیب سے محفوظ رکھا۔ ان دو

مرتضیٰ نظام شاہ کا بادشاہ ہونا اور ملک عنبر اور میان راجو۔

آدمیون مین سے ایک ملک عنبر حبشی تھا جو قطب شاہی اور عادل شاہی سرحدون سے شمال مین بیر سے ایک فرسخ پر اور جنوب مین احمدنگر سے چار کوس پر اور مغرب مین دولت آباد سے آٹھ کوس پر اور اسی فاصلہ پر جنوب کے ملک اپنے قبضہ مین رکھتا تھا۔ دوسرا راجو دکنی تھا جو دولت آباد پر شمالاً سرحد گجرات تک اور جنوباً احمدنگر تک چھ کوس تک ملک تصرف مین رکھتا تھا۔ دونو بسبب ضرورت مرتضیٰ نظام شاہ کی اطاعت کرتے تھے فقط اور چند قریے اسکے اخراجات ضروری کے لئے چھوڑ رکھے تھے ان دونو آدمیون مین ہر ایک اس گھات مین لگا رہتا تھا کہ دوسرے کے ملک پر متصرف ہو۔ اسلئے ان مین صفائی نہتی ہمیشہ عداوت رہتی تھی خانخانان اس بات کو سمجھتا تھا اُسنے اپنے آدمی مامور کئے کہ ولایت عنبر کو جو تلنگ کی جانب واقع ہے متصرف ہون ۱۰۱۰ھ ۱۶۰۱ء مین عنبر نے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کرکے متعدن کے تھانے اٹھا دیئے اور اپنے ممالک سے انکا تصرف دور کیا۔ خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے ایرج کو پانچ ہزار سوار دیکر عنبر کے مقابلے کے لئے نامزد کیا۔ دونو کے لشکر قصبۂ ندیر مین مقابلہ مین آئے ایک نے اپنی بلند نامی کے لئے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک کے لئے قہر و غضب کے ساتھ ایک دوسرے پر حملے کئے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے ایک نے دوسرے کے منہ توڑے اور خون کی نہرین بہائین ایرج خان کو فتح ہوئی۔ عنبر زخمی ہوا اسکے آدمی میدان سے اسکو اٹھا کر لے گئے پھر اس نے لشکر کو جمع کیا اور اپنے ممالک کی محافظت مین لگا پھر کر باز نہین رہا۔ خانخانان اور عنبر کے درمیان صلح ہو گئی اور طرفین کی ولایت کی حدود مقرر ہو گئین اور عہد و پیمان مدتون تک نہین قائم رہے اثرمین فتونین دنیکت رائے کولی و فرہاد خان مولد و ملک صندل خواجہ سرا و بعض اور سرداران دکن نے عنبر کی رفاقت کو ترک کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ ثانی سے جا ملے اور اس کو عنبر کے دفع کرنے کے لئے مستعد کیا اور قلعہ اودگیر کے حوالی مین لشکرگاہ بنایا۔ عنبر ان حدود مین آیا اور مرتضیٰ نظام شاہ پر مقابلہ مین غالب ہوا ـــــ اور

عنبر اور میرزا ایرج خان کی لڑائی

عنبر اور نظام شاہ کی دوسری لڑائی

دہنکت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کر لی۔
عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول ۱۰۱۲ھ میں نظام شاہ
کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار منجھن خان حبشی جس برس سے یہان حاکم تھا
اس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھ کر قلعہ میں جگہ دیتے ہیں مگر
عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نوکر بن گیا ہے اعتماد نہیں کرتے اس کو
قلعہ میں نہیں آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ میں دہنکت سے فرہاد خان و ملک صندل جو
امین قلعہ تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھ کر خانخانان سے ملاقات کی اور بظاہر
انکا دوست ہو گیا لیکن میں دل سے نظام شاہ کے دوستداروں میں ہوں
اور چاہتا ہوں کہ لوازم دولتخواہی کو بجا لا کر اس خاندان کی حفظ سلطنت میں
ساعی جمیلہ کروں منجھن خان نے ان معتقدات کو قبول نہیں کیا اور ابواب حرف
وحکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر
قلعہ میں چلا جاے جس سے منجھن خان قوی ہو جائے۔ مرتضیٰ نظام کو موکلوں کے حوالہ
کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے
نیچے گئے اس سے منجھن خان مستاصل ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت
مرتفع کرتا رہا۔ منجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر و حصار کے زن و فرزند
کے ساتھ بے اعتدالیان و دست درازی کرتا تھا انہوں نے ہجوم کرکے
اسکو مار ڈالا۔ منجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہو گیا۔ اہل قلعہ
کچھ مدت تک حصار میں تحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا
نظام شاہ پر موکل دور کئے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ میں اس کا مسکن مقرر
کرکے آپ خیل و حشم کے ساتھ باہر گیا۔

۱۰۱۳ھ میں شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے
استقبال کے لئے احمد نگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بٹھا

کہ وہ بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جائے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنے اقطاع لیکر
واپس جائے۔ راجو نے شہزادہ کے عہد و قول پر اعتماد نہیں کیا تو شہزادہ خشمگین ہوا اور
اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزادہ
کے لشکر کی تاخت و تاراج ایسی کی کہ شہزادہ نے جالنہ میں خانخانان پاس کمک
کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھ ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزادہ کو آرام ملا راجو
اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا۔ شہزادہ برہان پور میں آیا نظام شاہ نے راجو پاس ایک
جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعہ پرینڈہ میں آکر نظام شاہ
سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا مستعد ہوا اور چند دفعہ جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبہ
رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لشکر دکن کی
مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانہ کئے عنبر اس کمک سے
قوی ہوا اور اس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا۔ شہزادہ برہان پور میں مرگیا
عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعہ راجو اس سے
الجھ سکا برہان پور میں خانخانان دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکروں کے
درمیان ایسا حائل ہوا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرکے غالب ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو
راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کرلی اور پرینڈہ کے حوالی میں
آیا اور خانخانان جالنہ پور میں گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا کہ اول و فور راجو نے لشکر کشی مرتضی
نظام شاہ کی فتنہ انگیزی کے سبب سے کی ہے تو وہ اسکے درپے ہوا کہ مرتضی کو معزول کرکے
کسی دوسرے کو وہ ان نظام شاہیوں میں سے شاہ بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم
عادل شاہ راضی نہ ہوتا تھا ارادہ اسکا قوہ سے فعل میں ظہور نہ پاتا تھا اوائل سنہ ۱۰۱۶ھ میں
عادل شاہ کے کہنے سے عنبر نے نظام شاہ کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازاں ان دونوں میں
صفائی ہوگئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونوں متفق ہوکے دس بارہ ہزار سوار
کے ساتھ جنیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ نظام شاہ نے اپنے اجداد کے مسکن کو اپنا مقر بنایا۔

اور کئی سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی جانب اس لئے گئے کہ عنبر کے خوف سے راجو کے لشکر میں نہیں آتا تھا۔ راجو گرفتار ہوا اور اسکا ملک نظام شاہ کے قبضہ میں آیا اور اس ملک میں عنبر صاحب اختیار ہوا اور اسکا استقلال بیشتر سے بیشتر ہوا اب خاندان نظام شاہیہ کو اسپر ختم کرتے ہیں کہ مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی آخری بادشاہ تھا اور عنبر حبشی ساری سلطنت کے کام کرتا تھا یہ تاریخ مغلیہ میں لکھینگے کہ یہ سلطنت کیونکر شاہان دہلی کی مملکت کا تتمہ ہو گئی۔

اس سلطنت کی وسعت عظیم یہ تھی کہ حال کا صوبہ اورنگ آباد اور برار کا مغربی حصہ اور ساحل دریا گجرات اور بیجاپور کی سلطنتوں کے درمیان کوکن ان۔

تاریخ قطب شاہیہ ملک تلنگ

سلطان قلی [illegible] جمشید [illegible] سبحان قلی [illegible]۔

ابراہیم [illegible] محمد قلی [illegible]۔

سلطان قلی قطب شاہ

ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطب شاہی کی تاریخ لکھی تھی کہ تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے ہیں نہیں گذری یہ کتاب برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کے ہاتھ آئی صاحب ممدوح نے اس تاریخ سے جو اس خاندان کا حال لکھا ہے اسکا ترجمہ میں کرتا ہوں۔ اور تاریخ فرشتہ سے بھی اسکا مستفاد کرتا ہوں۔

سلطان قلی کا نسب نامہ یہ ہے شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر قلی بن امیر الوند بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر تورہ بن قرا منصور بن قرا ابرہیم بن قرا ترش بن امیر تورا بیگ۔ غرض یہ سلسلہ اوغوز خان تک اور حضرت یافث بن نوح تک مورخ نے پہنچایا ہے۔

آق قوئنلو اور قرا قوئنلو دو ترکی قومیں ایک دوسرے کی رقیب تھیں۔ اول قوم نے دوسری قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کیا تھا مگر دوسرے قوم کے

[illegible]

شاہ امیر حسن بیگ بادوجود حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جسکا مزاج صلح جو تھا مطمئن کیا اور
پھر اوسکو اور اسکے خاندان کو ستانا چھوڑا۔ جب امیر حسن بیگ مر گیا اور اسکا بڑا بیٹا امیر
خلیل سلطان اسکا جانشین ہوا اُس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قوینلو کے ساتھ اپنے
باپ کا برتاو برتا مگر جب امیر یعقوب آق قوینلو بادشاہ ہوا تو اعیان سلطنت نے بتلایا
کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے
وہ اپنے باپ کا بڑا لاڈلا تھا اور اپنی قوم کی امیدگاہ تھا قوم جانتی تھی کہ ہمارے
دن اسی کے سبب سے پھر ینگے اور گئی ہوئی حکومت پھر ہاتھ آئیگی۔ امیر یعقوب بیگ نے
نجومیوں سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچھا تو انہوں نے پیشین گوئی کی کہ وہ
بادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہیں بلکہ ہندوستان میں جنگ کے میدان میں اسلام کے علم کو
وہ بلند کریگا پھر تو امیر یعقوب بیگ آق قوینلو اس نوجوان کی جان کا خواہان
ہو گیا یہ خبر باپ کو بھی ہوئی تو اوس نے اپنے بھائی امیر علی قلی کے ساتھ اوسکو
ہندوستان بھیجدیا۔ مرغوب القلوب میں جو صدر جہان نے خود سلطان قلی کی
زبانی حال سنکر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ وہ امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان میں تھا
اور ایران کے بادشاہ جہان شاہ کے قریب کے رشتہ داروں میں تھا اسکی جنم بھوم
سعد آباد تھی جو ایک چھوٹا سا گاؤں صوبہ ہمدان میں تھا اسکا خود اپنا بیان ہے کہ
جب میری قوم قرا قوینلو کو قوم آق قوینلو نے مغلوب کر لیا تو مجھے بہ مجبوری اپنی چھٹپن میں
اپنے چچا امیر قلی کے ساتھ ہندوستان کے دکن میں بھاگنا پڑا۔ یہاں کچھ دنوں
رہکر پھر میں اپنے باپ پاس ہمدان گیا مگر جہان شاہ کے دربار کی شان وشکوہ
اور اسکی توجہ جو ہمارے حال پر ہوئی وہ میری نوعمری کے خیالات میں ایسی
سمائی کہ ہند اور دکن کا تصورات دن رہتا تھا۔ میں ایسا کم عمر تھا کہ میرا چچا
مجھے دکن میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ مجھے زبردستی ایران کو لے گیا جب ہماری
قوم کے دشمنوں کو غلبہ ہوا اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہاں ہوا تو

مین نے دکن کے جانے کا قصد کیا شاہ بہمنی کی نذر کے لیے چند گھوڑے اور تحفے لیے اور
مین پہلے شاہ نورالدین سے سفر کی اجازت لینے گیا شاہ نورالدین جیسا میرا قریبی
رشتہ دار تھا ویسا ہی وہ میرا پیر و مرشد رہتا تھا اس لئے اسی نے میری بہن کی شادی میرے
دادا امیر قلی سے کی تھی وہ علم نجوم سے ماہر تھا اور عنایت الٰہی سے غیب کی باتیں
بتاتا تھا جب مین اس سے رخصت ہوا تو اس نے کہا کہ ہندوستان کے
ایک حصہ مین تو بادشاہ ہوگا اُس نے کچھ اشرفیاں مجھے دین اور ردا دی اور کہا
کہ یہ تیری آئندہ کامیابی کی علامت ہے کیا کہوں کہ اس بات نے میرے دل پر
کیا سحر کا سا اثر کیا کہ جب مین اور میرا چچا ہندوستان کو چلے تو مین اپنے تئین بادشاہ
سمجھنے لگا بحری سفر ختم کرکے ہم سیدھے احمدآباد بیدر دارالسلطنت دکن مین گئے
دو تین روز بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور گھوڑے اور تحفے
پیش کئے اس نے ہمارے لئے سکونت کا مکان مقرر کر دیا تھوڑے دنوں کے بعد
میرے چچا نے اپنے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ شاہ نے ہر چند اس سے کہا کہ یہ
یہین رہیے مگر اس نے خاص کر اس سبب سے نہین مانا کہ اس نے یہ سنا تھا کہ ہمارا
خاندان کا قدیمی جانی دشمن امیر یعقوب بیگ مر گیا جسکے ظلم کے سبب مجھے جلاوطن
ہونا پڑا تھا پھر شاہ نے میرے چچا سے کہا کہ اچھا تم خود جاتے ہو تو بھتیجے کو یہین چھوڑ
جاؤ مین اسکو اپنے بچون کی طرح پالونگا۔ یون میرا چچا چلا گیا مین اکیلا ہندوستان
مین رہ گیا۔

محمود شاہ بہمنی نے اپنے کہنے کے موافق نہایت توجہ و محبت سے سلطان قلی کی
پرورشت کی۔ چونکہ اسکو معلوم تھا کہ یہ نوجوان بڑا عالی خاندان ہے تو روز
بروز اسپر التفات ایسا زیادہ ہوا کہ شاہ کے فرزندون اور ارکان سلطنت کو اس
حسد ہوا اور شاہ سے اسکی چغلیان کھانے لگے۔

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلطان قلی بہارلو ترکمان مین سے اور علی شکر کی قوم

تھا بعض اسکے خاندان کو بڑھاتے ہین اور مرزا جہان شاہ مقتول و شاہ ایران کی اولاد
مین بتاتے ہین مگر پہلی بات صحت سے اقرب ہے۔ بہر تقدیر اسکا مولد و منشا ہمدان ہے
وہ سلطان محمد شاہ بہمنی کے آخر عہد بادشاہت مین نو عمری مین دکن مین آیا۔ چونکہ شاہ ترکی
غلامون کو عزیز و مکرم رکھتا تھا اس نے بھی اپنے تئین ان غلامون کے جرگہ مین داخل کیا
علم حساب سے ماہر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا اسکو شاہ نے محلات حرم کا مشرف مقرر کیا
خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت و دیانت سے راضی و شاکر تھین ملک تلنگ مین الحرم
کی اطلاع بہت تھین جن سے عرائض شکایت آمیز آئین کہ پرگنون مین چورون اور
راہزنون کی کثرت ہو گئی ہے اور روز بروز جا بجا سرکشی ہوتی جاتی ہے معلوم نہین کہ
محصول کا دسوان حصہ بھی وصول ہوتا ہے یا نہین شاہ نے چاہا کہ وہان امراء کبار مین
سے کسی ایک کو دو تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجے کہ سلطان قلی نے خواتین حرم مین
سے ایک کی وساطت سے شاہ سے عرض کرایا کہ یہ خدمت مجھے سپرد ہو مین ان حدود مین
بے لشکر جا کر باغیون کو دفع کر دونگا اور سرکشون کا سر اڑا دونگا۔ شاہ نے اس خدمت
پر اسکو سرفراز کیا اسنے ان پرگنون مین جا کر اپنی حسن تدبیر سے بہ تدریج انکو
چورون اور رہزنون سے پاک صاف کیا۔

تواریخ ہند مین بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات کو شاہ شراب پی رہا تھا اور
نغمہ و ساز سن رہا تھا۔ پرتی رونون کے ساتھ اختلاط مین مشغول تھا کہ حبشیون اور
دکنیون کی جماعت نے اسپر حملہ کیا اس وقت قسمت کی یاوری سے سلطان قلی
دس پردیسیون کے ساتھ بادشاہ کی ذات خاص کا محافظ تھا جب انھون نے غل
سنا تو وہ باہر آگئے اور حملہ آورون کو پرے ہٹایا اور بادشاہ کو ساتھ لے کر
قلعہ مین داخل ہوئے۔ سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے اسنے اور اسکے
باقی پانچ ہمراہیون اور خود بادشاہ نے محل شاہی کی حفاظت تیر و کمان سے
کی اس اثنا مین حکیم خواجہ جہان پاس گیا کہ وہ قلعہ کی برجون پر جیسے خراسانی

بیدر میں پادشاہ پر دکھنیوں کے حملہ کا ارادہ کرنا

جمع کرکے لیکر آئے۔ اس حکم کی تعمیل مین فصیلون پر جھگڑو مین بہت آدمیون کی
جانین گئین۔ آخر کو حملہ آورون کو سب مقامات مین شکست ہوئی اور بادشاہ کے
جانثارون نے شہر کے دروازہ پر قبضہ کر لیا کہ باغی بھاگ کر نکل نہ جائین۔ رات بہت
اندھیری تھی۔ شاہی سپاہیون نے ایک ہاتھ مین شمع لی اور دوسرے مین تلوار
اس طرح اول شب مین وہ خوب لڑے۔ آدھی رات کو چاند نکلا تو شاہ جو اس
ہنگامہ مین چند آدمیون کے ساتھ شریک تھا حسن خواجہ جہان پاس گیا شاہ کے
ساتھ سلطان قلی تھا جسنے آگے بڑھکے بادشاہ کے لئے دشمنون کے اندر سے راہ
کھولی صبح کو شاہی سپاہ ہر جگہ فتحمند ہوئی اور باغی پراگندہ ہوکر تلوار سے بچنے کے
لئے گلیون مین بھاگے اور فصیلون سے گرے اور جو گھرون مین چھپے تھے وہ وہان
سے نکال کر قتل کئے گئے۔

محمود شاہ بہمنی یقین جانتا تھا کہ سلطان قلی کی ذاتی کوشش سے میری جان بچی
ہے اسلئے اسکو قطب الملک کا خطاب دیا اور اسکو دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ اور
باقی کے پانچ ایرانیون کو جو اسکے ساتھ تھے اور جنہون نے بہادری سے اس کی جان
بچائی تھی جاگیر اور منصب دیا۔

تاریخ دکن مین یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاندان بہمنیہ کی سلطنت کا ضعف
سب پر ظاہر ہوا تو امرائے کبار نے شاہ سے کنارہ کیا اور اپنے تئین مطلق العنان
بنایا۔ ان مین ملک دینار حبشی اور ملک خوش قدم ترک تھے جنہون نے اپنے اقطاع
مین شاہی اطاعت سے سرتابی کی محمود شاہ بہمنی ان سے لڑنے گیا اور ملک دینار
کو قید کر لیا مگر بعض مصلحت کارون کی سفارش سے اسکا قصور معاف کر دیا۔
اور تمام الکہ جو اس سے لئے تھے وہ اسکو واپس دئیے اس معرکہ مین سلطان
قلی نے اپنی شجاعت کے کارنامے دکھائے تھے اس لئے شاہ نے اسکو صوبہ
تلنگانہ کا طرفدار بنایا اور امیر الامرا کا خطاب دیا

اور اسکی قوائی جاگیر میں کوٹ گیرا اور راوٹ کاہی کا اضافہ کیا۔

تاریخ محمود شاہ بہمنی میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کشور خان مرگیا تو اسکی جگہ بہادر گیلانی کو لنکان مع بہین دبیل دگوا اور ربنا در داخل تھی حاکم مقرر ہوا وہ بہمنی امیر تھا جسنے ایک جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تھی اب اس نے بیدر کی سلطنت سے انحراف کیا کہ مدت کے بعد تجارت کے کل جہازون پر دست غارت دراز کیا ساحل پر گشت کیا اور محمود شاہ بادشاہ گجرات کی رعایا کی جہازون کو پکڑ لیا جو کنارہ کنارہ جاتے تھے اور ان مین تجارت کا مال بھرا ہوا تھا۔

جب محمود شاہ گجرات نے اپنے جہازون کا حال سنا کہ انپر بلا نازل ہوئی تو اسنے بہادر گیلانی کو خطوط لکھے کہ مال جو لوٹا ہے واپس کرو بہادر نے مال دینے سے انکار کیا اور خطون کے جواب سخت سست لکھے۔

محمود شاہ گجرات نے اپنا ایلچی محمود شاہ بہمنی پاس بھیجا جسنے جاکر کہا کہ بہادر آپ کی رعیت ہے اس سے ہمارا تمام مال اور اسباب لوادیجے شاہ بہمنی نے بہت شد و مد کے ساتھ فرمان بہادر کے پاس بھیجے کہ گجرات کے جہازون کو بلضمانت بھیجدے اور مال اسباب انکا دار السلطنت بیدر مین بھیجدے تاکہ اسے گجرات کے ایلچی کو جو میرے پاس یہان آیا ہے مین حوالہ کرون جب بہادر کو معلوم ہوا کہ میرے پاس ایسے فرمان ایلچی لیکر چلے گئے ہین تو انکو رستہ ہی مین روکا اور بیدر کی اطاعت سے انکار کا اشتہار دیا۔

محمد شاہ بہمنی فوراً اس سرکش امیر کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا اور بغیر کسی مقابلہ کے قلعہ مرج مین آگیا اس ولایت کا زمیندار پوٹا نائک پانچہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے لیکر اس سے لڑنے آیا مگر اسکو مجبوراً حصار مرج مین جانا پڑا اور لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔ لڑائیون مین دیونائک پسر پوٹا نائک نے بڑے لشکر سے شاہی لشکر کے اس حصہ پر حملہ کیا جسکا سپہ سالار سلطان

[illegible]

قطب الملک تھا مسلمانون کا خوب مقابلہ دو بدو ہندؤون نے کیا صبح سے شام تک
لڑے اور دیو نائک کو سب جگہ فتح ہوئی مگر وہ جب سلطان قلی کے سامنے بذات خود
آیا تو قتل ہوا دوسرے روز ہندو میدان جنگ سے بھاگ گئے - پوما نائک بیٹے کے مرنے کے
بعد لڑائی کو سنبھال نہ سکا اس نے کچھ عمدہ ہاتھی گھوڑے بادشاہ کو تحفۃً بھیجے اور سالانہ
خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ بھی شرط قرار پائی کہ قلعہ مرچ مع کل اسباب کا ہی کے شاہ
کو حوالہ کیا جائیگا اور شاہ اہل قلعہ کو جان و مال کی امان دیگا پوما نائک زین الدین علی
شاہ کی خدمت مین گیا شاہ نے خود یہ قلعہ پھر اسکو دیدیا اور اسلحہ سرکاری اسباب سلطان
قلی کو حوالہ ہوا - بہادر گیلانی کی سرزنش کے بعد شاہ واپس دار الحکومت مین آیا اور سلطان
قطب شاہ تلنگانہ مین حاکم ہو گیا - کچھ دنون کے بعد امیر قاسم برید کا جو ان سلطنت
مین تھا جب اُس نے دیکھا کہ شاہ پاس کوئی اور لائق امیر نہیں ہے تو اُس نے شاہ کو
اپنے اوپر ملتفت کیا اور دو بارہ امیر الامرا ہو گیا - اول اُسکے اختیارات یہ تھا کہ شاہ کے
قدیمی مقرب جو تھے جدا ہو گئے اور آخر کو وہ ایسا محیط ہوا کہ سلطنت کے سارے انتظام
اسکی مٹھی مین آگئے - قاسم برید خوب جانتا تھا کہ میرا ایسا ترقی اختیار ہونا یوسف عادل
قطب الملک اور عماد الملک جیسے امیرون کو بالکل ناپسند ہوگا اس لئے اُس نے شاہ ہی کو بالکل
معزول کرنا چاہا مگر اُس کے منصوبے کھل گئے اور اعیان سلطنت نے اتفاق کرکے ان کو بلا
شادیا اور انھون نے پھر ملک کا تمام اختیارات ایسے تمام رکھے کہ وہ بادشاہ کو کاٹھ
کی پتلی کی طرح ہاتھ مین رکھا تو یہ قرار پایا کہ والیان کے بعض حاکم دار السلطنت مین جاکر
اور شاہ کے اختیارات کو بحال کرین - بیجاپور سے یوسف عادل خان اور گلبرگہ سے
ملک دینار حبشی اول یہ دو سردار مع لشکر ان کے دار السلطنت مین آئے اور یہان
قطب الملک سے ملے - جب یہ سب امرا اتفاق کرکے قریب آگئے تو ملک قاسم نے گردن
نیچی اور تلوار گلے مین ڈال شاہ کے قدمون پر سر رکھا اور اپنے قصورون کی معافی
چاہی اور التماس کی کہ ان امیرون کے ہاتھ سے مجھے بچایئے - محمود شاہ بہمنی مین

کول کنڈہ کو اپنا دار القرار بنایا۔

نہایت معتبر اسناد تاریخی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قلی قطب الملک نے اپنی سلطنت
کی ابتدائی سالون مین ہمسایہ کے زمینداران تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا۔ اکثر اسکا عمل یہ
ہوتا کہ وہ دشمن کے ملک مین جاتا اور وہان کے حالات خوب ملاحظہ کرتا اور پھر مراجعت
کرتا اور دشمن کو اپنے پیچھے ایسا لگا لاتا کہ وہ اسکی کمین گاہ مین آجاتا پھر بچ جانا اسے
نہین ملتا۔ مرغوب القلوب کا مصنف صدر جہان لکھتا ہے کہ مین نے خود اسکو کہتے ہوئے
سنا ہے کہ محمود قاسم برید و فتح اللہ عماد الملک نے ان ولایات بہمنی کو بزور لینے
کے لئے بلایا جو میرے ہمسایہ مین تھین مگر مین نے ہمیشہ جانے سے انکار کیا مین اپنی
سلطنت اور قوت کو صرف ہندو زمیندارون کے استیصال کرنے سے بڑھانا چاہتا
ہون۔ جو کہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے خود ایک دن صدر جہان سے کہا کہ مین
ساٹھ برس سے اعلام اسلام کو بلند کر رہا ہون اور تلنگانہ کے ہندوؤن کو استیصال
کر رہا ہون۔ حدود ورنگل سے پچھم در راج مندری تک اور انکے درمیان ساٹھ
شہر قلعے اپنی سپاہ کے زور سے تسخیر کر چکا ہون جیسے اج کنڈہ۔ کوول کنڈہ دیوکنڈہ
بھگن کرن پور جبیر کنڈہ۔ بیل کنڈل۔ کھن گور۔ انبیر۔ میدک۔ بھون گیر۔ سلیم کنڈہ
ورنگل۔ کھم قیت۔ اندرا کنڈہ۔ رام گیر۔ کنداپلی۔ ایلور۔ چٹ کول۔ مین نے آنحضرت
اور انکی آل کی قسم کھائی ہے کہ اگر مین بادشاہ ہو گیا تو مین مذہب اثنا عشری کی
ترویج ان مقامون مین کرونگا جہان اب تک اسلام کا علم نہین گیا۔ یہ نہین
تصور کرنا چاہیے کہ شاہ اسمٰعیل شاہ ایران نے میرے دل مین یہ خیال پیدا
کیا ہو بلکہ اس سے پہلے سلطان یعقوب کے زمانہ سے میرا مذہب اثنا عشری تھا
یہی میرے آبا و اجداد کا مذہب چلا آتا ہے اب میری عمر سو برس کے قریب ہونے
کو آئی ہے اسکا زیادہ تر حصہ مذہب عبادت کی ترویج مین صرف کیا ہے۔ اب مین
دنیا کو ترک کرنا چاہتا ہون کہ باقی عمر عبادت مین صرف کرون یہان تک

اور ویران کیا۔ جب سلطان قطب شاہ کو اس غارتگری کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پانچہزار سوار اور بیس ہزار پیادے لیکر اس سے لڑنے گیا۔ اس سپاہ کے ساتھ جو دشمن کی سپاہ کے مقابلہ میں تھوڑی تھی شہر بچگل میں گیا جہاں دشمن مقیم تھا ہندوؤن کے ہراول پر مسلمانون کا لشکر ایسا دفعۃً آن پڑا کہ اس نے کچھ مقابلہ نہ کیا اور اپنے لشکر سے الٹا جا کر مل گیا۔ کرشن رائے اپنی سپاہ کی کثرت پر مغرور تھا اس نے اپنے لشکر کو مسلمانون پر جو بچگل کے قریب اترے ہوئے تھے حرکت کا حکم دیا۔ ایک سخت لڑائی صبح سے شام تک ہوئی۔ قطب شاہ اپنی سپاہ کو جو دشمنوں کی کثرت سے ہراسان ہوئی تھی دلاسا دیتا اور ان کے پژمردہ دل کو شگفتہ کرتا۔ قطب شاہ کا قاعدہ تھا کہ وہ سوارون کی فوج کو ضرورت کے وقت کے لیئے الگ رکھتا اور وہ اس وقت حرکت کرتی کہ اسکو حکم ہوتا۔ اس میں منتخب پندرہ سو سوار تھے۔ جب اسکے قلب کی سپاہ فرار ہوئی تو اس نے خود ان سوارون کو لیکر دشمن پر حملہ کیا۔ ہندو اس تازہ سپاہ کے مقابلہ کے لئے تیار نہ تھے انکی صفیں شکستہ و پراگندہ ہوگئیں اور ایک ہی دفعہ سب فرار ہوئے۔ جنگ کا فیصلہ ہوا اندھیری رات نے انکی ہزیمت پر ایک سیاہ پردہ ڈالا کہ فرار کی ہتک نہ پڑی۔ ہاتھی اور بھاری اسباب قطب شاہ کے قبضہ میں ہوئے۔ دوسرے دن قطب شاہ نے بچگل کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ پہاڑ پر تھا اور اسکے گرد گھنا درختستان تھا مسلمانون نے اسکو جلدی سے گھیر لیا اور قریب الفتح نظر آتا تھا۔ کرشن رائے نے بچگل کا یہ حال سنکر تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے کمک کو بھیجے اس سپاہ کو حکم تھا کہ وہ درختستان میں جائے اور دفعۃً محاصرین پر شب خون مارے اور اسی وقت اہل قلعہ اندر سے باہر آکر دشمنوں پر حملہ کریں اہل قلعہ نے چند بار محاصرین پر حملہ کیا جس سے قلعہ ایسا جلد فتح نہ ہوا جیسا کہ ابتدا میں معلوم ہوتا تھا آخر کو حاکم قلعہ نے جو کرشن راؤ کا قریب کا رشتہ دار تھا۔ قلعہ حوالہ کرنے کی شرائط پیش کیں اور دوسرے دن قلعہ سپرد کیا اور اہل قلعہ کو اختیار دیا گیا جہاں چاہیں چلے جائیں —

سوار اور دس ہزار پیادے جمع کرلئے تھے اور اپنے ہمسایہ کے ملکون پر تاخت و تاراج
قطب شاہ کو اپنے دار السلطنت مین آنے سے قوام الملک کی غارتگری کا حال معلوم ہوا۔
اُس نے ناصحانہ اور مشفقانہ خطوط لکھے کہ جو مال اسباب اُس نے قطب شاہ کے ملک مین سے لوٹا ہے
واپس دیدے اُس نے ایلچیون کو سمجھا دیا کہ وہ قوام الملک سے کہین کہ ہمارے شاہ کو ان
واقعات پر افسوس ہوا ہے وہ دل سے اپنے سب مسلمان ہمسایون کے ساتھ دوستانہ
رہنا چاہتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف مین لکھا ہے کہ سب مومنین بھائی ہین۔ مگر
قوام الملک غرور کے گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ قطب الملک کو اپنے آگے کیا سمجھتا تھا اوس نے
دوبارہ اپنی سپاہ قطب شاہ کے ملک کی غارتگری کے لیئے بھیجی تو پھر قطب شاہ بھی اپنے
غصہ کو نہ روک سکا اُس نے اپنے لشکر کو میدان مین آنے کا حکم دیا اور وہ ایلگندل کی
طرف چلا۔ اس مقام سے ایک دن کی راہ پر قوام الملک سے نزدیک ہوا دوسرے
روز لڑائی صبح سے دوپہر تک ہی قطب شاہ نے خود اپنے دو ہزار سوار لڑائے۔ اور
قوام الملک کو شکست دی جو پراگندہ ہو کر بھاگا اور قلعہ ایلگندل مین چلا گیا۔ اس
مقام پر قطب شاہ آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جب قوام الملک نے دیکھا کہ مین اپنے دشمن سے
نہین لڑسکتا تو وہ برار کو بھاگ گیا اور علاء الدین عماد شاہ کی امداد کا طالب ہوا
چندروز بعد قلعہ ایلگندل قطب شاہ کے ہاتھ آیا اور قوام الملک کے سپاہیون
نے اسکی نوکری کرلی۔ شاہ قلعون ایلگندل اور ان کو اپنے سپاہیون کو سپرد کرکے
اپنی دار السلطنت مین چلا آیا۔

قوام الملک برار مین گیا اس نے علاء الدین عماد الملک کو اغوا کیا کہ وہ اسکا
معاون ہو اور حملہ کرکے اسکا ملک اُس سے پھر دلادے۔ جب قطب شاہ نے یہ سنا تو اس نے اپنا
ایلچی عماد الملک پاس بھیجا جس نے قوام الملک کی دھین دھوکڑی بیان کی۔ اور
عماد الملک کو یاد دلایا کہ اُسنے وہ سات ٹپے (ٹپہ ایک تلنگی لفظ ہے
جسکے معنی پرگنے کے ہین) غضب کرلئے ہین جو محمود شاہ بہمنی نے سلطان قلی کو

سخت لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون کو فتح ہوئی اور سیتاپتی راجچندر دیو پاس بھاگ گیا۔ اور
مسلمانون نے ان کے ریاستی کنداپلی ورانداکندہ اور اینگیر پر قبضہ کیا قطبشاہ کم میٹ
کو تسخیر کرنے گیا۔ یہ تلنگانہ کے مضبوط قلعون مین سے تھا قطب شاہ ناحق خونریزی
نہین چاہتا تھا اُس نے حاکم قلعہ پاس ایلچی بھیجا اور اسکو راجہ کی شکست سے مطلع کیا اور اُسکو
مسلمانون کو قلعہ حوالہ کرنے کی درخواست کی جس سے اُس نے انکار کیا مسلمانون نے کئی حملے
اس قلعہ پر کئے مگر ناکامیاب رہے پھر قطبشاہ نے خود جھنجھلا کر چارون طرف سے حملہ کیا
مسلمان اپنے سرون پر سپر لگا کر قلعہ کی دیوارون پر زینے لگا کے چڑھ گئے اگرچہ
اس طرح مسلمانون مین جانون کا زیان بہت ہوا مگر وہ فصیلون پر قبضہ کرنے
مین کامیاب ہوگئے اس دفعہ انھون نے کسی کو امان دی ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچے کو
مار ڈالا فقط سیتاپتی کے عورتون کو شاہی محل مین داخل ہونے کے لئے زندہ رکھا۔
جب سیتاپتی کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر راجہ رامچندر بیجانگر پتی پاس گیا۔
اسکا دار القرار کنداپلی تھا اور اس کے قبضہ مین تلنگانہ اور اڑیسہ کا ساحل بحر
بنگالہ کی حدود تک تھا اور خشکی مین کچھ ملک تھا۔ سیتاپتی نے اس سے یہ بیان کیا
کہ سلطان قلی قطبشاہ نے اپنے جبر و قہر سے مجھے جلاوطن کرنے مین کامیاب ہوا اُسنے
سارا ملک تلنگانہ فتح کرلیا ہے اب آگے وہ اور قدم بڑھائیگا اور راجچندر کے ملک پر
حملہ کریگا جو اسکی مملکت سے متصل ہے کہ راجچندر نے اوسکی باتون کو یقین کرلیا اسکو
بڑا بھروسہ اسپر تھا کہ وہ میدان جنگ مین بڑی سپاہ لا سکتا تھا اس لئے احکام
جاری کئے کہ کنداپلی مین اسکے تابعین لشکر لائین یہان اس نے ایک لشکر جمع کیا
جسمین تین لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار تھے سب پاس نیزے تھے سیتاپتی
اور ناوری اور ہری چند اور اورنا مور راجہ لشکر کے ساتھ تھے ان سب نے باہم اتفاق
رکھنے پر قسم کھائی اور سلطان قلی قطب شاہ پر حملہ کرنے چلے سلطان قلی نے ان کے
مقابلہ کے لئے صرف پانچ ہزار سوار تیار کئے اور دشمن سے پانچی نور پر مقابل ہوا ہندوؤن نے

راجہ رامچندر کی سلطان سے لڑائی۔

وجیانگر کے راجہ اور قطب شاہ کی لڑائی

تلنگانہ کی حدود و تمام پر حکم کرتا تھا۔ جب اُس نے راجہ رامچندر کی شکست کا حال سنا تو اُس نے
ایلچیوں کو سلطان قلی قطب شاہ پاس بھیجا اور آخر کو یہ صلح قرار پائی کہ مسلمانوں اور
ہندوؤں کی مملکت کے درمیان حد فاصل دریا گوداوری رہے۔ عہدنامہ پر دونوں
قطب شاہ اور وسنا دیو (وبجا ناتھ دیو) کی مہریں ہو گئیں اور مسلمانوں کو ضلع ایلور مل گیا
جب سپاہ گولکنڈہ میں واپس آئی تو بادشاہ نے سنا کہ اُسکے ایام غیر حاضری میں
وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اُس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا اس لئے سلطان قلی
فوراً لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر کو گیا۔ یہاں آکر اُس نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
کوہستانی دو قلعوں بیلم کنڈہ اور ... کنڈہ سے جو کنڈبیر سے دو گول (گول = ۴ کوس)
کے فاصلہ پر تھے۔ کنڈبیر میں سپاہ کی کمک آ گئی اور محاصرین پر کئی شب خون مارے
اور انہیں کامیاب ہوئے۔ قطب شاہ دشمنوں کے اس طریقہ سے لڑنے سے ایسا حیران
ہوا کہ اُس نے کنڈبیر کو چھوڑ کر اُن دو قلعوں کے فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اول اُس نے بیلم کنڈہ کا
محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ ادھر ہندوؤں نے شبخونوں
مارنا بھی نہیں چھوڑا۔ ان حملوں میں مسلمانوں کے بڑے بڑے بہادر افسر اور بہت سے
سپاہی مارے گئے۔ قطب شاہ اپنی ہمیشہ تدبیر کام میں لایا کہ اُس نے سب طرف سے قلعہ پر
حملہ کیا اور دیوار پر سیڑھے لگا کے قلعہ فتح کر لیا مگر بہت نقصان اُٹھایا۔ قلعہ میں جو مال
اسباب ہاتھ لگا وہ سپاہ میں اُسی وقت تقسیم کر دیا۔ یہاں سہیل خان خواجہ سرا کو
حاکم مقرر کیا اور خود کنداپلی کو چلا۔ اس اثنا میں کنڈبیر میں لشکر شاہی کے بہت
سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان کے باغی ہو گئے اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً اپنے
بیٹے کی سطوت قائم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی۔ اس عرصہ میں کرشن رائے اُوسر
وجیانگر نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی سپاہ کنڈبیر کو جاتی ہے ایک سپاہ جمع کی
اور اپنے بھتیجے کو پانچ ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار پیادے دے کے مسلمانوں سے میدان
میں لڑنے کے لئے بھیجا۔ یہ سپاہ اپنے مقام مقررہ پر پہنچے اور بیلم کنڈہ میں پہلے

پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھی سہیل خان نے یہ پیچ کیا کہ دشمن سے کہا کہ مجھ میں اس قدر
سپاہ کثیر کے ساتھ لڑنے کی تاب و توان نہیں ہے مجھ کو تین دن کی مہلت دو کہ میں قلعہ
حوالہ کر دوں۔ ادھر یہ کہا ادھر شاہ پاس اپنے ایلچی دوڑا کے اپنے حال کی اطلاع
دی قطب شاہ اس بات کے سنتے ہی پانچ سو سواروں کے ساتھ ایلغار کر کے دشمن پر
دفعۃً آن پڑا جو اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ اب قلعہ حوالہ ہوتا ہے شاہ نے دشمن کو
پراگندہ کیا اور اسکا بھاری اسباب چھین لیا اور ساتھ ہاتھی جو سپاہ کا فقط
سپاہ گنڈہ و کنداپلی کی تنخواہ کے لیے خزانہ لیے جاتے تھے وہ پکڑ لیے اس طرح سپاہ گنڈہ
کو کشن کے محاصرہ سے شاہ نے چھڑایا اور کندبیر کو آیا۔ توپ خانوں سے قلعہ کی دیواروں
کو توڑ پھوڑ ڈالا اور نیچے کا قلعہ فتح کیا اہل قلعہ اوپر کے قلعہ میں پہاڑ پر چڑھ گئے۔
دوسرے روز وہ بھی فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی سپاہ کو اس کے لوٹنے کی اجازت
دی مگر سب باشندوں کو جان کی امان دی جب کرشن رائے راجہ وجیانگر
کو کندبیر کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے سپہ سالار اور داماد سیوا رام کو ایک لاکھ
پیادوں اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بھیجا۔
قطب شاہ نے ہندو سپاہ کی قوت کو اس طرح ضعیف کرنا چاہا کہ وہ کندبیر میں اس کو
چھوڑتا۔ اس نے قلعہ کے دروازے جلا دیئے اور اسکی عمارات کو ڈھا دیا اور
کنداپلی کو مراجعت کی اور کرشنا کے کنارہ پر آ اترا ہندوؤں کو مسلمانوں کی
اس دفعۃً مراجعت پر تعجب ہوا۔ انہوں نے جا کر کندبیر کی دیواروں کی مرمت
کی۔ اور سپاہ وہاں چھوڑی اور اسکو اپنے خزانوں اور بھاری اسباب کے
لیے بنگاہ بنایا پھر ہندو قطب شاہ کی سپاہ کے پیچھے پڑے قطب شاہ نے ان کو
اپنی لشکرگاہ سے چند میل کے قریب آنے دیا۔ پھر شاہ پانچ ہزار سواروں کو ساتھ
لے کر ہندوؤں کے لشکر پر شب کو اس طرح گیا جیسا کہ چڑیوں پر باز جھپٹا مارنے
جاتا ہے۔ دو مہینے تک لڑائی رہی۔ طرفین نے مردانگی دکھائی۔ آخر کو

ہندوؤں نے قلعہ کنڈہ بیر جب فتح کر لیا تو پھر قطب شاہ نے اوسکو دوبارہ محاصرہ کیا جب ہندوؤں نے دیکھا کہ قلعہ کو ہم بچا نہیں سکتے تو انہوں نے خراج گذار ہونا قبول کیا اور سالانہ تین لاکھ ہن (۱۲۰۰۰۰۰ روپیہ) دینے کا وعدہ کیا اور اسی وقت دو لاکھ ہن (۸۰۰۰۰۰ روپیہ) اونہوں نے ادا کر دیئے اور باقی ایک لاکھ ہن کے لئے چار نوجوان راجہ اول میں دیئے۔ ہندو مسلمانوں کے درمیان ان معاملات کے زمانہ میں قلعہ کنڈاپلی میں اکثر ہندو جو ناک دار تھے انہوں نے قطب شاہ کے بیٹے حیدر خان کے احکام کا ماننا چھوڑ دیا تھا اور چار مہینے کے عرصہ سے کھلی بغاوت کرتے تھے۔ جب انہوں نے سیو رام کی شکست کا اور کنڈہ بیر کے دوبارہ مفتوح ہونے کا حال سنا تو وہ ٹھنڈے ہوئے اور سمجھے کہ ہمکو کامیابی کی امید کم ہے اس لئے انہوں نے اپنی جان کی امان مانگی اور شاہی کو قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ سلطان قلی نے نائب ایوں کو معاف کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ کنڈاپلی کی سرکش سپاہ گن پور کے قلعہ میں جائے اور قلعہ گن پور کی سپاہ کنڈاپلی میں آ گئے۔

قطب شاہ اور عادل شاہ کی لڑائی۔

اس عرصہ دراز کی لشکر کشی کے بعد سلطان قلی نے اپنی دار السلطنۃ کی طرف کوچ کیا کہ اثنائے راہ میں سنا کہ بیجاپور کے اسمٰعیل عادل شاہ نے وجیانگر کے راجہ کے اغوا سے قلعہ کوول کنڈہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس خدمت کے لئے راجہ نے اوسکو دو لاکھ ہن (۸۰۰۰۰۰ روپیہ) دیئے ہیں اور پچاس ہزار ہن ہر کوچ پر جو بیجاپور کی سپاہ قطب شاہ کے ملک میں کرے دینے کا اقرار کیا ہے۔
یہاں اس زمانہ میں جعفر بیگ بادشاہ کا قلعہ دار تھا اور ضلع کوول کنڈہ میں حاکم تھا۔ عادل شاہ نے اسکو تیس ہزار سپاہ سے ایک مہینہ سے محاصرہ کر رکھا تھا اوس نے قطب شاہ کو لکھا کہ اب میرے پاس جنگ کا ذخیرہ بہت کم ہو گیا ہے اگر کمک نہ پہنچے گی تو تھوڑے عرصہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے قلعہ نہیں بچے گا سلطان قلی قطب شاہ نے فوراً اپنا انتظام کیا کہ قلعہ کی کمک کو خود جائے مگر اسکے مشیر کار

اسکے جانے کے مانع ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ صرف تین ہزار سوار جنگ کے قابل ہمراہ رکھتے
ہیں اور باقی سپاہ ہماری تھکی ہوئی ہے۔ ہاتھی دبلے اور ضعیف ہو رہے ہیں کیونکہ دو برس سے لشکر ظفر پیکر
لڑ رہا ہے میں کہاں تک نہ تسکین سلطان قلی نے جواب دیا کہ میں کبھی دشمنوں کی کثرت
تعداد سے خوف زدہ نہیں ہوتا چنانچہ یہ امر راجہ چند راجہ کی لڑائی سے ثابت ہے
اسلیے افسروں نے کہا کہ برہان نظام شاہ کی کمک کو بھیجئے آپ تکلیف نہ کیجیے۔ اسی اس
باب میں گفتگو ہو رہی تھی مگر وہ اپنے ہمسایہ سلطان کے برخلاف جنگ کرنا اسکو خود برانگیختہ کر
فوراً سفر کرنے میں متامل تھا کہ کوہ دل کنڈہ کے قلعہ نشینوں کو اطلاع دی گئی کہ بادشاہ
خود مدد کو آیا ہے جب وہ گلبرگہ میں آیا تو اسنے انہیں عادل شاہ کی خدمت میں بھیجا
ایلچی بھیجا اور اسکو کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے پر لعنت ملامت کی
انہیں نے یہ بات سنکر قلعہ کو دل کنڈہ کے محاصرہ میں سے ہاتھ چھوڑ دیا اور خود سلطان
سے لڑنے آیا۔

سلطان قلی نے اپنی لشکر گاہ میں علماء اور مشائخ کی انجمن منعقد کی اور انسے پوچھا
کہ جب کوئی مسلمان بادشاہ کافروں سے رشوت لیکر اپنے ایمان کے اصول کو چھوڑ
کر اپنے دوسرے ہمسایہ مسلمان بادشاہ سے لڑے تو شرعاً اس سے لڑنا جائز ہے یا نہیں
اس انجمن کی رائے یہ تھی کہ ایسے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہیے جو کافر کے ساتھ کیا
جاتا ہے پس انہوں نے اپنی تھوڑی سی سپاہ کو یہ بات سمجھائی اور بہادروں سے لڑنے کو
آگے بڑھا میمنہ میں عین الملک کو اور میسرہ میں فتح خان سپہ دار کو اور قلب میں شاہزادہ
حیدر کو معین کیا اور خود منتخب سواروں کے ساتھ ضرورت کے وقت منتظر رہا اسمعیل عادل
نے بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی کی اور دونوں لشکر جنگ میں مصروف ہوئے سارے دن
لڑائی رہی رات نے جنگ کو موقوف کیا کوئی فریق مغلوب نہ ہوا۔ تین دن رات متواتر
لڑائی رہی تیسری رات کو عادل شاہ نے تین ہزار سوار گولکنڈہ کے لوٹنے کے لیے بھیجے
چوتھے دن سارے دن لڑائی رہی اور دونوں سپاہ اپنے خیمہ گاہوں میں گئیں

جا پہونچے سلطان قلی کو اطلاع کیا کہ عادل شاہ نے گولکنڈہ کی غارتگری کے لئے سپاہ بھیجی
ہے تو اُس نے اپنا بھاری اسباب گن پور میں رکھا دو روز میں اس سپاہ کو آن لیا
اور اس میں ایک آدمی زندہ نہ چھوڑا جب اسمٰعیل عادل شاہ نے یہ حادثہ سُنا تو اُس نے
جا کر پہلے سے زیادہ سخت کوولکنڈہ کا محاصرہ کیا۔ جب سلطان قلی کو معلوم ہوا
کہ اس محاصرہ کے لئے عادل شاہ نے مراجعت کی ہے تو وہ اپنے تین ہزار سواروں کو
ساتھ لیکر عادل شاہ کے لشکر کے حوالی میں اترا اور شب خون مارا اور سپاہ کو دشمن کے لئے
رسد بند کرنے کے لئے بھیجا اسکے بعد ایک لڑائی قصبہ گن پور کے قریب ہوئی جسمیں
سلطان قلی کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا جس سے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اُڑ گیا اُس زخم
نے اُس کی صورت بگاڑ دی۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اسد خان لاری بیجاپوری کے
ہاتھ سے اُس کے بیٹے جمشید قطب شاہ کے چہرہ پر یہ زخم لگا تھا۔ کوولکنڈہ کے حوالی میں کیا جو
بیٹے جنگ ہوتی رہیں اس عرصہ میں محصورین نے بھی قلعہ سے باہر آ کر محاصرین پر
کئی دفعہ حملہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی کہ اسمٰعیل عادل شاہ بخار میں مبتلا ہو کر ١٧ صفر
[illegible] کو اس دنیا سے سفر کر گیا اور ملو عادل شاہ اسکا جانشین ہوا اور پھر صلح
ہو گئی کوولکنڈہ کے قلعہ میں جس قدر آدمی تھے جنہوں نے ایسی مردانگی دکھائی تھی اُن
کو سلطان قلی نے انعام اکرام دیا۔ اب لشکر کو تین برس برابر لڑتے ہوئے ہو چکے تھے
تو اسکے افسروں اور سپاہیوں کو شاہ نے گھر جانے کے لئے رخصت دی۔ اور
خود اپنی دار السلطنت میں آیا۔
شوال [illegible] میں سلطان قلی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابراہیم قلی رکھا گیا
جس زمانہ میں کہ اسمٰعیل عادل شاہ سے قطب شاہ لڑتا تھا تو برید شاہ بیدر نے
فرصت پا کر تلنگانہ کے شمالی قصبہ پرگنون پر تاخت . . . . و تاراج
کی سلطان قلی کچھ دنوں اپنی دار الخلافہ میں رہا اور پھر میدان جنگ میں آیا کہ
ان غارتگری کا انتقام لے وہ بیدر کو روانہ ہوا اور مخالفوں سے ایک

کریگا تو خدا شاہد ہے کہ شاہ بہت سپاہ بھیجکا قصبوں کو غارت کریگا اور ملک کو ویران
اور قلعہ کو سر بند کر کے تسخیر کریگا اور پھر قلعہ میں کسی مرد عورت بچے کی جان نہ چھوڑیگا یہ سنکر بیجند
نے صلح کی شرائط کو منظور کر لیا اور شاہ کے پاس تحائف و نفائس بھیجے سالانہ خراج دینا
قبول کیا جب راجہ کے ایلچی آئے تو شاہ نے ان سے کہا کہ ملکندہ ہی کوہستانی قلعہ ایسا ہے کہ
جسکو میں نے فتح نہیں کیا میں اسکو سیر کرنی چاہتا ہوں۔ میری محافظ سپاہ پیچھے
ٹھہری رہیگی میں ایک دو آدمیوں کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاؤنگا۔ راجہ نے اس کی
درخواست کو اس لئے قبول کر لیا کہ اس طرح شاہ خود پنجہ میں آئیگا جسکا دم گھونٹ کر
نکالا جائیگا مگر نہ سمجھا کہ سلطان بھی بڑی پیچ کھیلا کہ اس نے اپنی محافظ سپاہ کو کہدیا کہ جس
وقت میں قلعہ کے دروازہ میں چار آدمیوں کے ساتھ پہنچونگا تو اپنی تلوار ننگی کرونگا
اسے دیکھکر تم آنا میں دروازہ میں جب تک تم آؤ کھڑا رہونگا غرض وہ چار سپاہیوں
کے ساتھ جو مکمل مسلح تھے پہاڑ پر چڑھا جب دروازہ میں داخل ہوا تو اسنے تلوار
کھینچی اور پہرہ چوکی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اسکے ساتھیوں نے اور دروازہ بانوں کا
خون کیا اور دروازہ پر بالکل قبضہ کر لیا کہ شاہ کی محافظ سپاہ آن پہنچی پھر تو نہ
عورت کو نہ مرد کو نہ بچے کو انہوں نے زندہ چھوڑا۔ راجہ کو قید کر کے ایک آہنی قفس میں
بند کیا اور پھر اسکو مار ڈالا۔ ملکندہ سے شاہ نے کندہ بیر کی طرف خراج کے وصول
کرنے کے لئے کوچ کیا۔ یہاں کے راجہ نے خراج کے ادا کرنے میں تغافل کیا تھا۔ کندہ بیر کا
محاصرہ پہلی طرح ہو گیا۔ مدت تک اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ راجہ نے ایک مسلمان
افسر کو رشوت دیکر چاہا کہ صلح ہو جاوے مگر بادشاہ نے کہا کہ میں اس قلعہ کو جب تک
فتح نہ ہو نہیں چھوڑونگا پھر چند روز میں وہ فتح ہو گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے تئیں
ہوشیاری سے حوالہ کیا۔ قلعہ کے اندر شاہ نے ایک مسجد اپنی فتح کی یادگار کے لئے
بنایا اور اپنی دارالسلطنت کو آیا۔
اسمٰعیل عادل شاہ کے مرنے کے بعد ملو جانشین ہوا تھا جسکو اسد خان لاری نے

چند روز کو ہنو ملک کے انتظام و ترقی میں بسر کرے جسکو اپنی قوت بازو سے حاصل
کیا تھا۔ گو اسکا جسم ضعیف تھا مگر دل قوی تھا۔ اب اس نے اپنی دار السلطنت کو مساجد اور
باغات اور عمارات سے آراستہ کرنی شروع کی۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء
کے آخر میں عبادت کے دن گولکنڈہ کی جامع مسجد کی تعمیر کی اصلاح کے لئے دروازہ خاص
سے آیا اور جماعت کی نفرت سے [illegible] اسکا چہرہ زخم لگنے سے ڈراونا ہو گیا تھا۔ حقیقت
اسکو تماشا سمجھ کر دیکھنا بہت بھاتی تھی وہ اس سے پرہیز کرتا تھا غرض وہ مسجد میں
معماروں کو ہدایت کر رہا تھا کہ اسکے وقت [illegible] ارادہ کر گیا جسپر بارہ اماموں کا
نام منقش تھا تو اس نے اصلاح تعمیر کے [illegible] کو [illegible] موقوف رکھا اور مسجد سے
چلا گیا۔ اتوار کے دن ۲ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ کو مسجد میں آکر نماز پڑھتا تھا کہ
شاہزادہ جمشید قلی کی خواہش سے میر محمود ہمدانی [illegible] قصدار گولکنڈہ نے شاہ کو شمشیر سے
شہید کیا اس مقبرہ میں کہ خود تعمیر کرایا تھا دفن ہوا سلطان قلی نے ساٹھ برس حکومت
کی جسمیں ۱۷ برس تلنگانہ میں محض شاہ دکھنی کے نام سے وہ حکومت کرتا رہا باقی ۴۳ برس
شاہانہ حکومت کی نوے برس کی عمر میں شہید ہوا اسکے چھ بیٹے اور چار لڑکیاں
تھیں (۱) حیدر خان جو باپ کی زندگی میں مرگیا (۲) قطب الدین جسکو شاہ
نے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی جمشید کے حکم سے اندھا
کیا گیا جمشید نے ہی باپ کو مروایا تھا اور تخت کو غصب کیا تھا چند سال بعد قطب الدین
اسی اندھے پن سے مرگیا (۳) یار قلی جمشید خان جو اپنے باپ کا جانشین ہوا (۴) ابراہیم
نے سرکشی کی اور ملک سے چلا گیا اور پیچھے مارا گیا (۵) دولت خان جسکو شہزادہ
ابھی بچے تھے وہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں مرا (۶) ابراہیم جو اپنے بھائی جمشید کے
بعد مسند نشین ہوا۔

جب یار قلی جمشید نے دیکھا کہ باپ نے قطب الدین کو اپنا ولیعہد بنایا اور اپنی جانشینی
کے لیے منتخب کیا تو اس نے باپ کے قتل کرنے اور تخت کے غصب کرنے کا ارادہ کیا

قطب شاہ کی کمک کو بھیجی۔ برہان نظام شاہ نے کوہیر کو جو قاسم برید کے قبضہ میں تھا
حملہ کر کے لے لیا اور یہاں سے گولکنڈہ کی طرف آگے بڑھا۔ قاسم برید میں یہ طاقت
کہاں تھی کہ وہ نظام شاہی اور قطب شاہی کے متفق لشکروں کا مقابلہ کرتا اس لئے وہ
بیجاپور چلا گیا۔ مگر وہاں اسکو ایسا موقع ملا کہ مہمان نوازی کے حقوق بھول کر اس نے
ابراہیم کے ہاتھیوں اور مال اسباب پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ کو جب اسکے
ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ بیجانگر چلا گیا اور رام راج کی دوستی کا طالب ہوا وہ
پہلے سلطان قلی قطب شاہ کا تابع تھا اور اب وہ بیجانگر میں راج کرتا تھا۔

رام راج کی ترقی کا حال۔

رام راج کی ترقی کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ جب سلطان قلی قطب شاہ نے بیجانگر کی
ممالک کی طرف کوچ کر کے سرحد پر بعض اضلاع کو زیر کیا تھا تو وہ مسلمانوں کی سپاہ کو
یہاں چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا اس لئے رام راج کو جو شریف خاندان کا ہندو تھا
یہ اضلاع سپرد کئے اور خود گولکنڈہ کو چلا گیا۔ تین برس بعد اس ملک میں عادل شاہ
کی سپاہ جو تاخت و تاراج کرنے آئی تھی اور اس نے رام راج کی ریاست کو
تہ و بالا کیا تو وہ بھاگ کر سلطان قلی قطب شاہ کے پاس آیا جسنے اس بھگوڑے پن کو اوس کی
نامردی جانا اور اپنے پاس سے دور جانے کا حکم دیا۔ رام راج نے اس طرح
ذلیل ہو کر بیجانگر کی راہ لی اور کرشن راج کا نوکر ہوا جس نے اس کی ایسی قدر کی
کہ اپنی بیٹی بیاہ دی جب خسر کا انتقال ہوا اور وارث تخت و تاج ابھی گودیوں
میں کھیلتا تھا وہ سلطنت کے کاموں کا انجام نہیں دے سکتا تھا اس لئے رام راج
اول اس لڑکے کی طرف سے نائب وکیل سلطنت ہوا پھر اس نے سلطنت کو غصب کیا
اور اپنے تئیں صاحب اقتدار بنانے میں کوشش کی اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو
بڑے بڑے عہدے اور منصب دیئے۔ بیجانگر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ سید
اور عیان حبشی ملقب بہ حمید خان اور کانا جی برہمن کو شاہزادہ ابراہیم ہمراہ
لیکر رام راج پاس آیا۔ شاہزادہ کے چند اور خاص نوکروں نے بھی قاسم برید

جسمین جمشید شاہ نے اپنی بڑی مردانگی دکھائی۔ بیجاپور کے پادشاہ کو شکست ہوئی اسکے خیمہ و خرگاہ اور بنگاہ سب دشمنون کے ہاتھ آئے اب جمشید قطب شاہ کو موقع ملا کہ وہ قاسم برید سے انتقام لے اسکا پیچھا اُس نے بیدر کے دروازون تک کیا اور اپنے متبوع راجہ کی سپاہ کو یہان کے غنائم سے مالامال کیا۔

جب قاسم برید شاہ نے سنا کہ جمشید قطب شاہ سپاہ متفقہ کو چھوڑ کر اپنے دارالخلافہ کو گیا (فرشتہ اس چھوڑنے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ جمشید قطب شاہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ وہ جانب غالب کے ساتھ متفق ہوتا اور پھر اوسکو دفعتہً ایسا چھوڑ کر چلا جاتا کہ اپنے خیمہ و خرگاہ کی بھی خبر نہ لیتا) تو وہ آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادہ لیکر جمشید پر حملہ کرنے آیا۔ ابھی گلکنڈہ سے چار کوس پر موضع چلکور مین قاسم برید پہونچنے نہ پایا تھا کہ اُس کے آنے کی خبر کو جمشید سنکر ایسا گھبرایا اور اُس کے ہوش و حواس پریشان ہوے کہ اپنے دارالخلافہ کو خالی کیا اور قلعہ مین کچھ سپاہ اسکی محافظت کے لئے چھوڑی اور خود کوشش کی کہ مختلف اقطاع سے اپنے امرا کو جمع کرے۔ دشمن کی توجہ ہٹانے کے لئے وہ بیدر کی طرف چلا اور کشانا مین پہونچا اور گرد کے اضلاع کو لوٹا مارا۔ جب برید شاہ نے یہ حال سُنا تو اُس نے گولکنڈہ کا پیچھا چھوڑا اور اپنے دارالخلافہ کی محافظت کے لیئے مراجعت کی اس مراجعت مین جمشید قطب شاہ سے وہ تین سو سوارون ساتھ دوچار ہوا اور اوسکے لشکر پر پٹن چرو کے قریب حملہ کیا۔

جسکا خاتمہ اس پر ہوا کہ دونو پادشاہ اپنے اپنے دارالخلافہ کو چلے گئے جمشید شاہ نے اپنی دارالسلطنت مین آکر روپیہ اور لشکر سب طرف سے جمع کیا اور پھر بیدر کیطرف کوچ کیا کولاس مین پہنچکر اسنے اپنی سپاہ کو چارون طرف ملک مین لوٹ مار کرنے کے لئے بھیجا قاسم برید شاہ بیدر سے آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر اسکے مقابلہ کے لئے نکلا جمشید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ آئندہ کیا کرنا چاہیئے۔ جگت پورا ادنانگ واری نے یہ تدبیر پیش کی کہ کولاس کی ہندو پون

قبضہ کر کے اسکو مستحکم کرنا چاہیئے اور قلعہ کو فرودگاہ بنانا چاہیئے جہاں سے لوٹ مار کے
لئے صف آرائیاں کیجائیں جمشید نے اس تجویز کو منظور کیا اور جگدیو راؤ کو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہاں چھوڑا کہ وہ قلعہ بنائے اور خود قاسم برید کے مقابلہ کے لئے سرائے کھیڑا میں
روانہ ہوا یہاں صف جنگ ہوئی پھر دونوں سپاہیں کچھ دنوں آمنے سامنے پڑی رہیں
جب جمشید پاس جگدیو راؤ کے قلعہ کی تیاری کی خبر آئی تو کچھ سپاہ کے ساتھ جمشید اس
قلعہ کی طرف چلا۔ اس اثنا میں قاسم برید شاہ نے گولکنڈہ کی سپاہ کو [illegible]
بھگوڑے کولاس میں جمشید سے ملے۔ قاسم برید نے چاہا کہ تعاقب کرے [illegible]
کی راہ لی تو قطب شاہ لڑائی چھوڑے بغیر کولاس اور نزدیک کھیڑ اور حسن آباد گلبرگہ
کے اضلاع پر قابض ہوا
آخر جنگ میں جمشید ہمیشہ دوست برہان نظام شاہ کو کل واقعات سے
اطلاع دیتا رہتا تھا جب اس کی سپاہ کو کولاس میں خود چلے جانے سے شکست ہوئی
تو اس نے اسکو اپنے سارے حال سے اطلاع دی اور لڑائی میں شریک ہونے
کے لئے اسکو بلایا برہان شاہ تو ایسے کاموں میں شریک ہونے کے لئے تیار
بیٹھا رہتا تھا وہ اودگیر کی طرف گیا اور اس نے جمشید کو اطلاع
دی کہ وہ اور لشکر برار اس سے ملنے چلے آتے ہیں اور اس کو صلاح بتلائی
کہ دشمن کے ملک پر جو اسکی سرحد پر ہے حملے کرنے شروع کرے۔ کولاس کی راہ سے
جمشید چل کر دوستوں کی سپاہ سے جا ملا جو اودگیر کا محاصرہ کر رہے تھے
آپس میں ٹھیرا کہ دوست تو اودگیر کے محاصرہ پر قرار رکھیں اور جمشید قندھار کو
فتح کرے جس پر قاسم برید نے قبضہ کر لیا تھا جمشید نے آن کر میدک کا خوب محاصرہ
کیا اور اس کے پیچھے کے قلعے کو زبردستی سے فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نے بہت سا زر
اپنے تئیں حوالہ کیا اس عرصہ میں اسکے دوستوں نے اودگیر کو فتح کر لیا
اس سبب قاسم برید نے ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی اور یہ اطلاع

پانچ ہزار سواروں کے ساتھ اسکی کمک کے لئے بھیجا جمشید نے راہ ہی مین اسکو نرائن کھیڑہ مین روکا۔ خود قلب مین رہا اور میمنہ مین سیف خان عین الملک کو اور میسرہ مین جگدیو راؤ کو سپہدار مقرر کیا قاسم برید نے بھی اپنی سپاہ کو قلب مین رکھا اور میمنہ مین عادل شاہی سپاہ کو اور میسرہ مین اپنے بھائی خان جہان کو کھڑا کیا نہایت سخت کارزار ہوئی۔ سیف عین الملک نے اپنی بہادری سے دشمن کے میسرہ کو شکست دی اس جنگ مین قاسم برید کے بڑے بہادر افسر سپاہی قتل اور اسیر ہوے۔ اس فتح کے بعد جمشید شاہ اپنے دار الخلافہ مین آیا۔

قاسم برید شاہ کی لڑائیاں اکثر برہان نظام شاہ کے ساتھ رہتی تھین اس نے مصلحت ملکی اسمین سوچی کہ وہ ابراہیم عادل شاہ سے اتحاد پیدا کرے اس مطلب کے لئے ہمیشہ وہ تحفے تحائف بھیجتا اور اپنی دوستی ورابطہ جتاتا تھا۔ اس ربط کے توڑنے کے لیئے جمشید قطب شاہ نے گول کنڈہ مین آنکر یہ تدبیر سوچی کہ برہان شاہ کو لکھا کہ قاسم برید کی عادت ہوگئی ہے کہ ہمسایہ کے ملکون پر ہمیشہ تاخت و تاراج کرتا ہے اسلئے شاہان دکن کو مناسب ہے کہ متحد ہوکر اسکا استیصال بالکل کرین اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیئے ابراہیم عادل شاہ سے عہد وپیمان کرنے چاہئین کہ وہ ہمارے ساتھ متفق ہو اور قاسم برید کا ملک فتح ہوکر آپس مین تقسیم ہو۔ برہان نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ مطلب لکھا وہ دل سے انکے ساتھ ہوا اور یہ قرار پایا کہ برہان نظام شاہ قاسم برید کے ملک پر حملہ کرے اور بیجانگر پر حملہ کرنے مین عادل شاہ کا مزاحم کوئی نہ ہو پس برہان نظام شاہ نے شرق کی جانب مین قندھار کو حملہ کرکے فتح کرلیا۔ قاسم برید شاہ اس فتح سے متحیر ہوا اسکو معلوم نہین تھا کہ آپس مین ان شاہون کے درمیان کیا سازش ہوئی ہو وہ بیدر سے بھاگ کر اپنے قدیمی دوست ابراہیم عادل شاہ پاس گیا اس نے اسکو گرفتار کرکے مقید کیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے جنوب کی طرف کوچ کیا اور بیجانگر کے ملک مین سے بہت سے حصہ کی فتح مین کامیاب ہوا۔

الغرض وہ بیدر کو چلا گیا اور وہاں قاسم برید کو تخت پر بٹھایا۔ قاسم برید نے
حسین کو جو گانے اور ناچنے والے جمشید کی ہمراہ گئے تھے اور شاہان بہمنی
کے جواہرات جو اس کو ہاتھ لگے تھے وہ نذر میں دیئے اب جمشید گولکنڈہ میں آکر
بالکل عیش و عشرت میں ڈوب گیا محل میں پڑا رہتا تھا مہینوں نظر نہ آتا تھا آخر کو
بیمار ہوا اور ۹۵۷ھ میں سات برس سلطنت کر کے مر گیا اور باپ کی بغل میں قبر میں سویا

سبحان قلی قطب شاہ

جمشید قطب شاہ کے مرنے پر اعیان سلطنت نے اسکے بیٹے سبحان قلی کو تخت پر
بٹھایا وہ سات برس کا لڑکا تھا عصار سلطنت ہاتھ میں نہیں سنبھال سکتا تھا اس لیے
اسکی ماں اور ارکان سلطنت نے سیف خان عین الملک کو احمد نگر سے بلایا جمشید نے
اسکو یہاں سے نکال دیا تھا۔ جگدیو راؤ جو اول درجہ کا امیر تھا اس نے یہ صلاح چاہا
کہ دولت خان جو شاہ مرحوم کا سب سے چھوٹا بھائی تھا شاہ بنائے اس بات میں
اسنے مجری خان اور جگت راؤ سے گفتگو کی۔ ان امیروں نے اس امر کو ناپسند
کیا انکو اسکے اقتدار پر رشک و حسد پیدا ہوا جگدیو راؤ نے کھلی بغاوت اختیار
کی اسنے فوراً دارالسلطنت کو چھوڑا اور سپاہ کو جمع کر کے بھون گر میں گیا جہاں
شاہزادہ دولت خان مقید تھا اس نے اس شہزادہ کو قید سے نکالا اور ہمسایہ
میں جو نایک وار رہتے تھے انہوں نے اور بھون گر کے متصل اضلاع نے شاہزادہ کی
شاہی کو تسلیم کیا۔

اس عرصہ میں سیف خان احمد نگر سے آیا اور نائب السلطنت کے عہدہ پر سرافراز ہوا
وہ سپاہ لیکر جگدیو راؤ سے لڑنے آیا پر اس سے لڑ نہیں سکتا اس لیے اسنے تقال خان نائب
سلطنت برار کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ تقال خان فوراً آکر جگدیو راؤ سے مل گیا اور
موضع سنگتام میں سیف خان اور باغیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی جسمیں دولتخان
کو بالکل ہزیمت ہوئی اور تقال خان کے سارے ہاتھی اور خیمہ خرگاہ چھن گئے جگدیو راؤ

اور قسمین کھا کر اس سے امداد کا وعدہ کیا۔ شاہزادہ ابراہیم اس قلعہ مین گیا جہان کے اعلا
افسرون نے اسکو نذرین دین۔ یہان چند روز ٹھیرا ہر روز گولکندہ کے امرا اس کی
خدمت مین حاضر ہوتے۔ دو مہینے مین چار ہزار سوار قواعد دان جمع ہو گئے سیف خان نائب
سلطنت نے اسکے مقابلہ کے لئے سفر کیا اور گن پور تک آیا کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا
شاہزادہ نے اسکی پیش قدمی سنکر گولکندہ ایک نائک واری کو بھیجا کہ وہ قلعہ گولکنڈہ
مین جاکر وہان کے نائک واریون سے سازش کرے اور جگدیو راؤ کو قید سے چھٹا کر
گولکندہ مین لے آئے۔ نائک واریون نے آسانی سے اس سازش مین شرکت قبول کی اور
انہون نے جگدیو راؤ کو قید سے رہا کیا اور وہ جگت راؤ کے محل پر گئے جو نائب
سلطنت کی غیر حاضری مین قلعہ دار تھا اسکو پکڑ کر قلعہ گولکندہ مین زنجیرون مین جکڑ کر
رکھا پھر وہ ان بڑے بڑے امیرون کے گھر گئے جو سبحان قلی کے فریق مین تھے
جنکو انہون نے مارا اور سبحان قلی کو قید کیا اسکے بعد انہون نے شاہزادہ ابراہیم کو
اپنی کامیابی کا حال لکھا اور دار الخلافہ مین بلایا جب عین الملک نائب سلطنت کو
معلوم ہوا کہ دار الخلافہ کی حفاظت کی تدبیرون مین ناکام رہا تو اسنے شاہزادہ ابراہیم
کو بھی عاجزانہ عرضی لکھی کہ معافی نامہ جسپر حضور کی دستخطی مہر ہو عنایت ہو۔ شاہزادہ
نے جواب دیا کہ جب تک مین گولکندہ مین تخت شاہی پر نہ بیٹھونگا تجھسے کوئی عہد
نہین کرسکتا سیف خان اس جواب کو اپنے مقید اور قتل ہونے کی تمہید سمجھا تو وہ
جمشید کا بہت سا خزانہ لیکر کولاس کی راہ سے پانچہزار سوارون اور بعض پنج تابعین کے
ساتھ سرحد پر چلا گیا۔ شاہزادہ نے اسکا تعاقب نہین کیا یہ دار الخلافہ کی طرف چلا آیا
ایک منزل پر جب شہر کے رؤسا اسکی خدمت مین حاضر ہوئے انمین جگدیو راؤ اور
نائک واری تھے جنہون نے قلعہ گولکندہ کی کنجیان اسکے قدمون مین رکھ دین۔

دوسرے روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۹۵۷ھ ۱۵۵۰ء کو محمد نگر مین دستور کے موافق شاہ ہوا اور
ابراہیم قطب شاہ ملقب ہوا۔

بہت چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو مطیع اور باجگذار بنایا۔ اُسنے اپنی جاگیرمین سپاہ جمع کی جسمین ہزارسوار عربی یا ایرانی حبشی پیادون کے تھے اور خاندیس اور برار کے شاہون کے ساتھ برابری کا دعویٰ رکھنے لگا۔ برہان عماد شاہ نے اُس سے بیے گلے اور شکوے کی باتین کین جب تو یہان آیا تھا تو کوئی دوست تیرا ساتھی نہ تھا مین نے تجھ پر کمال عنایت کی تیری گذارہ کے لئے جاگیرین دین اپنی سپاہ کا سپہ سالار بنایا اب تو نے اپنی تئین ایسا تیرا احسان فراموش سمجھ لیا کہ مصلحت ملکی یہ جاننے لگا کہ میری ملک سے چلا جا مین تجھکو حکم دیتا ہون کہ ابھی جلد چلا جا۔ جگدیو راؤ پاس اگرچہ سپاہ بہت تھی مگر برار کے مستحکم قلعون مین سے کوئی قلعہ تھا کہ شکست کی حالت مین وہان جاکر اپنا پاس بنا تا اسلئے اسکو مجبوری یہ کہنا پڑا کہ آپنے جو میرے حال پر التفات فرمایا ہے اسکا مین شاکر ہون اور اس احسان کو نہ بھولونگا نہین تو برار سے چلدیا اور ملک کو برباد کرتا ہوا ایلکندل مین آیا۔ یہان سے بیجانگر جانے کا ارادہ کیا جب ابراہیم قطب شاہ نے سنا کہ جگدیو راؤ پاس پانچہزار سپاہ ہے جنمین عرب ایرانی اور حبشی اور تین سو ہاتھی انکے علاوہ ہندو پیادے ہین اور اب وہ پاس آگیا ہے تو اُسنے مصطفیٰ خان کو اسکے مقابلہ کرنے کو بھیجا کم میٹ کے قریب لشکر شاہی کا مقابلہ اُس سے ہوا مصطفیٰ خان نے پہلے جگدیو راؤ کو لکھا کہ بادشاہ سے اپنے قصور معاف کرا لیجئے مین وعدہ کرتا ہون کہ جاگیر جو اسکی تھی وہ پھر اسکو دلا دونگا۔ ان باتون کو اُسنے کچھ نہ سنا اُسنے لشکر کو حکم دیا کہ مسلح ہو کر مصطفیٰ خان پر حملہ کرے سخت لڑائی ہوئی۔ وینکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ اور چار عرب شیخ یعنی شیخ فاضل شیخ علی جلوانی شیخ عبدالکریم شیخ ابراہیم مارے گئے۔ جگدیو راؤ کو شکست ہوئی وہ مجبور ہو کر میدان جنگ سے بیجانگر کو بھاگا اور اپنا سارا مال اور خزانہ اور دو سو ہاتھی چھوڑ گیا جو شاہی سپاہ کو ہاتھ آگئے۔ دستور کے موافق ہاتھی اصطبل شاہی مین داخل ہو گئے اور خزانہ سپاہ مین تقسیم ہوا۔

تاریخ فرشتہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیجا اور کرشنا کے ملاپ کی جگہ رام راج اور ابراہیم قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ملے تھے اس کے تھوڑے دنون بعد ابراہیم عادل شاہ بیجاپور

مر گیا اور علی عادل شاہ نو عمر اسکا جانشین ہوا مرتضیٰ نظام شاہ بیجاپور میں ایک نو عمر
شاہ کو دیکھکر سمجھا کہ یہ موقع خوب ملک پر تسلط کرنے کا ہاتھ آیا اس نے لڑائی ٹھانی
علی عادل شاہ جانتا تھا کہ میں اکیلا اسکے پنجہ سے بچ نہیں سکتا اس لئے اسنے دار الخلافہ
خالی کیا اور تھوڑے اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ بیجانگر گیا کہ رام راج کو یار بنا کے اپنا
کام نکالے - رام راج فوراً اپنی سپاہ کو ساتھ لیکے علی عادل شاہ کی ہمراہ احمد نگر
کی طرف چلا اس زمانہ میں ان دو شاہوں نے ابراہیم قطب شاہ کو خطوط بھیجکر عجب
آخر عہدنامہ کے اسکو ہم سے ملنا چاہئے اگرچہ حسین نظام شاہ کی مرضی کے خلاف
ابراہیم قطب شاہ کا کام کرنا نہیں چاہتا تھا مگر اس نے مصلحت ملکی اس میں جانی کہ
عہد شکنی کا الزام نہ لگے اور اس کے ہمسر شاہان متفقہ انتقام کے درپے نہ ہوں اور شہر
کلبرگہ میں جاکر انسے ملا - یہ سب متفق ہوکر احمد نگر گئے راہ میں بیجانگر کی سپاہ نے بہت
قصبات اور دہات کو لوٹا - حسین نظام شاہ ان متفق سپاہیوں کا مقابلہ نہیں کر سکا
اسنے اپنی دار السلطنت میں سپاہ جرار کو چھوڑا اور بہت سے آذوقہ کو بھرا اور خود
دولت آباد گیا اس اثنا میں ابراہیم قطب شاہ نے مخفی حسین نظام شاہ کو لکھا کہ
مصلحت ملکی کی ضرورت کی وجہ سے میں ان شاہان متفقہ کے ساتھ ملا ہوں اور
میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے حتی المقدور دشمنوں کو اس پر راضی کروں گا
کہ وہ مراجعت کریں اور جنگ کو چھوڑیں اور اس نے قلعہ احمد نگر کے بعض افسروں کے
ساتھ خط و کتابت کرکے انکو نصیحت کی کہ تم حتی الوسع مقابلہ کرو اور آخر وقت تک
قلعہ کو ہاتھ سے نہ دو - شاہان متفقہ نے دو مہینے تک بڑے زور شور سے حملہ کیا اور ان
کا ایسا تنگ حال کیا کہ وہ بیدل ہو گئے لیکن ابراہیم قطب شاہ نے اس وقت مخفی پیغام بھیجکر
بیجانگر کے سربرآوردہ افسروں کو ترغیب دی کہ وہ اپنے سپاہیوں کو لیکر اپنی
دار الخلافت کو چلے جائیں - ان امیروں نے اپنے راجہ سے بیان کیا کہ برسات
قریب آگئی ہے اگر برسات خوب ہوئی تو دریاؤں کے چڑھ جانے سے سفر کرنا

محال ہوگا۔ رام راج نے ان باتون کا یقین کرکے مراجعت کا حکم دیا۔ علی عادل شاہ
جانتا تھا کہ اہل قلعہ غلہ کی کمی سے بدحال ہو رہے ہین تو اسنے رام راج
کی منت سماجت کی اور کہا کہ جب تک قلعہ نہ فتح ہو وہ یہان سے جائے نہین اگر ایک مہینہ
تک وہ اور ٹھیرے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ضلع کنداپلی ہمکو دیدونگا۔ رام راج
نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور محاصرہ مین پہلے سے زیادہ سختی کرنے لگا۔ اسی وقت
ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ مین آذوقہ بھجوایا اور دولت آباد سے جو بادشاہ نے فوجی
بھیجے تھے انکو بھی قلعہ مین داخل کیا۔ دشمنون کی سپاہ قلعہ کی دیوارون پاس جا پہونچی
اور قلعہ کے فتح ہونے کا عنقریب ایسا یقین تھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے یہ کوشش کی
کہ اگر ممکن ہو تو اس وقت کو ٹالے اس لیے اسنے سپہ سالار اور وزیر مصطفی خان کو رام راج
پاس بھیجا کہ اسکو جاکر ایسی ترغیب دے کہ وہ محاصرہ سے دست بردار ہو۔ ہر حال مین
اسکو مطلع کرے کہ قطب شاہ کی سپاہ ابھی گلکنڈہ کو مراجعت کریگی مصطفی خان نے
رام راج پاس جاکر جہانتک ہوسکا ایسی باتین کہین کہ لشکر مین غلہ کی کمی ہے برسات
آگئی ہے حسین نظام شاہ نے گجرات اور برہان پور کے شاہون سے دوستی پیدا کرکے
بلایا ہے اور وہ سپاہ جمع کرکے اسکی کمک کے لیے آنے والے ہین غرض ساری باتین
ایسی بنائین کہ جنسے مقصد حاصل ہو۔ مصطفی خان نے مخفی یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر وہ محاصرہ
چھوڑ دیگا اور اپنے دار الحکومت کو چلا جائیگا تو ابراہیم قطب شاہ اسکو ضلع و قلعہ کنداپلی
دیدیگا۔ یہ آخر بات بڑا وزن رکھتی تھی۔ جسکے سبب سے رام راج نے مراجعت
کرنے کو منظور کرلیا اور علی عادل شاہ پاس مراجعت کرنے کا پیغام بھیجا اب تینون
شاہ اپنی اپنی دار السلطنت کو چلے گئے۔

احمد نگر مین جب آخر جلسہ ان شاہون کی ملاقات کا ہوا اور ابھی وہ جدا نہ ہوئے
تھے کہ رام راج کو اطلاع ہوئی کہ برہان عماد شاہ کا وزیر اعظم تفال خان نائب
سلطنت چار ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر تلنگانہ کے ملک کو تاخت و تاراج کر رہا ہے

گھیر لیا جب باغیوں نے دیکھا کہ وہ اس طرح گھر گئے تو فصیل پر آکر انہوں نے مصطفی خان کی
شکایتیں کیں کہ جب سے وہ صاحب اختیار ہوا ہے نائک واریوں کو ستاتا ہے ہمکو خوف ہے کہ وہ
اس طرح ہمارے ساتھ بدسلوکی کریگا کہ اگر حضور ہمکو مصطفی خان کے حوالہ کریں تو ہم خدمت گذاری
اور اطاعت کے لئے سب طرح حاضر ہیں شاہ نے مصطفی خان کو بلا کر ان مقدمات کو بیان کیا
جو اسکی وزارت کے اندر واقع ہوئے مصطفی خان نے جواب دیا کہ اگر شاہ میری موت کو اپنے ملک کے
حق میں بہتر جانتا ہو تو میں تیار ہوں کہ مجھے باغیوں کے حوالہ کر دیجیے۔ شاہ نے نائک واریوں
کی درخواست کو نامنظور کیا تھوڑے دنوں میں یہ باغی اور اسکا سردار اپنی تئیں حوالہ کر کے
پر بھیجے گئے اور وہ قتل ہوئے تاکہ اور قلعوں کے نائک واریوں کو عبرت ہو۔
قلعہ ایل پور پر دویادری نے حملہ کیا دلاور خان نے دشمن کی ہر ایک کوشش کا مقابلہ کیا
اور شاہ کو اپنے حالات کی اطلاع دی شاہ نے دو ہزار سپاہی اسکی کمک کو بھیجے اور حکم دیا
کہ محاصرین کو ہٹا کے ایک قصبہ نیرڈول میں ایک قلعہ بنائیں۔
اس قلعہ کے بنانے سے کچھ دنوں کے بعد دلاور خان نے شاہ سے درخواست کی کہ قصبہ
راجمندری پر جو یہاں سے آٹھ میل ہے سپاہ حملہ آور ہو۔ شاہ نے رفعت خان
ملقب ملک نائب کو حکم دیا کہ دس ہزار سوار وہ ایل پور میں لیجائے اور وہاں سے راجمندری پر
حملہ کرنے کے لئے تیار رہے جب نیرڈول میں اسکے آنے کی خبر دویادری اور سیتاپتی نے
سنی تو انہوں نے کسم کوٹار (کھشم کوٹا) کے راجہ کو اور راجاؤں کو حمایت کے لئے بلایا۔ یہ راجہ
دو ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور دو ہزار بندوقچی اور بان انداز جمع کر کے مسلمانوں
سے لڑنے چلا۔ ایک لڑائی ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ راجہ اور گنڈا مارا گیا اور دویادری
اور سیتاپتی قلعہ راجمندری کو بھاگے دھولی سور تک جو قلعہ راجمندری سے چار میل پر
تھا مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا تھوڑے دنوں بعد دھولی سور کو حملہ کر کے مسلمانوں
نے لیلیا اور وہاں بھاری بیرتال رکھ کر مسلمان قلعہ ٹاٹ پاک کی فتح کو چلے وہ
اس نواح میں ایک زبردست زمیندار نرسنگ راؤ کے قبضہ میں تھا خندق کے

(راجمندری کا محاصرہ)

عمیق ہونے کے سبب اس قلعہ کے محاصرہ میں ایک مہینہ لگ گیا نرسنگ راؤ تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے لیکر قلعہ سے نکلا اور اس نے مسلمانوں پر حملہ کیا مگر وہ
گرفتار ہوا اور اسکا گروہ بالکل شکستہ ہوگیا جب شاہ نے سنا کہ نرسنگ راؤ گرفتار
ہوا تو اس نے سپاہ کو واپس آنے کا اور برسات میں معمول موسم [illegible] کا حکم بھیجا اسکے
بعد نعمت خان پھر [illegible] پاک پر حملہ کرنے لگا اور اسکو وزیر احمد نگر [illegible] تمام ضلع
کو مسخر کیا سپاہ کو دار الخلافہ میں مراجعت کے لئے اور قلعوں کو [illegible] ہونے
سپرد کرنے کے احکام بھیج گئے —

اب ابراہیم قطب شاہ نے سپر جو کی کہ شاہان دکن کو اس بات کی اکثر بد اخلاقیاں
بڑا دھمکا تی ہوا ور ناک میں دم کرتی ہو۔ آخر کار انہوں میں اس نے حسین نظام شاہ کو
ملک ہی کو ویران نہیں کیا بلکہ مساجد میں بتخانہ ہوتیں باندھے اور سپاہیوں کو
احمد کے انکو ناپاک کیا اور بتی مراجعت میں اس نے اپنے دو دوستوں کے ملک کو
دشمنوں کی طرح ویران کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے یہ وقت اس امر کے لئے نہایت
مناسب جانا کہ اور شاہان دکن کو بیدار کرے اور ہم سے جنگ کے برخلاف متفق کرے
کر کیا وہ اسکی قوت کا باہم استیصال کریں یا اسکو شاہ کر دیں آئندہ کوئی خوف
خطرہ سے باقی نہ رہے اسمین بڑی مشکل یہ تھی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور کو اتفاق
کیا جاوے اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ابراہیم قطب شاہ نے اپنے وزیر مصطفی خان کو
کہا اول حسین نظام شاہ پاس بھیجا اور وہاں سے پھر بیجاپور [illegible] عادل شاہ
پاس اس پیغام کو سمجھکے وہ مقصد تھا کہ اول شاہان دکن میں اتفاق [illegible] پیدا کرنا اور
اگر ممکن ہو تو آپس میں ناتہ رشتہ کرنا۔ دوم سفیر یہ [illegible] تحقیقات کرنا کہ رام راج کے
برخلاف اتفاق کرنے میں ان شاہوں کے خیالات کیا ہیں مصطفی خان اپنے
کام میں ایسا اچھی طرح کامیاب ہوا کہ شاہوں میں آپس میں اتفاق ہوا اور یہ
امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ اپنی بیٹی چاند بی بی کو علی عادل شاہ سے بیاہ

ابراہیم قطب شاہ

اور قلعہ شولاپور اسکے جہیز مین دے اور علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطانہ شاہزادہ
مرتضی حسین نظام شاہ کے بڑے بیٹے سے بیاہے اور شولاپور مین تینون شاہون کی ملاقات
ہوا اور یہ بات متفق ہوکر اپنے اپنے سپاہیون کو لیکر رام راج سے لڑنے چلین اس قرارداد کے
موافق ۲۰ جمادی الاول سنہ ۹۷۲ھ کو سپاہین متفق ہوکر جنوب کو چلین اور کرشنا کے
کنارہ پر تالی کوٹ مین پہنچین اور کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ رام راج نے دریاے کرشنا سے
سیلون تک کے راجاؤن اور اپنے تابعین کو بلاکر جمع کیا اسکے لشکر مین ایک لاکھ سوار اور
تین لاکھ پیادے تھے اس سپاہ کو لیکر وہ شاہون سے لڑنے چلا۔ ۲۰ جمادی الثانی
سنہ ۹۷۲ھ کو لڑائی ہوئی جسکا خاتمہ یہ ہوا کہ رام راج مارا گیا جس سے ہندؤن کی سپاہ کو
شکست ہوئی شاہان متفقہ کی سپاہین دس روز میدان جنگ مین مقیم رہین اور
پھر دارالسلطنت بیجانگر کی طرف چلین یہان انہون نے ملک کو اور شہر کو لوٹا۔ اور
سنگین بت کدون کو مسمار کیا اور پھر شاہ گلکندہ نے اپنے سپہ سالار مصطفی کو اور نظام شاہ نے
اپنے سپہ سالار مولانا عنایت اللہ کو اور علی عادل شاہ نے کشور خان کو مدکل اور رائچور
کی فتح کے لیے بھیجا۔ یہ مقامات آسانی سے فتح ہوگئے مصطفی خان نے احکام شاہی
کا کچھ انتظار نہین کیا کہ ان قلعون کی کنجیون کو کشور خان کے حوالہ کیا جس سے
حسین نظام شاہ ایسا غصہ مین آیا کہ اس نے شاہ گلکندہ کو حقیقت حال پر مطلع کرکے
درخواست کی کہ مصطفی خان کی گردن اڑا دی جاے۔ ابراہیم قطب شاہ کو اس سید کی جان
کا خواہان نہ تھا مگر اسپر دغا کا الزام لگایا اور اسکا عذر نہ سنا اور حکم دیا کہ وہ مکہ کو
جاوے اور اپنے گناہون کی توبہ استغفار کرے۔ شاہ نے گلکندہ کو خطوط لکھے کہ مصطفی خان کے
اہل و عیال و اسباب کو مغربی بنادر بحری پر بھیجدو کہ وہان اسکے ساتھ روانہ ہونے کے لئے
تیار رہین۔ یہ امر تحقیق ہے کہ اس کے اہل و عیال و مال کے لئے سات سو گاڑیون اور پانچ ہزار
مزدورون کی ضرورت ہوئی۔ مصطفی خان بادشاہ کے پاس سے علی عادل شاہ
کے پاس چلا گیا جسنے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اپنا وزیر اعظم مقرر کیا علی عادل شاہ کے

دارالسلطنت کو چلا گیا (فرشتہ سے تاریخ نظام شاہی میں جو اس مہم کا حال ہم نے نقل کیا ہے
وہ اس بیان سے بالکل مختلف ہے) اس واقعہ کے بعد علی عادل شاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے درمیان
در پردہ یہ ٹھیری کہ وہ قلعہ دسہ میں ملاقات کریں یہاں ملاقات میں یہ امر قرار پایا کہ برار
کی سلطنت کو تو مرتضیٰ نظام شاہ اور بیدر اور تلنگانہ کو علی عادل شاہ فتح کرے اول
ان دونوں کی سپاہ نے متفق ہو کر شمال کی جانب تفال خان پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا
وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے گاول گڈھ کو بھاگا ایک مدت کے بعد یہ قلعہ دشمنوں کو
حوالہ ہونے لگا تھا کہ تفال خان نے علی عادل شاہ کو دو لاکھ ہن دینے اور پچاس ہاتھی دینے کا وعدہ کیا
کہ وہ بیچ میں [illegible] اس نقض عہد کے سبب علی عادل شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ پاس پیغام بھیجا
کہ یہ شرم کی بات ہے کہ دو شاہ اپنی تضیع اوقات ایک قلعہ کی فتح میں کر رہے ہیں انکے حق میں
زیادہ مفید ہوگا کہ وہ ملک تلنگانہ کو تسخیر کریں اس کہنے سے مرتضیٰ نظام شاہ نے محاصرہ کو چھوڑ
اور [illegible] طرف سے اطمینان کیا اور علی عادل شاہ کی جانب عین الملک
کو اس کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ مگر [illegible] میں ایک امر ایسا وقوع میں آیا کہ جس نے مملکت تلنگانہ کو
بچا دیا۔ [illegible] ان بیجاپور کی سپاہ چھ ہزار مرہٹوں نے مرتضیٰ نظام شاہ کے چنداول پر چھاپا مارا
منصور خان جو چنداول کا افسر تھا مقابلہ کیا اور مارا گیا جس سے ان دونوں شاہوں کا رشتہ
اتحاد ٹوٹ گیا اور [illegible] ہو گیا اور ہر ایک پھر اپنی دارالسلطنت کو چلا گیا۔
احمد نگر پہنچ کر مرتضیٰ نظام شاہ [illegible] آیا وہ علی عادل شاہ سے انتقام لینے کے لئے ابراہیم قطب شاہ کے
پاس ایلچی بھیجا یہ پیغام دیا کہ بیجاپور کی مخالفت کے لئے ہم آپس میں موافقت کریں شاہ گولکنڈہ
نے اس سے پہلے خود بھی مرتضیٰ نظام شاہ پاس پیغام بھیجا تھا۔ ہم کرشنا دریا
کی طرف کوچ کریں [illegible] راج [illegible] ستونی کو اپنے ساتھ ملائیں کہ ہم سب ملکر
بیجاپور کی تسخیر کے لئے [illegible] شاہان گولکنڈہ اور احمد نگر نے کرشنا پر پہنچ کر [illegible] راج کو لکھا
کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو جائے لیکن ایک امر ایسا وقوع میں آیا کہ جیسا یہ اتفاق جلدی
ہو گیا تھا ویسا ہی جلدی سے ٹوٹ گیا۔

لشکر ان بیقاعدہ حملوں سے ایسا عاجز ہوا کہ اس نے اپنے گرد حفاظت کے لئے خندق کھود دی
کہ قطب شاہی سواروں کے ہاتھ سے بچیں جو اسکے گرد ہمیشہ رہتی ہیں نظام شاہی لشکر نے
غارتگری سے ہاتھ نہ اٹھایا اور صلابت خان کی جلد رکے تو اس نے حیدر اول پر حملہ
کرکے بالکل شکست دی مرتضی شاہ نے معتمد خان کی سرکردگی میں بڑی سپاہ قطب شاہی
لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ لڑائی ہوئی جس میں ایک نظام شاہی افسر مارا گیا اور دوسرا افسر
کمال خان زخمی ہوا اور قطب شاہی لشکر میں ایک افسر مقرب خان مارا گیا۔ رات نے آن کر
لڑائی کو چھڑا دیا۔ دوسرے روز صبح کو نظام شاہی لشکر نے کوچ کیا اور بریدشاہی ملک
میں آ کر دم لیا۔ جیسے بیان کیا ہے کنالی کوٹ کی لڑائی سے پہلے جنوب میں رفعت خان لاری
ملک نامی نے راجمندری کے ایک حصہ کو فتح کیا تھا مگر وہ اور لڑائیوں میں بلا لیا گیا بارہ مہینے
بعد پھر وہ بیس ہزار سواروں کے ساتھ راجمندری کی فتح کے لئے بھیجا گیا جب وہ دھلیسو میں
آیا تو اس نے راجمندری (راجمہندری) پر حملہ کرنے کی تدابیریں۔ سیتاپتی کے قبضہ میں دو
قصبے بنتاپور اور راج بوندری تھے اسکی عادت تھی کہ رات کو وہ کمک اور آذوقہ
راجمندری میں بھیجا کرتا تھا اس لئے رفعت خان نے یہ تجویز کی کہ پہلے ان دو قصبوں پر حملہ
کرنا چاہیئے۔ اول اس نے بنتاپور کی طرف کوچ کیا راہ میں دشمن نے اس سے مقابلہ کیا اور
سخت لڑائی ہوئی۔ ہندوؤں کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بنتاپور میں چلے گئے مسلمانوں
نے انکا تعاقب کیا اور زینے لگا کے قلعہ لے لیا سیتاپتی مع اپنے اہل و عیال کے جنگلوں
میں ہو کر قلعہ راج بوندری میں گیا۔ دوسرے روز مسلمانوں نے اسکا تعاقب کیا مگر قلعہ
تک پہنچنے میں بعض یہ موانع پیش آئے کہ راہ نہایت تنگ تھی اور اسکے دونو طرف درختستان
ایسے گنجان تھے کہ راہ نہ تھی۔ رفعت خان نے قلعہ کی فتح کا ارادہ مصمم کرکے جنگل کاٹنے والوں کے جلانے
کا حکم دیا۔ ایک دن میں مسلمانوں کا لشکر صرف دو میل چلتا تھا غرض انہوں نے رستہ
بنا لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کے پاس پہنچے تو سیتاپتی راجمندری کے جنگلوں میں چلا گیا۔
یہاں راجہ زود یا دری سے مل گیا اور قلعہ راج بوندری چھوڑ گیا جس پر رفعت خان نے

رفعت خان کا راجمندری پر لشکر کشی کرنا - ویرا ور قلعوں کو فتح کرنا اور قلعہ کا محاصرہ کرنا پہنچنا -[2]

چاہئے کہ وہ بادشاہ کو جبتک ملنے کو روکے رکھیں کہ نظام شاہی پاس آئیں چنگیز خان
ملدروگ میں علی عادل شاہ سے ملا اور وہ اپنی تدابیر اور حکمت اس طرح کام میں لایا
کہ عادل شاہ نے شاہ [illegible] مستقعد سے ملنے کا خیال دل سے بالکل اڑا دیا اور مرتضی شاہ سے
دوستانہ ملنے کا ارادہ کیا۔ علی عادل شاہ کے اس طرح ارادہ بدلنے سے ابراہیم قطب شاہ
کو حیرت ہوئی اور اس نے برار کی فوج کو انعام دیکر رخصت کیا اور علی برید شاہ کو
قلعہ بیدر جانے کی اجازت دی۔ گول کنڈہ میں آکر اس نے اپنا سراپردہ کھڑا کیا اور
ہانک دار ہی سپاہ کو اپنے علم کے پیچھے آنے کا حکم دیا ان تیاریوں کی ضرورت اس سبب سے
تھی کہ علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ نے متفق ہوکر بیدر اور تلنگانہ کے ملکوں
کی تسخیر کا ارادہ مستحکم کیا مرتضی نظام شاہ نے بیدر کے شہر کا محاصرہ کیا تو ابراہیم
قطب شاہ نے گول کنڈہ کی حفاظت کی تیاریاں کیں اور فصیل پر خیمہ لگا کے خوب ناچ
گانے کی محفلیں کرنے لگا اور چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی صلابت خان
بھیجکر کہ وہ شہر کے گرد پھرین اور جس لشکر نے بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اسپر شب خون مارین
اور سوار پیادے سب طرف کامیاب ہوئے اور رات کے وقت دشمنوں کی [illegible]
ناکین اور کان کاٹ کے لانے اور ہر ناک کے لئے ایک ہن اور ہر کان کا [illegible]
پورتا بہ انعام پاتے اور دن کو موقع کے وقت محاصرین پر حملہ کرتے جو آذوقہ کی تنگی سے
مصیبت زدہ ہو رہے تھے اور ان لوگوں کو جو ان پر پیادے اور سوار شب خون مارتے
تھے تو وہ سونے نہ پاتے تھے اس سبب سے دن کو بڑی تکلیف اٹھاتے تھے۔ اب انکا ارادہ
محاصرہ چھوڑنے کا ہوا مگر اسکے ساتھ انکو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ اگر ہم یہاں سے چلے گئے
تو ابراہیم قطب شاہ ہم پر حملہ کریگا۔ علی عادل شاہ نے کمال خان کو پندرہ ہزار سوار
دیکر اور مرتضی نظام شاہ نے مرزا یادگار کو اتنے ہی سوار دیکر بھیجا کہ وہ کولاس کے ملک
میں ٹھیرین اور مرتضی نظام شاہ۔ تفال خان کو اس قصور کی سزا دینے چلا کہ
اس نے پہلے سال ابراہیم قطب شاہ کی امداد کی تھی اور علی عادل شاہ نے [illegible]

مسلمانون کی تاریخ مین جہان کولی سوار لکھے ہین اُنسے مراد مرہٹہ سوار ہوتی ہی)
پس اول دن کی لڑائی کا خاتمہ تو اس طرح ہوا۔ دوسرے روز ایک سخت لڑائی ہوئی۔
جسمین کسی کو کچھہ غلبہ حاصل ہوا تیسرے دن کی لڑائی مین لشکر گلکندہ کو غلبہ ہا۔ مہینہ بھر مین اور
لمبی لڑائیان ہوئین آخر کو ایک بڑی صف جنگ ہوئی جسمین گلکندہ کے لشکر کو فتح عظیم ہوئی
اُسنے دشمنون کے خیمے اور مال سب لوٹ لئے۔ اور گلکندہ کو چلی آئی۔
یہ اوپر بیان ہوا کہ شہر بیدر کا محاصرہ چھوڑ کر بقصد انتقام شاہ تفال خان سے لڑنے گیا اور
علی عادل شاہ ملک وجیانگر کو سری رنگا رائے سے چھیننے کے لئے گیا تھا یہ راجہ بیجاپور کے شاہ
کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اسلئے اُس نے ابراہیم قطب شاہ سے اپنی اور اُسکے مشترک دشمن سے لڑنے
کے لئے کمک مانگی۔ شاہان دکن مین یہ اصول قرار پا گیا تھا کہ بیجانگر کے ملک پر جب تک حملہ
نکیا جائے کہ آپس مین صلاح و مشورہ ہو کر اسپر اتفاق نہ کیا جا۔ ابراہیم قطب شاہ نے فوراً راجہ
سری رنگا کی امداد کو منظور کیا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنے کا اور اسکو آگے نہ بڑھنے دینے
کا وعدہ کیا اسنے اپنے سپہ سالار شاہ محمد انجو کو ملکی سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ عادل شاہی سرحد
پر تاخت و تاراج کرے خود اپنے سری رنگا رائے سے ملنے کی تیاری کی۔ وہ بیجانگر کی
سرحد پر شاہ محمد انجو کو رہنے کی ہدایتون کے موافق دشمن کے ملک کو لوٹا مارا تھا پیچھے
تھوڑے دنون بعد وہ سری رنگا رائے سے ملا اور ان کے ملنے کے سبب سے علی عادل شاہ
نے بیجانگر کا محاصرہ ترک کرکے بیجاپور جانیکا ارادہ کیا اس سبب سے شاہان متفقہ کا کیمپ
ٹوٹ گیا اور ہر ایک اپنی دار السلطنت کو گیا۔
نہایت مستند طور سے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ سلطان قلی قطب شاہ کے عہد سے راجہ اوڑیسہ
کستوری کی شراج۔ نرسنگ راو۔ سالانہ خراج دو لاکھ ہن خزانہ گلکندہ مین داخل کرتے تھے
قلعہ کنڈ بیر کے فتح ہونے پر یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ چند سالون مین جو شاہ اور پڑوسی
دکن کے ساتھ لڑائیون مین معروف رہا تو ان راجاؤن نے خراج نہ دیا اور اسپر طرہ یہ کہ
کرشنا سے پار اتر کر قلعہ کنڈاپلی پر حملہ کیا اور اس ضلع کو ویران کیا ابراہیم قطب شاہ

مصمم عزم کیا مگر وہ جانتا تھا کہ ابراہیم قطب شاہ کی امداد کے بغیر یہ کام نہین چلیگا اس لئے
اس نے میر ابو القاسم کو ایلچی بناکے شاہ پاس بھیجا اُس نے شاہ کو ترغیب دی کہ امیر شاہ میر کو دو ہزار
سواروں کے ساتھ شاہ احمد نگر کی اعانت کو بھیجے علی برید شاہ نے شاہ بیجاپور سے امداد کی
درخواست کی علی عادل شاہ نے اسکی درخواست اس شرط پر قبول کی کہ وہ ایک خواجہ سرا
خواجہ سرا کو جو شہر وہ فریفتہ تھا بھیجدے اُس نے خواجہ سرا کو بھیجدیا جسنے علی عادل شاہ کو
سفر ۹۸۷ھ کو مار ڈالا۔ اب علی عادل شاہ کی جگہ کم عمر ابراہیم عادل شاہ جانشین ہوا
مرتضیٰ نظام شاہ نے اسکو بچہ سمجھ کر اسکے ملک پر حملہ کے لئے بہزاد الملک کو مقرر کیا اسکی لڑائی دو ہزار سوار
مین جو نلدرگ اور شولاپور کے درمیان ہے بیجاپور کے لشکر سے ہوئی اور بہزاد الملک کو شکست
ہوئی اسکا تعاقب بیدر کی حوالی تک ہوا۔ سید مرتضیٰ سپہ سالار نظام شاہ جو برار سے اس
محاصرہ مین تائید کے لئے آتا تھا اُسکی سپاہ مفرور ملگئی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بہزاد الملک کو
بجائے کل سپاہ کا سپہ سالار سید مرتضیٰ کو کردیا اور یہ سپہ سالار امیر شاہ میر و قطب شاہ کی کمکی
سپاہ سمیت نلدرگ کی طرف گیا جہان ابتک ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ خیمہ زن تھی
ایک بڑی لڑائی ہوئی جسکے بعد سپاہ بیجاپور نے قلعہ مین پناہ لی۔ اب نلدرگ مین بیجاپور
کی سپاہ کا تھوڑا حصہ محصور ہوگیا۔ یہ مصلحت ٹھیری کہ شاہان متفقہ بیجاپور پر حملہ کرین
نلدرگ کی سپاہ نے جب انکا یہ ارادہ سنا تو انہون نے آفتاب کے غروب ہوتے ہی نلدرگ
سے سفر کیا اور اپنی دارالسلطنت مین دشمن سے پہلے جا پہنچے جب سپاہ متفقہ آئی تو اخلاص خان
دلاور خان نے بڑی بہادری اور دلاوری سے نظام شاہی سپاہ کو شکست دی مگر
گول کنڈہ کے سواروں نے دشمنوں پر حملہ کرکے لڑائی کا پلڑا پلٹ دیا اور عادل شاہی
سپاہ مجبور ہوکر شہر کی چار دیواری مین داخل ہوا اور اپنے دو ہاتھی آتشبازی اور
گولہ بارود دشمنوں کے ہاتھ مین چھوڑ گئے دوسرے روز قلعہ سے نکل کر حبشیوں کی سپاہ نے
دشمنوں پر حملہ کیا مگر وہ ناکام واپس گئی اسکے بعد یہ خبر آئی کہ امیر ترین جو سپاہ
قطب شاہی کے ساتھ اضلاع ناکاری کل بور کاکنی کی فتح کے لئے گیا تھا وہ بیجاپوریوں

اب دشمنوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح بیجاپور میں سپاہ متفقہ سے ملنے نہ پائے۔ تلنگانہ کے
قلعے میں پچاس ہزار پیادوں نے نکل کر اس پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور دو ہزار آدمی انکے
مارے گئے۔ میر زین نے اپنا سفر جاری رکھا پھر تیس ہزار پیادوں نے اس کی راہ روکی
اور اسطرح سواروں کے دانہ چارہ بند کرنے کے لئے تدابیریں غرض ہر طرح کی تدبیر اس کے
روکنے کے لئے کی گئیں اسی کام کے لئے مرزا نورالدین نیشاپوری پانچ ہزار سواروں کے ساتھ
قلعہ سے بھیجا گیا جب محاصرین کو اسکی خبر ہوئی تو اسکے پیچھے اسکی فوج کی برابر فوج اس کے تعاقب
میں روانہ ہوئی جس نے دوسرے روز جا کر اسکو شکست دی۔ میر زین با فراغت اپنی راہ چلا
اور مع جمعیت سپاہ متفقہ سے آن ملا۔ دشمن سر پیٹتا رہ گیا اس وقت شہر بیجاپور
میں ارکان سلطنت میں فساد ہوا۔ دو امیر کبیر کشور خان اور عین الملک حبشیوں کے ظلم سے
مجبور ہو کر سپاہ متفقہ پاس گئے۔

دوسرے روز حبشیوں نے ایک اپنا معتمد سید مرتضیٰ سپہ سالار نظام شاہی پاس بھیجا
اور یہ امر پیش کیا کہ شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر (یہ سید مرتضیٰ کا بڑا دوست تھا) کو
بیجاپور کا وزیر اس شرط پر ہم مقرر کرتے ہیں کہ نظام شاہی سپاہ شاہ میر سپہ سالار
قطب شاہی کی فوج پر حملہ کرے طرفین نے اس امر کے اخفا میں ذرا کوشش نہیں کی تھی یہا
تک کہ امیر شاہ میر نے خود اس بات کو سن لیا۔ سید مرتضیٰ نے دیکھا کہ بھانڈا پھوٹ گیا راز
افشا ہو گیا تو وہ فوراً خود امیر شاہ میر پاس گیا اور اس سے صاف کہہ دیا کہ بیجاپور کے
حبشیوں نے یہ عہد و پیمان پیش کئے ہیں۔ مگر ہم باہم اتحاد رکھتے ہیں اس پر قول و قسم
انکے درمیان ہوئے۔

جب حبشیوں کی یہ تدبیریں نہ چلیں تو انہوں نے محاصرہ اٹھوانے کی ایک اور تدبیر سوچی
کہ دس ہزار سوار مقرر کئے کہ وہ محاصرین کا آذوقہ بند کریں اور رسد کو کسی طرف
سے ان پاس نہ پہنچنے دیں۔ یہ روش لڑنے کی ایسی ہے کہ جس میں خواہی نخواہی دشمن مجبور
اب محاصرین کو محاصرہ رکھنا محال ہو گیا غرض انہوں نے محاصرہ اٹھایا اور [illegible]

چوتھا بیٹا مرزا ابو الفتح تھا اسکی عمر تیرہ برس کی باپ کی وفات کے وقت تھی وہ ۲۴ برس کی عمر مین سنہ … مین مر گیا۔

پانچوان بیٹا مرزا محمد خدا بندہ سگا بھائی محمد قلی کا تھا۔ وہ شجاعت مین مشہور تھا سنہ ۱۰۱۹ مین اس نے اپنے بڑے بھائی کے عزول کرنے کے لیئے سازش کی تھی جسکے سبب سے گلکندہ مین مقید ہوا اور قید مین مر گیا۔ چھٹا بیٹا مرزا محمد امین تھا وہ سب مین چھوٹا بچہ تھا ابھی اجل طبعی بھی نہ تھی کہ پچیسوین سال مین مر گیا۔ تاریخ مین بالکل اسکا ذکر نہین ہے کہ کہین وہ خود سپاہ کا افسر بن کر گیا ہو اور وہان اس نے شکست پائی ہو وہ اپنے لشکرگاہ مین علمائ کی صحبت مین رہتا تھا اور ان سے ہمیشہ شرعی احکام پوچھتا رہتا تھا۔ اس کی عدل اور انتظام ملکی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بڑھیا سونے کا تھال سر پر رکھ کر گلکندہ سے بنگال تک اور بیجاپور تک اور احمد نگر تک چلی جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے منہ مین کے دانت ہین یہ امر اس وقت نہایت تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خیال کرین کہ تلنگانہ بالکل بے باک سفاک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا۔ اسکی فتوحات عظیم یہ تھین کس سرکار راجبندری کا کنڈبیر کا فتح ہونا۔ اسنے جو عمارات خیر کے لئے۔ نمائش کے لئے۔ رہنے کے واسطے۔ عام نفع کے لئے بنائین ان مین مشہور یہ ہین۔ گول کنڈہ کے پہاڑ کے گرد حصار ابراہیم باغ۔ لنگر خانہ بارہ امام۔ ابراہیم پٹن ہین۔ تالاب جسکو حسین ساگر کہتے ہین۔ کالا چبوترہ گلکندہ مین۔ سوا اسکے مساجد و مدارس اس کے حکم سے بنائے گئے۔

ابراہیم قطب شاہ کی سلطنت مین تلنگانہ کا حال مصر کا سا ہو گیا تھا۔ اس مین ترکستان عرب۔ ایران کے سوداگر آتے تھے۔ یہان سے ایسی دولت وہ کما کے لے جاتے تھے کہ بار بار وہ لاتے تھے تاریخ فرشتہ مین اسکے خصائل یہ بیان کئے ہین کہ بادشاہ شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ ضابطہ و ہوشیار و سخی و جواد و مدبر تھا۔ لیکن قہر و غضب ایسا اسپر مستولی تھا کہ ذرا سے جرم پر بندگان خدا کی جان لیتا اور حکم دیتا کہ مظلومون کے پاؤن کے ناخنون کو تار پاؤن سے جدا کر کے ایک ظرف مین بھر کے میرے آگے لاؤ کہ

چھٹا سلطان ابراہیم قطب شاہ ۵ …

اول قلعہ کہم کا محاصرہ کیا فوج شاہی ماتحت رائے راؤ کے لڑی جسنے اسکو شکست فاحش دی
اور اسکے دس ہزار سپاہ مقتول زخمی ہوئے اور چار ہاتھی اور بڑا نقارہ چھین گیا علیخان
اور رائے سیکر شاہی بچا کر بھاگ گئے علیخان ایک مقام سے دوسرے مقام مین سپاہ جمع کرتا ہوا
جب تک پھرا کہ ابراہیم داد خان اور طاہر محمد خان پٹھان کو بہت سپاہ کے ساتھ سرکشی
کے جنوب مین شاہ نے بھیجا لشکر شاہی علی خان کی طرف چلا تو وہ قلعہ ارونگا مین گیا
اور وہان سے بھاگ کر دوسری جگہ چلا گیا فوج شاہی نے آکر قلعہ ارونگا لے لیا اور قلعہ مین ایک
آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اور پھر علیخان کا تعاقب کیا جسکے ایک ہزار آدمی قتل و زخمی اور
اسیر کئے اور وہ بھاگ گیا۔ اگرچہ اسکی فوج نے بھی کمین گاہ سے نکل کر شاہی آدمی
مارے اس زمانہ مین سنتر اول کا حوالدار افضل خان ایک ہزار سواروں کے
ساتھ لشکر شاہی سے آن ملا علیخان نے انتقام شاہی مین جاکر ساری دولتمند
تاجرون کو لوٹ لیا اور کند بیر کی طرف کوچ کیا اور کشور خان پر جو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہان پڑا تھا حملہ کیا اور شاہی سپاہ کا سارا مال اسباب چھین لیا اور بہت
آدمی مار ڈالے جمشید خان نے علیخان کے پیچھے پڑ کر اسے مار ڈالا اور دار السلطنت مین آیا
اور عالم خان کا خطاب پایا۔

ابراہیم عادل شاہ کا نکاح ملکہ زمان ہمشیرہ شاہ گولکنڈہ سے ہو گیا جسنے
ان دونون مین رابطہ اتحاد مستحکم ہوا۔

محمد قلی قطب شاہ نے اپنی دار السلطنت کو گولکنڈہ سے اس وجہ سے سرکایا کہ
وہ تنگ جگہ تھی اور پانی کمیاب تھا اور بیماری ہمیشہ اس مین رہتی تھی یہان سے
پانچ کوس پر دریا موسی کے کنارہ پر ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی جسکا نام اپنی معشوقہ
بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر رکھا مگر اسکے مرنے کے بعد اسکا نام حیدر آباد رکھا (ابھی لوگ
حیدر آباد کو بھاگ نگر کہتے ہین) قطب عالم کا مصنف کہتا ہے کہ نئے شہر حیدر آباد
کے گرد فصیل نہ تھی اور اسکے نہ ہونے کے سبب سے شہر دو دفعہ لٹا اور لٹیرون کا مقابلہ

جو قطب شاہ کی سرحد پر تھا بدل لیا اسکے باپ اور قطب شاہ کے درمیان جو عہد نامہ ہوا تھا
اسکو توڑکر بعض حصے بھی گولکنڈہ کی مملکت پر کئے تھے انکے روکنے کے واسطے شاہ نے
اپنی سپاہ گنڈی کوٹ کی فتح کے بعد پن کنڈہ کی فتح کے لئے بھیجی جسنے جاکر اُس کا
محاصرہ کرنا شروع کیا مگر تھوڑے دنوں بعد راجہ نے اپنے وزیر گوپ راج تما اور سپہ سالار
پاپا راجو کو ایلچی بنا کے بھیجا انہوں نے مہلت شرائط صلح مرتب کرکے مانگی۔ ہندوؤں نے
جب دیکھا کہ قلعے کے پاس سے مسلمان ہٹ گئے ہیں تو اُنہوں نے تین دن میں اپنا آذوقہ
قلعہ میں جمع کرلیا چوتھے روز قلعہ میں جگدیو راؤ مع گول زنگ ستی اور منوپاراج
اور پاپیا سامو راجے قلعہ میں داخل ہوا اسکے ساتھ تیس ہزار پیدل اور سوار علاوہ
چار ہزار بندوق اندازوں کے تھے جب شاہ نے یہ دیکھا تو اُس نے محاصرہ شروع
کیا مگر اسکا انجام کچھ نہ ہوا۔ برسات آگئی۔ خوف تھا کہ کرشنا کے چڑھ جانے سے گولکنڈہ
اور پن کنڈہ کے درمیان آمد ورفت منقطع ہو جائیگی اس لئے اُسنے محاصرہ چھوڑنا مصلحت جانا
اُسنے سنجر خان کو گنڈی کوٹ میں اور اسے راؤ کو موسل مورد میں اور جگت راؤ کو نندیال
میں مامور کیا اور مرتضیٰ خان کی سرکردگی میں بڑی سپاہ کرشنا کے جنوب میں
چھوڑی اور خود گولکنڈہ میں آیا۔

جب مسلمانوں کی سپاہ کو ضرورت ہوئی کہ وہ گنڈی کوٹ اور پن کنڈہ کو جائیں
تو ضلع کنڈبیر بالکل غیر محفوظ ہو گیا تھا وینکٹ پتی کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا کہ
اُسنے کولاشند راجہ اور کری دورگ کی لکاک کو سپاہ بھیجی اور اسکو حکم دیا کہ دشمن
کی چنداول پر دفعتہً حملہ کرے اور کنڈبیر اور کرشنا تک ملک کو ویران
کرے کولاشند اس سپاہ سے ملا اور اپنے داماد دوریس راؤ کو بھیجا کہ اس منصوبہ کے
موافق کام کرے۔

ضلع کنڈبیر کے حاکم افضل خان نے یہ دیکھ کر کہ اسکا ضلع ویران ہوگیا ہے اور
سپاہ کے نہ ہونے سے ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ تمام جاگیرداروں کو لکھا

ہندوؤن سے لڑ نہین سکتے اسلئے اسنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ آدھی سپاہ لیکر بن کنڈہ کو چلا
جائے اور رستم خان آدھی سپاہ سے ملک کو تاخت و تاراج کرے۔ رستم خان سپہ سالار
تھا اس نے مرتضی خان کے کہنے کو ذرا نہ سنا۔ ہندوؤن سے لڑنے گیا اور ایک
دریا کے پار جا کر ایک چکنی مٹی کے اوپر خیمہ زن ہوا جہان مینہ برسا تھا ہندوؤن کو
جب معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کمک آگئی ہے اس زمانہ مین ہندوؤن نے ایک سانڈ بیل
کے سینگون پر سنگوٹیان جلا کر چڑھا دین اور اسکو مختلف رنگون سے رنگا اور اسکی
ٹانگون اور گردن مین گھنٹی لٹکائے اور اسکو مسلمانون کی طرف بھگایا۔ رستم خان
کے سامنے جب یہ بیل آیا تو وہ ڈر کر پیچھے بھاگا اور سارے لشکر مین ہلچل ڈالدی جب
ہندوؤن نے مسلمانون کے لشکر کا حال یہ دیکھا تو انکے بندوقچیون نے جا گھیرا۔
اور مارنا شروع کیا۔ لشکر چکنی کالی مٹی مین پھنسا پڑا تھا وہ حرکت نہ کر سکا کوئی
مسلمان زندہ نہ بچتا مگر مرتضی خان جلد سپاہ لیکر حمایت کو جا پہنچا جسکے سبب سے
مسلمان کچھ بچ گئے مگر مسلمانون کا بڑا نقصان ہوا۔ رستم خان بڑی ڈینگین مارا کرتا
تھا وہ ڈینگیا مشہور تھا۔ جب گولکنڈہ مین آیا تو بڑا ذلیل کیا گیا۔ عورتون کا
لباس اسکو پہنایا گیا اور قید خانہ مین ڈالا گیا۔ مرتضی خان کو حسن خدمات کی جلدو
مین انعام اکرام خطاب ملے (یہ ساری آفت اس سبب آئی کہ مسلمان ہندوؤن کی
رسم پوجا سے واقف نہ تھے) بادشاہ نے مصمم ارادہ کیا کہ ہندوؤن کے ساتھ لڑنے مین نہ
روپیہ کے خرچ کرنے مین نہ سپاہ کے جمع کرنے مین کوئی کسر رکھے اس نے اعتبار خان
بزدی حوالدار کنڈہ بیر (جو مرتضی نگر کہلاتا ہے) کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری سپاہ
جمع کرے اور بن کنڈہ کی طرف جائے اور جتنے قصبے دیہات راہ مین آئین انکو
خاک مین ملا دے۔ ہندوؤن کو جب مسلمانون کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ڈر کر
جنگلون مین اپنے پیادون کے ساتھ بھاگ گئے۔ انت گیر ان اضلاع مین بڑا
مشہور کوہستانی قلعہ تھا اسکا راجہ نرسانند راجہ تھا اس نے اس موقع پر سپاہ

شاہ صاحب کی بغاوت۔

اس زمانہ مین ایک شخص نے اپنے تئین شاہ صاحب بناکر سلطنت مین بڑی ہل چل ڈالی جسکی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کے بڑے بھائی کا نام عبدالکریم تھا اُسنے لباس فقیری مین آخر شاہ صاحب کا لقب پایا اور نعمت اللہ ولی کی خاندان مین شیخ خلیل اللہ تھے انکے مقدس خاندان مین بیدر مین اپنا نکاح کیا تھا اور قلعہ دیورکندا مین باپ نے اُس کو قید کیا تھا وہان رہتا تھا۔ وہ اکتیسوین سال مین مرگیا اور شاہی مقبرہ مین دفن ہوا۔ اور اسکی بیوی اپنے میکہ مین بیدر چلی گئی اب ایک شخص نے جو شاہزادہ کا عمر بھر رفیق رہا تھا اُسنے شہر بیدر مین لوگون کو یقین دلایا کہ مین شاہزادہ شاہ صاحب ہون ــ اسکی بیوی کے رشتہ دارون نے یقین کیا کہ حقیقت مین یہ شاہ صاحب ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے اس حال کو سنکر اُن آدمیون سے تحقیق کیا جو اُسکے بھائی کے مرنے اور دفن کرنے وقت موجود تھے سب نے شہادت دی کہ بیس برس اس کو قبر مین دفن ہوئے ہوئے محمد قلی نے علی برید شاہ بیدر کو خط لکھا کہ اس مکار کو پکڑ کر میرے پاس بھیجدے وہ پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔ مگر مقدس مشائخ برادرون نے اُسے چھڑا لیا اور اسکو وجیانگر بھیجدیا وہان وہ ان آدمیون سے ملا جو شاہ سے بگڑے ہوئے بیٹھے تھے انمین ایک خداوندخان تھا جسکی شجاعت کی دکن مین دھاک تھی۔ دوسرا شیر علیخان پسر دلاورخان حبشی پودی تھا اس مکار نے چار ہزار سپاہی جمع کرکے مشتہر کیا کہ مین گول کنڈہ کے تاج کا اصل وارث ہون اور کرشنا کے کنارے پر خیمے ڈیرے ڈالے۔ تلنگانہ کے نائکوارون اور رئیسون کے بلانے کے لئے خطوط روانہ کئے اور گلکنڈہ کو اپنے جاسوس روانہ کئے اور اُن ارکان دولت سے ڈھب لگایا جو ایسے باتون کے منتظر بیٹھے تھے اُسنے اعتبار خان کو حکم بھیجا کہ کندبیر سے چل کر اس مکار کی تنبیہ کرے اور گلکنڈہ سے بھی سپاہ بھیجی۔ پہلے اس سے کہ شاہ کی سپاہ پہنچے اس مکار کی سپاہ نے ملک غارت کرنا شروع کیا۔ اعتبار خان نے دو ہزار سوار لیجاکر اس مکار کے چھ ہزار سوارون کو شکست دی اور خداوندخان حبشی کی شجاعت نے

بھاگ گیا اور وہان اُس نے بیرلاس خان اور غضنفر بیگ کو مار ڈالا اور بہت سے مسلمان
سرداروں کو اپنے سامنے اندھا کیا تھوڑے دنون مین مسلمان کس سم کوٹا مین بھی آ گئے
تو کنند راج مدد یا اور چکاکل کو بھاگا امین الملک نے اسکا تعاقب کیا اور راہ مین قصبات
اور دیہات کو خاک مین ملا دیا گیا - شاہی سپاہ کے سامنے کنند راج ثابت قدم نہین رہ سکتا
تھا اس لئے وہ وزیٹا پور کو بھاگ گیا اور مدتون تک جنگلون اور پہاڑون مین ایک گانو سے
دوسرے گانو مین در بدر بھاگتا پھرا مسلمانون نے اسکو ایک دم چین لینے نہ دیا آخر کو وہ راجمند
راج کی پناہ مین گیا یہ بڑا قوی مشہور راجہ اس ملک مین تھا - راجمندر نے حملہ آورون کی
مدافعت کے لئے مادھو سنگھ کو خطوط لکھے جسکا ملک بنگال کی سرحد پر ختم ہوتا تھا اور وہ
اکبر بادشاہ دہلی کے راجپوتون کی بڑی سپاہ کا سردار تھا مادھو سنگھ نے راجمندر کی درخواست
پر اسکی مدد کے لئے کوچ کیا امین الملک مفرورون کے تعاقب مین اس راجہ کی قلمرو مین
آ گیا - بہت قصبون سے باجھولی اور دیہات کو لوٹا اور ملک کو ویران کیا - مادھو سنگھ نے
سوچا کہ لڑائی مین کچھ فائدہ نہ حاصل ہوگا وہ بنگال کو چلا گیا اور راجمندر کو شاہ گولکنڈہ
کا باجگذار ہونے کے لئے مجبور کیا کنند راج اپنے ملک مین مراجعت نہین کرسکتا تھا اسلئے وہ بنگال
مین پناہ گیر ہوا امین الملک نے اپنے کام دلخواہ کرکے عالم خان کو اسے راؤ اور دوبیدی راو
افسر سرحد کی حفاظت کے لئے مامور کئے اور کس سم کوٹا مین بھی سپاہ متعین کی اور خود حکومت
شروع کی - اب کنند راج کا بیان ختم ہوا - اب وینکٹا پتی راجہ وجیانگر کے حالات لکھتے ہین
اسکو ایسا وقت پھر نہین ہاتھ آ سکتا اسلئے کہ سارے مسلمانون کی سپاہ مین شاہزادہ مراد
سے جنگ کی سلطنت بچانے مین مصروف تھین وینکٹ پتی نے دو لاکھ سوار اور پیادے اور
ایک ہزار ہاتھی لیکر کنڈبیر کی طرف کوچ کیا - شاہ گولکنڈہ کو پہلے سے اسکے ارادون پر اطلاع
ہو گئی تھی اسنے اپنی سپاہ بسر کردگی عادل خان بنگی (رنگش کا رہنے والا) دو سو ہاتھیون
اور بہت سی توپون کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجے جب راجہ وینکٹ پتی نے مسلمانون کی
سپاہ کی تیاریان دیکھین تو اس نے اپنے ایلچی شاہ پاس بھیجکر عذر کیا کہ ہم کنڈبیر مین فقط...

جہان اسکی غیر حاضری کے سبب کچھ فساد ہوا تھا۔
جب تکندراج نے شاہ سے مخالفت کی ہر توبھے بلندر کا بھتیجا شنکرراج اور بھائی ہری چندر
حیدرآباد مین تھے اور ابن الملک کی ہمراہ تکندراج سے لڑنے گئے تھے شنکرراج تو راجمندری
کی لڑائی مین مارا گیا۔ راوت راؤ ایک چھوٹا سا راجہ تھا اور بہادری مین مشہور تھا وہ
ابھی کچھ سپاہ سوارون اور پیادون کی لیکر ابن الملک کے ساتھ لڑائیون مین اور ان کے
مشورون مین شریک تھا مگر وہ ابن الملک کے بعض احکام سے آزردہ خاطر ہو گیا اور بادشاہ
کا ساتھ چھوڑ کر اجازت کے بغیر چلا گیا اور بعد ازان ہرچند کو شاہ کی اطاعت چھوڑنے کے لئے اغوا
کیا اور کہا کہ تو میرے ساتھ متحد ہو اور کس سمکوٹا کی آبائی سلطنت حاصل کر۔ اول راوت
راؤ نے اپنی بغاوت کا اظہار یہ کیا کہ دس ہزار پیادون کی سپاہ جمع کرکے لشکر شاہی پر
چڑھا جسنے اسکو درختستانون مین بھگایا جو اس ملک مین بڑی پناہگاہ مین مسلمانون نے
اسکا تعاقب کیا اور اسکی آنکھ مین تیر لگا جسسے وہ مرگیا اسکی بغاوت دب گئی ہرچندر
بھاگ کر بھجیا تھ دیو پاس گیا جو ایک جگدار راجہ تھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسکی
دستگیری کرے اسی وقت اس نے تکندراج کو لکھا جسکا لقب بھی بلندر ہو گیا تھا کہ اپنے
تابعین کو جمع کرکے قلعہ جور جوبا پر حملہ کرے جو ملک شاہ کے قبضہ مین تھا۔ تکندراج ہمسایہ
کے تمام سواری اور نائک اور جمع کئے اور پھر جور جوبا کا محاصرہ کیا اور مسلمانون نے بہادری
سے مقابلہ کیا اور جہانگیر خان مدد کو آیا جسنے دشمنون کو چارون طرف بھگایا اس وقت
بجیا تھ دیو اور ہرچندر نے میر زین العابدین پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا انکے پاس سپاہ
پانچہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھی انکو بھی شکست ہوئی اور بہت نقصان اوٹھایا بجیا تھ
دیو قلعہ پیرالگوتم کو بھاگا اور مسلمانون نے نراین پیٹم پر جسمین شیرے ڈالے۔ اس اثنا مین
تکندراج جلموری نے قلعہ محمد قلی قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا مگر اوپر کی شکستون کا حال
سنکر اپنے دار الحکومت جلمور کو بھاگ گیا یہ ایک قلعہ پہاڑون اور جنگلون کے درمیان تھا
جہانگیر خان نے دو مہینے تک اسکا تعاقب کیا جب اسنے دیکھا کہ اب بری بنی تو اس نے

لشکر بھی ہوگئی اور میرزین العابدین کی جگہ شاہ نے سید حسن کو بھیجا اس لیے آن کی ہری سرکار
کی شرائط صلح کو منظور کرلیا اور رکمندراج پر فتح حاصل کرنے کے لیے دو رون اور تلنگانہ رائہون
مین تین قلعے مصطفیٰ آباد قطب شاہ آباد اور محمد آباد تعمیر ہوئے جنمین ہمیشہ تھوڑی سپاہ بھی
اس طرح رکمندراج چارون طرف سے گھر گیا۔ تو اس نے کشتم راج سے مدد مانگی اسنے
تین ہزار بندوقچی پیادون سے محمد آباد پر حملہ کیا جسمین تیر لگنے سے وہ خود مارا گیا اور
سپاہ کو شکست ہوئی۔ رکمندراج اس دوست کے مرنے سے گو شکستہ خاطر ہوا مگر اس کی
جگہ سیداشو کو بھیجا وہ بھی شکست پاکر رکمندرام پاس آیا۔ اگنی راج نے مصطفیٰ آباد پر دس
ہزار پیادون کو لیکر حملہ کیا مسلمانون کی سپاہ نے اس پر چارون طرف حملہ کرکے مار ڈالا
اس وقت مین لوچنا راج نے قطب آباد شاہ پر حملہ کیا اور مارا گیا ان شکستون کے بعد
سید حسن نے مدد وار پر حملہ کرنے کے لیے جنگل کو جلوایا اور کٹوایا۔ رکمندراج مسلمانون سے
جان توڑ کر یہ آخر لڑائی لڑا مگر شکست پائی اور پھر بنگال کو بھاگ گیا۔ اس طرح سے
کس سم کوٹا کے ضلع مین کوئی ہندو راجہ ایسا نہین رہا کہ وہ مسلمانون کو ستائے
شاہ نے سورے راے کو اس ضلع کا حاکم مقرر کیا یہ ضلع گلکندہ کے تابعین اضلاع
مین داخل ہوا۔

ان دنون مین شاہ نے سید میر محمد امین استرآبادی کو میر جملہ دو لاکھ ہن (۲۰۰۰۰۰)
مشاہرہ پر نوکر رکھا سنہ ۱۰۲۲ھ مین شاہ ایران اور شاہ حیدرآباد کا ایسا اتحاد بڑھا کہ
شاہ عباس شاہ ایران نے ایلچی اوغلو سلطان اپنے رشتہ دار کو محمد قلی قطب شاہ
پاس بھیجا اور بہت بیش بہا تحائف ایک نے دوسرے پاس بھیجے اور سنہ ۱۰۱۶ھ مین شاہ
حیدرآباد کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین بھتیجے ہوا تاریخ فرشتہ
مین لکھا ہے کہ شاہ کے بیٹے سے ہوا۔

تاریخ فرشتہ مین تحریر ہے کہ اہل ہند کی کتابون مین لکھا ہے کہ تین ملکتین محاذی ایک
دوسرے کے واقع ہین اور ان ولایتون کی ہوا تاثیر اور خواص مین ہم رنگ ہین

لوٹنا شروع کیا جو حیدرآباد مین آباد ہو گئے تھے۔ بہت سے سوداگرون کی جانین مال کی حفاظت مین گئین جب میر جملہ کو اس شورش کی خبر ہوئی تو اپنا کام چھوڑ کر شاہی محل مین دوڑ آگیا۔ شاہ سوتا تھا۔ نوکرون نے اسکو جانے نہین دیا مگر اس نے دلیری کر کے دروازہ کھلوالا اور شاہ کے کان مین شہر کے آشوب کی آواز پہنچائی اور کہا کہ حضور محل کی کھڑکیون مین سے شہر کا حال دیکھ لین جس سے میرے قول کی تصدیق ہو جائے۔ شاہ نے حکم دیا کہ فوراً یہ اشتہار جاری کیا جائے کہ جو شخص مغلون کے مال اسباب کو لوٹیگا وہ مار ڈالا جائیگا اور علی آقا کوتوال کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ خود جا کر اس فساد کو مٹائے ورنہ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے مسلوایا جائیگا اس ہدایت کے موافق علی آقا شہر مین گیا اور بہت سے فسادیون کو اسنے مار ڈالا اور خلقت کی طمانیت کے لئے اسنے بہت چھوٹے چھوٹے پولس کے افسرون کو جو زیادہ لوٹ پر چلے ہوئے تھے پھانسی دیدی یا زندہ کھال کھنچوائی بہت آدمیون کے اعضا کٹوائے اور انکو اس حال مین اہل شہر کو دکھایا۔

سنہ ۱۰۱۱ھ مین شاہ کے چھوٹے بھائی محمد خدا بندہ نے سرکشی کی جسکا مطلب یہ تھا کہ کل پردیسیون کو جو شیعہ مذہب رکھتے تھے قتل کر ڈالین اور شاہ کو معزول کر کے محمد خدا بندہ کو تخت سلطنت پر بٹھائین مگر اس شاہ کی سازش کا حال کھل گیا اور اسنے مجرمون کو مع شاہزادہ محمد خدا بندہ کے گرفتار کر کے قلعہ گلکنڈہ مین مقید کیا اور سنہ ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۱) کو یہ شہزادہ قید ہی مین مر گیا۔ باقی حال اس شاہ کا تاریخ سلطنت مغلیہ مین بیان ہوگا۔

تاریخ مملکت برار جس کے شاہون کا لقب عماد شاہ ہے

فتح اللہ سنہ ۸۹۰ھ (۱۴۸۴) علاء الدین سنہ ۹۱۰ھ (۱۵۰۴) دریا عماد شاہ سنہ ۹۳۶ھ (۱۵۲۹)۔

برہان سنہ ۹۷۰ھ تفال خان۔

برار کی سلطنت چھوٹی سی تھی اسکی تاریخ ہمسایہ کی سلطنتون کی تاریخ کے اندر بیان ہو گئی اسکی وسعت مغرب مین اجنادری کے پہاڑون سے گوداوری تک مغرب مین

اس حملہ کی خبر سنکر ابھی سپاہ کو خداوندخان کے بیٹون کی حمایت کے لئے جمع کیا تو امیر برید نے
لڑائی سے بچنے کے لئے خداوندخان کے ایک بیٹے کو قلعہ ماہور اور دوسرے بیٹے کو قلعہ رام گیر دیدیا
اور انکو سمجھا دیا کہ وہ اپنے تئین علاء الدین عماد شاہ کا جاگیردار سمجھین علاء الدین نے ان قلعون کے
پاس لشکر انکو غارت اپنے قبضہ مین کر لیا خداوندخان کے بیٹے برہان نظام شاہ کے پاس چلے
گئے کہ وہ انکی حمایت کرے علاء الدین نے ان قلعون مین اپنے حاکم اور سپاہ متعین کئے۔
ان قلعون کی غصبیت نے اور برار کی شوکت بڑھنے نے برہان نظام شاہ اور علاء الدین
کی دوستی کو دشمنی سے بدل دیا۔ ان دونو مین بہت لڑائیان ہوئین آخر کو علاء الدین شکست
فاحش پاکر اپنے دار الحکومت ایلچپور کو بھاگ گیا علاء الدین نے اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن سے نکاح
کرکے اسکے ساتھ اتحاد پیدا کر لیا تھا مگر اس وقت وہ وجیانگر کے راے سے لڑائیون مین الجھ
ہوا تھا اسلئے وہ عماد شاہ برار کی مدد نہین کرسکتا تھا اس وجہ سے برہان نظام شاہ کو
اچھا موقع ہاتھ لگا کہ فتح ماہور اور رام گیر (راے نگر) کے قلعے چھین لئے۔

پھر علاء الدین نے میران محمد خان حاکم خاندیس کے ساتھ اتفاق کرکے کوچ کیا
کہ برہان نظام شاہ سے اپنا انتقام لے انمین سخت جنگ ہوئی جس مین نظام شاہ کو
فتح ہوئی اسنے ان دو شاہون کے ہاتھی اور توپ خانے چھین لئے اور انکو اپنی اپنی
دار السلطنتون کو بھگا دیا۔ علاء الدین نے اول اسمٰعیل عادل شاہ سے امداد کی درخواست
کی مگر وہ اپنے جھگڑون مین ایسا گرفتار تھا کہ وہ مدد نہین کرسکتا تھا میران محمد خان
نے اس سبب سے کہ اسکے کل ہاتھی اور توپخانے چھن گئے تھے اپنے رشتہ دار گجرات کے بادشاہ
بہادر شاہ سے امداد طلب کی اسنے قبول کی سلطان بہادر شاہ کو سوا اپنی سلطنت
بڑھانے کے کوئی اور فکر نہ تھی۔ دکن کی فتح کی ادھیڑبن مین رہتا تھا وہ لشکر عظیم کے
ساتھ برہانپور کی راہ سے برار مین آیا تو علاء الدین کو اسکی نیت کا حال معلوم ہوا
کہ وہ خود دکن فتح کرنا چاہتا ہے اسلئے وہ اسکے بلانے سے پشیمان ہوا مگر ناچار
گاول مین اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا اور برار کی سلطنت اسکے نذر کی۔ اب اسکا دست

برہان نظام شاہ کا دو قلعون کا لینا۔

[illegible]

میران محمد خان حاکم خاندیس شاہ گجرات پر متقاضی ہوا کہ وہ سیدھا احمد نگر کو چلے اور نظام
کے خاندان کو اطاعت پر مجبور کرے بہادر شاہ ان انجو دستون کی فرمان برداری
خوش ہوا اور دولت آباد کی راہ سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔
ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ یہان سکہ اُس کے نام کا جاری ہوا اور اسکی شاہی مالی
گئی۔ اسکے بعد ان شاہون نے اپنی اپنی دار السلطنت کو مراجعت کی تھوڑے
دنون بعد علاء الدین عماد شاہ کا انتقال ہوا اور اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔

برہان عماد شاہ

دریا عماد شاہ کے مرنے کے بعد برہان عماد شاہ تخت نشین ہوا وہ ابھی بچہ تھا
تفال خان جو کہ غلامون مین تھا دولت خانہ پر مسلط ہوا ہنوز برہان کی عمر تک
نہین ہوئی تھی کہ وہ عنان سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ نائب سلطنت تفال خان نے
حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنت کو غصب کر لیا اور آخر کو اپنے
شاہ کو پابزنجیر کرکے قلعہ پرنالہ مین مقید کیا اور خود سر پر چتر لگا کے شاہ بنا۔

تفال خان کا سلطنت غصب کرنا

تفال خان

اس عالی ہمت نائب سلطنت کی ذات مین وہ صفات شجاعت و سخاوت
کی تھین جو اسپر شاہی کو موزون کرتی تھین غصب سلطنت کے بعد اسکی قوت ایسی
جلد بڑھ گئی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور نے آپس مین متفق ہو کر اسکے استیصال پر کمر
چست کی اور دونو کی سپاہیون نے اسکے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا تفال خان
دونو شاہون کا مقابلہ نہین کر سکتا تھا تو وہ صلح عادل شاہ سے ملتجی ہوا اور اس
پاس اور اسکے وزیر پاس بیش بہا جواہرات بھیج کر وہ جنگ سے دست بردار ہو
مرتضی نظام شاہ کو جب ان معاملات کی خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کو چلا گیا۔
لیکن سنہ ۹۸۲ھ مین تفال خان سے لڑنے کے لئے مرتضی نظام شاہ نے کوچ کیا اور
یہ بہانا بنایا کہ وہ مقید شاہ برار کو پرنالہ کے قید خانہ سے نکالنا چاہتا ہے تفال خان

مضطر ہوا اور اُسنے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ سے امداد چاہی اور اسکی کمک سے اُسنے
چنگیز خان پیشوا احمد نگر پر حملہ کیا۔ مگر تفال خان کو شکست فاحش ہوئی اسکا تعاقب
ہوا اور سپاہ نظام شاہ کی صولت اور سطوت نے اسکو مدتون جنگل جنگل بھگایا۔
آخر کو وہ قلعہ پرناله مین اور اسکا بیٹا شمشیر الملک گاول گڑھ مین محصور ہوئے نظام شاہ
نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ کوہ پر واقع تھا وہ توپ منجنیق و خاکریزکے ذریعون سے
فتح نہین ہو سکتا تھا آخر محاصرہ کے طول سے مرتضی نظام شاہ ایسا تنگ ہوا کہ اُسنے احمد نگر
کی مراجعت کا ارادہ کیا مگر امیر جملہ چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ کا مانع ہوا اور اُس
نے اپنی حسن تدابیر اور درم و دینار کے پاشش سے قلعہ کے اندر کے آدمیون کو جو
قلعہ کے محافظ تھے ملا لیا وہ ضیق محاصرہ سے تنگ ہو رہے تھے وہ قلعہ کے برج و بارہ
کنگورون سے نیچے اتر گئے اور جاکر چنگیز خان سے مل گئے اُسنے انکو انعام و مناصب
بزرگ اور اقطاع دئے اور آدمی بھی جس طرح بن سکا قلعہ سے باہر آئے اور بڑے
ذوق و شوق سے چنگیز خان سے ملے اور اسکے توسل سے سرکار نظام شاہ مین اپنے
مقاصد علیہ پر پہنچے اب قلعہ کے اندر بارہ نفر توپ اندازون اور آتشبازون سے
زیادہ باقی نہ رہے۔ نظام شاہ کی سپاہ نے سورچے آگے بڑھا کے بڑی بڑی توپون
سے قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈالدیا اب قلعہ مین کوئی جنگی مرد نہ تھا چنگیز خان نے
زینہ لگا کے اشارہ سے آدمی چڑھائے اور بغیر سرنج کر جنگ سے مخصوص تھی
بجز اسکی جنگی آوازسے تفال خان نے جانا کہ چنگیز خان قلعہ مین آگیا اس نے کچھ مقابلہ کا
سامان نہین کیا قلعہ سے نکل کر وہ بھاگا دوسرے روز مرتضی نظام شاہ قلعہ مین
آیا خزائن و اموال و اسباب نفیسہ جو تھے لئے اور باقی اسباب کو حکم دیا کہ سوار اور پیادے
لوٹ لین۔ سید حسین استرآبادی نے تفال خان کا تعاقب کر کے تیسرے روز
اسکو گرفتار کیا اور نظام شاہ پاس لایا قلعہ گاول بھی امان دینے سے مفتوح ہوا
شمشیر الملک گرفتار ہوا۔ نظام شاہ نے بجاے اسکے کہ مقید بادشاہ کو تخت سلطنت

اسکے دفع کرنے کے واسطے وہ نامزد ہوا۔ مرہٹون سے وہ بڑی لڑائی لڑا اور اُس نے
فتح بزرگ حاصل کی۔ مرہٹون کے سب سے بڑے سردار سنبھاجی کو قتل کیا اور اسکی بیٹی بیبی
سے اپنے بڑے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ سلطان نے اس حسن خدمت کے جلدو مین
سنبھاجی کی مملکت اسکو اقطاع مین دی تو ملازم ہوکے چارسو کے قریب رشتہ دار اسکے ملازم
ہوگئے جنمین سے ہر ایک شجاع اور جوان مرد تھا۔ زمانہ کے گذرنے کے بعد ان مین سے اکثر
مسلمان ہوگئے اس مخلص و فدائی جماعت کے استظہار سے سلطان محمود کے زمانہ مین اسکا
تسلط اور استقلال بڑھ گیا اور اسکے دل مین بھی اور امراء کی طرح بادشاہی کی ہوس پیدا
ہوئی عادل شاہ اور نظام شاہ و عماد شاہ کی صلاح سے اُس نے قلعہ اودسلہ اور
قندھار اور اودگیر پر قبضہ کیا اور انمین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بیچارے محمود شاہ
پاس صرف دارالسلطنت احمدآباد باقی چھوڑی۔ اس شاہ کی زندگی مین بارہ سال
شاہی کی سنہ ۹۱۰ھ مین مرگیا اور اسکا بڑا بیٹا قائم مقام ہوا۔

امیر برید

باپ کا قائم مقام امیر برید ہوا اسکے زمانہ مین سلطان محمود شاہ نے وفات پائی
اور آخر بادشاہ کلیم اللہ احمدنگر کو بھاگ گیا شہر بیدر اسمٰعیل عادل شاہ کے ہاتھ مین آیا مگر
پھر اسنے امیر برید کو دیدیا اسی زمانہ مین عماد الملک والی برار اور محمد شاہ والی برہانپور
کی التماس سے سلطان بہادر شاہ گجرات دکن مین آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ کے حکم سے
امیر برید مع اپنی جمعیت کے بیجاپور گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب (پردیسی)
تاج پوش اسکی ہمراہ کیے اور اپنے لشکر کا سرلشکر بناکے برہان نظام شاہ کی مدد کو بھیجا
دولت گجرات سے بستا نہ لڑا ان لڑائیون کا بیان اپنے محل پر شرح و بسط
سے پہلے لکھا گیا) اسکے بعد اسنے چند سال مسند کامرانی پر تکیہ لگائے وہ بیٹھا رہا
آخر عمر مین برہان نظام شاہ اول کی کمک کو گیا اور حوالی دولت آباد مین فوت
ہوا۔ ۳۵ سال سلطنت کی۔ دکن مین اسکی حکایت مشہور ہے کہ چار ٹکے مین ایک دن

پانے سے مضطرب ہوا لشکر تلنگ کو مرزا یادگار کی سرکردگی مین محاصرہ مین چھوڑا اور خود احمدنگر گیا جب بیجاپوری سپاہ چند میل کے فاصلہ پر آئی تو مرزا یادگار محاصرہ چھوڑ چنپت بنا۔ علی برید نے محصور ہونے کی تکلیف سے نجات پائی سنہ ٩٨٣ مین وعدہ کے موافق دونو خواجہ سرایون کو علی عادل شاہ پاس بھیجدیا۔ ان پر حمیت خواجہ سرایون نے بد ہوسی کے خوف سے عادل شاہ کو کشتہ کیا۔ علی برید شاہ سنہ ٩٩٠ / ١٥٨٢ مین تخت سے تختہ پر گیا۔ ٤٢ سال سلطنت کر گیا اسکا ولد اکبر ابراہیم برید پادشاہ ہوا اسنے سات سال سلطنت کی بعد اسکے قاسم برید تین سال تک حکومت مین سرگرم رہا جب وہ مرگیا تو اسکا چھوٹا بیٹا چند برس کا تھا شغل حکومت مین لگا ہوئی تو ایک اور شخص اسی خانوادہ کی اولاد مین مرزا علی برید پیدا ہوا اسنے سنہ ١٠٠٠ مین اس خورد سال کو محمد علی قطب شاہ کی پایہ تخت بھاگ نگری مین بھگا دیا اور خود بادشاہ ہوا اسکے بعد امیر برید ثانی تخت پر بیٹھا اور خاندان کا خاتمہ ہوا۔

اس خاندان کی سلطنت بہت چھوٹی تھی اسلیئے مملکت کی حدبندی بھی اچھی طرح نہ تھی اور اسکے خاندان کے ختم ہونے کا زمانہ بھی معلوم نہین امیر برید دوم سنہ ١٠١٨ / ١٦٠٩ مین سلطنت کرتا تھا تاریخ فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ختم کردیا۔ برار اور بیدر کی تاریخون کا پتا کچھ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے اور اسنے خود لکھا ہے کہ مین نے یہ حالات سنے سنائے لکھے ہین کوئی تاریخ مجھے دستیاب نہین ہوئی + فقط

ضمیمہ تاریخ دکن

اس ضمیمہ مین مختصر بیانات اہل ہند اور پرتگیزون کی لڑائیون کا اور ان کے اور معاملات کا پرتگیزی مورخ فاریا سوزا کی تاریخ سے اخذ کرکے تحریر کرتا ہون تاریخ کے پڑھنے والون کو وہ علم ہوگا جو ہندوستانی مورخون کی تاریخون سے نہین

اپنا مقصد حاصل کرین۔ ۲ اگست کو وہ ملندا مین آیا دو گجراتی بحری رہنماؤن کی رہنمائی سے ۱۵ ستمبر کو کالی کٹ مین آیا۔ زاموری نے اپنے قیدیون کو گاما کے ہاتھ سے چھڑایا اور انکی عوض مین گاما کی فرمائش کے موافق ۶ برہمن اول مین دیئے۔ مکہ کے تاجر پرتگیزون کی تجارت کے متعرض ہوئے ایک جہاز ہاتھیون کو لئے سیلون (لنکا) سے گجرات کو جاتا تھا مسلمانون نے پرتگیزون پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اُسنے پرتگیزون پر حملہ کیا اور انکی طرف چند بند وقین چھوڑین اور سب لنگا نور کی راہ لی پھر پرتگیزون نے گجرات کے جہاز پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ لیا اور کوچین کے راجہ کو دیدیا کرنگا نور مین ذکر نگا نور پرتگیزون سے چند ارمنی عیسائی ملے۔ گاما پرتگال کو واپس آیا

گاما پھر سنہ ۱۵۰۲ء مین ۲۰ جہاز لیکر روانہ ہوا۔ اس بیڑے اور سلطان مصر کے جہاز میریم مین مٹ بھیڑ ہوئی اس جہاز مین دو سو اسی مسلمان تھے جنمین زیادہ تر مسلمان حج کو جاتے تھے مسلمانون نے اپنا جہاز پرتگیزون کو حوالہ نہین کیا اور سخت مقابلہ اور جنگ کرکے سب مارے گئے دو بچے بچے تھے جنکو عیسائی کرلیا۔ گاما ہندوستان مین آیا لنگا نور کے عیسائیون نے اس پاس پناہ ڈھونڈھنے کی درخواست (پیغام آدمیون کے ہاتھ) بھیجا ان ارمنی عیسائیون کی تعداد بیس ہزار تھی جنکی نگرانی ارمینیا کا بشپ کرتا تھا۔ گاما کے دس جہازون نے کالی کٹ کے ۲۹ جہازون کا مقابلہ کیا اہل ہند جہازون پر سے آتشبازی کرتے تھے ہند کے دو جہاز پرتگیزون کو ہاتھ آئے جنمین سے ایک مین سونے کا بت جواہر سے مرصع وزن مین ۱۵ سیر انکو ملا۔ گاما اپنے بیڑے مین سے کچھ جہازون کو ہمراہ لے کر لسبن روانہ ہوا۔

سنہ ۱۵۰۳ء مین الفونسو دی البوکرک ۶ جہاز لیکر یہان آیا۔ زاموری نے کوچین مین ۵۰ ہزار سپاہی بحری و بری دونو طرف سے پرتگیزون پر حملہ کیا۔ ہند کے بیڑے مین ۱۶۰ قسم کے کشتی جہاز تھے جنمین ۲۸۰ توپین چڑھی ہوئی تھین اور چار ہزار آدمی سوار تھے ۔ آٹھ جہاز اور ۱۲ توپین پرتگیزون نے چھین لین ۔ ہندوؤن نے دو کشتیون پر ۱۵ فٹ ...

گوا کا گورنر جنرل تھا تعزیت نامہ لکھا۔

لسبن سے ۷ جہاز روانہ ہوئے۔ دون الفنسو البوکرک گورنر جنرل مقرر ہوا اور ۱۵۰۸ء میں شہر السیکو الیمیدا مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیے ۱۹ جہاز اور ۱۶۰۰ سپاہی لیکر چلا۔ ان سپاہیون میں ۴۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے۔ یہ اول ہندوستانی فوج تھی جس نے پرتگال کی خدمت کی۔ ۲۴ دسمبر ۱۵۰۸ء کو دابل پر وہ اترا اور اس نے شہر کو جلا دیا مگر قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور ایک مسلمان کے جہاز میں بندرگاہ بمبئی کے قریب سوار ہوا۔ ۲ فروری ۱۵۰۹ء کو دیو میں آیا۔ ترکون سے خون ریز لڑائی ہوئی جس میں پرتگیزون کو فتح ہوئی۔ پرتگیزون نے اپنے تمام قیدیون کو مار ڈالا۔ دشمنون کے جہاز میں بہت سی کتابیں انکو ہاتھ لگیں۔ دیو کے حاکم نے سید علی کو پرتگیزون کے امیر البحر پاس ایلچی بناکے بھیجا اور ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ دیو کے کنارہ پر ترکون نے اپنی تمام توپین اتار دین۔

۱۵۱۰ء میں لسبن سے پندرہ جہاز اور آئے۔ المیڈا پرتگال کو واپس جاتے ہوئے مارا گیا۔ البوکرک اور کاتن ہوئے۔ ۲ جنوری ۱۵۱۰ء کو کالی کٹ پر حملہ کیا مگر انکو ہٹنا پڑا اور اس لڑائی میں کاتن ہوا اور ۸۰ فرنگی مارے گئے اور البوکرک زخمی ہوا اور اور سپاہی بھی زخمی ہوئے۔

البوکرک نے سپاہ سے گوا لینے کا ارادہ کیا۔ کنار کے حاکم تماجی نے اسکی مدد کی۔ ۲۴ فروری ۱۵۱۰ء کو گوا فتح کرلیا۔ بہت توپ و گولا و جنگی ذخیرے پرتگیزون کے ہاتھ آئے مگر پھر یہ گوا انکے ہاتھ تلے سے نکل گیا۔ مخالفون نے ۲۰ روز محاصرہ کرکے لیلیا۔ البوکرک کی مدد کو ۱۳ جہاز یورپ سے آئے وہ ۲۳ جہاز اور پندرہ سو سپاہ لیکر گوا پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مادھوراؤ تماجی کا امیر البحر اسکا مددگار رہا۔ گوا پھر پرتگیزون نے لیلیا۔ ملکی انتظام تماجی ورا ولور کے راجہ مالی راؤ کے سپرد کیا گیا۔ پرتگیزون نے یہان کے باشندون اور اپنی قوم کے آدمیون میں

گوا فتح کر لیا اور پرتگیزون کا قبضہ ہوا ۱۵۱۰ء

فتح ہوئی۔ بیجاپور کی فوج واپس گئی۔
گوا کے گورنر لے دی سیلو نے ۲۵۰ سواروں اور ۸۰۰ کناری پیادوں سے ملک کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک پرتگالی بیڑا جس میں ۱۸ جہاز ۳ ہزار فرنگی ۸۰۰ ملیباری تھے دیو پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مگر نہایت درجہ پر ناکام رہا۔ دوبارہ پھر دیو کی فتح کرنے میں کوشش کی تو اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ گجراتی بیڑے نے پرتگالی بیڑے کو درہم برہم کر دیا اور انکا ایک جہاز برباد کیا۔ شاہ احمد نگر سے پرتگیزوں نے چول پر ایک کارخانہ کھولنے کی اجازت حاصل کی تاکہ عربی فارسی گھوڑوں کی تجارت وہاں ہوا کرے گجراتی امیر البحر ملک ایاز سے فساد ہوا اور اس نے پرتگیزوں کو چول پر شکست دی اور انکا ایک جہاز ڈبو دیا۔ ۲۰ روز تک یہ گجراتی امیر البحر بندرگاہ میں پھنسا رہا اور اس کارخانہ کی عمارت جو لوگ بنا رہے تھے انکے اور پرتگالی بیڑے کے درمیان آمد و رفت کو بالکل بند کر دیا۔ پرتگیز ساحل پر اترے اور شہر سے ڈنڈ لیا۔ گجراتی امیر البحر دیو کی طرف روانہ ہوا۔ پرتگیزوں نے گوا کے قریب کا ملک دبا لیا تھا اسکو شاہ بیجاپور نے پھر چھین لیا۔

گجرات کے شاہ نے ۸۰ جہازوں کا بیڑا پرتگیزوں پر چول پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ پرتگیزوں کا مددگار شاہ احمد نگر ہوا۔ گجراتی بیڑا بالکل تباہ ہوا ۷۳ جہاز جل گئے یا ڈوب گئے۔ پرتگیزوں نے احمد نگر کے شاہ کی مدد سے ایک گجراتی قلعہ فتح کر لیا اور احمد نگر کے سپہ سالار کو دیدیا۔ ماہم کو بھی فتح کر کے اسکو حوالہ کیا۔ پرتگیز شمال کو بڑھے اور تھانہ بسین کو خراج دینے پر مجبور کیا۔

ہندوستان میں ۱۵۲۹ء نارونہا سوزا۔ پرتگال کا مورخ آیا۔ یورپ نے اس بات پر بہت زور لگایا کہ دیو پر جن شرائط پر قبضہ ہو سکے قبضہ کیا جاوے۔ ۱۵۳۱ء میں ۴۰۰ انتونی دی سلو برایا نے چھوٹے بڑے ۱۵۰ جہاز لیکر دریا رتا پتی سے عبور کیا اور سورت کو جا کر لوٹ لیا اور ۲۰ جہاز جلا دیئے دمن کو بھی جلا کر خاکستر کیا۔

راجی دی سیلو اور گوا ۱۵۲۰ء

گجرات اور پرتگیزوں کے مابین ۱۵۲۸ء

۱۵۳۱ء

اور پرتگیزون نے اسکو اپنی پناہ مین رکھا ۵۰۰ افسر اور ۵۴۰ فرنگی پیادے اسکی کمک کے لئے دیئے اور بہادر شاہ سے کارخانہ کے لئے قلعہ بنانے کی اجازت لی اب اس بات پر جھگڑا ہی رہا کہ قلعہ مین مورچے کس طرح بنائے جائین کہ وہ بن کر تیار ہو گیا۔ بہادر شاہ نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرنے کا اور اس قلعہ کو پرتگیزون سے چھیننے کا ارادہ کیا اسنے نونو دی کنہا گورنر کو دیو مین اس نیت سے بلایا کہ اسکو گرفتار کرے۔ بہادر شاہ گورنر کے جہاز پر گیا اور گجراتیون اور پرتگیزون مین لڑائی ہوئی جسمین نونو کا ورزر ڈیمیلو ڈی سا بہادر شاہ کے جہاز پر مارا گیا۔ بہادر شاہ جہاز مین سے کود پڑا اور مر گیا۔

۱۵۳۸ء دیو کو سلیمان آغا ترکی امیر البحر کے بیڑے اور خواجہ ظفر کی فوج سے بڑی بہادری کے ساتھ بچایا۔ نونو دی کنہا نے ایک بیڑا دیو کی کمک کے لئے تیار کرایا۔ جسمین ۱۶۰ جہاز اور ۱۰۰۰ توپین اور ۵۰۰۰ سپاہی تھے ۱۵۳۸ء مین نونو دی کنہا کی جگہ گرسیا دی نورونہو مقرر ہوا۔ گجرات کے سپہ آرا خواجہ جہان نے بسین کا محاصرہ کیا لیکن ناکام ہو واپس جانا پڑا۔

۱۵۴۳ء مین بلگام کے حاکم اسد خان نے گورنر جنرل دون گرسیا کو نذرانے پیش کئے۔ کہ بیجاپور کے شہزادہ ملو خان کو اسکے حوالہ کر دے۔ ابراہیم عادل شاہ اول شاہ بیجاپور نے بھی اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے صلح کی اور اس کے سروا اسد خان نے کونکان دینے کا وعدہ کیا جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی گورنر نے ملو خان کی طرف داری کو منہ چھوڑا بلگام کا اسد خان مر گیا پرتگیز شاہزادہ ملو خان کو اسکے بھائی ابراہیم عادل شاہ کو اس شرط پر حوالہ کرنے کو راضی ہوئے کہ اسد خان کی ساری دولت انکو ملجائے یہ روپیہ خواجہ شمس الدین کی حفاظت مین گوا مین بھیجا گیا مگر پرتگیزون نے یہ جانا کہ ہمکو روپیہ کا ایک حصہ ان تک خواجہ نے بھیجا ہے انکے نزدیک اسد خان کی دولت کا

شاہ سے صلح ہو گئی اور شاہان دکن نے اپنے اپنے سفیر پرتگیزون کے گورنر جنرل کے پاس بھیجے
ملو عادل خان نے سنہ ۱۵۵۵ میں تین ہزار پرتگیزی پیادے اور دو سو سوار لیکر بیجاپور
کی شاہی کا دعوی کیا اُس نے قلعہ پونڈا کو فتح کرلیا اور اس مین انٹونی ڈی نورنہا
کو ۲۰۰ آدمیون کے ساتھ چھوڑ گیا اور تمام کونکان پرتگیزون کے حوالہ کیا انٹونی
نے خراج وصول کرنا شروع کیا ملو خان بیجاپور کی طرف گیا اور وہان لڑائی مین
شکست پائی اور مقید ہو کر مارا گیا اور شاہ بیجاپور نے پرتگیزون سے کانکان چھین
لیا۔ [illegible] پر بیجاپور کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن پرتگیزی سپاہ نے جسمین تین ہزار
فرنگی اور ایک ہزار کنارہی اور ۲۰۰ سوار تھے بیجاپور کی سپاہ کو شکست دی وہ
ہٹ کر پونڈا کی طرف چلی گئی۔

سنہ ۱۵۵۹ مین پرتگیزون نے دمن کو فتح کیا جیرو ڈی نورنہا کو ۱۲ ہزار آدمیون کے ساتھ
قلعہ کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا بلسر کو بھی پرتگیزون نے فتح کیا گجرات کی فوج
نے اسپر حملہ کیا پرتگیز میدان مین لڑنے آئے مگر گجراتی سپاہ نے انکو نیست و نابود
کر دیا اور گجراتیون نے بلسر پر پھر قبضہ کرلیا۔

سنہ ۱۵[illegible] مین پرتگیزون کا بیڑا سورت کو روانہ ہوا اور شہر پر حملہ کیا مگر اہل سپاہ کو
[illegible] فرانسس کو نہو گوا کا وائسرائے مقرر ہوا اسکے ساتھ تین ہزار فرنگی
سپاہ آئی سنہ ۱۵۶۴ مین جان ڈی مندوزا وائسرائے مقرر ہوا اور تالی کوٹ کی لڑائی
ہوئی جسمین شاہ بیجاپور بگڑ گیا اور اسکا سر قلم ہوا پھر ڈی نورنہو وائسرائے مقرر ہوا
سنہ ۱۵۷۰ مین لوئس ڈی اتنڈا وائسرائے ہوا۔

سنہ ۱۵۷۹ مین گوا کا وائسرائے ۱۳ جہاز کا بیڑا لے کر انور کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا
اس بیڑے مین ہندوستانیون کے سوا ۳۰۰۰ فرنگی تھے۔ پرتگیزی بیڑا
ملیبار کے ناگوان روانہ ہوا — جہاز اُس کو ملے سب پر اُس
نے قبضہ کیا۔ اور شہر دن کو جلا دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ملو خان کا دعوی شاہی سنہ ۱۵۵۵

پرتگیزون کی فتوحات سنہ ۱۵۵۹ [illegible]

پرتگیزون کی رسد بند کردین مرتضیٰ نظام شاہ نے پرتگیزون پر ہر طرف حملہ کیا لیکن سب طرف شکست فاحش ہوئی ۲۰۰ پرتگیز قلعہ سے بھاگ گئے میدان مین ایک لڑائی ہوئی جسمین شاہ احمدنگر کے تین ہزار آدمی مارے گئے اور پھر صلح ہوگئی۔

سنہ ۱۵۷۱ء مین چیل پر جو کالی کٹ کے قریب واقع ہے اور اسپر پرتگیز قابض تھے زاموری نے ایک لاکھ سپاہ سے حملہ کیا۔ قریب تھا کہ وہ شہر کو فتح کرلیتا لیکن پرتگیزون کی کمک مع سامان رسد آگئی آخر کو صلح ہوگئی۔

سنہ ۱۵۷۱ء مین انتونی دی نورنہا وائسرائے مقرر ہوا۔ کل شاہان دکن سے صلح ہوگئی شاہ بیجاپور نے ایک جہاز سخت مقابلہ کے بعد پرتگیزون سے چھینا۔ پرتگیزی سفیر اور اسکے ہمراہی بلگام مین قید کردئے گئے جب تک اسکا معاوضہ نہ دیا گیا وہ قید مین رہے۔

سنہ ۱۵۸۱ء مین دون فرانسسی ماسکرینا وائسرائے مقرر ہوا۔ دمن پر شہنشاہ اکبر کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن شکست کھائی سنہ ۱۵۸۳ء مین پانچ جہاز پرتگال سے آئے۔ مظفر شاہ گجرات کا معزول شاہ اپنے ملک مین واپس آیا اور نوانگر جام کی مدد سے ۳۰ ہزار سپاہ جمع کی اور اپنی سلطنت کا بہت سا حصہ حاصل کرلیا اور بروچ کا محاصرہ کیا۔ پرتگیزون نے مظفر شاہ کے پاس اور اس کے دشمن پاس سفیر بھیجے تاکہ اس موقع پر بخوبی فائدہ اٹھائین۔ مغلون کی سلطنت کا آغاز ہوا۔ دون جان دی کاسٹرو کے جہاز کا دو ملیباری جہازون سے مقابلہ ہوا لڑائی مین وہ بالکل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گوا مین ملو خان کے بیٹے کے دل مین بیجاپور کی شاہی لینے کی ہوس پیدا ہوئی جیمز لوبر یا ایک پرتگیز بیجاپور کے شاہ کا ملازم تھا وہ گوا مین آیا اور اس نے اس مدعی کی آنکھین پھوڑ ڈالین یہ پرتگیز شاہ بیجاپور سے اس کام کے کرنے کا بیڑا اٹھا کے آیا تھا۔

سنہ ۱۵۸۴ء مین دون دوارٹ دی منزز گوا کا وائسرائے مقرر ہوا۔ شاہ بیجاپور نے اس سے ارتباط پیدا کیا تاکہ سنگیشور کے نائک پر حملہ کرے۔ پرتگیزون نے لکھنا بھیجا

قابل اطمینان نہین ہوا +

خلاصہ تواریخ دکن و اُسپر ریویو

دکن کی تاریخ نہ ایسی عجیب ہی نہ ایسی وسیع ہی جیسی کہ شمالی ہند کی تاریخ ہی جب مسلمانون
نے پنجاب و شمالی ہند کو فتح کیا تو انکے سپاہیون کی تقویت نئے سپاہیون کی بھرتی سے وسط
ایشیا کرتا تھا جو حرارت حمیت اسلامی کا گھر تھا۔ اسکے باشندے مذہبی اخوت رکھتے تھے
اپنے مذہب سنت و جماعت مین ایسے پکے تھے کہ کبھی انہین مذبذب نہین ہوتے تھے ہندوؤن کو
مذہب سے کوئی لگاؤ نہین رکھتے تھے۔ نہ انہین ہندو امیرزادیون کے ساتھ شادی بیاہ کے
ناتے رشتے ہوتے تھے آئیو سلطنت مین ہندوؤن کی مداخلت ہوتی تھی غرض ہندوؤن کا
کوئی اثر انکے کامون مین نہ تھا۔
مگر جب دکن مین مسلمانونکا تسلط ہوا تو انکے مذہبی و ملکی معاملات نے اپنا ایک نیا رخ دکھایا
جو ملک انکو اب تک معلوم نہ تھے انمین انکی سلطنت نے قدم رکھا۔ نئی قومین دیکھین نئی زبانین سنین
غرض ایک اور ہی عالم نظر آیا۔ اپنے پنجابی اور شمالی ہند کے بھائی بندون سے دور جا پڑے
دکن کی عورتون سے انہون نے اپنا پیوند کیا جسسے انکا ہندوؤن سے میل جول بڑھا اور ہندوؤن
کی طرف میلان ہوا ان اثرون نے انکو سلطنۃ دہلی کے جوئے کو کندھے سے اتار دینے کے
لئے بیتاب کیا۔ اگرچہ مسلمانون کی صورت اپنے بھائی بندون سے جدا ہونے کی جو
دکن مین تھی وہی بنگال مین تھی اور دونون نے بغاوت کرکے دہلی کی سلطنۃ سے اپنے
تئین بے تعلق کیا مگر بنگال کے ہندوؤن کا ذرا اثر بھی مسلمانون پر نہ ہوا نہ یہان ہندوؤن نے
مسلمانون کی مدد شاہان دہلی سے بغاوت اختیار کرنے مین کی۔ بنگال کی حرارت اور
رطوبت یہان کے باشندون کی ضعیف الخلقت بناتی ہے وہ لڑائی سے دور رہتے
ہین۔ بنگالی ہمیشہ سے برہمنون کے محکوم چلے آتے تھے اسلئے مسلمانون کے محکوم

رکھتے تھے جب سپاہ مغرور ہوئی تو ورنگل کی سپاہ نے تعاقب کرکے خوب اُس کا کچلا نکالا شاہزادہ نے کرامت کی کہ وہ بچ گیا۔

ایک اور سپاہ دکن کی فتح کے لئے آمادہ کی گئی جو ہندؤن کو غضب کی نگاہ سے دیکھتی تھی اُس نے ورنگل کو فتح کیا اور تلنگ کا راجہ اور اسکے تمام سردار قید ہوکر دہلی آئے اور پھر بحال کئے گئے۔

سنہ ۱۳۴۶ع میں چھبیس برس کے بعد دہلی مین سرکشی کا بازار گرم ہوا یہ وقفہ ۲۶ برس کا ایک نسل کی برابر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سرکشی فرو کی جاسے اور اُس کے اسباب کی بیخ کنی نہ کی جاسے تو پھر وہ پھوٹتی ہے اور اپنا سر اُٹھاتی ہے نئی نسل مین نہ تقی کرتا ہے۔ باپ سرکشی کا خمیازہ کیا اُٹھا چکے ہین اسلئے وہ ازسرنو سرکشی پر آمادہ ہوتی ہے دکن مین یہی صورت وقوع مین آئی کہ سنہ ۱۳۲۰ع کے بعد جب ایک نسل گذر چکی تھی پھر دوسری نسل نے بیوفائی اور دغا و مکر و فریب سے کام کرنا شروع کیا گو بغاوت کے اسباب کی تحقیق کرنا مشکل ہے مگر سنہ ۱۳۲۰ع مین جو فتنہ انگیزی کے لئے افواہین اُڑی تھین وہی سنہ ۱۳۴۶ع مین اُڑین۔

محمد تغلق کے اعمال سے راجاؤن کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اُنھون نے دہلی کے غاشیہ اطاعت کو دوش سے پھینکا مسلمان سپاہی بھی ایسی دہشت مین آئے کہ بغاوت اختیار کی ہندو راجاؤن نے انکی اعانت کی جسکے سبب سے دہلی کی سلطنت سے دکن نکل گیا۔ اس بغاوت مین اول حسن گانگوی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے دکن کا وہ سلطان العلاءالدین بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۳۴۷ع سے سنہ ۱۵۱۸ع تک یعنی ایک سو اکہتر برس تک تیرہ پشتین اسکی برابر حکمران رہین جب دہلی کی سپاہ اُنسے لڑنے آئی تو بیجانگر اور ورنگل کے راجاؤن نے اس جدید سلطنت کی اعانت کی۔ مگر جب دہلی کے اس مشترک دشمن سے ان کو نجات ملی تو وہی باہمی نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ پژمردہ ہو گئی تھی رفتہ رفتہ پھر شگفتہ ہوئی یہ آپس کی لڑائیان مدتون تک قائم رہین۔

خاندان بہمنی کو جس فوج کی بدولت سلطنت ہاتھ لگی اور وہ دہلی کی شاہنشاہی
سے جدا ہوئی اسمین اکثر مغل تھے اور پھر ایرانی اور ترکی اور اہل عرب جا اور سرکیشیا۔
قالموق وغیرہ وسوائے انکے تاتاری داخل ہوئے انکو غریب یعنی پردیسی کہتے تھے اور
انمین بہت سے آدمی شیعہ تھے۔ اختلاف نسل کی نسبت مذہب کے اختلاف سے
زیادہ تر دیسیون اور پردیسیون مین قضیے قضایا برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو
حبشی سپاہی اجرت پر مغربی سواحل کے بندرگاہون مین کثرت سے وارد ہوئے
تھے اور زیادہ تر سنی المذہب ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسی فوج کا ساتھ دیتے تھے
سلطنت بہمنی مین ان دیسی اور پردیسی لوگون کی تعداد ایسی ملی رہتی تھی کہ
کوئی گروہ ایسا غالب نہ ہوتا تھا کہ وہ دوسرے گروہ کو بالکل پست کر دیتا
علاؤالدین ثانی بہمنی کے عہد دولت مین ۸۴۳ھ مین دیسی اور پردیسی فوجونکی
عداوت یہانتک حد غایت کو پہنچی چنانچہ اس عداوت کے سبب سے لشکر مین ایسی
مین پھوٹ پڑی اور اسکا انتظام بگڑ گیا اور جیسے کہ ارکان سلطنت کے باہمی نزاع
سے حکومت مین نقصان ہوتا تھا ویسے ہی فوج کے نفاق کے سبب سے لڑائی
مین سلطنت کو مضرت پہونچی جب تک کہ قوی بادشاہون کے ماتحت سپاہ رہتی
تو انکی دیکھ بھال اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندی وہ ٹھیک رہتی مگر جب خاندان بہمنی
ختم ہونے کو ہوا اور محمود شاہ بادشاہ ہوا تو وہ اپنی کمزوری کے مارے کبھی
پردیسی فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل شاہ خان ترکی کے زیر حکومت
تھی اور کبھی دکنیون کے داؤ پر چڑھ جاتا تھا جو نظام الملک بحری کے ہاتھ تلے رہتی
بہمنی خاندان کی سلطنت کے بگڑنے سے بیجاپور مین عادل شاہیون کی اور
احمدنگر مین نظام شاہیون کی گولکنڈہ مین قطب شاہیون کی احمدآباد بیدر
مین بریدشاہیون کی برار مین عمادشاہون کی سلطنتین جدا جدا پیدا ہوئین
یہ سلطنتین آپس مین سنی و شیعہ مذہب کے سبب سے لڑتی رہین اور آخر کو سب

سلطنت تیموریہ میں داخل ہو گئیں۔
ان سلطنتون کی فتوحات کا مستقل اثر بہت دنون تک ہندوؤن کی دستون
پر رہا۔ بیجانگر کے راجاؤن نے دکن کی سلطنتون میں اپنی بات بنائے رکھی اور
مسلمان بادشاہون کی لڑائی جھگڑون اور سلوک و اتفاق میں وہ شریک اور
معاون ہوتے رہے مگر ۱۵۶۵ء میں تالی کوٹ کی لڑائی سب مسلمان شاہان
دکن متفق ہو کر ایسے لڑے کہ اس سلطنت کو پامال کر دیا۔ یہ جنگ مسلمانون کی
ان فتوحات عظیم میں سے ایک ہے جو ہندوستان میں ان کو حاصل
ہوئیں۔ مگر ایسی فتح عظیم سے وہ زیادہ فائدہ آپس کی بے
وحدتی نہ اٹھا سکے۔ نہ اپنی قلمرو کی حدون کو بہت
بڑھا سکے اور بیجانگر کا ملک ان چھوٹے چھوٹے
راجاؤن کے ہاتھون میں جا پڑا جو بیجانگر
کے بڑی سلطنت کے باجگذار
گنے جاتے تھے ـــــ اور
بولی کار یعنی زمیندار کے
نام سے پکارے
جاتے تھے
۱۲

تمت

صحت نامہ جلد چہارم

تاریخ سندھ و تاریخ ملتان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۴	جانتا	چاہتا	۴۴	۱۹	خراان	خراسان
۱۱	۱۷	محدت	محدث	۴۶	۱۷	ناہرہ	قاہرہ
"	۱۷	متخیر	متبجر	۴۱	۱۹	پھرپل	بھرپل
۳۰	۳	امراتی	امراتی نے	۴۶	۲۰	دارود	دابرو
۳۳	۲۰	سکے	ئے	۵۰	۳	ہوے - دوسرے	ہوئی - دوسری
۳۵	۱۰	اہا	رہا	۵۳	۲۱	سند	سید
۴۰	۲۰	ٹری	لڑی	۵۶	۱۵	شہدی	مشہدی
۴۵	۱۶	بکاول	بکاول کے			**تاریخ گجرات و مالوہ و خاندیس و سلاطین پوربی**	
۴۵	۱۳	فندھار	قندھار	۴	۱۴	دبلجھی	بلجھی
"	۱۷	ممبردان	منبردان	۲۰	۱۳	سلطان نے	سلطان
۶۶	۱۳	اسنے	انھوں نے	۲۳	۱۶	ہوا	ہوا جو
		تاریخ کاشمیر		۲۵	۱۴	راجے	راج
۶	۱۵	وزرا	وزرا	۲۵	۲۱	کوبل	کوہل
۸	۵	گونند	گونند	۲۷	۲۰	بہرم	بہیرم
۱۰	۷	اوراسکے	اور اسکے	۲۹	۲۰	الیسی	ایسی
۱۰	۱۳	ہی لوت	سی لون	۳۱	۲۱	زکھتا	رکھا
۱۱	۷	کی	کے	۳۳	۴	ہوئے	ہوا
۱۳	۶	داش	داس	۳۴	۲۱	سکے	سکیے
۱۳	۱	سے لون	سے لوتا	۲۷	۲	اسکا	انکا
۱۸	۱۹	اہمام	اہتمام	۴۷	۱۰	بھرا	بکھرا

صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ستری	۳۷	۹	ایکین	اپنی
علاقون	۴۰	۳۳	انکی	انکی عمر
امتعہ	۴۵	۲۳	بالاتفاق	بالاتفاق کہتے ہین
ن	۴۶	۴	اسلام	اہل اسلام
اسے	۴۸	۳	ایکے کرد	نوکرون
سلطنتین	۴۹	۱۱	اسے	راسے
یا	۵۰	۱	اوبرد	اور
کدمبون	۵۱	۲۱	ژرث کو	ژرث
احدنی	۵۵	۱	ہوسنے [illegible]	ہوسفنے
ہدیے	۶۰	۱۹	بالوبون	بالویون
آپ	۶۴	۶	علاورخان	دلاورخان
تھا	۶۵	۱۴	مشر	معتبر
پیچ	۶۷	۲۲	تک کو	تک
تلنگ نے	۶۹	۱۳	گیا تھا اس نے	گئی تھی
ایلچی	۷۲	۹	وجبہ پہنتا	اونہون نے جبہ پہنا
ناگ دیو کے	۷۳	۷	میت	+
ناگ دیو کو	۷۸	۳۴	انہین	اونسے
ریچکوایا	۸۷	۳	بنیکاپور	ہنکاپور
کے	۹۰	۱	پھلا	پہلا
حسن کی	۹۰	۱۷	نزار	زر
آپ	۹۱	۵	دبس	دلیس
بندر	۹۱	۲۱	دیا جاکر ملے	دیا جائے

مبادی الاخلاق حصہ چہارم کے مضامین